خصوصیات

مرتبہ
محکمہ اطلاعات
صوبجات متحدہ

جلد ۲ | لکھنؤ۔ ماہ جنوری ۱۹۳۹ء | نمبر ۱

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون

وزیر اعظم اور مسائل تعلیم

لکھنؤ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد منعقدہ ۱۰ ار دسمبر ۱۹۳۸ء کے موقع پر

آنریبل پنڈت گووند بلبھ پنت نے حسب ذیل

خطبہ دیا

میں اپنے پرانے دوست یعنی آپ کے وائس چانسلر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں نے مجھ کو آپ سے مخاطب ہونے کا یہ موقع عطا کیا۔ میں انکا بڑا شکر گذار ہوں کہ کتنے ہی کم وقفہ کے لئے سہی انھوں نے مجھ کو ان روکھے پھیکے کاموں سے چھٹی دلوادی جن کا پورا کرنا میرا روزانہ کا فرض ہے۔ آپ سے اس موقع پر ملاقات کے خیال نے میری پُرانی یادیں تازہ کردیں اور تعلیمی مسائل کی وہ تمام پیچیدگیاں میرے ذہن کے سامنے آگئیں جنھوں نے تمدن کی پہلی صبح سے لے کر آج تک تمام ملکوں میں انسانی خوش تدبیری و رسائی ذہنی کو پریشان کر رکھا ہے۔

یونیورسٹی تعلیم کی نوعیت اور اسکا مقصد

تعلیم اتنی ہی وسیع ہے جتنی کہ انسانی زندگی اور انسانی دلچسپیاں۔ یہ اپنی زندہ اور مسلسل کوششوں سے فرد اور جماعت دونوں کو کامل بناتی ہے۔ تمدن اسکے سہارے پر قائم ہے اس لئے ہر ملک کے ذہنی اور تہذیبی سطح کا اندازہ اس کے علمی اداروں کی قوت حیات سے کیا جاتا ہے۔ یونیورسٹی چونکہ تعلیمی مدارج کا سب سے زیادہ بلند درجہ ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس حیثیت سے غیر معمولی اثر ڈال سکتی ہے اس کے پھیلائے ہوئے خیالات سے اس کے پیدا کئے ہوئے رہنما قوم کی منزل اور اس کی عملی راہیں مقرر کرتے ہیں۔

ہماری یونیورسٹیوں کے سلسلہ میں بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں۔ الحاقی اور رہائشی یونیورسٹیوں

پر اختلاف رائے۔ آرٹس اور سائنس یعنی علوم و فنون کی رقابت۔ جدید اور قدیم زبانوں کا مقابلہ خالصاً ادبی اور ذہنی نظام تعلیم کی خرابیاں اور اس کے ساتھ ساتھ صنعتی تجارتی اور فنی مضامین کو یونیورسٹی نصاب تعلیم میں معقول حد تک داخل کرنے کی ضرورت وغیرہ وغیرہ۔ یہ وہ چند مسائل ہیں جن پر رائے عامّہ خاص غور و فکر کر رہی ہے اور جن کے طرفدار ان کی اہمیت پر بڑا زور دے رہے ہیں میں اسوقت ان تفصیلی معاملات میں نہیں پڑنا چاہتا۔ میرے خیال میں اس وقت ضروری بات یہ ہے کہ ہم تمام ظاہری اختلافات کو بھلا کر یونیورسٹیوں کے سارے نظام میں ایک واحد مقصد کی جان پرور لہر دوڑا دیں اور اس کو ایسی تربیت دیں کہ بلند اور اعلیٰ خیالات سارے نظام پر چھا جائیں۔

بین الاقوامی سیاسی حالت یونیورسٹی کی رُوح اور اُس کے مقاصد کے لئے خطرہ

موجودہ دور کے ایسے زمانہ میں جب قومیں بھیانک طور پر جنگی تیاریوں میں مصروف ہیں اور جنگ عظیم کی گھڑی کسی وقت ہمارے سروں پر مسلط ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہمارے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم بار بار ان سچائیوں کو یاد کرتے رہیں جو یونیورسٹی کی زندگی کا امتیازی نغمہ ہیں۔ مشہور مصنفین اور ممتاز ادیبوں نے یونیورسٹی کے معیاری اصولوں کی صاف صاف تشریح کر دی ہے لیکن پھر بھی دُنیا ان اصولوں سے اتنی دُور ہٹ گئی ہے کہ آج اس کو ایک ایسی مہم سے مقابلہ پڑ گیا ہے جس نے تہذیب کے وجود ہی کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ وہ عقیدے جن کو حضرات علم و دانش سب سے زیادہ عزیز رکھتے تھے وہ قوتیں جو عالمگیر ترقی اور مسرت پیدا کر سکتی تھیں آج وہ سب کے سب ایک کھولتی ہوئی کڑھائی کی نذر ہیں۔ انسانیت کا مستقبل تاریک نظر آتا ہے اور ہر فکرمند اس تاریکی سے پریشان ہے۔ یہ ایک عجیب بدقسمتی ہے کہ ٹھیک اسی وقت جب دُنیا ایک نئے اور بہتر نظام کی چوکھٹ پر قدم رکھ رہی تھی۔ ہمارے سماج کے وہی سہارے جواب دینے لگے جن پر ساری عمارت قائم تھی ہم ایک بہکا دینے والی بدنظمی میں پھنس گئے ہیں اور ہم کو ہر چیز اُلٹی پلٹی نظر آتی ہے۔ اس موقع پر نیل کا ورڈ کا شعر بیساختہ یاد آتا ہے۔

"ہم سب میں سے کوئی چیز کم ہو گئی ہے اور میں نہیں جانتا کہ جو کچھ مجھ میں باقی ہے وہ اچھی بھی ہے یا نہیں"

دنیا کی تاریخ کے نئے واقعات بتاتے ہیں کہ غالب قومیں دیوالیہ ہو چکی ہیں۔ حبشہ چین اسپین اور چیکوسلاوکیا اس پستی کا دردناک ثبوت دیتے ہیں۔ بین الاقوامی میں طوائف الملوکی شروع ہے اور ساری دنیا میں جس کی لاٹھی اسکی بھینس کا دستور قائم ہے صدیوں کی محنت اور مصیبت کے بعد انسان نے جو کچھ حاصل کیا تھا وہ سب مٹی میں ملا جا رہا ہے اور تشدد اور حیوانیت کی قوتیں اُبھرتی جا رہی ہیں۔ انسان کی عزیز ترین میراث ایثار اور شجاعت شدید ترین خطرہ میں گرفتار ہیں۔ یہودیوں کے ساتھ جرمنی کے وحشیانہ رویہ نے

عہد وسطیٰ کی بربریت کو بھی ماند کر دیا ہے۔ اٹلی بھی کس حد تک جرمنی کے نقش قدم پر چل رہا ہے۔ اخلاقی قوتوں کی یہ تباہی کوئی خلاف اُمید اور اچانک حادثہ نہیں ہے۔ اس بیماری کے جراثیم جس کو نفرت انگیز ظلم و بیرحمی نے اپنی حد کو پہونچا دیا ہے بہت پُرانے ہیں۔ برسوں سے دنیا کا توازن خراب تھا۔ وحشت، خوف، شبہہ، بے اعتمادی، حسد، غرور اور آپس کے اختلافات بڑھتے جاتے تھے سمجھداری تہذیب اور انسانیت کی طاقتیں کم ہوتی جاتی تھیں۔ جمہوریت اور آزادی کے جھوٹے نام پر ذاتی نسلی اور قومی ظلم جاری تھے۔ دوران میں مختلف سیاست دانوں کی تقریریں، پھر بھی پچھلی جنگ عظیم کے زمانہ میں مختلف سیاست دانوں کی تقریریں ایسی ہیں جن سے جسم میں تھرتھری پڑ جاتی ہے۔ جرمنی کی اس تنقید کا جواب دیتے ہوئے کہ برطانیہ یا روس کو سرویا اور بلجیم کے لئے بیچین ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی لائڈ جارج نے فرمایا۔

"دنیا پر چھوٹی قوموں اور چھوٹے آدمیوں کا بڑا احسان ہے۔ دُنیا کی سب سے بڑی فنی تکمیل چھوٹی ہی قوموں کی کارگذاری ہے۔ دنیا کا سب سے زیادہ پائندادب چھوٹی ہی قوموں کی برکت ہے۔ دنیا کی وہ دلیرانہ کارگذاریاں جو نسل درنسل نوع انسانی میں جوش پیدا کرتی آئی ہیں۔ ان چھوٹی ہی قوموں کی بہادریاں ہیں جو اپنی آزادی کے لئے لڑتی رہی ہیں۔ ہاں نجات انسانی بھی ایک چھوٹی ہی قوم کی بدولت میسر آئی اور خدا نے اپنی رحمتیں بھیجنے اور اپنا پیام سُنانے کے لئے بھی ایک چھوٹی ہی قوم کو وسیلہ بنایا پھر اگر ہم اسوقت مدد کے لئے مستعد ہو جاتے جب بربریت کے ظالم چنگل دو چھوٹی قوموں کو فنا کئے ڈالتے تھے تو ہماری شرم و حیا کا نام قیامت تک روشن رہتا"

لیکن جب ان کے جانشین مسٹر نویل چیمبرلین پر چکوسلاوکیا کے ساتھ بیوفائی کرنے کا الزام لگایا گیا تو انھوں نے کیا کیا۔ وہ یہ سوچنے لگے کہ انگلستان سے ایک ایسے ملک کے واسطے جنگ میں شرکت کی اُمید نہیں کیجاسکتی جس کے نام اور جغرافیائی قیام سے بھی ہزاروں انگریز ناواقف ہوں چنانچہ ۲۸ ستمبر کو اپنی تقریر نشر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

"کیسی عجیب اور کیسی بے تکی بات ہوگی اگر ہم ایک دور دراز ملک کے جھگڑے کے لئے اپنی جنگی مشقیں شروع کر دیں"

ظاہر ہے ان دو سیاست دانوں کے بیانات میں کس قدر اختلاف ہے۔ اگر تاریخ اور پچھلے پچیس سال کے واقعات کا ایک غیر جذباتی مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ قریب قریب ہماری تمام کمزوریاں صرف تعصب اور اس بات کا نتیجہ ہیں کہ ہم تمدن اور تعقل کو بیدردانہ طریقہ پر دباتے رہے ہیں۔ اس تمام عرصہ میں مختلف قوموں نے کھلی تنگ نظر اور فریب آمیز طریقے اختیار کر لئے۔ جنگ عظیم صرف اس مقصد کے لئے لڑی گئی تھی کہ امن صلح، دوستداری کا ایک نیا عہد قائم کیا جائے۔ لیکن جنگ کے بعد کے انتظامات ایسے نہ تھے

جو صلح و آشتی کو ترقی دے سکتے اور وہ سب ایک ایک کر کے ختم ہو گئے۔ جو معاہدے فاتح اقوام نے قائم کرائے تھے وہ ٹوٹ گئے اور زیادہ تر خود انہی قوموں کے قوموں کے ہاتھوں ٹوٹے۔ تخفیف اسلحہ کی رسم مٹ گئی اور فوجی تیاریوں کی بھیانک دوڑ شروع ہو گئی۔ ہر ملک میں اسلحہ بندی کی قیمت تیزی سے بڑھ گئی اور "بندوق روٹی سے کہیں زیادہ اہم اور ضروری خیال کی جانے لگی" سپاہیانہ روش نے امن پسندی کو مٹا دیا مجلس بین الاقوام اور اجتماعی تحفظ کی عمارت ڈھا گئی اور سچ تو یہ ہے کہ یہ مجلس اسی وقت ایک مردہ لاش بن گئی تھی جب خود ان بڑی طاقتوں نے بین الاقوامی معاہدہ کے مطابق منطاد ارقوموں کے خلاف کارروائی کرنے اور اس طرح اپنے خوشگوار تعلقات خراب کرنے سے انکار کر دیا تھا جو اس کی ممبر تھیں۔ اس کی باتیں بیشک بلند اور اعلیٰ ہوتی تھیں لیکن جب کبھی کسی موثر عمل کی ضرورت پڑتی یہ اپنی بے عملی کے لئے ایک نہ ایک بہانہ تلاش کر لیتی تھی۔ ان حالات میں یہ ذرا بھی تعجب کی بات نہیں ہے کہ واشنگٹن۔ لوکارنو اور ورسلیس کے معاہدے پاش پاش ہو گئے۔ تمام اقرارنامے اور معاہدے بخوف منرا پامال کر دئے گئے قانون اخلاق کی جگہ قانون صحرا نافذ ہو گیا۔ طاقت حق پر غالب آگئی اور کمزور شرمناک بے انصافی کے ساتھ مضبوط اور قوی پر بھینٹ چڑھا دیا گیا۔ ان سب واقعات سے انسان اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ جو جنگ جنگ کو ختم کرنے کے لئے لڑی گئی تھی اور جو انتظامات صلح و آشتی کو قائم کرنے کے لئے گئے تھے ان سب میں رجعت پسند قوتوں سے مقابلہ کرنے اور صلح و آشتی کو قائم کرنے کی سچی قوت ارادی اور اخلاقی جرأت کی ذرا بھی بو باس نہ تھی اور اس لئے موجودہ شرمناک صورت رونما ہوئی۔ ان واقعات کی یہ تردید بالکل غلط ہے کہ موجودہ سیاست عالم ۱۹۱۴ء کی سیاست سے کہیں زیادہ پیچیدہ اور مشکل ہے مسٹر بالڈون نے ۱۹۲۶ء میں فرمایا:۔

"جنگ کے بعد سے شیطانی قوتیں بہت زیادہ آزاد ہو گئی ہیں"۔

غیر متشدد جماعت کے ایک ماہر قانون نے کہا:۔

"۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگ کے زمانہ میں یورپ نے بربریت کے راستہ پر ایک بڑا قدم اٹھایا۔ ۱۹۲۳-۳۲ء کے زمانہ میں اس نے پہلے سے بڑا ایک دوسرا قدم بڑھایا اور جو کچھ ہم اب دیکھ رہے ہیں یہ تہذیب کے خلاف ہماری تمام وحشیانہ قوتوں کی ایک کھلی ہوئی بغاوت ہے جنگ مغربی تہذیب کی تنزلی کی پہلی منزل تھی اور اس جنگ نے ہمارے سماج کو ایسا صدمہ پہونچایا کہ بربریت کو اپنا تخریبی کام بڑھانے کا ایک اچھا موقع مل گیا۔ وحشیوں نے ہماری تہذیب کی سرحدیں توڑ دی ہیں اور اب وہ اندرونی تخریب میں مشغول ہیں"۔

اخلاقی نظام کی جدید تعمیر

اس اخلاقی بدنظمی کا واحد انجام ہماری تہذیب کی مکمل تباہی ہے اور ان مشکلات کا کوئی مستقل حل

اس وقت تک نہیں ہوسکتا۔ جب تک یونیورسٹی کے معیاری اصول یعنی تمدن اور تعقل دوبارہ نہ قائم کئے جائیں اور سان پر پوری سچائی سے عمل نہ کیا جائے۔ بین الاقوامی اختلافات اور یہ تمام خونریزیاں صرف اس وجہ سے ہیں کہ ہم نے یونیورسٹی کے نظریہ اور استدلالی طریقہ کار کو چھوڑ دیا ہے۔ قومیت کے نام پر بھی کافی ایذارسانی ہوچکی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ موجودہ زمانے کے سخت ترین مظالم حب الوطنی ہی کی آڑ میں کئے گئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں لارڈ روزبری نے ایک موقع پر فرمایا۔

"وطن پرستی شجاعت اور ایثار نفس پیدا کرتی ہے مگر ساتھ ہی ساتھ خونریزی اور فتنہ پردازی بھی پھیلاتی ہے۔ یہ تاریخ کی ہر برائی اور ہر اچھائی کو یکساں پرورش دیتی ہے۔"

ایک متمدن انسان کو ان چھوٹے اور غیر استدلالی اصولوں سے بالا رہنا چاہئے اور اپنی عظمت کو ان حقیر باتوں میں محدود نہ کرنا چاہئے۔ نازی سنگیوں نے انسانیت کے پاک دامن کو بہت گندہ کیا اب اسکے آگے ان کو ہرگز اجازت نہ دیجائے اسی طرح ان تمام سیاسی جماعتوں کے خلاف ایک مستحکم جنگ کرنا چاہئے جو دوسروں کے جذبہ ایثار اور قومی آزادی کو کچل ڈالنا چاہتی ہیں۔ جب تک کوئی قوم یا ملک محکوم ہے اس وقت تک امن کی اُمید بہت کم ہے۔ ایک ملک کا دوسرے ملک پر غلبہ دیکھ کر دوسری طاقتور قوموں کو بھی کمزور اقوام پر اپنا تسلط جمانے کی لالچ پیدا ہوتی ہے۔ اگر افریقہ میں انگلستان اور فرانس کے اتنے بڑے بڑے مقبوضات نہ ہوتے تو شاید اٹلی کو حبشہ پر قبضہ جمانے کی لالچ نہ ہوتی۔ اگر ٹیونس اور کارسیکا خودمختار حکومتیں ہوتیں تو فرانس کے خلاف اٹلی میں موجودہ مظاہرے نہ کئے جاتے۔ اگر افریقہ کی تمام ریاستوں کو آزادی دیدیجاتی تو جرمنی اپنی نوآبادیات کو واپس لینے پر ضد نہ کرتا شہنشاہیت صرف محکوم اقوام کی خودداری کو پامال نہیں کرتی بلکہ امن عالم کے لئے ایک عظیم خطرہ ثابت ہوتی ہے۔ جمہوریت آزادی اور انسانی بھائی چارگی سب کو ساتھ ساتھ رہنا چاہئے۔ کسی انسان کو بھی ان حقوق سے محروم نہ کرنا چاہئے جو اس کے پیدائشی حقوق کہے جاسکتے ہیں۔ اگر لالچ حسد اور طمع کو ختم کرکے اخلاقی قوتوں کو دوبارہ قائم کردیا جائے تو دنیا کو مسرت امن اور فلاحیت کا ایک نیا عہد میسر آجائے۔ اگر ہم اس اصول کو مانتے ہیں جن پر سارا نظام قائم ہے اور جس کو ترقی دینا یونیورسٹی کا پہلا مقصد ہے تو دنیا کی نئی تعمیر کوئی مشکل کام نہیں تمدن۔ غلامی۔ تکبر اور تشدد کو نہیں برداشت کرسکتا۔ تدبیریں شاذونادر مقصد سے مختلف ہوتی ہیں اس لئے اگر ہم دنیا میں امن قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہم کو عدم تشدد کا پورے طور پر حامل ہونا چاہئے۔ یونیورسٹیوں کو چاہئے کہ وہ اخلاقی اور روحانی قوتوں کی تربیت کریں تاکہ تمام اختلافات ختم ہوجائیں اور انسانیت آزاد قوموں کا ایک ایسا وفاقی نظام بن جائے جن میں سب ایک دوسرے سے متحد ہوں ہر ایک اپنی پسند میں آزاد ہو اور ساری نسل انسانی استدلالی بنیادوں پر ایک واحد مقصد کے لئے کوشاں رہے۔ انسانیت کو مختلف الخیال حصوں میں تقسیم کردینا اور کسی ملک یا فرقہ کی مکمل آزادی کو چھین لینا ایک بڑا جرم ہے

جو شخص بھی غلام بنانے والی طاقتوں کے ساتھ ہے خواہ وہ انفرادی غلامی ہو خواہ وہ کسی ملک اور
اور قوم کی دراصل وہ ان قوتوں کا شریک ہے جو دنیا میں اخلاقی بدنظمی پھیلا رہی ہیں اس لیئے یہ
آپ کا فرض ہے کہ آپ برابری آزادی امن اور عدم تشدد کے اصولوں کی تبلیغ کریں تا کہ دنیا کی تمام
قوتیں ایک تعمیری مقصد کی طرف پھر جائیں اور نسل انسانی درجہ بدرجہ ترقی کرتی اپنی مادی ذہنی
اور روحانی تکمیل کو پہونچ جائے۔ سچے امن اور سچی ترقی کے لئے صرف یہی ضروری نہیں کہ تمام قومیں
مکمل آزادی حاصل کریں بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سارے بین الاقوامی معاملات بھائی چارگی
کا رویہ رکھیں۔ قومیت اور انسانیت کا اختلاف ختم کر دیا جائے۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں کے فرائض

موجودہ رسل و رسائل کی آسانیوں نے اقوام عالم کو ایک دوسرے سے ایسا وابستہ کر دیا ہے کہ
یہ ناممکن ہے کہ جو واقعات کسی ایک ملک میں ہوں انکے اثرات دنیا کے دوسرے ملکوں پر نہ پڑیں
اس لئے جب آپ کے دل میں اپنے ہمسایوں کی مذمت کرنے کا جذبہ پیدا ہوا سو تب آپ اس نکتہ
کو فراموش نہ کریں موجودہ زمانے میں غیر ممالک میں پیش آنیوالے واقعات کو کسیطرح بھی نظر انداز
نہیں کیا جا سکتا۔ اگر کسی ملک میں بھی رجعت پسند قوتیں زور پکڑتی ہیں تو آپ کا ملک اس کے
اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اسلئے آپ اپنی حیثیتوں کو کسی ایک ملک کے ساکنوں میں نہیں
بلکہ ساکنان عالم میں شمار کیجئے اور ہر اس تخیل سے پرہیز کیجئے جو آپ کی خدمات کو ایک خاص حلقہ
میں محصور کر دے یونیورسٹیاں اسلئے ہیں کہ وہ آپ کو اعلیٰ ترین اور وسیع ترین خیالات سے آراستہ
کریں آپ اپنی عظیم شخصیت کو فرقہ وارانہ خیالات سے حقیر نہ بنایئے۔ فرقہ پرستی تمدن کی کھلی تردید ہے
یہ کمزوری اور پستی کی پہچان ہے اور اس بات کا اعتراف کہ فرقہ پرست میں ساری جمعیت عامہ کی رہنمائی
کی صلاحیت نہیں۔ سر جگدیش بوس اور دوسرے ماہرین سائنس صرف انسانوں ہی میں نہیں بلکہ
جانوروں اور نباتات میں ہی یکسانیت حیات کا ثبوت دیتے ہیں۔ آپ کم سے کم اتنا ہی کیجئے کہ انسانو
کو مذہبوں میں تقسیم نہ ہونے دیجئے اور اپنی کوششوں سے سب کو متحد کر دیجئے بڑے افسوس کی
بات ہے کہ بعض علمی اداروں میں بھی فرقہ پرستی کا زہر پھیل گیا ہے کم سے کم یونیورسٹی کی خالص ادبی
فضا میں تو آپ کے خیالات اور حوصلے اتنے پست نہ ہونا چاہئیں۔ ایک تعلیم یافتہ اور متمدن انسان
سے توقع کیجاتی ہے کہ وہ نہ صرف فرقہ پرستی سے پاک ہوگا بلکہ ساتھ ہی ساتھ قوم پروری سے بھی بالا رہیگا
اسکا مشرب تنہا پسندی نہیں صلح کل ہوتا ہے ایک سنسکرت کی مثل ہے کہ تعلیم یافتہ لوگ بڑے وسیع
نظر ہوتے ہیں وہ ساری نسل انسان کو اپنے خاندان میں شمار کرتے ہیں۔

تنظیم روشن خیالی اور اچھے اخلاق کی ضرورت

یونیورسٹی آزمائش اور تربیت کی جگہ ہے۔ یہاں آپ کو تنظیم اور اصلاح کے بڑے موقع حاصل ہیں۔ ذہنی مسرت اور اخلاقی سکون صرف اس شخص کو میسر آ سکتا ہے جس کے متوازن دماغ کو استدلال اور آزاد فیصلہ کی صلاحیت حاصل ہو۔ ایک تعلیم یافتہ انسان میں معاملہ فہمی اور صحیح بات کرنے کی فطری صلاحیت ہونا چاہیئے اسے ہر اچھی اور ترقی پسند چیز سے مسرت حاصل کرنا چاہیئے اور بری اور مبتذل بات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ ایسے نعرے یا توہم اور رسم کا غلام نہ ہونا چاہیے۔ کوئی مذہب اتنا بڑا نہیں ہوسکتا کہ اسکی شخصیت کو جذب کرے۔ اسلئے اسے ہر دعوی کی جانچ کرنا چاہیئے اور صرف اسکو ماننا چاہیئے جو اسکے ذاتی فیصلہ کو مطمئن کر سکے۔ کوئی رسم اس پر اسوقت تک عائد نہیں ہوسکتی جب تک اسکی عقل اسکو تسلیم نہ کرلے۔ جو سماجی اور اقتصادی انتظامات اسکی ذہنی جانچ پر پورے نہ اتریں وہ اسکے لئے ہرگز قابل قبول نہ ہونا چاہئیں اور جو بات کسی فرقہ کے کسی حصہ کے لئے بھی غیر مناسب ہو وہ اسکو کسی حالت میں بھی تسلیم نہ ہونا چاہیئے۔
رسم ورواج اس کے لئے راستہ کی رکاوٹ نہیں بلکہ اسکا پیش قدم ہونا چاہیئے۔

ہماری آبادی کا ایک بڑا حصہ ابھی تک شہری اور سماجی معذوریوں کا شکار ہے۔ بعض اوقات وہ انسان بھی نہیں شمار کئے جاتے اور ان کو وہ حقوق بھی نہیں دئے جاتے جو عوام کے ہر ممبر کا فطری ورثہ ہیں تمدن انسان کی عظمت کو تسلیم کرتا ہے اور ہر شخص کو خدا کی نظروں میں برابر جانتا ہے اس لئے ایک متمدن انسان کو اس وقت تک چین سے نہ بیٹھنا چاہیئے جب تک اسکی آنکھوں کے سامنے تمام سماجی زیادتیاں پوری طرح دور نہیں ہو جاتیں۔ ہماری بڑی آبادی کے مقابلہ میں ہماری یونیورسٹیوں سے سند پانے والے گریجوئٹوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے یونیورسٹیوں کے ان فرزندوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ عوام کے سامنے ایک اعلی مثال پیش کریں۔ ان سے صرف یہی توقع نہیں کیجاتی کہ وہ محض علم اور ذہنی آراستگی میں دوسروں سے برتر ثابت ہوں گے بلکہ یہ بھی امید کیجاتی ہے کہ وہ ایسے عادات اختیار کرینگے جو بالکل بے داغ ہیں۔ ایک پرانی مثل کے مطابق "خاکساری اہل علم کا طرہ امتیاز ہے" مگر صحیح تمدن اور صحیح تعلیم اس وقت تک ناممکن ہے جب تک تنظیم اور تادیب نہ ہو۔ تعلیم یافتہ لوگوں کو کبھی بداخلاقی اور بدنظمی نہ ظاہر کرنا چاہیئے۔ انکو اپنی عظمت اور خودداری میں کبھی کمی نہیں کرنا چاہیئے اور اسیطرح دوسروں کی خودداری کی عزت کرنا چاہیئے۔ اکثر یہ شکایتیں سننے میں آتی ہیں کہ ہمارے نوجوان اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھ پاتے اور بعض اوقات تو یہاں تک سنا گیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں بھی مزدور

سبھائی طریقوں پر ہڑتالیں کیجاتی ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ غیر ملکی سیاح انگلستان اور دوسرے مغربی ملکوں میں لڑکوں کی اخلاقی تنظیم سے بہت متاثر ہوئے ہیں ہندوستان ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اور تعداد میں تو ہم ان سے کہیں زیادہ ہیں لیکن ایک غیر منظم مجمع نہ اپنی حفاظت کر سکتا ہے اور نہ کوئی نظم قائم کر سکتا ہے ایک مہذب اور باترتیب زندگی کے لئے تنظیم بہت ضروری ہے۔ ہمارے بڑے بڑے رہنما ہمیشہ اس بات پر زور دیتے ہیں۔ ایک تعلیمی ادارہ میں جسقدر تنظیم ضروری ہے وہ بیان سے باہر ہے۔ اسلئے ہر نوجوان کو چاہیئے کہ وہ ضبط جذبات اور اطاعت کے اوصاف پیدا کرے تاکہ وہ ایک آزاد قوم کی زندگی کو باترتیب بنانے کے حوصلہ میں کامیاب ہو۔

یونیورسٹی تعلیم کا تبصرہ

یونیورسٹی تعلیم پر بہت کافی تنقید کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کوئی شخص بھی اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ یونیورسٹی تعلیم میں بڑی خرابیاں ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس میں ترقی کی بھی بہت گنجایش ہے۔ مجھے خود بعض خرابیوں کا احساس ہے اور میں سمجھتا ہوں ان میں سے چند کافی اہم ہیں لیکن اس کے باوجود میں اس بڑھتی ہوئی یونیورسٹی تعلیم کو کم کرنے کا سخت مخالف ہوں۔ ہم تعلیم کے نظام کو بدل سکتے ہیں لیکن میں یہ کبھی نہیں مان سکتا کہ تعلیم خطرناک ہے اور کوئی شخص بھی تعلیم حاصل کرنے کیوجہ جیسا پہلے تھا اس سے برا ہو جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے تو یہانتک کہا ہے کہ لڑکوں کو یونیورسٹی تعلیم سے روکنے کے لئے یہ کیا جائے کہ پبلک سروس کمیشن انڈرگریجویٹ طالبعلموں میں اپنا انتخاب کیا کرے۔ بیشک ہم لوگوں کو ہر درجہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی مدد کرنا چاہیئے اور وہ صرف اسلئے کہ ایک صحیح تعلیم یافتہ انسان لاکھوں غیر تعلیم یافتہ لوگوں سے بہتر ہوتا ہے ایسے ایک فرد میں رہنمائی کو اور بیداری پیدا کرنے کی اتنی صلاحیت ہوتی ہے جتنی صلاحیت لاکھوں کے مجمع کو بھی میسر نہیں۔ مہاتما گاندھی نے صرف اپنی ذاتی طاقت سے لاکھوں میں بیداری کی بجلی دوڑا دی اور ان کو خواب غفلت سے جگا دیا۔ یہاں میں یہ بھی عرض کردوں کہ مجھے اس تجویز سے بھی کوئی خاص اختلاف نہیں کہ یونیورسٹیوں کا نظم و نسق اسٹیٹ کے ہاتھوں سونپ دیا جائے ہمیں اس بارے میں اس وقت صرف یہ مجبوری ہے کہ ہمارے سامنے اسی طرح کے اور بھی مسائل ہیں اور ان میں سے بعض ایسے ہیں جن پر بلا شبہہ ہم کو سب سے پہلے توجہ دینا چاہیئے لیکن اگر یونیورسٹیاں خزانہ عامہ سے کسیطرح کی امداد حاصل کر سکتی ہیں تو مجھکو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ دوسرے ملکوں کی مثالیں ہمارے حالات پر پوری طرح صادق نہیں آتیں اگر اسٹیٹ کے لئے یہ بات ممکن ہو تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں کہ ہر نوجوان سے اسکی استطاعت کے مطابق مالی امداد حاصل کرنے کے بعد اسکو تحصیل علم میں ہر قسم کی امداد دی جائے۔

تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بے روزگاری: اس کا سبب اور تدارک

تعلیم کی طرف سے یہ بے رغبتی کچھ اس وجہ سے بھی ہے کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں میں بے روزگاری بہت ہے۔ غلط فہمی دور کرنے کے لئے میں سب سے پہلے اور بالکل صاف لفظوں میں یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ بیشک یہ اسٹیٹ کا فرض ہے کہ وہ تمام شہریوں اور تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ذرائع معاش مہیا کرے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی فرقہ بھی صرف کلرکی ملازمتوں پر زندہ نہیں رہ سکتا اور سچ یہ ہے کہ میں اس بات کا سخت مخالف ہوں کہ تعلیم صرف ملازمت کی غرض سے حاصل کیجائے۔ ایسی تعلیم ذہنی ترقی کو روک دیتی ہے اور روحانی نمو کو دبا دیتی ہے یہی نہیں ملازمت کی یہ ہوس بعض اوقات صحیح قوت ذہنی کو غلط راستہ پر لگا دیتی ہے۔ علم کو صرف علم کے خیال سے حاصل کرنا چاہئے اور ہر حال میں تعلیم کا صرف یہ مقصد رہنا چاہئے کہ اس سے ارتقائے ذہنی ہو اور انسان کی تمام خوابیدہ قوتیں بیدار ہو جائیں۔ بیشک ہماری بے روزگاری کسی حد تک اس سبب سے بھی ہے کہ ہمارے نوجوانوں کو یہاں اتنے مواقع نہیں ملتے جتنے اُن غیر ممالک میں ملتے ہیں جہاں یہاں سے کہیں زیادہ صنعت ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ بڑی حد تک یہ بے روزگاری دوسرے اہم اسباب کی وجہ سے ہے اور وہ یہ ہیں کہ جو تعلیم آج سے سو سال پہلے لارڈ میکالے کی رائے کے مطابق ہمارے ملک میں شروع کی گئی تھی اس کی بنیاد کسی حوصلہ افزا اصول پر نہیں قائم تھی۔ اس تعلیم میں قومیت اور خدمت عامہ کا جذبہ بالکل غائب تھا۔ اس نظام کا اصلی مقصد یہ تھا کہ ایسے لوگ حاصل ہو سکیں جو انگریز افسروں کی ماتحتی میں مناسب خدمات انجام دے سکیں۔ چنانچہ جو لوگ انگریزی اسکولوں اور کالجوں میں تعلیم پاتے تھے وہ زیادہ تر ملک کے عوام اور دیہاتی باشندوں کے حالات سے بالکل ناواقف رہتے تھے دراصل وہ ایک دوسرے ہی سماج میں تربیت پاتے تھے اور گو یہ کہنا بالکل درست نہیں کہ ان کی زندگی ایک طفیلی پودے کی زندگی تھی لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ کھلی فضا میں آزادانہ نشوونما نہیں پاتے تھے۔ عام طور پر ملک کے عوام کے ساتھ ان کا رویہ غیر جمہوری اور گستاخانہ ہوتا تھا۔

بیشک ان لوگوں میں بعض ایسے بھی تھے جنھوں نے اس فضا کا اثر نہیں قبول کیا اور انہی لوگوں کے احسان سے ہمارے ملک نے ترقی کی اور وہ آزادی کی لڑائی شروع ہوئی جو آج تک جاری ہے اور جس کے پھل بھی ہم کو مل رہے ہیں۔ غیر ملکی زبان میں تعلیم دینے کی وجہ سے تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ لوگوں میں اختلاف کی خلیج بڑھتی گئی۔ بچوں کے ذہن پر یہ بات گراں گذری اور ان کی فطری ذہانت پر اس کا برا اثر پڑا۔ پرانے زمانے میں ہمارے سامنے ٹیکسیلا، نلندا اور پاٹلی پتر کا معیار تھا اور یونیورسٹی زندگی کی خاص صفت سادگی تھی لیکن یہ صرف پچھلے دنوں کی یاد بن کر رہ گئی اور نئے زمانہ میں

اس کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ نئے نظام میں خدمت عوام کا سچا جذبہ اور مشکل پسندی نہ تھی اس لئے تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ صلاحیت نہ پیدا ہو سکی کہ وہ اپنی اہلیت پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا مستقبل خود تعمیر کرتے اور وہ سب کے سب کلرکی کر کے دفتروں میں گھس پڑے اس کا بڑا خراب اثر پڑا چنانچہ آج ہمارے ہزاروں بھائی غریب اور محتاج ہیں حالانکہ سچے تعلیم یافتہ کو بے روزگار نہیں رہنا چاہیئے۔ ہمارے دیہاتوں میں ہزاروں کے کھیت ہیں اور صرف ذرا سی محنت سے زندگی بسر کرنے کے لائق مزدوری کمائی جا سکتی ہے لیکن غلط معیار فضول خرچی اور آرام پسندی کی وجہ سے جو نئے نظام تعلیم کا مقصد اصلی بن گئی تھیں ان لوگوں کو ان سچی صداقتوں پر اطمینان نہ ہونے دیا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے نظام تعلیم کو نئے طور پر [illegible] اور سادگی اور کفایت شعاری کو جو مشرقی زندگی کی خاص صفت ہیں خصوصاً موجودہ زمانہ میں تعلیم یافتہ کا کام ہے کہ وہ روشن دماغ اور ایسے لوگ پیدا کرے جو خدمت عوام کے لئے اپنے کو وقف کر دیں اور مبلغین اور مجاہدوں کی طرح ان خدمت میں خوشی حاصل کریں۔ گاؤں والوں کی حالت قابل رحم ہے اعلیٰ اور [illegible] طبقہ اس کو سمجھ نہیں سکتا [illegible] نے زندگی کو صرف دن رات کی محنت اور مصیبت جانا ہے۔ ہر تعلیم یافتہ کا فرض ہے کہ وہ ان کو اس مصیبت سے نجات دلانے کی کوشش کرے زندگی میں مسرت کی لہر دوڑائے اور ان کو اس لائق بنائے کہ وہ سائنس آرٹس اور طبی ایجادات سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ہمارا ملک ایک بڑا ملک ہے اور ہم کو صدیوں کا بقایا کام انجام دینا ہے اس لئے اگر ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کا زاویہ نگاہ صحیح ہے تو ان کے لئے بہت کام ہے اور گو یہ ممکن ہے کہ ان کو وہ بڑے بڑے نفع نہ حاصل ہوں جو بڑے عہدہ داروں کو حاصل ہیں لیکن ان کی زندگی اصلی زندگی، ان کی خوشی اصلی خوشی اور ان کا وقت بڑے قیمتی کاموں میں صرف ہوگا۔

نظام تعلیم کا سدھار

موجودہ نظام تعلیم کے سدھار کی غرض سے حکومت نے متعدد کمیٹیاں مقرر کی ہیں اس لئے کہ اگر ہماری یونیورسٹیوں کو اپنے فرائض منصبی انجام دینا ہیں تو ان کے لئے موجودہ حالات کے مطابق اپنی وضع بدلنا ضروری ہے۔ یونیورسٹی ایک پاک درسگاہ ہے چنانچہ اس کے اساتذہ کو خود اپنی مثالوں سے ان طالب علموں میں پاک جذبہ پیدا کرنا چاہیئے جو ان کے قدموں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ایسی مبارک جگہ میں سازش اور حسد کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ ایک سچے استاد کے لئے تعلیم پیشہ نہیں بلکہ اس کا تبلیغی فریضہ ہے۔ استاد اور شاگردوں میں ادب اور محبت کا رشتہ ہونا چاہیئے۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ حکومت نے نظام تعلیم کے سدھار کے لئے کئی کمیٹیاں مقرر کی ہیں اور مجھے امید ہے کہ تعلیم کی جدید تنظیمی کمیٹی ہم کو قیمتی مشورے دے گی۔ میرا خیال ہے کہ وہ بنیادی تعلیم کی اسکیم کی اچھی طرح جانچ کرے گی۔ میں خود اس

اسکیم سے بہت متاثر ہوں اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ موجودہ زمانہ کے ایک بڑے ماہر تعلیم کی رائے میں بھی ذاکر حسین کمیٹی کی رپورٹ بہت اچھی ہے۔ یہ اسکیم طالب علم کے قدرتی ماحول کو نصاب اسکول کے مختلف مضامین کے مطابق بنا دیتی ہے اور یہی مطابقت اس کا بنیادی اصول ہے۔ میرا خیال ہے کہ بنیادی طور پر یہ اسکیم بہت اچھی ہے اور مجھے امید ہے کہ کمیٹی ہم کو یہ مشورہ دے گی کہ اس اسکیم کو کسی اچھے طریقہ پر اختیار کیا جائے۔ اسی اصول تعلیم کی بنیاد پر ہم نے الہ آباد اور بنارس میں تعلیمی مرکز قائم کئے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ تعلیم کی تنقید کرنے والے حضرات ذرا صبر کے ساتھ اس تجربہ کا مطالعہ کریں گے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر اس اسکیم پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائے تو لوگ اسکی بڑی قدر کریں گے۔

تتمہ

میں سند پانے والے حضرات کو اپنی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور خلوص کے ساتھ امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی زندگی میں خواہ کوئی بھی ذریعہ معاش اختیار کریں لیکن اپنے فرائض کی انجام دہی کے وقت اس بات کو برابر یاد رکھیں گے کہ آپ کس مشہور ادارہ تعلیم کے فرزند ہیں اور اس معیار پر ہمیشہ پورے اتریں گے جو آپ کی یونیورسٹی نے قائم کیا ہے آپ میں سے جو لوگ یونیورسٹی چھوڑ رہے ہیں ان کی زندگی میں آج سے ایک نیا اور اہم باب شروع ہوتا ہے۔ اس نئے دور میں شاید آپ کو وہ بے فکری اور تفریح نہ میسر آئے۔ جو یہاں حاصل تھی لیکن میں امید کرتا ہوں کہ جو دوستانہ تعلقات آپ نے یہاں قائم کئے ہیں وہ عملی زندگی میں بھی بدستور رہیں گے اور آپ ہر حال میں اپنی مادر علم کے لائق فرزند ثابت ہوں گے۔ ممکن ہے آپ کو بڑی دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑے لیکن اگر آپ نے یونیورسٹی کے فیض سے قوت عمل اور خود اعتمادی حاصل کرلی ہے تو کوئی دشواری بھی آپ کی کوششوں کو پست نہ کرسکے گی۔ یہ وہ دور ہے جس میں ہم اپنی غلامی کی زنجیروں کو توڑنے اور آزاد قومی زندگی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ آپ کا یہ کام ہے کہ آپ اس جنگ آزادی میں شریک ہوں اور ہندوستان کو اس لائق بنائیں کہ وہ آزاد اقوام کے دوش بدوش آکر ہر قوم کے حقوق کا سب سے بڑا محافظ بن سکے۔ یہی نہیں آپ کو اس سے بھی بڑا کام انجام دینا ہے آپ کو آزاد ہندوستان کی سیاست اس طرح چلانا ہے کہ ہر شہری کے حقوق محفوظ رہیں۔ آپ کو غربت بیماری توہم اور تمام سماجی خرابیوں کے خلاف جنگ کرنا ہے تاکہ ایک انسان دوسرے انسان کو نہ لوٹ سکے۔ اس لئے آپ کو چاہئیے کہ سیاسی اور غیر سیاسی

ہر حلقہ میں آپ ہمیشہ صحیح راستہ اختیار کریں اور سچوں کا ساتھ دیں۔ بیشک آپ کی ذمہ داریاں عظیم ہیں لیکن یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آپ ایک ایسے زمانہ میں اپنی زندگی شروع کر رہے ہیں۔ جب نئی دنیا پیدا ہو رہی ہے جس میں ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جس کو اپنی دماغی اور روحانی صلاحیتوں کو کام میں لانے کا پورا موقع نہ ملے۔ ہندوستان کو آپ سے بڑی امیدیں ہیں۔ اس کی توقع ہے کہ آپ ہمیشہ بہترین خدمات انجام دیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ اس کی توقع کو پورا کریں گے اور جب کبھی آپ کی خدمات کی ضرورت ہوگی آپ ذاتی مفاد کو ٹھکرا کر پاک سے پاک اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدمات انجام دیں گے۔

عالیجناب منسٹر مال کا دورہ اور تقریریں

آنریبل جناب رفیع احمد صاحب قدوائی منسٹر مال نے سنہ کے آخری دن غیر معمولی مصروفیت میں گذارے۔ آپ نے صرف اتوار ۱۸ دسمبر ۱۹۳۸ء کو دو ایسی سیاسی کانفرنس میں تقریریں کیں جو ایک دوسرے سے دو سو میل کے فاصلے پر ہیں۔ صبح کو آپ نے ایٹہ سیاسی کانفرنس میں بمقام جلیسری تقریر فرمائی اور شام کو سات بجے ارسان کسان کانفرنس ضلع کانپور میں۔ ان دونوں جلسوں میں کسانوں نے بڑی بڑی تعدادوں میں شرکت کی اور قدوائی صاحب کی تقریروں کو جو غیر معمولی شاندار تقریریں تھیں بڑے دھیان سے سنا۔

جلیسری میں آپ نے کانگریس حکومت کی ان مختلف سرگرمیوں کا مختصر تبصرہ فرمایا جو صوبہ کیلئے عموماً اور کسانوں کے لئے خصوصاً بہت مفید ہیں۔ آپ نے مسودہ قانون اراضی کی دفعات پر جو اب اسمبلی میں بتدریج منظور ہو رہا ہے تفصیل وار بحث کی اور فرمایا کہ نیا مسودہ قانون چند بنیادی اصولوں پر قائم کیا گیا ہے ان میں پہلا اصول یہ ہے کہ کسانوں کو زمین پر موروثی حق ضرور ملنا چاہئے۔ اسلئے کہ جب تک اسکو اپنی زمین پر موروثی حق نہیں حاصل ہوتا وہ اسکو بہتر بنانے میں پوری دلچسپی نہیں لے سکتا اس وجہ سے نئے مسودہ نے کسانوں کو موروثی حق دیا ہے وہ اب اس طرح بے دخل نہیں کیا جا سکتا جس طرح اب تک کیا جاتا تھا۔ پہلے یہ صورت تھی کہ اگر کوئی زمیندار اپنی ذاتی کاشت کے لئے یا فارم بنانے کیلئے یا کسی اور بہانے سے کسی زمین کو کسی کاشتکار سے لینا چاہتا تھا تو وہ موجودہ قانون کی دفعات کے مطابق اسکو بے دخل کر سکتا تھا لیکن نیا قانون ایسا ہے جسکے مطابق بجز عدم ادائیگی لگان کسی اور صورت میں کاشتکار بے دخل نہیں کیا جا سکتا اور عدم ادائیگی لگان کی صورت میں بھی کاشتکاروں کو بقایا ادا کرنے میں بڑی سہولتیں دی گئی ہیں۔

دوسرا اصول یہ ہے کہ لگان کا بوجھ کم ہونا چاہئے۔ موجودہ حالت میں چاہے لگان روپیہ میں ادا کیا جائے چاہے جنس میں۔ زمین کی آدھی سے زیادہ پیدا وار زمیندار کو چلی جاتی ہے۔ نیا قانون ایسا رکھا گیا ہے کہ صرف ⅕ زمیندار کو مل سکے اور ⅘ خود کاشتکار کے پاس رہے۔ اسکے علاوہ اگر کوئی کاشتکار یہ خیال کرے کہ وہ اپنی زمین میں پھل دار درخت لگا کر زیادہ پیدا کر سکتا ہے تو نئے قانون کے دفعات اسکو اس بات کی بھی پوری اجازت دیتی ہیں۔ وہ اپنی زمین پر یا زمین کے پڑوس میں اپنے رہنے کا مکان بھی بنا سکتا ہے۔ سیر کے متعلق آپ نے فرمایا کہ نیا قانون سیر کی زمین کو صوبہ میں کافی کم کردیگا۔ آگرہ میں جو زمین ۱۹۲۶ء کے شروع میں سیر کر دی گئی تھی وہ اب سیر نہیں رہے گی وہ کاشتکاروں کو دیدی جائیگی اور کاشتکار اس سے کسی صورت میں بجز عدم ادائیگی لگان بے دخل نہیں کئے جائینگے۔ اگر کوئی زمین ۱۹۳۲ء سے پہلے سیر تھی لیکن بعد کو کاشت پر اٹھا دیگئی تھی تو وہ زمین بھی موروثی ہوجائیگی بشرطیکہ اسکے زمیندار کے پاس پچاس ایکڑ سے زیادہ اپنی سیر موجود ہو۔ یہ سب باتیں ان زمینداروں سے تعلق رکھتی ہیں جو ۲۵۰ پچاس روپیے سے زیادہ مالگذاری دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یقین ہے کہ ان باتوں سے کاشتکاروں کی فوری دشواریوں میں کمی ہوجائیگی۔

آنریبل جناب رفیع احمد صاحب قدوائی نے ایک اور نئے قانون کے متعلق بھی ارادہ کیا جو ابھی حکومت کے زیر غور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو زمین موجودہ حالت میں غیر مزروعہ اور بیکار پڑی ہے اسکو مزروعہ بنانیکے لئے حکومت ایک ایسا نیا قانون بنانے والی ہے جسکے روسے کاشتکار پرتی یا غیر مزروعہ زمین کیلئے حاکم ضلع کو درخواست دے سکے۔ حاکم ضلع کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ زمین اٹھا سکے اور لگان تشخیص کر سکے۔ ظاہر ہے یہ لگان بھی زمیندار ہی کو ملیگا۔ جن مقامات پر پرتی زمین کا رقبہ وسیع ہوگا وہاں کی زمین حکومت خود اپنی نگرانی میں لے لیگی۔ وہ آبپاشی اور بانس وغیرہ کی سہولتوں کا انتظام کریگی۔ اسکے بعد اس کو کاشتکاروں میں تقسیم کرکے رقبات کا لگان تجویز کریگی اور اخراجات کے لئے تھوڑی سی رقم کاٹ کر باقی سارا لگان زمیندار کو دیدیگی۔ قرضہ قانون کے متعلق آپنے قانون التوائے کارروائی کی یاد دلائی جو حکومت نے حال ہی میں صوبہ میں نافذ کیا ہے اور فرمایا کہ اس سلسلہ میں حکومت جو نیا قانون بنانے والی ہے اسکے روسے کوئی ایسا قرضہ نہ رہنے پائیگا جسکی ادائیگی میں اصل کی دگنی رقم سود کی صورت میں قرضخواہ کو ادا کی جا چکی ہے بڑے قرضوں کے متعلق دوسرا اصول برتا جائیگا۔ ہر مقروض کسان کی حیثیت کی تشخیص کی جائیگی اور وہ تشخیص غالباً سالانہ لگان کی دگنی رقم قرار پائیگی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی مقروض ۴۰ روپیے سالانہ لگان ادا کرتا ہے اور اس کا قرضہ ۵۰۰ روپیہ ہے تو اسکو صرف ۸۰ روپیے ادا کرنا پڑینگے اور یہ سمجھا جائیگا کہ بقیہ قرضہ چکا دیا گیا۔ دیہاتی بنک کھولے جائینگے جو کاشتکاروں سے انکی پیداوار خرید لینگے اور انکو اتنی رقم دینگے جس سے وہ قرضہ بھی ادا کر سکیں اور اپنی روزانہ کی ضروریات بھی پوری کر سکیں۔

پیداوار میں دیہاتی بنک ایسے زمانہ میں بیچینگے جب نرخ اچھا ہوگا اس طرح وہ ساری رقم بڑھ جائیگی جو موجودہ حالت میں بنک کے آدمیونکو ملتی ہے اسلئے کہ کسان کو شروع ہی فصل میں اپنی پیداوار لگان ادا کرنے کے خیال سے کم سے کم دام پر بیچنا پڑتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ سب کانگریس حکومت کر رہی ہے لیکن اس سے دیہاتیوں کو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ ان قانون سے ان کی کہنہ غریبی دور ہو جائیگی اور انکو وہ آزادی ملجائیگی جسکے لئے وہ اب تک لڑ رہے ہیں وہ آزادی صرف اس تنظیم کی طاقت پر منحصر ہے جو وہ اسوقت کر پائیں عوام کی اصلی طاقت انکی تنظیم اور اس ڈسپلن میں ہے جو وہ اپنے کشمکس کے دوران میں پیدا کر سکیں۔ قانون سازی بہت کم مدد کرتی ہے۔ آپ نے اسکی مثال بھی پیش کی اور فرمایا کہ قانون میں یہ دفعہ پہلے سے موجود تھی کہ زمیندار کاشتکاروں سے جو رقم پائیں اسکی انکو رسید دیں اور اگر وہ ایسا نہ کرینگے تو سزا کے مستحق ہونگے لیکن چونکہ کسانوں میں کافی بیداری اور کافی تنظیم نہیں تھی اسلئے قانون صحیح طور پر نافذ نہ ہوسکا اور اس قانون کے باوجود موجودہ حالت میں ایسی ہزاروں مثالیں ہیں جن میں رسیدیں نہیں دیگئی ہیں آپ نے فرمایا کہ اسلئے جب تک عوام میں تنظیم اور ڈسپلن نہ ہو قانون سازی سے بہت کم فائدہ پہونچتا ہے۔

ارسان میں آپ نے تقریباً دس ہزار کے مجمع میں تقریر کی اور قانون آراضی کی دفعات اسی طرح سمجھائیں جس طرح آپ نے چکیری میں سمجھائی تھیں۔ یہاں بھی آپ نے لوگوں کو اس بات سے متنبہ کیا کہ وہ فرقہ پرستی کے شکار نہوں اور ان لوگوں کے دھوکے میں نہ آجائیں جو یہ کہتے ہیں کہ کانگریسی حکومت صرف اکثریت کی بھلائی کا کام کر رہی ہے۔ کانگریس غریبوں کی بھلائی کیلئے جو کر سکتی ہے کر رہی ہے اگر کسانوں کو موروثی حق دیا جائیگا تو ہر شخص کو اس سے فائدہ پہونچیگا چاہے وہ ہندو ہو مسلمان ہو عیسائی ہو یا اچھوت ہی کیوں نہ ہو۔ اگر لگان کم کیا جاتا ہے تو ہر شخص کو اس سے فائدہ ہوگا چاہے وہ کسی ذات اور کسی مذہب سے بھی کیوں نہ تعلق رکھتا ہو۔ اگر کسانوں کا قرضہ معاف کیا جاتا ہے تو نہ اس سے صرف مسلمانوں کو فائدہ ہے یا صرف ہندؤں کو فائدہ ہے بلکہ ہر شخص کا فائدہ ہے۔ پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کانگریس حکومت کسی فرقہ کے خلاف یا کسی فرقہ کے موافق ہے۔

آپ ۱۹ کی صبح کو کانپور سے روانہ ہوئے۔

یوم خواندگی

۱۵ر جنوری سنہ ۱۹۳۹ء

سرکاری اور غیر سرکاری

پیغامات

توسیع تعلیم

ممالک متحدہ کے محکمہ توسیع تعلیم نے ۱۹۷۰ اسکول بالغوں کے لئے کھولے ہیں اور ۶۸۷ گشتی کتب خانے جاری کئے ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کتب خانے کی پانچ پانچ شاخیں قائم کی گئی ہیں اور اس میں ۳۰۰ کتابیں ہندی اور اردو کی مہیا کی گئی ہیں۔ و ۳۶۰۰ دار المطالعے کھولے ہیں جنمیں سے ہر ایک کو ایک ہندی اور اُردو کا رسالہ اور دو دو ہفتہ وار اخبار دیئے جاتے ہیں۔ ان سے ہمارے صوبے کے ہر حصہ کے لوگ تبت اور نیپال کی سرحد سے لے کر پنجاب، راجپوتانہ، ممالک متوسط، وسط ہند اور بہار کی سرحد تک مستفید ہوئے ہیں۔ ان کا استعمال مفت کیا جا سکتا ہے۔ ان اسکولوں کے لئے چند خاص کتابیں تیار کی گئی ہیں جو طالب علموں کو بلا قیمت دی جاویں گی۔ جو مدرس اپنی مرضی سے ایک ناخواندہ بالغ کو خواندہ بنا دیں گے ان کو "روپیہ طریقی اسکیم" کے مطابق ایک روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ آپ کم از کم اتنا تو کر ہی سکتے ہیں کہ لوگوں کو ان سے مستفید ہونے کے لئے راغب کریں۔

خواندگی کے عہد نامے پر دستخط کر کے وطن کی خدمت کیجئے۔

سرکاری پیغامات

ہم صوبہ جات متحدہ میں اپنے آپ کو پسماندہ سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں مگر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ تعلیم کے معاملہ میں ہم ہندوستان کے اکثر صوبوں سے پیچھے ہیں اس صوبہ میں تعلیم کی جو زبردست کمی ہے اسے ہم عرصہ سے ایک ضروری نقص سمجھتے چلے آرہے ہیں اور یہ بھی خیال کرتے رہے ہیں کہ یہ نقص اسکولوں کی تعلیم میں توسیع کر کے بتدریج ہی دور ہو سکتا ہے۔ مگر صرف بچوں کو پڑھا دینا ہی کافی نہیں ہے۔ اگر ہم بچوں کی ایک کثیر تعداد کو پڑھا بھی دیں تو بھی اس طریقۂ عمل سے بہت کافی مدت میں وہ صورت حال پیدا ہو سکے گی جسے ہم کسی "تعلیم یافتہ آبادی" کے لگ بھگ قرار دے سکیں۔ اس طریقۂ عمل میں تیزی برتنے کے لئے (جیسی کہ اس میں برتنا چاہئے) ہمیں بالغوں کو پڑھانا لکھانا ضروری ہے۔ ہم کو ان میں تعلیم حاصل کرنے کی خواہش پیدا کرنا چاہئے اور اس کے لئے ہمیں ان کو مواقع بہم پہنچانا چاہئے۔ یہ کام ایسا ہے جو صرف معمولی سرکاری عملہ اور سرکاری مالیات سے نہیں چل سکتا اور اگر اسے کامیاب ہونا ہے تو اسے افراد اور انجمنوں کی انتھک اور پوری تائید حاصل کرنا پڑے گی۔ قوم کے تعلیم یافتہ اشخاص کو بحیثیت مجموعی ناخواندگی کے خلاف جنگ کی رہنمائی کرنا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس تحریک میں جو میری حکومت نے شروع کیا ہے صوبہ کی عورتوں کی طرف خاص توجہ کی جائے گی کیونکہ اگر بیویاں اور مائیں پڑھی لکھی

بنائی جاسکیں تو دوسری نسل کو پڑھانے لکھانے کا کام بہت ہلکا ہوجائے گا۔ مجھے یقین ہے کہ جس تحریک کی ابتدا ۱۵ جنوری کو کی جا رہی ہے وہ عوام کو خواندہ بنانے کی کوشش میں ایک نئے باب کا آغاز ہوگا۔

سری ہیگ
گورنر ممالک متحدہ

ناخواندگی کو دور کرنا کانگریس کے پروگرام کا ایک خاص جز رہا ہے۔ ملک میں جمہوری خیالات کا پھیلاؤ اور رائے دہی کے حق کی وسعت نے اس سوال کو اور بھی اہم بنا دیا ہے۔ ملک کے ہر ایک باشندے کو اپنی روحانی، جسمانی اور دماغی ترقی کرنے کے لئے ہر آسائش پانے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ دماغی ترقی کے لئے خواندگی پہلی سیڑھی ہے۔ اگر ہم اپنے ملک سے ناخواندگی کا عذاب دور نہ کرسکے تو دنیا کی قوموں میں ہم اپنا مناسب مرتبہ حاصل نہیں کرسکتے۔

ہمارے ملک کی ایک بڑی تعداد ناخواندہ ہے۔ ایک مقررہ وقت کے اندر انھیں خواندہ بنانے کے لئے ہر ایک پڑھے لکھے شخص کے لیے لازم ہے کہ وہ حتی الامکان اس کام میں مدد دے کیونکہ عوام کی عملی امداد کے بغیر سرکار باوجود اپنی تمام کوششوں کے ہماری اجتماعی اور معاشرتی زندگی کی خرابیوں کو دور کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتی۔ میں اپنے صوبہ کے پڑھے لکھے آدمیوں سے و مختلف جماعتوں کے ممبران سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اس مقدس کام میں ہماری مدد کریں اور ناخواندگی دور کرنے کی کوشش کو کامیاب بناویں۔

گووند بلبھ پنت

یوں تو ہماری سوسائٹی بہت سی مصیبتوں میں مبتلا ہے مگر جہالت کا درجہ ان میں سب سے زبردست ہے۔ ہم عوام کو تندرستی یا زراعت یا کسی دوسرے سائنس کی تعلیم دینا چاہتے ہوں یا ان کو ان کے شہری حقوق اور فرائض سمجھانا چاہتے ہوں مگر جہالت کی چٹان سے ٹکرا کر ہماری سبھی کوششیں رائگاں ہوجاتی ہیں۔ اس لئے ہر شخص جو ملک کی ترقی اور بہبودی چاہتا ہے ان تمام کوششوں میں جو جہالت دور کرنے کے لئے کی جارہی ہیں ہمدردی رکھے گا اور مجھ کو کامل یقین ہے کہ گورنمنٹ کو اس کام میں سبھی طبقوں سے پوری امداد حاصل ہوگی۔

ہندوستان میں آزادی کی لڑائی جاری ہے۔ ہماری یہ کوشش ہے کہ ہر طرح سے ہم اپنے کو اُس دن کے لئے تیار کریں جب کہ آزاد ہوکر اپنے ملک کا انتظام ہم آپ کریں گے۔ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہندوستان کے ہر ایک مرد و عورت تعلیم یافتہ ہو۔ آج کل ہماری گری ہوئی حالت بہت کچھ اس لئے ہے کہ ہمارے ہزاروں بھائی بہن تعلیم سے بے بہرہ ہیں اور ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہیں جو سنسار میں ہورہی ہیں اور جن کا اثر کسی نہ کسی روپ میں ہمارے اوپر پڑ رہا ہے۔

آج اس صوبہ میں تعلیم کا کام شروع ہوا ہے۔ ہر ایک پڑھے لکھے عورت مرد سے میری یہ گذارش ہے کہ وہ آج کے دن یہ عہد کر لے کہ کم سے کم ایک آدمی کو وہ پڑھا لکھا کر دے اور جنھیں علم نہیں ہے وہ کوشش کے ساتھ اپنے کو پڑھا لکھا بنا دیں۔ اگر ہم سب مل کر اس کام کو اٹھالیں تو بہت تھوڑے وقت میں ہندوستان میں تعلیم پھیل جائے گی اور ہماری ترقی کی بنیاد پڑ جائے گی۔

وجیالکشمی پنڈت

صوبہ میں "یوم خواندگی" ۵ا جنوری کو منایا جائے گا۔ اس دن وہ تحریک شروع ہوگی جسکی کامیابی ہر بالغ کو خواندہ بنا دے گی۔

صرف پڑھ لکھ لینا ہی کوئی خاص بات نہیں ہے۔ مگر خواندگی سے تعلیم میں مدد ملتی ہے۔ تاوقتیکہ عوام کی کافی تعداد خواندہ نہ ہو ان کو تعلیم دینا تقریباً ناممکن ہے اور تعلیم کے بغیر عوام کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اس تحریک کی اور ترقی و آزادی کی ضرورت کی قدر کر سکیں۔ گویا ترقی کی راہ میں ناخواندگی ایک روڑا ہے۔ ۵ا جنوری کو جس تحریک کا آغاز ہو رہا ہے اس کی کامیابی ملک کی سیاسی اور تعلیمی دونوں ترقیوں کو آسان بنا دے گی۔

رفیع احمد قدوائی

ناخواندگی اور جہالت ہر ترقی کی (خاص کر دیہاتی رقبوں میں) سب سے بڑی دشمن ہیں۔ حکومت نے ہر پہلو سے گاؤں سدھار کرنے کے ایک زبردست پروگرام کا بیڑا اٹھایا ہے مگر اس کا اعتراف ہے کہ ناخواندگی مع اپنے دوسرے ساتھیوں، جہالت اور وہم پرستی کے گاؤں سدھار کے راستہ میں سب سے بڑا روڑا ہے۔ جب تک ہر گھر علم کی روشنی سے منور نہ ہو جائے (خواہ روشنی کتنی ہی کم ہو) جو تاریکی آج کل وہاں پائی جاتی ہے کبھی نہیں دور ہو سکتی اور اس وقت جب کہ ہم ناخواندگی دور کرنے کے متعلق سوچ رہے ہیں ہمیں یہ نہ فراموش کر دینا چاہئے کہ اس میں مرد اور عورت دونوں شامل ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ عورتوں کی ناخواندگی اور جہالت دور کرنا زیادہ ضروری ہے کیونکہ بہرحال عورت ہی گھر کی مالک ہوتی ہے اور اگر وہ ناخواندہ اور جاہل ہے تو گھر کی حالت سدھارنا مشکل ہوگا۔ مجھے امید ہے اور میری دعا ہے کہ اس صوبہ کا ہر شخص، مرد ہو یا عورت، لڑکا ہو یا لڑکی، جس کسی نے بھی اس روشنی کو دیکھا ہے وہ دوسرے کو بھی جو اس سے محروم ہے بہرہ اندوز کرے تاکہ گاؤں میں ہمارے گھر (زمیندار کا عالی شان مکان اور غریب سے غریب کسان کی جھونپڑی دونوں) علم کے چراغ سے روشنی پائیں۔ ہمارے ایسے غریب صوبہ میں اور ایسے مقدس کام میں ہمکو اپنے مقاصد حصول کے لئے رضاکارانہ کوشش پر اعتماد کرنا چاہئے اور مجھے امید ہے کہ ہر مرد اور عورت اس نصب العین سے متاثر ہو کر جسے آج کے دن پیش کر رہا ہے دوسروں کو تعلیم دینے کا مقدس

کام خود سرانجام دینے کا عہد کرے گا نہ کہ روپیہ دے کر اس محنت کو دوسرے کے کندھوں پر ڈالدیگا۔

کیلاش ناتھ کاٹجو

ناخواندگی ہمارے ملک کیلئے ایک خدائی تازیانہ ہے۔ ہمارے اکثر مصائب ہماری جہالت کے باعث ہیں اور جہالت اکثر ناخواندگی کے سبب سے ہوتی ہے۔ ماضی میں عوام کی ناخواندگی دور کرنے کے لئے کبھی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی گئی۔ اس صوبہ کی کانگریسی حکومت ناخواندگی دور کرنے کی اسکیموں پر عمل کرکے ناخواندگی ختم کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ اب یہ عوام کا کام ہے کہ وہ اپنی قیمتی امداد دیکر ہمارے ملک کی ترقی میں معاونت کریں اور مجھے پورا اعتماد ہے کہ ہر صحیح الخیال شخص ناخواندگی کے خلاف اس تحریک کی پوری پوری تائید کریگا۔

حافظ محمد ابراہیم

یوم خواندگی منایا جائے یہ ایک اچھا خیال ہے۔ ہمارے صوبے میں اس ڈھنگ کی یہ پہلی چیز ہے۔ ہمارے صوبے میں انپڑھوں کی جو بھاری تعداد ہے اسے یہ کم کریگا یہ میرا بھروسا ہے۔ مجھے دکھائی دے رہا ہے کہ اس تحریک کا پھل ہوگا کہ ہمارے ان پڑھ بھائی اپنی حالت کو آپ پہچانینگے اور اپنے کو اوپر اوٹھانے کا فیصلہ کرینگے۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ جن لوگوں کو تعلیم مل چکی ہے انکا دھیان اُس ذمہ داری کی طرف کھینچیگا کہ وہ اُن لوگوں کی مدد کریں جنکے نصیب میں ابتک پڑھنا لکھنا نہیں آیا ہے۔ اگر ہمارے پڑھے لکھے وہ لوگ جن کے پاس کچھ وقت ہے اپنا یہ ارادہ کرلینگے کہ اپنے وقت کا کچھ حصہ انپڑھ لوگوں کو پڑھنے لکھنے کی تعلیم دینے میں لگادیں گے تو صوبے میں جہالت کو دور کرنے کا سوال کم ہوجائے۔ میری یہ دلی گذارش ہے کہ ہمارے پڑھے لکھے بھائیوں میں سے کچھ لوگ ایسے نکل آویں جو وطن کی محبت میں اپنے انپڑھ بھائیوں کی مدد کرنے کا فیصلہ کرلیں۔

پرشوتم داس ٹنڈن

غیر سرکاری پیغامات

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ممالک متحدہ کی سرکار ناخواندگی دور کرنے کے لئے تحریک شروع کر رہی ہے۔ یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے لڑکے لڑکیوں کی پڑھائی کا پورا انتظام کریں لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ ناخواندگی دور کرنے میں ہم بالغوں کو بھی اپنے ساتھ لے لیں۔ ہماری کل ترقی سیاسی اجتماعی اور معاشیاتی اصلی تعلیم کے اس معیار پر مبنی ہے جہاں تک عوام اسے حاصل کرسکتے ہیں۔ اگر ناخواندگی دور نہیں کی گئی تو ہمارے لوگ اندھیرے میں بھٹکتے رہیں گے اور جوش جذبات میں ادھر اُدھر بہک جائیں گے اور اکثر دوسروں کے شکار ہوجادیں گے۔ کوئی بھی اصلاح ہو وہ

ناخواندگی کی اس چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو جائیگی۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ سرکار اور کانگریس کے درمیان ناخواندگی دور کرنے کے معاملے میں پورا پورا اتحاد رہیگا اور اس تحریک میں سب لوگ خواہ ان کے سیاسی خیالات کچھ بھی ہوں ضرور حصہ لیں گے۔ یہ مشترکہ نظام العمل ہے جس میں ہر شخص کو شریک ہونا چاہیئے۔

جواہر لال نہرو

مجھے اس امر میں اپنی توقیر محسوس ہو رہی ہے کہ آنریبل وزیر تعلیم نے بالغوں کی ناخواندگی دور کرنے کی صوبہ گیر مہم کے افتتاح کے موقع پر مجھ سے ایک پیغام بھیجنے کو کہا ہے۔ عوام سے ناخواندگی دور کرنے کی اس زبردست سعی سے متعلق ہونا (چاہے وہ تعلق کیسا ہی معمولی ہو) ایک فخر ہے اور اس ناخواندگی کا دور کرنا ہماری مادر وطن کی اولین ضرورت ہے۔ ہمیں آنریبل وزیر تعلیم کا ممالک متحدہ نے اس زبردست تحریک کو اتنے خلوص کے ساتھ شروع کرنے میں ممنون ہونا چاہیئے۔ اگر کسی ہوشیاری سے ترتیب دی ہوئی اور منظم اسکیم پر عمل شروع کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ تحریک کو نمایاں کامیابی نہ حاصل ہو۔ تعلیم یافتہ طبقوں کا جوش والہانہ عقیدت اور ایثار، بالغوں کی بیداری میں خاص ضروریات ہونگے۔

مشہور ماہرین تعلیم کے اعلیٰ دماغ عرصہ سے ہمارے عوام کی افسوسناک حالت کے مسئلہ پر غور و فکر کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ اس تمام خرابی کی اصل جڑ وہ بے پایاں جہالت ہے جو اسوقت چھائی ہوئی ہے۔ اگر ہندوستان کو آگے بڑھنا اور جو خرابیاں ہمکو تکلیف پہونچا رہی ہیں ان سے جنگ کرنا ہے تو ملک کے بالغوں کی ترقی ہی اس کا صحیح حل پیش کریگی۔ ایک صوبہ گیر مہم لاکھوں انسانوں میں ایک نئی روح ضرور پیدا کریگی اور ان میں خود تعلیم کا جذبہ بھی پیدا کریگی۔ اور اسطرح وہ تکلیفیں اور مصیبتیں دور ہو سکیں گی جو دیہاتوں کو اپنا شکار بنائے ہوئے ہیں۔ ہمارا خاص مقصد ہندوستانی عوام کی (خواہ وہ کسی ذات پات رنگ و نسل کے ہوں) بہبودی اور ترقی ہونا چاہیئے اور ہم اسی وقت اُس حقیقی ترقی کا یقین کر سکتے ہیں جو ہندوستان کا حصہ ہے اور جو متمدن قوموں کے زمرہ میں اس کے لئے مناسب جگہ حاصل کر سکتی ہے۔ ناخواندگی کے خلاف یہ زبردست جنگ ہر تعلیم یافتہ مرد اور عورت کی تائید اور تعاون کی مستحق ہے اور تحریک تعلیم بالغان کی شاندار کامیابی کے لئے میں بھی دست بدعا ہوں۔

شاہ محمد سلیمان

اس میں ذرا بھی شبہہ نہیں کیا جا سکتا کہ جب تک جہالت کی تاریکی رفع نہ ہو جائے یہ ناممکن ہے کہ کوئی قوم اپنے مستقبل کو صحیح طور سے دیکھ و سمجھ سکے۔ اس لئے میری تمام ہمدردیاں جہالت کو دور کرنے کے ساتھ ہیں اور میری دعائیں ان لوگوں کے ہمراہ رہینگی کہ جو میری قوم کو بے علمی اور جہالت سے بچانے میں کوشاں ہوں گے۔

احمد سعید

اس صوبہ میں ناخواندگی کو دور کرنے کی غرض سے جو اسکیم ہمارے پُر جوش وزیر تعلیم کی نگرانی میں تیار کی گئی ہے اس کی تائید ہر گوشہ سے ہونا چاہئے اور ان تمام لوگوں کو جو صحیح طور پر سوچنے اور سمجھنے کے عادی ہیں اپنے اختلافات سے قطع نظر کرکے اس کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کرنا چاہئے۔

یہ ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے بعض لوگ اس خیال کے بھی ہوں جو یہ سمجھتے ہوں کہ یہ اسکیم اُن کی ضروریات کو خاطرخواہ پورا نہیں کرتی یا یہ سمجھتے ہوں کہ یہ اسکیم ایک بڑی حد تک اصلاح طلب ہے لیکن یہ بات یاد رکھنا چاہئے کہ ناخواندگی کو دور کرنے کی یہ پہلی کوشش ہے جو سرگرمی کے ساتھ ایک بڑے پیمانے پر کی جارہی ہے اور اس بنا پر ہمیں اس کے بارے میں اپنے خیالات ظاہر کرنے میں تحریکی پہلو اختیار نہ کرنا چاہئے بلکہ دل سے مدد کرنا چاہئے اور اس کو کامیاب ہونے کا پورا موقع دینا چاہئے۔ ناخواندگی کا مسئلہ ان مسائل میں سے ہے جن میں ہر قسم کے سیاسی خیالات کے لوگ شریک ہوسکتے ہیں اور ساتھ کام کرسکتے ہیں کیونکہ ہماری بیشتر مصیبتوں اور رکاوٹوں کے اسباب ناخواندگی اور غلط طریقہ ہائے تعلیم ہی ہے۔ ایک بار ہم نے ناخواندگی کو دور کردیا اور غلط طریقہ ہائے تعلیم بدل دیا تو پھر دوسری جانب ہم تیزی کے ساتھ ترقی کرسکیں گے۔ یہ خیال بہت اچھا ہے کہ اس اسکیم کا افتتاح ایک خاص دن یوم ناخواندگی منا کر کیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام صوبہ میں یہ دن اس تحریک کے شایان شان طریقہ پر منایا جائے گا۔

محمد اسمٰعیل

تعلیم، تحفظ، روزگار، خدمت ان چار لفظوں میں گھر کے بزرگ کا اولاد کی طرف بھی اور راجہ حاکم کا رعایا کی طرف بھی کل فرض تمام ہوجاتا ہے۔

سلطنت کا فرض ہے کہ رعایا کو عالموں کے ذریعہ تعلیم دے اور ایسی تعلیم دے کہ وہ ایک دوسرے کو بھی لکھنا پڑھنا سکھا سکیں اور سکھا دیں۔ دلاوروں کے ذریعہ رعایا کی حفاظت کرے اور ان کو ایسی تعلیم دے کہ وہ ایک دوسرے کی حفاظت آپ بھی کرسکیں اور کرے۔ منتظم تاجروں کے ذریعہ سب کے کھانے کپڑے کی فکر کریں اور ہر ایک آدمی کی فطرت کے مطابق اس کو ایسی روزگاری تعلیم دے کہ ہر آدمی ٹھیک کام کرکے مناسب دام اور آرام کما سکے اور کما دے اور محنت کشوں کے ذریعہ سب کی مدد کا انتظام کرے اور سب کو ایسی تعلیم دے۔ کہ سب ایک دوسرے کی ضروری مدد کرسکیں اور کریں۔

اس لئے جب مجھے اپنے صوبہ کے لائق اور تجربہ کار بابو سمپورنانند جی وزیر محکمہ تعلیم کے خط سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کی طرف سے خاص انتظام کیا جارہا ہے کہ لاعلمی اس صوبہ سے دور کردی جائے

تو مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اپنا پہلا فرض رعایا کی تعلیم کا ادا کرنے کے لئے نئی گورنمنٹ نے کمر باندھی ہے۔ میں دل سے مناتا ہوں کہ وہ اس کوشش میں سب طرح سے کامیاب ہو۔

ساتھ ہی اس کے اس موقع پر سب کو یاد دلا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ صرف حروف پہچنوا دینا پڑھنا لکھنا سکھا دینا ہی کافی نہیں ہے۔ تعلیم کچھ اور ہے۔ عوام کو یہ سکھانا چاہئے کہ وہ اپنے حقوں کو ہی نہیں بلکہ اپنے فرضوں کو بھی پہچانیں۔ یہ سکھانا چاہئے کہ ہر ایک آدمی اپنے ہی حقوں کو نہیں دوسروں کے حقوں کو بھی پہچانیں۔ دوسروں کے فرضوں کو نہیں بلکہ اپنے بھی فرضوں کو پہچانے خانہ داری کے فرض جماعتی فرض، روزگاری فرض اور روحانی فرض سب کو پہچانے، اسے [illegible] یک طرفہ تعلیم سے جس سے لوگ اپنے حق ہی پہچانیں اور فرضوں کو بھول جائیں۔ ایسی تعلیم سے ان پڑھ رہنا ہی اچھا ہے۔

میری بڑی خواہش ہے اور امید کرتا ہوں کہ جو تعلیم نئی گورنمنٹ عوام کو دیگی۔ وہ دونوں جانب سے مکمل اور دونوں پلّوں کو برابر کرنے والی ہوگی اور ہر آدمی کو نیک بھی اور سعی الاعظم بھی بنا دیگی تاکہ وہ عوض میں گورنمنٹ کی مدد کرے۔ اُس کا بوجھ ہلکا کرے۔ خود اپنی اور اپنے کنبے کی فکر کرلے ضرورت پر پڑوسیوں کی بھی مدد کرے اور دوسروں پر بلکہ گورنمنٹ پر بھی زیادہ بھروسہ کرکے بیٹھا نہ رہے۔

یہ بھی ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ وزیر محکمہ تعلیم ثمران مصنفوں سے خاص طور سے خواہش ظاہر کریں کہ وہ آپس میں گروہ بنا دیں اور کچے خیالوں کی عقل کو، دماغوں کو بگاڑنے والی گندگی پھیلانے والی انسان کو حیوانیت میں گرا دینے والی لکھائی کو روکیں اور اس کی جگہ عقل کو خوبی دینے والی اچھے علم کو بڑھانے والی، دل کو نیک بنانے والی شستہ شایستہ، تواریخی، جسمانی، روحانی علم کو رزق اور لطف کی تعلیم دینے والی، صنعت و حرفت کی و دل خوش کرنے والی کتابوں کو اس صوبہ کی مادری زبان میں لکھنے لکھانے کی کوشش کریں۔

بھگوان داس

اس صوبہ میں ان لوگوں کی زبردست تعداد کو مدّنظر رکھتے ہوئے جو پڑھ لکھ نہیں سکتے۔ بالغوں کی ناخواندگی کے خلاف ہر کوشش کا خیر مقدم کرنا چاہئے۔ میں اس کی دلی تائید کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ تحریک کے دائرہ نظر میں عورت اور مرد دونوں ہونے۔ کیونکہ ہماری عورتوں کو اس معاملہ میں ہمارے مردوں سے بھی زیادہ امداد کی ضرورت ہے۔

مہاراج سنگھ

پریس نوٹ

محکمہ تعلیم صوبجات متحدہ

صوبہ کے تمام شہروں - قصبوں اور بڑے مواضعات میں خصوصاً ان تمام جگہوں میں جہاں کتبخانہ، مطالعہ گھر - یا بالغ اسکول واقع ہے "یوم خواندگی" مناسب طور پر منایا جائے -

ڈپٹی انسپکٹر مدارس کو چاہئے کہ وہ ڈسٹرکٹ بورڈ چیرمین - ڈسٹرکٹ بورڈ تعلیمی کمیٹی - چیرمین گاؤں سدھار جماعت - یونیورسٹیوں - کالجوں - اینگلو ورناکیولر اسکولوں - ورناکیولر اسکولوں - پاٹ شالوں اور مکتبوں کے افسران اعلیٰ و نیز ہر خیال کے مشہور لیڈروں اور مرکزی اور صوبجاتی ایوان قانون ساز کے ممبران کو مدعو کریں اور ایک ضلع کمیٹی قائم کریں - یہ کمیٹی چیرمین کا انتخاب خود کرے گی - کمیٹی کو مکمل طور پر نمائندہ بنانے کی تمام کوششیں کیجائیں - اس پوری جماعت و نیز مجلس عاملہ کے سکریٹری و خزانچی خود ڈپٹی انسپکٹر مدارس ہونگے - یوم منانے کا سارا کام اس کمیٹی کے ذمہ ہوگا - مقامی اخباروں سے اس طرح اشتراک عمل کی درخواست کیجائے کہ وہ اس خبر کی شہرت دیں اور مدیرانہ طور پر اس مسئلہ سے دلچسپی لیں -

پروگرام کا خاکہ حسب ذیل ہے لیکن یہ ناقابل تبدیل نہیں ہے - ضلع کمیٹیاں اس میں مناسب تبدیلیاں کرسکتی ہیں -

یوم کا شروع صبح گشت (پربھات پھیری) سے کیا جائے اس کے علاوہ وطنی گیت اور ایسی نظمیں گائی جاسکتی ہیں جن میں خواندگی اور توسیع تعلیم کی ضرورت بتائی جائے - یہ نظمیں مقامی شعرا سے حاصل کیجاسکتی ہیں -

دوپہر کے وقت ایک ایک دروازہ پر جاکر پہلے ہر ہر شخص کو معاہدہ پر دستخط کرنے کے فوائد بتائے جائیں پھر ان سے دستخط لئے جائیں (معاہدہ منسلک ہے)

شام کو جلوس نکالے جائیں جن کے ساتھ ایسے جھنڈے ہوں جن پر خواندگی سے متعلق نعرے لکھے ہوں - ان جلوسوں کے ساتھ خواندگی کے پوسٹر بھی ہوسکتے ہیں - ایسی چوکیاں ساتھ نکالی جاسکتی ہیں جن پر خواندگی کی ضرورت ظاہر کرنے والے سوانگ بنائے جائیں - جلوس میں شریک ہونے والے لوگ معقول نظمیں اور مناسب نعرے لگا سکتے ہیں (کچھ پوسٹر ڈپٹی انسپکٹر مدارس سے حاصل کئے جاسکتے ہیں باقی مقامی طور پر تیار کئے جائیں)

شام کو ایک جلسہ کیا جائے جس میں لیڈروں اور ماہرین تعلیم کے بیانات پڑھے جائیں اس

موقع پر خواندگی کی ضرورت پر تقریریں بھی کیجاسکتی ہیں اور محکمہ کی اسکیم کو سمجھانے کی کوشش بھی ہوسکتی ہے ضلع میں جو کام ہوچکا ہے اور آیندہ کے متعلق جو پروگرام پیش نظر ہے وہ بھی حاضرین کو بتایا جاسکتا ہے۔ مخصوص اس موقع کے لئے کہی ہوئی نظمیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ طالب علم خواندگی کے متعلق چھوٹے چھوٹے ڈرامے کھیل سکتے ہیں۔ چوکیاں دکھائی جاسکتی ہیں اور انعامی مضامین پڑھے جاسکتے ہیں۔ مقامی تیارشدہ پوسٹروں۔ نعروں۔ نظموں اور کتابوں وغیرہ کی نمایش کیجاسکتی ہے۔ سب سے اچھی نظم مضمون اور نعرے کے مصنفین اور صناعوں کو جلسہ میں مناسب انعامات دئے جاسکتے ہیں۔ جلسہ کی کارروائی سے پہلے حاضرین سے معاہدہ خواندگی لیا جاسکتا ہے اپنے گھروں پر شخصی طور پر بالغ اسکول قائم کرنے کی غرض سے جماعتیں بنانے میں لوگوں کی ہمت افزائی کیجاسکتی ہے۔ اس پروگرام میں طالبعلموں کا حصہ ایک خاص اہم جزو ہے۔ طالبعلموں سے خاص طور پر معاہدے لئے جائیں کہ وہ آیندہ بڑی چھٹیوں میں یہ کام کریں۔

یہ ضروری ہے کہ کم سے کم یوم سے پندرہ دن پہلے مقامی صناع مصنفین اور طالبعلموں کو مقابلہ کے لئے مضامین۔ نظمیں۔ نعرے۔ پوسٹر اور تصویریں تیار کرنے کے لئے مدعو کیا جائے۔ ایک مختصر کمیٹی بنائی جائے جو ان میں سب سے بہتر کا انتخاب کرے۔ سب کمیٹی جلسہ سے ایک دن پہلے اپنا کام ختم کردے۔ یہ تمام باتیں زیادہ سے زیادہ کفایت شعاری سے کیجائیں۔ ضلع کمیٹی ضروری چندہ جمع کرسکتی ہے اور جو روپیہ ان لوگوں سے جمع ہو جو معاہدہ پر دستخط کریں اور روپیہ بھی دیں وہ سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے پاس جمع کیا جائے یہ روپیہ اس ضلع کے مدرسین کو بونس دینے میں اور بالغ اسکولوں کو کتابوں روشنی اور سامان وغیرہ کے لئے مدد دینے میں مجلس عاملہ کی تجویز پر افسر توسیع تعلیم کی منظوری کے ساتھ محکمہ توسیع تعلیم کے قانون کے مطابق صرف کیا جائے۔

مقامی جشن کی مکمل رپورٹ جتنی جلد ممکن ہو افسر توسیع تعلیم کے پاس سول سکریٹریٹ صوبجات متحدہ لکھنؤ میں بھیجی جائے۔ اگر ممکن ہو تو جشن اور نمایش کی تصویریں۔ نظموں۔ پوسٹروں اور نعروں کی نقلیں بھی ان کے پاس بھیجی جائیں تصویریں صاف اور اشاعت کے لائق ہوں۔

نوٹ۔ انسداد ناخواندگی کی تحریک شروع شروع میں تجربہ کے طور پر صرف مردوں تک محدود ہے لیکن حکومت اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے کہ جلد از جلد اس تحریک میں عورتیں بھی شامل کرلیجائیں اس لئے اگر تعلیم یافتہ عورتیں اس قسم کی تحریک عورتوں میں شروع کرنا چاہیں تو ان کی ہمت افزائی کیجائے اور ہر طرح پر مدد کیجائے۔

عہد نامہ

یوم خواندگی کے موقع پر یعنی ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء کو تعلیم یافتہ مردوں اور عورتوں سے یہ معاہدہ لیا جائے۔

یہ میرا یقین ہے کہ ناخواندگی اس ملک کے لئے بدترین لعنت ہے اور یہ اخلاقی اور مادی ترقی کی راہوں کو بند کرتی ہے۔ اس کو کم سے کم وقت میں دور کرنے میں مدد دینا ہر تعلیم یافتہ ہندوستانی کا فرض ہے۔ لہٰذا میں وعدہ کرتا ہوں کہ سال بھر میں کم سے کم ایک مرد یا عورت کو خواندہ بنا دوں گا یا ضلع کی خواندگی انجمن کو دو روپیہ (ایک بالغ ان پڑھ کو خواندہ بنانے کا کم سے کم خرچ) ادا کر دونگا تاکہ وہ میری طرف سے یہ فرض انجام دے۔

پورا دستخط	معاہدہ لینے والے کا نام . . . .
پیشہ	پیشہ . . . .
پورا پتہ	پتہ . . . .

ترک منشیات

صوبجات متحدہ میں ترک منشیات کے فائدے

سیکڑوں گھروں کی مصیبتیں دور ہو رہی ہیں

اشتراک عمل کیلئے وزیر آبکاری کی عوام سے درخواست

عالیجناب ڈاکٹر کے این کاٹجو وزیر آبکاری نے اجتناب منشیات کانفرنس مین پوری کے موقع پر بتاریخ ۲۰ نومبر ۱۹۳۸ء تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ

معہود خطہ زمین کا نظارہ ہم ۲۲-۱۹۲۱ء کے اس درخشاں زمانہ میں دیکھ چکے ہیں جب کانگریس اور گاندھی جی کی فرمانبرداری میں تمام فرقوں نے خود بخود شراب اور دوسری نشیلی چیزوں سے پرہیز کرنے کا عہد کر لیا تھا۔ میں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ نظارہ اپنی پوری تکمیل

کو پہونچ جائے انھوں نے فرمایا کہ ترک منشیات حقیقتاً عوام ہی کا کام ہے اور اس سلسلہ میں ان کو ہر گوشہ سے مدد ملنا چاہیئے رائے عامہ کو سدھارنا چاہیئے اور سماجی بیداری پیدا کرنا چاہیئے۔ آج پچاس برس سے کانگریس مکمل ترک منشیات کی حامی ہے۔ اسلئے یہ فطری طور پر ضروری تھا کہ کانگریسی صوبوں کے وزارتی پروگرام میں ترک منشیات پر سب سے زیادہ اہمیت دیجائے۔ اس کے علاوہ گاندھی جی کی فیض رساں شخصیت نے اس تحریک کو بڑا فائدہ پہونچایا۔ جناب وزیر صاحب نے فرمایا کہ مین پوری اور ایٹہ کی سات مہینوں کی کامیابی سے اندازہ ہوتا ہے کہ مکمل ترک منشیات کی تحریک ان صوبوں میں آسانی کے ساتھ کامیاب ہوسکتی ہے موجودہ حکومت مکمل ترک منشیات پر بالکل تیار تھی جسکا کھلا ہوا نتیجہ یہ تھا کہ آبکاری کی ڈیڑھ کروڑ آمدنی ختم ہو جاتی ہے آپ نے بتایا کہ حکومت نے لکھنؤ الہ آباد اور بجنور میں شراب کے بکنے کا بالکل نیا انتظام ایسی دوکانوں کے ذریعہ کیا ہے جو حکومت کے زیر انتظام رہینگی ڈاکٹر کاٹجو صاحب نے فرمایا کہ آئندہ سال میں حکومت کو ہر سمت میں مزید ترقی حاصل ہوگی۔ ممنوعہ خط بہت زیادہ بڑھادیا جائیگا اور بہت سی اور دوکانیں بند کر دی جائیں گی حکومت کے زیر انتظام دوکانوں کی نگرانی کی جارہی ہے اور صنعتی حلقوں میں تنخواہ ملنے کے دنوں میں مزدوروں کو شراب نوشی سے بچانے کے لئے دوکانیں بند کرنے کی تجویز پر غور کیا جارہا ہے۔

دشمن پر ہر پہلو سے حملہ

جناب وزیر نے تقریر جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ پولیس اور فوج کے محکموں کی طرح آبکاری کے محکمہ کو بھی صرف خرچ کرنے والا محکمہ بن جانا چاہیئے جسکا کام لوگوں کو شراب نوشی کی بری عادت سے بچانا ہو۔ ”ہمارا مقصد اور دلی مدعا مکمل ترک منشیات ہے ہماری شروع کی کامیابی بتاتی ہے کہ ہم چند ہی سال میں اس مقصد کو حاصل کر لینگے۔ ہم کئی پہلوؤں سے اس وقت دشمن پر حملہ کر رہے ہیں۔ ہم نے ترک منشیات کو ایٹہ اور مین پوری کے دو ضلعوں میں اور ان ضلعوں کے دامن پر پانچ میل کے ممنوعہ خطہ میں مکمل طور پر نافذ کر دیا ہے۔ ہم نے سارے صوبہ میں ۲۵ فیصدی دوکانیں کم کر دی ہیں ہم نے ٹیکس اور اسطرح قیمت فروخت کافی بڑھادی ہے۔ شراب بیچنے کے لئے دوکانداروں کو ایسا لائیسنس دینے کا پرانا طریقہ جس کی رو سے جس قیمت پر چاہیں شراب بیچ سکتے تھے ہم نے بند کر دیا ہے اسلئے کہ اس صورت میں دوکاندار شراب کی فروخت بڑھانے کی کوشش کرتا تھا۔ ہم نے سارے صوبہ میں قیمتیں مقرر کر دی ہیں اور نیلام کے طریقہ کو تبدیل کر کے اس برائی کو دور کرنے کی کافی کوشش کی ہے۔

ہمت افزا رپورٹیں

ڈاکٹر کاٹجو صاحب نے فرمایا کہ اپریل سے ستمبر تک چھ مہینوں کی سارے صوبہ کی پورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ شراب اور دارو کے استعمال میں پورے صوبہ میں بہت کمی ہوگئی ہے۔ انھوں نے اعداد و شمار بھی پیش کئے۔ "سارے صوبہ میں بجز مین پوری اور ایٹہ کے ممنوعہ ضلعوں کے جہاں شراب کی دوکانیں حکومت کے انتظام کے ماتحت ہیں گذشتہ چھ مہینوں میں فروخت کی فیصدی کمی حسب ذیل رہی۔ دلیسی شراب ۴۰۴ افیم ۷۲۲/۴ گانجہ ۷۷ چرس ۴۰۸ بھنگ ۱۶/۶۔ بجز مین پوری اور ایٹہ ضلعوں کے گذشتہ چھ مہینوں میں صوبہ کی فیصدی کمی حسب ذیل تھی۔ دلیسی شراب ۲۰۰/۵ افیم ۲۱ گانجہ ۴/۵۴ چرس ۲۴/۱۰ اور بھنگ ۲۰۔

انھوں نے فرمایا کہ حال کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ نشہ بازوں کی عورتیں اونچے ہاتھ اٹھا اٹھا کر کانگریس کو اس بات پر دعا دے رہی ہیں کہ اس نے ان کی زندگی میں کیسے اعجاز کیساتھ بہتر بنا دیا ہے۔ اس سچائی میں کوئی شک نہیں اسلئے کہ حقیقتاً نشہ بازوں کی عورتوں اور بچوں ہی کو تکلیفیں اٹھانا پڑتی تھیں انھوں نے فرمایا کہ ترک نشیات اصولی طور پر صرف عوام کا کام ہے۔" ہم کو ہر گوشہ سے مدد اور اشتراک عمل کی ضرورت ہے۔ رائے عامہ کو سدھارنے اور سماجی بیداری پیدا کرنے کی سخت ضرورت ہے"

خلاف قانون کشیدگی

دلیسی شراب کی غیر قانونی کشیدگی کے حوالہ میں مقرر نے فرمایا" ہر شخص اس بات سے اتفاق کرتا ہے کہ دلیسی شراب کی غیر قانونی کشیدگی کی قیمت حیرت انگیز طریقہ پر کم ہے۔ میں نے لوگوں کو کہتا سنا ہے کہ شاید ایک آنہ فی بوتل قیمت ہوتی ہے تجربہ یہ بتاتا ہے جب قیمتیں کم کردی گئی ہیں تو دیسی شراب کا استعمال بڑھ گیا ہے اور جب بڑھادی گئی ہیں تو استعمال گھٹ گیا ہے، اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے قیمتوں کی تھوڑی سی تبدیلی بھی چڑھاؤ اور اتار پر بڑا اثر ڈالتی ہے"

" خلاف قانون کشیدگی اس وقت بھی کیجاتی ہے اور یہ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک خلاف قانون کشیدہ شراب اتنی کم قیمت پر نہ بکنے لگے جس سے خلاف قانون کشیدگی کا کاروبار کرنیوالوں کو ذرا بھی نفع نہو۔ لیکن یہ ناممکن ہے اس لئے خلاف قانون کشیدگی کو روکنے کا صرف یہ طریقہ ہے کہ کافی سراغ رساں عملہ مقرر کیا جائے اور ملزمین کو سخت سزائیں دی جائیں اور رائے عامہ اتنی سدھار دی جائے کہ وہ کسیطرح کی بھی شراب پینے کو پسند نہ کریں۔"

ڈاکٹر کا بجوے نے فرمایا کہ ابتک اجتناب منشیات کے خلاف صرف زبانی روک تھام کی گئی ہے۔ لیکن اب ہمارا مقصد مکمل ترک منشیات ہے چنانچہ محکمہ کو تبادیا گیا ہے اور مجھے خوشی ہے کہ محکمہ والوں نے اس کی قدر کی ہے کہ ان کا فرض ہے کہ وہ مکمل ترک منشیات کی تحریک کو ترقی دینے میں ہر امکانی کوشش کریں۔ آبکاری کے جرائم کو روکنے اور ان کی سراغ رسانی کرنے کے لئے ان کو ہر وقت کوشاں رہنا چاہیئے اسی کے ساتھ ساتھ ان کو یہ بھی کوشش کرنا چاہیئے کہ عوام کے خیالات ایسے سدھر جائیں کہ وہ خود منشیات سے پرہیز کریں۔ مجھے پوری امید ہے کہ محکمہ کا ہر بڑا اور چھوٹا افسر یہ کوشش کریگا کہ وہ اپنے کو نئے حالات کے مطابق ڈھال سکے۔

جسطرح کھادی تحریک کے شروع میں ہم میں سے ہزاروں آدمیوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ وہ صرف ہاتھ کا بنا اور ہاتھ کا کتا کپڑا پہنے گے خواہ وہ کیسا ہی خراب کیوں نہ ہو اور کھادی تحریک کو کامیاب بنائینگے اسیطرح میں اپنے تعلقہ داروں بڑے زمینداروں سرکاری اعلیٰ افسروں اور علمی پیشہ کے ممبران سے بہ خلوص درخواست کرونگا کہ وہ الکوہل کے کم سے کم استعمال سے بھی پرہیز کریں تاکہ دوسرے اس سے سبق لیں اور ان کی مثالیں ہزاروں پریشان خاندانوں کی مصیبتوں سے بچاسکیں اور ان کے گھروں کو خوشی اور اطمینان میسر آئے۔

(ب) ضلع مین پوری میں منشیات کا استعمال

اس ضلع میں یکم اپریل سنہ ۱۹۳۸ء سے اشیاء نشی کا استعمال بجز خاص صورتوں کے ممنوع قرار دیا جاچکا ہے باشندگان ضلع نے اسکا عملی ثبوت دیا ہے کہ وہ درحقیقت تمام نشیلی استعمال کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور انھوں نے اس بری چیز کو ترک کرکے اپنے ضلع کو دیگر اضلاع کے واسطے قابل تقلید بنادیا ہے۔ مندرجہ ذیل اعداد شمار سے یہ اچھی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ بمقابلہ سال گذشتہ یعنی سنہ ۳۸-۱۹۳۷ء سال رواں یعنی سنہ ۳۹-۱۹۳۸ء میں منشیات کا استعمال قریب قریب نفی میں ہے۔ باشندگان ضلع ہذا نے یہ اچھی طرح ذہن نشین کرلیا ہے کہ بیشک نشیلی چیزوں کے ترک کرنے ہی میں جانی و مالی فائدہ ہے۔ یہ سمجھ لینے کے بعد وہ اب بہت خوش نظر آتے ہیں بلکہ ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں کہ لوگ نشیلی چیزوں کے استعمال سے نفرت کرتے ہیں۔ آبادی کے لحاظ سے یہ کہنا خالی از دلچسپی نہوگا کہ منجملہ ۲۲۶،۹۴۹، نفوس کے صرف تقریباً دوسو آدمی نشہ کی چیزوں کا استعمال کرتے ہیں جو بدرجہ مجبوری ادویات کے طور پر ہے لہذا ہر طریقہ سے کامل یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اسوقت ضلع ہذا میں منشیات کا استعمال عیش و عشرت اور شوق کی خاطر ہرگز نہیں ہے۔

اعداد شمار بکری اشیاء منشی ۹ ماہ سال گذشتہ و سال رواں یعنی بکم اپریل ۱۹۳۷ء لغایتہ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء
و بکم اپریل ۱۹۳۸ء لغایتہ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء۔

	سال ۱۹۳۷-۳۸ء بابت ۹ ماہ	سال ۱۹۳۸-۳۹ء ۹ ماہ	کمی فیصدی
بکری شراب	۲۳۴۲ گیلن	۲ $\frac{3}{4}$ گیلن	۹۹٫۹
" افیون	۱۱۵ سیر	۲۰ $\frac{1}{2}$ سیر	۸۲٫۲
" چرس	۲۹۵ سیر	۵ سیر	۹۸٫۳
" بھنگ	۹۸۲ سیر	۱ $\frac{1}{4}$ سیر	۹۹٫۸

علاوہ ثبوت بالا کے ترک منشیات کا ایک مضبوط اور مستحکم عملی ثبوت یہ بھی ہے کہ آخر اکتوبر ۱۹۳۸ء تک ضلع ہذا میں افیون کے پرمٹوں کی تعداد ۲۰۵ اور چرس کی ۱۵ تھی جو آخر نومبر ۱۹۳۸ء تک کم ہو کر ۱۶۴ و ۲۷ بالترتیب رہ گئی اسی طرح افیون اور چرس کا ہفتہ وار استعمال گھٹکر اٹھارہ چھٹانک سے چودہ چھٹانک اور چرس کا چار چھٹانک سے تین چھٹانک رہ گیا۔ کیونکہ لوگوں نے تجدید کرانے وقت مقدار خوراک کم کرادی۔ اور بہت سے لوگوں نے رفتہ رفتہ اس عادت کو بالکل چھوڑ دیا۔ اب صرف وہ لوگ عادی نظر آتے ہیں جو بوجہ کسی بیماری کے نشیلی چیزوں کا استعمال ضروری ہے۔ اور بغیر استعمال کے اُن کو نہایت تکلیف کا سامنا ہوگا۔ پھر بھی وہ اپنے حتی الامکان یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس عادت کو چھوڑ دیں۔

یہ دیکھکر بیحد مسرت ہوتی ہے کہ جو لوگ بوجہ موسم سرما سردی سے بچنے کی خاطر اس موسم میں چرس اور افیون کا استعمال خواہ وقتی طور پر یا عادتاً کثرت سے کرتے تھے اُنہوں نے اب اس عادت کو ترک کرکے اپنی مالی حالت کو درست کر لیا ہے اور سردی کا سامان اُس بچت سے جو ترک منشیات سے ہوئی تیار کیا اس طرح ان کے اہل و عیال بہ نسبت پہلے کے اب اپنی زندگی اطمینان سے بسر کرنے لگے۔ اس قسم کی مثالیں ہمکو کثرت سے ملتی ہیں۔ یہ محض (Prohibition) ترک منشیات کی برکت کا نتیجہ ہے۔ یہ ضلع ہذا کی خوش قسمتی ہے کہ سب سے پہلے ہمکو یہ نادر موقعہ ملا اور اُس سے باشندگان ضلع ہذا نے بہت جلد فائدہ اٹھایا۔

ہمارے ضلع کے اعلیٰ افسر صاحبان جو دورے سے واپس ہوئے اور انسپکٹران آبکاری جو ہر وقت ضلع کا دورہ کرتے رہتے ہیں اُنکی رپورٹ ہے کہ ضلع میں کشید ناجائز شراب کے ثبوت نہیں ملتے ہیں اور نہ شراب افیون اور چرس وغیرہ باہر سے لاکر ضلع میں فروخت ہوتی ہے البتہ ناواقف اشخاص ضرور ایسے پائے گئے جن کے پاس ایک یا دو وقت کی خوراک صرف افیون یا چرس وغیرہ کی پائی گئی ہے مگر وہ ہرگز فروخت کرنے کے ارادہ سے نہیں پائی گئی ہے ایسی مثالوں کا عدم وجود برابر ہے۔

صحتِ عامّہ

ڈاکٹری امداد اور لوگوں کی تندرستی

(۱) خلاصہ

کوشش کی جارہی ہے کہ ڈاکٹری امداد زیادہ سے زیادہ حصّوں میں پہنچائی جاسکے۔ عام طور پر ہر ضلع میں ۴ وید اور حکیم اور ایک یا دو الوپیتھک ڈاکٹر رکھے جائینگے۔ اس کے علاوہ پچاس ہزار روپیہ ڈسٹرکٹ بورڈوں کو دیدیا جائیگا کہ وہ اس روپیہ سے اپنے دیہاتی ہسپتالوں میں اتنی کافی تعداد میں دوائیں رکھیں کہ وہ دیہات والوں کی ضرورتوں کے لئے کافی ہوسکیں۔ یہ تجویز ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈوں میں یہ روپیہ برابر برابر بانٹا جائے یعنی ہر ڈسٹرکٹ بورڈ کو، اس روپیہ کے علاوہ، جو اُسے عام طور پر دواؤں کے لئے ملتا ہے، روپئے کا برابر حصّہ ملے۔

(۲) اس تجویز کے بناتے وقت اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ ڈاکٹری امداد، ہر گاؤں کے ۵ میل کے اندر ہی اندر ہو۔ سر الیوڈ ایلیٹ نے ۱۹۲۹ء میں اس مسئلہ کو بہت اچھی طرح سوچا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں اتنے شفاخانے تھے۔

(۱) ٹاؤن ایریا میں ۱۵۰

(۲) گاؤں میں .. ۱۱۲

(۳) میونسپلٹیوں میں $\frac{۴۴}{۲۵۶}$

اُنھوں نے حساب لگایا تھا کہ میونسپلٹیوں میں ایک اور دیہاتوں میں ۲۶۹ شفاخانے بڑھادینے سے یہ ہوگا کہ ہر گاؤں والے کو پانچ میل کے اندر ہی اندر ڈاکٹری امداد مل سکے گی۔ اس وقت سے اب تک ۴۴۳ شفاخانے بڑھائے جاچکے ہیں۔ ان میں سے صرف ۱۱۳ دیہاتی شفاخانے ہیں۔ اس لئے اب صرف یہ ضرورت ہے کہ ۲۵۶ شفاخانے دیہاتوں میں اور بنادیئے جائیں۔

(۳) اس مقصد کو سامنے رکھکر، اب یہ تجویز ہے دیہاتوں میں نیچے لکھے ہوئے حساب سے شفاخانے بڑھادیئے جائیں۔

(۱) الوپیتھک ۴۸ قیامی شفاخانے

۱۶ سفری شفاخانے

(۲) دوسری طرح کے $\frac{۱۹۲}{۲۵۶}$ کل یعنی ہر ضلع میں ۴۔

اسلئے صرف ۲۵۶ دیہاتی شفاخانے کھول دینے کے بعد آنریبل وزیراعظم کا یہ مقصد پورا ہوجائیگا کہ ڈاکٹری امداد ہر گاؤں کے کم سے کم پانچ میل کے اندر ہو۔ .. اشفاخانوں کی کمی اس طرح پوری ہوجائیگی کہ ان نئے شفاخانوں

میں سے کچھ سفری ہوں گے۔

(۴) اسکے علاوہ زچہ اور بچہ کی دیکھ بھال کے لئے بھی کچھ مرکز بنانے پڑینگے۔ ان مرکزوں کا خاص کام یہ ہوگا کہ وہ دیہات کی دائیوں کو بچے کی پیدائش کے بارے میں سب ضروری باتیں سکھا دیں۔ ڈاکٹر ٹی۔ ایس۔ ایر جو انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کی طرف صوبہ متحدہ کے "زچہ اور بچہ گھروں" کے ڈائرکٹر ہیں، انھوں نے اس طرح ۴۰ مرکز دیہاتوں میں اور ۱۴۲ شہروں میں کھول رکھے ہیں۔ بدقسمتی سے اس طرح کی زیادہ عورتیں نہیں ملتیں جو دائی کا کام سیکھنا چاہتی ہوں اس لئے نئے گھر نہیں کھولے جاسکتے۔ اسلئے اس وقت صرف یہ تجویز ہے کہ اگر کافی تعداد میں سیکھے ہوئے کام کرنے والے مل جائیں تو دیہات سدھار کے ۲۴ مرکزوں پر "زچہ اور بچہ گھر" کھول دئے جائیں۔ ان "گھروں" کا کام یہ ہوگا کہ وہ دیہات کی دائیوں کو کام سکھائیں اور جب وہ کام سیکھ چکیں تو انھیں مفت ایک بکس دیا جائے۔ جب ایک جگہ کی سب دائیاں کام سیکھ چکیں تو اس مرکز کو اٹھا کر دوسری جگہ لے جاسکتے ہیں۔ اس طرح کے مرکز یا تو "مٹرنٹی اور چائلڈ ویلفیر" کے ڈائرکٹر کی نگرانی میں کھولے جائینگے اور یا ضلع کے ہیلتھ آفیسروں کی نگرانی میں جو انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کی ضلع کی شاخ کے سکریٹری ہوتے ہیں۔ ان کوششوں سے بھی فائدہ اٹھانیکی کوشش کی جارہی ہے جو سویت ضلع الہ آباد کے مٹرا، بالٹن چرچ السوسی ایشن کے مشن اسپتال نے دائیوں کو سکھانیکے لئے کی ہیں۔ اس اسپتال میں دائیوں کو سکھانیکے لئے ۱۲۰ روپیہ کی رقم الگ کردی گئی ہے۔

(۵) شفاخانے صرف ان جگہوں پر بنائے جائینگے جہاں کیلئے ضلع کی دیہات سدھار ایسوسی ایشن رائے دے۔

(۶) یہ بات بتانے کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں کہ ڈاکٹروں کا کام صرف دیہاتیوں کی دوادارو کرنا ہی نہیں ہے بلکہ ان کا خاص کام یہ بھی ہے کہ ان میں صفائی کی عادت پیدا کریں اور انھیں تندرستی کے طریقے اختیار کرنیکی عادت ڈالیں۔ سمجھدار دیہاتیوں کو "فرسٹ ایڈ" کی تعلیم دینی چاہئے۔ اور ان کی مدد سے ملیریا ہیضہ، چیچک اور کھجلی جیسی بیماریوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ کام کی باتیں، دیہاتیوں میں پھیلانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اس کام کے لئے میجک لینٹرن کی مدد سے لکچر دینے اور اشتہار لگانے بھی ضروری ہیں۔ دیہاتیوں میں اپنی اور دوسروں کی مدد کرنیکی سچی عادت اور جذبہ پیدا کرنیکی کوشش کرنی چاہئے تاکہ وہ ایسے گڈھوں، کھائیوں اور تالابوں کو مٹی سے پاٹتے رہیں، جہاں مچھر پیدا ہوکر ملیریا پھیلاتے ہیں۔ پینے کے پانی میں تھوڑے تھوڑے دن میں لال دوا ڈالنی چاہئے۔ بہت سمجھداری کے ساتھ لوگوں کو نشے کی چیزیں استعمال کرنے سے روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ مختصر یہ کہ زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ بیماریوں کو اچھا کرنے سے زیادہ انھیں روکنے کی کوشش پہلے کی جائے۔

(۷) ڈاکٹری بکسوں کے متعلق بھی خاص تجویزیں ہیں۔ یہ بکس پبلک ہیلتھ کے محکمہ کی طرف سے ملا کریں گے۔ آج کل اس محکمہ کی طرف سے صوبہ متحدہ میں ۲۲۱۴ بکس دئے جاچکے ہیں۔ تجویز ہے کہ ان کی تعداد چار ہزار

کردی جائے۔ ان بکسوں کو حفاظت سے رکھنا چاہئے اور جب وہ خالی ہو جائیں تو ضلع کے ہیلتھ آفیسر کے یہاں سے انھیں پھر بھروا لینا چاہئے۔

(۲) نگرانی

(۸) الوپیتھک، مقامی اور سفری شفاخانے اور دوسرے دواخانے عام طور پر ضلع کے سول سرجن کی نگرانی میں رہینگے۔ اور جہاں تندرستی کی نئی تجویزیں شروع کردی گئی ہیں، وہاں عام طور پر ضلع کے میڈیکل آفیسران کی نگرانی کرینگے۔ زچہ اور بچہ خانوں کے ڈائرکٹر، ان گھروں کی نگرانی ضلع کے میڈیکل افسروں کی مدد سے کرینگے، جو ریڈ کراس سوسائٹی کی طرف سے ضلع کے سکریٹری ہوتے ہیں۔

(۹) عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ دواؤں کے بکس حفاظت سے نہیں رکھے جاتے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوائیں بالکل خراب ہو جاتی ہیں۔ بکسوں کو اٹھانے اور رکھنے میں بڑی بد احتیاطی سے کام لیا جاتا ہے اور بکسوں میں دواؤں کی شیشیوں پر یا کاگ ہی نہیں دکھائی دیتے اور یا وہ بالکل ٹوٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس بات کی نگرانی بے حد ضروری ہے کہ ان دوا کے بکسوں کو اچھی طرح رکھا جائے۔ دیہات سدھار کے محکمے کی طرف سے جو ڈاکٹر مقرر کیا جائیگا اس کا کام یہ ہوگا کہ وہ اپنے حلقے کے سب بکسوں کی دیکھ بھال کرتا رہے۔ دیہات سدھار ایسوسی ایشن کے سکریٹری کا کام ہوگا کہ وہ ان بکسوں کو برابر بھروانے کا انتظام کرتا رہے اور ڈائرکٹر پبلک ہیلتھ۔ یو۔ پی ان بکسوں کے لئے دوائیں دے گا۔

(۱۰) ضلع کی دیہات سدھار ایسوسی ایشن کے صدر، اور سکریٹری اور دیہات سدھار انسپکٹر کا یہ کام ہوگا کہ وہ ہر ڈاکٹر کے لئے ایک حلقہ بنادیں۔ اور ڈاکٹروں کا فرض ہوگا کہ وہ اپنے دورے اور کام کا روزنامچہ بنا کر ضلع کے سکریٹری کو بھیجیں۔

(۳) دواؤں کی فراہمی

الوپیتھک دواؤں کا انتظام ڈائرکٹر آف پبلک ہیلتھ کے ذریعہ سے ہوگا جس کی طرف سے دواؤں کے بکس بانٹے جاتے ہیں۔ دوسری دوائیں اچھے دواخانوں یا ایسے مدرسوں وغیرہ کے ذریعہ سے آئینگی جہاں طب اور ویدک کی تعلیم دیجاتی ہے

مفصل بجٹ

سنہ ۱۹۳۹-۴۰ء	یکم اکتوبر سنہ ۱۹۳۸ء سے ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۳۹ء تک	
(۱۲ مہینے)	(۶ مہینے)	
		(ا) ایلوپیتھک سکشن
		(۱) ۱۶ سفری شفاخانے

(و) ہرایک کو ایک بار ۴۰۰ روپیہ	۶۴۰۰ روپیہ	
(ب) ۲۵۰۰ روپیہ سالانہ برابر دیا جائیگا	۲۰۰۰۰ روپیہ	۴۰۰۰۰ روپیہ
(ج) تین پہاڑی شفاخانوں کیلئے خاص طور سے ۱۵۰ روپیہ سالانہ	۴۵۰ روپیہ	۹۰۰ روپیہ
(۲) ۴۸ مستقل شفاخانے		
(و) ہرایک کو ایک بار ۸۰۰ روپیہ	۳۸۴۰۰ روپیہ	
(ب) ۲۰۰ روپیہ سالانہ برابر دیا جائیگا	۴۸۰۰۰ روپیہ	۹۶۰۰۰ روپیہ
(۳) اُن دواؤں کے لئے جو ڈسٹرکٹ بورڈ کے ذریعے بانٹی جائینگی	۵۰۰۰۰ روپیہ	
(۴) ۲۴ زچہ بچہ کے سنٹر		
(و) ہرایک کو ایک بار ۱۰۰ روپیہ	۲۴۰۰ روپیہ	
(ب) ۴۰۰ روپیہ سالانہ دیا جائیگا	۹۶۰۰ روپیہ	۱۹۲۰۰ روپیہ
(۵) دواؤں کے بکس	۲۰۰۰۰ روپیہ	۴۰۰۰۰ روپیہ
(۶) دوائی کے بکس	۵۰۰۰ روپیہ	۵۰۰۰ روپیہ
(۷) میٹروپولیٹن چرچ ایسوسی ایشن کو گرانٹ		
(و) ایک بار (دائیوں کے لئے)	۴۲۴ روپیہ	
(ب) ۶ دائیوں کو ۸ روپیہ فی دائی کے حساب سے برابر دیا جائیگا	۲۸۸ روپیہ	۵۷۶ روپیہ
(۸) ۱۹۲ یونانی اور ویدک شفاخانے		
(و) ایک بار فی شفاخانہ ۸۰ روپیہ	۱۵۳۶۰ روپیہ	
(ب) ۵۱۴ روپیہ برابر دیا جائیگا	۹۸۶۸۸ روپیہ	۱۹۷۳۷۶ روپیہ
(۹) کسی مدد کے لئے معین نہیں	...	...
میزان کل	۲۱۵۰۱۰ روپیہ	۳۹۹۰۵۲ روپیہ

(۴) سفری دواخانے

(۱) یہ دواخانے ایسے ہونگے جو برابر ایک خاص حلقے کے گاؤں گاؤں میں جاتے رہینگے اور وہاں جاکر لوگوں کو معمولی بیماریوں کی دوا دیں گے اور سخت بیماریوں کے لئے اُنھیں کسی پاس کے اسپتال میں جانے کی رائے دینگے۔ ایسے دواخانے کا حلقہ اُن دواخانوں سے بہت زیادہ بڑا ہوگا، جو کسی ایک ہی جگہ پر بنے ہوئے ہیں۔

(۲) ہر دواخانے کے ساتھ اسی پاؤنڈ کا ایک چھوٹا سا خیمہ، ایک نوکر کی چھولداری، کچھ ضروری فرنیچر،

اوزار، ٹیکا لگانے اور چھوت کو صاف کرنے کے آلے، اور کافی تعداد میں ضروری دوائیں ہونگی یہ دواخانے کچی سڑکوں پر، عام طور پر بیل گاڑیوں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جائینگے۔ ہر سفری دواخانے کے ساتھ ایک قلی بھی ہوگا۔ جس کا کام یہ ہوگا کہ وہ دوائیں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جائے اور دیہات کے کنوؤں اور گاؤں کے گھروں کی گندگی اور چھوت دور کرنے میں ڈاکٹر کی مدد کرے۔ اس کے علاوہ، وبائی بیماریوں کے زمانہ میں یہ سفری دواخانہ جلدی جلدی مختلف جگہوں پر جاکر بیماریوں کو دور کرنے یا کم کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور اپنے دورے کے زمانہ میں ان کا یہ بھی کام ہوگا کہ دیہاتیوں کو تندرستی کے متعلق اچھی اور کام کی باتیں بتائیں اور جہاں کہیں مدرسے ہوں وہاں کے بچوں کا ڈاکٹری معائنہ کریں۔

"ہل"

ایک مفید صحت دیہاتی گھر

(از ڈاکٹر کے. پرشاد - ایم بی بی ایس. ڈی. پی. ایچ. میڈیکل افسر انچارج ہیلتھ یونٹ صوبجات متحدہ پرتاب گڑھ)

تمہید

صحت اور رہنے سہنے کے گھر میں ایک قریبی تعلق ہے۔ ایک اچھے گھر میں ضروری روشنی اور ہوا آتی ہے اس سے ذاتی صفائی بڑھتی ہے اور اردگرد کی فضا سدھرتی ہے۔ مناسب طریقہ پر بنا ہوا گھر نہ صرف صحت کی حفاظت کرتا ہے بلکہ ساتھ ساتھ رہنے والوں کے آرام کو بھی بڑھاتا ہے۔

ایک اچھا گھر صحت اخلاق اور ترقی پر کئی طریقوں سے اثر ڈالتا ہے۔ روشنی اور ہوا کی کمی بیماری سے بچنے کی طاقت کم کرتے ہیں اور صحت قائم رکھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ دق کے مریض آج کل دیہاتی گھروں میں بھی پائے جاتے ہیں مضر صحت اور بھرے گھروں میں چھوت سے پھیلنے والی بیماریاں بہت بڑھتی ہیں۔ اندھیرے کمرے آسانی سے صاف نہیں ہوتے اور ان میں مچھر جوہے سانپ اور دوسرے کیڑے مکوڑے بہت ہوتے ہیں۔ گھر کی تری اور سیلن سے گٹھیا سردی پٹھوں کے درد اور دوسری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ ملیریا پر بھی گھر کی بناوٹ کا بہت اثر پڑتا ہے۔ ایک محل بھی چاہے وہ کتنی ہی محنت اور دولت سے تیار کیا گیا ہو اگر اچھی جگہ پر نہیں بنا ہے تو اپنے اردگرد کی وجہ سے مضر ثابت ہوسکتا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گھر بناتے وقت بہت سی باتوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ ایسا گھر بنانے میں جس میں زندگی کا ایک بڑا حصہ گذارنا ہو محنت یا روپیہ کا خیال نہ کرنا چاہئے۔ عمر کے ساتھ ساتھ اس گھر سے ہماری محبت بڑھتی جائے گی۔ اس میں ہمارے بچے بڑھیں گے تندرست

ہوں گے اور اسی لئے ان کو بھی اس سے خاص محبت اور تعلق ہو جائے گا۔

جگہ ایک صحت بخش کھلی ہوئی اور ایسی جگہ چننا چاہیئے جہاں دھوپ اچھی طرح آتی ہو۔ گرد وغبار غل شور سے بچنے کے لئے ایسی جگہوں سے پرہیز کرنا چاہیئے جو بڑی بڑی سڑکوں بازاروں اور ریل کی پٹریوں کے قریب ہوں۔

ارد گرد ایسی جگہ ہونا چاہیئے جو تالابوں، دلدلی زمینوں، قبرستانوں اور لاش جلانے والی جگہوں سے کافی دور ہو۔ گندے لوگوں اور ایسے لوگوں کے پڑوس سے دور رہنا چاہیئے جو گندے روزگار کرتے ہوں مثلاً سور پالنا اور چمڑا بنانا۔

ایسی جگہوں سے بھی بچنا چاہیئے جہاں گاؤں کا کوڑا جمع ہوتا ہو یا جہاں لوگ گندگی پھیلاتے ہوں۔

مٹی مکان بنانے کی جگہ کی مٹی تر نہ ہونا چاہیئے۔ خشک اور مسام دار مٹی بہت موزوں ہوتی ہے جو بجریلی مٹی عمارت کے لئے بہت اچھی ہوتی ہے اور اس کے برعکس چکنی مٹی خراب ہوتی ہے بجرہ اور بالو گرمیوں میں جلد گرم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس پر سبزی ہونا چاہیئے۔ چکنی مٹی ٹھنڈی رہتی ہے۔ وہ گرمی بہت کم جذب کرتی ہے اگر جگہ بلند ہو تو چکنی مٹی پانی کے سطحی بہاؤ کیلئے بہت اچھی ہوتی ہے۔

مٹی کے نیچے کا پانی جب مٹی کے نیچے کا پانی بڑھتا ہے تو وہ زمین کی ہوا کو اوپر اٹھا دیتا ہے۔ یہ ہوا عام طور پر تر اور گندی ہوتی ہے اور کمروں میں آجاتی ہے۔ اس لئے مٹی کے نیچے کا پانی ۱۰ فیٹ گہرا ہونا چاہیئے اور اسکی سطح یکساں ہونا چاہیئے۔

خشکی اور بہاؤ تری چیزوں کو سڑا دیتی ہے۔ اسی وجہ سے خشک مٹی تر مٹی سے زیادہ صاف ہوتی ہے اور اس لئے عمارت کی جگہ ایسی ہونا چاہیئے جو بہیا کے زمانے میں بھی نہ ڈوبے۔ اس جگہ میں قدرتی ڈھال بھی ہونا چاہیئے تاکہ سطح کے اوپر اور نیچے جگہ دونوں پانی کا بہاؤ اچھا رہے۔

درخت اور سبزہ زمین کی کافی تری جذب کر لیتے ہیں اور بخارات کی صورت میں اڑا دیتے ہیں یوکلپٹس کے درختوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جتنا پانی اس رقبہ پر پڑتا ہے جس رقبہ میں درخت لگا ہوتا ہے اس کا گیارہ گنا پانی درخت جذب کر کے بخارات کی شکل میں اڑا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ درخت ان حلقوں کو تندرست بنا دیتے ہیں۔ جہاں ملیریا کی شکایت عام ہوتی ہے۔ درخت کی جذب کرنے کی طاقت زمین کے نیچے کے پانی کی سطح کو برابر گراتی جاتی ہے اس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ تری دور ہو جاتی ہے اور اس کے نقصانات کم ہو جاتے ہیں۔ سورج مکھی درخت کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ بھی اسی قسم کا فائدہ پہونچاتا ہے اور ملیریا زدہ حلقوں کو تندرست بناتا ہے۔

گھر سے قریب ایسی فصلوں کا بونا جیسے چاول جس کیلئے کھیت کا پانی سے بھرا رہنا ضروری

درخت اور سبزہ ہے صحت کیلئے بہت خراب ہے اگر درخت گھر سے بالکل ملے ہوں تو ان سے روشنی اور ہوا رکتی ہے ابخرات اچھے نہیں اٹھتے اور تری ہو جانے کا امکان رہتا ہے۔ ایسے ضلعوں میں جہاں ملیریا رہتا ہو۔ سونے کے کمرہ کی کھڑکی کے قریب پھولوں کی پھلواری بھی نہیں ہونا چاہئے۔ گھر سے کچھ فاصلہ پر درخت مفید ہوتے وہ تیز ہواؤں سے بچاتے ہیں۔ گھر سے قریب گھاس اور دوسری فصلوں کا لگانا مفید ہے۔ گھاس سے گرمیوں میں زمین ٹھنڈی رہتی ہے اور فصل سے برسات میں پانی کے گڈھے نہیں پڑتے۔

تعمیر مکان کی کرسی ایک فٹ ہونا چاہئے۔ اردگرد کے حلقہ میں ڈھال ہونا چاہئے تاکہ برسات کا پانی بہ جائے۔

دیواریں دس فیٹ اونچی ہوں۔ کمرے بیس فیٹ اونچے ہوں اور دالان کمروں سے نیچے ہوں تاکہ روشنی اور ہوا اچھی طرح آسکے۔ ایسے کمرے گرمیوں میں ٹھنڈے رہتے ہیں۔ پتلی دیواروں کا مکان گرمیوں میں گرم اور سردیوں میں سرد رہتا ہے۔

دیہاتوں میں جہاں زمین کی کمی نہیں ہوتی کچی دیواریں بہت موٹی بنائی جاتی ہیں تاکہ ان سے آرام ملے۔

پھوس کی چھتیں گو ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ مگر ان میں سانپ، بچھو اور آگ کا خطرہ رہتا ہے چپٹی چھتیں گرمیوں میں سونے اور جاڑوں میں دھوپ کھانے کے لئے بہت مفید ہوتی ہیں کھپریل کی چھتیں بھی ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

گھڑے رکھنے، برتن مانجنے، نہانے اور پیشاب وغیرہ کرنے کی جگھوں پر سمنٹ پھرا ہونا چاہئے۔ اگر روپیہ ہو تو مکان کی نیو پکی بنا دینا چاہئے اور آنگن اور سارا فرش پختہ کر دینا چاہئے تاکہ پانی نہ جذب ہو۔

وضع مکان کی وضع قطع گاؤں کے موسم رسم و رواج اور بنانے والے کی مالی حالت پر منحصر ہے۔

چبوترے اور دالان ضروری ہیں اس لئے کہ دن کے اکثر حصوں میں کمروں کے اندر بیٹھنے والا نہیں ہوتا۔ اچھی حیثیت کے لوگ یہ پسند کریں گے کہ ایک بڑا آنگن ہو اور نیچے کے حصہ میں کم سے کم ایک یا دو کمرے ہوں۔ سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ ایک خاندان ایک علیحدہ گھر میں رہے اور اس کے چاروں طرف ایک چوڑا احاطہ ہو۔

منسلکہ نقشہ میں حسب ذیل چیزیں دکھائی گئی ہیں

ایک باہری چبوترہ دالان اور کمرہ مردوں کے لئے۔ کمرہ ف الگ رہنے کے لئے۔ ایک اندرونی دالان اور چوڑا آنگن عورتوں کے لئے۔ س ایک مضبوط کوٹھری قیمتی چیزیں رکھنے کے لئے یہ خاکہ کے بیچ میں ہے اور عورتوں کے کمرہ سے ملا ہوا ج ایک اور اوسط درجہ کا کمرہ جو خوب روشن اور ہوادار ہے اس میں مہمان ٹھہرائے جاسکتے ہیں۔ مریض کو علیحدہ رکھا جاسکتا ہے اور پڑھنے کے کام میں بھی آسکتا ہے پ اور ٹ باورچی خانہ اور سامان وغیرہ رکھنے کے لئے دو کمرے، یہ آپس میں ملے ہیں اور رہنے کے کمروں سے دور ہیں۔ مویشی کے لئے ایک سائبان ایک چارہ رکھنے کا کمرہ چ اور ایک غلہ کا گدام۔ گ۔ یہ سب رہنے والے کمروں سے ایک راستہ کے ذریعہ علیحدہ کر دیئے گئے ہیں۔

پانی رکھنے کے لئے ایک چبوترہ ۶' × ۲' × ۲' و اور برتن مانجنے کے لئے ایک چبوترہ ی ۴' × ۴' × ½' ہے دونوں باورچی خانہ سے قریب ایک ٹھنڈی جگہ میں ہیں لیکن بیچ والے آنگن میں نہیں ہیں۔ عمارت سے کچھ دور پچھواڑے کے دروازہ سے قریب ا پانی جذب کرنے کا گڈھا ر کوڑا پھینکنے کا گڈھا اور ل پاخانہ ہے۔ پاخانہ باورچی خانہ سے سب سے زیادہ فاصلہ پر ہے ح ۴' × ۴' × ½' نہانے کی جگہ ہے جس میں ن کے ذریعہ خراب پانی قریب کے باغ میں جاتا ہے۔ بیٹھنے اور آرام کرنے کے لئے لا ایک اونچا چبوترہ ہے ۱۴' × ۲' × ۱½' د دھوپ کھانے کے لئے ایک کھلی ہوئی جگہ ص مویشی کو پانی دینے کے لئے ع تلسی یا دوسرے پودے بونے کیلئے۔

مویشی خانہ کے سامنے ایک سایہ دار نیم کا درخت ایندھن گاڑی اور کھیتی کے اوزار رکھنے کیلئے کافی جگہ ہونا چاہئے۔ بغلی زمین کی طرف کھڑکی یا دروازے نہ ہوں اس لئے کہ وہاں دوسرے مکان بن سکتے ہیں اس طرف صرف روشندان ہونا چاہئے۔

یہ دیکھنے کی بات ہے کہ دکھن کی طرف کوئی دروازہ نہیں ہے اس لئے مویشی کے سر یا دم اس سمت میں نہیں رہیں گے اور کنواں اُتر پورب کونے میں واقع ہے۔

سمت۔ کمروں میں تازہ ہوا کے آنے جانے کے لئے دروازے اور کھڑکیاں ہوا کے رُخ پر ہونا چاہئیں۔ جہاں پروائی اور پچھیاؤ چلتی ہے وہاں کمرے بھی پورب یا پچھم کے رخ پر ہونا چاہئیں۔ جو کمرے اتری اور پوربی سمت میں واقع ہوتے ہیں وہ ٹھنڈے رہتے ہیں جو دکھنی اور پچھمی سمت میں ہوتے ہیں وہ زیادہ خشک رہتے ہیں۔

رقبہ۔ بغیر آنگن اور بغیر باورچی خانہ سے ملے ہوئے باغ والے مکانات کے لئے کم زمین کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو دیہاتی مکانات کے نقشے پبلک ہیلتھ بورڈ صوبجات متحدہ نے منظور کئے ہیں اور جن میں اندر آنگن اور باہر چبوترہ بھی ہے اس کا رقبہ ۳۶' × ۴۰' سے ۶۲' × ۴۷' تک ہے۔ بہت سے

گاؤں اس قطع کے نئے مکان بنانے کے لئے زمین کی ذرا بھی کمی نہیں ہے۔
رقبے چوکھنٹے ہوں اور ایسے ہوں کہ ٹیڑھی گلیاں نہ بننے پائیں ہر دو گھر کے بیچ میں ایک گلی رکھنا مفید ہوگا۔

کمرے۔ رہنے والے کمروں کا فرش ۱۰×۸ سے کم نہ ہو۔ کم سے کم ہر گھر میں باورچی خانہ ۷×۵ مویشی خانہ ۱۸×۱۰ اور پاخانہ ۴×۴½ کے علاوہ دو رہنے کے کمرے ہونا چاہئیں۔

بہت سے مکانات کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ ان میں ایک چارہ گھر ۱۰×۶ اور ایک مضبوط کوٹھری ۶×۶ ضرور ہو۔ اس کے علاوہ اگر ایک گدام ۸×۶ بنایا جائے تو وہ بھی مفید ہے جو کرسکتے ہوں وہ اپنی ضرورت کے مطابق ایک حمام بیٹھک اور مہمان اور نوکر کے لئے بھی کمرے بنوائیں۔

گدام مویشی خانہ اور چارہ گھر رہنے والے کمروں سے دور ہوں پاخانہ خاص عمارت سے دور ہو اور باورچی خانہ سے الگ۔

گھر کی چیزیں رکھنے کے لئے باورچی خانہ سے ملا ہوا ایک کمرہ بنانا چاہئے۔ باورچی خانہ رہنے کے کمروں سے دور ہوں اور اس میں دھواں نکلنے کے لئے جتنے زیادہ روشندان ہوں بنائے جائیں اچھا ہے۔ جن کو مقدرت ہو وہ ایک چمنی بنوائیں جو گھر سے اونچی ہو گول ہو اور سیدھی ہو دروازوں اور کھڑکیوں میں جال لگا دئے جائیں یا چکیں ڈال دی جائیں تاکہ مکھیاں نہ آسکیں۔

مویشی خانہ جس سے ہوا خراب ہوتی ہے اور مچھر پیدا ہوتے ہیں رہنے والے کمروں سے دور بنائے جائیں اور بیچ میں ۱۰ چوڑا راستہ ہو وہ خوب روشن اور ہوادار ہوں۔ گدام چارہ گھر اور غلہ اور دوسری پیداوار رکھنے کے کمرے بھی رہنے والے کمروں سے دور ہوں۔

روشنی اور ہوا۔ صحت صفائی حفاظت اور آرام کے لئے ضروری ہے کہ کمرے اچھی طرح روشن اور ہوادار ہوں۔ چونکہ رات کو عام طور پر دروازے بند ہوجاتے ہیں۔ اس لئے کمروں میں کھڑکیاں ضروری ہیں۔

کھڑکی کا رقبہ کمرہ کے فرش کا دسواں حصہ ہونا چاہئے۔ کمرہ ۸×۸ میں ایک کھڑکی ۳×۲ کافی ہے۔ خراب ہوا کے نکلنے کے لئے چھت کے قریب ۱۱ انچ قطرے کے موکھے بنا دئے جائیں۔ بڑی بڑی کھڑکیوں سے گرمیوں میں کمرہ گرم رہتا ہے اور جاڑوں میں سرد اس کے علاوہ حفاظت میں بھی کمی آجاتی ہے۔

خوشنمائی کے لئے موکھوں میں پختہ چکنی مٹی کی ۲ فیٹ لمبی اور ۸ یا ۱۰ انچ چوڑی نلیاں لگائی جاسکتی ہیں۔ چڑیوں وغیرہ سے بچنے کے لئے جالیاں لگائی جاسکتی ہیں۔

ہر کمرہ میں کم سے کم ایک کھڑکی ہونا چاہئے تاکہ دن میں کسی نہ کسی وقت دھوپ آسکے اور

کمرہ ہوادار رہے۔ دروازے اور کھڑکیاں اس طرح بنائی جائیں کہ کمرہ اچھی طرح ہوادار رہے۔

ماگھ میلہ الہ آباد میں صحت عامہ کے انتظامات

سالانہ ماگھ میلہ گنگا جمنا کے سنگم پر پریاگ کے مبارک مقام میں ہندوؤں کے ماگھ مہینہ میں منایا جائے گا۔ یہ ہندو ہندوستان کا سب سے بڑا میلہ ہے اور یہاں ہندوستان کے ہر ہر کونہ سے زائرین آتے ہیں۔

یہ میلہ ۶ جنوری ۱۹۳۹ء کو شروع ہوگا اور ۴ فروری ۱۹۳۹ء کو ختم ہوگا۔ نہان کے خاص دن ۱۴ جنوری (مکر شنکرات) ۲۰ جنوری (اماوس) ۲۵ جنوری (بسنت پنچمی) اور ۴ فروری (پورنماشی) ہیں سب سے زیادہ کثیر مجمع کی امید اماوس کے روز ہے۔ اندازہ کیا جاتا ہے کہ اس روز تقریباً ۱۵ لاکھ کا مجمع ہوگا۔ زیادہ تر ایسے زائرین آتے ہیں جو میلہ کے حلقہ میں بہت کم قیام کرتے ہیں اور خاص مبارک دنوں میں گنگا اشنان کرکے یا اپنے گھر واپس چلے جاتے ہیں یا دوسری مبارک جگہوں کو روانہ ہوجاتے ہیں لیکن اس کے باوجود کلپ باس زائرین کی تعداد تقریباً ۳۵۰۰۰ ہوتی ہے۔

زائرین کے اس کثیر مجمع کی وجہ سے اکثر ان دنوں میں ہیضہ پھیل جاتا ہے۔ ماگھ میلہ آل انڈیا اہمیت رکھتا ہے اور اس میں صرف صوبہ کے مختلف اضلاع ہی سے نہیں بلکہ دوسرے صوبوں سے بھی زائرین شرکت کرتے ہیں۔ قریب کے بعض صوبوں اور اس صوبہ کے بعض ضلعوں میں ہیضہ پھیلا ہوا ہے۔ صوبجات متحدہ کا محکمہ صحت عامہ اس میلے میں شرکت کرنے والوں کو اس بات سے آگاہ کرتا ہے اور روشن خیال لوگوں سے درخواست کرتا ہے کہ وہ زائرین کو ان احتیاطی تدبیروں کے برتنے کی اہمیت بتائیں جن کا محکمہ کی طرف سے انتظام کیا گیا ہے۔

طبی مدد اور معائنہ۔ طبی افسران بنارس، کاشی، بندھیاچل الہ آباد جنکشن پریاگ اور باندہ کی سڑک کی تختی کے قریب مقرر کئے گئے ہیں۔ ہر طبی افسر کے پاس طبی مدد کا تمام سامان موجود ہوگا۔ تاکہ وہ ہر ضرورت مند کی مدد کرسکے۔ یہ افسران تمام آنے اور جانے والی گاڑیوں پر موجود رہیں گے اور تیسرے درجہ کے مسافرخانوں میں تمام مسافروں کا معائنہ کریں گے تاکہ ان لوگوں کا پتہ لگ سکے جو وبائی امراض کے جراثیم کے شکار ہیں ایسے لوگ فوراً وبائی امراض کے اسپتالوں میں پہنچا دیئے جائینگے اور ان کو پوری طبی مدد دی جائے گی۔ ان جگہوں پر امبولنس موٹر اور ڈولیاں بھی موجود ہوں گی تاکہ ایسے مریضوں کو قریب سے قریب اسپتالوں میں پہنچا دیا جائے۔

زائرین کی جائے رہائش اور مفید صحت آسانیاں۔ میلہ اس جگہ پر بالو اور کھلی جگہ میں ہوتا ہے جہاں گنگا جمنا ایک دوسرے سے ملتی ہیں میلے کے حلقہ کو ایک سڑک دو حصوں میں

تقسیم کرتی ہے اس سڑک کے ہر دو طرف بازار ہیں یہاں سڑکوں کی دوسری شاخیں بھی ہیں جو مختلف حصوں کو جاتی ہیں۔ بازار کے حلقے میں میلے کی خاص سڑک پر اور شہر سے آنے والی سڑکوں پر مسلسل طور پر پانی چھڑکا جائے گا تاکہ گرد و غبار کم رہے۔ خاص سڑک اور ضروری گلیوں میں بجلی کی روشنی کی جائے گی۔ زائرین کے خیموں اور افسروں کے خیموں اسپتالوں اور پیشاب خانوں وغیرہ کے لئے خاص جگہیں معین کر دی گئی ہیں۔ پرگوالوں کی طرف سے زائرین کے لئے جھوپڑیاں اور احاطے تیار کئے گئے ہیں پرگوال کے صدر کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ تمام رہنے کی جگہوں کو مفید صحت حالت میں رکھیں۔

عورتوں اور مردوں کو الگ الگ مفید صحت آسانیاں پہنچانے کے لئے سارے میلہ میں مناسب جگہوں پر انتظامات ہیں یہ تمام مفید صحت انتظامات ایک نائب ڈائرکٹر صحت عامہ کی زیر نگرانی رہیں گے جن کی مدد کے لئے ہیلتھ افسر طبی افسران اور دوسرا عملہ موجود رہے گا۔ یہ افسران میلے کے تمام دنوں میں میلے ہی کے حلقہ میں رہیں گے۔ تقریباً پانچ سو مہتروں کا ایک دستہ ہر وقت حاضر رہے گا اور پولیس اس بات کی نگرانی کرے گی کہ صاف جگہوں کو نجس نہ کیا جائے اس لئے کہ ایسی باتوں سے ہیضہ پھیلتا ہے۔

میلہ کے حلقہ میں کوڑہ دانوں کی مناسب تعداد خاص کر حلوائیوں کی دکانوں کے قریب اور چوراہوں پر مہیا کی جاوے گی۔ کوڑہ صاف کرنے سڑکوں کی جھاڑو دینے اور میلہ وغیرہ پھینکنے کا بھی مناسب بندوبست کیا گیا ہے۔

پانی اور کھانے کی چیزوں کی نگرانی

بندھ کے اوپر ایک ٹیوب ول خاص طور پر بنایا گیا ہے اور اس سے میلہ کے حلقہ میں پائپ کے ذریعہ سے باقاعدہ پانی پہونچایا گیا ہے۔ کافی تعداد میں پانی کے نل ایسے مقامات پر لگائے گئے ہیں جہاں سب کو آسانی ہو تمام میلہ میں لگائے گئے ہیں۔ کیمیاوی طریقہ سے پانی کی برابر جانچ کیجاتی ہے اور پانی کے اچھا رہنے کی کوشش کیجاتی ہے۔ میلہ میں اور گنگا کے اس پار جھونسی اور اریل کے حلقوں میں بہت سے کنوئے ہیں اور ان کو برابر دواؤں سے صاف کیا جاتا ہے۔

میلہ میں بازار کا جتنا کھانا ہے اسکی برابر صحت کا عملہ جانچ کرتا ہے اور جو کھانے انسان کے کھانے کے قابل نہیں ہیں ان کو بکنے کی ممانعت کرتا ہے اور جو کھانے بکنے کے قابل ہوتے ہیں ان کو گرد اور مکھیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے کہتا ہے۔ کھانے کی چیزوں کو میل سے بچانے

کے لئے تمام چیزوں کی کیمیاوی طریقہ سے جانچ کی جاتی ہے اور ملی ہوئی چیزیں بیچنے والوں کی گرفتاری کیجاتی ہے۔

شفاخانہ کا انتظام عام راستہ پر ایک عام بیماریوں کا شفاخانہ قائم کیا گیا ہے۔ اس شفاخانے میں روزمرہ کے مریضوں کے شعبہ کے علاوہ کچھ چارپائیاں وہاں رکھے جانے والے مریضوں کے لئے بھی موجود ہیں۔ اہم قسم کے مریضوں کو شہر کے صدر شفاخانہ میں بھیج دیا جاوے گا بیماروں کی موٹر جو انجمن ہلال احمر نے دی ہے وہ نہان کے خاص دنوں میں موجود رہیگی اور اور دنوں میں اُسے فوراً منگوایا جا سکتا ہے۔ اس سے جب ضرورت ہو تو بیماروں کو آرام کے ساتھ جلدی سے لے جایا جا سکتا ہے۔

ایک چھوت والی بیماری کا بھی شفاخانہ رکھا گیا ہے جہاں ہیضہ پیچش میعادی بخار اور چیچک وغیرہ کے مریض رکھے جاوینگے اور انکا علاج ہوگا۔

بیماروں کے لیجانے کے لئے کافی ڈولیوں کا انتظام عام اور چھوت والی بیماریوں کے شفاخانوں میں ہے اور وقت ضرورت پر ان حلقوں کی صفائی کرنے کے لئے جہاں چھوت والی بیماری ہوئی ہے ایک دستہ صاف کرنے والوں کا بھی ان ہر دو شفاخانوں میں موجود رہتا ہے۔

حفاظت کا ٹیکہ ہر دو شفاخانوں میں جاتریوں کو ہیضہ اور طاعون سے بچنے کے لئے حفاظت کا ٹیکہ دیے کا انتظام کیا گیا ہے۔

حفاظت کے متعلق اصول بتانا صوبجات متحدہ کے اندر اور باہر کے ہیضہ پھیلنے سے محفوظ رکھنے کے لئے جاتریوں کو صلاح دیجاتی ہے کہ وہ ہیضہ کے ٹیکے ضرور لیں جو ٹرین راستہ میں الہ آباد آتے ہوئے یا الہ آباد سے جاتے ہوئے یا الہ آباد پہونچکر بیمار ہو جائیں انکو طبی افسران کی فوراً مدد لینی چاہیئے جو مسافروں کو دیکھنے کے لئے بنارس کاشی بندھیاچل الہ آباد پریاگ کے اسٹیشنوں پر مقرر ہیں یا باندہ کے راستہ پر جو مقرر ہے۔

میلہ میں جیوں ہی ہیضہ کی قسم کے دست آنے دست کے ساتھ تے آنے بخار یا کسی قسم کی کوئی بیماری یا پیچش وغیرہ کے اثرات معلوم ہوں فوراً ہی لوگوں کو سب سے قریب کے صحت عامہ کے افسر کو اطلاع دینی چاہئے یا ان دونوں شفاخانوں میں سے کسی ایک میں علاج کے لئے جانا چاہیئے پبلک کو صحت کے عملہ کے ساتھ اشتراک عمل کرنا چاہیئے اور فوراً ہی مشتبہ واقعات جو چھوت کی بیماریوں کے متعلق ہوں انکے معقول علاج ان کی علیحدگی اور مناسب صفائی کے

لئے اطلاع دینی چاہیئے زائرین کو میلہ کے اندر کے ان تمام نلوں اور کنوؤں سے صرف پینے کے لئے پانی لینے کا مشورہ دیا گیا ہے۔
زائرین کو خراب پھل اور ترکاری کھانے سے پرہیز کرنا چاہیئے اور اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی ایسا کھانا نہ کھائیں اور پانی نہ پئیں جو کھلا ہوا ہو اور اس میں مکھی اور گرد جاتی ہو۔
زائرین کو پاخانہ اور پیشاب کے لئے صرف مقررہ جگہوں پر جانا چاہیئے نہ کہ ادھر اُدھر۔ کیونکہ اس سے بیماری کے پیدا ہونے کا ڈر ہے۔ ان لوگوں کو صحت کے عملہ کے ساتھ میلہ کے صفائی میں اشتراک عمل کرنا چاہیئے اور کوڑا کرکٹ ادھر ادھر پھینکنے سے گریز کرنا چاہیئے۔

صفائی کا پروپیگنڈا میلہ کے خاص دنوں میں مفت سینما دکھایا جائیگا اور تشریحی تقریریں پبلک کو معمولی انسدادی طریقوں کے متعلق اسہال کی بیماریوں سے بچنے اور صفائی کے متعلق کیجائینگی۔

صنعت و حرفت

لکڑی کی چیزوں پر پالش روغن کرنا

لکڑی کی چیزوں کی سطح پر پالش یا رنگ کرنے کا کام مختلف حالات میں دلچسپ ہے اور اسکے لئے بڑی ہوشیاری اور محنت کی ضرورت ہے۔ ایک رنگ کرنے والے یا پالش کرنیوالے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اسے دوران کام میں اپنے ہر عمل کو اور جن اشیا کو وہ استعمال کر رہا ہے بخوبی جانے۔

رنگ کرنے یا پالش کرنیکے ۲ مقصد ہیں۔ یعنی کہ جس چیز پر پالش کی جاتی ہے اسکو محفوظ کرنا، صاف کرنا اور آراستہ کرنا۔ اس سے سامان نہ صرف گرد و نواح کی چیزوں اور موسمی تبدیلیوں سے پیدا ہونیوالی خرابیوں سے محفوظ رہتا ہے بلکہ اسکی زندگی بھی بڑھ جاتی ہے انسان کے جسم کے لئے جو کام غذا کرتی ہے وہی کام پالش لکڑی کی چیزوں پر کرتی ہے۔

پالش ہمیشہ کم اور برابر سے لگانی چاہیئے اور ایک ہی قسم ہو یعنی یہ کہ ایسا نہ ہو کہ کہیں زیادہ چمکدار ہو جائے اور کہیں ماند پڑ جائے۔ پالش (وارنش) یا رنگ پتلا لگانا چاہیئے تاکہ وہ لکڑی کے تمام سوراخوں میں پیوست ہو جائے اور جلد خشک ہو جائے۔ کسی چیز پر پالش زیادہ لگانا نہ چاہیئے کیونکہ اس سے چمک نہیں آتی اور نہ وہ پائدار ہوتی۔

کسی پرانی چیز پر روغن کرنے میں سب سے پہلے اس چیز کی دھنیت نمی اور گرد صاف کرلی جائے پھر اسکے بعد جو حصے کہ ٹوٹ گئے ہیں یا ان میں کسی قسم کی خرابی آگئی ہے انکو درست کرلیا جائے اور اسکی مرمت کرلی جائے - اگر وہ چیز اچھی حالت میں ہے تو پانی میں سوڈا ملاکر اسے دھولیا جائے اس سے اس پر جو چکنائی گرد وغیرہ آگئی ہے وہ اور پرانا رنگ دھلکر صاف ہو جاویگا - ایک اونس سوڈا اور ایک پنٹ (گلاس) پانی اچھا زوردار مرکب اس مصرف کے لئے تیار ہو جاویگا یا اگر جھانویں سے بھی خوب رگڑا جائے توبھی کام چل جاویگا -

پالش کرنے سے پہلے ہی اس چیز کی سطح جس پر کہ پالش ہوگی اسمیں کی تمام خرابیاں مثلاً یہ کہ ناہموار سطح دندانے اور داغ وغیرہ اچھی طرح صاف کرلئے جائیں -

پالش کا سامان - پٹی دو قسم کی ہوتی ہے جسکو کہ پالش کرنے والے کو احتیاط کے ساتھ تیار کرکے اپنے پاس رکھنا چاہئے - (۱) ملائم یا نرم پٹی (۲) سخت یا پکی پٹی - یہ بغیر زیادہ صرفہ کے اور محنت تیار ہو سکتی ہے اگر ذیل کے سامان اور تناسب کا خیال رکھا جائے -

(۱) کچی پٹی - شہد کی مکھی کا موم ایک تولہ
السی کا تیل ½ تولہ

ان دونوں کو ایک ساتھ ابالا جائے اور اس میں بادامی ونڈائیک یا کوئی دوسرے رنگ کا سفوف جس رنگ کی ضرورت ہو ملا لیا جائے

(۲) پکی پٹی شہد کی مکھی کا موم
روزن ایک تولہ

ان دونوں کو ساتھ ابالا جائے اور اس میں کوئی رنگ ملالیا جاوے جب وہ برداشت کے قابل ٹھنڈا ہوجائے تو اسے ۴ انچ سے ۶ انچ کی لمبائی اور ½ انچ کی موٹائی میں بیبت کی پنسل کی طرح بنا لیا جائے اسکے لئے دوسرے سامان یہ ہیں -

۱ - **کھردرے اور اچھے قسم کے** ریگ مال کے چند تختے یا شیشہ کے برادہ چپکائے ہوئے کاغذ شیشوں کے ریزوں کی **مناسبت** سے - کاغذ ۲ سے **صفر** تک چار قسم کے ہوتے ہیں یعنی نمبر ۱½ ،۱ ،۰ اور ۲ نمبر ان کے ہوتے ہیں اور عموماً ۹ آنہ درجن ملتے ہیں اسکے ساتھ اگر ریگ مال سے رگڑا جائے تو اور بھی اچھا ہے -

۲ - السی اور تارپین کے تیل برابر سے ملے ہوئے -

۳ - جوف بھرنے والی چیز

۴ - فرانسیسی پالش (روغن)

۵ - چند چپٹے اور گول ملائم بال کے برش اور ایک ملائم پٹی یا روئی کی گدی جو تھوڑی سی ملائم کپڑے روئی

اور صاف ملائم کپڑا سے بنی ہوئی ہو

۲- ایک جوڑ بھرنے کا چاقو اور تھوڑا سا رنگ کا سفوف بھی پالش کرنے کی ضروریات میں سے ہیں۔

پالش کرنیکا طریقہ۔ جبکہ پالش کے متعلق تمام سامان جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے جمع ہوگیا تو پھر کام شروع کرنے کا طریقہ گرد و نواح کی حالت پر مبنی ہے مثلاً موسم کی حالت۔ جس چیز پر پالش ہوگی اسکی سطح اور کام کیلئے جو مزدوری ٹھہری ہے وہ مزدوری کے لحاظ سے یہ بات طے ہوگی کہ اسی چیز پر کتنی تہیں دینی ہونگی یا دوسرے الفاظ میں کتنا وقت اس پر صرف کیا جاویگا اور کیسا مال لگایا جاویگا۔ اسلئے یہاں قطعی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا کام ٹھیکہ پر کیا جاویگا یا کیسے لیکن ایک اچھا پالش کرنے والا ایک روپیہ سے تین روپیہ یومیہ تک مزدوری طے کر سکتا ہے۔

دھوپ والا اور خشک دن تمام قسم کے رنگ کرنے اور پالش کرنے کے لئے تجربہ سے بہت مناسب ثابت ہوا ہے اور بدلی والے اور نم موسم میں عام طور پر کام جاری رکھنے میں رکاوٹ ہوگی۔

پالش کرنے میں جو دقتیں گرہوں کی اور ناہموار سطح کی وجہ سے ہوتی ہیں ان پر قابو پانا ضروری ہے جبکہ ایک چیز پر پالش ہوچکی تب بھی رندہ کرنے کے نشانات دکھائی دینگے۔ کئی تہیں انکو ہموار کرکے برابر کردینگی۔ اسلئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ سطح ہموار ہو سب ناہمواری دور کرنے کے لئے پہلے سطح کو کھرچ ڈالا جائے اور تب پھر ریگ مال ملنا چاہئے اگر ضرورت ہو تو دونوں کھردرے اور اچھے قسم کا کاغذ استعمال کیا جائے۔ جبکہ سطح بالکل ہموار ہوکر تیار ہوگئی تو ملائم برش سے لکڑی کے تمام جوڑ دار مقامات پر پالش کی ایک تہ دیدینی چاہئے قبل اسکے کہ السی اور تارپین کے تیل کا مرکب لکڑی پر لگایا جائے۔ پالش کو سوراخوں میں اچھی طرح پیوست ہوجانا چاہئے۔

اسکے بعد جوڑ بھرنے والا مسالا جو پہلے سے تیار ہوچکا ہے لگایا جائے۔ اسکو فوراً کسی ٹاٹ کے ٹکڑے یا موٹے کپڑے سے صاف کردیا جائے۔ اسکے بعد پھر ریگ مال ملنا چاہئے اور پھر پالش کی ایک تہ ملائم برش یا اس کام کے کسی اور اوزار سے دینی چاہئے۔ یہ مسالا بھرنے والے چاقو سے تمام نشانات میں بیٹھ بھری جائے تب اسکے بعد پوٹلی یا ملائم کپی روئی سے ملائم کی جائے۔ پہلے اس پوٹلی کو اچھی طرح پالش میں بھگو لیا جائے اور پھر خوب اچھی طرح نچوڑ لیا جائے اسکے بعد لکڑی کے جتنے حصہ پر بھی پالش کرنا ہے ہاتھ کے برابر زور سے پالش لگائی جائے۔ تمام حصوں پر پالش کی ایک تہ لگانیکے بعد چند گھنٹوں کے لئے کام چھوڑ دیا جائے تاکہ لکڑی کے تمام حصوں میں پالش سرائت کر جائے۔ قبل اسکے کہ پالش کی دوسری تہ لگائی جائے تمام حصہ کو ریگ مال سے ملنا چاہئے۔ لکڑی کو باریک نشانات سے بچانیکے لئے شیشہ چپکے ہوئے استعمالی کاغذ کو کام میں لانا چاہئے اس سے نئے کاغذ کے مقابلے میں زیادہ چکنی سطح برآمد ہوگی۔ یہ بہتر ہے کہ مستعمل ریگ مال استعمال کیا جائے کیونکہ اسکی پالش صاف ہوگی بجائے اسکے کہ بے احتیاطی سے بالکل نئے شیشہ چپکے

ہوئے کاغذ سے رگڑا جائے اس سے لکڑی کی سطح پر چھوٹے چھوٹے ایسے نشانات پڑ جاوینگے جنکو درست کرنا پھر بہت ہی مشکل ہو جاویگا۔ سطح پر اچھی طرح پر ریگ مال ہو جانے کے بعد پھر برابر سے پالش اسی پوٹلی سے لگائی جائے۔ یہی طریقہ کار بار بار ریگ مال کرنے اور پالش لگانے کا کافی وقفہ دیدیکر اسوقت تک جاری رکھا جائے جب تک کہ چمکدار سطح نہ ظاہر ہو جائے۔ ریگ مال کرنے میں اسکا خیال رکھنا ضروری ہے کہ لکڑی کے دندانوں کے آر پار نہ ریگ مال کیا جائے۔

دوسرے سامان کہاں سے اور کیسے مل سکتے ہیں:۔

عمدہ قسم کا السی اور تارپین کا تیل۔ انڈین ٹرپنٹائن اور روزین کمپنی، چیتر گنج بریلی سے مل سکتا ہے۔ اور اسکی قیمت عہ اور للعہ فی گیلن ہوگی۔ میتھلیٹڈ اسپرٹ ڈائر میکن اور کمپنی (ڈسٹلری) لکھنؤ سے عہ فی گیلن کے حساب سے مل سکتی ہے۔ لاکھ عہ فی سیر اور سوکھا رنگ وغیرہ مختلف نرخ پر اکھو کمار لاہا، دھرمتلا اسٹریٹ، کلکتہ سے مل سکتا ہے۔ رمیش رام، جوکھورام اینڈ سنس، گنیش گنج مرزاپور کے یہاں سے اچھے قسم کی لاکھ چپڑا عہ فی سیر مل سکتا ہے مرزاپور میں کچھ اور کارخانے بھی ہیں جہاں سے سستا ملسکتا ہے۔ ٹن کے قسم کا چپڑا ٹوٹے ہوئے چپڑے سے بہتر ہے۔

لکڑی پر کوئی خاص رنگ دینے کے لئے یا تو پالش کرنے کے پہلے اس رنگ کو لکڑی پر مل دیا جائے یا اسے تناسب کے لحاظ سے پالش میں ملا دیا جائے۔

پالش اور جوف بھرنے والی چیز کیسے تیار کیجائے

طریقہ ذیل سے جوف بھرنے والی چیز تیار ہوسکتی ہے:۔

کھریا کا سفوف	امار ایک سیر
ہسپر ونجی مٹی	۔ دمار ڈیڑھ پاؤ
کاجل	۔ مار ½ پاؤ

اِن سب کو خوب حل کرکے اس میں السی اور تارپین کا برابر مرکب ملاکر اسکو وسلین کی طرح کا بنالیا جائیگا۔ یہ تمام چیزیں آسانی سے بازار میں مل سکتی ہیں۔

پالش کا بنانا بہت آسان ہے۔ میتھلیٹڈ اسپرٹ کی ایک بوتل میں ۲ چھٹانک چپڑا ملاکر اسکو ۲ گھنٹے دھوپ میں رکھ دیا جائے جب چپڑا بالکل حل ہو جائے تو اُسے چھان کر کاگ لگاکر بوتل میں رکھ دیا جائے۔ اگر اسپرٹ کے اڑ جانے سے پالش کچھ گاڑھی ہوگئی ہے تو اُس میں حسب ضرورت اسپرٹ ملائی جاسکتی ہے۔

فنی دستکاری (رنگائی اور چھپائی) کے باقاعدہ علم حاصل کرنے کے سرکاری مرکزی کپڑا بننے کے ادارہ کے شعبہ میں جو طریقے برتے جاتے ہیں ان کے متعلق نوٹ -

کانپور

ذیل کے ذرائع سے جو کام رنگائی اور چھپائی کے شعبہ میں ہوتا ہے پبلک کے سامنے پیش کیا جاتا ہے :-

۱- سالانہ نمائشیں اور مظاہرے جن میں کانپور کی پبلک اور ملوں اور کارخانوں کے متعلق لوگ بلائے جاتے ہیں -

۲- تمام صوبہ کی نمائشوں میں حصہ لینا - بڑی نمائشوں میں اصلاحی طریقوں اور اوزاروں کا مظاہرہ کرنا -

۳- بہت سے پرانے طلبا جنھوں نے یہاں کام سیکھا ہے انھوں نے اپنے کارخانے کھولے ہیں - وہ ان ہی طریقوں پر جو انھوں نے یہاں سیکھے ہیں کام کرتے ہیں - ادارہ سے باخبر رہنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے اور بہت سے خاص مسائل کے حل کرنے کے لئے یہاں آتے ہیں اور اپنی معلومات کے تازہ کرنے کے لئے بھی - ادارہ کے سالانہ جلسوں میں اپنے کام کے دکھانے کے لئے بھی ان کی ہمت افزائی کیجاتی ہے اور ان نمائشوں میں بھی جن میں کہ ادارہ حصہ لیتا ہے -

۴- گھومنے والے رنگائی کے مدرسے بھی صوبہ کے مختلف مرکزوں میں اصلاحی طریقوں اور اوزاروں سے جن کی یہاں ابتدا ہوئی ہے گھریلو صنعتوں کا کام سکھاتے ہیں - ان کے مدرسین بھی ادارہ سے رابطہ رکھتے ہیں اور ان کو کئی بار نمائشوں میں ادارہ کے گروہ کے نگراں بنا کر بھیجے گئے ہیں -

۵- حال میں ان گشتی گروہوں میں عملی درجے بھی قائم کئے گئے ہیں - یہ گروہ صوبہ کے مختلف حصوں میں گھریلو کام کرنے والوں کو ان کے گھروں کے نزدیک کام سکھاتے ہیں -

۶- بہت سے لوگ جو اس کام میں دلچسپی رکھتے ہیں یا ان طریقوں پر کام شروع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں وہ مشورہ لینے اور اسکیم تیار کرانے کے لئے آتے ہیں - ملیں اپنے مسائل کی تحقیقات کے لئے آتی ہیں - چند گاندھی آشرموں مثلاً ملاواں ضلع میرٹھ سے لوگ ادارہ کا کام دیکھنے کے لئے آتے ہیں - گاندھی آشرم مدھوری سے وہاں کا سوت مالا لگا کر چمکانے کے لئے ہماری مالا لگا کر چمکانے والی تمثیلی مشین پر آیا ہے -

۷۔ ہمارے کام کی نمائش گاؤں سدھار کے مرکزوں اور گاؤں سدھار کے موٹروں کے ذریعہ سے بھی ہوتی ہے۔

۸۔ لکھنؤ کی گذشتہ میں ایک خاص مظاہرہ کیا گیا تھا۔ اس میں بڑے پیمانے اور گھریلو پیمانے پر اصلاحات کے برتے جانے کے ممکنات ایک کوشک میں دکھائے گئے تھے۔

۹۔ بلیٹن شائع کئے جاتے ہیں اور فنی رسالہ کے لئے اساتذہ مضامین لکھتے ہیں۔ صوبہ میں یہ شعبہ ذیل کی چیزیں مروّج کرنے کا ذمہ دار ہوا ہے:۔

(۱) ایروگراف کی چھپائی

(۲) متھرا اور بنارس وغیرہ میں کئی رنگوں کی چھپائی

(۳) رنگ چھڑانے کے کام کو رائج کرتے ہوئے اس قسم کی رنگائی جیسپور کی بندش کی قیمتی رنگائی کے طرح کا استعمال کے لئے۔

(۴) مختلف رنگائی اور روئی کے مرکزوں میں رنگائی میں اصلاح۔ نجیب آباد سہارنپور بنارس الموڑا وغیرہ میں اُون اور ریشم کی پختہ رنگائی۔

(۵) چھپائی کے لئے پیٹنٹ سانچے جن سے کہ ایک ہی بار بہت سے رنگ چھپ جاتے ہیں ان کا رائج کرنا۔

(۶) گھریلو چیزوں کی صفائی کے لئے ہاتھ کی منگری کی ابتدا کرنا۔

(۷) تمثیلی مسالا لگا کر چمکانے والی مشین پر گھریلو پیمانہ پر سوت کو مسالا لگا کر چمکانا۔ حکومت ہند کی کرگھوں کی اسکیم کے لئے حال میں جو امداد کی منظوری ہوئی ہے اس سے اور ایک لاکھ روپیہ کی منظوری جو بیکاری کے لئے ہوئی ہے اس سے یہ ممکن ہوا کہ ہمارے یہاں کے لڑکے ان کارخانوں میں اصلاحی اوزاروں کا استعمال ہو جو انھوں نے صوبہ کے مختلف حصوں میں کھولا ہے۔

متفرقات

بہ اختیار زیر دفعہ ۲۹، ذیلی دفعہ (۲) صوبجات متحدہ کے شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ ۱۹۳۸ء (ایکٹ ا ۱۹۳۸ء) کی رو سے گورنر صاحب نے براہ مہربانی اعلان فرمایا ہے کہ ۲۶ نومبر ۱۹۳۸ء سے مقامی رقبہ جات جن میں ذیل کے کارخانے شامل ہیں ۶ پائی فی من کا محصول ان تمام گنّوں پر لگایا جاویگا جو وہاں کے استعمال یا بکری کے لئے جاوینگے:۔

(۱) دیوان شوگر ملس، سکھوتی ٹانڈہ (میرٹھ)

(۲) اکسپیریمنٹل شوگر فیکٹری، کانپور۔

(۳) تنکر شوگر ملس لمیٹڈ، کپتان گنج، گورکھپور
(۴) سرایا شوگر فیکٹری، سردار نگر گورکھپور
(۵) بڑھول شوگر ملس کمپنی لمیٹڈ، بڑھول، بارہ بنکی
(۶) سیٹھ شیو پرشاد بنارسی داس شوگر ملس، بجنور
(۷) کمپیر گنج شوگر ملس لمیٹڈ، گورکھپور۔
(۸) ار۔بی۔ نرائن سنگھ شوگر فیکٹری، لکسر (سہارنپور)
(۹) جے لکشمی شوگر کمپنی لمیٹڈ، دوواﻻ (دہرہ دون)
(۱۰) امرتسر شوگر ملس کمپنی لمیٹڈ، روہاناں کلاں (مظفر نگر)
(۱۱) سبھولی شوگر ملس، میرٹھ
(۱۲) کھانڈ کے شوگر ملس لمیٹڈ، بہیری، بریلی
(۱۳) دھام پور شوگر ملس لمیٹڈ، بجنور
(۱۴) نواب گنج شوگر ملس لمیٹڈ، نواب گنج، گونڈہ۔
(۱۵) روسا شوگر فیکٹری، روسا، سہارن پور۔
(۱۶) یونائیٹڈ پراونسز شوگر کمپنی لمیٹڈ سیورہی، گورکھپور۔
(۱۷) مادھو کنہیا مہیش گوری شوگر ملس لمیٹڈ، منڈروا، بستی۔
(۱۸) نیولی شوگر فیکٹری، نیولی، ایٹہ۔
(۱۹) اپر گنجز شوگر ملس لمیٹڈ، سیوہارا، بجنور۔
(۲۰) رتنا شوگر ملس لمیٹڈ، شاہ گنج، جونپور۔
(۲۱) سیٹھ گلزاری مل رامچندر شوگر ملس، جوالا روڈ، بہرائچ۔
(۲۲) بستی شوگر ملس کمپنی لمیٹڈ، بستی۔
(۲۳) جگدیش شوگر ملس لمیٹڈ کتھکوئیاں، گورکھپور۔
(۲۴) اپر دوآب شوگر ملس لمیٹڈ، شاملی، مظفر نگر۔
(۲۵) لکڑ منڈی شوگر ملس کمپنی لمیٹڈ، گونڈا۔
(۲۶) ایل۔ ایچ۔ شوگر ملس لمیٹڈ۔ پیلی بھیت۔
(۲۷) پیرائچ شوگر ملس لمیٹڈ، گورکھپور۔
(۲۸) ڈائمنڈ شوگر ملس لمیٹڈ، پیرائچ، گورکھپور۔
(۲۹) بلرامپور شوگر کمپنی لمیٹڈ، گونڈا۔

(۳۰) دیوریا شوگر ملس لیمٹڈ، دیوریا، گورکھپور۔
(۳۱) لیدی شوگر فیکٹری، لیدی، گورکھپور۔
(۳۲) کانپور شوگر ورکس لمیٹڈ، گوری بازار، گورکھپور۔
(۳۳) شری سیتارام شوگر کمپنی لمیٹڈ، بیتال پور، گورکھپور۔
(۳۴) بلرامپور شوگر کمپنی لیمٹڈ، تلسی پور، گونڈا۔
(۳۵) لکشمی دیوی شوگر ملس لیمٹڈ، چتونی، گورکھپور۔
(۳۶) میشوری کھیتن شوگر ملس۔
(۳۷) شری کرشن ونش شوگر ورکس جھونسی، الہ آباد۔
(۳۸) ہندوستان شوگر ملس لمیٹڈ، گولاگوکرن ناتھ، کھیری۔
(۳۹) رام لکشمن شوگر ملس، محی الدین پور۔ میرٹھ۔
(۴۰) بستی شوگر ملس کمپنی لیمٹڈ، والٹر گنج، بستی۔
(۴۱) اودھ شوگر ملس لیمٹڈ، ہرگاؤں، سیتاپور۔
(۴۲) سیکسرائے شوگر ملس لیمٹڈ، بھنان، گونڈہ۔
(۴۳) پرتاپ پور شوگر فیکٹری لیمٹڈ ماڈروا، گورکھپور۔
(۴۴) لکشمی شوگر اینڈ آئل ملس لیمٹڈ، ہردوئی۔
(۴۵) پڑرونا راج کرشنا شوگر ورکس، پڑرونا، گورکھپور۔
(۴۶) ایشوری کھیتن شوگر ملس لمیٹڈ، لچھمی گنج، گورکھپور۔
(۴۷) پنجاب شوگر ملس کمپنی لیمٹڈ، گھگھلی، گورکھپور۔
(۴۸) لکشمی جی شوگر ملس لمیٹڈ۔ دہولی، سیتاپور۔
(۴۹) یونائیٹڈ پراونسز کواپریٹو شوگر فیکٹری لیمٹڈ، بسواں، سیتاپور۔
(۵۰) اپر جمنا سودیشی شوگر ملس کمپنی لمیٹڈ، منصور پور مظفر نگر۔
(۵۱) گنیش شوگر ملس لمیٹڈ، پھرنیدا، گورکھپور۔
(۵۲) دی جسونت شوگر ملس، ملیانا، میرٹھ۔
(۵۳) موڈی شوگر ملس بیگم آباد، میرٹھ۔
(۵۴) دی دورالا شوگر ورکس، دورالا، میرٹھ۔
(۵۵) ایل۔ ایچ شوگر فیکٹریز اینڈ آئل ملس لیمٹڈ، کاشی پور، نینی تال۔
(۵۶) دی پاپولر شوگر کمپنی لیمٹڈ، بڑھنی، بستی۔

(۵۷) وشنو پرتاب شوگر ورکس لیٹڈ، کھڈا، گورکھپور۔

(۵۸) مہابیر شوگر ملس، سسوا بازار، گورکھپور۔

(۵۹) اپر انڈیا شوگر ملس، کھتولی، مظفر نگر۔

(۶۰) آر۔ ایچ شوگر فیکٹری لیٹڈ، بریلی۔

(۶۱) گلزاری مل رامچندر شوگر ملس لکھنؤ۔

(۶۲) کسار شوگر ورکس لیٹڈ، بھیری، بریلی۔

(۶۳) گنگا شوگر کارپوریشن لیٹڈ، دیوبند، سہارنپور۔

(۶۴) نوری شوگر ورکس، بھٹنی، گورکھپور۔

(۶۵) جوالاپور شوگر فیکٹری، جوالاپور، گورکھپور۔

(۶۶) امروہہ شوگر فیکٹری، امروہہ، مرادآباد۔

(۶۷) رام کولا شوگر ملس کمپنی لیٹڈ، رام کولا، گورکھپور۔

نمبر ۱۲۱/ا۔ ۸۹۱۰

بسلسلہ اطلاع نمبری ۱۲۱/ا۔ ۱۳۵۷ مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۳۸ء جناب گورنر صاحب نے براہ مہربانی حکم صادر فرمایا ہے کہ ذیل کا قاعدہ، قاعدہ ۲۵۔الف صوبہ جات متحدہ شوگر فیکٹریز کنٹرول ۱۹۳۸ء کے قواعد میں شامل کیا جائے :۔

قاعدہ ۲۵ الف ۔ محصول کی وصولی

(۱) ہر کارخانہ کے مالک کو فارم نمبر ۲۲، ضمیمہ ۳، میں روزانہ اس تمام گنے کا صحیح حساب درج کرنا ہوگا جو اس کارخانے کے مقامی رقبہ میں شامل ہے۔

(۲) ہر مہینہ کے ختم پر پندرہ دن کے اندر اندر مالک کارخانہ کو اس گنے کی مقدار پر جو اس کے یہاں مہینہ بھر کے اندر آئی ہے اس کا محصول خزانہ میں داخل کرنا ہوگا۔

(۳) ہر مہینہ کے ختم پر پندرہ دن کے اندر مل کا مالک کو کلکٹر صاحب کو فارم ۲۳ ضمیمہ ۳ پر ایک یادداشت بنا کر بھیجنا ہوگا اس میں جتنا گنا کہ پورے مہینہ میں اس مل کے رقبہ میں آیا ہے اس کا وزن اور اس وزن کے مطابق جو محصول خزانہ میں داخل کیا گیا ہے دکھانا ہوگا اور اس کے ساتھ خزانہ کا چالان یا رسید بھی بھیجنی ہوگی یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ جو محصول خزانہ میں داخل کرنا تھا وہ قاعدہ سے داخل ہوگیا ہے۔

(۴) جب یہ یادداشت فارم نمبر ۱۳ میں کلکٹر صاحب کے یہاں پہونچ چکی تو ان کو اس بات

کی جانچ کرنی ہوگی کہ محصول واجب الادا کا حساب صحیح طور پر لگایا گیا ہے اور پوری رقم جو حساب سے آئی ہے وہ خزانہ میں داخل ہوئی ہے۔

(۵) وہ تمام رقمیں جو ضمنی قاعدہ (۳) کے ماتحت واجب الادا ہوں گی ان کی وصولی بطور مالگذاری کے بقایا کے کی جائے گی۔

(۶) اگر کسی کارخانہ کا مالک (ا) تاریخ مقررہ پر واجب الادا محصول خزانہ میں داخل نہیں کرتا، (ب) صحیح حساب سے کم رقم داخل کرتا ہے (ج) فارم نمبر ۲۲ میں روزمرہ کا حساب نہیں رکھتا، (د) تاریخ معینہ کے اندر فارم نمبر ۲۳ پر حساب داخل نہیں کرتا، یا (ہ) کلکٹر صاحب کو ماہوار حساب کی یادداشت مع خزانہ کے چالان یا رسید کے جس سے کہ یہ ظاہر ہو کہ اس نے واجب الادا محصول داخل کر دیا ہے نہیں بھیجتا تو اس کو جرمانہ کی سزا ہوگی اور اس جرمانہ کی رقم ۱۰۰ روپیہ تک ہو سکتی ہے۔

فارم نمبر ۲۲

(قاعدہ ۲۵-ا)

مقامی رقبہ ____________

تاریخ	مقدار جو مقامی رقبہ میں داخل ہوئی (منوں میں)					
	بیل گاڑیاں	لاریاں	ٹریم	ریل گاڑی	دوسرے ذرائع	میزان

فارم نمبر ۲۳

(قاعدہ ۲۵-ا (۳))

یادداشت ہفتہ مختتمہ ____________

مقامی رقبہ ____________

مقدار گنا جو مقامی رقبہ میں داخل ہوئی	محصول واجب الادا اور جو خزانہ میں داخل ہوا			نمبر و تاریخ چالان خزانہ یا رسید
	پائی	آنہ	روپیہ	

بحکم

پی - ایم - کھرے گھاٹ

سکریٹری گورنمنٹ صوبجات متحدہ

زراعت

آلو کی کھیتی

آلو کی چار قسمیں عام طور پر اس صوبہ میں بوئی جاتی ہیں۔(۱) پھلوا آلو (۲) جالندھری آلو۔ (۳) مدراسی آلو (۴) پہاڑی آلو۔ ان میں سے سب سے زیادہ کاشت پھلوا آلو کی ہوتی ہے کیونکہ اس کی پیداوار اس صوبہ میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ پھلوا کا چھلکا سفید اور انکوا لال ہوتا ہے اس کے پودے میں پھول بہت زیادہ آتا ہے (۲) جالندھری آلو کا چھلکا سرخی مائل ہوتا ہے اس کا آلو بہت بڑا ہوتا ہے (۳) مدراسی آلو کا چھلکا کسی قدر پتلا ہوتا ہے اس کے پودے میں پھول نہیں آتا ہے (۴) پہاڑی آلو کا چھلکا پیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کا آلو بہت بڑا ہوتا ہے اس کی پیداوار پہاڑوں پر زیادہ ہوتی ہے۔

زمین آلو کی کاشت کے واسطے ہلکی دومٹ یا دومٹ زمین بہت موزوں ہوتی ہے لیکن اس کی کاشت بھوڑ اور ہلکی مٹیار میں بھی کی جاسکتی ہے۔

کھاد آلو کی کاشت کے واسطے بہت زیادہ کھاد کی ضرورت ہوتی ہے مگر اس کی پہلی بوئی ہوئی فصل میں کافی کھاد ڈالی جاچکی ہے تو پندرہ بیس گاڑی ہیں تو بیس چالیس گاڑی اچھا سڑا ہوا گوبر یا بکری کی مینگنی کی کھاد اور سات آٹھ من نیم یا ارنڈی کی کھلی فی ایکڑ کافی ہوتی ہے۔

تیاری کھیت اگر کھیت خریف میں خالی ہو تو آٹھ دس جوتائی کافی ہوں گی ورنہ چار پانچ جوتائی کافی ہوں گی۔

بیج اور بوائی اس کی بوائی عام طور پر ستمبر اور اکتوبر میں کی جاتی ہے۔ بوائی کا طریقہ پہلے کھیت کو خوب تیار کرکے دو دو فٹ کے فاصلہ پر لائن ڈال لینا چاہیئے پھر اس لائن پر کدالی سے یا ہل سے ڈھائی تین انچ گہرے کونڑ بنانا چاہیئے پھر اس کونڑ میں چھ چھ انچ کے فاصلہ پر بیج ڈال دیا جاتا ہے اور کونڑ کو اوپر سے مٹی سے پاٹ دیا جاتا ہے۔ پودا جمنے پر آہستہ آہستہ مٹی چڑھائی جاتی ہے جس کھیت میں بونے کے وقت نمی زیادہ ہوتی ہے وہاں پہلے رانگیاں بنائی جاتی ہیں اور ان رانگیوں میں چھ چھ انچ کے فاصلہ پر ڈھائی تین انچ گہرا بیج بو دیتے ہیں۔ جو آلو چھوٹے ہوتے ہیں۔ وہ پورے پورے بو دئے جاتے ہیں اور جو آلو بڑے ہوتے

ہیں اُن کو کاٹ کر ٹکڑے کر دیئے جاتے ہیں ہر ایک ٹکڑے میں کم سے کم تین چار انکھوے ہونے چاہئیں بہت زیادہ طاقتور کھیت میں چھوٹا آلو اور معمولی کھیت میں مجھولا آلو بونا چاہیئے۔ جتنا زیادہ بڑا آلو ہوگا اُتنا ہی زیادہ بیج کھیت میں لگے گا۔ بہت چھوٹا آلو ایک ایکڑ میں تین چار من اور منجھولا پانچ چھ من اور بڑا آلو سات آٹھ من بویا جاتا ہے۔

آبپاشی اگر بونے کے وقت کھیت میں نمی کم ہو تو بونے سے پہلے یا بونے کے بعد فوراً ایک پانی دینے کی ضرورت پڑتی ہے اس کے بعد جب سب جم کر چار چار انچ پودے ہو جاویں تب پہلا پانی دینے کی ضرورت ہوتی ہے اس کے بعد پھر دسویں یا پندرھویں روز پانی دینے کی ضرورت پڑتی ہے اس طرح سے کم از کم دس بارہ آبپاشی ہو جاتی ہیں۔ یہ فصل تین یا ساڑھے تین مہینہ میں تیار ہو جاتی ہے۔

نکائی اور گوڑائی پہلی آبپاشی کے بعد اس کی نکائی کی جاتی ہے جب پودے بڑے ہو جاتے ہیں تب مٹی چڑھائی جاتی ہے مٹی چڑھاتے وقت اس بات کا خیال رکھنا لازمی ہوتا ہے کہ بیج والا کلہ کھلا نہ رہے اور چاروں طرف مٹی ہو جاوے۔ اس فصل میں تین چار نکائی اور گوڑائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

کھدائی اس کی فصل تین یا ساڑھے تین مہینہ میں تیار ہو جاتی ہے اس وقت اس کی پتیاں زرد ہو جاتی ہیں اگر فصل جلد کھود لی جاوے تو وہ آلو۔ بیج کے واسطے اچھا نہیں ہوگا آلو کھرپی یا پھاوڑے سے کھودے جاتے ہیں۔

پیداوار اس کی پیداوار اچھے کھیت میں دو سو ڈھائی سو من فی ایکڑ ہو جاتی ہے۔ فرخ آباد میں جہاں یہ بہت زیادہ بویا جاتا ہے اچھے کھیت میں تین سو من تک ہو جاتی ہے۔

بیماری اس میں ایک قسم کا ہرے رنگ کا کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو اس کے پودوں کو کاٹ کر خراب کر دیتا ہے نیم کی کھلی ڈالنے سے اکثر یہ کیڑے مر جاتے ہیں۔

آلو کی فصل کو ایک قسم کا کیڑا جس کو سونڈی کہتے ہیں زیادہ نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ چھوٹا اور بھورے رنگ کا ہوتا ہے۔ آلو پر ان کے انڈوں کے گچھے سے ہو جاتے ہیں۔ ان انڈوں کے پھوٹنے پر ان میں سے کیڑے نکلتے ہیں۔ یہ آلوؤں میں چھید کر کے اندر چلے جاتے ہیں اور وہاں آلو کو کھا کر کھوکھلا کر دیتے ہیں۔ اور سب نقصان کر دیتے ہیں۔ جس بیج میں کیڑا لگا ہو اُس کو بونے کے کام نہ لایا جاوے جہاں آلو کے بیج رکھے جاتے ہیں۔ اس جگہ گندھک سلگا کر گودام کی ہوا صاف کر دینی چاہیئے تب نیچے بالو بچھوا دینی چاہیئے بیجوں کو ڈالنے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لینا چاہیئے کہ کوئی

کیڑا نہ لگا ہو۔ آلو کا بیج بالو کی تہ دے دے کر رکھنا چاہئے۔

خرچہ پیداوار

		روپیہ
جتائی	.. .. ..	۸
کھاد	.. .. ..	۴۰
بیج	.. .. ..	۵۰
بوائی	.. .. ..	۵
آبپاشی	.. .. ..	۱۵
نکائی گوڑائی و مٹی چڑھائی	..	۱۰
کھدائی	.. .. ..	۱۰
لگان	.. .. ..	۱۵
میزان کل		۱۵۳
آمدنی فصل دو سو من		۳۰۰
اس طرح سے نٹ آمدنی		۱۴۷ ہوتی ہے

دستخط رسال سنگھ انسپکٹر زراعت
نروره ضلع بلند شہر

حکومت صوبجات متحدہ اور اُردو و ہندی

بعض حلقوں میں عرصہ سے یہ پروپگنڈا کیا جا رہا ہے کہ صوبجات متحدہ کی موجودہ حکومت ایک طرف تو ہندی کی حمایت کر رہی ہے اور اسکی ترویج و ترقی میں کوشاں ہے اور دوسری طرف یہ کوشش کر رہی ہے کہ اُردو کو اس صوبہ سے نیست و نابود کر دیا جائے۔ یہ غلط پروپگنڈا اتنی شدت سے کیا گیا ہے۔ کہ اکثر ناواقف حضرات کو یقین ہو گیا ہے کہ یہ الزام واقعی درست ہے۔

مگر اصلی صورت حال یہ ہے کہ زبان کے مسئلہ میں موجودہ حکومت نے جو قدم اُٹھایا ہے اگر اسے بغیر تعصب کے دیکھا جائے تو ہر صاحب انصاف یہ تسلیم کریگا کہ اُردو کے ساتھ موجودہ حکومت کا رویہ جتنا ہمدردانہ ہے اتنا آجتک کسی حکومت کا نہیں رہا تھا۔

شاید اکثر حضرات کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ کانگریس حکومت نے برسر اقتدار آنے کے بعد اُردو و ہندی کے محکمہ کو جو سنہ ۱۹۲۳ء میں توڑ دیا گیا تھا از سر نو قائم کر دیا۔ اس وقت اس محکمہ میں ایک سپرنٹنڈنٹ

کے علاوہ ۳۷ اُردو ہندی مترجم کام کر رہے ہیں۔ اِس محکمہ میں تمام سرکاری بل۔ ایکٹ مینول اور انتظامی رپورٹوں کا انگریزی سے ہندی اور اُردو میں ترجمہ ہوتا ہے۔ عوام الناس کی جو درخواستیں اُردو یا ہندی میں حکومت کے پاس آتی ہیں ان کو ردی کی ٹوکری میں نہیں ڈالدیا جاتا بلکہ حسب ضرورت اُن کا ترجمہ ذمہ دار حکام کے پاس روانہ کردیا جاتا ہے۔ کانگریس حکومت جب سے قائم ہوئی ہے اسمبلی کے اجلاس کا روزانہ ایجنڈا انگریزی کے علاوہ اُردو اور ہندی میں بھی تیار کیا جاتا ہے۔ اسمبلی کے ممبروں کو اختیار ہے کہ وہ اُردو یا ہندی میں سوالات یا تقریریں کریں۔ ان سوالات کے جواب بھی اسی زبان میں حکومت کیطرف سے دئے جاتے ہیں اور جو تقریریں ہندوستانی میں ہوتی ہیں (جن میں وزیر صاحبان کی تقریریں بھی شامل ہیں) وہ اسمبلی کی مطبوعہ رپورٹ میں ہر دو زبانوں میں شائع کیجاتی ہیں۔ اسمبلی کے صدر ممبروں کو ہندوستانی زبان میں بولنے کا نہ صرف موقع دیتے ہیں بلکہ قانون حق آراضی پر مباحثہ کے دوران میں تو اُنھوں نے تمام ممبران کو ہدایت کردی ہے کہ سب لوگ ہندوستانی ہی میں تقریر کریں۔

کانگریس حکومت نے محکمہ اخبارات اور محکمہ نشر و اشاعت کو ملاکر "محکمہ اطلاعات عامہ" قائم کیا ہے۔ اس محکمہ سے تمام سرکاری سرگرمیوں کی اطلاعیں صوبہ اور بیرون صوبہ کے اُردو اور ہندی اخباروں کو روانہ کیجاتی ہیں۔ ہر پریس نوٹ اور کمیونکے کا بھی اردو ہندی ترجمہ اخبارات کے پاس بھیجا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ عوام کو حکومت کے مختلف محکموں کی سرگرمیوں اور وزرا کی تقریروں سے باخبر رکھنے کے لئے ایک ضخیم اردو رسالہ "اطلاعات" اُردو میں محکمہ کی طرف سے شایع ہوتا ہے اور صوبہ کی تمام لائبریریوں اور ذمہ دار اداروں کو مفت روانہ کیا جاتا ہے۔ علاوہ کتابت کے اخراجات کے اس رسالہ کی طباعت وغیرہ کا اوسط خرچ تقریباً ۶۸۵ روپیہ ماہوار ہے۔ ہندی رسالہ کا اوسط ماہانہ خرچ تقریباً ۵۵۲ روپیہ ہے۔ محکمہ میں اکثر اُردو کے خطوط موصول ہوتے رہتے ہیں انکا جواب بھی اسی زبان میں لکھکر روانہ کیا جاتا ہے۔ اُردو میں زیادہ کام ہونے کی وجہ سے موجودہ حکومت نے شعبہ اردو میں مزید تقررات کئے اور اسوقت محکمہ اطلاعات عامہ میں ہندی کے ۴ اسسٹنٹ اور اردو کے ۷ اسسٹنٹ کام کر رہے ہیں موجودہ حکومت کی یہ بھی پالیسی ہے کہ عوام کی واقفیت کے لئے سرکاری نوٹسیں اور اشتہارات اُردو و ہندی اخبارات میں کافی شایع ہوتے رہیں چنانچہ اب اردو اور ہندی دونوں اخباروں میں برابر اشتہارات وغیرہ روانہ کئے جاتے ہیں جن کی تعداد پہلے سے کہیں زیادہ ہے۔

صوبہ جات متحدہ کے محکمہ تعلیم نے دیہاتی حلقوں میں اشاعت تعلیم کی غرض سے ۶۰۷ دارالمطالعے اور ۳۶۰۰ کتب خانے کھولے ہیں۔ ان کے لئے حکومت نے تقریباً ۴۸۰۰۰ روپیہ کی اُردو کتابیں اور تقریباً ۹۰۰ روپیہ کے اردو رسالے اور اخبارات خریدے ہیں۔

کانگریس حکومت نے حال ہی میں ایک پریس مشاورتی کمیٹی بھی بنائی ہے جسمیں اخبارات کے نمایندے شامل ہیں۔ اس کمیٹی میں دو ہندی اخبارات کے اور دو اُردو اخبارات کے نمایندے ہیں۔

موجودہ حکومت پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ سرکاری محکموں میں انگریزی الفاظ کے جو اُردو ترجمے کئے جاتے ہیں وہ زیادہ تر سنسکرت آمیز ہندی میں ہوتے ہیں۔ مثلاً "یونائیٹڈ پراونسز" (صوبجات متحدہ) کا ترجمہ "جٹ صوبہ" "سپلیمنٹری کوشچین" (ضمنی سوال) کا ترجمہ "ومم سوال" پلینٹف (مدعی) کا ترجمہ "جھگڑا اپیلھڑو" اور ڈیفنڈنٹ (مدعا علیہ) کا ترجمہ "جھگڑا ادوجے" ہوتا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ کسی سرکاری محکمہ میں اس قسم کے ترجمے نہیں ہوئے ہیں بلکہ جو ترجمے تو مین میں لکھے گئے ہیں اُردو عبارت میں وہی استعمال کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ الزام بھی غلط ہے کہ اُردو میں "لیکن" کی جگہ "پرنتو" استعمال کیا جاتا ہے یا "تعلق" کی جگہ پر "سمبندھ"

اس مختصر بیان سے واضح ہوگیا ہوگا کہ موجودہ حکومت اُردو کے ساتھ مطلق زیادتی نہیں کر رہی ہے اور نہ اس کے مقابلہ میں کسی صورت سے ہندی کو ترجیح دی جاتی ہے۔

باہتمام سپرنٹنڈنٹ پرنٹنگ و اسٹیشنری ممالک متحدہ الٰہ آباد (انڈیا) کے چھپا

رجسٹرڈ نمبر اے۔ ۲۲۴۵

جلد ۲ لکھنؤ ماہ فروری مارچ سنہ ۱۹۳۹ء نمبر ۲ و ۳

خصوصیات

مرتبہ

محکمہ اطلاعات عامہ

صوبجات متحدہ

اطلاعات

صوبۂ متحدہ

جلد ۲	لکھنؤ ماہ فروری و مارچ ۱۹۳۹ء	نمبر ۲ و ۳

فہرست مضامین

مضمون		صفحہ

حکومت صوبجات متحدہ کے مختلف محکموں کی کارگزاریاں

یکم فروری ۱۹۳۷ء تا ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء

(الف) محکمہ مالیات

تنخواہیں اور کفایت شعاری

اُمورِ عامہ کے اخراجات میں کمی کرنے کی غرض سے حکومت نے یہ طے کیا کہ صوبجاتی ماہری اور ماتحتی ملازمتوں کی شرح تنخواہ میں تخفیف کر دیجائے چنانچہ یکم جولائی ۱۹۳۱ء کو یہ عام اعلان کر دیا گیا کہ اس تاریخ سے تمام نئے سرکاری ملازموں کو تخفیف شدہ شرح تنخواہ کے حساب سے مشاہرہ دیا جائیگا۔ گزیٹڈ افسران کی تخفیف شدہ شرح تنخواہ تو مقرر ہی ہو چکی ہے لیکن غیر گزیٹڈ ملازموں کی شرح تنخواہ کے معاملہ میں بھی کافی منزلیں طے ہو گئی ہیں۔ چھوٹے سرکاری ملازموں کے حالات پر بھی حکومت غور کر رہی ہے۔

بیروزگاری کا علاج

تخفیف شدہ شرح تنخواہ سے جلد از جلد مالی فائدے حاصل کرنے اور تعلیم یافتہ نوجوانوں کی بیروزگاری کم کرنے کی غرض سے حکومت نے سرکاری نوکروں کی لازمی علیحدگی کی عمر ۶۰ سال سے گھٹا کر ۵۵ سال کر دی ہے اس سے پہلے یہ ملازمین ۶۰ سال کی عمر تک اپنی ملازمتوں پر رہ سکتے تھے لیکن نئے قاعدے کے مطابق ۵۵ سال کی عمر میں انکا علیحدہ ہو جانا لازمی ہو گیا ہے۔ چنانچہ اب اس عمر کے بعد کوئی ملازم بھی اسوقت تک اپنی جگہ پر برقرار نہیں رکھا جا سکتا جب تک کہ یہ نہ ثابت ہو جائے کہ مفاد عامہ کے خیال سے اس کی خدمات کو جاری رکھنا از حد ضروری ہے۔

بھتّے

سفری بھتوں کی شرحوں میں موجودہ حکومت نے نومبر ۱۹۳۷ء ہی میں تقریباً دس فیصدی کم کردی تھی اب اسی سمت میں دوسرا قدم حکومت نے یہ اُٹھایا ہے کہ اُس تقسیم درجات کے اُصولوں کو بدل دیا ہے جسکے مطابق بھتے دئے جاتے ہیں۔ کچھ دن پہلے وہ تمام افسران جو ۵۰۰ روپئے ماہوار تنخواہ پاتے تھے اول درجہ کے افسران شمار کئے جاتے تھے۔

اب صرف وہ افسران اول درجہ کے ملازم شمار کئے جائینگے جو ۹۰۰ روپیئے ماہوار سے زیادہ تنخواہیں پائیں۔ خصوصی تنخواہوں اور اجری بھتوں کے متعلق یہ تجویز ہے کہ یا تو یہ بالکل بند کردئے جائیں یا ان میں تخفیف کردیجائے۔

ناگہانیات

موجودہ حکومت نے ناگہانی اخراجات میں کفایت کی بڑی گنجایش محسوس کی چنانچہ اس نے چیف انسپکٹر افسران کو مقرر کیا کہ وہ تمام دفتروں کے ناگہانی اخراجات کی جانچ کریں اور اُس کے بعد رپورٹ دیں۔ ابتک انھوں نے جتنی رپوٹیں بھیجی ہیں ان سے اندازہ کیا جاتا ہے کہ علاوہ اُس غیر اطمینانی بچت کے جو مختلف مدوں سے حاصل ہوسکے گی آیندہ مالی سال کے میزانیہ میں تقریباً ایک لاکھ کی اطمینانی بچت کی جائے گی۔

عطیئے

عطیئے زیادہ تر ان مقامی انجمنوں اور ان شخصی تعلیمی اور صنعتی اداروں کو دئے جاتے ہیں جو سماجی اور خداترسی خدمات انجام دیتے ہیں۔ موجودہ حکومت کی روز افزوں مفید عام تحریکات نے اس مد کے اخراجات میں بڑا اضافہ کردیا ہے۔ چنانچہ اگر ہر متعلقہ محکمہ جات کی تفصیلی کارگذاریوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان اخراجات کی زیادتی کا پورا اندازہ ہوجائیگا۔

کفایت شعاری کمیٹی

محکمہ جاتی تدبیروں کے علاوہ اسمبلی کے چند ممبران کی ایک کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جس کا صرف یہ مقصد ہے کہ وہ صوبجاتی نظم ونسق کے سارے میدان میں کفایت شعاری کی امکانی تدبیروں کو دریافت کرے۔ اس کمیٹی کی سفارشات بہت مفید ثابت ہورہی ہیں اور ان پر عمل کرنے سے متعدد صیغوں میں کفایت ہوگئی ہے۔

قانون سازی

صرف دو آئینی تجویزیں ایسی ہیں جو محکمہ مالیات سے تعلق رکھتی ہیں اور جنکا ذکر ضروری ہے مثلاً (۱) کورٹ فیس (ترمیمی) بل اور (۲) صوبجات متحدہ اسٹیمپ (ترمیمی) بل۔ عام طور پر جو خیال کیا جاتا ہے اسکے بالکل برعکس ان آئینی تجویزوں سے یہ مراد ہے کہ اسٹیمپ اور کورٹ فیس کی مد میں امیروں اور غریبوں کے اخراجات برابر کردیے جائیں۔ مالگذاری کا خیال ثانوی خیال ہے۔ جہاں تک ان آئینی تجویزوں کی وجہ سے عام گرانقدری کا خیال ہے دراصل مقصد یہ ہے کہ صوبجات متحدہ میں ٹیکس کو اسی سطح پر لے آیا جائے جس سطح پر دوسرے صوبوں میں ٹیکس جاری ہے۔ اس نوٹ کے زمانہ میں یہ بل مجلس آئین سازمیں تھے لیکن اب پاس ہوگئے ہیں۔

(ب) محکمہ رجسٹریشن

کچھ دن پہلے محکمہ رجسٹریشن ایک علیحدہ افسر یعنی انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن کے ماتحت تھا اور دوسرے انسپکٹران اس کے ساتھ کام کرتے تھے ان افسران کے فرائض چیف انسپکٹر اور انسپکٹرس آف اسٹیمپ کے فرائض سے بہت ملتے جلتے تھے اس لئے کفایت اور بہتر انتظام کے خیال سے انسپکٹر جنرل کا عہدہ چیف انسپکٹر آف اسٹیمپ کے عہدہ سے ملا دیا گیا۔ چیف انسپکٹر آف اسٹیمپ سرکاری دفتروں کے بھی چیف انسپکٹر ہیں اور انجمن مال کے نائب سکریٹری بھی۔ مزید برآں محکمہ رجسٹریشن کے انسپکٹروں کے فرائض اسٹیمپ انسپکٹروں کے فرائض سے ملادیے گئے ہیں چنانچہ وہ اسٹیمپ انسپکٹران جو پہلے صرف یہ جانچ کرتے تھے کہ کن کن دفتروں اور عدالتوں میں اسٹیمپ ڈیوٹی اور کورٹ فیس کی ادائیگی سے کنائی کیگئی ہے اب ساتھ ساتھ رجسٹریشن کے دفتروں کا بھی معائنہ کرتے ہیں اور وہ رجسٹریشن انسپکٹران جو پہلے صرف رجسٹریشن دفتروں کا معائنہ کرتے تھے وہ اب ان فرائض کو بھی انجام دیتے ہیں جو اس جملہ کے پہلے حصہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اس جدید انتظام سے نہ صرف کفایت ہی ہوگئی ہے بلکہ معائنے بھی اتنے زیادہ ہوگئے ہیں کہ جس سے کسی وجہ سے رجسٹریشن دفتروں کے اخلاقی سدھار پر بڑا اچھا اثر پڑنے کی اُمید ہے۔

بیروزگاری کا دفعیہ

کفایت کمیٹی سنہ ۱۹۲۱ء و سنہ ۱۹۲۳ء و سنہ ۱۹۳۱ء کی تجویزوں کے مطابق باضابطہ رجسٹری دفتران

(۲) رنگروٹوں کی ٹریننگ

رنگروٹوں کی ٹریننگ کی نئی تجویز پر عمل کرنے سے ۲۷۰۰۰ روپئے سالانہ بچت کا تخمینہ کیا جاتا ہے۔ پچھلے زمانہ میں صوبہ کے ۴۶ پولیس ضلعوں میں سے ہر ضلع میں رنگروٹوں کو ٹریننگ دیجاتی تھی اور اس وجہ سے بہت زیادہ فضول اخراجات ہوا کرتے تھے لیکن اب صرف ۱۳ بڑے مرکز ٹریننگ کے لئے مقرر کردئے گئے ہیں۔ اس سے نہ صرف اخراجات میں کمی آگئی ہے۔ بلکہ اُمید ہے کہ ٹریننگ کا معیار بھی بلند ہوجائے گا۔

سوار سپاہی

۳ سوار سپاہی نہ صرف کم کردئے گئے ہیں بلکہ نئے طور پر تعین بھی کردئے گئے ہیں۔

گھوڑے سوار سپاہی بھی کم کردئے گئے ہیں اور نئے طریقہ پر متعین کردئے گئے ہیں۔ پہلے دس بڑے شہروں میں ان سپاہیوں کے چھوٹے چھوٹے مرکز تھے۔ نئے تعین کے مطابق صرف پانچ شہروں میں ان کے مرکز بنائے گئے ہیں اور یہ مرکز بڑے بڑے ہیں اور ایسی جگہوں میں قائم ہیں جہاں سے بوقت ضرورت وہ آسانی کے ساتھ دوسرے شہروں میں بھیجے جاسکتے ہیں۔ اس نئے تعین سے تقریباً ۲۷۰۰۰ روپیہ سالانہ بچت ہوگی۔

سول امرجنسی ریزرو

۴۔ ہر ضلع میں سپاہیوں کا ایک چھوٹا دستہ رہتا تھا جس کو سول امرجنسی ریزرو کہتے ہیں۔ یہ دستہ یوں قائم ہوتا تھا کہ ہر مہینہ ضلع کے صدر مقام پر چند ایسے شہری سپاہی بھیجے جاتے تھے جو مسلح پولیس کی ٹریننگ پائے ہوئے تھے اور اس لئے ان کو ہر مہینہ مشق کی ضرورت ہوتی تھی۔ مہینہ کے ختم پر یہ سپاہی واپس چلے جاتے تھے اور ان کی جگہوں پر اور سپاہی دوسری چوکیوں سے آجاتے تھے۔

مسلح پولیس

یہ طریقہ بدل دیا گیا ہے اور نئے طریقہ کے مطابق تمام رنگروٹ داخلہ کے بعد مسلح پولیس میں مقرر کردئے جاتے ہیں جہاں وہ صدر مقامات پر رہ کر شہری پولیس میں آنے سے پہلے پانچ سال تک مسلح پولیس کی ذمہ داریاں سیکھتے ہیں۔ اس نئے طریقہ سے سفری بھتوں کی بچت ہوگی اور اندازہ کیا جاتا ہے کہ مجموعی طور پر ۲۷۰۰۰ روپئے سالانہ کی کفایت رہے گی۔ مذکورہ بالا اسکیم

اور چند دوسری ادنیٰ اسکیموں پر عمل کرنے سے ۲½ لاکھ روپئے کی کفایت ہوگئی ہے اس لئے جب ان تمام اسکیموں پر عمل شروع ہوجائیگا جن میں سے بعض ابھی زیر غور ہیں تو تقریباً ۳½ لاکھ روپیہ کی بچت رہے گی۔

۲- فروری ۱۹۳۸ء کے آخر میں آنریبل وزیر اعظم صاحب نے انسپکٹر جنرل پولیس کو کابینہ کے جلسہ میں شرکت کی دعوت دی تاکہ وہ پولیس بجٹ بابتہ ۱۹۳۸-۳۹ء کے مباحثہ میں شریک ہوسکیں اس جلسہ میں یہ طے ہوا کہ انسپکٹر جنرل مزید اصلاحات اور انتظامات کی کوشش کریں اور اسی منظور شدہ رقم سے ان کی ان کوششوں کو بھی مدد دیجائے۔

پولیس اصلاح اور جدید تنظیم

انسپکٹر جنرل کی سفارش پر ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس میں حسب ذیل حضرات شامل ہیں

صدر

انسپکٹر جنرل پولیس۔

ممبران

مسٹر ٹامس - آئی - پی

ڈاکٹر جنگ - پارلیمنٹری سکریٹری

پنڈت وی - این تیواری - پارلیمنٹری سکریٹری

پنڈت بھگوت نارائن بھارگوا - ایم - ایل - اے

کنور جسبیر سنگھ - ڈپٹی کمشنر لکھنؤ

مسٹر ٹی - پی بھلا - افسر انسداد رشوت ستانی

سکریٹری

مسٹر آر باول آئی - پی

کمیٹی کے نکات حوالہ حسب ذیل تھے۔

صوبجات متحدہ پولیس کی جدید تنظیم کے لئے ایسے مشورے دینا جن سے پولیس خدمت عامہ کیلئے جدید اور بہتر طور پر آراستہ کیجاسکے۔ ان مشوروں میں حسب ذیل باتوں پر خاص خیال کیا جائے۔

(ا) پولیس کی تمام شاخوں کا داخلہ ٹریننگ اور آراستگی ہے۔

(الف) شہری اور دیہاتی پولیس
(ب) مسلح پولیس
(ج) سوار پولیس
(د) ریلوے پولیس
(ہ) مشینی دستہ
(و) کلرکی عملہ

(۲) موجودہ دیہاتی پولیس اور چوکیداری نظام میں باضابطہ سپاہیوں کا شامل کرنا۔
(۳) مختلف تھانوں کے درمیان رسل ورسائل کے ذرائع مضبوط کرنا۔
(۴) تمام صوبجاتی اور ماتحتی درجوں میں ترقی۔ سزا۔ انعام اور بھتوں وغیرہ کا نظام۔
(۵) موجودہ پولیس ٹریننگ کالج کو اور وسعت دینا تاکہ ہر درجہ کے سپاہیوں کو بہتر طور پر جدید ٹریننگ مل سکے۔ محکمہ تحقیقات جرائم کے صدر مقامات پر تحقیقاتی اور خبر رسانی عملہ کے چُنے ہوئے ممبروں کی خاص ٹریننگ کے لئے تعلیمی درجے قائم کرنا اور تحقیقاتی افسروں کو سائنس اور ٹکنیکل کاموں میں عملی مدد دینے کے لئے دارالتجربہ اور ریسرچ دفتر قائم کرنا اور ٹریننگ پانے والے ماہر افسروں کو ان معاملات میں اعلیٰ تعلیم دینا۔
(۶) شہری اور مسلح پولیس کے محفوظ دستوں کے لئے معقول انتظام کرنا۔
(۷) صدر مقامات کے عملے اور دوسرے نگرانی کرنے والے عملوں کی جدید تنظیم کرنا۔ تاکہ کام اور نگرانی دونوں خدمت میں بہتر بن سکیں۔
(۸) اس کے علاوہ کوئی اور اصلاح جس سے پولیس کی خدمات اور اس کے عوام سے تعلقات بہتر ہو جائیں۔
(۹) کمیٹی ان تجویزوں کے مالی پہلو پر بھی روشنی ڈالے گی اور قواعد و قوانین بنائیگی۔
مذکورہ بالا نکات حوالہ کے مطابق کمیٹی کی رپورٹ کا ابھی انتظار کیا جا رہا ہے۔ لیکن اسکے علاوہ بھی کمیٹی نے چند سفارشات پیش کی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

سی۔آئی۔ڈی تعلیمی درجے

تحقیقاتی اور خبر رسانی عملہ کے چنے ہوئے ممبروں کی ٹریننگ کیلئے محکمہ تحقیقات جرائم کے صدر مقامات پر تعلیمی درجے قائم کرنا

کمیٹی کی پیش کردہ اسکیم حکومت نے فی الحال مان لی ہے اور انسپکٹر جنرل پولیس کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس کے مطابق کام شروع کریں۔

ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس اور ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اس خاص ذمہ داری پر مقرر کئے گئے ہیں کہ وہ ٹریننگ کے پہلے دورے کے لئے لیکچر تیار کریں اور انسپکٹر جنرل سے کہا گیا ہے کہ وہ نصاب تعلیم کی ایک نقل روانہ کریں۔ یہ طے ہوا ہے کہ انگلستان۔ اٹلی اور جرمنی میں جو نصابات تعلیم محکمہ تحقیقات جرائم کی ٹریننگ پانے والوں کیلئے رائج ہیں وہ طلب کئے جائیں اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے گا۔

سپاہیوں کا ٹریننگ اسکول

نائک کے عہدہ پر ترقی پانے والے سپاہیوں کے لئے ٹریننگ اسکول

کمیٹی کی یہ سفارش ہے کہ مرادآباد میں ایک ٹریننگ اسکول قائم کیا جائے جہاں ان سپاہیوں کو ٹریننگ دیا جائے جو نائک کے عہدہ پر ترقی پائیں۔ ترقی دینے کا موجودہ طریقہ یہ ہے کہ ایک فہرست رکھی جاتی ہے جس پر ان سپاہیوں کے نام ہوتے ہیں جو قانون۔ ضابطہ فوجداری اور قواعد رڈرل کی ابتدائی جانچ میں کامیاب ہوتے ہیں اور اس فہرست کے مطابق ترقی دی جاتی ہے۔ پرانے اُصول پر ترقی دینے کا اتفاق ہے سلسلہ سپاہیوں کو نہ نائک کے عہدہ پر ترقی پانے سے پہلے اور نہ بعد کسی وقت بھی ماتحت افسری ذمہ داریوں کی ٹریننگ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پولیس ٹریننگ کالج کمیٹی ۱۹۲۲ء کی رائے تھی کہ صوبجاتی پولیس میں ماتحت افسر سب سے زیادہ کمزور کڑی ہے۔ پولیس جدید تنظیم کمیٹی نے اس رائے سے پورا اتفاق کیا اور حکومت کو سفارش کی کہ وہ اس کمزوری کو دور کردے اب نئی اسکیم کے مطابق نائک کے عہدہ پر ترقی پانے والے سپاہی ایک خاص قسم کی ٹریننگ حاصل کرینگے اور یہ ٹریننگ انکو ایک نئے ادارہ میں دیجائیگی جو ٹریننگ کالج کی ایک نصف خودمختارانہ شاخ ہوگی۔ اس اسکیم کے اخراجات میں ۲۲۲۲ روپے کی متواتر اور ...... روپے کی غیر متواتر رقم کا اندازہ کیا جاتا ہے جو پولیس میزانیہ کی بچت سے ادا کی جائے گی۔ حکومت نے تجویز کے اُصول کو منظور کرلیا ہے۔

پولیس رنگروٹوں کا تقرر

(۱) کمیٹی کی سفارشات میں سے ایک تو پہلے ہی منظور ہوچکی ہے اب یہ پولیس قواعد کے پارا نمبر ۳۹۰ کی تبدیلی ہے جو پولیس رنگروٹوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اس پارے کی دفعات نے پولیس رنگروٹوں پر ذات اور نسل کے لحاظ سے چند پابندیاں عاید کردی تھیں

اوران کے مطابق ان اُمیدواروں کو ترجیح ملتی تھی جو پولیس - فوج یا کسانوں کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے ترمیم شدہ پارے نے یہ تمام پابندیاں اُٹھالی ہیں اور اسکے مطابق سپرنٹنڈنٹ پولیس صرف ان اُمیدواروں کو انتخاب کرینگے جن کا چال چلن اچھا ہو اور جو پولیس خدمات کامیابی کے ساتھ انجام دے سکیں - انتخاب کے وقت قابل لحاظ بات صرف یہ ہوگی کہ زنگریزوں میں خواندہ اُمیدواروں کی تعداد مناسب رہے -

(۲) کمیٹی نے سارجنٹوں کے انتخاب کے متعلق بھی سفارشات کی ہیں - ابھی تک سارجنٹ صرف یوروپین اور اینگلو انڈین اُمیدواروں سے منتخب کئے جاتے تھے لیکن کمیٹی نے اس ترجیح کو ختم کردیا اور تمام فرقوں کے لئے انتخاب عام کردیا اس سے ریزرو انسپکٹروں کے موجودہ عملہ پر بھی اثر پڑیگا اسلئے کہ ابتک اس عملہ میں ترقی یافتہ سارجنٹ کئے جاتے تھے اور صرف چند جگہیں ہندوستانیوں کو ملتی تھیں - کمیٹی کی سفارشات ابھی تک زیر غور ہیں -

پولیس نگرانی کمیٹی

پولیس محکمہ میں دو اور کمیٹیاں مقرر کی جارہی ہیں ایک پولیس نگرانی کمیٹی اور دوسری پولیس مکان کمیٹی - اول الذکر کمیٹی کارگزاری نامہ اور نگرانی سے متعلق پولیس قوانین کی جانچ کریگی اور اس کمیٹی کے چیرمین آنریبل وزیراعظم کے ایک پارلیمنٹری سکریٹری ہونگے -

پولیس مکان کمیٹی

دوسری کمیٹی یعنی پولیس مکان کمیٹی آنریبل وزیر رسل و رسائل کی زیر صدارت قائم ہوگی - یہ پولیس کے مکان کے مسئلہ کی جانچ کریگی موجودہ صورت میں کئی پولیس تھانے اور چوکیاں یا کرایہ کے مکانات میں رہتی ہیں یا کچے اور پھونس سے چھائے ہوئے مکانات ہیں - انسپکٹر جنرل کی رپورٹ کے مطابق ۱۵ فیصدی تھانے اور ۲۶ فیصدی چوکیاں ایسے مکانوں میں قائم ہیں جو انسان کے رہنے کے لئے ذرا بھی موزوں نہیں ہیں - اگر مکان کا موجودہ معیار قائم رکھتے ہوئے بھی پولیس میزانیہ میں فراخدلی کیساتھ بھی اضافہ کردیا جائے تب بھی تمام کچے اور پھونس کے مکانات کو اچھی عمارتوں میں بدلنے میں ایک بڑا عرصہ لگے گا - اس لئے اس کمیٹی کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مقابلتاً سستے مکانات بنوانے کی ایسی اسکیم پیش کرے جسکے مطابق ایک معقول عرصہ میں سارا پروگرام تکمیل کو پہونچ جائے -

قانونی کارروائیاں

اپریل ۱۹۳۸ء کو حکومت نے یہ منظوری دی کہ الہ آباد کے اخبار اسٹار کے ایڈیٹر اور نائب ایڈیٹر کے خلاف زیر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند اس جرم میں قانونی کارروائی کی جائے کہ انھوں نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۳۸ء میں ایک ایسا مضمون بعنوان "روحانی طاقت" شائع کیا جس سے ہندو اور مسلمانوں میں نفرت اور دشمنا گی پھیلانے کے امکانات پائے جاتے تھے۔ اس مضمون میں دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا تھا کہ کانگریس والے مسلمانوں پر اس لئے مظالم کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو ہندو ذہنیت کی حامل کانگریس میں داخل کرنے میں ناکامیاب رہے ہیں۔ مجسٹریٹ نے ان ایڈیٹروں کو دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کا مجرم قرار دیا اور ۹ اگست ۱۹۳۸ء کو یہ فیصلہ سنایا کہ ان میں سے ہر ایک چار چار مہینے قید بامشقت برداشت کرے اور سو سو روپیہ جرمانہ داخل کرے جس کی عدم ادائیگی کی صورت میں میعاد قید میں ایک ایک ماہ قید بامشقت کا اضافہ کر دیا جائے۔

نگرانی

ان دونوں محکمۂ تحقیقات جرائم اور ڈائرکٹر کی طرف سے کسی ممبر مجلس قانون ساز کی حرکات کی نگرانی نہیں کی جاتی۔

خلاف قانون جماعت

ہندوستان کی پریم دویا لیا ۱۹۳۲ء میں زیر دفعہ ۱۶ قانون تعزیرات ۱۹۰۸ء خلاف قانون جماعت قرار دیدی گئی تھی۔ اب اس جماعت سے یہ پابندی اٹھائی گئی ہے اور اس کا سارا منقولہ اور غیر منقولہ سامان جو حکومت کے قبضہ کے زمانہ میں کورٹ آف وارڈس کے زیر انتظام تھا ایک انجمن مہتممین کے سپرد کر دیا گیا ہے جو اس غرض سے مقرر کی گئی ہے کہ وہ اس ادارہ کو اپنے ہاتھوں چلائے۔

کانگریس کا سرمایہ

حکومت نے یہ حکم دیا ہے کہ کانگریس کا وہ سارا سرمایہ واپس کر دیا جائے جو تحریک قانون شکنی کے زمانہ میں کانگریسی اداروں سے چھین لیا گیا تھا عدالتی کارروائیوں کے دوران میں کانگریسیوں پر جو جرمانہ لگائے گئے تھے ان کی واپسی کا مسئلہ ابھی زیر غور ہے

کانگریس کی ملکیت

یہ احکام بھی جاری کئے گئے ہیں کہ کانگریس اشخاص یا کانگریسی اداروں کی وہ تمام منقولہ اور غیر منقولہ ملکیت واپس کردی جائے جو تحریک قانون شکنی کے زمانہ میں ضبط کرلی گئی تھی۔ جو ملکیت بیچی جاچکی ہے اور اسکی قیمت سرکاری خزانہ میں داخل ہوچکی اس کے متعلق یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ پوری رقم سرکاری خزانہ سے مالک حقیقی کے نام منتقل کردی جائے۔

ضبط شدہ مطبوعات کی پابندیوں کی منسوخی

کانگریس کے ہری پورہ اجلاس کے بعد سے حسب ذیل کتابوں پر سے پابندیاں اٹھالی گئیں۔

(۱) جیون چرتر (ہندی) از ایمن ڈی ویلیرا
(۲) ہندی ریڈرس از پنڈت رام داس گرو
(۳) کرانتی بہجناولی (ہندی)
(۴) دو کارٹون جو سودیشی لیگ الہ آباد نے شائع کئے تھے۔
(۵) پرادہینیوں کی وجیا یاترا
(۶) ہندی جیون حصہ اول دوم
(۷) مکت سنگیت
(۸) کانگریس پشپانجلی

دوسری مطبوعات سے جو ۳۲-۱۹۲۵ء کے دوران میں ضبط ہوئیں اور جنکی نوعیت چند روزہ نہ تھی پابندیاں اٹھانے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے۔ اس معاملہ میں دیر ہونے کا یہ سبب ہے کہ متعلقہ فائلیں بروقت نہ حاصل ہوسکیں

حکومت کی ضبط کی ہوئی مطبوعات بابت فروری ۱۹۳۸ء

حکومت نے حسب ذیل کتابیں مذکورہ اسباب کی بناپر ضبط کیں۔

(۱) "امام حسن اور امام حسین کی تاریخ" یا "تعزیہ کا اتیہاس" اس کی اشاعت فرقہ وارانہ منافرت کا اندیشہ تھا۔

(۲) الہ آباد کے ہندی اخبار "مداری" کی اشاعت مورخہ ۹ راپریل ۱۹۳۸ء اس لئے کہ اس سے مذہبی منافرت پھیلنے کا اندیشہ تھا۔

(۳) "کرانتی بھیجا دلی" اس سے فرقہ وارانہ تعلقات خراب ہونے کا اندیشہ تھا۔

تقریروں کی رپورٹیں

حکومت کو صوبہ کے مختلف حصوں میں ایسی تقریروں کی رپورٹیں دی گئی جن میں تشدد اور فرقہ وارانہ دشمنائی کی تبلیغ کی گئی تھی۔ اسلئے حکومت نے اپنے اُن پچھلے احکام میں کچھ تبدیلی کردی جن کی رو سے عام جلسوں کی تقریروں کی رپورٹیں عام طور پر بند کردی گئی تھیں اور یہ احکام صادر کئے کہ ایسی تقریروں کی رپورٹیں ضرور لی جائیں جن سے تشدد یا فرقہ وارانہ دشمنائی پھیلائی جاتی ہو۔ نیز ہدایت کی کہ اگر زرعی حالت کے مطابق زمینداروں یا کسان سبھاؤں کی طرف سے عام جلسوں میں تقریریں کی جائیں اور حاکم ضلع ان کی رپورٹ ضروری سمجھے تو انکی رپورٹیں بھی ضرور لی جائیں چنانچہ اس حکم کے مطابق ۱۵ راگست ۱۹۳۷ء کو ایک پریس کمیونکے بھی شائع کردیا گیا۔ حال میں حکام ضلع کو یہ بھی اختیار دیدیا گیا ہے کہ اگر وہ ضروری سمجھیں تو پولیس کی رپورٹ کی تصدیق کے لئے کسی مجسٹریٹ کو ایسے جلسوں میں شریک ہونے کے لئے مقرر بھی کرسکتے ہیں۔

قوانین اسلحہ جات

موجودہ حکومت نے برسر اقتدار ہوتے ہی صوبجات متحدہ کے تمام احکام اضلاع کے نام یہ احکام جاری کئے کہ جو لائسنس کانگریس تحریک میں شریک ہونے کی بناپر لوگوں سے چھین لئے گئے تھے وہ ان کو دوبارہ دیدئے جائیں بشرطیکہ وہ لوگ لائسنس کے لئے درخواستیں دیں اور ان کے خلاف کوئی اور بات نہو۔ چنانچہ اس کے مطابق حکومت نے یہ حکم صادر کیا کہ جو لوگ اپنی ذات یا فصل کی حفاظت کے لئے بندوقیں وغیرہ رکھنا چاہتے ہیں اور جو لوگ جنگلات کے قرب وجوار میں رہتے ہیں ان کو لائسنس عطا کردئے جائیں۔

جرائم پیشہ قبیلے

حکومت نے جرائم پیشہ قبیلوں کی ترقی اور اصلاح کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی ہے اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی ہے جسپر حکومت غور کررہی ہے۔ اخبارات اور مجلس قانون ساز نے بھی اس رپورٹ پر اظہار مسرت کیا ہے۔ یہ کوشش کیجارہی ہے کہ اُن قبیلوں کے افراد کو جرائم کے پیشہ سے نجات دلاکر محنتی اور ایماندار بنایا جاسکے تجویز شدہ

اصلاحوں میں ایک لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ گورکھپور جرائم پیشہ قبیلوں کا سمجھوتہ سالویشن آرمی کی نگرانی سے نکال کر ہریجن سیوک سنگھ شاخ گورکھپور کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

(د) محکمہ تقررات

حسب ذیل معاملات میں جو فیصلے عرصہ زیر بحث میں کئے گئے وہ خاص توجہ کے مستحق ہیں

پہاڑ کا جانا

حکومت عام طور پر گرمی اور برسات کا زمانہ گزارنے کے لئے تقریباً پانچ مہینے کے واسطے ہر سال نینی تال چلی جاتی تھی۔ یہ سالانہ سفر تنقید بازی کا ایک خاص موضوع رہا ہے۔ پچھلی کانگریس گورنمنٹ نے دفتروں کے منتقل ہونے کو تو بالکل بند کر دیا تھا لیکن افسران کو سرکاری خرچ سے تین مہینے تک پہاڑ پر رہنے کی اجازت دی تھی۔ موجودہ حکومت نے پہاڑ کا جانا قطعی بند کر دیا ہے اور صرف چند افسران کو اپنے ذاتی خرچ سے ایک مہینے تک پہاڑ پر رہنے کی اجازت دی ہے۔ اس سے حکومت کو کافی بچت ہوئی۔

آل انڈیا ملازمتوں کو صوبجاتی بنانے کی تجویز

صوبجات متحدہ کی مجلس قانون ساز نے ایک تجویز میں آئی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ پی اور آئی۔ ایم۔ ایس ملازمتوں کو صوبجاتی بنانے کی سفارش کی تھی۔ حکومت نے اس تجویز کی نقل مع اس بحث کی نقل کے جو اس تجویز پر ہوئی حکومت ہند کو روانہ کر دی ہے۔

ملازمتوں کا تقرر

ملازمتوں کے تقرر میں مندرجہ فہرست اقوام اور کاشتکار طبقہ کے حقوق کا خاص خیال کیا جا رہا ہے۔ مندرجہ فہرست اقوام کے ایک امیدوار کو نائب تحصیلدار کر دیا گیا ہے اور پبلک سروس کمیشن کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ انتخاب کرتے وقت وہ مندرجہ فہرست اقوام اور کاشتکار طبقہ کے امیدواروں کے حقوق کا خاص خیال کریں اور حکومت کو سفارش کرتے وقت وہ ایسے امیدواروں کی ضرور سفارش کریں بشرطیکہ وہ ضروری تعلیمی استعداد رکھتے ہوں۔ جون ۱۹۳۸ء میں محکمہ جات کے افسران، کمشنروں اور ضلع افسروں کو ہدایت کی گئی کہ وہ کام کے معیار کو قائم

رکھتے ہوئے تقرر کے ہر موقع پر اس بات کی کوشش کریں کہ عام ملازمتوں میں مندرجہ فہرست اقوام کے امیدواروں کو پورا تناسب حاصل ہو سکے اور جہاں جہاں ایسے امیدوار ضروری تعلیمی استعداد رکھتے ہیں وہاں ان کو دوسروں پر ترجیح دیجائے۔

جو امیدوار کانگریس میں شرکت کی وجہ سے پچھلے زمانہ میں مسترد کردئے گئے تھے۔ وہ سرکاری ملازمتوں کے حقدار قرار دیدئے گئے اور ان کو ملازمتوں میں داخلہ کی کوشش کرنے کی اجازت دیدی گئی ایک صاحب مسمی این۔ پی۔ چترجی جنھوں نے ڈپٹی کلکٹری کے مقابلہ امتحان ۱۹۳۵ء میں کافی نمایاں کامیابی حاصل کی تھی اور کانگریس میں شرکت کی وجہ سے انتخاب میں نہیں لئے گئے تھے ڈپٹی کلکٹری کے عہدہ کے لئے جن لئے گئے۔

وزارت کی رائے میں حلقہ کمشنروں کے عہدے بالکل فضول ہیں اور ان کے توڑنے سے کام کے معیار پر کوئی اثر نہیں پڑسکتا چنانچہ مناسب حلقوں میں جلد از جلد معقول نمائندگی کی کوشش کی جائے گی

انسداد رشوت کی کوششیں

محکمہ انسداد رشوت ستانی

انسداد رشوت ستانی کا محکمہ اپنی نوعیت کی پہلی چیز ہے۔ یہ ۶ نومبر ۱۹۳۷ء کو شروع ہوا۔ ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس محکمہ کے صدر مقامات پر ذمہ دار بنائے گئے اور دو تحقیقاتی افسران ان کی ماتحتی میں مقرر کئے گئے یکم جولائی ۱۹۳۸ء تک چار اور انسپکٹران کی منظوری دی گئی اور حال ہی میں ۸ انسپکٹران اور دو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی اور منظوری دی گئی ہے۔ ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور ۴ انسپکٹروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ بقیہ عنقریب شرکت کریں گے۔ مجموعی عملہ کلرکوں اور چھوٹے ملازمین کے علاوہ حسب ذیل ہیں۔

ایک پولیس سپرنٹنڈنٹ

دو ڈپٹی پولیس سپرنٹنڈنٹ

بارہ انسپکٹران

علاوہ ایک انسپکٹر دو ہیڈ کانسٹبلوں اور ایک معمولی کانسٹبل کے جو کانپور کے لئے مقرر کئے گئے ہیں محکمہ کے فرائض حسب ذیل ہیں۔

(الف) رشوت کے متعلق مختلف محکموں کی جو شکایات حکومت کو موصول ہوں ان کی جانچ کرنا اور اس پر کارروائی کے متعلق سفارش کرنا۔

(ب) ان ملازمین کے چال چلن کی جانچ کرنا جو معقول وجوہ کی بنا پر حکومت کے نزدیک رشوت خوار

سمجھے جاتے ہیں جہاں تک (الف) کا تعلق ہے جب سے محکمہ قائم ہوا ہے۔ علاوہ اس تفصیلی جانچ کے جو محکمہ کے باہر کی گئی اب تک ۳۰۰ ایسی درخواستوں کی تحقیقات ہو چکی ہے جن میں سرکاری ملازم کی رشوت ستانی کی شکایت کی گئی تھی جہاں تک (ب) کا تعلق ہے اب تک ۱۰۱ سرکاری ملازموں کے چال چلن کی تحقیقات کی جا چکی ہے۔ ۵۸ اشخاص کی تحقیقات تکمیل پا چکی ہے اور انکے نتائج حسب ذیل ہیں۔

(۱) برطرف - - - - - - - - - - - - ۱۰

تخفیف - - - - - - - - - - - - ۱۱

عدالتی کارروائی جاری ہے - - - - - - - - - ۱

دوسرے طریقوں سزا دیگئی مثلاً لازمت اور تبادلہ وغیرہ - - - - - ۶

(۲) ایسے ملازمین کی تعداد جن کے خلاف الزامات صحیح ثابت ہو چکے ہیں اور حکومت نے محکمہ جات کو اپنی کارروائی کرنے کا حکم دیدیا ہے لیکن وہ کارروائی ابھی تک عمل میں نہیں آئی ۱۹

(۳) ایسے ملازمین کی تعداد جن کے خلاف الزامات نہیں ثابت ہوئے یا غلط پائے گئے ۱۱

مجموعہ - - - ۵۸

تیس ملازمین کے چال چلن کے متعلق تحقیقات ہو رہی ہے اور ۱۳ ملازمین کے متعلق ہونے والی ہے۔ یہ اعداد ۳۰ نومبر ۱۹۳۸ء تک صحیح ہیں۔ اب تک جتنی تحقیقات کی گئی ہیں وہ زیادہ تر استحصال بالجبر سے تعلق رکھتی ہیں اور اس کا یہ اثر ہوا ہے کہ اس صنف رشوت ستانی میں جو قطعی طور رشوت کی بدترین قسم ہے اگر زیادہ نہیں تو ۸۰ فیصدی ضرور کمی ہو گئی ہے۔ دوسری قسم کی رشوت ستانیوں میں مثلاً حق وغیرہ میں ابھی زیادہ کامیابی نہیں ہوئی ہے لیکن اُمید ہے انسداد رشوت ستانی کمیٹی کی رپورٹ پر حکومت کے حکم کے مطابق اس قسم کی رشوتوں کو ختم کرنے کی تدبیریں بھی جلد از جلد معلوم ہو جائیں گی۔

اس محکمہ کے قائم ہونے کا ایک یہ نتیجہ بھی نکلا ہے محکمہ جات اور حکام ضلع نے اپنے رشوت خوار ملازموں کے خلاف مستعدی کے ساتھ کارروائیاں شروع کر دی ہیں موخرالذکر کا اندازہ ہے کہ ان کے بعض علی افسران اس معاملہ میں ایسے ماہر ہو گئے ہیں کہ ان کی امداد تقریباً ہر رشوت کے معاملہ میں جرم کو آشکار کرنے میں کامیاب ہوتی ہے۔ اسی طرح عوام پر بھی اس محکمہ کا بہت ہمت افزا اثر پڑا ہے اور لوگ بڑے حوصلہ کے ساتھ رشوت خوار افسروں کا مقابلہ کرنے لگے ہیں اس لئے کہ ان کو پوری اُمید ہے کہ حکومت محکمہ انسداد رشوت ستانی کے ذریعہ ان کی مدد کریگی اور حقیقت یہ ہے کہ یہ اثر دراصل اس بات سے زیادہ مفید اور اہم ہے کہ فی الواقع کتنی تعداد میں لوگوں کو رشوت کیوجہ سے سزائیں دیگئیں۔

ملازمین اور رشوت

ملازمین کو رشوت سے باز رکھنے کے لئے تمام افسران محکمہ جات کے نام یہ احکام صادر کئے گئے ہیں کہ وہ اپنے ماتحتوں پر سخت نگرانی رکھیں اور ہر سال ان کی دیانتداری کی تصدیق کریں اور کسی ملازم کو اس وقت تک حد صلاحیت سے آگے نہ بڑھنے دیں جب تک اس کی دیانتداری غیر معمولی طور پر متیقن نہ ہو۔

انسداد رشوت ستانی کمیٹی

جنوری [illegible] میں ایک انسداد رشوت ستانی کمیٹی مقرر کی گئی جس نے اپریل میں اپنی رپورٹ پیش کردی۔ یہ رپورٹ [illegible] کے لئے شائع کردی گئی اور اس کے بارے میں عوام کی رائے [illegible] دونوں ایوانوں میں بھی اس پر بحث ہوئی۔ اس کی سفارشات پر [illegible] ہے۔

محکمہ انتظام عامہ

سیلابات

موسم باران کے شروع میں ہی صوبہ کے مشرقی اضلاع پر تباہ کن سیلابات کی صورت میں ایک ایسی آفت آئی جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ سیلابات کے نقصانات نے حکومت کو مضطرب کردیا اور وہ اپنے تمام ذرائع کیساتھ مصیبت زدگان کی امداد کے لئے تیار ہوگئی۔ فوراً حکامان اضلاع کو ہدایت کی گئی وہ اپنے اپنے علاقہ میں نقصانات کی تحقیقات کریں اور اس کا تخمینہ پیش کریں۔ ان رپورٹوں کے آتے ہی حکومت نے مصیبت زدگان کی فوری امداد کی اور معلومات حاصل شدہ کے متعلق ایک تفصیلی بیان شائع کیا تاکہ اس سے عوام کی ہمدردی اور امداد بھی حاصل ہوسکے۔

۲۔ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع بلیا میں سیلاب نے گھاگرہ کے تمام باندھ توڑ دیئے اور اس طرح اتنا وسیع حلقہ تہ آب ہوگیا جتنا اس وقت تک کسی انسان کی یاد میں نہیں ہوا تھا سیلاب کی سطح ۱۹۱ فٹ ہوگئی جو ۱۸۹۵ء کے بعد سے گھاگرہ کی سب سے اونچی سطح مانی جاتی ہے ہزار سے زیادہ موضع برباد اور ۵۵۰۰۰ مکانات مسمار ہوگئے جس سے ۲۵۰۰۰۰ انسان

بے گھر ہو گئے اڑتیس ہزار انسانوں کی سرکاری آدمیوں اور رضاکاروں نے مدد کی۔ آدھے
درجن انسان اور ۲۵ مویشی سیلاب کی بھینٹ ہو گئے ۷۹۸۴ مربع میل زمین تہ آب ہو گئی
قحط امدادی سرمایہ سے ۱۸۰۰۰ عطیہ سے تقریباً ۱۵۰۰۰ انسانوں کی بسر اوقات کا انتظام کیا گیا

۳۔ ضلع بہرائچ میں ۱۰۵۲ مربع میل زمین تہ آب ہو گئی جس سے ۴½ لاکھ انسانوں پر مصیبت
آگئی۔ ضائع شدہ انسانوں اور مویشیوں کی تعداد ۳۵ اور ۲۱۶۲ شمار کی جاتی ہے ۱۶۰۰۰ سے زیادہ
انسانوں کو مدد پہونچائی گئی۔ موسلا دھار بارش کی وجہ سے ۴۳۰۰ مکانات منہدم ہو گئے دس ہزار
انسانوں کو بسر اوقات کے لئے گذارہ دیا گیا۔ حکومت نے اس ضلع کے لئے ۱۰۰۰۰ روپیہ کی رقم عطا کی

۴۔ ضلع بستی میں تقریباً ۸۰۰ مواضعات کی ¾ آبادی تباہ ہو گئی اور ۸۰۰ دیہاتوں کی زیادہ تر فصل
برباد ہو گئی۔ سیلاب نے ۱۳۶۶ مربع میل زمین کو تہ آب کر دیا جس میں دس لاکھ سے زیادہ لوگ آباد
تھے۔ ۱۷ انسانوں اور ۱۷۵ مویشیوں کے متعلق رپورٹ ہے کہ وہ ہلاک ہو گئے۔ ۳۰۰۰ انسانوں کو
قحط امدادی سرمایہ سے بسر اوقات کا گذارہ دیا گیا۔ ۳۷۰۰۰ انسانوں کی بھی متحدہ سیلاب امدادی کمیٹی سے
مدد دی گئی۔ قحط امدادی سرمایہ سے اس ضلع کو ۲۳۰۰۰ روپیوں کا عطیہ دیا گیا۔

۵۔ علاقہ کے لحاظ سے گورکھپور کا ضلع تمام ضلعوں سے زیادہ تباہ ہوا۔ ۱۰۹۳ مربع میل زمین
تہ آب ہو گئی اور تقریباً گیارہ لاکھ انسانوں پر اس کا اثر پڑا۔ ۲۸۰۰۰ سے زیادہ انسان اور مویشی بچائے
گئے۔ ۳۴ انسان اور ۳۸ مویشی ضائع ہوئے۔ ۱۱۹۶۱ مکانات گر گئے۔ اس ضلع کو ۱۳۰۰۰ روپئے قحط
امدادی سرمایہ سے دیئے گئے۔ ۸۴۶۵۹ انسانوں کو گذارہ دیا گیا۔ جو لوگ ۷ ستمبر ۱۹۳۸ء تک امدادی
کام کے لئے مقرر کئے گئے تھے ان کی تعداد ۹۰۰۶ تھی۔

۶۔ ضلع کھیری ۱۴۹۳۸۱ انسان اور ۶۴۵ مربع میل زمین سیلاب کی شکار ہوئی۔ پانچ ہزار انسان
بچا لئے گئے۔ صرف پانچ انسانوں اور چند مویشیوں کی جانیں گئیں۔ ۶۵۴۰ مکانات خاک میں مل گئے
اس ضلع کو ۱۰۰۰۰ روپئے امداد دی گئی جس سے ۷۶۰۹ انسانوں کو گذارہ ملا۔

۷۔ ضلع اعظم گڈھ میں ۳۸۸ مربع میل رقبہ میں سیلاب آیا جس کی آبادی تین لاکھ انسان تھی۔
سیکڑوں خاندان بچا لئے گئے۔ ۱۴۰۰۰ مکانات برباد ہو گئے ضائع شدہ مویشیوں کی تعداد نہیں معلوم
ہو سکی۔ دس انسانوں کی جانیں گئیں۔ بیس ہزار سے زیادہ تعداد میں گذارہ دیا گیا اور ۶۰ آدمی امدادی خدمات
کے لئے نوکر رکھے گئے۔ اس ضلع کو قحط امدادی سرمایہ سے ۱۲۰۰۰ روپئے دیئے گئے۔

۸۔ ضلع بارہ بنکی میں ۱۳۸ مربع میل میں سیلاب آیا جس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ انسان تھی۔ ۵۱۶۳
انسان بچا لئے گئے۔ ۶۵۴۰ مکانات گر گئے کسی انسان یا مویشی کی جان نہیں گئی۔ ۷۶۰۹ انسانوں کو گذارہ ملا۔

۹۔ ضلع گونڈہ میں ۱۱۰۰ مربع میل رقبہ میں سیلاب آیا جس کی آبادی ایک لاکھ انسان سے

زیادہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ان بیچاروں کی صرف فصلیں اور مکانات ہی نہیں برباد ہوئے بلکہ گھروں کا سارا سامان بھی ضائع گیا اور فاقوں کی نوبت آگئی۔ جو غلہ مکانوں میں جمع تھا بارش اور تر ہوا سے ایسا خراب ہوا کہ استعمال کے لائق نہیں رہا۔ اٹھائیس ہزار مکانات بالکل گر گئے اور ۵۰۰۰ مکانات تھوڑے بہت تھوڑے گرے۔ ۵۰ انسان اور ۴۶۹ مویشی سیلاب کی بھینٹ ہوگئے۔ تقریباً تین ہزار انسانوں کو گذارہ دیا گیا۔ اس ضلع کو ۲۲۰۰۰ روپئے قحط امدادی سرمایہ سے عطا کئے گئے۔

سیلاب کے تباہ کن واقعات کا یہ مختصر خلاصہ ہے۔ رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے مجموعی حیثیت سے سیلاب نے ۶۷۷۶ مربع میل زمین اور ۳۵½ لاکھ انسانوں کو نقصان پہونچایا۔ گو اعظم گڈھ کے سیکڑوں خاندانوں اور ۵۰۰۰۰ مویشیوں کے علاوہ ۱½ لاکھ انسانوں کی جانیں بچائی گئیں لیکن پھر بھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ۱۱۰ انسانی جانیں اور ۷۸۲ مویشی پھر بھی ہلاک ہوگئے۔ تقریباً سوا دو لاکھ مکانات بالکل برباد ہوگئے اور ایک لاکھ مکانات کو معمولی صدمے پہونچے۔

اتنے وسیع علاقہ کی تباہی سے حکومت کو بڑا تردد پہونچایا۔ آنریبل وزیر اعظم اور آنریبل وزیر رسل و رسائل نے سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں کے ساتھ تمام نقصان زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور سیلاب کی امدادی تحریکوں میں مدد دینے کے لئے ایک خاص افسر کا تقرر کیا اس کے علاوہ مصیبت زدہ لوگوں کی دستگیری کے لئے اور بہت سی تدبیریں بھی فوراً کی گئیں۔

قحط امدادی سرمایہ سے ۹۹۵۲۰ روپئے گذارہ کے لئے دئے گئے جس سے ۴۰۰۰ آدمی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور ۱۹۰۰۰ روپئے قحط امدادی تعمیرات کے لئے دے گئے جن میں ۹۰۰۰ آدمی کام پر لگائے گئے۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں نے بھی قحط امدادی تعمیرات کے لئے انتظام کئے ہیں انجمن مال سے کہا گیا کہ وہ ۲½ لاکھ روپئے بیج وغیرہ کے لئے تقاوی کی صورت میں تقسیم کرے۔ چھوٹے اور سرکانات کو دوبارہ بنوانے کے مسئلہ پر حکومت خاص طور پر غور کر رہی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ آنریبل وزیر اعظم اور آنریبل وزیر رسل و رسائل نے سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں کے ساتھ تمام مصیبت زدہ حلقوں کا بذات خود دورہ فرمایا تھا۔ اس کے بعد ہز اکسلنسی گورنر اور آنریبل وزیر اعظم کے دستخط سے عوام کے نام سیلاب زدگان کی امداد کے لئے ایک اپیل شائع کی گئی۔ جو صوبہ کے اندر اور باہر بہت زیادہ تعداد میں تقسیم ہوئی۔ اس صورت میں مجموعی رقم تقریباً دو لاکھ جمع ہوئی ہے۔ عام امدادی تدابیر کے علاوہ جن کو گذارہ دینا تقاوی قرضے بانٹنا اور قحط امدادی عمارات بنانا شامل ہیں ہاتھ سے بننے کی اسکیم کو مختلف اضلاع میں شروع کرنے کے لئے بھی سرمائے مہیا کئے گئے ہیں۔ اس کام کے ابتدائی سرمایہ کے لئے ۵۰۰۰ روپئے رکھے گئے ہیں

لگان اور مالگذاری (امدادی) بل ۱۹۳۸ء

سیلاب امدادی کانفرنس منعقدہ گذشتہ ستمبر میں یہ تجویزیں پیش کی گئی تھیں اودھ اضلاع کے کاشتکاروں کو لگان میں اسی شرح کے حساب سے چھوٹ دیجائے جس حساب سے آگرہ میں چھوٹ ملی ہے جہاں نہ صرف امداد کی دگنی رقم کی چھوٹ دیگئی ہے بلکہ نسبت کے لحاظ سے بھی چھوٹ دیگئی ہے۔ اس تجویز کی تائید میں یہ کہا گیا کہ جہاں نقصان زیادہ ہوا تھا اور لگان کم تھی وہاں کے کاشتکاروں کو اودھ میں کافی امداد مل سکتی تھی۔ اس لئے حکومت نے نسبت کے اعتبار سے چھوٹ دینے کے اصول کو اودھ کے لئے جاری کرنے کی غرض لگان اور مالگذاری (امدادی) بل پیش کیا۔ یہ بل مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانوں میں منظور ہو گیا ہے اور عنقریب یہ قانون بن جائے گا۔

برما کے ہندوستانی پناہ گزیں

چونکہ برما میں ہندوستانی پناہ گزینوں کی کافی تعداد اس صوبہ سے تعلق رکھتی ہے اس لئے برما میں فسادات کے شروع ہوتے ہی حکومت نے وہاں کے افسروں اور برما مرکزی امدادی کمیٹی سے فوراً دریافت کیا کہ ان فسادات میں جو ہندوستانی پناہ گزینوں کو نقصان پہونچایا جو لوگ مارے گئے ان میں صوبجات متحدہ سے تعلق رکھنے والوں کی صحیح تعداد کیا ہے لیکن مفصل معلومات نہیں حاصل ہو سکی اس لئے کہ ہندوستانی پناہ گزیں سارے برما میں پھیلے ہوئے ہیں پھر بھی ابتک اس صوبہ سے تعلق رکھنے والوں میں ۶۷۳ اپنے وطن میں دوبارہ بسا دئے گئے ہیں۔

جیسے ہی حکومت کو اطلاع ملی کہ ہندوستانیوں کا پہلا دستہ اپنے وطن کی واپسی کے لئے روانہ ہو گیا ہے حکومت نے پولیس انسپکٹر جنرل اور متعلقہ حلقوں کے کمشنروں کو ہدایت کی کہ ان واپس آنے والے ہندوستانیوں کی پوری مدد کی جائے۔ کمشنروں کو اس کام کے لئے کچھ سرمایہ بھی دیدیا گیا اور حکومت بنگال سے یہ تجویز لی گئی کہ وہ حکومت ہند کو اس بات پر آمادہ کرے کہ جو روپیہ پناہ گزینوں کو کلکتہ سے وطن کی واپسی کے سفر کے لئے دیا گیا ہے اس میں سے ریل کا کرایہ معاف کر دیا جائے۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ کمشنران اور حکام اضلاع کو مزید ہدایتیں کی گئیں کہ وہ اس بات کی بھی دیکھ بھال رکھیں کہ ان لوگوں کو اپنے گھر واپس آنے میں کوئی دشواری نہ ہونے پائے اور یہ لوگ اپنے عزیزوں سے دوستانہ طریقہ پر مل سکیں۔ حکام اضلاع سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ وہ یہ رپورٹ دیں کہ آیا یہ پناہ گزیں اپنے دیہاتوں میں آسانی سے بس رہے ہیں

اور ان کو روزی کمانے میں کوئی خاص دشواریاں تو نہیں ہو رہی ہیں اور اگر ان لوگوں میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہ کسی خاص صنعت مثلاً باسن اور بید وغیرہ کا کام جانتے ہیں تو اسکی بھی اطلاع دیجائے تاکہ حکومت ان کو ملازم رکھنے کی تدبیریں سوچے اور اس صوبہ میں ان دیہاتی صنعتوں کے جاری کرنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلہ میں گاؤں سدھار حلقہ پر خاص ذمہ داری عائد کی گئی۔ یہ بھی رپورٹ مانگی گئی کہ ان کاشتکاروں نے کیا کیا نقصانات برداشت کئے ہیں اور جو انہیں کتنی ملکیت چھوڑ دی ہے۔ اس کو دوبارہ حاصل کرنے یا اس کی واپسی کرنے کی ان میں استعداد ہے یا نہیں۔ غرض پناہ گزینوں اور کاشتکاروں کے مسئلہ پر حکومت خاص توجہ دے رہی ہے اور ان کو مدد دینے کی تمام امکانی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

مندروں، شریعت اقوام اور عام کنوؤں کا استعمال

اس سلسلہ میں یہ اعلان جاری کیا گیا کہ تمام عام عمارتوں، راستوں، کنوؤں اور عام [illegible] پر [illegible] اقوام [illegible] کو آزادانہ استعمال کا حق ہے۔

میلوں کی نگرانی

عرصہ زیر رپورٹ میں صوبجات متحدہ کے میلوں کی نگرانی کے لئے بھی ایک قانون منظور کیا گیا۔

نئے ٹیکس

تفریحات اور جوا ٹیکس جو یکم دسمبر ۱۹۴۸ء سے نافذ کیا گیا اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت کامیاب ہو رہا ہے۔ مالی سال کے دوران میں اس ٹیکس سے تقریباً سات لاکھ روپیہ کی امید کیجاتی ہے۔ بڑے بڑے شہروں میں مثلاً لکھنؤ، الہ آباد، کانپور، دہرہ دون، میرٹھ، فیض آباد اور بنارس میں انسپکٹران مقرر کئے گئے ہیں جن کا کام تفریح کی جگہوں کے حسابات کی جانچ کرنا ہے۔

(ز) محکمہ مال

زرعی اور مالگذاری اصلاح

زرعی اور مالگذاری کمیٹی نے گذشتہ اپریل کو اپنا کام ختم کر دیا۔ حکومت نے کمیٹی کی تجاویز کی بنیاد پر چند زرعی اور مالگذاری اصلاحات قائم کئے ہیں۔ اس زرعی اصلاح کی خاص

تجاویز صوبجات متحدہ زرعی بل میں شامل کر لی گئی ہیں جو ۳۰ اپریل ۱۹۳۸ء کو مجلس قانون ساز میں پیش کیا گیا اور اب سلیکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے ساتھ زیر غور ہے۔ حکومت کی ان تجاویز کو جو مالگذاری اور دوسرے معاملات سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً دیہاتی سڑکوں کو سدھارنا دیہاتوں کے مناظر کو سنوارنے اور دیہاتیوں کو مکانات بنانے اور پھیلانے کا موقع دینے کے لئے زمین حاصل کرنا چراگاہ کی زمین کو پھیلانا۔ چارہ گھاس اور ایندھن کے لئے انتظامات کرنا عمل میں لانے کے لئے تین چار مسودہ جات قوانین ترتیب پا رہے ہیں۔

دیہی قرض داری

دیہی قرضداری کو ختم کرنے کی تجاویز پر غور کرنے اور موجودہ قرضہ قانون میں ترمیم کرنے کے لئے جو ماہرین کی کمیٹی مقرر ہوئی تھی اس نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے اور حکومت اس پر غور کر رہی ہے جیسے ہی حکومت ان معاملات میں کسی مختتم نتیجہ کو پہنچ جائیگی مسودہ جات قانون تیار ہو کر مجلس قانون ساز میں پیش ہو جائینگے۔ اس دوران میں حکومت نے ایک بل پیش کیا ہے جس کے رو سے قانون جائداد ہائے مقروضہ ۱۹۳۴ء میں وہ ترمیمیں کی جائینگی جو تجربہ سے ضروری معلوم ہوئی ہیں۔

التوائے کارروائی کے نفاذ کی توسیع

(قانون عدالتہائے مال)

قانون التوائے کارروائی ۱۹۳۷ء جو اس غرض سے پاس کیا گیا تھا کہ ربیع ۱۳۴۴ فصلی سے پہلے کا لگان حاصل کرنے کے لئے بیدخلی یا کوئی دوسری کارروائی عمل میں نہ لائی جائے اور زرعی قانون کی منظوری تک لگان میں اضافہ نہ کیا جائے ۲۴ ستمبر ۱۹۳۸ء تک نافذ کیا گیا تھا اور چونکہ اس قانون کے ماتحت مزید توسیع نہیں ہو سکتی تھی اور ۲۴ ستمبر ۱۹۳۸ء تک نئے زرعی قانون کی منظوری کی کوئی امید نہیں تھی اس لئے حکومت نے ایک ترمیمی بل پیش کر کے ۱۰ مہینے کے لئے اور زیادہ توسیع کر دی اس ترمیمی بل میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ اس کی دفعات اودھ کے ان ٹھیکہ داروں اور ان لوگوں پر نہیں عائد ہوتی ہیں جو موروثی اور غیر منقولہ پٹے رکھتے ہیں اور جن کی حیثیت مالکان سے ملتی جلتی ہے۔ مسودہ بنانے کی غلطی سے قانون التوا ۱۹۳۷ء نے اودھ میں مختلف لگان کے مقدمات کو بھی التوا میں ڈالدیا

. حالانکہ آگرہ میں ایسے مقدمات ملتوی نہیں ہوئے۔ یہ غلطی بھی ترمیمی بل میں درست کردی گئی ہے۔ یہ ترمیمی بل مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانوں سے منظور ہو کر گذشتہ ستمبر میں قانون بن گیا۔

{ التوائے کارروائی ترمیمی ایکٹ ۱۹۳۸ء (عدالتہائے مال) }

توسیع مدت

عارضی التوائے قانون اجرائے ڈگری ۱۹۳۷ء

اس قانون کی دفعات کے ماتحت ایک خاص طبقہ کے مقروض کسانوں کے خلاف عدالتہائے دیوانی کے فیصلوں کی کارروائیاں اس وقت تک کے لئے ملتوی کردی گئی ہیں جب تک دیہی قرضہ کا نیا قانون نہ منظور ہو جائے۔ اس ایکٹ کے نافذ رہنے کا زمانہ صرف چھ مہینے تھا (یعنی یکم جنوری ۱۹۳۸ء سے ۳۰ جون ۱۹۳۸ء تک) لیکن حکومت صوبجات متحدہ نے ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جو خود اس ایکٹ نے ان کو دے رکھے تھے اس کی مدت نفاذ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء تک بڑھادی مگر قرضہ قانون کی منظوری کے لئے اور زیادہ زمانہ کی ضرورت تھی اس لئے حکومت نے ایک ترمیمی بل پیش کیا جسکے روسے زمانہ نفاذ میں مزید ۱۸ مہینوں کی توسیع کردی گئی۔ یہ ترمیمی بل دونوں ایوانوں میں منظور ہو گیا ہے۔

قانون مقدمات تخفیف لگان ۱۹۳۸ء

گذشتہ سال آگرہ زرعی قانون (ترمیمی) کی منظوری نے استمراری بندوبستی علاقوں کے کاشتکاروں کو فصلی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۳۸ء کی تخفیف لگان کے لئے قیمتیں کم ہو جانے کی بنیاد پر مقدمے کرنے کا موقع دیا تھا لیکن چونکہ دفعہ ۱۷۸ (۱) آگرہ زرعی ایکٹ کے ماتحت اس تاریخ سے بیس سال تک تخفیف لگان کی سماعت نہیں ہوسکتی جب تاریخ کو پچھلی مرتبہ لگان تشخیص کیا گیا یا دُھرایا گیا اس لئے بہت کم مقدمات پیش ہوئے اور ان کاشتکاروں پر اس زمانہ میں لگان تشخیص ہوا تھا جب قیمتیں زیادہ تھیں وہ نئے شرح لگان کے مطابق اپنے لگان کم نہ کراسکے۔ اس لئے قانون مقدمات تخفیف لگان ۱۹۳۸ء بنایا گیا جس کی روسے مستقل لگان لگاداری اور مقررہ شرح لگان کے کاشتکاروں اور سیر کاشتکاروں کے علاوہ تمام کاشتکاروں کو بے قید میعاد تخفیف لگان کے مقدمات پیش کرنے کا حق دیدیا گیا۔

مالگذاری (ترمیمی) قانون ۱۹۳۸ء

اس ایکٹ کا اصل مقصد یہ ہے کہ قانونی کاشتکاروں اور ان کے وارثوں کو تخفیف لگان کے

لئے درخواست دینے کا حق دیدیا جائے۔ اس ایکٹ کے رو سے آگرہ اور اودھ میں اضافہ لگان موجودہ لگان کے ½ سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

چھوٹوں کی باضابطگی کا قانون ۱۹۳۸ء

آگرہ کے قانون کے مطابق آفات ارضی و سماوی کی صورت میں لگان اور مالگذاری کے تناسب کو قائم رکھتے ہوئے چھوٹ ملتی ہے اور اودھ قانون کے مطابق مالگذاری کی چھوٹ لگان کی چھوٹ کی دوگنی ہونا چاہیئے۔ لیکن چونکہ آگرہ زرعی قانون اور اودھ لگان ایکٹ دونوں میں سے ایک میں بھی اس چھوٹ کے متعلق کوئی دفعہ نہیں ہے جو قیمتیں گر جانے کی صورت میں دیجاتی ہے اس لئے حکومت نے لگان اور مالگذاری میں قیمتیں گرنے کی وجہ سے جو چھوٹ منظور کی اس میں مذکورہ بالا قوانین کے مطابق تناسب نہیں رکھا۔ جب سے یہ چھوٹ ۱۹۳۱ء میں منظور کی گئی ہے زمینداروں نے مجلس قانون ساز کے اندر اور باہر مالگذاری میں تناسب چھوٹ حاصل کرنے کی بڑی کوششیں کی ہیں لیکن حکومت ان کے مطالبات کا برابر مقابلہ کرتی رہی ہے۔ ایک زمیندار صاحب نے اس چھوٹ کے جواز کے بابت حکومت کے خلاف عدالت میں مقدمہ بھی دائر کیا اور گو یہ مقدمہ قانونی غلطی کی بنیاد پر خارج ہو گیا لیکن پھر بھی ہائی کورٹ نے یہ فرمایا کہ زمیندار حکومت کے حکم کو نظر انداز کرتے ہوئے کاشتکاروں سے پورا لگان وصول کرنے کی کوشش کر سکتے تھے اس لئے چھوٹ کی باضابطگی کا قانون منظور کیا گیا تاکہ جو چھوٹ قیمتیں گرنے کے سبب سے حکومت نے اپنے عاملانہ احکام کے ماتحت منظور کی ہے اس میں باضابطگی آجائے۔

اطلاعات زیر دفعہ ۱۶ ضابطہ دیوانی

زیر دفعہ ۱۶ ضابطہ دیوانی اطلاعنامے جاری کئے گئے ہیں جن کی رو سے مدیون کسانوں کی فصل ربیع ۱۳۴۵ ف اور فصل خریف ۱۳۴۶ ف کا ایک تہائی حصہ قرقی سے اور اجرائے ڈگری کے سلسلہ میں نیلام سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے۔

عدالت میں لگان جمع کرنے کی میعاد میں توسیع

نومبر ۱۹۳۷ء میں چھ مہینوں کے لئے کسانوں کو یہ مراعت دی گئی تھی کہ لگان جمع کرنیکی درخواستوں پر زیر دفعہ ۲۴۴ آگرہ زرعی ایکٹ ۱۹۲۶ء اور زیر دفعہ ۱۴ اودھ لگان ایکٹ ۱۸۸۶ء کورٹ فیس کم کر دی گئی تھی۔ اب اس مراعت کی میعاد میں ایک سال کی توسیع کر دی گئی ہے

یعنی یہ میعاد ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء کو ختم ہوگی۔ انجمن مال کی تجویز پر زمینداروں کی ان درخواستوں کے بابت بھی جو عدالت میں کسانوں کے جمع کئے ہوئے لگان کی واپسی کے متعلق دی جائیں حکومت چھ مہینے کے لئے اسی قسم کی مراعت دینے کو تیار ہے۔

ڈسٹرکٹ پنچائتوں کی پاس شدہ ڈگریوں کے اجرا میں التوا

حکومت نے تمام حکام اضلاع کے نام یہ گشتی خط جاری کیا ہے کہ نئے زرعی قانون کی منظوری تک اس اختیار کے ماتحت جو دیہی پنچائت ایکٹ کے ماتحت ان کو حاصل ہے وہ پنچائتوں کی تمام ڈگریوں کا اجرا ملتوی رکھیں۔

سرکاری علاقوں کے انتظام کی تحقیقاتی کمیٹیاں

حکومت نے پچھلے مارچ میں مجلس قانون ساز میں جو وعدہ کیا تھا اس کے مطابق دو کمیٹیاں مقرر کی ہیں ایک کمایوں حلقہ کی سرکاری علاقوں کے متعلق اور دوسری بقیہ صوبہ میں دیگر سرکاری علاقوں کے متعلق۔ یہ کمیٹیاں حسب ذیل معاملات میں سرکاری انتظام کی تحقیقات کریں گی۔

(۱) حکومت نے سرکاری علاقوں میں لگان وصول کرنے کے لئے جو تدبیریں اختیار کیں۔

(۲) سرکاری علاقوں میں لگان کی سطح اور قیمتیں گرنے کے سبب سے جو چھوٹیں دی گئیں ان کا ناکافی ہونا۔

(۳) جاگیری مطالبات کی نوعیت اور سرکاری علاقوں کے کاشتکاروں سے سرکار کا جمع کیا ہوا سائر۔

(۴) سرکاری علاقوں کے کاشتکاروں کے حقوق اور آیا یہ کہ ان کی تبدیلی مناسب ہے یا نہیں۔

(۵) سرکاری علاقوں میں حکومت نے جو رقم خدمات عامہ کی مد میں خرچ کی ہے اس کا زمینداروں کے ان چندوں سے مقابلہ کرنا جو انھوں نے اسپتالوں اور کالجوں کو عطا کئے اور یہ دیکھنا کہ آیا یہ رقم معقول ہے یا نہیں۔

(ح) محکمۂ جیل

جیل اصلاحات اور ماہر کمیٹی

حکومت صوبجات متحدہ نے جیل اصلاح کے سلسلہ میں سب سے پہلی بات یہ کی کہ جیل

اصلاحات پر ایک ماہر کمیٹی وسیع نکات حوالہ کے ساتھ مقرر کی۔ اس کمیٹی کی رپورٹ ممبران مجلس قانون ساز کی ایک کمیٹی کے سامنے پیش کی گئی۔ جس نے مزید جانچ کے بعد خود اپنی رپورٹ دی جو اتنی جامع ہے کہ اس میں جیل بند وبست کا تقریباً ہر شعبہ شامل ہے۔

پنجسالہ پروگرام

اس کمیٹی کی بہت سی ایسی سفارشوں کو مان لیا گیا ہے جو زیادہ اہم حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔ لیکن اہم نوعیت کی سفارشوں کے متعلق ایک محکمہ جاتی کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے جو اس مقصد سے ان سفارشوں کی جانچ کر رہی ہے کہ ایک ایسی پنجسالہ تدبیر اختیار کی جا سکے جس کے دوران میں ان تمام سفارشوں پر عمل ہو جائے۔ خاص سفارشات حسب ذیل اہم معاملات سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۱) کم سن مجرموں کے لئے ایک تادیب خانہ کھولنا۔

(۲) دماغی یا جسمانی حیثیت سے معذور مجرموں کے لئے ایک ادارہ قائم کرنا۔

(۳) مجرموں کے درجاتی تقسیم کے لئے ایک نیا قاعدہ نظام قائم کرنا۔

(۴) جیل کی صنعتوں اور زراعتی کام کو معیار کے موافق بنانا۔

(۵) جیل کے عملہ کے لئے ایک ٹریننگ اسکول قائم کرنا۔

(۶) نوجوانوں کو تعزیریات میں یورپی اداروں میں ٹریننگ دینا اور سپرنٹنڈنٹ مقرر کرنا۔

(۷) تعلیم بالغان اور پنچایت نظام کو جیل میں شروع کرنا۔

(۸) ماتحت طبی ملازمتیں قائم کرنا۔

(۹) عملہ کی جدید تنظیم کرنا۔

اس کمیٹی کی رپورٹ کی جلد توقع کی جاتی ہے۔

کمیٹی کی سفارشات میں سب سے زیادہ اہم اور نمایاں سفارش سیاسی قیدیوں کی تعریف کے متعلق ہے جن کے لئے بڑی سہولتیں منظور کی گئی ہیں۔

سیاسی قیدی

کمیٹی کے مطابق وہ تمام لوگ جو سیاسی تحریک کے سلسلہ میں سیاسی مقصد کے ماتحت اور بغیر کسی ذاتی نفع اور فرقہ وارانہ تعصب کے مجرم قرار پائیں وہ سب سیاسی قیدی ہیں۔

سیاسی قیدیوں کی مزدوریاں

حکومت جیل کی ترقی کے لئے ایک ڈائرکٹر آف صنعت اور جیل کا سامان بیچنے کے لئے ایک جیل کی دوکان سے پہلے ہی کھول چکی ہے۔ اب قیدیوں کو مزدوریاں دینے کے متعلق بھی ایک اسکیم تیار ہو رہی ہے۔

نئے قوانین

حکومت نے ابتک جیل کے متعلق تین قانون بنائے ہیں۔ ایک کمسن مجرموں کا قانون دو پہلے مجرموں کا قانون اور تیسرا قیدیوں کی رہائی بشرط منظوری کا قانون۔ یہ قوانین مجلس قانون ساز کے دونوں ایوانوں میں منظور ہوگئے ہیں۔ ہز ایکسلنسی گورنر صوبجات متحدہ نے بھی ان کے متعلق اپنی منظوری دیدی ہے۔ ماتحت قواعد بنائے جارہے ہیں اور عنقریب یہ سب ایکٹ نافذ ہوجائیں گے۔

صوبجات متحدہ کے رہاشدہ قیدیوں کی امدادی انجمن

صوبجات متحدہ کے رہاشدہ قیدیوں کی امدادی انجمن کے نام سے ایک صوبجاتی انجمن قائم کیگئی ہے۔ اس کی شاخیں صوبہ کے تمام ضلعوں میں پھیلادی گئی ہیں۔ حکومت نے اس انجمن کو اس سال ۵۰۰۰ روپیہ کی متواتر رقم عطا کی ہے اور اُمید ہے دوسرے ہی سال اس عطیہ میں کافی اضافہ ہوجائیگا۔ حکومت نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ اگر مقامی انجمنیں اس انجمن کو عطیے دیں تو بہت درست ہوگا اس لئے کہ قیدیوں کی اصلاح اور جرائم کی روک تھام شہری ذمہ داریوں میں داخل ہے۔

آزمائشی خدمت

کمسن مجرموں کا ادارہ اور ٹریننگ اسکول اُمید ہے اس سال کے دوران میں قائم ہوجائیگا فی الحال صوبہ کے لئے آزمائشی خدمت کا کام قائم کیا جارہا ہے۔

غیر سرکاری مُعائنہ کرنیوالے

یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ تمام غیر سرکاری تماشائی جو ابتک کمشنر کیطرف سے نامزد ہوا کرتے تھے اب رہاشدہ قیدیوں کی امدادی انجمن کی ضلع کمیٹی کیطرف سے چنے جایا کریں گے۔ یہ انجمن سوقت تک دو پمفلٹ اور کئی گشتیاں جاری کرچکی ہے۔ آیندہ سال اس انجمن کا ارادہ ایک ماہواری رسالہ

نکالنے کا ہے جس کا مقصد تعزیری طریقوں کو بہتر بنانا اور رہا شدہ قیدیوں کی اصلاح کرنا ہوگا۔

آسانیاں

حکومت نے قیدیوں کو بیڑی اور تمبا کو پینے کی اجازت دیدی ہے اور جہاں ایک طرف قیدیوں کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کیجا رہی ہے وہاں ساتھ ساتھ پیشہ ور اور غیر اصلاح پذیر قیدیوں کے لئے ایک علٰحدہ جیل کا انتظام ہو رہا ہے

(ط) محکمہ اطلاعاتِ عامہ

پریس کی آزادی

موجودہ وزارت نے زمام حکومت قبول کرنے کے ساتھ ہی سب سے پہلے اپنی غیر جانبدارانہ پالیسی کے مطابق پریس کی آزادی کو تسلیم کیا اور ان تمام امتیازات کو مٹایا جو پریس کو سیاسی عقائد کی بنا پر حاصل تھے۔ اس وقت سے حکومت برابر رواداری برتی چلی آرہی ہے یہانتک کہ ان لوگوں کے خلاف بھی ابھی تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے جنھوں نے آزادی پریس کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھتے ہوئے ان ذمہ داریوں کا پاس نہیں کیا ہے جو پریس کی آزادی سے ان پر عائد ہوتی ہے۔ نہ صرف یہ کہ ابتک ایکبار بھی پریس ایکٹ کام میں نہیں لایا گیا ہے بلکہ ایک اخبار کے خلاف بھی دفعہ ۱۲۴ الف کے ماتحت کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔

پالیسی کی تجدید

تمام متعلقین کو معاملات کی صحیح اور غیر جانبدارانہ اطلاعات دینے کے لئے حکومت نے پچھلے محکمہ تشہیر کو جدید انتظامات کے ساتھ یکم اپریل ۱۹۳۸ء کو محکمہ اطلاعات عامہ بنادیا۔ محکمہ کے پرانے طریقے ختم کردئے گئے اور جدید تنظیم کے ماتحت اخبارات کی امدادی رقمیں بھی بند ہوگئیں اب عدالتی اطلاعیں تجارتی اصول کی تحت پابندی کے ساتھ تقسیم کیجاتی ہیں۔ ضلع گزٹ کالی فہرستیں اور پندرہ روزہ تنقیدیہ سب چیزیں بند کردی گئی ہیں۔ لیکن ان سب تبدیلیوں سے زیادہ اہم محکمہ کی پالیسی کی تبدیلی ہے چنانچہ اسکی موجودہ مطبوعات جس پالیسی کے ماتحت شائع ہوتی ہیں

وہ صرف واقعات پر مبنی ہے اور اس کو پروپیگنڈا سے ذرا بھی لگاؤ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس محکمہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی ہمیشہ یہ خواہش رہتی ہے کہ وہ عوام کو مفید سے مفید باتیں بتائیں اور ان میں ترقی پسند خیالات پیدا کریں۔

محکمہ کے خاص خاص کام حسب ذیل ہیں۔

(الف) یہ تمام سرکاری خبروں کی اطلاعات کا دفتر ہے۔

(ب) یہ اخبارات اور ان کے ایڈیٹروں سے خط و کتابت رکھتا ہے۔

(ج) یہ حکومت کی تحریکات کے لئے نشر کا کام کرتا ہے۔

(د) یہ آنریبل وزیروں کی اہم تقریروں کو انگریزی اور اردو، ہندی اخباروں میں شائع کرنے کا انتظام کرتا ہے۔

(ہ) یہ ضلاع سے دوروں، خط و کتابت اور ضلع افسران اطلاعات کے ذریعہ ہر وقت اپنا تعلق رکھتا ہے۔

(و) یہ ان تمام انگریزی اور اردو، ہندی اخبارات کی جانچ کرتا ہے جو صوبہ میں شائع ہوتے ہیں یا باہر سے آتے ہیں۔

(ز) یہ سرکاری اشتہارات اور عدالتی اطلاعات کی تقسیم کا انتظام کرتا ہے۔

(ح) یہ عام جلسوں میں تقریریں کرنے کے لئے ضروری سامان کو ہر وقت تیار رکھتا ہے اور جب کبھی وزرا تقریروں کے سلسلہ میں باہر جاتے ہیں یہ سامان انکے ساتھ جاتا ہے۔

(ط) یہ خاص حلقہ میں گشت کرنے کے لئے اردو، ہندی اخبارات یہ ہفتہ وار اور پندرہ روزہ نوٹ تیار کرتا ہے۔

(ی) یہ حکومت کے خلاف غلط خبروں کی تردیدیں تیار کرتا ہے اور اخبارات میں ان کی اشاعت کا انتظام کرتا ہے۔

حکومت کی قوم پرور تحریکوں کے متعلق اس محکمہ نے ابتک ۴۲ پمفلٹ ہندی اور اردو میں اور تقریباً ایک درجن انگریزی میں شائع کئے ہیں۔ یہ پمفلٹ مع بعض اشتہارات کے تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ محکمہ ایک ماہوار رسالہ "پبلک انفارمیشن" انگریزی میں ایک "اطلاعات" اردو میں اور ایک پندرہ روزہ "سماچار" ہندی میں شائع کرتا ہے اور تمام ذاتی اور پبلک اداروں، لائبریریوں اور دارالمطالعوں کو مفت تقسیم کرتا ہے۔ یہ رسالے کسی حیثیت سے بھی اخبارات کا مقابلہ نہیں کرتے ہیں اور خود تنقید کرنے سے ہمیشہ پرہیز کرتے ہیں ان رسالوں کے علاوہ عام مفاد سے تعلق رکھنے والے

مضامین پر یہ محکمہ ماہرین کے مرتب کئے ہوئے چھوٹے چھوٹے مقالے بھی شائع کرتا ہے۔

پریس مشاورتی کمیٹی

حکومت نے شروع ہی سے پریس کے ساتھ جمہوری رویہ رکھا ہے اور اس کو زیادہ سے زیادہ آسانیاں بہونچانے کی کوششیں کی ہیں۔ لیکن صحیح طور پر آسانیاں بہونچانے کے لئے ضروری معلوم ہوا کہ پہلے پریس کی دشواریوں کو سمجھ لیا جائے۔ چنانچہ حکومت نے پریس مشاورتی کمیٹی مقرر کی تاکہ اسکے ذریعہ وزیر انچارج محکمہ اطلاعات کو پریس کی ضروریات کے متعلق مفصل معلومات ہو سکے۔ یہ کمیٹی حسب ذیل معاملات پر وزیر متعلقہ کو مشورہ دے گی۔

(۱) صحیح معلومات جمع کرنے کے لئے پریس کو کن سہولتوں کی ضرورت ہے۔

(۲) صحیح معاملات کی بہم رسانی اور بے داغ تشہیر کے لئے پریس سے تعاون حاصل کرنے کا بہترین طریقہ

(۳) اخبارات کے لئے سہولتیں منظور کرتے وقت کیا معیار پیش نظر رکھا جائے۔

(۴) کن طریقوں سے حکومت کا محکمۂ اطلاعات عامہ پریس کی زیادہ سے زیادہ مدد کر سکتا ہے۔

(۵) وہ معاملات جو حکومت کی تحریکات کے بابت پریس کے رویہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۶) وہ معاملات جو پریس کی آزادی اور ذمہ داری سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۷) وہ باتیں جو سرکاری امداد کی منظوری اور اشتہارات سے تعلق رکھتی ہیں۔

(۸) ان کے علاوہ اور جو مسئلہ حکومت کمیٹی کے سامنے پیش کرے۔

موجودہ صورت میں کمیٹی چار نمائندوں پر مشتمل ہے۔ ایک انگریزی اخبارات کا نمائندہ۔ ایک اردو۔ ہندی اخبار کا نمائندہ۔ ۳ خبر رسال ایجنسیوں کے نمائندے (۴) محکمۂ اطلاعات کا نمائندہ۔ یہ کمیٹی تین برس تک قائم رہے گی۔ اس عرصہ میں پریس کو یہ دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے کو صوبے کی ایک منظم جماعت بنائے اگر ایسی جماعت قائم ہو جاتی ہے اور ایک نمائندہ ادارہ کی حیثیت سے کام کرنے لگتی ہے تو تیسرے سال کے ختم پر پریس مشاورتی کمیٹی کو منتخب کرنے کا کام بھی اس کے سپرد کر دیا جائے گا جو کمیٹی اس طرح منتخب ہوگی وہ پھر اپنے چیرمین اور سکریٹری کا انتخاب کرے گی۔

(ی) محکمۂ آبکاری

ترک نشیات

یکم اپریل ۱۹۳۸ء سے حکومت نے یہ پالیسی اختیار کی کہ رفتہ رفتہ نشیات کا استعمال سارے

صوبہ میں ممنوع قرار دیدیا جائے اور جب تک منشیات کا استعمال قطعی ممنوع نہیں قرار پاتا ایسی تدبیریں اختیار کی جائیں جن سے روزبروز منشیات کے استعمال میں کمی ہوتی جائے اس پالیسی کے ماتحت حکومت نے حسب ذیل تدبیریں اختیار کی ہیں :-

(۱) ایٹہ اور مین پوری کے ضلعوں میں یکم اپریل ۱۹۳۸ء منشیات کا استعمال قطعی ممنوع قرار دیدیا گیا ہے۔

(۲) بقیہ سارے صوبہ میں آبکاری کی دوکانیں ۲۵ فیصدی کم کردی گئی ہیں۔

(۳) تمام منشیات کی خردہ فروشی کی قیمتیں بڑھادی گئی ہیں۔

(۴) لکھنؤ، الہ آباد، بجنور اور جونپور میں زیادہ تر دوکانیں محکمہ آبکاری کے انتظام میں دیدی گئی ہیں اور جن دوکانوں کا انتظام سرکاری ہے ان کی حدود میں منشیات کا استعمال بند کردیا گیا ہے۔

(۵) منشیات کے لائیسنس اور اوقات فروختگی وغیرہ پر سخت پابندیاں عائد کردی گئی ہیں۔

ترک منشیات کی تبلیغ

(۶) سارے صوبہ میں خصوصاً ان اضلاع میں جہاں منشیات کا استعمال قطعی ممنوع ہے ترک منشیات کی عام تبلیغ کی جارہی ہے۔

ان تدبیروں کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ منشیات کے استعمال میں کافی کمی آگئی ہے مختلف منشیات مختلف رفتاروں سے کم ہوئی ہیں لیکن دیسی شراب کے استعمال میں سب سے زیادہ کمی ہوئی ہے بعض جگہ تو اس کا استعمال ۴۰-۵۰ فیصدی تک گھٹ گیا ہے۔ گو ان تخفیفوں کی وجہ سے غیر قانونی کشیدگی بڑھ گئی ہے لیکن اس کے باوجود منشیات کے استعمال میں بہت زیادہ کمی ہوگئی ہے۔ جو نشہ کے عادی ہیں وہ کم کررہے ہیں اور جو عادی نہیں ہیں وہ چھوڑ رہے ہیں۔

مالگذاری کا نقصان

ترک منشیات کی وجہ سے مالگذاری میں تقریباً ۲۰ لاکھ سے زیادہ نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

(ک) محکمہ گاؤں سدھار

نظام

دیہاتی حلقوں کی سماجی تمدنی اور اقتصادی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے حکومت نے ہر ضلع میں سدھار کام کے لئے بیس مرکزوں کو چنے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مرکز میں بیس تیس گاؤں

شامل ہیں اور ہر مرکز ایک آرگنائزر کے ماتحت ہے جو ان گاؤں کے باشندوں کے ساتھ ایک دوست اور مشیر کار کے طور پر پیش آتا ہے اس آرگنائزر کا یہ فرض ہے کہ وہ دیہاتیوں کو چوکنا کرے اور یہ بتائے کہ وہ اجتماعی کوششوں سے اپنی حالت کیسی بہتر بنا سکتے ہیں۔

اچھے رہنے سہنے کی انجمن

اس انجمن کے آرگنائزر کی یہ ذمہ داری ہے کہ جب دیہات میں یہ انجمن قائم ہو اس میں سالہ کام تین سال میں ختم ہو جائے اس انجمن کے اوپر ایک ضلع انجمن ہوتی ہے جو گاؤں سدھار کے مقامی سرگرم کارکنوں سے بنائی جاتی ہے۔ یہ ضلع انجمن آرگنائزروں کے کام کی نگرانی رکھتی ہے۔ انتظامات کے کام کے لیئے اس انجمن میں ایک چھوٹی سی مجلس عملہ بھی ہوتی ہے۔ جو سرمائے گاؤں سدھار کاموں کے لیئے منظور ہوئے ہیں وہ انہی انجمن کے پاس رہتے ہیں اور یہی انجمنیں حکومت کی ہدایت اور صوبجاتی گاؤں سدھار افسر کے مشورہ کے مطابق اس رقم کو مناسب کاموں میں خرچ کرتی ہیں۔ حسب ذیل رقمیں حسب ذیل مقصدوں کے لیئے منظور کی گئی ہیں۔

۱۹۴۵ء

(۱) دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کو ترقی دینے کے لیئے ——— ۱۶۲۰۰۰ روپئے
(یہ انجمنیں مالی امداد صرف ان دیہاتوں کو دیتی ہیں جن کے باشندے کل اخراجات کا ½ حصہ مزدوری یا دوسری صورت سے ادا کرنے کے لیئے تیار ہوئے ہیں)

(۲) اختیاری عطیہ ۴۰۰۰ روپئے فی ضلع کی شرح سے ——— ۱۹۲۰۰۰ روپئے
(یہ اختیاری عطیہ انجمنیں ان مقامی کاموں پر صرف کرتی ہیں جن سے عام فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اس خرچ کی مد بھی اس شرط پر منظور کی جاتی ہے کہ وہ دیہاتی لوگ جن کو اس سے خاص طور پر فائدے حاصل ہوں کافی امداد کے لیئے تیار ہوں۔ جب موجودہ عطیئے ختم ہو جائیں گے تو انجمنوں کو مزید عطیہ دیدئے جائیں گے۔

(۳) گاؤں سدھار کے لیئے چنے ہوئے دیہاتوں میں کتب خانے کھولنے کیلیئے ۷۰۰۰ روپئے

(۴) گاؤں سدھار انجمنوں کو گاؤں سدھار دیہاتوں میں بالغوں کے لیئے مدرسے کھولنے کی غرض سے جو رقم آبادی کی بنیاد پر تقسیم کی گئی ——— ۱۶۰۰۰ روپئے

مجموعی اخراجات

آئندہ مارچ کے ختم تک گاؤں سدھار نظام قائم کرنے میں کل اخراجات کا مجموعہ تقریباً ۵۵۰۰۰ روپئے ہوگا۔

جو قوم پرور نظموں کی اس طرح جدید تنظیم کی گئی ہے کہ وہ تمام گاؤں سدھار دیہاتوں میں اپنی خدمات آسانی اور خوبی کے ساتھ انجام دے سکیں۔ اس مقصد کے لئے جو اسکیمیں مختلف محکموں کے لئے منظور کی گئی ہیں ان کا مختصر خلاصہ حسب ذیل پارہ جات میں پیش کیا جاتا ہے۔

(ل) محکمہ زراعت

آبپاشی کے کنوئیں

تمام اضلاع میں آبپاشی کے کنوؤں کو بڑا کر ان کے پانی کی فراہمی کو ترقی دینے کے لئے ایک پنج سالہ اسکیم منظور کی گئی ہے جس کے مجموعی اخراجات ۲۵۰۰۰۰۰ روپئے ہیں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ جب یہ پروگرام تکمیل پا جائے گا تو ۳۰۰۰ سے زیادہ کنوؤں کی پانی کی فراہمی تیس سے پچاس فیصدی تک زیادہ ہو جائے گی۔

بہتر بیجوں کے گودام

زراعت کی ایک بہت اہم ضرورت یہ ہے کہ صوبہ کے مختلف حصوں کے لئے بہتر اور مناسب بیج مہیا کئے جا سکیں۔ اس حکومت سے پہلے محکمہ میں صرف ۲۰۰ بیج گودام تھے اور عملہ اتنا کم تھا کہ مظاہرہ اور پروپیگنڈے کا کام معقول طور پر نہیں ہو سکتا تھا اور اچھے بیجوں کا ذخیرہ اتنا کم تھا کہ دیہاتیوں کے روز افزوں مطالبات پورے نہیں ہو پاتے تھے اس لئے موجودہ حکومت نے ۳۸۰ نئے بیج گودام مختلف گاؤں سدھار دیہاتوں میں قائم کر دئے۔ ایک بیج گودام دو گاؤں سدھار مرکزوں کی ضروریات پوری کر سکتا ہے۔ اچھے بیجوں کی کافی مقدار حاصل کرنے میں اس سال بڑی دشواری ہوئی اور محکمہ کی تمام کوششوں کے باوجود صرف تین لاکھ من اچھے بیج جمع کئے جا سکے اور تقسیم ہو سکے۔ اُمید ہے آئندہ سال اچھے بیجوں کی مختلف قسمیں کافی تعداد میں مہیا ہو سکیں گی پیش نظر پروگرام کے مطابق اُمید ہے کہ تقریباً چار سال کے عرصہ میں صوبہ کے ½ مزروعہ رقبہ میں بہتر بیجوں سے کاشت ہو سکے گی۔

تقاوی، سوائی اور تبادلہ کے نظام

بیج کاشتکاروں میں تین طریقوں سے تقسیم کئے گئے ہیں۔ خوشحال کاشتکاروں کو تقاوی اور سوائی

کی صورت میں بیچ دئے گئے ہیں اور غریب کاشتکاروں کو تبادلہ کی صورت میں۔ موخرالذکر طریقہ سے گھٹیا بیجوں کو دیسی بیجوں سے بدلنے میں اور ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنے میں جو اخراجات اور مالی نقصانات ہوئے ہیں ان کو خود حکومت نے برداشت کیا ہے۔

کاشتکاری کے بہتر طریقے

اگر بہتر طریقوں سے کاشت نہ کی جائے تو اچھے بیجوں سے زیادہ نفع نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے حکومت نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر بیج گودام کو ایک زرعی ٹریننگ یافتہ سپروائزر اور تین نائبوں کے ماتحت رکھا ہے۔ ہر نائب چھ سات دیہاتوں میں مظاہرے کے کام کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اس زرعی عملہ کا یہ فرض ہے کہ وہ کاشتکاروں کو بہتر اوزاروں اور بہتر طریقوں سے کاشت کرنا سکھا دے۔ اوزاروں کے خریدنے میں بھی کاشتکاروں کے لئے بڑی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ خود کاشتکاروں کے کھیتوں پر مظاہرے کرنے کے بھی انتظامات کئے گئے ہیں اس کے علاوہ یہ زرعی عملہ پیداوار کو اچھے طریقوں پر فروخت کرنے کا بھی انتظام کرتا ہے۔

مویشی نسل سدھار

مویشیوں کی نسل کو سدھارنے کی غرض سے اس سال حکومت نے گائیں اور بیل خریدنے کے لئے ۱۵۹۰۰۰ روپئے منظور کئے ہیں یہ اچھے مویشی مویشی فارم کے مالکان کو مہیا کئے جائیں گے لیکن صرف اچھی نسل کے بیلوں کو مہیا کرنے سے مویشیوں کی افزائش نسل کا مسئلہ نہیں حل ہوتا۔ معمولی قسم کے بیلوں کو آختہ کرنا چاہئے اور ان کی صحت کی دیکھ بھال رکھنا چاہئے۔ حکومت نے ۲۵۰ مویشی فارم کے داروغہ کی منظوری دی ہے یعنی ہر چار گاؤں سدھار مرکزوں کے لئے ایک مویشی فارم کا داروغہ۔

مویشیوں کے شفاخانے

جانوروں کی دیکھ بھال کے مختلف شعبوں میں ٹریننگ پانے کے بعد ہر مویشی فارم کے داروغہ کو قریب کے مویشی اسپتال کے انچارج ڈاکٹر کی زیر نگرانی چھ مہینہ کام کرنا ہوگا۔ اس وقت تقریباً ۱۸۰ ایسے ادارے موجود ہیں لیکن یہ ناکافی ہیں اس لئے حکومت نے ۴۲ نئے مویشی شفاخانوں اور ۲۵ مویشی ڈاکٹروں کے لئے ابھی تقریباً نصف لاکھ روپیہ کی منظوری دی ہے۔ موجودہ حالت میں ٹریننگ یافتہ آدمیوں کی بڑی کمی ہے اور گو لوگوں کو کافی تعداد میں ٹریننگ دینے کی پوری کوششیں کی جا رہی ہیں لیکن پھر بھی پوری اسکیم عمل میں لانے کے لئے تین سال سے کم زمانہ نہ لگے گا۔

دیہاتی حلقوں کے دوسرے مسائل

دیہاتی حلقوں کے دو اور مسئلے یہ ہیں۔(۱) چراگاہوں کی پرورش کرنا تاکہ زیادہ مقدار میں چارہ حاصل کیا جا سکے۔(۲) جلانے کے کام کے لئے گوبر کی جگہ پر لکڑی مہیا کرنے کے لئے درخت لگانا ان مسئلوں میں پہلی دشواری زمین کے موجودہ حق ملکیت سے پیش آتی ہے دوسری دشواری یہ پیدا ہوتی ہے کہ کھیتی سے زندگی بسر کرنے والے لوگوں کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ جہاں کہیں بھی زمین خالی ہوتی ہے لوگ اس کو کاشت کے لئے استعمال کرنے لگتے ہیں۔

خاص عملہ

حکومت نے ان مسئلوں کو حل کرنے کے لئے ایک خاص عملہ مقرر کیا ہے اور اس عملہ نے اب تک جو ترقی کی ہے وہ بہت امید افزا ہے۔

(م) محکمۂ امداد باہمی

بہتر رہنے سہنے کی انجمنیں

گاؤں سدھار محکمہ کی تمام تحریکات کی اصولی بنیاد بہتر رہنے سہنے کی انجمنوں پر ہے جو ہر گاؤں میں قائم کی جا رہی ہیں اس انجمن کا مقصد ممبران انجمن کی اخلاقی اور اقتصادی حالت کو ترقی دینا ہے خصوصاً ان میں کفایت شعاری کی عادت ڈالنا۔ ان کی فضول خرچیوں کو روکنا۔ ان کے مقامی جھگڑوں کو چکانا۔ زراعت کے بہتر طریقے سکھانا۔ مویشیوں کی حالت اور نسل کو سدھارنا۔ بہتر بیجوں اور اوزاروں کے استعمال کو بڑھانا۔ تعلیم کا انتظام کرنا۔ کھیل کود کو رائج کرنا۔ صفائی وغیرہ کی تعلیم دینا۔ ان دیہاتی انجمنوں کے قائم کرنے میں محکمۂ امداد باہمی ضروری امداد دے رہی ہے

دیہاتی پیداوار کو بیچنا

دیہاتی پیداوار کو بیچنے وغیرہ کا انتظام کرنے کی غرض سے ان امداد باہمی انجمنوں کو دیہاتوں میں قائم کرنے کے لئے حکومت نے صوبجات متحدہ کی امداد باہمی یونین کو ۲۰۰۰۰ روپئے کا عطیہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ دیہاتی حلقوں سے دودھ جمع کرنے اور بیچنے کے لئے حکومت نے دودھ بیچنے کی لکھنؤ یونین اور صوبجاتی امداد باہمی یونین کو ۱۰۴۰۰ اور ۲۱۶۰ روپیوں کے مزید عطیے دئے ہیں۔

دودھ کی فراہمی

ان اسکیموں کا صرف یہ مقصد نہیں ہے کہ دیہات کے دودھ کو بیچنے کا انتظام کیا جائے اور اچھی قیمت حاصل کی جائے بلکہ یہ بھی مقصد ہے کہ اچھی نسل کی گائیں مہیا کی جائیں تاکہ دودھ کی مقدار بھی زیادہ ہو جائے۔ ان انتظامات کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ ہر دودھ والے کے پاس اتنا دودھ چھوڑ دیا جاتا ہے جو اس کے خاندان کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ گویا فاضل دودھ بیچا جاتا ہے جو ضرورت سے زیادہ ہوتا ہے۔

اوکھ بونے والوں کے لئے امداد باہمی کی انجمن خرید و فروخت

اوکھ بونے والوں کے لئے امداد باہمی نے خرید و فروخت کی انجمنیں قائم کی ہیں۔ ان انجمنوں نے اتنی ترقی کی ہے کہ تقریباً چھ کروڑ من اوکھ جو تمام شکر کے کارخانوں کی ضروریات پوری کرتی ہے۔ ان انجمنوں کے قبضہ میں آگئی ہے۔

محکمۂ صحت عامہ اور محکمۂ علاج کے متعلق گاؤں سدھار اسکیمیں

طبی سہولتیں

جو ڈسٹرکٹ بورڈ اپنی مالی دشواریوں کی وجہ سے دواؤں اور دیہاتی ڈاکٹری شفاخانوں کو کافی امداد نہیں دے سکتے ہیں ان کے لئے حکومت نے ۵۰۰۰ روپئے کی رقم منظور کی ہے۔ ہر ایک ڈسٹرکٹ بورڈ کو ۱۰۰۰ روپئے سے زیادہ کا عطیہ نہیں دیا جائے گا اور وہ بھی شرط سے دیا جائے گا کہ معمولی ضروریات کے علاوہ وہ ڈسٹرکٹ بورڈ اتنی ہی رقم خود بھی دے۔

شفاخانے اور دواؤں کے صندوق

۴۶ ڈاکٹری، ۲۶ ہومیوپیتھی اور ۴۶ یونانی شفاخانے مستند لوگوں کے زیر انتظام قائم کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ ان انتظامات کے بعد ہر پانچ میل کے اندر طبی امداد مل سکے گی۔ ان شفاخانوں کے علاوہ دواؤں کے صندوقوں کا بھی کافی تعداد میں انتظام کیا جا رہا ہے یہ صندوق ہر دیہات میں معقول لوگوں کے حوالہ میں رہیں گے معمولی بیماریوں کے لئے انہی صندوقوں سے دوائیں دی جائیں گی اور اہم بیماریاں شفاخانوں کے سپرد کر دی جائیں گی۔

زچگی کے مرکز

دیہاتی دائیوں کو زچگی کے معاملات میں ٹریننگ دینے کے لئے ۲۴ زچگی مرکز قائم کئے جا رہے ہیں ہر مرکز ایک مستند نرس کے ماتحت رہے گا۔ اس نرس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مقامی دیہاتی دائیوں کو زچگی کے معاملات میں مکمل طور پر ٹریننگ دے اور جب ایک حلقہ کی تمام دائیاں ٹریننگ پا جائیں تو وہ مرکز دوسرے حلقہ میں منتقل ہو جائے اور یہی کام وہاں شروع کرے۔

قوم پرور محکموں کے لئے

خاص اسکیمیں

علاوہ اس کام کے جو مختلف محکموں نے گاؤں سدھار اسکیم کے سلسلہ میں انجام دیا ہے کئی مخصوص اسکیمیں اس لئے منظور کی گئی ہیں کہ وہ ان محکموں کے کاموں کو اور زیادہ ترقی دیں۔ ایسی اسکیموں کا ایک مختصر خلاصہ حسب ذیل ہے۔

راب اور اُوسر زمینیں

ڈاکٹر این آر دھر نے یہ تحقیقات کی ہے کہ راب کے ذریعہ اُوسر زمینوں کو کارآمد بنایا جا سکتا ہے۔ چونکہ اس صوبہ میں لاکھوں ایکڑ زمین اُوسر پڑی ہے اور راب بھی کافی مقدار میں مل سکتی ہے اس لئے اگر یہ اسکیم عملی حیثیت سے کامیاب ہوگئی تو غیر معمولی ترقی کی جا سکے گی۔ حکومت نے ڈاکٹر دھر کو اپنی اسکیم کے مطابق تجربہ کرنے کے لئے ایک خاص عطیہ دیا ہے۔

پھلوں کی ترقی

اس صوبہ میں پہاڑ اور میدان دونوں جگہ پھلوں کی ترقی کی ضرورت ہے چنانچہ حکومت نے پھلوں کو سدھارنے کے لئے ایک باقاعدہ اسکیم تیار کی ہے اور تقریباً۔۔۔ قلمیں تینوں پہاڑی ضلعوں میں تقسیم کی ہیں۔ حکومت نے صوبجاتی پھل سدھار بورڈ کو بھی اپنا کام پھیلانے کے لئے کافی مالی امداد دی ہے۔

دوسری خاص اسکیمیں

اُوکھ کی پیداوار میں غیر معمولی ترقی کی گئی ہے۔ حکومت نے اُوکھ کی کاشت سے لے کر اُوکھ کی

فروخت تک تمام اہم مسائل حل کر دئے ہیں۔ منتخب حلقوں میں اُوکھ کی پیداوار بڑھانے کی خاص کوشش کی جا رہی ہیں۔ بعض چھوٹے چھوٹے حلقے ایک زراعتی گریجویٹ کی نگرانی میں کر دئے گئے ہیں جنکی ماتحتی میں کئی ٹریننگ یافتہ نائب کام کرتے ہیں۔ ہر حلقہ میں دیہاتوں کی ایک خاص تعداد رکھی گئی ہے اسکے عملہ کے وہی فرائض ہیں جو بیج گودام عملہ کے فرائض ہیں اس انتظام کی وجہ سے اُوکھ کی پیداوار میں اتنی ترقی ہوئی ہے بعض حلقوں میں پیداوار دگنی ہوگئی ہے۔ اس کے علاوہ جن بیماریوں نے پچھلے موسم میں اُوکھ خراب کر دی تھی نئے انتظامات کے بعد ان بیماریوں کا کوئی اثر نہیں ہوا ستمبر ۱۹۳۸ء میں ۲۴ حلقے تھے۔ حکومت نے ان حلقوں کی کامیابی کو دیکھ کر ۶۱ ایسے حلقوں کی اور زیادہ منظوری دی ہے سال رواں میں ان نئے حلقوں پر مجموعی اخراجات ۵ لاکھ روپئے ہوں گے اور تمام سدھار کام کے مجموعی اخراجات تقریباً ۸ لاکھ روپئے ہوں گے۔

شکر فیکٹریاں اور اُوکھ کی فراہمی

پیداوار کے انتظام کے بعد دوسرا ضروری کام نکاس کا انتظام تھا چنانچہ حکومت نے فیکٹریوں کی اُوکھ خریداری کے لئے بھی انتظامات کئے ہیں بے قاعدہ خریداری کی صورت میں یہ خطرہ رہتا تھا کہ بعض فیکٹریوں کے دروازوں پر ضرورت سے زیادہ اُوکھ جمع ہو جاتی تھی اور بعض جگہوں پر ضرورت کے مطابق بھی نہیں پہونچتی تھی۔ اس کا نتیجہ ہوتا تھا کہ نہ صرف شکر بنانے کا موسم چھوٹا ہو جاتا تھا بلکہ بے ترتیبی کی وجہ سے شکر کو بھی نقصان پہونچتا تھا چنانچہ پچھلے موسم میں حکومت نے اُوکھ کمشنر اور ان کے معائنہ کرنے والے عملہ کو اس بات کی خاص ہدایت کی کہ وہ بالترتیب فراہمی کی نگرانی کرتے رہیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ کاشتکاروں اور فیکٹریوں دونوں کو تقریباً نصف کروڑ کی بچت رہی۔

شکر کارخانوں کی نگاہ داشت کے قانون میں ترمیم

اس ترمیم کے مطابق صوبجات متحدہ کے شکر کارخانوں کے قانون نگاہ داشت میں اُوکھ کی لازمی باضابطہ فراہمی کی دفعہ شامل کر لی گئی۔ اب قانون کے مطابق ہر فیکٹری کو ایک خاص حلقہ دیدیا گیا ہے اور وہ فیکٹری اس حلقہ کے کاشتکاروں سے اُوکھ کی کم سے کم مقررہ کردہ مقدار خریدنے اور ان کاشتکاروں کے لئے فراہمی کے انتظامات کرنے پر مجبور ہے۔

باہمی امداد کے اُصول پر خرید و فروخت

اُوکھ کے کاشتکاروں میں خرید و فروخت کے کام کے لئے باہمی امدادی انجمنیں قائم کرنا

سب سے زیادہ مفید ہے ان انجمنوں سے نہ صرف خرید و فروخت کو فائدہ پہونچتا ہے بلکہ اس کے
ممبران دھوکے اور فریب سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ ان کی اجتماعی طاقت دیانتدارانہ خرید و فروخت
کی ضامن ہو جاتی ہے۔ اس لئے اوکھ کمشنر صاحب اور ان کے عملہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ
اوکھ پیدا کرنے والوں میں جہاں تک ممکن ہو ایسی انجمنیں قائم کریں پچھلے سال ان انجمنوں کے ماتحت
۲ کروڑ من اوکھ کی خرید و فروخت ہوئی لیکن اس سال اُمید ہے کہ ۶ کروڑ من اوکھ یعنی
فیکٹریوں کی کل ضروریات کا ½ حصہ ان انجمنوں کے ماتحت خرید و فروخت کیا جائے گا۔ اس سلسلہ
میں یہ بھی بتا دیا جائے کہ ان انجمنوں سے اوکھ پیدا کرنے والوں کو ایک اور فائدہ بھی ہوا۔ جس سال موجودہ
حکومت برسراقتدار ہوئی ہے اس سے پہلے سال میں اوکھ کی قیمت تقریباً ۴ آنہ فی من نقد تھی
لیکن پچھلے سال حکومت نے کم سے کم قیمت ۵ آنہ ۳ پائی فی من بڑھادی جس کی وجہ سے اوکھ
پیدا کرنے والوں کو ایک کروڑ روپیہ کا نفع ہوا۔

اوکھ کی کم سے کم قیمت میں اضافہ

چونکہ اس سال شکر کی قیمت پچھلے سالوں سے کہیں زیادہ رہی اس لئے حکومت نے
یہ خیال کیا کہ کارخانے والے اوکھ پیدا کرنے والوں کو زیادہ قیمت دے سکتے ہیں چنانچہ اوکھ کی
کم سے کم قیمت ۶ آنے ۹ پائی فی من مقرر کر دی گئی۔

شکر سنڈیکیٹ

شکر کی قیمت کو ایک خاص سطح پر رکھنے کے لئے شکر کارخانوں نے قانون نگہداشت کے
[illegible] شکر سنڈیکیٹ قائم کیا ہے جس کا ہر فیکٹری کے لئے ممبر بننا ضروری ہے۔ یہ
سنڈیکیٹ [illegible] آنے والی شکر کی رفتار فراہمی کی نگرانی کرتا ہے اور قیمت فروخت مقرر کرتا ہے

شکر ٹیکس

شکر کے قانون نگہداشت کے مطابق جو اوکھ کارخانوں میں خریدی جاتی ہے اس کے
حساب سے کارخانوں پر ٹیکس بھی لگایا جا سکتا ہے چنانچہ اس وقت یہ مسئلہ مجلس قانون ساز کے
زیر غور ہے کہ اس سال کا ٹیکس آیا ۳ پائی فی من کے شرح سے لگایا جائے یا ۶ پائی فی من کے
شرح سے۔ اُمید ہے کہ اس ٹیکس سے حکومت کو اتنی کافی آمدنی ہو جائے گی کہ وہ قوم پرور تحریکوں
کو اچھی طرح ترقی دے سکیگی۔

شکر کی انجمن نگاہ داشت

شکر کے مسائل پر مشورہ لینے کے لئے حکومت صوبجات متحدہ اور حکومت بہار نے مل کر ایک شکر کی انجمن نگاہ داشت قائم کی ہے امید ہے کہ اس انجمن کے مشوروں کے مطابق دونوں صوبوں میں متحدہ عمل کیا جاسکے گا۔ موجودہ حالت میں حکومت نے شکر کی شرح کے متعلق جو کارروائی کی ہے اس سے شکر کی بربادی کا وہ خطرہ جو ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوگیا تھا مٹ گیا ہے۔

(ن) جانوروں کے علاج کا محکمہ

مویشیوں کی بیماریوں کے منقولہ مرکز علاج

جانوروں کی سدا بیماری کے علاج کے لئے ایک اسکیم منظور کی گئی ہے۔ جہاں جہاں یہ بیماریاں پائی جاتی ہیں ایسے علاج کے مرکز قائم کئے جائینگے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ حرکت کر سکیں یہ مرکز وہاں کے جانوروں کو ٹیکہ وغیرہ دینگے اور علاج ختم کرنے کے بعد دوسرے بیماری کے حلقہ میں منتقل ہو جائینگے۔

اس سال جانوروں کی بیماریاں بہت عام رہیں چنانچہ حکومت کو ان کے علاج کے لئے مزید ادویات منظور کرنا پڑیں۔

(س) محکمہ صنعت

دیہاتی صنعتیں

صنعت کے سلسلہ میں موجودہ حکومت کی خاص کوششیں۔ دیہاتی صنعتوں پر رہی ہیں چنانچہ دیہاتی صنعتوں کی ایک مفصل اسکیم جس کے اخراجات تقریباً ..... ۲۰ روپئے ہیں صوبجاتی گاؤں سدھار انجمن نے منظور بھی کر لی ہے۔ مزید کوششوں کو صحیح بنیاد پر قائم کرنے اور اس سلسلہ کی ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے آٹھ سروییرس (پیمائش کنندگان) مقرر کئے گئے ہیں اور وہ حسب ذیل صنعتوں پر خاص توجہ دیتے ہوئے اپنا کام کر رہے ہیں۔

زراعت اور موزے بننا۔

ٹاٹ پٹیاں۔ رسیاں [illegible] نباتیاں وغیرہ۔

کھلونے اور کام دار برتن بنانا۔

شیشے اور لوہے کی چیزیں جو دیہاتوں میں بنتی ہیں

[illegible] ابنا وغیرہ۔

ٹوکریاں۔ چلمیں اور بید کا سامان بنانا۔

گھی تیل اور صابن۔

دیہاتی بڑھئی کا کام۔

اسی دوران میں بعض دوسری صنعتوں کے سدھار کی بھی کوششیں کی گئیں اوران میں کافی ترقی حاصل کی گئی ہے جو مسئلہ اس وقت درپیش ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ یعنی ایک تو بننے والی چیزوں کی خوبی کو بڑھانا اور دوسرے ان کے لئے بازار تلاش کرنا۔ ان دیہاتی صنعتوں کے سکھانے والوں کی ٹریننگ کے بھی انتظامات کئے جارہے ہیں چنانچہ فیض آباد اور ناؤ کے اداروں کو امداد دیجاتی ہے۔ ان اداروں سے ۵۰ طالبعلم سکھانے والے ہوکر نکلینگے جن صنعتوں میں یہ ٹریننگ دیجارہی ہے وہ یہ ہیں کاتنا۔ بننا۔ رنگنا۔ چھاپنا۔ لکڑی کا کام۔ چمڑے کا کام۔ ہاتھ کا بنا کاغذ۔ ٹوکریاں بنانا اور لوہار کا کام۔ مزید براں جہاں جہاں ماہر لوگ مل سکتے ہیں وہ بعض صنعتوں کو اور زیادہ اعلیٰ طور پر سکھوانے کے لئے اُستاد کے عہدہ پر مقرر کئے گئے ہیں۔ یہ اُستاد ایک جگہ سب لوگوں کو ٹریننگ دینے کے بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ فی الحال یہ استاد سوت اور ریشم کاتنے۔ دری بننے۔ اون کاتنے اور بننے، رنگنے اور چھاپنے۔ لکڑی کے کام اور چمڑے کے کام وغیرہ میں ٹریننگ دے رہے ہیں۔ ان [illegible] بنائی ہوئی چیزوں کے لئے اچھا بازار تلاش کرنے کے لئے گودام [illegible] کھولے جارہے ہیں۔ [illegible] گودام لوگوں کو اچھا سامان اور اوزار مہیا کرینگے تاکہ چیزیں اچھی بنیں اور بعد کو [illegible] چیزوں کو پھر خرید لینگے یا ان کے بکنے کا انتظام کرینگے۔ اس مقصد کے لئے دو لاکھ [illegible] کی رقم منظور کی گئی ہے۔

گُڑ صنعت

صوبہ کی تمام اُوکھ شکر کے کام میں نہیں آتی۔ اس کی ایک بڑی مقدار بچ جاتی ہے اور کاشتکار اس کا گُڑ بناتے ہیں۔ لیکن چونکہ انکو نئے اور عمدہ طریقے نہیں معلوم ہیں اسلئے اچھا گُڑ نہیں بنتا۔ حکومت نے اسوجہ سے گُڑ سدھار اسکیم بنائی ہے۔ اس اسکیم کا مقصد

یہ ہے کہ اُوکھ کی اُسی مقدار سے اچھا گڑ تیار ہونے اور اس کو فروخت کرنے میں سہولتیں پہونچائی جائیں۔ اچھے کولھو تیار کئے گئے ہیں اور کھولانے کے ... طریقے بتائے جارہے ہیں۔ تاکہ کاشتکار اُوکھ سے زیادہ سے زیادہ رس نکال سکے اور بہتر اور زیادہ گڑ تیار کرسکے۔ یہ کام سکھانے کے لئے لکھنؤ۔ بنارس۔ میرٹھ اور بریلی میں خاص درجے کھولے گئے ہیں اور اس سلسلہ میں بڑی ترقی ہورہی ہے۔ ٹریننگ یافتہ کھولانے والے مختلف دیہاتوں میں مظاہرے کے کام کے لئے بھیجے جارہے ہیں۔ یہ کھولانے والے دیہاتیوں کو بہتر طریقہ پر کھولانا سکھائیں گے۔ ضلع ایٹہ میں جہاں منشیات کا استعمال قطعی بند کردیا گیا ہے کھجور کا گڑ بنانے کی صنعت بھی سکھائی جارہی ہے۔

ہاتھ سے کاتنا

حکومت نے یہ خیال کیا ہاتھ سے بننے اور کاتنے کے لئے ایک علیحدہ ادارہ قائم کرنے سے زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ موجودہ اداروں کو امداد دیکر ترقی دیجائے چنانچہ حکومت نے کھدر کو ترقی دینے کے لئے گرام سیوا سنگھ آناؤ کو ۴۴۰۰ روپئے اور آل انڈیا اسپنرس ایسوسیلیشن (شری گاندھی آشرم میرٹھ) کو ۷۶۰۰ روپئے عطا کئے ہیں سرکاری ملازموں کے لئے کھدر کی وردی کے بابت بھی ہدایت کیجا چکی ہیں۔

کرگہ صنعت

کرگہ صنعت اور ہاتھ سے بنے ہوئے کپڑوں کو ترقی دینے کے لئے حکومت ہند پانچ سال سے ۴۸۰۰۰ روپئے کی متواتر رقم دے رہی ہے۔ ایک مرکزی ادارہ بھی قائم ہے جو بننے والوں کو نئی نئی وضعیں بتاتا ہے اور بنے ہوئے کپڑے کے لئے بازار تلاش کرتا ہے۔ صوبجات متحدہ نے بھی اسی مقصد کے لئے لکھنؤ میں کرگہ امپوریم قائم کیا ہے اور اس نے اپنی تجارت میں کافی ترقی کی ہے۔ اس امپوریم کیطرف سے کئی گشتی ایجنٹ رنگے کپڑے کی خریداری کی تبلیغ کرتے ہیں۔ ایک وضع بتانیوالا بھی نوکر ہے جو نئی وضعیں بتاتا ہے۔ بعض ضلعوں کے گاؤں پر گودام بھی قائم کئے گئے ہیں جو نئی وضعیں اور نئے اصول بتاتے ہیں اس کے علاوہ اس سلسلہ میں تحقیقاتی کام بھی کیا جارہا ہے۔

اونی چیزیں

اسیطرح اونی چیزوں کے لیے بھی اون پیدا کرنے والی اہم جگہوں پر سپروائزروں کی نگرانی میں اون صنعت کے مرکزی گودام قائم کیے گئے ہیں۔ یہ سپروائزر اون بننے والوں سے ان کی بنائی ہوئی چیزیں جمع کرتے ہیں اور ان کے بیچنے کا انتظام کرتے ہیں۔ ایک وضع کا بھی شعبہ ہے جو بننے والوں کو نئی نئی وضعیں بتاتا ہے۔ کمبل بننے کے خاص مقام نجیب آباد میں کمبل کی بناوٹ کو بہتر بنانے کے لیے بھی ایک خاص ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ ان بننے والوں کو بہتر اوزاروں اور بہتر طریقوں کے مظاہرے بھی کرائے جاتے ہیں۔

چمڑے کی صنعت

چمڑا اتارنے اور کھال کو بہتر بنانے کی صنعت کو جو خاص طور پر اچھوت طبقہ کے لیے ہے حکومت نے ۴۰۰۵ روپئے عطا کیے ہیں۔ مظاہرہ کے کام کے لیے دو پارٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ایک دیہات میں دورہ کرتی ہے اور چماروں اور قصابوں کو کھال اتارنے اور بنانے کے طریقے عملی طور پر بتاتی ہے دوسری شہروں میں دورہ کرتی ہے جہاں بہتر طور پر کھال اتارنے کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ چمڑوں کو قسم وار تقسیم کرنے کے لیے ایک اسٹیشن بھی قائم کیا گیا ہے اس سے کچھ زمانہ کے بعد اچھا چمڑا بنانے والوں کو اچھے دام ملینگے۔

ہاتھ کے بنائے ہوئے کاغذ کی صنعت

ایک اور صنعت جسکو ترقی دیجارہی ہے وہ ہاتھ سے کاغذ بنانے کی صنعت ہے حکومت نے اس کے لیے ۰۰۰ ۱ روپئے منظور کیے ہیں۔ دہرہ دون میں اس سلسلہ میں تحقیقاتی کام بھی شروع کر دیا گیا ہے جس کے اخراجات ۳۰۰۰ روپئے ہیں۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کو ہاتھ کے کاغذ کو ترقی دینے کے لیے ۵۰۰ روپیوں کا حصہ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ۲۵۰۰ روپئے اس لئے منظور کیے گئے ہیں کہ دوسرے لوگ اس کام کو شروع کر سکیں اس سلسلہ میں ایک ٹرننگ کا درجہ بھی کھولا گیا ہے اور ہدایت کی گئی ہے کہ تمام سرکاری ضرورتوں کے لیے ہاتھ کے بنائے ہوئے کاغذ کو استعمال کیا جائے۔ چنانچہ حکومت نے جتنا بلاٹنگ پیپر خریدا ہے (۹ ٹن) وہ سب ہاتھ کا بنا ہے۔

راب

راب کو انجن میں جلانے والے الکوہل کیساتھ ملاکر استعمال کرنے اور جانوروں کو کھلانے کی

غرض سے غیر پیدا کرنے کے لئے جو اسکیمیں بنائی گئی ہیں ان کے اخراجات کے لئے حکومت نے ۵۰۰۰ روپئے منظور کئے ہیں۔ حکومت صوبجات متحدہ اور حکومت بہار نے ایک جو کمیٹی اس لئے بنائی تھی کہ راب سے انجن کے لئے الکوہل تیار کیا جائے اسکی رپورٹ حکومت کے زیر غور ہے۔ ان اسکیموں کے لئے حکومت نے مجموعی طور پر ۲۰۰۰۰ روپئے کی رقم علیحدہ کر دی ہے۔

تیل پیرنے کی صنعت

تیل پیرنے کی صنعت کو ترقی دینے کے لئے حکومت نے گورکھپور اور سیتاپور میں دو مرکز قائم کئے ہیں جو تیل پیرنے کے ایسے طریقوں کے مظاہرے کرینگے جو بہتر بھی ہوں اور کم خرچ بھی

شیشہ کی صنعت

شیشہ کی صنعت کے تمام مسائل حل کرنے اور ایک مفصل اسکیم تیار کرنے کے لئے حکومت نے شیشہ صنعت کے ایک ماہر کا تقرر کیا ہے اور اس صوبہ کو ۲۰۰۰۰ روپئے عطا کئے ہیں۔ بنارس ہندو یونیورسٹی میں شیشہ کا بہت کام انجام دیا گیا ہے چنانچہ اس ماہر صنعت کے لئے لیبریٹری کو باقاعدہ طور پر آراستہ کرنے کی غرض سے حکومت نے یونیورسٹی کو ۱۲۰۰ روپئے کا مزید عطیہ دیا ہے۔

معدنیات کا جائزہ

ایک کمیٹی اس چیز پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے کہ صوبہ میں کن صنعتوں کو کامیابی سے ترقی دی جا سکتی ہے اور اس معاملے میں حکومت کیا کر سکتی ہے اس [illegible] تحقیقات [illegible] ۵۰۰۰ روپیہ منظور کیا گیا تھا۔ کمیٹی نے تحقیقات کے [illegible] حسب ذیل مشغول [illegible] (؟) بنانا، سلفرک ایسڈ، کاسٹک سوڈا، سوڈا ایش، فرنس بلاک، بجلی [illegible] [illegible] ایک سب کمیٹی بھی مقرر کی ہے جو تحقیقات کا سلسلہ جاری رکھے گی۔ کمیٹی نے [illegible] پودوں وغیرہ کی بھی جانچ پڑتال کرے۔ کیلشیم [illegible] بانڈ ٹائپ لائٹر [illegible] پر بھی غور ہو رہا ہے۔ صوبہ کی معدنیات کی بھی جانچ ہو رہی ہے اور بعض جگہ [illegible] فاسفر اور تانبا پایا گیا ہے اس مقصد کے لئے ۵۶۰۰ روپیہ علیحدہ کر دیا گیا ہے۔

تجارت اور صنعت و حرفت

نوجوانوں کو تجارت اور صنعت و حرفت کی طرف توجہ دلانے کے لئے حکومت نے ایک لاکھ روپیہ

کی رقم الگ کر دی ہے جس سے عطیے دئے جایا کریں گے۔ عطیے دینے کے قواعد مقرر کر دئے گئے ہیں اور آنریبل وزیر صنعت و حرفت کی زیر صدارت ایک بورڈ مقرر کر دیا گیا ہے جو درخواستوں پر غور کرنے کے بعد حکومت سے عطیہ دینے کی سفارش کرتا ہے۔ ابھی تک حسب ذیل صنعتوں کے لئے ۲۸ ہزار روپیہ دیا جا چکا ہے:۔

لکڑی کا کام۔ تیل پیرنا۔ چمڑہ کی بافت اور چھاپنا۔ سلیٹ کی پنسل بنانا۔ موزہ و بنیائن بننا۔ گھی بنانا۔ صابون بنانا۔ ہاتھ سے بننا۔ دبے ہوئے قفل بنانا۔ پھلوں کی حفاظت کرنا۔ کارچوبی۔ لیمپ کے شیڈ کاتنا اور بننا۔ عینک کے فریم اور سینگ کے بٹن۔ بچوں کی گاڑیاں۔ بجلی سے پالش لگانا وغیرہ۔

یو۔پی انڈسٹریل فنانشل کارپوریشن لمیٹڈ صوبہ کی چھوٹی صنعتوں کو ترقی دینے کے لئے حسب بالا نام سے ایک کمپنی ۵ لاکھ کے منظور شدہ سرمایہ سے قائم کر کے رجسٹرڈ کرا لی گئی ہے۔ اس کمپنی کے بورڈ آف ڈائرکٹران حکومت کے تین نمائندے ہیں۔ یہ کارپوریشن صوبہ کے چھوٹے صنعتی اداروں کو معمولی سود پر قرضے دے گی۔

حکومت نے یہ بھی طے کیا ہے کہ بعض شرائط کے ماتحت وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ سال کے عرصہ میں کارپوریشن کو ۵ لاکھ روپیہ دے گی۔ کارپوریشن ہی کے ساتھ ساتھ سامان خریدنے اور فروخت کرنے کے لئے ایک مارکٹنگ کمپنی بھی کام کرے گی۔

مزدور

کانپور مزدور تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ اپریل ۱۹۳۸ء کو پیش کر دی گئی تھی۔ اس کے بعد وہاں ایک زبردست ہڑتال ہو گئی جس میں خوش قسمتی سے کوئی ناگوار واقعہ نہیں پیش آیا۔ آخرکار وہ ہڑتال مزدوروں کی بعض مطالبوں میں تنخواہوں کے اضافہ کی منظوری کے بعد ختم ہو گئی۔ سمجھوتہ کی رو سے یہ بھی طے ہوا کہ ایک مزدور کمشنر کا تقرر کیا جائے جو کانپور کے ملوں اور مزدوروں میں تعلق قائم کرے اور کوشش کرے کہ مزدور معمولی معمولی باتوں پر نہ نکالے جائیں۔

پریسوں تک تنخواہوں کی ادائگی کے ایکٹ کی توسیع۔ حکومت نے ایسے تمام چھاپہ خانوں کو جہاں ۱۰ یا ۱۰ سے زیادہ آدمی کام کرتے ہیں یہ اطلاعنامہ بھیج دیا ہے کہ تنخواہوں کی ادائگی کے ایکٹ کی توسیع کے بارہ میں اپنے اعتراضات پیش کریں۔

شرح اجرت کا اعلان

فیکٹریوں کے ہر شعبہ کے داخلہ کے قریب انگریزی، ہندی اور اردو میں ہر قسم کے مزدوروں کی شرح اجرت کا اعلان لگا دیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق بھی ایک اطلاعنامہ شائع کیا گیا ہے کہ اس طریقہ پر کہاں تک اعتراض کیا جا سکتا ہے۔

یو پی فیکٹری کے قواعد ۱۹۳۵ء میں بھی ایسی ترمیمیں کر دی گئی ہیں جن سے فیکٹریوں میں کام کرنے کے گھنٹے اس طرح مقرر کئے گئے ہیں کہ بجز خاص موقعوں کے اور چیف انسپکٹر فیکٹریز کی تحریری اجازت کے بعد صرف ایک معینہ مدت کے لئے باری (شفٹ) کے ہر دو اوقات میں تصادم نہ ہوگا۔ فیکٹریوں کا زیادہ غور سے معائنہ کرنے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک مزید فیکٹری انسپکٹر کا تقرر کیا گیا ہے۔ فیروز آباد میں شیشہ کا کام بنانے والوں کے متعلق خاص تحقیقات شروع کی گئی تھی جو اب ختم ہو چکی ہے۔

مزدوروں کی بہبودی کے کام

مزدوروں کی بہبودی کے کام میں بھی ترقی ہوئی ہے اور اس وقت کانپور میں بہبودی کے ۵ مرکز اور لکھنؤ میں ایک مرکز قائم ہے۔ ان مرکزوں کا مقصد مزدوروں کو نشیلی چیزوں کے استعمال سے باز رکھنا ہے۔ ہر مرکز میں ایک دواخانہ اور ایک دارالمطالعہ ہے۔ ان مرکزوں میں کھیل اور دیگر تفریحوں مثلاً سنیما، ریڈیو وغیرہ کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ ہر مہینہ بچوں کی نمائش بھی کی جاتی ہے اور جن مزدوروں کے بچوں کے لئے یہ تصدیق کر دی جاتی ہے کہ انھیں دودھ کی ضرورت ہے۔ مفت دودھ دیا جاتا ہے۔

کانپور کے مزدور جن مکانوں میں رہتے ہیں ان میں ہوا کا گذر نہیں ہوتا اور بہت ہی تنگ ہوتے ہیں۔ اب کچھ مزدوروں کے کوارٹر بنوانے کا انتظام کیا گیا ہے جنھیں مناسب کرایہ پر مزدوروں کو دیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں یہ تحقیقات کی گئی کہ آیا مزدوران مکانوں کو کرایہ پر خرید لینا منظور کرینگے یا نہیں مگر بہت کم لوگوں نے اسے پسند کیا۔

ایک کمیٹی سرکاری چھاپے خانوں کے انتظام اور کام کی تحقیقات کرنے کے لئے بھی مقرر کی گئی ہے۔ یہ کمیٹی خاص طور سے اس نقطۂ نگاہ سے تحقیقات کریگی کہ ان چھاپے خانوں کو تجارتی بنیاد پر چلایا جائے اور کام کرنے والوں کو مناسب اُجرت نیز چھٹیاں وغیرہ مل سکیں۔ چار عارضی آدمی الٰہ آباد کے چھاپے خانے میں کام کرنیوالوں کے اخراجات زندگی کی تحقیقات کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ کمیٹی عنقریب اپنی رپورٹ پیش کر دیگی۔

اقتصادی تحقیقات کا شعبہ

یکم اگست ۱۹۳۸ء سے لکھنؤ میں اقتصادی تحقیقات کے شعبہ کی از سر نو تنظیم کی گئی اور لیبر آفس اور محکمۂ سدھار کے محکمہ میں اعداد و شمار تیار کرنے والے اسسٹنٹ مقرر کئے گئے جنعتی اعداد و شمار

تیار کرنے کا کام جو ڈائرکٹر صنعت وحرفت کے ماتحت ہو آدمیوں کے ذریعہ سے کیا جارہا تھا۔ اب ڈائرکٹر محکمہ اطلاعات کے ماتحت کر دیا گیا ہے۔ اس دوران میں اس شعبہ نے حسب ذیل چند خاص کام کئے ہیں:-

(۱) کانپور میں اس شعبہ کا جو کام تھا اُسے کیا جارہا ہے جس میں ماہانہ تھوک قیمتوں کو مرتب کرنا اور شائع کرنا شامل ہے۔

(۲) صوبہ کی صنعتی سروے کے متعلق جو سوالنامہ شائع کیا گیا تھا اُسے زیادہ مفصل اور باقاعدہ بنادیا گیا ہے۔ صنعتی سروے کرنے والوں کے لکھنؤ میں جلسے ہوئے ہیں تاکہ جتنا کام ہوچکا ہو اُس پر غور کیا جاسکے اور آئندہ کے لئے پروگرام تیار کیا جاسکے۔

(۳) "یوپی میں تجارت اور صنعت وحرفت" پر محکمہ اطلاعات عامہ سے ایک ماہوار اطلاعنامہ شائع کرنے کے لئے ڈائرکٹر صنعت وحرفت کے دفتر کے کمرشل انٹیلیجنس سکشن کو ہدایت کیجاتی ہے۔

(۴) لیبر آفس کی معرفت کانپور کے مزدوروں کے خانگی بجٹ اور مکانات کی حالت کی تحقیقات شروع کردی گئی ہے اور اس مقصد کے لئے ایک مفصل سوالنامہ تیار کیا گیا ہے۔ اس قسم کے ایک ہزار سے زیادہ بجٹ تیار کرلئے گئے ہیں اور اس کے لئے ایک مکمل فارم جو ۵۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ تیار کیا گیا ہے۔ اس کی رپورٹ عنقریب شائع ہوجائیگی۔

(۵) صوبہ کے دیہاتوں کے سروے کے لئے سوالنامہ تیار کیا گیا ہے اور ہر تاگڈہ میں ۶ سروے ہوئے ہیں۔ یہ سروے گاؤں سدھار کا محکمہ کر رہا ہے۔

(۶) اقتصادی شعبہ کانپور زراعتی چیزوں کی تھوک قیمتوں کا جو ماہوار اطلاعنامہ شائع کرتا تھا۔ اسکے اعداد وشمار غیر معتبر اور غلط ہوتے تھے۔ اب اس تمام اسکیم پر نظر ثانی کی گئی ہے اور یہ اطلاع حاصل کیجارہی ہے کہ اسکیم کے اندر دوسری چیزیں مثلاً صنعتی پیداوار وغیرہ اسکیں نیز جو اعداد وشمار اکٹھا کئے جائیں وہ صحیح ہوں۔

(۷) لکھنؤ میں دودھ کے سروے کی بھی ایک اسکیم تیار کی گئی ہے تاکہ یہاں کو آپریٹیو طرز پر دودھ کی فراہمی کیجاسکے۔ یہ اسکیم زیر غور ہے۔

(۸) صنعتی اور زراعتی چیزوں پر وقتاً فوقتاً اطلاعنامے شائع کرنا تاکہ تمام مفید اطلاعات ایک جگہ مل سکیں۔ اس قسم کے اطلاعنامے عنقریب شائع ہونگے۔

(۹) صوبہ کے لئے اعداد وشمار کا ایک ایکٹ مرتب ہوا ہے۔ یہ ایکٹ حکومت کے سامنے قانون حق آراضی منظور ہوجانے کے بعد پیش ہوگا۔

(۱۰) صوبہ میں گذشتہ سال کے گیہوں کے متعلق ایک مضمون تیار کیا گیا ہے جس میں مستقبل کے متعلق بھی بحث تھی۔

بنگال رگولیشن ریپلنگ ایکٹ

بیگار بند کرنے کے لئے بنگال رگولیشن ریپلنگ ایکٹ منظور کر لیا گیا ہے۔

تجارتی جھگڑوں کے سمجھوتہ کا بل

تجارتی جھگڑوں کے سمجھوتہ کا بل پہلے ایک سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا گیا پھر اسے واپس لے لیا گیا اور صنعتی جھگڑوں کے بل کے نام سے ایک نیا بل جو بمبئی کے صنعتی جھگڑوں کے بل کے طرز پر ہے زیر غور ہے۔

سرکاری مہر

موجودہ حکومت نے ایک خاص صوبجاتی سرکاری مہر بنوائی ہے جسے شاہی فرمان کے ذریعہ منظور کیا گیا ہے اور اب یہی مہر پچھلی مہر کے بجائے تمام سرکاری کاغذات اور گورنمنٹ گزٹ میں چھاپی جاتی ہے۔

محکمہ عدالت (فوجداری)

آنریری مجسٹریٹوں کا تقرر

آنریری مجسٹریٹی کا ادارہ اور آنریری مجسٹریٹ کے مقرر کرنے کا گذشتہ طریقہ ابھی تک جاری تھا۔ صوبجاتی آزادی ملنے کے پہلے اس پر بہت زیادہ تنقید کی جا چکی ہے اور گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کے حصہ سوم کے نفاذ کے بعد اس سوال کی صوبجاتی مجالس قانون ساز میں اور اخبارات میں بہت بحث ہوئی اس لئے اس خیال کے ماتحت کہ جہاں تک ممکن ہو عوام کی شکایت کو دور کیا جائے اور تقرر کے طریقہ کے خرابیوں کو ہٹایا جائے گورنمنٹ نے ایک حکم کے ذریعہ سے تمام آنریری مجسٹریٹوں کی عدالتوں کو (سوائے ریلوے مجسٹریٹ عدالت کے) پہلی مارچ ۱۹۳۶ء سے بند کر دیا تاکہ نئے طریقے سے جس نے پرانے طرز کو بالکل بدل دیا ہے نئے تقرر عمل میں لائے جائیں

آنریری مجسٹریٹوں کو مقرر کرنے کے نئے قواعد

نئے قوانین مارچ ۱۹۳۸ء میں جاری کئے گئے تھے اور تین زبانوں میں مشتہر کیا گیا انگریزی اور

ہندی اور اُردو اخبارات اور حکام ضلع کے ذریعہ سے بھی ان کی تشہیر کرائی گئی تھی۔ نئے قوانین کی چند خاص باتیں درج ذیل ہیں۔

(۱) کمشنر ڈویژن کی معرفت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کسی شخص کو مجسٹریٹی کے اختیارات دینے کی جو سفارش کمشنر کرتا تھا وہ طریقہ منسوخ کر دیا گیا ہے اس کے بجائے ایک اسٹینڈنگ کمیٹی سات ممبروں کی جس میں دو سرکاری (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سول یا ڈسٹرکٹ جج) اور پانچ غیر سرکاری (جس میں اسمبلی کے ممبر اور انجمن وکلا کے منتخب کردہ عہدہ دار شامل ہوتے ہیں) ممبر ہوتے ہیں ہر ضلع میں بنائی گئی ہے۔ یہ کمیٹی درخواستیں طلب کرتی ہے اور جتنے آدمیوں کی ضرورت ہوتی ہے اتنی سفارشیں ان درخواستوں میں سے کی جاتی ہیں جو آنریری مجسٹریٹی کے واسطے آئی ہوتی ہیں۔ اس کے بعد گورنمنٹ ان سفارشات پر غور کرتی ہے اور مناسب آدمی کا تعین کرتی ہے۔

(۲) کم از کم تعلیمی خصوصیت انٹرنس پاس ہوتا ہے اور جو شخص انگریزی۔ ہندی یا اُردو میں کافی قابلیت رکھتا ہے وہ بھی آنریری مجسٹریٹ مقرر ہونے کا اہل ہو سکتا ہے

(۳) درخواست دینے والے کی دیانتداری کی شہرت پر خاص زور دیا گیا ہے۔ کوئی شخص جو بہت زیادہ قرضدار ہو اور جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہو کہ اس کا قرض اتنا زیادہ ہے کہ اس کی ایمانداری سے آنریری مجسٹریٹ کے فرائض کو پورا کرنے میں حائل ہوگا تو وہ شخص اس جگہ کے لئے مناسب نہیں تصور کیا جاتا ہے۔

(۴) اسمبلی کے ممبر (سوائے ان کے جو خاص حلقہ انتخاب سے منتخب ہوئے ہیں) چیرمین اور لوکل باڈیز کے ممبروں کو ان کے حلقہ انتخابیہ یا اور لوکل باڈی کے رقبہ کے اندر کے حلقہ میں آنریری مجسٹریٹ ہیں مقرر کیا جا سکتا ہے۔

آنریری مجسٹریٹوں کی ٹریننگ

(۵) جب ایک شخص آنریری مجسٹریٹ مقرر ہو جائے تو اسے ایک تنخواہ پانے والے سینیر مجسٹریٹ کے ماتحت قوانین اور کارروائی مقدمہ کی ٹریننگ حاصل کرنا ہوگی یہ ٹریننگ ان لوگوں کے واسطے جو پہلے آنریری مجسٹریٹ رہ چکے ہیں یا پہلے تجربہ کار وکیل رہ چکے ہیں ضروری نہیں ہوگی۔

(۶) ایک شخص جو وکالت کر رہا ہو اور اس کی سفارش آنریری مجسٹریٹی کے واسطے کی گئی ہو تو عام قاعدہ کے ماتحت اس کو مجسٹریٹ مقرر ہونے سے بیشتر ہی وکالت چھوڑ دینا ہوگی۔

(۷) ذاتی مکانات میں پہلے کی طرح عدالت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ کام کرنے کے وقت مقرر کر دیئے گئے ہیں اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس چیز کی نگرانی

تحصیل کے آنریری مجسٹریٹ وقت پر اور برابر آیا کریں۔ اس کے علاوہ جہاں تک ممکن ہو ضلع سب ڈویژن یا تحصیل کے ہیڈ کوارٹر پر عدالتیں رکھی جائیں۔

اقلیت کی نمائندگی

(۸) تقرر کے وقت اقلیت کے فرقہ کے نمائندوں کو، پست اقوام کے نمائندوں کو، کاشتکاروں اور ان کے لڑکوں کے ساتھ (جو اپنی تعلیم۔ عادات اور عام شہرت کی وجہ سے مجسٹریٹی کے فرائض انجام دینے کے قابل ہوں گے) خاص مراعات دی جائیں گی۔ اسی طرح عورتوں کے ساتھ خاص رعایات کی جائیں گی۔

(۹) وہ گاؤں جو آنریری مجسٹریٹ یا اس کے قریبی عزیز کی ملکیت ہوں گے یا وہ رقبے جس میں وہ یا اس کے عزیز مہاجنی کرتے ہوئے ہوں گے وہ اس کے اختیارات سے باہر ہوں گے

تقریباً تمام ضلعوں میں موجودہ قوانین کے ماتحت نئے تقرر ہوئے ہیں۔ ان کی کل تعداد ۶۱۸ ہے جس میں خواتین۔ پست اقوام کے نمائندے اور کچھ پیشہ کے آنریری مجسٹریٹ شامل ہیں۔

پبلک جوا ایکٹ ۱۸۶۷ء کی ترمیم

صوبہ کی حکومت کو اس چیز کی اطلاع ملی کہ صوبہ کے کئی شہروں میں کارنیوال اور دوسری تفریح کی جگہوں میں مختلف قسم کے کھیلوں کے پردہ میں جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ چالاکی کے کھیل (Games of skill) ہیں جوا کھیلا جاتا ہے۔ چونکہ صرف چالاکی کے کھیل جوا اتفاق کے کھیلوں (Game of chance) سے بالکل مختلف ہوتے ہیں پبلک جوا ایکٹ کی دفعہ ۱۳ (الف) کے ماتحت نہیں آتے اس لئے کارنیوال وغیرہ کے کھیلوں کا طریقہ ایسا مقرر کیا جاتا ہے کہ وہ کبھی جوا ایکٹ کی زد سے محفوظ ہو جائیں مگر موجودہ گورنمنٹ نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسے عام جوئے کو روکنے کا بہتر طریقہ صرف یہ ہو سکتا ہے کہ ایکٹ کی دفعہ ۱۳ (الف) کو جس میں چالاکی کے کھیلوں کو مستثنیٰ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے بہت زیادہ محدود کر دیا جائے اور اس کا نفاذ صرف اس کھیل پر ہو سکے جو عام مقام پر نہیں ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ ایسے تمام کھیلوں کو اس ایکٹ کے ماتحت لے آیا جائے جو کسی عام جوئے خانہ میں کھیلے جائیں خواہ وہ چالاکی کے کھیل ہوں یا اتفاق کے اسکو۔ اس چیز کے پیش نظر ایکٹ کی دفعہ ۱۳ (الف) کو مندرجہ ذیل طریقہ پر ترمیم کر دیا گیا ہے۔

"اس ایکٹ کی کوئی دفعہ صرف چالاکی کے کھیلوں پر جو اتفاق کے کھیلوں اور اتفاقیہ

اور چالاکی کے چلنے ہوئے کھیلوں سے مختلف ہیں نہ نافذ ہوگی بشرطیکہ وہ عام مقامات پر ہوں
دیوالی کے زمانہ اس ایکٹ کی مختلف دفعات کو زیادہ وسیع کر دیا گیا تھا جس کے نتیجہ کی
طور بہت کافی گرفتاریاں ہوئیں۔

جیوری اور اسیسر کمیٹی

ستمبر ۱۹۳۷ء میں اسمبلی میں انتظام عدالت کے اخراجات کی کمی کی تخفیف کے مسئلہ پر بحث کے دوران میں اسیسران کی امداد کے ساتھ مقدمہ کرنے کے طریقہ کی تقریباً تمام ممبروں نے مخالفت کی اور اس چیز پر بہت زیادہ زور دیا گیا کہ تمام صوبہ میں جیوری کا طریقہ رائج کیا جائے۔

گورنمنٹ نے اس سوال کو دوبارہ مفصل طور پر اس کے ہر پہلو سے غور کرنا شروع کیا اور اس معاملہ پر عوام کی رائے معلوم کی۔ چونکہ اس سوال کو صوبہ کے انتظام عدل میں ایک خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے گورنمنٹ نے اگست ۱۹۳۸ء میں آنریبل چودھری نعمت اللہ کی زیر صدارت میں ججوں اور تجربہ کار وکلا کی ایک کمیٹی بنائی جو اس مسئلہ پر غور کریگی کہ آیا اسیسر کے طریقہ کو ختم کر کے صوبہ میں جیوری کے طریقہ کو رائج کیا جائے یا نہیں۔

کمیٹی نے اپنے تین اجلاس کئے۔ ایک اگست ۱۹۳۸ء میں اور دو اکتوبر ۱۹۳۸ء میں اور اس کے بعد اپنی رپورٹ پیش کی۔ کمیٹی کی اکثریت کی سفارشات یہ ہیں کہ (۱) جیوری کے طریقہ کو اور زیادہ وسیع نہ کیا جائے اور اگر اس کو اور وسیع کیا جاتا ہے تو چند تحفظات رکھے جائیں (۲) اور اسیسرس کے طریقہ کو ختم کر دیا جائے۔

لیکن اگر اس طریقہ کو کل صوبہ میں رائج کر دیا جائے تو کمیٹی نے اس سلسلہ میں کچھ اور سفارشیں کی ہیں۔ کمیٹی کی رپورٹ حکومت کے زیر غور ہے۔

جوڈیشل (دیوانی) ڈپارٹمنٹ

مندرجہ ذیل تجاویز گورنمنٹ کے زیر غور ہیں:-

(۱) انتظامی اور عدالتی کاموں کی علیحدگی۔

(۲) چیف کورٹ کے ابتدائی حلقہ اختیارات کو ختم کر دینا۔

(۳) چیف کورٹ اور ہائی کورٹ کی گرمیوں کی چھٹی میں کمی۔

(۴) آنریری منصف کے تعین کے طریقہ میں تبدیلی۔

(۵) سبارڈینیٹ عدالتوں کے اسٹاف اور چپراسیوں کی تنخواہ میں اضافہ۔

میونسپل ڈیپارٹمنٹ

لوکل سلف گورنمنٹ اکسپرٹ کمیٹی

لوکل سلف گورنمنٹ اکسپرٹ کمیٹی نے جسے نومبر ۱۹۳۷ء میں مقرر کیا گیا تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس کے ہری پور کے اجلاس کے بعد اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی۔ یہ کمیٹی اس لئے مقرر کی گئی تھی کہ وہ نکات حوالہ تیار کرے جن پر اسمبلی کی مقرر کردہ بڑی سب کمیٹی لوکل سلف گورنمنٹ کے توانین برتتے وقت غور کرے گی۔

اس کے بعد بڑی کمیٹی مقرر کی گئی اس نے ٹاؤن ایریا اور گاؤں پنچایت ایکٹ پر نظر ثانی کر لی ہے اور اب میونسپلٹی اور ٹاؤن امپروومنٹ پر غور کر رہی ہے اس کی سفارشات بہت جلد آنے والی ہیں۔ اس کے بعد ان توانین پر دوبارہ نظر کی جائے گی۔

درمیانی کام

اس دوران میں وہ کام جو موجودہ لوکل سلف گورنمنٹ ایکٹ کے ماتحت کئے جا سکتے ہیں بورڈوں کی حالت سدھارنے کے لئے کئے گئے ہیں۔ ہردوار کی میونسپلٹی میں ایک سرکاری چیرمین تھا اور نینی تال کی میونسپلٹی میں ایک غیر سرکاری نامزد کردہ چیرمین تھا۔ اِن بورڈوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ خود اپنا چیرمین منتخب کریں۔ میونسپلٹی کے اُن ممبروں اور چیرمینوں کے خلاف مناسب کارروائی کی گئی ہے جنھوں نے فرائض کے انجام دینے میں کوتاہی کی ہے یا اختیارات کا غلط استعمال کیا ہے۔ بورڈ کے ممبر نامزد کرتے وقت حکومت نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ پبلک میں کام کرنے والے پرجوش مرد اور خواتین کو خود بورڈ سے رائے لے کر نامزد کیا جائے جن مقامات پر زیادہ ٹیکس لگے ہوئے تھے جہاں تک ممکن ہوا ہے ختم کر دیئے گئے ہیں۔ کانپور میں ہاؤس ٹیکس اور واٹر ٹیکس کے بل کی فوری ادائگی پر ٹیکس میں کمی کرنے کے امتحان کی اجازت دیدی گئی ہے اس سے اُمید کی جاتی ہے کہ ٹیکس دینے والوں کو آسانی ہوگی اور ٹیکس آسانی سے جمع ہو جایا کرے گا۔

میونسپل بورڈوں کے اُن ملازموں کو جنھیں ان کے سیاسی خیالات کی بنا پر معمولی وجہوں سے نکال دیا گیا تھا ان کے دوبارہ درخواست دینے پر پھر نوکر رکھ لیا گیا ہے۔

کانپور میں کوئنس پارک جو تحریک ترک موالات کے زمانہ میں بورڈ سے لے لیا گیا تھا پھر بورڈ کو واپس

کر دیا گیا ہے ۔ میونسپل رقبوں میں صفائی پر بہت زیادہ توجہ دی جا رہی ہے ۔ بورڈوں کو سڑکیں اور واٹر ورکس وغیرہ کے لئے بہت فراخ دلی سے امداد دی گئی ہے ۔

بیماری کو ایک حد تک کم کرنے کے لئے جبریہ ریٹائر ہونے کی عمر بجائے ۶۰ سال کے ۵۵ سال کر دی گئی ہے ۔ بہت ہی کم معاملات میں ۶۰ سال تک بجائے ۶۵ سال کے، میعاد بڑھائی جا سکتی ہے ۔

ہریجن

اُن مسئلوں کو جن کا ہریجنوں سے تعلق ہے بہت ہمدردی اور غور سے دیکھا گیا ہے ۔ تنخواہوں میں اضافہ کرانے کے لئے مہتروں کی کئی اسٹرائکیں ہوئی تھیں لیکن ان کی تکالیف پر ہمدردی سے غور کرنے کا یقین دلانے کے بعد وہ ہڑتالیں ختم کر دی گئیں ۔ ہریجنوں کی تکالیف اور ان کو دور کرنے کی وہ تجاویز جو مسٹر اسے ۔ وی ٹھکر کے نوٹ میں تھیں میونسپلٹیوں کو روانہ کر دی گئی ہیں جن سے یہ بھی معلوم کیا گیا تھا کہ وہ اس سلسلہ میں کیا کارروائی کرنے والی ہیں ۔ جوابات قابل اطمینان نہیں تھے اور اُن سے معلوم ہوتا تھا جس چیز کی ضرورت تھی اُسے اچھی طرح سمجھا ہی نہیں گیا اس لئے اس مسئلہ کو دوبارہ ان کے پاس سوالات کی صورت میں بھیجا گیا ہے اور اس کے جوابات مانگے گئے ہیں ۔ جوابات کا انتظار ہے ۔ بورڈوں سے کہا گیا ہے کہ مہتروں کی بہتری کے لئے کوآپریٹو سوسائٹیز میں زیادہ دلچسپی لی جائے ۔

گندی بستیوں (slums) کے حصے کو صاف کرنے کے سلسلہ میں گورنمنٹ نے یہ طے کیا ہے کہ ٹاؤن امپرومنٹ ایکٹ میں ایسی ترمیم کی جائے کہ کارروائی میں وقت کم صرف ہو تاکہ اس قسم کی اسکیم جلدی کام میں لائی جا سکیں ۔

لکھنؤ امپرومنٹ ٹرسٹ اور مسوری سٹی بورڈ کے متعلق بدانتظامی کی شکایات تھیں ۔ ایک کمیٹی اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے ۔

ایک کمیٹی واٹر ورکس کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے اور پبلک ہیلتھ انجینیرنگ ڈیپارٹمنٹ اور پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ کو ایک میں شامل کر دینے کے مسئلہ پر بھی غور کرنے کے لئے کمیٹی سے کہا گیا ہے ۔ اگر ان دونوں محکموں کو ملایا جا سکے گا تو نتیجہ کے طور پر کچھ روپیہ کی بچت ہوگی ۔

لوکل سلف گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ

لوکل سلف گورنمنٹ کمیٹی کا تقرر

حکومت نے ایک لوکل سلف گورنمنٹ کمیٹی مقرر کی تھی جن چیزوں پر اسکو غور کرنے کے لئے

کہا گیا تھا اس میں تقریباً صوبہ کی پوری لوکل سلف گورنمنٹ کے حدود آ جاتے ہیں۔
کمیٹی نے اپنی رپورٹ کا ایک حصہ پیش کر دیا ہے جو گاؤں پنچایت اور ٹاؤن ایریا کے متعلق ہے رپورٹ بہت مفصل ہے اور اس پر غور کیا جا رہا ہے۔ کمیٹی کی سفارشات میں خاص چیزیں یہ ہیں۔ کہ ٹاؤن ایریا اور گاؤں پنچایت کمیٹی کی دوبارہ جمہوری طرز پر تنظیم ہونا چاہئے اور ان کو انتظام کے شعبہ میں کافی اختیارات ملنا چاہئیں۔ عدالتی کام کرنے کے لئے یہ طے کیا گیا ہے کہ علحدہ پنچایت مقرر کیجائیں جو عدالتی پنچایت کہلائیں۔ یہ مقامی جماعتیں جماعتی طریقہ انتخاب کے ڈھنگ سے بنائی جائے گی اور اس میں کوئی نامزدگی نہ ہوگی۔ ہر بالغ مرد اور عورت ووٹ دیگا اور املاک کی خصوصیات کو ختم کر دیا جائے گا۔ یہ عدالتی پنچایت جو گاؤں کی پنچایت سے علحدہ ہوگی۔ پنچوں کی ایک جماعت پر مشتمل ہوگی جس میں کچھ لوگ گاؤں پنچایت کے منتخب کردہ ہونگے اور لوگوں کو ایک ایسی کمیٹی مقرر کرے گی جو کلکٹر ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیرمین اور پرگنہ کمیٹی کے چیرمین پر مشتمل ہوگی۔ اس سلسلہ میں تیزی کے ساتھ قدم اُٹھائے جا رہے ہیں تاکہ لوکل باڈیز کے قانون کو پوری طور پر بدل کر مجلس قانون ساز سے منظور کرایا جا سکے۔ کمیٹی کی لوکل سلف گورنمنٹ کی اسکیم میں نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی میں شامل ہے کیونکہ اس کو ختم کر کے متعلقہ رقبہ کی آبادی کے لحاظ سے ٹاؤن ایریا کمیٹی یا میونسپل بورڈ بنائے جائیں گے۔

پنچ اور سرپنچ کا الکشن

موجودہ قانون کی رو سے کلکٹر گاؤں کے پنچ اور سرپنچ کا تقرر لوگوں سے مشورہ کر کے کرتا تھا گورنمنٹ نے حکم دیا ہے کہ اس قسم کے تقرر اب انتخاب سے ہوا کریں۔

دھرم شالوں کے واسطے سرائے ایکٹ

کالی کملی والا چھترا رشی کیش کے منتظمین کی خواہش پر گورنمنٹ نے یہ طے کیا ہے کہ دھرم شالوں پر اور ایسے ہی اداروں مثلاً مسافر خانوں وغیرہ پر جہاں قیام کرنے کا کرایہ نہیں لیا جاتا سرائے ایکٹ نہ نافذ ہوگا اور ان کو اس کے ماتحت رجسٹری ہونے پر مجبور نہ کیا جائیگا بشرطیکہ کسی ایسے ادارہ کے متعلق غیر قانونی حرکات یا نامناسب حرکت یا بد انتظامی کا ثبوت نہ پہونچ جائے۔

مہتروں کی حالت کا بہتر بنانا

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی سفارش پر لوکل باڈیز سے ان مہتروں کے متعلق ایک رپورٹ مانگی

گئی ہے۔ جوان کے یہاں نوکر ہیں اور اُن سے کہا گیا ہے کہ وہ ان کی حالت کو بہتر بنانے کی کوشش کریں

نوٹیفائڈ ایریا کا غیر سرکاری چیرمین

تقریباً ہر شخص اس بات کا خواہشمند ہے کہ نوٹیفائڈ ایریا چیرمین بجائے سرکاری نامزد کردہ چیرمین کے منتخب کردہ چیرمین ہوں۔ کمشنروں کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ وہ فوراً غیر سرکاری چیرمینوں کے منتخب کرنے کا انتظام کریں اور اگر کسی انفرادی معاملہ میں یہ کرنا مناسب نہ ہو تو گورنمنٹ کو دوسرے احکامات کے واسطے لکھیں۔

قومی جھنڈے کا لہرانا

ستمبر ۱۹۳۷ء میں ایک سرکار جاری کیا گیا جس میں کمشنروں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ کے چیرمینوں کو مطلع کر دیں کہ وہ اُن ممبروں کی تجویز میں کوئی مشکلات نہ حائل کریں جو بورڈ کی عمارت پر قومی جھنڈے کے لہرانے کے متعلق ہو۔

چھوٹنے والے قیدیوں کی امدادی انجمن کی امداد

گورنمنٹ نے صوبجات متحدہ کے چھوٹنے والے قیدیوں کی امدادی سوسائٹی کے لئے اوّل درجہ کے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو زیادہ سے زیادہ ۳۰۰ روپیہ اور دوم درجہ کے بورڈوں کو زیادہ سے زیادہ ۲۰۰ روپیہ کی متواتر رقم بطور چندہ دینے کی اجازت دی ہے۔ نیز اوّل درجہ کے بورڈوں کو زیادہ سے زیادہ ۵۰۰ روپیہ کی اور دوم درجہ کے بورڈوں کو زیادہ سے زیادہ ۴۰۰ روپیہ کی نہ جاری رہنے والی امداد دینے کی اجازت دی ہے۔

لوکل باڈیز میں نامزدگی

گورنمنٹ نے یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ وہ لوکل باڈیز میں جس کی نامزدگی کرنا چاہتی ہے اسکے مفید ہونے کے متعلق ڈسٹرکٹ بورڈ متعلقہ کی رائے دریافت کر لیتی ہے۔

میڈیکل ڈیپارٹمنٹ

حکومت صوبجات متحدہ عوام کو ڈاکٹری اور طبی آسانیاں بہم پہونچانے کی غرض سے ہر ممکن کوشش کر رہی ہے اور اُس کے ساتھ ہی دیسی طریقہائے علاج کی ہمت افزائی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ چنانچہ یونانی اور

آیورویدک طریقہائے علاج کو منظم کرنے کے لئے اُس نے یہ طے کیا ہے کہ موجودہ بورڈ آف انڈین میڈیسن کو جس کی ابھی تک کوئی قانونی حیثیت نہ تھی، قانونی درجہ دیدیا جائے۔ اس مقصد کے لئے اسمبلی میں یو۔ پی انڈین میڈیسن بل کے نام سے حکومت ایک بل پیش کر رہی ہے۔ جس کے اغراض و مقاصد حسب ذیل ہیں:-

(۱) بورڈ کو قانونی درجہ مل جائے۔ (۲) ویدوں اور حکیموں کو رجسٹرڈ کرایا جائے اور ان کو خاص حقوق دئے جائیں (۳) ہر حکیم اور وید اپنے آپ کو بورڈ سے رجسٹرڈ کرائے اور تمام غیر رجسٹرڈ شدہ حکیموں یا ویدوں کو مطب کرنے سے روک دیا جائے تاکہ صوبہ میں نیم حکیم نہ باقی رہ جائیں۔ (۴) دیسی طریقہائے علاج کی ہمت افزائی ہو سکے۔

یونانی اور آیورویدک اداروں کو امداد

اس بل کے علاوہ دیسی طریقہائے علاج کو ترقی دینے کے لئے حکومت یونانی اور ویدک اداروں کو مالی امداد بھی دیتی ہے۔ آیورویدک کالج بنارس ہندو یونیورسٹی اور طبیہ کالج علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کو سالانہ پچاس پچاس ہزار کی رقم ملتی ہے۔ رشی کل آیورویدک کالج ہردوار اور یونانی میڈیکل سکول لکھنؤ کو دس دس ہزار روپیہ سالانہ دیا جاتا ہے۔ گذشتہ سال انھیں دونوں اداروں کو ڈھائی ڈھائی ہزار کی رقم غیر متواتر بھی دی گئی تھی۔ عمارات اور دیگر طبی آلات کی فراہمی کے واسطے ان کالجوں کو کچھ اور روپیہ دینے کے مسئلہ پر بھی غور کیا جا رہا ہے۔

دائیوں کی ٹریننگ

۱۹۳۴ء میں دائیوں اور نرسوں وغیرہ کا جو رجسٹریشن ایکٹ پاس ہوا تھا موجودہ حکومت نے اُس کا بھی نفاذ کر دیا ہے۔ حکومت یہ بھی چاہتی ہے کہ ہندوستانی لڑکیاں نرسوں کا کام سیکھ جائیں چنانچہ عنقریب آگرہ میں نرسوں کا ٹریننگ کالج کھلنے والا ہے۔

میڈیکل تنظیم کمیٹی

ایک میڈیکل تنظیم کمیٹی بھی بنائی گئی ہے جو علاوہ دوسرے کاموں کے اس مسئلہ پر بھی غور کرے گی کہ آگرہ میڈیکل اسکول (مردانہ) کی تعلیم کے معیار کو کیسے بلند کیا جائے کہ وہ لکھنؤ میڈیکل کالج کے معیار کے برابر آ جائے۔ ضلع آناؤ میں بطور تجربہ ایک "ایمبولنس دواخانہ" قائم کیا گیا ہے۔ اس سفری دواخانہ کا مقصد یہ ہے کہ ضلع بھر میں یہ ایمبولنس دورہ کرے اور ہر گھر پر پہونچکر گھر کی عورتوں کو ڈاکٹری امداد دے۔

دیہاتی رقبوں میں ڈاکٹری امداد

ڈاکٹری اور طبی امداد ملنے کی سب سے زیادہ ضرورت دیہات والوں کو ہے کیونکہ ابھی تک گاؤں

کے رہنے والوں کو اس قسم کی کوئی آسانی میسر نہیں تھی وہ نہ تو حفظانِ صحت کے اصول جانتے تھے اور نہ اُن میں کا اگر کوئی شخص بیمار پڑتا تھا تو اسے آسانی سے دوا مل سکتی تھی۔ اگر گاؤں میں ہیضہ یا طاعون پھیلتا تو اس کی روک تھام بھی بڑی مشکل سے ہوتی۔ کانگرس حکومت نے غریب دیہاتیوں کی اس حالت زار پر سب سے پہلے توجہ کی اور اس نے ان کو ہر طرح کی ڈاکٹری اور طبی آسانیاں بہم پہونچانے کے لئے یہ انتظام کیا کہ ہر گاؤں کے زیادہ سے زیادہ ۵ میل کے فاصلہ پر ایک ایسا علاج گھر قائم ہو جائے جہاں کوئی دواخانہ، حکیم، وید یا ڈاکٹر ہر وقت مل سکے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے سال گذشتہ کے سرکاری بجٹ میں ۵ لاکھ روپیہ کی رقم اس غرض سے منظور کی گئی ہے کہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۹ء تک دیہاتوں کے تمام مناسب مرکزوں میں ۳۰۰ آیورویدک اور یونانی شفاخانے، ۴۰ ڈاکٹری دواخانے اور ۱۶ سفری ڈاکٹری دواخانے قائم کردیے جائیں۔ اسکے علاوہ ۱۲ ڈاکٹروں کو اس کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ مناسب مقامات پر اپنے مطب کھولیں اور وہیں علاج معالجہ شروع کریں۔ اُمید ہے کہ جب یہ تمام دواخانے اور ڈاکٹر کام کرنے لگیں گے تو کوئی گاؤں ایسا نہ باقی رہ جائے گا جس کے ۵ میل کے فاصلہ پر کوئی ڈاکٹر یا حکیم نہ موجود ہو۔ حکومت کا اصل مقصد یہ ہے کہ جو حکیم یا وید ان دواخانوں میں کام کریں وہ واقعی قابل اور تجربہ کار بھی ہوں اور اپنا پورا وقت صرف گاؤں والوں کی دیکھ بھال میں صرف کرسکیں چنانچہ ان کی معقول تنخواہیں مقرر کردی گئی ہیں۔

محکمہ صحت عامہ

ہیضہ

۱۹۳۸ء کے شروع حصہ میں برندابن اور ہردوار کے دو زبردست میلے ہوئے۔ برندابن کا میلہ تو بخیریت گذر گیا مگر ہردوار کے میلہ میں سخت ہیضہ پھیلا جس کا اثر سارے صوبہ میں ہوگیا۔ اس وبا کی روک تھام کے لئے حکومت کو خاص انتظامات کرنا پڑے۔ ڈائرکٹر صحت عامہ کو اس کا اختیار دیدیا گیا کہ وہ محکمہ کے موجودہ عملہ کے علاوہ صورت حال پر قابو پانے کے لئے جتنا مزید عملہ رکھنا چاہیں رکھ سکتے ہیں وباؤں کے لئے جتنی رقم عموماً منظور کی جاتی تھی حکومت نے اس کے علاوہ ۱۸۷۰۰۰ روپیہ اور منظور کیا۔ مزید ڈاکٹر جو مقرر کئے گئے ان کی تعداد اس زمانہ میں ۵۰ تک پہنچ گئی تھی۔ ہیضہ کی دوائیاں مفت تقسیم کی گئیں ہیضہ کے نسخے مفت دئے گئے اور مقامی بورڈوں کو ہیضہ کے انسداد کیلئے عطئے بھی دئے گئے آنریبل وزیر صحت نے خود اکثر مقامات کا دورہ کرکے انتظامات میں حصہ لیا۔

سیلاب

ہیضہ کے بعد صوبہ کے مشرقی اضلاع میں نہایت زبردست سیلاب آگیا جس سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں سیلاب زدہ علاقوں میں ملیریا نہ پھیل جائے چنانچہ حکومت نے فوراً ۲۹۰۰۰ روپیہ کی رقم اس غرض سے منظور کی کہ اگر ملیریا واقعی پھیل جائے تو کونین کی گولیاں مفت تقسیم کی جائیں۔ اس کے علاوہ ملیریا روکنے کے لئے دوسرے انتظامات بھی کئے گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بیماری پھیل نہیں سکی۔

ملیریا روکنے کی تدابیر

لیکن چونکہ صوبہ کے بعض اضلاع ایسے بھی ہیں جہاں ملیریا عموماً رہا کرتا ہے، اس لئے حکومت نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء سے اس وبا کو دور کرنے کی ایک اسکیم تیار کی ہے جس کا نفاذ سرکاری ریاست بھابھر اور ترائی کے باز پور علاقہ نیز ضلع ہردوئی کے بعض مواضعات میں کر دیا گیا ہے۔ ہندوستانی ریسرچ فنڈ ایسوسی ایشن نے اس اسکیم کے لئے ۲ لاکھ روپیہ منظور کیا ہے (جو ۵ سال میں ادا ہوگا) اور حکومت نے بھی اتنی ہی رقم کا عطیہ دیا ہے۔ اس اسکیم کا یکے بعد دیگرے دوسرے رقبوں میں نفاذ کیا جائے گا اور اُمید کی جاتی ہے کہ ۵ برس کے اندر اس صوبہ سے ملیریا کی وبا دور ہو جائے گی۔

صحت کا مرکز

پرتاب گڈھ میں گذشتہ ۶ سال سے صحت کا ایک مرکز قائم ہے جس کے اخراجات اب تک راک فلر فاونڈیشن برداشت کر رہی تھی مگر اس ادارہ نے جولائی ۱۹۳۸ء سے یہ عطیہ بند کر دیا۔ حکومت اب اپنی طرف سے وہی رقم اس مرکز کو دینا شروع کی ہے اور اس کا انتظام کیا گیا ہے کہ ۴۰-۱۹۳۹ء کے بجٹ میں اس مرکز کے لئے اتنی رقم منظور کر لی جائے کہ وہ مستقل چیز ہو جائے۔ اس مرکز کا مقصد یہ ہے کہ دیہاتی رقبوں میں حفظان صحت کی وہی سہولتیں بہم پہونچ جائیں جو میونسپلٹیوں کے رقبوں میں ہوتی ہیں۔

پرورش گاہ زچہ و بچہ

حکومت انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کی صوبجاتی شاخ کو زچہ اور بچہ کے کام کے لئے ۱۲۲۰۰۰ روپیہ سالانہ دے رہی ہے۔ اس وقت شہری رقبوں میں ۱۴۶ اور دیہاتی رقبوں میں ۱۴۷ مرکز ایسے کھلے ہوئے ہیں جہاں زچہ اور بچہ کی نگرانی کی جاتی ہے۔ ان کے علاوہ حکومت دیہاتی رقبوں میں ۲۴ مزید مرکز کھولنے کا انتظام کر رہی ہے

جبریہ ٹیکہ

اسمبلی نے ایک تجویز یہ بھی منظور کرلی ہے کہ دیہاتی رقبوں میں جہاں تک ممکن ہو چیچک کا ٹیکہ لگانا جبریہ قرار دیا جائے۔ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ اس تجویز پر عملدرآمد شروع ہو جائے۔

اسکولی شفاخانے

اس وقت اسکولوں کے ۵ شفاخانے قائم ہیں ان کے علاوہ ۸ نئے شفاخانے ایسی جگھوں پر کھولے جا رہے ہیں جہاں پورے وقت کے اسکول افسر کام کر رہے ہیں۔ ان شفاخانوں میں طالبعلموں کا مفت علاج ہوتا ہے۔

کفایت شعاری کی کارروائیاں

کفایت شعاری کے خیال سے اسسٹنٹ ڈائرکٹر صحت عامہ کی ایک جگہ فی الحال خالی رکھی گئی ہے اور یہ طے کیا گیا ہے کہ ۲۰ ضلعوں میں افسران حفظان صحت کی جگہیں توڑدی جائیں اور ۱۱ جگہوں پر کام کرنے والوں کی خدمات کو ڈویژنل پر منتقل کیا جائے تاکہ کسی وبا کے پھیلنے کے سلسلہ میں ہر سال مزید عارضی عملہ مقرر کرنے کا خطرہ نہ رہے اس اسکیم سے ۷ ہزار روپیہ سالانہ کا ہر سال فائدہ ہوگا۔

محکمۂ تعلیم

ابتدائی اور ثانوی تعلیم کی دوبارہ تنظیم

کمیٹیوں کی تشکیل

مارچ ۱۹۳۸ء میں حکومت صوبجات متحدہ نے ایک کمیٹی اس لئے مقرر کی تھی کہ وہ ابتدائی اور ثانوی تعلیم پر غور کرکے اپنی رپورٹ پیش کرے۔ کمیٹی کو جن چیزوں پر غور کرنے کے لئے کہا گیا تھا ان میں سے دوسری باتوں کے علاوہ مندرجہ ذیل بھی تھیں۔ (الف) ساتویں جماعت کے آخر تک موجودہ تعلیم کی ابتدائی اور درمیانی منزلوں کے نظام، نصاب اور نظام اور نصاب نگرانی غور کرکے اپنی رپورٹ پیش کرنا۔ (ب) ثانوی تعلیم اور یونیورسٹی کے قبل کے نصاب بارہویں درجہ کے یونیورسٹی میں شامل ہونے اور درجہ گیارہویں کو کسی

خاص مضمون کی تعلیم کے لئے مخصوص کرنے کے امکان پر غور کرنا (س) ثانوی تعلیم کے ضبط اور نظام کے متعلق تجاویز پیش کرنا۔

کمیٹی نے اپنی کارروائی تقریباً ختم کر دی ہے اور رپورٹ جلد ہی شائع ہونے والی ہے۔

بنیادی ٹریننگ کالج

تعلیم کی دوبارہ تنظیم کے سلسلے میں گورنمنٹ نے اگست ۱۹۳۸ء سے الہ آباد میں ایک نیا "بیسک ٹریننگ کالج" گریجویٹ مردوں کو تعلیم کے نئے طریقوں کی ٹریننگ دینے کے لئے قائم کیا ہے جس میں تمام ہدایات ایک یا دو (Crafts) کے گرد ہوا کریں گی۔ ٹریننگ کو کامیابی کے ساتھ حاصل کرنے کے بعد (جس کی مدت ۹ مہینے ہوگی) ان مدرسین کو صیغہ تعلیم کی طرف ایک ڈپلوما ایل۔ ٹی کے برابر کا دیا جائیگا۔

عورتوں کا ٹریننگ کلاس

اس کے علاوہ اس چیز کو پیش نظر رکھ کر کہ عورتوں کی کافی تعداد کو بھرتی کیا جائے اور کم از کم دو عورتوں کو بنیادی اسکول میں تعلیم دینے کے لئے رکھا جا سکے۔ گورنمنٹ نے ایک ٹریننگ کلاس ستمبر ۱۹۳۸ء سے عورتوں کے تھیوسوفیکل نیشنل اسکول۔ بنارس میں مسٹر بی۔ سنجیوا راؤ۔ آئی۔ ای۔ ایس کی زیر نگرانی تقریباً ۹ ماہ سے قائم کیا ہے جس میں انڈر گریجویٹ لڑکیوں کو ٹریننگ دیجاتی ہے کامیاب ٹریننگ کے بعد ان لڑکیوں کو سی۔ ٹی کی سند کے برابر سند دیجائیگی اور جہاں تک ممکن ہوگا انھیں اُن عورتوں کو ٹریننگ دینے کے لئے مقرر کیا جائیگا جس کی بنیادی اسکولوں میں ضرورت ہوگی۔

ٹریننگ اسکولوں میں خاص استادوں کا تقرر اس مقصد کے مد نظر کہ اُن لوگوں کو دستکاری کی ٹریننگ دی جائے جو اس وقت گورنمنٹ ٹریننگ کالج اور نارمل اسکول میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں حکومت نے چار سوت کاتنے والے اور تاگا بنانے والے ماسٹر مقرر کئے ہیں جو گریجوٹ انڈر گریجوٹ اور ورناکیولر اسکولوں کے ماسٹروں کو دستکاری کی تعلیم دینگے۔

"پروجکٹ" (Project) اور "ایکٹیوٹی" (Activity) ماسٹر بھی گورنمنٹ نارمل اسکول میں زیر ٹریننگ ورناکیولر اسکولوں کے مدرسین کو "پروجکٹ" اور "ایکٹیوٹی" طریقہ تعلیم سے تعلیم دینے کے طریقے سے آگاہ کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

یونیورسٹی کی دوبارہ تنظیم

مارچ ۱۹۳۸ء میں ایک کمیٹی صوبجاتی یونیورسٹیوں (الہ آباد لکھنؤ اور آگرہ) کے کام کی تحقیقات اور ان کی اصلاح کے طریقوں کی سفارش کرنے کے لئے مقرر کی گئی تھی۔ کمیٹی کے کئی اجلاس ہوئے اور اس نے کافی مواد جمع کرلیا ہے جس پر کمیٹی کے آئندہ اجلاس میں جو جلد ہی ہونے والا ہے غور کیا جائیگا۔ اس اجلاس میں کمیٹی اپنی تحقیقات اور سفارشات کو بھی مرتب کریگی۔

بالغوں کی تعلیم

بالغوں کے اسکول

بجٹ میں مالی سال رواں کے لئے ۱۰ لاکھ روپیہ تعلیمی اسکیم کیواسطے منظور کیا گیا ہے۔ اس روپیہ سے صیغہ تعلیم نے پورے صوبہ میں ناخواندگی کے خلاف زبردست پروپیگنڈا شروع کردیا ہے اور ایک خاص افسر رائے صاحب پنڈت شری نرائن چترویدی کے ماتحتی میں جو افسر توسیع تعلیم کہلائے جاتے ہیں ایک محکمہ علیحدہ قائم کیا گیا ہے۔

صوبہ کے ۴۸ ضلعوں میں ۹۶۰ بالغوں کے مدرسے قائم کئے جارہے ہیں۔ پرائیوٹ اداروں اور رضاکارانہ طور پر کام کرنے والوں کی ہمت افزائی کرنے کی غرض سے گورنمنٹ نے ہر اس شخص کو کچھ انعام دینے کا انتظام کیا ہے جو ان پڑھ لوگوں کو خواندہ کریگا۔ اچھے کام کرنے والوں کو اس طرف راغب کرنے کے لئے ہر ضلع میں سات انعامات ۵۰ روپیہ ۴۰ روپیہ ۳۰ روپیہ ۲۰ روپیہ کے بہترین کام کرنے والے کو دئے جائیں گے۔

گشتی کتب خانے

صوبہ کے ۴۸ ضلعوں میں ۷۶۸ کتب خانے قائم کئے گئے ہیں۔ ان کتب خانوں کے ۵ سے لے کر دس میل تک کے فاصلہ کا ایک حلقہ متعین کردیا گیا ہے۔

دار المطالعے

فروری ۱۹۳۸ء میں گورنمنٹ نے ۲۰ ہزار کی غیر متواتر رقم ورناکیولر مڈل اسکولوں میں کتب خانہ

کھولنے کے لئے منظور کی اور ۳۶ ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ۴۰ کتب خانے کھولنے کے لئے یہ امداد ملے گی۔

تمام صوبہ میں ۳ ہزار ۶ سو دارالمطالعے قائم کئے گئے ہیں۔ ان دارالمطالعوں میں رسالوں اور اخباروں کا انتظام کیا گیا ہے یہ دارالمطالعے ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدرسوں کے زیر انتظام رہیں گے جن کو اس سلسلے میں ایک روپیہ فی ماہ الاؤنس ملا کریگا۔

دارالمطالعوں کی جگہ تعین کرتے وقت اس چیز کا خیال رکھا گیا ہے کہ جہاں گشتی کتب خانہ ہے وہاں دارالمطالعہ بھی رکھا جائے۔

پرائیویٹ کتب خانوں اور دارالمطالعوں کو بھی امداد ملا کریگی۔

اچھوت اقوام کی تعلیم

۵۰ ہزار روپیہ کی ایک مزید متواتر رقم پست اقوام میں تعلیم پھیلانے کے لئے منظور کی گئی ہے گورنمنٹ نے ۵ ہزار کی متواتر اور ۵ ہزار کی غیر متواتر رقم الٰہ آباد ہریجن آشرم کے لئے جس کے صدر منشی ایشور سرن ہیں منظور کیا ہے۔

حکومت نے ایک خاص حاکم کی تو سیع جس کا کام صرف اچھوتوں میں تعلیم پھیلانا ہے ایک سال کے لئے جس کی مدت ۲۸ فروری ۱۹۴۰ء کو ختم ہوگی منظور کی ہے حکومت نے یہ حکم دے کر کم از کم ہر ضلع کے ٹریننگ اسکول میں تین پست اقوام کے لوگ ورناکیولر اسکولوں میں تعلیم دینے کے لئے ٹرین کئے جائیں اچھوتوں کو ٹریننگ اسکولوں میں داخل ہونے کا موقع دیا ہے۔

پست اقوام کے طلبا کو جہاں بھی وہ تعلیم پاتے ہوں اگر ممکن ہو تو فیس معاف کر دینے کا حکم دیا گیا ہے

گورنمنٹ نے یہ طے کیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہوگا پبلک سروس کمیشن آئندہ چند سال تک اچھوت قوم کے ایک اُمیدوار کو ڈپٹی انسپکٹر ایک شخص کو ٹرینڈ گریجویٹ ٹیچر دو کو سب ڈپٹی انسپکٹر اور دو کو انڈر گریجویٹ ٹیچر کی حیثیت سے مقرر کریگا۔

صوبجات متحدہ کے پست اقوام کی تعلیمی کمیٹی کے دستور العمل پر نظر ثانی کی گئی ہے اور کمیٹی میں پست اقوام کے نمائندوں کی تعداد بڑھا کر اس کو زیادہ وسیع کر دیا گیا ہے ان نمائندوں میں اسمبلی کے پست اقوام کے ممبر بھی شامل ہیں۔ گذشتہ سال اس بات کو طے کیا گیا تھا کہ ان میونسپلٹیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈوں میں جہاں جبریہ تعلیم ہے اچھوت لڑکوں کو جو ورناکیولر اسکولوں میں تعلیم پاتے ہوں کتابیں اور سامان نوشت وخواند مفت دیا جائے اس سال اُس اسکیم پر عمل کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں ۱۲۲۵۷ روپیہ خرچ کئے گئے ہیں۔

لڑکیوں کی تعلیم

چونکہ شہری حلقوں میں لڑکیوں کے لئے جبریہ تعلیم کا نفاذ ہوگیا ہے اس لئے گورنمنٹ اس رگولیشن میں جو صوبجات متحدہ کی ابتدائی تعلیمی ایکٹ کی دفعہ ۱۹ کے ماتحت میونسپلٹی میں لڑکیوں کے معاملہ میں نافذ ہونے کے متعلق بنایا گیا تھا جولائی ۱۹۳۳ء کو ترمیم کردیا ہے۔

گورنمنٹ نے کئی بورڈوں کی اس رائے کو پسند کیا ہے کہ لڑکیوں کے اپر پرائمری اسکولوں کو ورنیکلر مڈل کے معیار کے برابر کردیا جائے ۳۴-۱۹۳۳ء میں ایک ۱۲۸۷۳۲ روپیہ کی غیر متواتر رقم بورڈ کو اسکولوں کی عمارت تعمیر کرنے اور ان کا فرنیچر مہیا کرنے کے لئے دی گئی تھی۔ ان عمارات کے تعمیر ہو جانے کے بعد اس کام کے لئے رقم متواتر بورڈوں کو جولائی سے دی جائے گی۔

لڑکیوں کو لڑکوں کے پرائمری اسکولوں میں داخل ہونے کی ہمت افزائی کی غرض سے گورنمنٹ نے ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ۰۰ ۲۷ روپیہ کی متواتر رقم ۱۵۰ عورتوں کو لڑکوں کے پرائمری اسکولوں میں مدرس کی حیثیت سے مقرر کرنے کے لئے دیا ہے۔

لڑکیوں کی تعلیم کو ترقی دینے کے لئے گورنمنٹ نے دہلی ہرست میں ایک انگلو ورناکیولر مڈل گرلس اسکول قائم کیا ہے اور ۵۰ روپیہ ۵ – ۱۸۰ روپیہ کی ۷ جگہیں نکالی ہیں ان جگہوں کو پبلک سروس کمیشن نے مشتہر کردیا ہے اور اس کی سفارشات کا انتظار کیا جا رہا ہے

پندرہ پندرہ روپیہ ماہوار کے دس نئے وظیفے لڑکیوں کے گورنمنٹ نارمل اسکول میرٹھ اور بدایوں اور اتنی ہی رقم کے پانچ پانچ وظیفے لڑکیوں کے گورنمنٹ نارمل اسکول الہ آباد لکھنؤ اور بیس بیس روپیہ ماہوار کے پانچ نئے وظیفے لڑکیوں کے گورنمنٹ ہائی اسکول بریلی کے انگلش ٹیچرس سرٹیفکٹ کلاس میں تعلیم پانے والی لڑکیوں کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔

متفرق

(۱) ایک کمیٹی مقرر کی گئی ہے جو ہندوستانی اکیڈیمی کے کام کی جانچ کریگی۔

(۲) جسمانی سزا کی اسکولوں میں ممانعت کردی گئی ہے۔

(۳) ۳۱-۱۹۳۰ء میں سول نافرمانی کے زمانہ میں جو سرکلر سیاسی کاموں میں شرکت کرنے کے متعلق طلبا اور استادوں کے لئے نکالا گیا تھا منسوخ کردیا گیا ہے۔

(۴) ان ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ کے ماسٹروں کے متعلق جو کانگریس کی سول نافرمانی

کے سلسلے میں اسکولوں سے علیحدہ کر دیئے گئے تھے جو پابندی عائد تھی وہ ختم کر دی گئی ہے اور ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈ ان کو پھر واپس بلا سکتے ہیں

(۵) ۱۹۳۰ء اور ۱۹۳۲ء کے بعض خفیہ سرکلر جن میں تعلیمی اداروں میں چند اخباروں کے آنے کی ممانعت کی گئی تھی منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔

(۶) یہ مسئلہ کہ گورنمنٹ کے انٹرمیڈیٹ کالج اور ہائی اسکول پرائیویٹ اداروں میں بدل دیئے جائیں زیر غور ہے

(۷) ۳۰۰ روپیہ کا غیر متواتر عطیہ مسلم لائبریری آگرہ کو اور ۱۲۰۸ روپیہ کا غیر متواتر عطیہ بالک ناٹک آشرم میرٹھ کو دیا گیا ہے

(۸) ناٹک لڑکیوں کی حفاظت گاہ جو کندریا ناٹک سدھار سبھا کے ماتحت ہلدوانی میں قائم تھی اس کو ناٹک کرمنل پروٹیکشن ایکٹ کے رو سے ایک آبادی قرار دے دیا گیا ہے

(۹) ایک ٹریبونل اس غرض سے مقرر کیا گیا ہے کہ وہ اسکولوں میں غیر فطری جرائم اور اسکول کے ماسٹروں کی غیر فطری حرکات پر غور کرے اور جہاں ضروری ہو سزائیں دے۔

(۱۰) ایک سرکلر اسکولوں اور کالجوں میں ڈسپلن قائم کرنے کے متعلق اور اسٹرائیک کو ختم کرنے کے متعلق جاری کیا گیا ہے

(۱۱) ایک کمیٹی تمام جوا و نیچے درجوں میں فوجی ٹریننگ اور تمام اسکولوں اور کالجوں میں جبریہ جسمانی تعلیم کے سوال پر غور کرنے کے لئے متعین کی گئی ہے

(۱۲) سنسکرت نصاب پر نظر ثانی کرنے والی اور سنسکرت کالجوں کو دوبارہ تنظیم کرنے والی کمیٹی اپنے اجلاس کر رہی ہے -

(۱۳) ایک کمیٹی تھامسن کالج رڑکی کو دوبارہ تنظیم کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

(۱۴) ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈوں کے مدرس کانگریس اور ایسی ہی جماعتوں کے ممبر بن سکتے ہیں۔ لیکن اس کے عہدہ دار نہیں ہو سکتے۔

(۱۵) مدرسین کسی سیاسی جلسہ میں تقریر نہیں کریں گے خواہ وہ کانگریس یا کسی ایسی ہی جماعت کے زیر انتظام کیوں نہ ہوا ہو۔ لیکن وہ اچھوت ادھار اور ایسے ہی دیگر معاشرتی اور مذہبی جلسوں میں تقریر کر سکتے ہیں۔ جہاں تک ان کی تقاریر کے مواد کا تعلق ہے مدرسین کو یہ معلوم رہنا چاہئے کہ وہ بھی انہی اخلاقی اور قانونی پابندیوں کے ماتحت ہیں جو دوسرے شہریوں پر عائد ہیں۔

(۱۶) کاشی ودیا پیٹھ اور جامعہ ملیہ دہلی کی ڈگریوں کو سرکاری ملازمتوں میں تقرر کے لئے یونیورسٹی کی بی۔ اے کی ڈگری کے برابر تسلیم کر لیا گیا ہے۔

صوبجات متحدہ کی اسمبلی

صوبجات متحدہ کا "بورسٹل بل" وغیرہ

صوبجات متحدہ کا بورسٹل بل جو اسمبلی میں ۲۵ جنوری ۱۹۳۸ء کو پیش ہوا تھا ۲۰ اپریل کو پاس ہوگیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ایک یا ایک سے زیادہ بورسٹل ادارے قائم کئے جائیں تاکہ نوجوان مجرموں کی اصلاح ہوسکے اور ان کو بری صحبت سے علیحدہ رکھا جاسکے۔ اسی قسم کے دوسرے قانونی مسودے یعنی صوبجات یوپی فرسٹ افنڈرس پروبیشن بل اور یوپی ریلیز آن پروبیشن بل بھی اسی تاریخ کو پاس ہوئے۔ پہلے بل کے بعض مجرموں کو چند حالات کے ماتحت چھوڑنے کے متعلق ہے اور دوسرا بل فوجداری کی عدالتوں کو اس بات کا اختیار دیتا ہے کہ وہ بعض مجرموں کو بورسٹل کے اداروں میں بھیج سکتے ہیں اور صوبجاتی حکومت کو اس چیز کا اختیار دیتا ہے کہ وہ چند شرائط کے ماتحت ان مجرموں کو رہا کرسکتی ہے۔ ان تینوں مسودوں میں کونسل نے جو ترمیمات کی تھیں ان کو اسمبلی نے اگست ۱۹۳۸ء میں منظور کرلیا ہے۔

صوبجات متحدہ کی مجالس قانون ساز کا مسودہ قانون

صوبجات متحدہ کی مجالس قانون ساز (ممبروں کی تنخواہ) کا بل پہلی مارچ ۱۹۳۸ء کو پیش ہوا تھا اور ۲۵ اپریل ۱۹۳۸ء کو کافی مباحثہ کے بعد پاس ہوا یہ دونوں ایوانات کے ممبروں کے سفر کے بھتے کے لئے تھا۔

زچہ کی فلاح کا مسودۂ قانون

زچہ کی فلاح کا مسودہ قانون جس کے ذریعہ ہندوستان میں مزدوروں کے متعلق رائل کمیشن کے اُن سفارشات پر جو زچہ کی بھلائی کے متعلق ہیں عملدرآمد کرایا گیا ہے ۲۷ اپریل ۱۹۳۸ء کو منظور ہوا۔

ٹیکس

دو بل ٹیکس کے متعلق یعنی کورٹ فیس (امنڈمنٹ) بل اور اسٹامپ (امنڈمنٹ) بل جو جنوری ۱۹۳۸ء کو ایوان میں پیش ہوئے تھے ۵ اور ۲۶ اپریل ۱۹۳۸ء کو دلچسپ مباحثہ کے بعد پاس ہو گئے۔ یہ بل صوبجات متحدہ کی کونسل میں کچھ ترمیمات کے ساتھ پاس ہوئے تھے جن کو اسمبلی نے منظور نہیں کیا۔

ایوانات کا مشترکہ اجلاس

یہ دونوں مسودے صوبجات متحدہ کی مجالس قانون ساز کے مشترکہ اجلاس میں جو دسمبر ۱۹۳۸ء

کے پہلے ہفتہ میں منعقد ہوا تھا جس طرح پہلے اسمبلی میں پاس ہو چکے تھے منظور ہوئے۔

صوبجات متحدہ کا قانون مالگذاری (ترمیمی) بل

صوبجات متحدہ کا قانون مالگذاری (ترمیمی) بل بھی ۲۶ ر اپریل ۱۹۳۸ء کو منظور ہوا۔ اس میں اس چیز کو منظور کیا گیا ہے کہ بندوبست پر نظرثانی کرتے وقت قانونی کاشتکار کے وارثوں کے لگان میں بھی ایسی صورت میں کمی کی جائے گی جیسے کہ ۱۹۳۶ء کے ترمیمی ایکٹ کے مطابق خود قانونی کاشتکاروں کے لگان میں ہوئی۔

صوبجات متحدہ مسودہ قانون حق آراضی

اس دوران میں سب سے زیادہ ضروری صوبجات متحدہ کا مسودہ قانون حق اراضی ۲۶ جنوری ۱۹۳۸ء کو ایوان میں پیش ہوا ہے جس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیج دیا گیا تھا تاکہ وہ اس پر اپنی رپورٹ پیش کرے۔ اس میں مصیبت زدہ کاشتکاروں کو سہولتیں پہنچائی گئی ہیں۔ یہ مسودہ قانون صوبجات متحدہ کی اسمبلی میں ابھی زیر غور ہے۔

دوسرے مسودے

ٹریڈ یونین کے جھگڑوں کے تصفیہ کا جو بل، ۲۲ جنوری ۱۹۳۸ء کو ایوان اسمبلی میں پیش ہوا تھا اسے آنریبل وزیر انصاف نے اکتوبر ۱۹۳۸ء کو اس وعدے کے بعد واپس لے لیا کہ اسی موضوع پر اس سے زیادہ مفصل بل جلد ہی پیش کیا جائے گا۔

لکھنؤ یونیورسٹی ایکٹ (ترمیمی) بل۔ ہندو دھرم دیا بل۔ دوکانوں کا بل۔ زرعی پیداوار کے بازار کا بل۔ صوبجات متحدہ ٹریڈ یونین کو منظور کرنے کا بل اور الہ آباد یونیورسٹی ایکٹ (ترمیمی) بل جو ۹ اپریل ۱۹۳۸ء کو پیش کئے گئے تھے یا تو مشتہر ہو رہے ہیں یا ہو چکے ہیں۔

اسمبلی نے اپنے اگست کے اجلاس کے دوران میں الموڑہ آنریری کلکٹرس ڈگریز ویلیڈیٹنگ بل (جس میں بندوبست استمراری کے رقبوں میں لگان کی کمی کے مقدمے دائر کرنے کے لئے وقت بڑھایا گیا تھا) پبلک ہوا (ترمیمی) مسودہ قانون۔ صوبجات متحدہ کا (عدالت مال کی کارروائی روکنے کا (ترمیمی) بل اور صوبجات متحدہ تخفیف لگان کے مقرر کرنے کا بل اور صوبجات متحدہ کا انکمبرڈ اسٹیٹ (ترمیمی) بل سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیج دئے گئے ہیں۔

اسمبلی نے اکتوبر کے اجلاس میں صوبجات متحدہ کا بہلا بل اور یونائیٹڈ پروونسز میرس پوسٹ پونمنٹ آف اکزیکوشن ڈگریز (امنڈمنٹ) بل پاس کئے۔

صوبجات متحدہ کی کونسل

فروری ۱۹۳۵ء سے لے کر دسمبر ۱۹۳۵ء تک صوبجات متحدہ کی کونسل کے ۲۷ اجلاس ہوئے۔

مسودۂ قوانین

مندرجہ پندرہ مسودہ قوانین اسمبلی سے پاس ہو کر کونسل میں آئے تھے۔

(۱) کورٹ آف وارڈس (ترمیمی) بل۔

(۲) زچہ کی بھلائی کا بل۔

(۳) مالیہ آراضی (ترمیمی) بل۔

(۴) صوبجات متحدہ بورسٹل بل۔

(۵) قیدیوں کا پروبیشن پر رہا ہونے والا بل۔

(۶) صوبجات متحدہ کا فرسٹ افنڈرس پروبیشن بل۔

(۷) صوبجات متحدہ کا اسٹامپ (ترمیمی) بل۔

(۸) صوبجات متحدہ کورٹ فیس (ترمیمی) بل۔

(۹) صوبجات متحدہ مجالس قانون ساز (ممبروں کی تنخواہ) کا بل۔

(۱۰) دی الموڑہ آنریری اسسٹنٹ کلکٹرس ڈگوینرا اینڈ آرڈرس ویلیڈیٹنگ بل

(۱۱) صوبجات متحدہ کا پبلک جوئے کا (ترمیمی) بل۔

(۱۲) دی بنگال ریگولیشن ریپلنگ بل۔

(۱۳) تخفیف لگان کا مسودہ قانون۔

(۱۴) دی یونائیٹڈ پراونسز ریگولائیزیشن آف ریمٹنس بل۔

(۱۵) صوبجات متحدہ کا عدالت مال کی کارروائی روکنے کا (ترمیمی) بل۔

کونسل نے تین مسودوں (نمبر ۴ سے ۶ تک جو جیل کے انتظام کے متعلق تھے) اور ۷ اور ۸ کے علاوہ (جو کورٹ فیس اور اسٹامپ کے متعلق تھے) باقی سب کو بغیر کسی ترمیم کے منظور کرلیا۔ ان مسودوں کو بھی چند ترمیموں کے بعد حکومت نے منظور کیا۔ اسمبلی نے پہلے تین (۴-۵-۶) مسودہ قانون میں ترمیم منظور کرلی لیکن آخری دو (۷-۸) مسودہ قانون کے ترمیموں کو قبول نہیں کیا۔ کونسل دوبارہ غور کرنے کے موقع پر بھی اسٹامپ اور کورٹ فیس بل پر اپنی ان ترمیموں کی تائید مزید کی جنھیں اسمبلی نے دوبارہ نامنظور کردیا۔ اس عرصہ میں کوئی غیر سرکاری بل نہیں پیش ہوا۔

تجاویز

وہ سرکاری تجویز جو مرکزی اسمبلی کے ایک ایکٹ کے ذریعہ سے ملازمتوں کے اعداد و شمار کے رجسٹریشن کے متعلق تھی بہت معمولی بحث کے بعد کونسل نے منظور کرلیا۔ اس کے علاوہ کونسل نے دو غیر سرکاری تجاویز بھی پاس کیں۔

(۱) پہلی تجویز میں گورنمنٹ سے اس چیز کی سفارش کی گئی ہے کہ وہ مجالس قانون ساز کے ممبروں کے حقوق کے متعلق ایک بل پیش کردے اور دوسری تجویز میں یہ منظور کیا گیا ہے کہ صوبجات متحدہ کے زمیندار اور تعلقدار زمین کے مالک ہیں صرف لگان وصول کرنے والے یا ٹھیکدار ہیں۔ تین غیر سرکاری تجاویز اور پیش ہوئی تھیں پہلی تجویز ایک اعلیٰ درجہ کا آیور ویدک اور یونانی کالج قائم کرنے کے متعلق تھی اسے محرک نے واپس لے لیا۔ دوسری جو لوکل باڈیز کے قرضہ پر سود کم کرنے کے متعلق تھی نامنظور ہوگئی اور تیسری جو آگرہ یونیورسٹی کے انتظام کے جانچ کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرنے کے بارے میں تھی پیش نہیں ہوئی۔

متفرق

اس کمیٹی نے جو لیجسلیٹو کونسل کی کارروائی کے قواعد گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی دفعہ ۸۴(۱) کے ماتحت بنانے کے لئے مقرر کی گئی تھی اپنی رپورٹ اور قواعد کا مسودہ ایوان میں پیش کیا۔ ان قواعد کو کئی دن تک بہت غور سے دیکھا گیا اور معمولی تبدیلیوں کے بعد منظور کیا گیا۔ کمیٹی انسداد رشوت ستانی کی رپورٹ ایوان میں ۳۰ اگست کو پیش ہوئی۔

گورنمنٹ کے سکریٹری ایکٹ کے ماتحت بنائے ہوئے قواعد اور صوبجات متحدہ کی [illegible] کمیٹی کی رپورٹیں ایوان میں ۳ مارچ اور ۲۹ اگست کو پیش ہوئیں۔ صوبجات متحدہ [illegible] قانون ساز (ممبروں کی تنخواہ) کے قاعدوں کے بل پر ۲ ستمبر کو مباحثہ ہوا۔ ایوان [illegible] کا [illegible] کو چلانے کے نئے قاعدوں میں یہ درج ہے کہ ہر سال ایک پریویلج کمیٹی [illegible] ہوگی بنائی جائے موجودہ سال کے لئے یہ کمیٹی ۱۰ اگست کو بنائی گئی تھی۔

محکمہ رفاہ عامہ

نہر کی شرحیں

جب سے ۳۰-۱۹۲۹ء میں غلہ کی قیمتیں گری ہیں یہ ایک عام مطالبہ ہے کہ نہر سے آبپاشی کے نرخ

میں کمی کر دی جائے۔ پچھلی حکومتوں نے ان مطالبات پر غور کیا لیکن وہ کسی فیصلہ پر نہ پہنچیں۔ موجودہ حکومت نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ کس حد تک یہ مطالبہ پورا کیا جاسکتا ہے آبپاشی کی شرح کے متعلق ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ اس کمیٹی سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ نہر کے موجودہ نرخ نیز اس عملہ کی کارگذاری کی بھی جانچ کرے جو نہر کا ٹیکس جمع کرتا ہے۔

کفایت اور جدید تنظیم

چونکہ شرح آبپاشی کی تخفیف سے مالی آمدنی میں بھی کمی آجائے گی اس لئے حکومت نے کمیٹی سے دو اور مسئلوں پر غور کرنے کے لئے بھی کہا ہے۔

(۱) آیا محکمہ آبپاشی کے اخراجات میں تخفیف کی جاسکتی ہے۔

(۲) آیا یہ ممکن ہے کہ جو انجینیری ملازمتیں آبپاشی (مثلاً بجلی اور نل دار کنوؤں کے) عمارات اور سڑکیں صحت عامہ اور زراعت سے تعلق رکھتی ہیں ان کو ملا دیا جائے۔ کمیٹی نے ابھی اپنی رپورٹ نہیں دی ہے لیکن بعض معاملات پر وہ اپنے فیصلے کرچکی ہے۔ مثلاً اس نے یہ سفارش کی ہے کہ زراعتی انجینیری ملازمتیں آبپاشی کی ملازمتوں سے ملا دی جائیں اور عمارات اور سڑکوں کا محکمہ خدمات عامہ کے ماتحت کر دیا جائے جو موجودہ صورت میں ڈسٹرکٹ بورڈوں کے زیر انتظام ہے۔ لیکن ان بورڈوں نے سڑکوں کے جو انتظامات کئے ہیں صوبہ میں اسکے خلاف اتنی زیادہ بے اطمینانی ہے کہ جب تک حکومت کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ جو عطیہ ان کو دیا جائے گا وہ صحیح طور پر صرف بھی ہوگا اس وقت تک حکومت ذرائع رسل و رسائل کی ترقی کے معاملہ میں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتی۔

سڑکیں

چونکہ نئی سڑکیں بنانے اور پرانی سڑکوں کی مرمت کرنے کے لئے ایک وسیع پروگرام کی تجویز ہوئی ہے جس میں صرف پرانی سڑکوں کے لئے اس سال ۱۲ لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں اور جس کے مجموعی اخراجات ایک کروڑ روپے ہوتے ہیں اس لئے یہ بات بہت ضروری سمجھی جاتی ہے کہ مقامی سڑکوں کے موجودہ انتظامات کو سدھارنے کے لئے جلد از جلد معقول انتظام کیا جائے۔

ایک اور اہم کمیٹی مقرر کی گئی ہے جس کا کام یہ تحقیقات کرنا ہے کہ آیا یہ ممکن ہے کہ جس طرح صوبہ کے مغربی اضلاع میں آبی برقیاتی جال دوڑائے گئے ہیں اسیطرح صوبہ کے مشرقی

اضلاع میں بھی دوڑا دیئے جائیں۔ مغربی برقیاتی جالوں سے بھی بڑی ترقی ہوئی ہے وہ تقریباً ۱۴۰۰ نل دار کنوؤں کو طاقت پہونچاتے ہیں جن سے ہزاروں ایکڑ ایسی زمین کو پانی پہونچتا ہے جو ہمیشہ پانی کے بغیر خشک رہتی تھی۔ ان نل دار کنوؤں کی برکتوں کا صحیح اندازہ اس وقت ہوا جب اس سال بارش کی کمی کیوجہ سے پنجاب کے ضلع حصار میں فصلیں بالکل خراب ہوگئیں اور اُسی سے متصل صوبجات متحدہ کے میرٹھ اور مظفر نگر کے اضلاع میں آبپاشی کے انتظامات کیوجہ سے آسمانی آفت کا ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔

صنعتیں

علاوہ اس مدد کے جو مغربی برقیاتی جالوں نے زراعت کو پہونچائی کئی بڑی اور چھوٹی صنعتوں کو بھی اس سے زائد سے پہونچے ہیں یہ موخر الذکر صنعتیں خصوصیت کیساتھ غریبوں کا ذریعہ معاش بن گئی ہیں۔ ذیل میں اُن چھوٹی صنعتوں کی فہرست درج کیجاتی ہے جو پھیل گئی ہیں اور پھیل رہی ہیں۔

(۱) شکر کا صاف کرنا۔
(۲) ڈیری۔
(۳) چھوٹی تیل کی مل۔
(۴) چھینٹ چھاپنا۔
(۵) برتن بنانا۔
(۶) چھاپہ خانہ۔
(۷) خرادپر پالش کرنا۔
(۸) لکڑی کاٹنے کی مل۔
(۹) چاول کا چھلکا اُتارنا۔
(۱۰) سونے اور چاندی کے تاروں کا کام۔
(۱۱) بننا۔
(۱۲) چارہ کاٹنا۔
(۱۳) برتنوں کے لئے دہات کی پلیٹیں بنانا۔
(۱۴) بنولے نکالنا اور تولنا۔
(۱۵) ٹین اور دھاتی ڈبے بنانا۔

(۱۶) بجلی سے پالش کرنا۔

(۱۷) صابن اور چاک لیٹ بنانا۔

(۱۸) بوٹ دار چھپائی۔

بجلی کی مانگ

بجلی کی مانگ تیزی سے بڑھتی جارہی ہے۔ چنانچہ صنعتوں کے پھیلاؤ کو ترقی دینے کے لئے حکومت نے ابھی حال ہی میں بھاپ کا طاقت گھر بنانے کی غرض سے ۱۶ لاکھ روپیہ منظور کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ حکومت ایک اور آبی طاقت گھر بنانے کے لئے ۲۰ لاکھ روپیہ منظور کرنے کے مسئلہ پر بھی غور کر رہی ہے۔

شرقی ضلعوں میں بجلی پہونچانا

صوبہ کے دوسرے حصوں کے ساتھ انصاف کرنے کی غرض سے حکومت نے چند کمیٹیاں بنائی ہیں جو شرقی ضلعوں اور کمایون میں بجلی پہونچانے کی اسکیموں کی جانچ کریگی۔

اے۔ سی اور ڈی۔ سی طریقے

شہری حلقوں میں بجلی پہونچانے والی ایسی کمپنیوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے جو ذاتی ہیں ان کمپنیوں کے خلاف یہ شکائتیں موصول ہوئی ہیں کہ ایک تو یہ بجلی کے دام بہت زیادہ لیتی ہیں اور دوسرے اپنا سرمایہ بچانے کے لئے اے۔ سی طریقہ سے بجلی پہونچاتی ہیں۔ جو یقینی طور پر ڈی۔ سی طریقے سے زیادہ خطرناک ہیں اس لئے حکومت نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے اور وہ ان دونوں مسئلوں کی جانچ کر رہی ہے۔

ڈھالو نہریں

ڈھالو نہروں سے بڑے فائدے ہوئے ہیں اس لئے حکومت ان کو اور زیادہ پھیلانے کی کوشش کر رہی ہے۔ سارد انہر جو ۱۹۲۸ء میں بنائی گئی تھی مالی حیثیت سے کامیاب نہیں رہی اس کا خاص سبب یہ ہے کہ اس وقت جتنا رقبہ آراضی اس سے آبپاشی کر رہا ہے وہ اس رقبہ سے کہیں کم ہے جس کی اُمید تھی۔ اس لئے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ یہ نہر ان شرقی علاقوں میں پھیلادی جائے جہاں پانی کی بہت ضرورت ہے۔ اس پھیلاؤ کی اسکیم میں تقریباً ۲۵ لاکھ روپئے خرچ ہونگے اور ہزاروں ایکڑ زرخیز زمین اس سے آبپاشی کا فائدہ اُٹھائے گی۔

ڈھالو نہروں کے پھیلاؤ کی ایک ایسی ہی اسکیم بندیلکھنڈ کے لئے بھی تیار کی گئی ہے۔ یہ حصّہ اپنی غیر مستقل کاشت کے لئے سارے صوبہ میں بدنام ہے۔ موجودہ نہروں کے رواج سے پہلے یعنی ۱۹۰۸ء تک اس صوبہ میں قحط اور خشک سالی بہت ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ یہ نہریں اصل میں اس حصّہ کی اُن مصیبتوں میں کمی کرنے کے لئے بنائی گئی تھیں۔ جو سہولتیں نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہیں۔ لیکن اب یہ کوشش کیجارہی ہے کہ ان نہروں کو پھیلا کر اس حصّہ کی پیداوار کی طاقت بھی بڑھادیجائے۔ اس اسکیم میں تقریباً ۶ لاکھ روپیہ خرچ ہونگے۔ لیکن بندیلکھنڈ کے کاشتکاروں کو اس سے ایسے فوائد حاصل ہونگے جو اُنھوں نے خواب میں بھی نہیں دیکھے تھے۔

سیلاب اور انکی رُوک تھام

جیسا کہ اُوپر ذکر ہوچکا ہے شمالی مشرقی اضلاع میں پچھلی برسات کے زمانہ میں ایسا سیلاب آیا جس کی مثال ملنا دشوار ہے۔ اس علاقے میں اس قسم کے چھوٹے بڑے سیلاب اکثر آیا کرتے ہیں اس لئے حکومت نے محکمہ آبپاشی کے ایک سپرنٹنڈنگ انجینیر افسر کو اس بات پر مقرر کیا کہ وہ ان سیلابوں کے اسباب کی تحقیقات کریں اور ان کی روک تھام کی تدبیریں بتائیں۔ اس خاص افسر نے ایک طویل رپورٹ پیش کی ہے جس میں یہ تحریر کیا ہے کہ سیلاب کا مسئلہ اسی وقت حل ہوسکتا ہے جب بنگال، بہار اور صوبجات متحدہ تینوں صوبے اتحاد عمل سے کام لیں۔ چنانچہ حکومت نے ان دونوں صوبوں میں ایک دعوت نامہ بھیجا ہے جس میں یہ لکھا ہے کہ جنوری کے پہلے ہفتہ میں لکھنؤ میں ایک بین الصوبجاتی کانفرنس کیجائے۔

وادی کی پیمائشیں

اسی کے ساتھ ساتھ حکومت نے نصف لاکھ سے زیادہ روپیہ خرچ کرکے ایک خاص عملہ اس بات کے لئے مقرر کیا ہے کہ وہ متعلقہ دریاؤں کی وادیوں کی پیمائش کریں اور مسئلہ سیلاب کو حل کرنے کیلئے مواد جمع کریں۔

سڑکوں کی بابت ماہرین کی کمیٹی

اس زمانہ زیر بحث میں حکومت کے دوسرے مشاغل زیادہ اہم معاملات سے تعلق نہیں رکھتے۔ ایک ماہرین کی کمیٹی اس غرض سے مقرر کی گئی ہے کہ وہ اس بات کی تحقیقات کرے کہ آیا سڑکوں کیلئے تارکول استعمال کرنے میں کفایت ہوگی یا رال۔ یہ معاملہ اس وجہ سے اہم ہے کہ تارکول ہندوستان میں تیار ہوتا ہے اور رال باہر سے آتی ہے۔ کمیٹی سے اس معاملہ کی تحقیقات کے لئے یہی کہا گیا ہے کہ آیا تارکول

اور رال کو صوبجات متحدہ میں تیار کرنا بھی ممکن ہے یا نہیں ۔ اس کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ رال کا استعمال جاری رکھا جائے اس لئے کہ وہ تارکول سے سستی چیز ہے اور یہ بتایا ہے کہ آسام میں رال بنانا شروع کر دیا گیا ہے ۔ کمیٹی کے نزدیک صوبجات متحدہ میں تارکول اور رال بنانے کی سہولتیں نہیں ہیں ۔

موٹر گاڑیوں کے قواعد

حکومت نے پبلک موٹر گاڑیوں کے مالکوں کی شکایتوں پر ایک کمیٹی موجودہ موٹر گاڑیوں کے قواعد پر نظر ثانی کرنے کے لئے مقرر کی ہے ۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کر دی ہے لیکن ابھی اس پر حکم اس لئے نہیں دیا گیا کہ مرکزی مجلس قانون ساز میں موٹر گاڑیوں کا ایک نیا بل پیش کر دیا گیا ہے ۔

ہوائی جہاز رانی کے وظیفے

حکومت نے نوجوانوں کو ہوائی جہاز رانی سیکھنے کے لئے وظیفے منظور کئے ہیں اور صوبجات متحدہ کے [illegible] کلب نے یہ طے کیا ہے کہ وہ ان وظیفہ داروں کو ٹریننگ دے ۔ آئندہ سال حکومت ان لوگوں کی ٹریننگ پر ۲۱۴۰۰ روپئے خرچ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

انتظامی تبدیلیاں

انتظامی میدان میں حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ محکمہ خدمات عامہ کی شاخ آبپاشی ایک علحدہ سکریٹری کے ماتحت رکھی جائے ۔ اب تک یہ ہوتا تھا کہ چیف انجینئران حکومت سکریٹری بھی ہوا کرتے تھے [illegible] غیر معقول سمجھی گئی کہ ایک محکمہ کا افسر [illegible] جہاں سے وہ [illegible] اپنے ماتحتوں کی اسکیموں کی تنقید کر سکے ۔ اس لئے سکریٹریٹ کا سارا عملہ چیف انجینئروں کے دفتر سے علیحدہ کر دیا گیا ہے ۔

حکومت صوبجات متحدہ کا مسلمان اقلیت کے ساتھ برتاؤ

صوبجات متحدہ کی موجودہ کانگریس حکومت کے خلاف بعض حلقوں کی طرف سے کچھ الزامات لگائے گئے ہیں۔ محکمہ اطلاعات عامہ نے ان کی تردید میں متعدد مضامین اور کئی* پمفلٹ شائع کئے ہیں جن میں اعداد و شمار سے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ ان الزامات میں ذرہ بھر صداقت نہیں پائی جاتی بلکہ موجودہ حکومت کے عہد میں مسلمانوں کے ساتھ جو مراعات روا رکھی گئی ہیں اور ہر معاملہ میں انکے ساتھ جو ہمدردانہ سلوک کیا جا رہا ہے اس کی مثال اس صوبہ سے باہر اور کہیں نہیں مل سکتی۔ مثلاً سرکاری ملازمتوں کے اعداد و شمار پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ اگرچہ مسلمانوں کی آبادی اس صوبہ میں صرف ۱۴ فیصدی ہے اور ہندوؤں کی ۸۵ فیصدی مگر کانگریس حکومت نے اپنے عہد میں جتنے تقررات کئے ان سب میں مسلمانوں کو ان کی آبادی کے تناسب سے کچھ ہی زیادہ نہیں بلکہ کہیں زیادہ نمائندگی دی ہے حتیٰ کہ بعض جگہوں پر تو مسلمان پچاس فیصدی سے بھی زیادہ جگہ پر رکھے گئے ہیں۔ مزید براں اطلاع کے لئے یہاں ان نئے تقررات کی فہرست پھر شائع کی جا رہی ہے۔ جو کسی پچھلی حکومت نے نہیں بلکہ موجودہ کانگریس حکومت نے اپنے عہد میں کئے۔ اس فہرست میں مسلمان ملازمین کا تناسب بھی دکھلایا گیا ہے جس سے اصل حقیقت واضح ہو جائیگی۔

کانگریس حکومت کے نئے تقررات میں مسلمانوں کا تناسب

قاعدہ ہے کہ جو لوگ صوبجاتی سول سروس کے ملازم یعنی ڈپٹی کلکٹر ہیں انھیں ڈپٹی کمشنری یا کلکٹری کے عہدہ پر اس وقت تک ترقی نہیں مل سکتی جب تک صوبجاتی حکومت ان کو "لسٹڈ پوسٹ" میں

---

* ان پمفلٹوں کے عنوانات یہ ہیں:
سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی۔
مسلمانوں کی علمی ترقی میں حکومت صوبجات متحدہ کا حصہ۔
حکومت صوبجات متحدہ اور اُردو ہندی
چند اُردو اخبارات کی غلط بیانیاں

جگہ نہ دے۔ موجودہ کانگریس حکومت نے اپنے عہد میں ۴ ڈپٹی کلکٹروں کو کلکٹروں کی لسٹڈ پوسٹ پر
نامزد کیا جن میں سے تین مسلمان تھے اور ایک ہندو یعنی مسلمانوں کو ۷۵ فیصدی ترقی دی گئی۔
اب کی سال ۱۸ ڈپٹی کلکٹر مقرر ہوئے جن میں سے ۸ مسلمان تھے یعنی ڈپٹی کلکٹروں میں انھیں
۴۴٫۴ فیصدی نمائندگی دی گئی۔ دس مسلمان تحصیلداروں کو ترقی دے کر ڈپٹی کلکٹر بنایا گیا جن میں
۵ مسلمان تھے۔ اس حساب سے انھیں ۵۰ فیصدی جگہ دی گئی۔ سٹلمنٹ افسروں میں مسلمانوں کو
۵۰ فیصدی جگہیں ملیں۔ ۴ آدمی سٹلمنٹ افسر بنائے گئے جن میں دو مسلمان تھے ایک ہندو اور ایک
یورپین۔ یو۔ پی۔ فارسٹ سروس (صوبجاتی ملازمت جنگلات) میں ۴ آدمی رکھے گئے جن میں ایک
مسلمان دو ہندو اور ایک عیسائی تھے۔ یہاں بھی مسلمانوں کو ۲۵ فیصدی نمائندگی دی گئی۔ حال ہی
میں ایک [illegible] جیل کی جگہ خالی ہوئی اس پر مسلمان ہی کو رکھا گیا۔ تھوڑا عرصہ ہوا کہ ۱۰ آدمی
نئے تحصیلدار کے مقرر کئے گئے جن میں ۴ مسلمان تھے یعنی مسلمانوں کو ۴۰ فیصدی جگہیں ملیں۔
۲۷ آدمیوں کو نائب تحصیلداری سے ترقی دے کر تحصیلدار بنایا گیا۔ ان میں ۱۳ مسلمان تھے۔ اس حساب
سے مسلمانوں کو ۴۸ فیصدی کا تناسب دیا گیا۔ اس طرح ۱۹ نئے نائب تحصیلداروں میں ۹ مسلمان
رکھے گئے یعنی مسلمانوں کو ۴۷٫۳ فیصدی نمائندگی دی۔ سول سکریٹریٹ میں حکومت نے ایک مسلمان
کو خاص کر سکریٹری بنایا۔ ۴ افسروں کا نام [illegible] ڈپٹی ڈائرکٹروں میں نصف ہندو رکھے گئے اور نصف
مسلمان۔ اکریکلچر ڈپارٹمنٹ سکریٹریٹ میں موجودہ حکومت قائم ہونے کے بعد ۱۳۸ جگہیں خالی
ہوئیں جن میں ۳۶ مسلمانوں کو دی گئیں۔ اس میں بھی ان کا تناسب ۲۶٫۱۰ فیصدی رہا۔
پی۔ ڈبلیو۔ ڈی میں ۳۰۴ آدمی رکھے گئے جن میں مسلمان ۶۴ تھے۔ یہاں ان کو ۲۱٫۰۴ فیصدی نمائندگی
دی گئی۔ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ میں جو نئے تقررات ہوئے ان میں ۲۵ فیصدی مسلمانوں کے حصہ میں
گئے یعنی ۱۶ جگہوں میں سے ۴ جگہیں مسلمانوں کو ملیں۔ فائنانس ڈپارٹمنٹ میں ۴ اسسٹنٹ اعلیٰ
ملازمت کے رکھے گئے جن میں مسلمان دو تھے۔ محکمہ صنعت و حرفت میں ۱۱۳ نئے تقررات ہوئے جن میں
مسلمان ۳۳ تھے یعنی ۲۹٫۲ فیصدی نمائندگی۔ محکمہ زراعت میں ۲۷۴ آدمی رکھے گئے۔ ان میں مسلمانوں
کی تعداد ۶۶ تھی یعنی مسلمان ملازمین کا تناسب ۲۴ فیصدی تھا۔ محکمہ مویشیان میں سرکل سپرنٹنڈنٹ کی
ایک نئی جگہ نکلی۔ اس پر ایک مسلمان تقرر کیا گیا۔ ۱۱ ڈسٹرکٹ کلرک مقرر کئے گئے جن میں ۹ مسلمان
تھے۔ بہر حال کل ۱۳ نئے تقررات ہوئے جن میں مسلمانوں کی تعداد ۴ تھی یعنی ان میں ۵۰٫۲۴ فیصدی
جگہیں دی گئیں۔ محکمہ افزائش نیشکر کے ۸۹ نئے ملازمین میں مسلمانوں کی تعداد ۲۷ تھی یعنی ۳۰٫۳ فیصدی
گورنمنٹ پریس میں حال ہی میں ۱۹۳ آدمیوں کا تقرر ہوا۔ ان میں نصف سے زیادہ مسلمان تھے یعنی
۱۱۴ جس کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کو ۵۹٫۰۴ فیصدی جگہیں ملیں۔ حال ہی میں ۱۲ سب رجسٹراروں کا تقرر

ہوا جن میں ۷ مسلمان تھے۔ محکمہ منشیات میں ۱۷ اسسٹنٹ ایکسائز کمشنروں اور انسپکٹروں میں ۵ مسلمان رکھے گئے۔ اس محکمہ میں ۱۰۰ امزید تقرر ہوئے ان میں ۲۹ مسلمان لئے گئے۔ میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں ۳۹۷ نئے تقررات ہوئے جن میں مسلمان ۱۰۲ تھے۔ گاؤں سدھار کے نئے تقررات پر خاص طور سے اعتراضات کئے گئے ہیں مگر وہ بھی درست نہیں ہیں۔ محکمہ کے اعلیٰ افسران میں سے افسر گاؤں سدھار کا تقرر نیا نہیں ہے بلکہ محکمہ جنگلات کے ایک افسر کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں۔ نائب گاؤں سدھار افسر عنقریب مقرر ہونے والے ہیں جن میں ایک ہندو ہوگا اور ایک مسلمان۔ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر جو دس آدمی رکھے گئے ہیں ان میں ۶ ہندو ہیں ایک عیسائی اور تین مسلمان یعنی موخر الذکر کو ۳۰ فیصدی نمائندگی دی گئی ہے۔ ڈسٹرکٹ سپروائزروں کو موجودہ حکومت نے نہیں مقرر کیا ہے بلکہ وہ پہلے سے ملازم ہیں اس لئے ان کا مسئلہ زیر بحث نہیں آتا۔ پہاڑی علاقوں کے لئے البتہ تین سپروائزر موجودہ حکومت کے عہد میں رکھے گئے لیکن ظاہر ہے کہ ان علاقوں میں صرف پہاڑی زندگی کا عادی آدمی اہل ثابت ہو سکتا تھا اس لئے ان تقررات کے وقت ہندو مسلم کا خیال نہیں بلکہ صرف [illegible] کا خیال رکھا گیا۔ رہ گئے آرگنائزر جن کی تنخواہ صرف ۲۰ روپیہ ماہوار ہے اور جن کو دیہاتوں میں برابر دورہ کرنا پڑتا ہے۔ ان کی تنخواہ اتنی قلیل اور کام اتنا سخت ہے کہ خود مسلمان ایسی جگہوں کو پسند نہیں کرتے جس کا ثبوت اس سے بھی مل سکتا ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈوں کے ماتحت جو ادنیٰ ملازمتیں ہوتی ہیں ان کے لئے بھی مسلمان بہت کم تیار ہوتے ہیں۔ دوسرے ان تقررات کے وقت اس کا بھی خیال تھا کہ جو لوگ اس کام کے لئے مقرر کئے جائیں ان کا ماحول دیہاتی رہ چکا ہو اور وہ دیہاتی زندگی بسر کرنے کے عادی ہوں اور ایسے ہوں جن پر گاؤں کے ان پڑھ لوگ اعتماد حاصل کر سکیں مگر ان باتوں کے باوجود مسلمانوں کو ۱۷ فیصدی ملازمتیں دی گئیں۔ حالانکہ دیہاتوں میں ان کی آبادی تقریباً ۱۲ فیصدی ہے۔ غرضکہ کانگریس حکومت نے سرکاری ملازمتوں میں جتنے مسلمانوں کو مقرر کیا ہے ان کے اعداد و شمار دیکھنے کے بعد یہ بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ صوبجات متحدہ کی حکومت اقلیت کو ملازمتوں میں جو نمائندگی دے رہی ہے اس کی مثال شاید کہیں اور نہ ملے۔ بنگال میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً ۵۴ فیصدی ہے مگر وہاں کی مسلم اکثریت ۶۰ فیصدی ملازمتیں چاہتی ہے بنگال کے مسلمان چاہے اس سے بھی زیادہ نمائندگی طلب کریں ہم کو کوئی سروکار نہیں مگر دوسرے حلقوں سے یہ اعتراض بھی کیا جا سکتا ہے کہ جب ایک صوبہ کی اکثریت کو اس قدر نمائندگی مل رہی ہے تو دوسرے صوبہ کی اکثریت کیوں محروم رکھی جائے۔ پنجاب کے آنریبل وزیر اعظم نے یہ اعلان کیا ہے کہ وہاں کی اقلیتوں کو ۵۰ فیصدی سرکاری ملازمتیں دی جائیں گی۔ پنجاب میں اقلیتوں کی آبادی تقریباً ۴۴ فیصدی ہے یہاں بھی یہی سوال اٹھ سکتا ہے کہ ایک صوبہ میں ۴۴ فیصدی اقلیت کو تو صرف ۶ فیصدی زیادہ نمائندگی

دیکھا ہی ہے تو دوسرے صوبہ میں ۱۴ فیصدی اقلیت کو اتنی زیادہ نمایندگی کیوں مل رہی ہے۔ لیکن صوبجات متحدہ کی موجودہ حکومت اقلیت کو زیادہ سے زیادہ مطمئن رکھنا چاہتی ہے اسی وجہ سے سرکاری تقررات میں ان کو اس قدر نمائندگی مل رہی ہے۔

مسلمانوں کی تعلیم کے لئے حکومت کی کوششیں

تعلیمی حیثیت سے اس صوبہ کے مسلمانوں کی حالت دوسرے صوبے کے مسلمانوں سے بدرجہا بہتر ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ آبادی کے تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں کے مسلمان ہندوؤں سے زیادہ تعلیمیافتہ ہیں ۱۹۱۱ء میں صوبجات متحدہ میں فی میل پڑھے لکھے مسلمانوں اور ہندوؤں کا اوسط بالترتیب ۴۳ اور ۳۹ تھا۔ ۱۹۲۱ء میں یہ اوسط ۵۹ اور ۵۴ ہوگیا اسی طرح ۱۹۲۱ء میں انگریزی جاننے والے فی دس ہزار آدمی ۵۰ مسلمان اور ۲۹ ہندو تھے جس کی تعداد ۱۹۳۱ء میں بڑھکر ۸۱ اور ۴۷ ہوگئی بحث ۱۹۳۱ء کے آخر میں مسلمان طلباء کی تعداد ان کی آبادی کی ۲۲ر۴ فیصدی تھی اور ہندو طلباء کی تعداد ان کی آبادی کے لحاظ سے ۳۲ر۲ فیصدی۔

ان اعداد وشمار کو دیکھتے ہوئے یہ کسی طرح نہیں کہا جاسکتا کہ صوبجات متحدہ کے مسلمان تعلیمی حیثیت سے کسی قوم سے پیچھے ہیں مگر اس کے باوجود موجودہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس میدان میں بھی مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ ترقی ہو اور اس کے لئے وہ عملی کوشش بھی کر رہی ہے چنانچہ حال میں اسلامی اداروں کو محکمہ تعلیم کیطرف سے مختلف قسم کے عطیات دئے جاتے ہیں اور ان کے علاوہ لوکل بورڈ بھی اسلامی مکاتب کو امداد دیتے رہتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے خاص سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ ان کی تعلیمی ترقی کے لئے کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ان کے اسکولوں کی نگرانی کے لئے ایک خاص افسر مقرر کیا گیا ہے۔ لوکل بورڈوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے خاص انتظامات کریں۔ ان عطیات کی فہرست اور ان سہولتوں اور انتظامات کی تفصیل محکمہ اطلاعات عامہ کے پمفلٹ "مسلمانوں کی علمی ترقی میں حکومت صوبجات متحدہ کا حصہ" میں دیا ہے۔

مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام

حکومت صرف انھیں معاملات پر نہیں بلکہ ہر مسئلہ میں مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتی ہے کچھ روز ہوئے اسمبلی میں حکومت کیطرف سے ایک میلہ بل پیش ہوا جس کا مقصد یہ تھا کہ ایسی کمیٹیاں بنائی جائیں جو میلہ میں شریک ہونے والے لوگوں کی آرام وآسایش اور صفائی اور حفظان صحت

وغیرہ کا خیال رکھیں۔ اس بل کا مقصد ہندو اور مسلمان دونوں کو فائدہ پہنچانا تھا۔ مسلمان اور بعض مسلم ممبروں نے اس کی تائید بھی کی مگر مسلمان اکثریت نے مخالفت کا اظہار کیا اور کہا کہ مسلمان مسئلوں کو اس بل سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ حکومت کو اس پر مطلق اعتراض نہ ہوا اور اس نے ان مسلمان ممبروں کی خواہشات منظور کر کے مسلمانوں کے میلہ کو مستثنیٰ قرار دے دیا۔ اس قسم کی دوسری مثال اسلامی اوقاف کی ہے۔ اوقاف کے مسئلہ پر غور کرنے اور اس پر رپورٹ تیار کرنے کے لئے ایک خاص کمیٹی مقرر کی گئی ہے اور وقف کا ایک دفتر کھولا گیا ہے۔ خیال یہ تھا کہ اس مسئلہ میں جو اخراجات ہوں گے وہ وقف فنڈ سے پورے کئے جائیں گے مگر حکومت اب یہ غور کر رہی ہے کہ یہ اخراجات بھی عام سرکاری آمدنی سے نکل جا برہ

اخباروں یا رسالوں میں اگر کوئی مضمون اسلام یا پیغمبر اسلام یا اکابر اسلام کے خلاف غلطی سے کسی شخص کی طرف سے شائع ہوتا تو حکومت اس پر فوراً کارروائی کرتی ہے۔ کچھ عرصہ ہوا ایک ہندو نے ایک کتاب امام حسن و حسین کی تاریخ آگرہ کے ایک مسلم پریس سے طبع کرا کر شائع کی۔ حکومت نے طابع ناشر اور مصنف کے خلاف فوراً کارروائی کی اور کتاب ضبط قرار دے دی۔ الہ آباد کے ایک ہندی اخبار نے خدا اور پیغمبر اسلام کی شان میں کچھ گستاخانہ عبارت لکھ دی۔ حکومت نے اخبار کی اس اشاعت کو ضبط شدہ قرار دیا اور ایڈیٹر کے خلاف بھی کارروائی کی گئی۔ یہی نہیں کہ موجودہ حکومت صرف خود ہی مسلمانوں کے جذبات مذہبی کا احترام کرتی ہے بلکہ اگر ہمارے صوبہ کے مسلمانوں کو کسی دوسری حکومت سے کسی مذہبی بنا پر کچھ غلط فہمی یا شکایت پیدا ہو جاتی ہے تو کانگریس حکومت اس صوبہ کے مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہوئی دوسرے صوبہ کی حکومتوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتی ہے۔ مثلاً حال ہی میں صوبجات متحدہ کے بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی کہ حکومت بمبئی نے راجپال کی کتاب "رنگیلا رسول" پر سے پابندی اٹھالی ہے۔ اس خبر سے یہاں کے مسلمانوں کو قدرتاً تکلیف پہنچی ہوگی۔ چنانچہ کانگریس حکومت نے اس مسئلہ پر حکومت بمبئی سے خط و کتابت کی جس سے یہ معلوم ہوا کہ راجپال کی کتاب پر سے کوئی پابندی نہیں اٹھائی گئی بلکہ جس کتاب پر سے پابندی اٹھائی گئی وہ ایک دوسرے صاحب کی تصنیف تھی جس میں اسلام کے متعلق کچھ نہیں لکھا گیا تھا بلکہ سری کرشن جی کی سوانح حیات تھے۔ پھر بھی اس کتاب کا نام بدل دیا گیا ہے۔ صوبہ ہذا کی حکومت نے اس اطلاع کو مسلمانوں کے اطمینان کے لئے اخبارات میں بھی شائع کرا دیا۔

فرقہ وارانہ فسادات

[illegible] کئی جگہ فرقہ وارانہ فسادات ہوئے مگر یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حکومت کس طرح [illegible] واقعہ یہ ہے کہ [illegible] مسلمانوں میں اس قسم کا پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ ہندو مسلمان [illegible] تہذیب و معاشرت کو فنا کر دینا چاہتے ہیں۔ اس پروپیگنڈا کا [illegible] جھگڑے اور ذرا سی بات پر آگ لگ جانے کا ہر وقت اندیشہ [illegible] تکرار ہوئے اور باہمی بے اعتمادی [illegible] فسادات کی تفصیل سے بحث نہیں کی جا سکتی لیکن [illegible] حکومت نے بہت جلد [illegible] کر لیا۔ موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے [illegible] آدمی اس [illegible] مارے گئے اور ہزاروں [illegible] پہلے بھی فساد ہوئے مگر [illegible] حکومت کے عہد میں امن قائم کیا گیا [illegible] قائم ہو [illegible] یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ موجودہ حکومت [illegible] حال میں فسادات کا [illegible] بیان دیا ہے جس میں [illegible] کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ٹانڈہ، دوری، کانپور اور ہزاری باغ کے [illegible] کے بین ثبوت ہیں۔ تعجب ہے کہ مسٹر جناح کو یہ بھی نہ یاد رہا کہ ہزاری باغ اور بھاگلپور صوبجات متحدہ کے اندر نہیں ہیں۔ پیرپور رپورٹ میں بھی گذشتہ فسادات کے یک طرفہ بیان دیئے گئے ہیں مگر یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ صوبجات متحدہ کی کانگریسی حکومت نے مسلمانوں کو سرکاری ملازمتوں میں کافی نمائندگی نہیں دی یا ان کی تعلیم سے غفلت برتی یا ان کے مذہبی جذبات کا احترام نہیں کیا۔ بہرحال مسٹر جناح نے سب سے زیادہ اہمیت ٹانڈہ کے واقعہ کو دی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب یہ واقعہ ہوا اس وقت ٹانڈہ کے تحصیلدار اور تھانیدار مسلمان تھے۔ سب ڈویژنل افسر ایک سکھ تھا، ڈپٹی کمشنر اور کمشنر یورپین تھے فائرنگ کی اطلاع جب حکومت کو ہوئی تو ہر دو موخرالذکر حضرات کو حکومت کی طرف سے تار دیا گیا کہ فوراً تمام ضروری کارروائی اور تحقیقات کی جائے۔ ڈپٹی کمشنر اور کمشنر نے اپنی رپورٹیں بھیجیں جو اخباروں میں شائع بھی ہوئیں لیکن چونکہ کچھ مسلمان لیڈران رپورٹوں سے مطمئن نہ تھے اس لئے حکومت نے چیف کورٹ کے ایک تجربہ کار یوروپین جج آنریبل جسٹس بارک کو ٹانڈہ فائرنگ کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا۔ مسلمانوں نے تو شروع شروع میں کارروائی میں حصہ لیا اور متعلقہ افسروں سے جرح بھی کی مگر بعد کو انھوں نے کوئی حصہ لینے سے انکار کر دیا۔ بہرحال اس معاملہ میں حکومت جو کر سکتی تھی اس نے کیا اس لئے اسے ٹانڈہ فائرنگ کا ذمہ دار ٹھہرانا حق بجانب نہیں کہا جا سکتا۔ دوسرا واقعہ دوری کا ہے۔

واقعات کو بیان کر دینا مناسب ہوگا۔ زاہد آباد گورکھپور کا ایک خاص محلہ ہے جہاں پہلے مسلمان نہیں رہتے تھے۔ کچھ ہی عرصہ ہوا جب سے وہ اس جگہ آکر آباد ہوئے ہیں۔ اس محلہ میں ہندوؤں کا ایک مشہور مندر گورکھناتھ بنا ہوا ہے جہاں زیادہ تر گورکھا پوجا کرتے ہیں اور رہتے بھی اس کے آس پاس ہیں۔ اس محلہ میں ۱۹۳۰ء میں گائے کی قربانی حکماً بند کر دی گئی تھی مگر وہ مسلمانوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی اور انھیں ۶ ماہ کی سزا دی گئی۔ ۱۹۳۲ء میں اسی قسم کا حکم پھر نافذ کیا گیا۔ اس مرتبہ مسلمانوں نے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں کی مگر استقرار حق کا ایک مقدمہ دائر کر دیا۔ عدالت سے یہ فیصلہ ہوا کہ مسلمانوں کو اس محلہ میں گائے کی قربانی کا حق حاصل ہے "بشرطیکہ وہ اس حق کے استعمال میں کوئی ہنگامہ نہ کریں یا اس حق کے متعلق اگر حکام کوئی ہدایت دیں تو اس کی خلاف ورزی نہ کریں"۔ اس فیصلے سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو گائے کی قربانی کا حق ضرور دیا گیا تھا مگر اس پر کچھ پابندیاں بھی عائد کر دی گئی تھیں۔ گذشتہ سال گورکھپور کے تجربہ کار ڈپٹی کمشنر مسٹر پیٹلے نے یہ محسوس کیا کہ گورکھناتھ کا مندر قریب ہونے کی وجہ سے اس محلہ میں گائے کی قربانی کرنا خطرہ سے خالی نہیں مگر پھر بھی انھوں نے قربانی بالکل ممنوع نہیں قرار دی بلکہ یہ حکم دیا کہ گائے کی قربانی میونسپلٹی کے بوچڑ خانہ اور ایک خاص گھر میں ہوسکتی ہے تاکہ فساد کا کوئی اندیشہ نہ رہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ عدالت کے فیصلے کے بعد کسی قسم کی پابندی نہ عائد کرنی چاہیئے تھی مگر ایسی مثالیں بکثرت ملیں گی جہاں ہندوؤں کو عدالت سے مسجد کے سامنے باجہ بجانے کا اختیار دیا گیا تھا مگر نقص امن کے خیال سے حکام نے باجہ بجانا ممنوع قرار دیا اور اسی اصول کی بناپر زاہد آباد میں اس قسم کا حکم دیا گیا۔ اب اگر یہ مان لیا جائے کہ کسی فرقہ پر کسی قسم کی پابندی نہ عائد کرنی چاہیئے خواہ اس سے نقص امن ہویا نہ ہو تو اس کا نتیجہ نہایت ناخوشگوار ثابت ہوگا یعنی اگر ایک طرف گائے کی قربانی ہوگی تو دوسری طرف مسجد کے سامنے باجہ بجیگا اور کوئی دن ایسا نہ ہوگا کہ جب ہر جگہ ہندو مسلم فساد نہ ہوتا رہے۔ حکومت کا یہ فرض ہے کہ ایسے فرقہ وارانہ فسادات سے ملک کو محفوظ رکھ کر ہر شہری کی جان و مال کی حفاظت کرے اور اس کے لئے پھر کچھ نہ کچھ پابندی کرنا بھی ضروری نہیں اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو خود مسلمانوں میں لڑائی ہو جانے کا ہر وقت امکان ہے۔ بہر حال یہ امر باعث مسرت ہے کہ اب کی سال وہاں کے ہندو اور مسلمانوں میں باہمی سمجھوتہ ہو گیا ہے۔

ہردوئی میں مسجد شہید کرنے کا واقعہ

حال ہی میں بعض اخبارات نے مسٹر اعزاز رسول ممبر اسمبلی کا ایک بیان شائع کیا ہے کہ بہنگاؤں ضلع ہردوئی میں ۵۰۰ ہندوؤں نے جو کانگریسی نعرے لگا رہے تھے ایک زیر تعمیر مسجد کو

جو تقریباً تیار ہو چکی تھی شہید کر ڈالا۔ حکومت نے اس سلسلہ میں تحقیقات کی تو پتہ چلا کہ یہ بیان صداقت سے بالکل دور تھا۔ صحیح واقعات حسب ذیل ہیں۔

چند مہینہ ہوئے سیتاپور کا ایک فقیر منگاؤں آیا۔ یہاں کے ہندو زمیندار ٹھاکر بکرند سنگھ نے اسے گاؤں میں رہنے کی اجازت دیدی اور کچھ دنوں کے بعد فقیر کی درخواست پر اسے ایک کچا چبوترہ بنانے کی بھی منظوری دیدی۔ یہ کہنا کہ زمیندار نے فقیر کو چبوترہ کے چاروں طرف دیوار کھینچ کر مسجد بنانے کی اجازت دی اور یہ کہ وہاں ہر جمعہ کو باقاعدہ نماز ہوتی تھی بالکل غلط ہے اور خود زمیندار مذکور نے اس کی پرزور تردید کر دی ہے۔ حاکم ضلع نے موقع کا خود بھی معائنہ کیا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ مسجد کا تقریباً تیار ہونا تو درکنار کسی قسم کی عمارت ہی نہیں بننا شروع ہوئی تھی البتہ چبوترہ کے قریب کچھ مٹی اور گارا ضرور ڈھیر تھا۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ ہندوؤں نے ایک مسجد کو گرا دیا بالکل ہی غلط ہے۔ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور نہ کوئی مسجد گرائی گئی کیونکہ موقع پر کوئی مسجد تھی ہی نہیں۔ بہرحال چونکہ چبوترہ کی ملکیت ایک متنازعہ فیہ مسئلہ ہو گیا تھا اس لئے پولیس نے زیر دفعہ ۱۴۵ ضابطہ فوجداری اسے اپنے قبضہ میں لے لیا اور قیام امن کے خیال سے ہر دو فریقوں کے ذمہ دار افراد سے ضمانت لے لی گئی۔

اس مسئلہ میں سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ سید اعزاز رسول صاحب جنھوں نے مسجد کے بارے میں اپنا بیان شائع کرایا ہے موقع پر گئے تک بھی نہیں بلکہ جس زمانہ میں اس واقعہ کا ہونا بتایا جاتا ہے اس دوران میں وہ ہردوئی میں بھی نہ تھے۔

تشدد کے مقابلہ میں حکومت کی نرمی

کانگریسی حکومت قائم ہونے کے بعد ایسے واقعات بکثرت پیش آئے ہیں جس میں ایک فریق کی طرف سے بعض مرتبہ تشدد کا بھی استعمال کیا گیا مگر حکومت نے اس کے باوجود نرمی سے کام لیا گذشتہ سال آنریبل حافظ محمد ابراہیم کانپور گئے تو ان کے ورود سے ایک دن قبل شہر میں ایسے اشتہارات تقسیم کئے گئے جن میں عوام کو حافظ صاحب کے قتل پر اُبھارا گیا تھا۔ دوسرے روز جب وزیر موصوف کانپور پہنچے اور ان کا جلوس نکالا گیا تو حقیقتاً ان پر حملہ کیا بھی گیا۔ ان پر ڈھیلہ بازی ہوئی اور ان کے موٹر پر لاٹھیاں برسائی گئیں۔ اس سلسلہ میں تقریباً ایک درجن آدمیوں کو موقع پر گرفتار بھی کیا گیا مگر بعد کو حکومت نے ان سب کو رہا کر دیا۔ حافظ صاحب کے پچھلے الکشن میں

ان کے ایک کارکن مولانا نصیر الدین پر ٹرین میں چاقو سے قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جس سے وہ بہت سخت مجروح ہوئے۔ حملہ آور پکڑا گیا مگر بجائے مقدمہ چلانے کے اسے بھی رہا کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ ہوا کہ آنریبل رفیع احمد قدوائی وزیر مال جونپور گئے تھے ان کی موٹر پر بھی حملہ کیا گیا۔ اس کے بعد ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی کار پر بھی حملہ ہوا اور ایک آدمی پکڑا گیا مگر سکریٹری مسلم لیگ کے درخواست پر بغیر کسی کارروائی کے اس آدمی کو بھی چھوڑ دیا گیا۔

اکثر مسلمان مقررین جلسوں میں انتہائی اشتعال انگیز تقریریں کرتے رہتے ہیں جس میں ہندوؤں کانگریسی حکومت اور وزرا کی ذات پر نہایت ناروا اور بیجا حملے ہوتے ہیں اور عوام کو تشدد پر ابھارا جاتا ہے مگر حکومت نے آج تک [illegible] کسی کو گرفتار نہیں کیا۔ اس کے برخلاف ایک ہندو کانگریسی کارکن بابو کدار ناتھ پر جنھوں نے [illegible] میں مسلمانوں کے خلاف ایک تقریر کی تھی حکومت کی حسب ہدایت زیر دفعہ ۱۵۳ (الف) [illegible] گیا اور انھیں ایک سال قید سخت سزا ہوئی۔

اس طرح ایسے پمفلٹ بھی بکثرت [illegible] ہیں جن میں کانگریس حکومت اور ہندوؤں کے خلاف انتہائی اشتعال انگیز مضامین [illegible] ات پر حملے کئے جاتے ہیں بے بنیاد الزامات لگائے جاتے ہیں لیکن آج تک نہ کسی ایسے پمفلٹ [illegible] پر مقدمہ چلایا گیا نہ طابع پر۔

ایک اخبار کے کسی اخبار کے خلاف فرقہ وارانہ منافرت پھیلانے کے جرم میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ البتہ دوسری طرف ہندوؤں کے دو پمفلٹ اور ایک ہندو اخبار کی ایک اشاعت کو زیر دفعہ ۹۹ (الف) ضابطہ فوجداری اس جرم میں ضبط شدہ قرار دیا گیا کہ ان کے مضامین سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی تھی۔ بہرحال اس قسم کی سیکڑوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جب کانگریس حکومت نے مسلمانوں کے ساتھ انتہائی رواداری سے کام لیا اور ان کے مذہبی احساسات کو مدِنظر رکھتے ہوئے دوسروں کے خلاف کارروائی کی اور اب نوبت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ ہندوؤں کی طرف سے کانگریس حکومت کو یہ کہہ کر بدنام کیا جا رہا ہے کہ وہ مسلمانوں کی خاطر اکثریت کے جائز حقوق بھی نہیں دینا چاہتی۔

زبان کا مسئلہ

زبان کے مسئلہ پر بھی موجودہ حکومت کے متعلق بہت غلط فہمیاں پھیلائی گئیں اور یہ کہا گیا ہے کہ موجودہ حکومت اُردو کے مقابلہ میں ہندی کو ترجیح دیتی ہے اور اُردو کو فنا کرنے کی

کوشش کر رہی ہے۔ یہ الزام بھی سرتاپا غلط ہے حکومت نے کبھی ہندی کو اُردو پر فوقیت نہیں دی بلکہ بعض موقعوں پر اُردو کو ترجیح دی گئی ہے۔ (اس سلسلہ میں حکومت جو کچھ کر رہی ہے اس کی تفصیل ایک علٰحدہ پمفلٹ میں دی گئی ہے)

حکومت کے ایک رکن نے ایک خاص موقع اور ایک خاص مجلس میں زبان کے بارے میں کچھ خیال ظاہر کیا تھا۔ ان کی اس تقریر سے بھی بعض لوگوں کے دلوں میں کچھ شکوک پیدا ہو گئے تھے لیکن واقعہ یہ ہے کہ زبان کے مسئلہ میں صوبجات متحدہ کی کانگریس حکومت کی پالیسی "ہندوستانی" زبان کی ترویج ہے اور "ہندوستانی" زبان سے حکومت کی مراد وہ زبان ہے جو اُردو ہندی دونوں رسم الخطوں میں لکھی جائے اور جس میں عربی اور سنسکرت کے نامانوس اور ثقیل الفاظ حتی الامکان نہ آنے پائیں۔ کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ صوبجات متحدہ کی کانگریس حکومت کے ہاتھ مسلمانوں کے حقوق محفوظ نہیں ہیں؟

واردھا تعلیمی اسکیم

کاریگر پیدا کرنا مقصد نہیں ہے

مرکزی مشاورتی کمیٹی کی رپورٹ

"یہ تنقید بالکل غلط ہے کہ لڑکوں کی مشقت مالی فائدوں کے لئے استعمال کی جارہی ہے تاکہ اسکولوں کو خود بردار یا نیم خود بردار بنایا جاسکے اور جن تنقید کرنے والوں نے یہ خیال کیا ہے کہ یہ اسکول اس تنگ نظریہ کے مطابق صنعتی یا حرفتی اسکول ہیں اور اس نظام کا یہ مقصد ہے کہ بچوں کو نصابی دستکاریوں پر لگایا جائے انھوں نے اس اسکیم کو صحیح طور پر نہیں سمجھا ہے۔"

مرکزی مشاورتی کمیٹی میں واردھا اسکیم کو سمجھاتے ہوئے ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے مذکورۂ بالا رائے کا اظہار کیا۔

ذاکر حسین رپورٹ واردھا اسکیم کے مقصد کی حسب ذیل تشریح کرتی ہے۔

"اس کا مقصد یہ نہیں کہ ایسے کاریگر پیدا کئے جائیں جو مستری کی طرح کام کریں بلکہ یہ ہے کہ ان ذرائع سے بھی تعلیمی فائدے اُٹھائے جائیں جواب تک صرف پیشہ ور دستکاریوں تک محدود ہیں" واردھا اسکیم ہراس مزدورانہ محنت کے خلاف ہے جس کا مقصد صرف سامان تیار کرنا ہو چنانچہ وہ اس شرط کو لازمی قرار دیتی ہے "کہ ہر وہ صنعت یا کاریگری جو اختیار کی جائے وہ ایسی ہو جس کا تعلیمی پہلو خوب روشن ہو اور جس کو انسانی دلچسپیوں سے فطری یا باہمی تعلقات حاصل ہوں"۔

اس لئے یہ تعلیم کی اسکیم ہے پیداوار کی نہیں

اسکیم کی منشا سمجھاتے ہوئے ڈاکٹر ذاکر حسین نے فرمایا کہ اس کا ہرگز یہ مفہوم نہیں ہے کہ حکومت ان لوگوں کے لئے روزگار مہیا کرے گی جو نصاب کی پوری تکمیل کرلیں گے یا یہ کہ تمام موجودہ اسکول فوراً واردھا اسکیم میں ڈھال دئے جائیں گے۔ بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ رپورٹ میں بے روزگاری کے مسئلہ کا ذکر بھی نہیں کیا گیا ہے گو یہ سچ ہے کہ موجودہ اسکولوں کے لڑکوں سے واردھا اسکولوں کے لڑکے روزگار کے لئے کہیں بہتر ہوں گے اس لئے کہ یہ اسکیم ایسے کام کرنے والے پیدا کرنے کے لئے مرتب کی گئی ہے "جو ہر مفید کام کو معزز کام سمجھیں گے اور خود بھی اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کی نہ صرف صلاحیت رکھیں گے بلکہ اس کے لئے ہر وقت آمادہ بھی رہیں گے"۔

مذہبی تعلیم

اس تنقید کا جواب دیتے ہوئے کہ واردھا اسکیم نے مذہبی تعلیم کو نظر انداز کردیا ہے اور یہ بالکل دنیاوی اسکیم ہے ڈاکٹر ذاکر حسین فرمایا کہ اسکیم نے مذہبی تعلیم اس لئے نصاب میں نہیں رکھی کہ اس کی دشواریاں بالکل ظاہر ہیں لیکن اس کا ایک بنیادی اُصول یہ ہے کہ ہر مذہب کی عزت کی جائے۔ لیکن جس طرح موجودہ زمانے میں سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں میں ہر فرقہ اپنے اخراجات سے اپنے فرقہ کے طالب علموں کو اسکول کے اوقات کے بعد مذہبی تعلیم دے سکتا ہے اسی طرح واردھا اسکیم میں بھی اس بات کی پوری آزادی ہے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے فرمایا کہ کسی فرقہ کو بھی یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ واردھا اسکیم کا مقصد کسی مذہب یا مذہبی فرض کو نقصان پہونچانا ہے۔

اگر یہ اسکیم کام میں لائی گئی تو اسی کے مطابق اعلیٰ تعلیم کا انتظام بھی قائم کرنا پڑے گا۔

اسکیم ہے کیا؟

وار دھا اسکیم مختصر طور پر

(الف) اس بات پر زور دیتی ہے کہ تعلیم کام کے ذریعہ دی جائے لیکن اصولی طور پر اس کا یہ مقصد نہیں کہ قابل فروخت سامان پیدا کیا جائے۔

(ب) صرف بننے اور کاتنے کو بنیادی دستکاری نہیں مانتی ہے بلکہ ہر اس دستکاری کو شامل کرنے کے لئے تیار ہے جس میں اتنے ہی یا اس سے زیادہ تعلیمی فائدے ہوں۔

(ج) مذہبی تعلیم کی سہولتوں کو منع نہیں کرتی خصوصاً جہاں کوئی خاص فرقہ اس کا خواہاں ہو۔

(د) یہ لازمی نہیں قرار دیتی کہ مدرسین کی تنخواہیں صرف اسی روپیے سے دی جائیں جو اسکول کے بنائے ہوئے سامان کو بیچ کر حاصل ہو۔

لازمی تعلیم کی عمر

ذاکر حسین کمیٹی نے سات سال سے چودہ سال تک کے لئے ایک سات سالہ نصاب تیار کیا ہے۔ ان کو اس کا احساس ہے کہ ساتویں سال کو لازمی تعلیم شروع کرنے کی عمر قرار دینے میں انھوں نے بچے کی عمر کے ایک بہت اہم حصہ کو نظر انداز کر دیا ہے۔ لیکن مالی حالت کا خیال کرتے ہوئے انھوں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ سات سال سے کم عمر میں لازمی تعلیم شروع کر دی جائے گو ان کو امید ہے کہ عنقریب نرسری اور بچوں کے اسکول بھی کھولے جائیں گے اور حکومت ان کو کافی مدد دے گی۔

بچہ کی زندگی میں ۵ سے ۷ سال تک کا زمانہ تعلیم کے لئے اتنا زیادہ موزوں ہے کہ زیادہ لوگوں کی رائے میں لازمی تعلیم کی عمر ۶ سے ۱۴ سال مقرر کرنا چاہئے تھی اور ۵ سال کے بچوں کو بھی اسکول سے الگ نہ کرنا چاہئے تھا۔

وار دھا اسکیم کے تمام اسکول بنیادی اسکول ہیں اور اس لئے ابتدائی اور ثانوی درجوں کے نام میں کوئی اصطلاحی فرق نہیں رکھا گیا ہے۔ بہرحال یہ بات متفقہ طور پر طے پائی کہ انگلو ورناکیولر یا دوسرے اسکولوں کے لئے خارجہ کی اجازت صرف پانچویں درجہ یعنی تقریباً گیارہ برس کی عمر میں دی جائے۔

مادری زبان میں تعلیم

کمیٹی نے متفقہ طور پر یہ منظور کیا جیسا کہ دارد ھا اسکیم میں درج ہے کہ تعلیم بچوں کی مادری زبان میں دی جائے کمیٹی کا خیال ہے کہ ہندوستان کے لئے ایک مشترک زبان ہندوستانی کا ہونا بہت مناسب ہے جس کا رسم خط اردو بھی ہو اور دیوناگری بھی۔ لیکن کچھ ممبران یہ رائے رکھتے ہیں کہ اگر صرف ایک رومن رسم خط ہو تو تعلیم دینے میں آسانی ہو جائے گی اور دونوں فرقوں میں بھی اتحاد پیدا ہو جائے گا۔

کمیٹی کا خیال ہے کہ چھوٹے درجوں میں کسی بنیادی دستکاری کا رائج کرنا اور تقریباً ۶ برس کے بچوں کو اس کام پر لگانا عقلمندی کے خلاف ہے۔ اِن درجوں میں بچوں کو خود اپنی مرضی اور دلچسپی سے کام کرنا چاہئے۔ بڑوں کے لئے ان پر کام مسلط کرنا مناسب نہیں اس لئے کہ تعلیمی فائدہ بنی ہوئی چیز یا کئے ہوئے کام میں نہیں بلکہ اس کی تکمیل میں ہے جو اس چیز کو بنانے کے لئے ضروری ہے۔ کاریگری کا حاصل کرلینا نہیں بلکہ حاصل کرنے کا طریقہ تعلیمی ہوتا ہے۔ کاشتکاری بننا۔ لکڑی کی چیزیں بنانا اور پیتل وغیرہ کا کام یہ ایسے کام ہیں جو تعلیمی نشو و نما کو بڑی سہولتیں دیتے ہیں بچے کے کام کرنے کے بڑھتے ہوئے احساس پر اثر ڈالنا ہیں اس کی خود اعتمادی بڑھاتے ہیں اس لئے کہ اس کی بنائی ہوئی چیزوں کی بازار میں قیمت لگتی ہے اور اس طرح اس غلط خیال کو دور کرتے ہیں کہ کاریگری ایک قابل اعتراض چیز ہے۔ اس لئے کمیٹی کی یہ رائے ہے کہ چھوٹے درجوں میں (تقریباً دس سال کی عمر میں) صرف ایک بنیادی دستکاری نہ ہونا چاہئے بلکہ مختلف کام ہونا چاہئیں جو کام کرنے کی وہ صلاحیت پیدا کردیں جن کی بڑے درجوں کے لئے ضرورت ہے۔

یہ اسکیم کے لئے کوئی قابل اعتراض بات نہیں کہ بڑے درجوں میں بکنے کے قابل سامان تیار کیا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک قابل فروخت سامان نہ تیار کیا جائے تعلیمی امکانات کے قابل اطمینان فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔ اس سامان سے جو قیمت حاصل ہو وہ آسانی کیساتھ اسکول کی بہتری کیلئے صرف کیجا سکتی ہے۔

مدرس۔ اس کی اہمیت

ہر تعلیمی اسکیم کی کامیابی کے لئے سب سے اہم شرط مدرس کی ہے یہ ضروری ہے کہ مدرسین ان نئے تعلیمی اور سماجی اصولوں سے متفق ہوں اور ساتھ ہی ساتھ جو اسکیم کی جان ہیں اور ساتھ ہی ساتھ ان میں اسکیم عمل کرنے کی سرگرمی بھی ہو۔

اسکولوں کے قائم ہونے کی رفتار صرف ایسے ٹرینِنگ یافتہ مدرسین کی تعداد پر منحصر ہے جو اہلیت کے

"کنول کا شہد" کے عام طور پر معنی یہ ہوئے کہ کنول سے نکالا ہوا شہد۔
شہد کی مکھی آدھ میل سے ۲ میل تک شہد بنانے کے لئے رس جمع کرنے جاتی ہے۔ شہد کی مکھی مختلف پودوں گھاسوں وغیرہ جن سے رس نکلتا ہے ان پر بیٹھتی ہے۔ اگرچہ گرد و نواح میں کچھ کنول کے پودے ہوں بھی تو یہی جو شہد ہوگا وہ ایک مرکب ہوگا اور اس کو کنول کا شہد نہیں کہا جا سکتا۔ کنول کا شہد حاصل کرنے کے لئے شہد کی مکھی کے چھتے کے گرد ایک بہت وسیع کنول کے پودوں سے بھرا ہوا حلقہ ہونا چاہئے تاکہ شہد کی مکھیاں جو رس چوس کر لاویں وہ زیادہ کنول کے پودوں سے ہوں۔ مضمون نگار کی بہتری کوششیں ہندوستان میں ایسے چھتے کی تلاش میں رائیگاں گئیں جہاں شہد کی مکھی کا کوئی ایسا چھتہ ہوتا جس میں سے کنول کا شہد ملتا۔
عمدہ ناموں سے شہد کو نامزد کرنے کا طریقہ تاکہ اس کی فوراً نکاسی ہو صرف ہندوستان ہی کے لے موقوف نہیں ہے۔ لیکن دوسرے ممالک میں بذریعہ قانون اس پر حد عائد کی گئی ہے۔ ممالک متحدہ امریکہ کے کیمیاوی بیرو کے بلیٹن نمبر ۱۱۰ کے ذیل کے اقتباس سے اس ملک کی حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔
"بسا اوقات شہد کی بھری ہوئی بوتلوں پر پھلوں کے نام سے لیبل لگایا جاتا ہے اور یہ تمام شہد معیار کے اندر ہوتے ہوئے بھی جب ان کی جانچ ہوتی ہے تو جس پھول کے نام سے وہ نامزد کیا گیا ہے اس میں شبہہ معلوم ہوتا ہے۔ بوتلوں میں شہد بھرنے والے افراد کسی پھول کا نام دے کر لیبل لگانے کے متعلق لاپرواہ ہوتے ہیں یہ سمجھ کر کہ جب تک کہ شہد خالص ہے وہ کسی قانون میں نہیں آتے۔ یہ غلطی ہے کیونکہ کسی پیداوار کا لیبل قطعی اس کے اصل سے لکھنا چاہئے۔"
زمانۂ سلف میں آنکھ کی بیماریوں کے لئے شہد کی قدر بہت کافی طور پر مانی جا چکی ہے۔ انگریزی ادب میں آنکھ کی مختلف بیماریوں کا شہد سے اچھے ہونے کا ذکر ہے۔

باہتمام سپرنٹنڈنٹ پرنٹنگ و اسٹیشنری صوبجات متحدہ الہ آباد (ہندوستان) چھپا

ساتھ اسکیم پر کام کر سکیں۔ اس لئے کمیٹی ذاکر حسین رپورٹ کی اس سفارش سے اتفاق کرتی ہے کہ تجربہ کے لئے کافی وسیع حلقہ انتخاب کیا جائے اور محکمۂ تعلیم اس حلقہ کا پہلے معائنہ کرے۔

پھر مدرسین کی کافی تعداد کو موجودہ نارمل اسکولوں میں ٹریننگ دینے کی فوری تیاریاں کی جائیں اور اس کام کے لئے ایسا عملہ رکھا جائے جو ٹریننگ کے نئے نظام کے لئے مناسب ہو اور جیسے جیسے معقول مدرسین ملتے جائیں اسکولوں کو کام کا جو اسکولوں میں تبدیل کر دیا جائے۔

مدرس کی ٹریننگ

کمیٹی کی رائے میں وارдھا اسکیم مدرس کی ٹریننگ کی اہمیت پر صحیح زور دیتی ہے اور یہ درست تجویز پیش کرتی ہے کہ فی الحال اسکیم کو شروع کرنے کے لئے خاص طور پر چنے ہوئے مدرسین کو ایک ہی سال کی ٹریننگ دی جائے گو پوری ٹریننگ کا نصاب تین سال کا رکھا گیا ہے۔

کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ قابل استانیوں کی تعداد بڑھانے کی کوششیں کی جائیں اور ذاکر حسین کمیٹی کی ان سفارشات سے اتفاق کیا کہ ابتدائی اسکولوں کے ٹریننگ یافتہ مدرسین کی تنخواہیں جہاں تک ممکن ہو ۲۵ روپئے ماہوار ہوں لیکن ۲۰ روپیے ماہوار سے ہرگز کم نہ ہوں۔ اس کے علاوہ عام جلسوں اور دوسرے موقعوں پر یہ کوشش کی جائے کہ استاد کا وقار قائم رہے۔

علمی مضامین

کمیٹی نے اس بات پر بحث کی کہ آیا تمام ادبی مضمونوں کی تعلیم بنیادی دستکاریوں کے ذریعہ ممکن ہے یا نہیں۔ جہاں تک بالکل ابتدائی درجوں کا تعلق تھا عام طور پر لوگوں کی رائے تھی کہ ان درجوں میں دستکاری کے ذریعہ قابل اطمینان تعلیم ہو سکتی ہے اور اس سلسلہ میں ہوگا اور دوسرے اسکولوں کی مثالیں بھی پیش کی گئیں لیکن بڑے درجوں کے متعلق یہ کہا گیا کہ جیسے جیسے لڑکے کی تعلیم بڑھتی جاتی ہے دستکاریوں کے ذریعہ ادبی تعلیم کے قابل اطمینان موقع کم ہوتے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اونچے درجوں میں بھی بنیادی دستکاریوں کے ذریعہ کافی تعلیم کا کام انجام دیا جا سکتا ہے لیکن ادبی مضمونوں کے تمام پہلوؤں کی تعلیم اس طرح ممکن نہیں۔ اس لئے ادبی مضمونوں کے بعض ایسے جزئیات سکھانے کے لئے رسمی تعلیم ضروری ہے جو بنیادی دستکاریوں کے ساتھ قدرتی طور پر نہیں مل سکتے۔

ہر ہر مضمون کے نصاب کو مختلف پہلوؤں سے جانچا گیا اور یہ بتایا گیا کہ تجویز شدہ نصابات صرف تجربہ کے طور پر رکھے گئے ہیں اور ان کا صحیح مقصد سمجھنا استاد اور مناسب نصابی کتابوں پر منحصر ہے۔ تجربہ سے یہ بھی پتہ لگ جائے گا کہ کیا کیا ترمیمیں ضروری ہیں چنانچہ اسی کے مطابق نصاب میں تبدیلیاں کر دی جائیں گی۔

کمیٹی کی رائے ہے کہ شروع شروع میں موجودہ اسکولوں کے مقابلہ میں "کام کاجو" اسکولوں پر زیادہ روپیہ خرچ ہوگا اور یہ کہ جس رفتار سے اس وقت لازمی تعلیم جاری ہے اور جس عمر تک یہ جاری رکھی جاتی ہے یہ اصل میں مالی حالت سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں اس لئے ان کو صوبوں پر چھوڑ دینا چاہئے۔

نتیجوں کا خلاصہ۔ کمیٹی جن خاص نتیجوں پر پہونچی ہے ان کا حسب ذیل خلاصہ ہے۔

(۱) بنیادی تعلیم کی اسکیم پہلے دیہاتی حلقوں میں شروع کی جائے۔

(۲) لازمی تعلیم کی عمر ۶ سے ۱۴ برس رکھی جائے لیکن ۵ سال کے بچوں کو بھی بنیادی اسکولوں میں داخلہ دیا جاسکتا ہے۔

(۳) بنیادی اسکولوں سے دوسرے اسکولوں میں جانے کی اجازت پانچویں درجہ یا ۱۱ برس کی عمر کے لگ بھگ دیجائے۔

(۴) طالبعلموں کو اپنی زبان میں تعلیم دیجائے۔

(۵) ہندوستان کیلئے ایک مشترکہ زبان کا خیال بہت مناسب ہے اور یہ زبان ہندستانی ہونا چاہئے جو اردو اور ہندی دونوں رسوم خط میں لکھی جاسکے۔ لڑکوں کو اس بات کی اجازت دیجائے کہ وہ جس رسم خط کو چاہیں اختیار کریں اور یہ انتظام رکھا جائے کہ انکو اسی رسم خط میں تعلیم دیجائے۔ اسلئے ہر مدرس کو اردو اور ہندی دونوں رسم خط جاننا چاہئے بعض ممبر یہ تجویز کرتے ہیں کہ اگر رومن رسم خط اختیار کرلیا جاسکے تو یہ کام بہت کم ہو جائیگا۔

کام کاج سے تعلیم

(۶) جہانتک کام کاج کے ذریعہ تعلیم دینے کے اصول کا تعلق ہے واردھا اسکیم ووڈ۔ ایبٹ رپورٹ سے پورا اتفاق کرتی ہے۔ یہ کام چھوٹے درجوں میں مختلف قسموں کے ہوں لیکن آگے چلکر کسی بنیادی دستکاری سے ملحق ہو جائیں تاکہ بنائی ہوئی چیزیں بیچی جاسکیں اور اس روپیہ سے اسکول کو ترقی دی جاسکے۔

(۷) جو ادبی مضامین کسی بنیادی دستکاری سے ملحق نہیں کئے جاسکتے انکی تعلیم جداگانہ طور پر دی جائے۔

(۸) مدرسوں کی ٹریننگ کا نیا انتظام کیا جائے اور مدرسین کے رتبہ کو بڑھایا جائے۔

(۹) کسی مدرس کو بھی ۲۰ روپئے ماہوار سے کم نہ دئے جائیں۔

(۱۰) استانیوں کی تعداد بڑھانے کی کوشش کی جائے اور اچھی تعلیم پائی ہوئی لڑکیوں کو اس بات کی ترغیب دیجائے کہ وہ تعلیم دینا اختیار کریں۔

(۱۱) بنیادی اسکول صرف اسوقت شروع کئے جائیں جب اچھے ٹرینڈ مدرس ملنے لگیں۔
(۱۲) تجربہ کے بعد نصاب کو دہرانے کی ضرورت ہوگی۔
(۱۳) بنیادی اسکولوں میں انگریزی اختیاری زبان نہ رکھی جائے۔
(۱۴) جو فرقہ مذہبی تعلیم دلانے کی خواہش کرے حکومت کو چاہئے کہ موجودہ دستور کے مطابق وہ اسکی مدد کرے لیکن اس تعلیم کا خرچہ خود نہ اٹھائے۔
(۱۵) کوئی باہری امتحان نہ لیا جائے اور بنیادی اسکول کے نصاب کے ختم پر اندرونی امتحان کے مطابق خارجہ کی سند دیدی جائے۔
(۱۶) پانچویں درجہ کے ختم پر (عمر گیارہ سال) جو طالبعلم دوسرے اسکولوں میں شریک ہونا چاہیں انکو بھی خارجہ دیدیا جائے۔
(۱۷) ایک درجہ سے دوسرے درجہ کو ترقی دینے کے مسئلہ کو خود اسکول طے کریگا لیکن اندرونی امتحان کے نتیجے سپروائزر کے معائنہ میں ضرور لائے جائیں۔

آنریبل وزیر مال کی تقریر

جماعت انصار کا سپاسنامہ

آنریبل جناب رفیع احمد صاحب قدوائی وزیر مال نے ۵ / جنوری ۱۹۳۹ء کو ضلع سیتاپور کا دورہ فرمایا اور چوریا تحصیل سدھولی، جہانگیر آباد تحصیل بسواں اور چھین تحصیل بسواں میں ہندو مسلمانوں کے مشترکہ مجمعوں میں تقریریں کیں۔

جہانگیر آباد تحصیل بسواں میں دس ہزار کے لگ بھگ کسان وزیر مال کی تقریر سننے کے لئے جمع ہوئے۔ مسلمان والنٹیروں کی ایک بڑی تعداد نے سبز جھنڈوں کیساتھ وزیر مال کا پرخلوص استقبال کیا اور مومن جماعت نے اپنے فرقہ کیطرف سے ایک سپاس نامہ پیش کیا۔

آنریبل وزیر مال نے اس سپاسنامہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ مومن جماعت شروع ہی سے کانگریس کے ساتھ ہے گذشتہ انتخاب میں اور تمام ہی ضمنی انتخابات میں مومن بھائی ہمیشہ کانگریس کے موافق رائے دیتے رہے ہیں اور وہ صرف اس لئے کہ ان کو اس کا یقین ہے کہ ہندوستان میں کانگریس ہی ایک ایسی سچی قومی جماعت ہے جس میں ہندو اور مسلمان دونوں کو یکساں نمائندگی حاصل ہے اور جس کا مطمح نظر ہر شخص کے ساتھ بھلائی کرنا ہے چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان ہو یا عیسائی ہو۔ ہمیں خوشی ہے کہ

کانگریس حکومت کی پچھلی اٹھارہ مہینوں کی کارگذاریوں نے اپنی غیر فرقہ وارانہ نوعیت کا ثبوت دیکر مومنوں کے اس یقین کو اور پختہ کر دیا ہے اور خود اپنے عمل سے بتا دیا ہے کہ کانگریس غریبوں کی حامی ہے۔ اس تھوڑے سے عرصہ میں کانگریس حکومت نے غریبوں کے لئے جو سہولتیں بہم پہنچائی ہیں ان سے مومن بھائیوں کو بڑا فائدہ پہونچا ہے کپڑا بننے والوں کے لئے جو کوآپریٹیو سوسائیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ ان سے مومنوں کی آمدنی میں کافی اضافہ ہو گیا ہے اس لئے کہ زیادہ تر بنا۔ سے مومن ہی بھائی یہ کام کرتے ہیں۔ انریبل وزیر مال نے فرمایا کہ میرے علم میں کئی ضلعیں ہیں جہاں مومنوں کی آمدنی سو فیصدی زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ ملازمت کے مسئلہ میں کانگریس حکومت نے ہر فرقہ اور ہر ذات کو برابر حقوق دیئے ہیں پچھلے زمانہ میں بڑی جگہوں کے لئے ۔۔ن بڑی ذات سے انتخاب کیا جاتا تھا کانگریس نے اس فرق کو مٹا کر یہ انتظام کیا ہے کہ جن فرقوں کو اب تک برابر حق نہیں ملتے رہے ہیں ان کے ساتھ خاص رعایت کیجائے۔ چنانچہ کانگریسی حکومت اس مرتبہ کاشتکار طبقہ اور ہر جن ذات کے لوگوں سے بھی ڈپٹی کلکٹری کی جگہ کے لئے انتخاب کر رہی ہے۔ کانگریس ہر پست طبقہ کی حامی ہے چنانچہ کانگریسی حکومت اپنے ۔۔ں فرض کو ۔۔دا کرنے کی ہر امکانی کوشش کر رہی ہے اور امید ہے اس کی کامیابی ہر طبقہ کی ۔۔است ۔۔۔ ۔۔دیگی

تعلیم دوسرے پست طبقوں کی طرح ہماری مومن برادری بھی تعلیم میں بہت پیچھے ہے۔ کانگریس حکومت تعلیم کی اس کمی کو صوبہ کی ایک بڑی بدنصیبی سمجھتی ہے چنانچہ وہ کوشش کر رہی ہے کہ جلد از جلد تعلیم عام ہو جائے اور صوبہ سے جہالت دور ہو جائے امید ہے ہماری مومن برادری دوسرے تمام پست فرقوں کی طرح اس تحریک سے فائدہ اٹھائیگی۔ ملازمت کے مسئلہ میں بھی حکومت نے یہ طے کیا ہے کہ مومن جماعت کو پورا حصہ ملنا چاہیئے اور ان کے حقوق کا خاص خیال کرنا چاہیئے۔

بے زمین مزدوروں کیلئے زمین مہیا کرنیکی ایک مجوزہ اسکیم

انریبل جناب رفیع احمد صاحب قدوائی وزیر مال نے ۱۲ر دسمبر ۱۹۳۸ء کو صوبجات متحدہ کی مجلس قانون ساز میں دیہات کے بے زمین مزدوروں کو زمینیں دینے کے متعلق ایک اہم اسکیم پڑھی۔

وہ اسکیم حسب ذیل ہے:-

(۱) اگر کوئی دیہاتی نہ کسی زمین کا مالک ہے اور نہ کسی زمین کا مالگذار تو وہ حلقہ کے اسسٹنٹ کلکٹر کو درخواست دے کہ وہ اپنے دیہات میں کاشت کرنا چاہتا ہے۔ اس

درخواست کے پاتے ہی وہ اسسٹنٹ کلکٹر ضروری تحقیقات کرنے کے بعد حسب ذیل کارروائی کرینگے۔

(الف) وہ اسکو ایک ایسی زمین دینگے جو زمیندار کی کاشت میں ہو اور جس پر مقامی شرح سے پچیس روپیہ سے زیادہ لگان مقرر ہو۔

(ب) اگر اس قسم کی زمین نہ مل سکے گی تو ایسی زمین دیں گے جس پر مقامی شرح کے حساب سے پچیس روپئے یا اس سے کم لگان مقرر ہو اور وہ ایسے زمیندار کی کاشت میں ہو۔ ۲۰ ایکڑ سے زیادہ کاشت کرتا ہو۔

(ج) اگر اس قسم کی زمین بھی نہ مل سکے گی تو وہ ایسی زمین دینگے جو کسی ایسے کاشتکار کے پاس ہوگی جو ضمنی کاشتکار یا سیر کے کاشتکار ہونے کے علاوہ بیس ایکڑ سے زیادہ زمین کاشت کرتا ہو۔

(د) اگر اس قسم کی زمین بھی نہ مل سکیگی تو وہ اسکو اوسر زمین دینگے

لیکن اس شرط کے ساتھ کہ اسسٹنٹ کلکٹر سائل کو پانچ ایکڑ سے زیادہ زمین نہ دیں

(۲) اس دفعہ کے ماتحت جو زمین دی جائیگی اس پر سائل کو موروثی ملکیت حاصل ہوگی اور جتنا لگان اسسٹنٹ کلکٹر صاحب تجویز کرینگے اس کی ادائیگی سائل پر واجب ہوگی۔

(۳) دفعہ ۱ کی ضمنی دفعہ ج کے ماتحت جو زمین دیجائیگی اس پر کاشتکار کا کوئی حق نہ رہیگا اور وہ اپنی بقیہ زمین کا لگان اسسٹنٹ کلکٹر صاحب کے فیصلہ کے مطابق ادا کریگا۔

(۴) اگر دفعہ ۱ کی ضمنی دفعات الف یا ب کے ماتحت جو زمین دیجائے وہ سیر ہو تو وہ زمین سیر نہ رہیگی۔

(۵) کوئی ایسا شخص اس دفعہ کے ماتحت درخواست نہیں دلیسکتا جو دفعات ۳۰ سے ۳۴ تک کسی کے ماتحت بھی لگان واری کا حقدار بن سکتا ہے یا اس دیہات میں کسی طرح حقوق مالکانہ یا ماتحت مالکانہ رکھ سکتا ہے۔

اوسر زمین کی بازیافتگی

حکومت صوبجات متحدہ نے اوسر زمین کی بازیافت کے مسائل پر غور کرنے کی غرض سے ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو حسب ذیل سرکاری اور غیر سرکاری ممبران پر مشتمل ہے۔

صدر

۱۔ مسٹر وی۔ این۔ مہتا۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ سینیر ممبر بورڈ آف ریونیو۔ صدر۔

ممبران

۲۔ ڈائرکٹر محکمہ زراعت صوبجات متحدہ۔
۳۔ چیف کنسرویٹر آف فارسٹ صوبجات متحدہ۔
۴۔ ڈاکٹر بی۔ این۔ سنگھ پروفیسر آف اگریکلچر بنارس ہندو یونیورسٹی۔
۵۔ مسٹر ایم واٹن آف نینی اگریکلچر انسٹیٹیوٹ۔
۶۔ کنور ہر پرشاد سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ باندہ۔
۷۔ ٹھاکر نانک سنگھ ایم۔ ایل۔ اے بلند شہر۔
۸۔ مسٹر رادھا موہن سنگھ ایم۔ ایل اے۔ بلیا
۹۔ خان بہادر محمد عبدالرحمن خاں۔ ایم۔ ایل۔ اے علیگڈھ۔
۱۰۔ راجہ جگناتھ بخش سنگھ ایم۔ ایل۔ اے۔ لکھنؤ۔
۱۱۔ مسٹر محسن علی سپرنٹنڈنگ انجینیر (اریگیشن برانچ) اٹاوہ۔
۱۲۔ ڈاکٹر این۔ آر دھر۔ افیسران اسپیشل ڈیوٹی۔ محکمہ تعلیم۔
۱۳۔ ڈاکٹر بی۔ کے۔ مکرجی۔ سرکاری اگریکلچرل کیمسٹ صوبجات متحدہ کانپور۔

کمیٹی کے نکات حوالہ حسب ذیل ہیں۔

(الف) اوسرزمین کی بازیافت کے مختلف طریقوں کی جانچ کرنا اور اب سے کے استعمال پر خاص توجہ دیتے ہوئے رپورٹ دینا۔

(ب) یہ مشورہ دینا کہ تحقیق و تجربہ کن اصولوں پر شروع کیا جائے جس سے اوسر زمین کی بازیافت کے لئے ایسے طریقے معلوم ہوسکیں جو سستے بھی ہوں اور زود اثر بھی۔ مزید براں یہ غور کرنا کہ یونیورسٹی میں تحقیقاتی کام کرنے والوں سے اس کام میں کسان سے مدد لی جاسکتی ہے۔

(ج) ان ضروری تدابیر کے متعلق مشورہ دینا جو اوسر زمین کو (۱) غلہ کی فصل (۲) چارہ کی فصل اور (۳) گھاس پیدا کرنے کے لائق بناسکتی ہیں۔ نیز اس بات پر غور کرنا کہ ایسی زمینوں میں جنگل لگانا کہاں تک مناسب ہے جو باوجودیکہ قابل کاشت شمار کی گئی ہیں پھر بھی کاشت کے لائق نہیں ہیں۔

(د) ایسی تدابیر کا مشورہ دینا جن کے ذریعہ سے قابل کاشت زمینوں کو اوسر ہوجانے سے بچایا جاسکے۔

(ہ) اوسر زمین کے استعمال کے متعلق کسی اور اہم مسئلہ پر مشورہ دینا۔

صنعت و حرفت

شکر کی قیمت

پچھلے چھ مہینوں میں شکر کی قیمت اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ حکومت کو اسکی وجہ سے بڑی تشویش پیدا ہوگئی ہے کیونکہ ۱۹۳۷-۳۸ء کے پچھلے پرائی کے زمانہ میں پھاٹک پر بکنے والے گنے کی کم سے کم قیمت ۵/۳/- فی من مقرر کی گئی تھی اور اس وجہ سے یہ خیال کیا گیا تھا کہ اس شرح سے فیکٹری کے باہر شکر کی بنیادی قیمت ۷ روپیہ ۲ آنے بالکل مناسب ہوگی لیکن پھر بھی جولائی سے بنیادی قیمتیں بڑھنے لگیں یہاںتک کہ اگست کے ختم پر ۹ روپئے تک قیمت پہنچ گئی۔ صنعت اور ساتھ ساتھ خرچ کرنے والوں کی بھلائی کے خیال سے حکومت اس بات کے لئے بیچین تھی کہ بنیادی قیمتیں گھٹا دی جائیں۔ لیکن یہ خیال کیا گیا کہ گنے کی فصل کی کمی کی وجہ سے قریب پورے موسم میں بنیادی قیمتیں ۹ روپئے ہی کے لگ بھگ رہیں گی کچھ کم یا کچھ زیادہ اس خیال پر کافی غور کے بعد اور تمام غریبوں کے نفع کا خیال کرتے ہوئے حکومت نے پھاٹک کے گنے کی قیمت ۶/۹/- فی من مع ۶/-/- فی من محصول مقرر کی ہے فیکٹریوں کو اور زیادہ فائدہ پہونچانے اور سامان باربرداری کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو گنا فیکٹری سے ۲۰ میل فاصلہ کے باہر خریدا جائے اس کی کم سے کم قیمت ۶/۳/- فی من بغیر محصول ہو اور جو گنا فیکٹری سے ۲۰ میل فاصلہ کے اندر خریدا جائے اسکی قیمت ۶/۶/- فی من ہو۔

یہ سب اس سچے بھروسہ پر کیا گیا تھا کہ اس کے بعد بنیادی قیمتیں ۹ روپئے یا ۹ روپئے ۱۲ آنے سے زیادہ باہر کے حصوں میں نہ بڑھینگی لیکن بدقسمتی سے یہ امید پوری نہیں ہوئی اور اعتراضات کے باوجود پہلے بنیادی قیمت ۹ روپئے ۸ آنے کردی گئی اور اسکے بعد اس سے بھی زیادہ اضافے کردئے گئے۔ حالات کو اور زیادہ بگاڑنے کے لئے سنڈیکیٹ نے دسمبر کے بیچ میں جو حصہ واگذاشت کیا وہ یقینی طور پر ناکافی تھا اور یہ بھی شکایتیں موصول ہوئیں کہ بعض فیکٹریاں کوٹہ کا حصہ پورا کرنے پر بھی آمادہ تھیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ قیمتیں اور زیادہ بڑھتی گئیں اور میرٹھ حلقہ میں پچھلے دسمبر کے آخری ہفتہ میں قیمتیں دس روپئے اور دس روپئے ۸ آنے بلکہ اس سے بھی زیادہ تھیں۔ روہیلکھنڈ میں قیمتیں کچھ کم رہیں یعنی ۹ روپے ۱۲ آنہ کے لگ بھگ۔ گورکھپور میں ۹ روپئے ۸ آنے

تک آس پاس یا کچھ زیادہ۔ گڑ کی قیمت بھی ۵ روپئے اور ۵ روپئے آٹھ آنہ فی من کے درمیان بڑھ گئی ہے۔

ظاہر ہے کہ شکر کی قیمت کا اتنا زیادہ بڑھنا صوبہ متحدہ اور بہار دونوں صوبوں کی صنعت کی ترقی کے لئے ذرا بھی مفید نہیں ہے۔ اسکے علاوہ خرچ کرنے والوں کی حفاظت کرنا بھی ضروری ہے لہذا یہ مناسب ہے کہ فیکٹریوں اور بونے والوں کو نفع دینے کے بعد شکر سستی سے سستی قیمت پر بیچی جائے حکومت کے پاس بونے والوں کے کئی وفد آچکے ہیں اور انکا کہنا ہے کہ موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے گنے کی جو کم سے کم قیمت مقرر کی گئی ہے اس سے انکو بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ گنے کی قیمت کسی خاص خیال سے مقرر کی گئی تھی لیکن جب اس خیال پر کام نہیں ہو رہا ہے تو یہ انصاف کے خلاف ہے کہ جو نفع شکر کی قیمت بڑھا کر حاصل کیا جا رہا ہے اسمیں انکو کوئی حصہ نہ ملے کم سے کم قیمت کا یہ مطلب تھا کہ بونے والے کو گنے کے کم سے کم دام یہ ملینگے اور شکر کی قیمت کی کمی یا زیادتی سے گنے کے دام بھی بدل دئے جائینگے لیکن اندازہ ہوتا ہے کہ کم سے کم دام کو مقررشدہ قیمت خیال کیا جا رہا ہے یہ ٹھیک نہیں۔ یہ صحیح ہے کہ میرٹھ حلقہ میں فیکٹریوں نے خود اپنی طرف سے کم سے کم قیمت میں دو پیسے کا اضافہ کر دیا ہے لیکن موجودہ حالت میں یہ اضافہ کافی نہیں سمجھا جاتا۔ اسکے علاوہ اس سے گنے کی کوآپریٹیو سوسائٹی کو نقصان پہونچتا ہے حکومت اس بات کے لئے بےچین ہے کہ شکر کی بنیادی قیمت کم کر دیجائے چنانچہ پچھلے چار ہفتوں میں شکر سنڈیکیٹ پر اس بات کی بڑی اہمیت جتائی گئی ہے۔ آخرکار ۲۲ ردسمبر ۱۹۳۸ء کو حکومت نے سنڈیکیٹ کو اس بات سے آگاہ کر دیا کہ اگر بنیادی قیمت گھٹا کر نو روپئے نہ کر دی گئی تو حکومت گنے کی کم سے کم قیمت کو بڑھانے کے مسئلہ پر غور کریگی۔ حکومت کو افسوس ہے کہ اس تنبیہ کے بعد بھی بنیادی قیمت کم کرنے کی سنجیدہ کوشش نہ کی گئی اسکے برعکس قیمت کی گرانی کو یا تو سراہا جاتا ہے یا یہ بتایا جاتا ہے کہ سٹہ بازی کی وجہ سے ہے۔ جو کچھ بھی ہو حکومت کی رائے میں یہ انصاف کے خلاف ہے کہ شکر کی قیمت اتنی زیادہ گراں رہے اور بونے والوں کو بھی نفع نہ ملے۔ چنانچہ حکومت نے شکر کی قیمتوں کے قواعد کے مطالعہ اور کافی غور کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ گنے کی قیمت میں خط وارانہ طور پر اضافہ کر دیا جائے۔ جبکہ میرٹھ حلقہ اور بجنور ضلع کی فیکٹریاں شکر کی موجودہ قیمتوں کے باعث سب سے زیادہ نفع اٹھا رہی ہیں گورکھپور شکر کی قیمت میرٹھ فیکٹریوں کی قیمت سے آٹھ آنے کم ہے۔ کافی غور کے بعد حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ میرٹھ حلقہ اور بجنور ضلع میں خریدے ہوئے گنے پر ایک آنہ۔ گورکھپور حلقہ اور گونڈا بہرائچ جونپور کے ضلعوں میں خریدے ہوئے گنے پر ۲/۱ آنہ اور صوبہ کے بقیہ حصہ میں خریدے ہوئے گنے پر آدھ آنہ اضافہ کر دیا جائے۔

حکومت بڑی توجہ کے ساتھ شکر کی قیمتوں کو دیکھتی رہیگی۔ اسکی یہ دلی خواہش ہے کہ بنیادی قیمتیں ۹ روپے تک گرادی جائیں اور جیسے ہی یہ معلوم ہوگا کہ قیمتیں اس حد پر قائم ہوگئی ہیں ۔ حکومت اس کے مطابق گنے کی قیمت بدلنے کے مسئلہ پر دوبارہ غور کرنے لگے گی۔ فیکٹریوں نے پچھلے ۲/۱ ۲ مہینے دنوں میں شکر کی گرانی سے خوب نفع کما لیا۔ اب حکومت سنڈیکیٹ سے امید کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد قیمت گرانے کی کوشش کریگی اور ساتھ ہی ساتھ سٹہ بازی کو بھی کم کریگی تاکہ خریدار زیادہ پریشان نہو اور اگر شکر کی قیمت ذرا بھی بڑھی تو حکومت تمام حالات پر نظر ثانی کرے گی۔

گڑ سدھار اسکیم کی رپورٹ

(مختتمہ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء)

اسکیم کے ماتحت گنا پیدا کرنے والے کل ۴۶ ضلع ہیں اور ان تمام ضلعوں میں تقریباً ۴۵۰۰ گاؤں ہیں۔

جن ضلعوں میں مظاہرہ کا کام شروع ہے ان میں ۱۶ ضلعوں میں ۲۲ مرکزوں پر یعنی تقریباً ۴۰۰ گاؤں کے حلقہ میں مظاہرے کئے گئے ہیں۔

ان تیس ضلعوں مین جہاں پھیلاؤ کا کام ہو رہا ہے ۵۵۰ ٹرننگ یافتہ اعزازی کام کرنے والے گنے بونے والوں کی مدد کر رہے ہیں اور انکو بھٹیاں اور بہتر گڑ بنانے کے طریقے بتا رہے ہیں۔ اس وقت تک وہ ۲۰۰۰ بھٹیاں بنا چکے ہیں۔

تقریباً ۶۰۰ پیسر سے والی بہتر مشینیں کو آپریٹیو طریقے پر رائج کی گئی ہیں اسکے علاوہ ۱۵۰ مشینوں کا تقاوی اصول پر انتظام کیا جا چکا ہے۔

رس صاف کرنے کیلئے سکلائی کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور یہ ایک آنہ فی سیر کے حساب سے بیچی جا رہی ہے۔ ایک من تیار کردہ گڑ کی قیمت صرف ایک پائی آتی ہے۔

دو دیلی مرکز (سہارنپور) کے تجرباتی کام کی وجہ سے تجرباتی فیکٹری میں کاربن کی قیمت ۶ آنے سے دو آنے فی پونڈ کر دیگئی۔ بیوپارانہ نرخ میں ایک آنہ فی پونڈ سے بھی کم پڑتا ہے۔

چند چنے ہوئے دیہاتوں میں کاربن کا استعمال جاری کرایا جا رہا ہے۔

بازار کا مسئلہ کو آپریٹیو محکمہ کی مدد سے حل کیا جا رہا ہے۔ ۱۲ بازار کے نائبوں کو ٹرننگ دیگئی ہے اور وہ مختلف ضلعوں میں مقرر کئے گئے ہیں۔

اس کا مقصد یہ ہے کہ بے ایمانی کے طریقوں کو روکا جائے۔ معتبر آڑھتیوں سے کم داموں پر سمجھوتہ کیا جائے اور ان سے گنے بونے والوں کی سفارش کیجائے۔ گنا بونے والوں کو ایسا گڑ بنانے کی ٹریننگ دیجائے جسکی بازار میں خوب مانگ ہو۔ گنا بونے والوں کو کوآپریٹیو سوسائیٹیوں سے مدد دلائی جائے اور انکے قرضہ میں سہولت پیدا کیجائے۔ قیمت گرجانے کے زمانہ میں گڑ کو روکے رہنے میں مدد دیجائے۔ ایسی جگھوں میں گڑ بھیجنے کا انتظام کیا جائے جہاں دام اچھے ہوں اور مال باہر بھیجنے کے طریقہ کو بڑھایا جائے۔

گڑ سدھار کی نمائشی جگھیں گوریا کلاں (اناؤ) کے میلہ میں بنارس کی ضلع نمائش اور اجودھیا کی سیاسی کانفرنس میں قائم کی گئی۔ اجودھیا میں گڑ کی ایک دوکان بھی رکھی گئی اور کاربن بنانے کے طریقوں کا مظاہرہ بھی کیا گیا۔

محکمۂ رشوت ستانی کی کارگذاریاں

یہ ایک حقیقت ہے کہ رشوت خوری انسان کی اخلاقی کمزوری کی ایک زبردست نشانی ہے مگر یہ ایک ایسی وبا ہے جو تقریباً ہر ملک میں پائی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا صوبہ بھی اس کا شکار ہے اور ایسے اکثر سرکاری محکمے پائے جاتے ہیں جہاں رشوت ستانی عام ہے۔

لیکن صوبہ کی کانگریس حکومت نے جہاں اور دوسرے اصلاحی پروگرام بنائے وہاں اس وبا کی روک تھام کی طرف بھی توجہ کی اور حکومت کے صدر دفتر (سکریٹریٹ لکھنؤ) میں ایک خاص افسر کے ماتحت انسداد رشوت ستانی کا ایک نیا محکمہ کھولا گیا جسکا کام رشوت ستانی کی شکایتوں کی تحقیقات کرنا ہے۔ اس کے علاوہ جنوری ۱۹۳۸ء میں انسداد رشوت ستانی کی ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس کے صدر کنور سر مہاراج سنگھ تھے۔ اس کمیٹی کے ذمہ یہ کام سپرد کیا گیا کہ وہ صوبجات متحدہ کی سرکاری ملازمتوں میں رشوت ستانی کی وسعت کی تحقیقات کرے اور یہ معلوم کرے کہ وہ کون مواقع اور وجوہ ہیں جب رشوت لی جاتی ہے۔ اس تحقیقات کے بعد حکومت کے سامنے کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کرے اور اس کے نزدیک رشوت ستانی کی روک تھام کے جو مناسب اور موثر ذرائع ہوں ان کو بتائے۔

کمیٹی قائم ہونے کے بعد سکریٹری کمیٹی نے تمام سرکاری محکموں کے افسران اعلیٰ میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیرمین صاحبان، ممبران اسمبلی و کاؤنسل اور وکلا وغیرہ کے پاس ایک سوالنامہ بھیجا جس میں ان سے دریافت کیا گیا تھا کہ ان کے نزدیک رشوت کن موقعوں پر لی

جاتی ہے، کیوں لی جاتی ہے، اور اس کے روک تھام کا کیا معقول انتظام ہو سکتا ہے۔
ان حضرات کی رائیں معلوم کرنے کے بعد کمیٹی نے کافی غور و فکر کے بعد اپنی رپورٹ تیار کی اس رپورٹ میں رشوت لینے کے مواقع اور اس کی وجہیں نیز رشوت ستانی کی روک تھام کے لئے سفارشیں پیش کی گئی ہیں۔ کمیٹی نے وہ ذرائع بھی بتائے ہیں جو اس کی رائے میں انسداد رشوت ستانی میں کارآمد ہو سکتے ہیں۔

اگرچہ اس رپورٹ کی تمام سفارشات پر ابھی حکومت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے بلکہ ان پر غور کر رہی ہے لیکن اس اثناء میں محکمہ انسداد رشوت ستانی برابر اپنا کام کر تا رہا ہے۔ اس کے پاس مختلف مقامات سے اور مختلف سرکاری ملازمین کے خلاف رشوت لینے کی شکائتیں پہونچیں اور پہونچ رہی ہیں۔ افسر انسداد رشوت ستانی ان تمام شکایتوں کی تحقیقات کرتے رہتے ہیں اور ڈسمبر کے آخر تک ۵۰ شکایتوں کی تحقیقات کی جا چکی ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

محکمہ پولیس میں ایک گزیٹیڈ افسر کے خلاف شکایت کی گئی لیکن چونکہ الزام صحیح نہیں ثابت ہوا اس لئے کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ ایک سرکل انسپکٹر کو بعد تحقیقات ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کر دیا گیا۔ آٹھ تھانیداروں کے خلاف بھی کارروائی کی گئی جن میں سے ایک کو تو برخاست کر دیا گیا اور چار کا معاملہ زیر تحقیق ہے۔ ایک ہیڈ کانسٹبل کو برخاست کر دیا گیا ہے اور پانچ کانسٹبلوں کے درجہ میں تخفیف کر دی گئی ہے۔ دو کانسٹبلوں کے خلاف تحقیقات جاری ہے۔ ایک کلرک کو برخاست کر دیا گیا ہے۔

محکمہ آبکاری میں ایک انسپکٹر کو برخاست کر دیا گیا ہے دوسرے کے خلاف الزامات ثابت نہیں ہو سکے۔

سپاہیوں کے بورڈ میں ایک چپراسی نکال دیا گیا ہے اور ایک دوسرے چپراسی پر مقدمہ چل رہا ہے۔

محکمہ مال میں چار تحصیلداروں کے خلاف شکایت کی گئی۔ اس میں سے ایک پر جو الزامات لگائے گئے تھے وہ صحیح ثابت ہوئے اس لئے اسے برخاست کر دیا گیا۔ دو کے خلاف [illegible] کارروائی ہو رہی ہے۔ ایک کے خلاف جو الزام لگایا گیا تھا وہ غلط نکلا۔ ایک محرر اور [illegible] کے خلاف بھی رشوت لینے کے جرم میں کارروائی کی جا رہی ہے اور اسی بنا پر ایک چپراسی کو نکال دیا گیا۔

پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ کے ایک سابق خزانچی کے خلاف رشوت ستانی کی شکایت کی گئی جو بعد تحقیقات صحیح ثابت ہوئی چنانچہ خزانچی مذکور کی پنشن کم کر دی گئی۔

محکمہ جیل میں ایک وارڈر اور ایک کلرک کو رشوت لینے کے جرم میں برخاست کر دیا گیا ہے اور دو جیلوں کے خلاف تحقیقات ہو رہی ہے۔

محکمہ حفظان صحت میں ایک ہیلتھ افسر اور دو کلرکوں کے خلاف بھی اس الزام میں تحقیقات جاری ہے۔

محکمہ زراعت کے ایک انجینیر اور ایک اسسٹنٹ انجینیر کے خلاف جو شکایتیں کی گئی تھیں وہ تحقیقات کے بعد پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچ سکیں۔

ان کے علاوہ محکموں میں متعدد دوسرے سرکاری ملازمین کی شکائتیں پہونچی ہیں جن کی تحقیقات کی جا رہی ہے۔

لیکن حکومت اس صوبہ سے رشوت کی بیماری ختم کرنے کی گو ہر ممکن کوشش کر رہی ہے پھر بھی یہ مسئلہ بہت پیچیدہ ہے اور رشوت ستانی کے انسداد کے لئے یہ ضروری ہے کہ مضبوط رائے عامہ پیدا ہو جائے اور سرکاری و غیر سرکاری عناصر دونوں ایک ساتھ ملکر اس مرض کے دفعیہ کی کوشش کریں۔

[اس مسئلہ پر آنریبل وزیر اعظم نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو اسمبلی میں جو تقریر کی تھی وہ اطلاعات ماہ دسمبر میں شائع ہو چکی ہے]

صوبجات متحدہ میں

ترک منشیات کی رفتار

حکومت صوبجات متحدہ نے انسداد منشیات کی اسکیم کے ماتحت یکم اپریل ۱۹۳۸ء سے ایٹہ اور مین پوری میں نشیلی چیزوں کا استعمال ممنوع قرار دیدیا ہے چنانچہ ان ضلاع میں اسکیم کو نافذ ہوئے ابھی صرف ۹ مہینے ہوئے ہیں لیکن اس قلیل مدت ہی میں غیر متوقع نتائج برآمد ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امتناع منشیات کی اسکیم بہت کامیاب ثابت ہو رہی ہے۔

ممانعت سے پہلے سال کی پہلی سہ ماہی میں ان ضلعوں میں ۵ء۸۶ سیر بھنگ استعمال کیجاتی تھی مگر ممانعت شروع ہونے کے بعد سال کی پہلی سہ ماہی میں تو وہ ۹ سیر استعمال ہوئی مگر اس کے بعد سے اب اسے کوئی نہیں پیتا۔ چرس کا خرچ بھی بہت کم ہو گیا ہے۔ ۱۹۳۸ء کی پہلی سہ ماہی میں ان مقامات میں ۱۷۷ سیر چرس استعمال ہوئی تھی مگر ممانعت کے بعد پہلی سہ ماہی میں ۱۲ سیر

استعمال ہوئی اور دوسری سہ ماہی میں یہ مقدار گھٹ کر صرف ۱۲ چھٹانک رہ گئی۔ ممانعت سے قبل کے سال کی پہلی سہ ماہی میں ۱۸ سیر افیون استعمال کیجاتی تھی۔ ممانعت کے بعد پہلی سہ ماہی میں اس کا استعمال ۹ سیر رہ گیا اور دوسری سہ ماہی میں صرف ½ ۷ سیر۔

افسر آبکاری ضلع مین پوری نے گذشتہ ۹ ماہ کی جو رپورٹ تیار کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع میں ترک منشیات کی اسکیم کہاں تک کامیاب ہو رہی ہے۔ ذیل میں ایک دوسرے کے مقابل وہ اعداد و شمار پیش کئے جاتے ہیں جن سے ظاہر ہو جائیگا کہ ممانعت کے پہلے اور بعد ضلع مین پوری میں نشیلی چیزوں کے استعمال کی کیا رفتار رہی ہے:۔

	۱۹۳۷-۳۸ء یکم اپریل ۱۹۳۷ء لغایت ۳۱ دسمبر ۱۹۳۷ء	۱۹۳۸-۳۹ء یکم اپریل ۱۹۳۸ء لغایت ۳۱ دسمبر ۱۹۳۸ء	کمی (فیصدی)
بکری شراب	۲۲۰۲ گیلن	¾ ۲ گیلن	۹۹٫۹ فیصدی
″ افیون	۱۱۵ سیر	½ ۲۰ سیر	۸۲٫۲ فیصدی
″ چرس	۲۹۵ سیر	۵ سیر	۹۸٫۲ فیصدی
″ بھنگ	۹۸۲ سیر	¼ ۱ سیر	۹۹٫۸ فیصدی

(بھنگ صرف اپریل، مئی، اور جون ۱۹۳۸ء میں استعمال ہوئی۔ اسکے بعد اسکا استعمال بالکل بند ہوگیا)

ضلع مین پوری میں ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو افیون استعمال کرنیکے اجازت ناموں کی تعداد ۲۰۵ تھی اور چرس کی ۵۱۔ ۳۰ نومبر ۱۹۳۸ء کو افیون کے اجازت ناموں کی تعداد کم ہوکر ۱۶۴ رہ گئی اور چرس کی ۲۷۔ افیون کا ہفتہ وار استعمال ۱۸ چھٹانک سے گھٹکر ۱۴ چھٹانک رہ گیا اور چرس کی مقدار ۴ چھٹانک سے کم ہوکر ۳ چھٹانک رہ گئی ہے۔

ایٹہ میں کل ۲۰۳ اجازت نامے دئے گئے ہیں۔

شفاخانوں میں اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ افیون کے عادیوں کا علاج کیا جائے تاکہ ان کی یہ عادت ترک ہو جائے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ اس سے فائدہ بھی ہو رہا ہے۔

سرکاری آمدنی میں کمی

۱۹۳۷-۳۸ء کے سال میں حکومت کو ضلع ایٹہ سے آبکاری کی مد میں ۶۸۵۹۹ روپیہ کی آمدنی ہوئی۔ اس سال یہ آمدنی ۱۹۸۹/۲/۰ روپیہ رہ گئی ہے یعنی اس کے معنی یہ ہوئے کہ امتناع منشیات سے حکومت کو ۶۶۶۰۹/۱۴/۰ روپیہ کا گھاٹا ہوا ہے۔ ذیل کے اعداد اس چیز پر مزید

روغنی ڈالیں گے۔ یہ اعداد صرف ضلع ایٹہ کے ہیں۔

وصولیابی کی مدیں	۱۹۳۸-۳۹ء (ممانعت کا سال)	۱۹۳۷-۳۸ء (جب ممانعت نہ تھی)	نقصان
	روپیہ - آنہ - پائی	روپیہ - آنہ - پائی	روپیہ - آنہ - پائی
۱- دیسی شراب پر محصول	۷ - ۹ - ۰	۱۸۷۵۵ - ۰ - ۰	۱۸۷۴۷ - ۰ - ۰
۲- دیسی شراب کے لیسنس کی فیس	۰ - ۳ - ۰	۱۰۴۷۷ - ۰ - ۰	۱۰۴۷۶ - ۱۳ - ۰
[illegible]اڑی سے آمدنی	۴۸۰ - ۰ - ۰	۲۲۵۵ - ۸ - ۰	۱۷۷۵ - ۸ - ۰
ولایتی شراب کی بکری کے لیسنس کی فیس	۰ - ۰ - ۰	۱۰۰ - ۰ - ۰	
تجارتی اسپرٹ کے لیسنس کی فیس	۲۵ - ۰ - ۰	۷۵ - ۰ - ۰	۵۰ - ۰ - ۰
افیون پر محصول	۶۹۰ - ۱۰ - ۰	۹۳۱۴ - ۰ - ۰	۸۶۲۳ - ۶ - ۰
۷- افیون کے لئے لیسنس کی فیس	۴۵۰ - ۰ - ۰	۷۵۴۸ - ۰ - ۰	۷۰۹۸ - ۰ - ۰
۸- بھنگ پر محصول	۴ - ۷ - ۰	۲۵۳۱ - ۰ - ۰	۲۵۲۶ - ۰ - ۰
۹- چرس پر محصول	۷۷ - ۸ - ۰	۹۰۹۹ - ۰ - ۰	۹۰۲۱ - ۸ - ۰
۱۰- چرس کے لیسنس کی فیس	۷۲ - ۰ - ۰	۸۲۴۸ - ۰ - ۰	۸۱۷۵ - ۸ - ۰
۱۱- بھنگ کے لیسنس کی فیس	۰ - ۸ - ۰		
۱۲- جرمانے اور ضبطیاں	۵۵ - ۰ - ۰	۱۶۰ - ۰ - ۰	۱۰۵ - ۰ - ۰
۱۳- متفرقات	۳۶ - ۵ - ۰	۳۶ - ۸ - ۰	۰ - ۳ - ۰
میزان	۱۵۰ - ۲ - ۰	۴۸۵۹۹ - ۰ - ۰	۴۶۶۰۹ - ۱۴ - ۰

ذیل کے اعداد سے ظاہر ہوگا کہ ان دونوں ضلعوں کا اثر باقی صوبہ کے اوپر کیا پڑا اس نقشہ سے افیون اور اس قسم کی دوسری چیزوں کا خرچ جو سال کے دوسری سہ ماہی (مختتمہ ستمبر ۱۹۳۹ء) میں ہوا معلوم ہوگا۔ قوسین میں دیے ہوئے اعداد پہلی سہ ماہی کے استعمال کی مقدار ظاہر کرتے ہیں۔

افیون	۳۳۲۶ ½ سیر	(۳۳۶۷)
گانجہ	۱۷۰۳ "	(۲۰۳۰)
چرس	۴۱۳ "	(۴۶۷۲)
بھنگ	۱۶۱۵ "	(۲۶۲۸)

ذیل کے اعداد ان اضلاع کے ہیں جہاں سرکاری انتظام کے ماتحت نشیلی چیزوں کی بکری ہوتی ہے۔

افیون	۲۶۰ ½	سیر	(۲۷۷)
گانجہ	۶۹ ¼	"	(۶۳)
چرس	۳۷۲	"	(۳۱۹)
بھنگ	۲۷۹۶	"	(۲۶۱۳)

حسب بالا ضلعوں میں آمدنی کی جو کمی ہوئی ہے وہ ذیل کے اعداد سے معلوم ہو سکتی ہے۔ (یہاں بھی جو اعداد قوسین میں دئے گئے ہیں وہ سال کے پہلے حصہ کے ہیں)۔

افیون	۶۶۳۵۴	روپیہ	(۴۵۸۷۰)
بھنگ وغیرہ	۳۴۷۶۹۹	"	(۱۸۱۶۵۵)
افیون	۵۱۸۵۸	"	(۳۴۶۱۳)
بھنگ وغیرہ	۸۴۵۰۹	"	(۷۴۵۷۶)

"ابراہیم چچا"

میں ایک کسان کا بیٹا ہوں مگر میں نے کبھی ہل کو چھوا بھی نہیں اور دن رات اپنی کتابوں میں لگا رہتا ہوں۔ میرے باپ سنسکرت کے ایک بڑے عالم تھے لیکن میرے برخلاف وہ ایک بہت اچھے کسان بھی تھے۔ ہمارے قریب ہی ابراہیم نامی ایک مسلمان کا گھر تھا۔ وہ تھا تو جولاہہ مگر کھیتی باڑی سے اپنا پیٹ پالتا تھا۔ ہمارے باپ کا کھیت ابراہیم کے کھیت سے ملا ہوا تھا اس لئے ہم لوگوں کا بڑا وقت ساتھ ساتھ گذرتا تھا۔ ہم سب لڑکے اس نیک مسلمان کو ابراہیم چچا کہتے تھے۔ اس لئے کہ وہ ہمارے باپ سے ایک دوست اور بھائی کی طرح ملتے تھے۔ ابراہیم چچا ہم لوگوں سے بڑی محبت کرتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ وہ اپنے لڑکوں سے زیادہ اپنے دوست کے بچوں کو پیار کرتے تھے۔ لیکن وہ بڑے پکے مسلمان تھے اور اس اچھائی کا یہ اثر تھا کہ وہ ہم سے زیادہ ہماری مذہبی باتوں کا خیال کرتے تھے۔

اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب فصل تیار ہوتی تھی تو ہمارے باپ اور ابراہیم چچا باری باری ایک دوسرے کا کھیت رکھاتے تھے اور اس طرح بڑا وقت بچ جاتا تھا۔ ہم سب لڑکے صبح سویرے کھیت پہنچ جاتے تھے اور ابراہیم چچا اپنے کھیت کے اچھے اچھے کھیروں، ککڑیوں سے ہماری جیبیں بھر دیتے تھے۔ یہ ہمارا روز کا دستور تھا کہ ہم لوگ کھیت پہنچیں اور چلائیں "ابراہیم چچا اٹھے یا ابھی سو رہے ہو"

وہ بیچارے اتنا سنتے ہی باہر نکل آتے تھے اور اپنے تخنوں سے ہم کو بوجھل کر دیتے تھے۔ اس کے بدلے میں ہمارے باپ یہ کرتے تھے کہ اپنے کھیت سے اچھے اچھے تربوز چنوا کر ابراہیم چچا کو بھیج دیتے تھے۔ نہ ہم ابراہیم چچا کے ہاتھ سے کھاتے تھے اور نہ کبھی بھولے سے بھی وہ ہم کو کھانے دیتے تھے۔ مگر یہ پرہیز یونہی رہتا۔ اس سے کبھی یہ خیال نہیں آتا تھا کہ ہم ہندو ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔ ہم چار بھائی تھے لیکن ابراہیم چچا مجھکو سب سے زیادہ چاہتے تھے اور میں سب میں چھوٹا بھی تھا۔ جب آم کی فصل آتی تھی تو آم سب سے پہلے پکتا تھا ابراہیم چچا اسے توڑ کر ایک کپڑے میں باندھ لیتے تھے اور چپکے سے میری جیب میں رکھ دیتے تھے۔ جیسے ہی میں اس کی مہک سونگھتا تھا خوشی سے چلاتا تھا "ابراہیم چچا تم بڑے اچھے ہو" وہ گو بہت پسند کرتے تھے اور ان کی باتیں بھی گڑ ایسی میٹھی ہوتی تھیں۔ اس لئے کبھی کبھی مذاق میں ہم لوگ ان کو "میٹھے چچا" پکارتے تھے اور وہ ہم کو پکڑنے کے لئے دوڑتے تھے یہاں تک کہ ہم ان کی پہنچ سے دور ہو جاتے تھے۔ اکثر ابراہیم چچا اپنی روٹی پلیٹ میں رکھکر آتے تھے اور ہمارے آنگن میں بیٹھ جاتے تھے پھر ہم لوگوں سے کہتے تھے اندر جاؤ اور دیکھو تمہاری ماں نے آج کون ترکاری پکائی ہے۔ میں بھاگا ہوا اپنی ماں کے پاس جاتا تھا اور ایک چھوٹے تھالی میں ان کے لئے ترکاری اور اچار لے آتا تھا۔ وہ ان چیزوں کو بڑے مزہ سے کھاتے تھے اور وہ ختم نہیں کر پاتے تھے کہ میں ایک اور تھالی لاکر ان کی پلیٹ میں انڈیل دیتا تھا۔ جب میں اس طرح بچپنے کے انداز میں اپنی محبت دکھاتا تھا تو اکثر ان کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلتے تھے لیکن وہ کبھی یہ نہیں کرتے تھے کہ مجھے پٹائیں۔ لپٹا لینا تو بڑی بات ہے وہ کبھی مجھکو پیار بھی نہیں کرتے تھے۔ مجھے اس کا ذرا بھی خیال نہیں تھا کہ میں ہندو ہوں لیکن ان کو یہ خیال تھا کہ وہ مسلمان ہیں اور اس لئے وہ اپنی محبت ایک برہمن پنڈت کے لڑکے پر نہیں ظاہر کرنا چاہتے تھے۔

اس دوستی میں برسوں گذر گئے اور دونوں گھروں میں ایکا بڑھتا گیا۔ اس درمیان میں ہمارے باپ مر گئے اور اس وقت سے ابراہیم چچا پہلے سے زیادہ پیار کے ساتھ ہم لوگوں کے چچا بن گئے۔ ہمارے سب سے بڑے بھائی ان سے برابر صلاح لیتے تھے اور وہ بڑی خوشی سے صلاح دیتے تھے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ ہمارے مویشی کسی مسلمان کے قبرستان میں چلے گئے اور وہاں کے جتنے اچھے اچھے پھول اور پودے تھے سب چر گئے اور اس بات پر ایک بڑا جھگڑا ہو گیا۔ اصل میں یہ چرواہوں کی بھول سے ہوا تھا لیکن مسلمان اس سے ایسے بگڑے کہ وہ اس جگہ پر دوڑ پڑے۔ انھوں نے چرواہوں کو مارا اور مویشیوں کو مویشی خانہ میں ہنکا دیا۔ چرواہے وہاں سے بھاگ کر مویشیوں کے مالکوں کے پاس آئے اور وہ سب بھی لاٹھی لے کر اس جگہ پہنچے۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ خبر آگ کی طرح پھیل گئی اور دور دور سے مسلمان لڑنے کے لئے اکٹھا ہو گئے۔ گھنٹوں آپس میں گالی گلوچ ہوتی رہی

وہ اب مارپیٹ ہونے ہی والی تھی۔ سمجھوتے کی بات چیت سے کچھ بھی نہ ہوا اس لئے کہ چرواہوں سے پہلی بار یہ چوک نہیں ہوئی تھی بلکہ پہلے بھی تین چار بار ایسا ہی ہو چکا تھا اسی وجہ سے مسلمانوں نے کہا کہ ہم اسے بھول نہیں مانتے۔ تھوڑی ہی دیر میں دونوں طرف لاٹھیوں سے تیار فوجیں بن گئیں۔

ابراہیم چچا بھی وہاں اپنے لڑکے اور پوتے کے ساتھ موجود تھے۔ انھوں نے جھگڑا چکانے کی بڑی کوشش کی لیکن جھگڑالو لوگ نہیں مانے۔ ہمارے سب بھائی بھی وہیں تھے اس لئے ہمارے مویشی بھی مویشی خانہ ہانک دئے گئے تھے۔ عورتوں کو چھوڑ کر سارا دیہات وہاں موجود تھا اور یہ بیچاریاں کسی کے سر پھٹنے اور کسی کے ہاتھ ٹوٹنے کی بھیانک خبریں سننے کیلئے اپنے اپنے گھروں میں سہمی ہوئی بیٹھی تھیں۔ اتنے میں میں اسکول سے واپس آیا اور مجھے پتہ چلا کہ سارے دروازے بند ہیں اور مارپیٹ شروع ہی ہونے والی ہے۔ میں نے اپنی کتابیں ایک کونے میں پھینکیں اور بھاگ کر اس جگہ پہنچا۔ میری رگوں میں خون جھنجھنا رہا تھا اور میں لڑائی دیکھنے کے لئے بےچین تھا۔ میری ماں نے بہت کہا نہ جاؤ مگر میں نے کچھ نہ سنا اور اپنے بھائیوں کے پاس پہنچ گیا۔ اتنے میں میری نگاہ جو اٹھی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ ابراہیم چچا بھی دوسری طرف کھڑے ہیں۔ میں فوراً ان کے پاس بھاگا اور میں نے ان سے گھبرا کر پوچھا۔ ابراہیم چچا تم کس طرف ہو۔ ہماری طرف یا ان کی طرف۔ ابراہیم چچا نے یہ سنتے ہی اپنے ایک لڑکے سے لاٹھی لی اور یہ کہتے ہوئے میرے ساتھ ہو گئے کہ اس کے باپ نہیں ہیں اس لئے مجھے اس کی طرف سے لڑنا چاہئے تم لوگ دوسری طرف رہو۔ ابراہیم چچا کی اس بات پر سب کو بڑا اچنبھا ہوا اور کچھ دیر کے لئے سب پر سناٹا چھا گیا جو جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔ ہر آدمی کو اپنے اوپر شرم آئی اور بے کچھ کہے ایک ایک کرکے سب اپنے گھر لوٹ گئے۔

اس وقت میں نے اس واقعہ کی اہمیت کو نہیں سمجھا تھا لیکن آج سمجھتا ہوں۔ میرے اچھے ابراہیم چچا اب اپنے بزرگوں کے پاس ہیں لیکن میں انھیں کبھی نہیں بھول سکتا۔ میں ان کی قبر پر جاتا ہوں اور جب اسے دیکھتا ہوں میری آنکھوں سے آنسو نکل آتے ہیں۔ اکثر میری زبان سے وہی پرانے بول بھی نکل گئے ہیں "ابراہیم چچا اٹھے یا ابھی سو رہے ہو" میں یہ نہیں مان سکتا وہ سو رہے ہیں وہ اب بھی جاگ رہے ہیں۔

"ہریجن"

پیرپور رپورٹ

مسلم لیگ نے کچھ عرصہ ہوا ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی تھی کہ کانگریسی حکومتیں مسلمانوں پر جو "مظالم" کر رہی ہیں ان کی تحقیقات کرے۔ جہاں تک صوبہ جات متحدہ کا تعلق ہے اِس رپورٹ پر دو غیر سرکاری بیانات اردو اخبارات میں شائع ہوئے ہیں جنکو درج ذیل کیا جاتا ہے "اطلاعات"

پیرپور رپورٹ

(از بیگم ماجدہ بانو)

لکھنؤ کی مشہور قوم پرست خاتون بیگم ماجدہ بانو نے جو اسمبلی کے پچھلے الکشنوں میں کانگریس کی واحد مسلمان خاتون نمائندہ تھیں۔ پیرپور تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ پر پریس کو حسب ذیل بیان دیا ہے۔

"مسٹر جناح، مسلم لیگ کے لیڈروں اور مسلم لیگ پریس نے پیرپور تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کو اتنی اہمیت دے رکھی ہے کہ ہر شخص کو اسے پڑھنے کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ میں نے بھی کتاب کی ایک نقل حاصل کی اور یہ سمجھ کر اسے پڑھنا شروع کیا کہ اس میں غالباً مسلمانوں پر کانگریسی حکومتوں کے مظالم کی ایک طویل فہرست ہوگی۔ جس کا حال سب کو نہیں معلوم ہے۔

میں قدرتاً اس سلسلہ میں اپنے صوبہ (یو پی) کے مسلمانوں پر "مظالم کی تفصیلات" دیکھنے کی خواہشمند تھی چنانچہ میں نے رپورٹ کی تمہید کو پڑھنے کے بعد کتاب کا وہ حصہ پڑھنا شروع کیا جس میں صوبجات متحدہ کے مسلمانوں کی شکایتوں کی تفصیل مندرج تھی۔ لیکن جب میں اسے پڑھ چکی تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اختتام پر میری زبان سے بے ساختہ یہ ہی نکلا۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو ایک قطرہ خوں نہ نکلا

مسلم لیگ کے پریس اور پلیٹ فارم پر ایک عرصے سے یہ آواز نہایت زور و شور سے بلند کی جا رہی ہے کہ صوبجات متحدہ کی کانگریسی حکومت سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو کافی نمائندگی نہیں دے رہی ہے ان کو کسی قسم کی تعلیمی سہولت نہیں بہم پہنچاتی ان کے تہذیب و تمدن کو مٹا رہی ہے اور اردو زبان کی مخالفت میں پیش پیش ہے وغیرہ وغیرہ۔

میرا خیال تھا کہ رپورٹ میں کم سے کم حسب بالا الزامات کے سلسلے میں صحیح واقعات پیش کئے جائینگے لیکن یہ دیکھکر میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس رپورٹ میں (جو پنڈت جواہر لال نہرو کے اس چیلنج کے جواب میں کہ مسلمانوں پر مظالم کے واقعات پیش کئے جائیں مسلم لیگ کے قائد اعظم کی طرف

سے "کتاب مبین" کی حیثیت سے پیش کی جا رہی ہے) اس قسم کا کوئی الزام نہیں لگایا گیا ہے۔
اس سے دنیا پر کم از کم یہ تو ظاہر ہو گیا کہ ہمارے صوبہ کی کانگریسی حکومت پر مسلمانوں کے تہذیب و تمدن اور اردو زبان کی مخالفت کرنے یا ملازمتوں وغیرہ میں مسلمانوں کے ساتھ بے انصافی برتنے کی جو داستانیں بیان کی جاتی ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ اسلئے کہ اگر ان میں کچھ بھی صداقت ہوتی تو ناممکن تھا کہ پیرپور کمیٹی کی رپورٹ میں ان کا تذکرہ نہ ہوتا۔
اب اس رپورٹ میں لے دے کے صوبہ ہذا میں گذشتہ سال جو بلوے ہوئے ہیں صرف انکا تذکرہ ہے اور اس ضمن میں پہلے تو بلوؤں کے اوپر یو۔ پی اسمبلی کی ایک تحریک التوا پر جو مباحثہ ہوا اس کی کارروائی درج ہے اس میں مسلم لیگ کے ممبروں کی تقریریں ہیں اور آخر میں پنڈت پنتھ کی مدلل جوابی تقریر (جس کا جواب مسلم لیگ والے نہیں دے سکتے) اس کے بعد الہ آباد اور بنارس وغیرہ کے بلوؤں کے یک طرفہ بیانات دے کر صوبجات متحدہ کے مسلمانوں کی شکایات کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔
قطع نظر اس کے کہ یہ بیانات یک طرفہ ہیں اور ان میں سرکاری بیانات کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ یہ کہیں نہیں لکھا ہے کہ ان فسادات میں حکومت نے مسلمانوں کے ساتھ کوئی بے انصافی کسی قسم کی زیادتی، یا کسی طرح کا ظلم کیا یا مسلمانوں کے مقابلہ میں حکومت نے ہندوؤں کی پاسداری کی اور نہ ان بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان فسادات کی پشت پر حکومت کا ہاتھ تھا۔ ہو سکتا ہے کہ ان فسادات کے دوران میں ہندوؤں ہی کی زیادتی رہی ہو لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ پنڈت گووند بلبھ پنت کی حکومت اس کی ذمہ دار تھی یا وہ ان ہندوؤں کی پشت پناہی کر رہی تھی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد رپورٹ میں کیا چیز رہ جاتی ہے جس کی بنا پر صوبجات متحدہ کی کانگریسی حکومت پر کوئی الزام لگایا جا سکتا ہو،

پیرپور رپورٹ پر طائرانہ نظر

(ایک قوم پرست کے قلم سے)

(۱)

میں اخبارات برابر پڑھا کرتا ہوں اور اخباروں ہی سے مجھے یہ معلوم ہوا تھا کہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء کو کل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل نے بمقام دہلی راجہ سید محمد مہدی تعلقدار پیرپور کی زیر صدارت ایک خاص کمیٹی اس غرض سے مقرر کی ہے کہ مختلف کانگریسی صوبوں میں مسلمانوں پر جو "مظالم" کئے جا رہے ہیں ان کے ساتھ جو "بے انصافیاں" روا رکھی جا رہی ہیں اور انکو جن "مصائب" سے دو چار ہونا پڑ رہا ہے ان کے متعلق تمام معلومات اکٹھا کر کے اور ضروری تحقیقات کر کے صدر مسلم لیگ کے سامنے ایک

مکمل رپورٹ پیش کی جائے۔ یہ رپورٹ پانیر پریس میں چھپوائی گئی اور سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے اسے دہلی میں ۱۵ نومبر کو شائع کیا۔ اس وقت سے میں برابر اس کوشش میں رہا کہ مجھے اس کا ایک نسخہ کہیں مل جائے مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ خوش قسمتی سے میرے ایک مسلم لیگی دوست کی مہربانی سے مجھے یہ رپورٹ اب جاکر مل گئی ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کسی خاص مصلحت کی بنا پر اس رپورٹ کا دائرہ اشاعت انھیں لوگوں تک محدود رہا جو اپنے صوبوں میں مسلمانوں پر "کانگریسی مظالم" کی داستانیں پڑھا کرتے تھے۔ لیکن یہ بات عجیب وغریب ہے کہ ان مفروضہ "کانگریسی مظالم" کا ثبوت رپورٹ میں کہیں نہیں ملتا بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس میں مسلسل کوشش اس امر کی گئی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ایک ایسی چیز کا دعویٰ کیا جاسکے جسکی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے اور مجھے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ میں ممبران کمیٹی کو ان کے کارنامہ پر مبارکباد بھی نہیں پیش کرسکتا۔ ان حضرات نے ان لوگوں کو تو نا امید ہی کردیا ہے جنھیں یہ توقع تھی کہ رپورٹ میں کانگریسی حکومتوں کے "مظالم" کے "لرزہ خیز" انکشافات ہونگے۔ یہ رپورٹ ۸ "مجاہدین" کی محنت شاقہ کا نتیجہ ہے اور ۷ مہینے کے بعد تیار ہوسکی ہے مگر اس کے بعد بھی وہ ایسی باتوں سے بھری ہے جن کا نہ تو نفس مضمون سے کوئی تعلق ہے اور نہ وہ پایہ تحقیق کو پہونچتی ہیں۔ ساری رپورٹ دیکھ جائے آپ کو "کانگریسی مظالم" کی داستانیں تو الگ رہیں مسلمانوں پر کانگریسی حکومت کی کسی معمولی سختی کی بھی کوئی مثال نہیں ملے گی۔

اکثر ایسے اہم مسائل ہیں جنکے متعلق رپورٹ میں خاموشی اختیار کی گئی ہے اور بعض واقعات ایسے ہیں جنکو مسخ شدہ صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ رپورٹ میں سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی نمائندگی سے کیوں بحث نہیں کی گئی؟ وہ مثالیں کیوں نہیں بتائی گئیں جن سے معلوم ہوتا کہ "صوبجات متحدہ کی کانگریسی حکومت مسلمانوں کی تہذیب ومعاشرت کو ختم کردینا چاہتی ہے"۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ جب رپورٹ تیار ہورہی تھی تو پنجاب اور بنگال میں یہ پروپیگنڈا کیا جارہا تھا کہ صوبجات متحدہ کے مسلمان مردوں اور خواتین کی عزت اور آبرو خطرہ میں ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ رپورٹ میں اس الزام کے ثبوت میں ایک واقعہ تک کیوں نہ درج کیا گیا۔ رپورٹ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے ہر طبقہ سے تحریری اور زبانی شہادتیں لی گئیں۔ تتمہ میں ان کا حوالہ کیوں نہیں دیا گیا اور عوام سے اس چیز کو کیوں پوشیدہ رکھا گیا؟۔ رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ "اس رپورٹ میں جو کچھ درج ہے اسکے علاوہ ہم کو سیکڑوں دوسرے واقعات بھی بتائے گئے۔ ہم نے عمداً انھیں نہیں شائع کیا ہے" اسلئے نہیں کہ ہم کو ان کی صداقت پر شبہہ ہے بلکہ اسلئے کہ جگہ کی "قلت" تھی۔ یہ "قلت" کی بھی خوب رہی! مسلم لیگ میں روساء کی اکثریت ہے اور خود پیرپور کمیٹی تعلقداروں کی زیر قیادت بنائی گئی تھی۔ اس لئے کسی صحیح رپورٹ تیار ہونے میں مالی مشکلات

کا تو کوئی سوال نہ تھا مگر یہ البتہ دریافت کرنا ہے کہ کیا کانگریسی صوبوں میں مسلمانوں پر جو "مظالم" ہو رہے ہیں ان کی اتنی بھی اہمیت اور وقعت نہ تھی کہ ان کو دنیا پر ظاہر کرنے کے لئے تھوڑا سا کاغذ اور صرف کر دیا جاتا؟ کمیٹی کے اس رویہ سے تو یہی شبہہ ہوتا ہے کہ اسے ڈر یہ تھا کہ اگر مبالغہ آمیزی اور فریب سے زیادہ کام لیا گیا تو ایسا ہو کہ کہیں عوام کا اعتماد بھی ہاتھ سے کھو جائے۔ بہرحال یہ چیز ہے بہت دلچسپ کہ مولانا ابو الکلام آزاد کو جو چیلنج دیا گیا ہے وہ رپورٹ میں نہیں ثابت ہو سکا۔

مجھے یقین ہے کہ اگر رپورٹ میں اور زیادہ حیرت خیز واقعات ہوتے تو اسکے پڑھنے میں اتنی ہی زیادہ دلچسپی ہوتی۔ مگر میں ممبران کمیٹی کا ممنون ہوں کہ انھوں نے یہ تو سمجھ لیا کہ عوام کی سادہ لوحی سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا۔

اب میں ان الزامات کا تذکرہ کرتا ہوں جو رپورٹ میں درج ہیں۔ وہ الزامات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کانپور میونسپل بورڈ نے تمام امدادی اداروں کو یہ احکام بھیجے کہ وہ اپنی عمارتوں پر قومی جھنڈا لگائیں ورنہ انکو جو امداد دیجاتی ہے وہ بند کر دیجائیگی لیکن جب بریلی میونسپل بورڈ نے مسلم لیگ کے جھنڈے کے متعلق اس قسم کی تجویز منظور کی تو جھنڈا لگانے میں دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

رپورٹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ کانگریسی حکومت نے کانگریس کمیٹیوں کو یہ ہدایت کی ہے کہ مقامی بورڈوں کے غیر کانگریسی چیرمینوں کے خلاف عدم اعتماد کی تجویز پیش کی جائے اور ان کی جگہ پر کانگریسی چیرمین رکھے جائیں۔

اس سلسلہ میں مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جن "دقتوں" کا ذکر کیا گیا ہے وہ بالکل خیالی ہیں۔ اصل وقت شہر میں امن عامہ کا قائم رکھنا تھا۔ لیکن اس کا بہترین جواب خود پیرپور رپورٹ میں موجود ہے خود اس نے صوبہ کے تمام میونسپلٹیوں کو اس الزام سے بری کر دیا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے شہری حقوق پر کس کس قسم کی پابندی عائد کی۔

دوسرا الزام یہ ہے کہ صوبہ کے متعدد مقامات پر بلوے ہوئے اور حکومت نے ان کے دوران میں ہندوؤں کی حمایت کی۔ میں اس الزام کے متعلق زرا تفصیل سے مضمون کی دوسری قسط میں بحث کرونگا۔ میں نے ان فسادات کا بغور مطالعہ کیا ہے اور میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ہماری حکومت انتہائی اشتعال انگیزی کے باوجود فسادات سے قبل، ان کے دوران اور انکے بعد مسلمانوں کے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ کرتی رہی۔

اہم اطلاعیں

رنگیلا رسول اور حکومت بمبئی

صوبجات متحدہ کے بعض اخباروں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ حکومت بمبئی نے راجپال کی ضبط شدہ تصنیف "رنگیلا رسول" کی اشاعت پر سے پابندی اٹھالی ہے۔ کانگریسی حکومت صوبجات متحدہ نے مسلمانوں کے جذبات مذہبی کا احترام کرتے ہوئے حکومت بمبئی سے اس مسئلہ پر خط و کتابت کی جس سے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ خبر بعض غلط فہمیوں پر مبنی ہے اور حکومت بمبئی نے حکومت صوبجات متحدہ کو اطلاع دی ہے کہ جس کتاب پر سے پابندی اٹھالی گئی ہے وہ دراصل مسٹر کول ہشکار کی تصنیف ہے جس میں اسلام یا پیغمبر اسلام کا کوئی ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں سری کرشن جی کے سوانح حیات درج ہیں اور راجپال کی کتاب سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ مسٹر کول ہشکار کی اس تصنیف کا نام پہلے رنگیلا رسول تھا لیکن چونکہ اس نام سے بھی غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے حکومت بمبئی نے کتاب پر سے پابندی اس شرط سے اٹھالی ہے کہ عنوان کتاب بھی بدل دیا جائے اور جہاں کہیں عبارت میں لفظ رسول آیا ہے اسے بھی نہ رہنے دیا جائے چنانچہ اب کتاب کا نام رنگیلا رسول نہیں ہے اور عبارت میں بھی لفظ رسول نہیں آیا ہے۔

حکومت اور طب یونانی

ابھی حال میں اخباروں میں یونانی طریقہ علاج پر تبصرہ کرتے ہوئے حکومت پر اس سے بے حس ہونے کا الزام رکھا گیا ہے اور حکومت اس بات کی بھی مجرم قرار دی گئی ہے کہ بمبئی کے کسی رئیس نے جو دو لاکھ روپیہ کی رقم اس صوبہ میں دیسی طب کی ترویج کے لئے دیا تھا اسے بنارس ہندو یونیورسٹی کو دیدیا گیا ہے۔ ہر دو الزامات بے بنیاد اور شرانگیز ہیں حکومت طب کو ترقی دینے کے لئے اسی طرح کوشاں ہے جس طرح کہ آیورویدک کو۔ میزانیہ سال رواں میں حکومت ہر دو طریقہ علاج کو علاج بالضد کے ساتھ فروغ دینے کے لئے ۵ لاکھ کی رقم دے چکی ہے۔ انھیں باتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے موجودہ انجمن ہندوستانی طب (بورڈ آف انڈین میڈیسن) جو ابھی تک باضابطہ قانونی حیثیت نہ رکھتی تھی وہ اب ایک انجمن قانون کے مطابق

بتائی جارہی ہے اور جلد ہی ایک مسودہ ایوان قانون ساز میں صوبجات متحدہ ہندوستانی طب کے مسودہ کے نام سے پیش کیا جاوے گا۔

اس کے علاوہ یہ فکر بھی کی جارہی ہے کہ یونانی تعلیمی اداروں کو کافی سرمایہ ملے تاکہ وہ اپنے کام جاری رکھیں اور ہر سال حکیموں کی مناسب تعداد نکالیں۔ علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کا طبیہ کالج ۵۰۰۰ ۴ روپیہ سالانہ کی رقم حکومت سے پاتا ہے اور لکھنؤ یونانی طبی اسکول کو ۱ ہزار روپیہ سالانہ ملتا ہے۔ اس کے علاوہ ۳۷-۱۹۳۶ء میں لکھنؤ کے یونانی ادارہ کو ۲۵۰۰ روپیہ کی غیر متواتر رقم دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ لکھنؤ کے یونانی ادارہ کو عمارت اور دیگر ضروری سامان کے لئے ایک اور غیر متواتر امداد دینے کے متعلق حکومت غور کر رہی ہے۔

دیسی دوا فروشوں کی منظور شدہ فہرست

حکومت صوبجات متحدہ نے آیورویدک اور یونانی طریقہ علاج کی ہمت افزائی کی پالیسی کے تحت انڈین بورڈ آف میڈیسنس صوبجات متحدہ کے ماتحت دوائیاں فراہم کرنے کے لئے دوائیاں فروخت کرنے والوں کی ایک منظور شدہ فہرست مرتب کرنا طے کیا ہے۔ اس کے لئے عملی قدم اٹھاتے ہوئے ذیل کی دیسی دوائیاں بیچنے والوں کی فہرست منظور کی گئی ہے اور اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ بہت جلد اس میں اور بھی اضافہ کیا جائے۔

۱۔ آیورویدک فارمیسی ہندو یونیورسٹی بنارس۔
۲۔ رشی کل آیورویدک کالج فارمیسی ہردوار۔
۳۔ آیورویدک رسایان شالہ آیورویدک اور یونانی طبی کالج دھلی۔
۴۔ آیورویدک فارمیسی کاشی رسایان شالہ گیان وانی بنارس
۵۔ مولچند رستوگی ٹرسٹ فارمیسی نادان محل روڈ لکھنؤ
۶۔ سیوا سمتی آیورویدک فارمیسی الہ آباد
۷۔ ہندوستانی دواخانہ دھلی
۸۔ یونانی دواخانہ الہ آباد

امید کی جاتی ہے کہ مقامی انجمنیں اور ادارے جو دواخانے اور اوشدھیلے اس صوبہ میں رکھتے ہیں وہ ان دونوں طریقہ علاج کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اور دواؤں کی فراہمی کا خیال رکھتے ہوئے اس امر کی کوشش کریں گے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے وہ ان منظور شدہ دوائیں بیچنے والوں کی فہرست میں سے کسی ایک یا زیادہ کے یہاں سے دوائیں خرید کریں گے۔

وزیر تعلیم کا شکریہ

عالی جناب وزیر تعلیم خود اپنی طرف سے اور حکومت کی طرف سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جنھوں نے ۱۵ جنوری کو یوم خواندگی کے کامیاب بنانے میں حصہ لیا ہے۔ یوم خواندگی منانے میں ہر گروہ نے جو آمادگی ظاہر کی وہ حکومت کی توقعات سے کہیں زیادہ تھی۔ تمام ہی لوگوں نے بہت ہی جوش وخروش اور محنت سے اس میں کام کیا ہے اور یہ بہت مشکل ہے کہ کسی ایک کے متعلق کوئی بات کہی جاسکے لیکن پھر بھی اعلیٰ جناب وزیر تعلیم کی یہ خواہش ہے کہ وہ اپنا پر خلوص شکریہ ان تمام قومی قائدین اراکین ایوان قانون ساز سیاسی ادارے مثلاً کانگریس اور مسلم لیگ پبلک کی انجمنیں مثلاً سیوا سمتیاں اور اسکاوٹ انجمنیں ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈوں ڈسٹرکٹ بورڈوں کی تعلیمی کمیٹیاں گاؤں سدھار انجمنیں یونیورسٹیاں اور اسکولوں اور کالجوں کے طلبا اور اساتذہ پاٹھشالوں اور مدرسوں تک پہونچائیں جنھوں نے اس نیک کام میں حصہ لیا۔ نگرانی کرنے والے عملہ کے اوپر ایک بڑا بوجھ پڑ گیا ہے اور یہ بار زیادہ تر ڈپٹی انسپکٹران مدارس اور ان کے نائبوں پر پڑا ہے اور ان تمام لوگوں نے عالی جناب وزیر اعظم کے اس اعتماد کو جو اعلیٰ جناب نے ان لوگوں میں رکھا ہے اس کو پوری طرح اپنے کام سے جائز قرار دیا ہے۔ ہندوستانی اور انگریزی ان ہر دو زبانوں کے اخبارات بھی اس کام میں بہت مفید ثابت ہوئے اور اعلیٰ جناب وزیر تعلیم ان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اعلیٰ جناب وزیر تعلیم کی یہ بھی خواہش ہے کہ وہ علانیہ طریق پر رائے صاحب پنڈت ایس۔ این چترویدی افسر توسیع تعلیم کا بھی شکریہ ادا کریں جن کی بیش بہا محنت شاقہ نے اس یوم خواندگی کو کامیاب بنانے میں بہت کچھ مدد کی ہے۔

آخیر میں عالی جناب وزیر تعلیم ان حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے خواندگی کے عہد نامے پر دستخط کئے ہیں یہ عہد نامے اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ کہاں تک جہالت کے دور کرنے میں حکومت کے دوش بدوش ہیں۔ بغیر اس اشتراک عمل کے حکومت اس قسم کے جہاد میں کامیاب نہیں ہو سکتی جسطرح پر یوم خواندگی منایا گیا حکومت کو امید ہے کہ تھوڑا ہی عرصہ میں اس صوبہ میں جہالت بالکل معدوم ہو جائیگی

پانی کی فراہمی کا مسئلہ

حکومت صوبجات متحدہ نے اس صوبہ کے اندر پانی کی فراہمی کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی کا تقرر کیا ہے یہ تحقیقات اس لئے مناسب معلوم ہوئی کیونکہ میونسپلٹیوں کے پانی بہم پہونچانے کے نا اپنے کا مسئلہ بہت گرم ہو گیا ہے اور صوبجات متحدہ میونسپلٹیوں کے

ایکٹ کے پانی مہیا کرنے کے دفعات اور قواعد جو اس کے ماتحت بنائے گئے تھے علاوہ اس کے کہ اس میں بہت سی خرابیاں تھیں موجودہ صورت حالات سے بہت کم مناسبت رکھتے ہیں کمیٹی میں ذیل کے اشخاص ہوں گے۔

۱۔ مسٹر ایف ڈی ٹنکلف سپرنٹنڈنگ انجینیر محکمہ صحت عامہ	صدر
۲۔ مسٹر سی۔ ڈبلو۔ کیس واٹر ورکس اینڈ میکنک انجینیر	ممبر
۳۔ ڈاکٹر اے۔ سی۔ بنرجی اسسٹنٹ ڈائرکٹر صحت عامہ	"
۴۔ مسٹر خورشید لال صدر میونسپل بورڈ دہرہ دون	"
۵۔ مسٹر آر۔ این۔ باسو۔ صدر میونسپل بورڈ الہ آباد	"
۶۔ ڈاکٹر ایس۔ این۔ تیواری اگزیکیٹو افسر میونسپل بورڈ کانپور	"
۷۔ مسٹر بی۔ ایم۔ ویاس اگزیکیٹو افسر میونسپل بورڈ الہ آباد	"
۸۔ مسٹر پی۔ ایس۔ دستور واٹر ورکس انجینیر میونسپل بورڈ بنارس	"
۹۔ مسٹر ایس۔ ایم۔ سانیال مسرس سین اور سانیال والے لکھنؤ	"
۱۰۔ خان بہادر حافظ غضنفر اللہ مسرس نور اللہ اور غضنفر اللہ والے الہ آباد	"
۱۱۔ مسٹر ایف جی ناروین سکریٹری بورڈ آف صحت عامہ	سکریٹری

شرائط حوالہ شدہ صوبجات متحدہ کے پانی مہیا کرنے کی تمام شقوں میں شامل ہوں گے جس میں قواعد کی ترمیم اور تنسیخ اور عملوں کی تقرری وغیرہ سب کا ذکر ہوگا۔ شرائط حوالہ شدہ حکومت کے قرار داد میں جو صوبجات متحدہ کے گزٹ میں چھپ رہا ہے شامل ہیں۔

گاؤں سدھار کام کی ہمت افزائی

صوبجاتی حکومت ذیل کے حضرات کا شکریہ ادا کرتی ہے جنھوں نے عالی جناب وزیر اعظم صوبجات متحدہ کی استدعا پر اپنے ناموں کے سامنے لکھی ہوئی تعداد کے لاسلکی کی مشینیں (ریڈیو سٹ) عطا فرمائی ہیں—

۱۔ لالہ پدمپت سنگھانیہ	۱۰
۲۔ لالہ رام رتن گپتا	۱
۳۔ سری بیجناتھ کیڈیا	۱
۴۔ آر۔ بی۔ سیٹھ کیدار ناتھ کھتان	۱

جو دس مشینیں کہ لالہ پدمپت سنگھانیہ نے عطا فرمائی ہیں وہ ہر ایک کمشنری کے ان گاؤں میں لگائی گئی ہیں جہاں گاؤں سدھار کا کام سب سے بہتر ہوا ہے۔ لالہ رام رتن گپتا کی عطا کردہ مشین کا کشن ودیا پیٹھ کو دی گئی ہے۔ سیٹھ کیدار ناتھ کھتان کی مشین میرس میوزک کالج لکھنؤ کو دی گئی ہے۔ اور سری بھمناتھ کید یا کی دی ہوئی مشین اس ضلع کو دی جائیگی جہاں یوم خواندگی کے سلسلہ میں سب سے بہتر کام ہوگا۔

محکمۂ توسیع تعلیم کو ایک شیلڈ

سر جوالا پرشاد سریواستو نے دیہاتوں میں خواندگی پھیلانے کے کام کی ہمت افزائی کے لئے محکمۂ توسیع تعلیم کو ایک چاندی کی شیلڈ مرحمت فرمائی ہے۔ یہ شیلڈ اس ضلع کو بطور انعام کے دیجائیگی جو سال بھر میں سب سے بہتر کام دکھلائے گا یہ شیلڈ برابر جاری رہے گی۔ سر جوالا پرشاد کی خواہش ہے کہ شیلڈ عالی جناب بابو سمپورنانند وزیر تعلیم صوبجات متحدہ کے نام سے منسوب کی جلئے اور عالی جناب وزیر تعلیم نے اس شیلڈ سے اپنے نام کی نسبت منظور کر لی ہے۔

بہادری کے صلہ میں سرکاری عطیے

(۱)

۲۹ جولائی ۱۹۳۸ء کو رات میں قریب ایک بجے سرجیت برہمن ساکن موضع کرن پور جٹا تھانہ پلکھوا ضلع میرٹھ کے مکان میں ایک ہتھیار بند ڈاکہ پڑا تھا۔ ڈاکو سیڑھی ڈال کر چھت سے مکان کے اندر داخل ہوئے۔ مکان میں ۴ عورتیں اور دو نا بالغ بچے تھے۔ ڈاکوؤں کے پاس بارود کے دو ہتھیار تھے۔ گمان یہ ہے کہ ان کے پاس بارہ بور کی بندوقیں تھیں۔ انھوں نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ مکان میں لوٹ مار جاری رکھی۔ ایک ہتھیار بند ڈاکو مکان کی چھت پر کھڑا رہا اور دوسرا صدر دروازہ کے باہر رکھوالی کرتا رہا۔ ان دونوں نے محلہ گاؤں کے اندر آکر دس فیر کئے۔ چرن سنگھ ولد کوری نے گاؤں کے چند آدمیوں کے ساتھ ڈاکوؤں کے پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اس کوشش میں مارا گیا۔

متوفی کی بہادری کو سراہنے کے لئے حکومت صوبجات متحدہ نے مہربانی فرما کر ذیل کی غیر معمولی پنشنیں اور جہیز ۲۹ جولائی ۱۹۳۸ء سے چرن سنگھ متوفی کے متوسلین کے لئے منظور کی ہیں۔

(۱) بیوہ۔ مسماۃ بھیمو ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔
(۲) لڑکا۔ راجپال ڈھائی روپیہ ماہوار جب تک کہ وہ ۱۸ برس کا نہ ہو۔
(۳) لڑکیاں مسماۃ پرہتیا اور مسماۃ سکیا ڈہائی ڈہائی روپیہ ماہوار جب تک کہ ان کی شادی نہ ہو اور شادی کے وقت دونوں کو پچاس پچاس روپیہ جہیز کے لئے۔

(۲)

۳ر جون ۱۹۳۸ء کی رات میں سادھو کرمی ساکن جدو پور تھانہ جہان آباد ضلع فتحپور کے گھر میں تقریباً ۱۵ ڈاکوؤں نے مسلح ڈاکہ ڈالا تھا جب ڈاکہ پڑ رہا تھا سادھو کے بھائی نے صدر دروازہ کی کنڈی چڑھا دی اور اس طرح پر تمام ڈاکوؤں کو مکان کے اندر بند کر دیا۔ شور وغل ہونے پر گاؤں والے جمع ہو گئے اور انھوں نے ڈاکوؤں پر ڈھیلا وغیرہ سے حملہ کیا اور ان کو کوٹھے کے ایک کمرہ میں جانے پر مجبور کیا جب ڈاکو اسطرح پسپا ہو گئے تو گاؤں والے ہاتھوں میں لاٹھیاں لیکر دروازہ پر کھڑے ہو گئے تاکہ ان کو باہر نہ نکلنے دیں ڈاکوؤں نے کسی طور پر دروازہ میں چھید کر لیا اور اس میں سے گاؤں والوں پر گولیاں چلائیں بھدلیا چمار جو اس حملہ میں آگے آگے تھا اور گاؤں والوں کو ابھار رہا تھا اچانک وہ گولی کے سامنے آگیا اور مارا گیا۔

اسکی اس امن قائم رکھنے کی کوشش کو سراہنے کے لئے حکومت صوبجات متحدہ نے مہربانی کرکے ذیل کی غیر معمولی پنشنیں اور جہیز ۳ جون ۱۹۳۸ء سے بھدلیا چمار کے متوسلین کے لئے منظور کی ہیں۔

(۱) بیوہ۔ مسماۃ میکی ساڑھے چار روپیہ ماہوار تا زندگی یا عقد ثانی۔
(۲) بیٹے۔ بابولال اور شام لال ہر دو دو روپیہ ماہوار جب تک کہ وہ ۱۸ برس کے نہ ہو لیں۔
(۳) بیٹیاں مسماۃ مہارنیا اور مسماۃ کلوتیا دو دو روپیہ ماہوار جب تک کہ شادی نہ ہو اور شادی کے وقت پچاس پچاس روپیہ جہیز۔

(۳)

موضع شجاعت گنج تھانہ کاسگنج ضلع ایٹہ میں مسمی چھمن لال لودھا کے مکان پر ۲۹ اور ۳۰ کی درمیانی رات کو آدھی رات کے لگ بھگ ایک مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں نے دروازہ توڑ کر اندر گھسنا چاہا لیکن اس درمیان میں گاؤں والے موقع پر دوڑ پڑے اور بھوانی نامی ایک شخص نے دیہاتیوں کو جمع کرکے اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ ڈاکوؤں کو بھاگنا پڑا۔

لیکن اس مقابلہ میں اس کے بائیں ہاتھ کو ایک ایسی گولی لگی کہ ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق وہ بالکل بیکار ہو گیا اور اس شخص کی کمانے کی طاقت پچاس فیصدی کم ہو گئی۔

بھوانی کی اس بہادری کی قدر کرتے ہوئے ہز اکسلنسی گورنر صوبجات متحدہ نے ۶ روپیہ ماہوار کا ایک خاص انعام مجروح کی ساری زندگی کے لئے جاری فرمایا ہے۔

ہردوئی مسجد کا سچا قصہ

گذشتہ ماہ میں سید اعزاز رسول صاحب ایم۔ ایل۔ اے نے انگریزی اور اردو کے اخبارات میں بیان شائع کیا تھا کہ موضع مہنگاؤں ضلع ہردوئی میں ایک مسجد جس کی تعمیر قریب ختم کے تھی اسے ۵۰۰ مسلح قرب وجوار کے ہندوؤں نے کانگریس کے نعرے لگاتے ہوئے مسمار کر دیا۔ اس بیان نے حقیقی واقعات کو بالکل مسخ کر دیا ہے واقعات ذیل میں درج ہیں۔

اتفاقاً سیتاپور سے چند ماہ ہوئے کہ ایک مسلمان فقیر موضع مہنگاؤں میں آیا۔ ٹھاکر مکند سنگھ موضع کے زمیندار نے اس فقیر کو براہ مہربانی موضع میں ٹھہرنے کی اجازت دیدی اور پھر چندے بعد ایک کھلے ہوئے کچے چبوترے کے استعمال کی اجازت دیدی۔ یہ کہنا کہ فقیر نے زمیندار سے اس چبوترے کو گھیر کر بطور مسجد کے استعمال کرنے کی اجازت لے لی اور وہاں ہر جمعہ کو اس وقت سے برابر نماز ہوا کرتی تھی اس واقعہ کی زمیندار موصوف قطعی تردید کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ مجسٹریٹ متعلقہ نے موقعہ کی تحقیقات کی اور ان کی تحقیقات سے یہ معلوم ہوا کہ کوئی مسجد زیر تعمیر نہ تھی نہ یہ کہ اس کی تعمیر قریب الختم تھی حالانکہ یہ ضرور ہے کہ اس جگہ کے اردگرد کچھ گارا اور مٹی پائی گئی اس سے یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ یہ چبوترہ کے گھیرنے کے لئے تھی۔ اس الزام میں کہ ۵۰۰ مسلح ہندوؤں نے کانگریس کے نعرے لگاتے ہوئے مسجد گرا دی کوئی واقعیت نہیں ہے کیونکہ مسجد وہاں کبھی تھی ہی نہیں۔ چونکہ اس چبوترہ کا قبضہ مادہ بہ نزاع تھا اسلئے وہ زیر دفعہ ۱۴۵ ضابطہ فوجداری قرق کر لیا گیا اور ہر دو فریقین کے سربرآوردہ آدمیوں کا امن قائم رکھنے کیلئے مچلکہ لے لیا گیا سید اعزاز رسول کا بیان جو اخبارات میں شائع ہوا وہ سنی سنائی بات پر مبنی تھا کیونکہ وہ اس زمانہ میں کئی دن سے ہردوئی میں نہیں تھے چہ جائے کہ وہ وہاں موقع پر گئے ہوں۔

وزرا کی تنخواہیں

(نیر اعظم۔ مراد آباد نے وزراء کی تنخواہوں کے بارہ میں ایک مبالغہ آمیز مضمون شائع

کیا گیا تھا جس کے جواب میں محکمہ سے حسب ذیل اطلاع بھیجی گئی جو اخبار مذکور نے ۲۶ جنوری کی اشاعت میں شائع کی تھی۔ اطلاعات)

نیر اعظم مورخہ ۱۹ دسمبر میں (انقلاب کے حوالہ سے ایک مضمون بعنوان "کانگریسی وزرا کے پانچسو روپیہ ماہوار کی حقیقت" شائع ہوا ہے جس میں کئی جگہ غلط بیانی ہے۔

مضمون میں وہ اعداد و شمار درج کئے گئے ہیں جو یو۔پی کونسل کے ایک سوال کے جواب میں حکومت کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔ یہ اعداد و شمار ان اخراجات کے متعلق ہیں جو جولائی ۱۹۳۷ء سے اپریل ۱۹۳۸ء تک صوبجات متحدہ کے وزرا کے سفر خرچ اور تنخواہوں پر ہوئے ہیں۔ اور انھیں کے بنیاد پر مضمون میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ "ان سے صاف ظاہر ہے کہ مکان اور سفر خرچ کے علاوہ کانگریسی وزیر تقریباً ۲ ہزار روپے ماہوار خرچ کرتے ہیں" یہ غلط ہے۔ جو اعداد و شمار اخبار میں شائع کئے گئے تھے ان میں تنخواہ مکان اور موٹر کا الاؤنس اور سفر کے اخراجات ہی نہیں بلکہ سرکاری موٹروں کی کل قیمت تقریباً ۲۴ ہزار ہے یعنی فی وزیر ایک موٹر کی قیمت اوسطاً ۴ ہزار ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ موٹر سرکاری ملکیت ہیں وزرا کی نہیں اور موجودہ وزارت ختم ہونے کے بعد یہ ان کے استعمال میں رہینگی اس لئے ان کی قیمت کو وزرا کے خرچ میں نہ شامل کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ جو اعداد و شمار پیش کئے گئے ہیں ان کا کافی حصہ ان دوروں پر خرچ ہوا ہے جو سرکاری کاموں کے سلسلہ میں حالات کا بچشم خود معائنہ کرنے کے لئے گئے تھے۔ ایسی حالت میں یہ کہنا کسی صورت میں صحیح نہیں ہے کہ یہ اخراجات کانگریسی وزرا نے "اپنی ذات" پر صرف کئے۔ مزید برآں موجودہ کانگریسی وزیر بجائے فرسٹ کلاس کے سکنڈ کلاس میں سفر کرتے ہیں بلکہ بعض وقت اس سے بھی کم درجوں میں۔ دوسرے سرکاری کاموں کے سلسلہ میں جہاں کہیں جاتے ہیں وہاں کے قیام کا روزانہ الاونس بھی جو قاعدہ سے انھیں ملنا چاہیئے نہیں لیتے بلکہ اپنی جیب سے خرچ کرتے ہیں۔

مکان کے سلسلہ میں یہ بتا دینا ضروری ہے کہ کچھ وزرا تو سرکاری مکانات میں رہتے ہیں اور کچھ ایسے بنگلوں میں جن کا کرایہ زیادہ نہیں ہے۔

کسی وزیر نے اسوقت تک سرکاری خرچ سے ہوائی جہاز کے ذریعہ سے سفر نہیں کیا ہے۔ وزرا اپنے ذاتی نوکروں کو خود تنخواہ دیتے ہیں۔ ان کے دوسرے ذاتی اخراجات جو ہوتے ہیں ان سے بھی حکومت کو مطلب نہیں حتیٰ کہ نجی خط و کتابت میں وزیر سرکاری کاغذ تک استعمال نہیں کرتے۔

زراعت

محکمۂ زراعت صوبجات متحدہ

مشرقی حلقہ

(۱) ضبط و نظم

محکمۂ زراعت صوبجات متحدہ کا مشرقی حلقہ صوبہ کے تین مالی حلقوں کے حسب ذیل اضلاع پر مشتمل ہے اور ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت کے ماتحت ہے جن کا صدر مقام پرتاب گڈھ ہے۔

مال کا نام	ضلع کا نام	سب سرکل افسر کے صدر مقامات
۱۔ فیض آباد حلقہ	فیض آباد، سلطانپور، پرتابگڈھ	۱ .... پرتابگڈھ
۲۔ بنارس حلقہ	بنارس، جونپور، غازیپور	۲ .... بنارس
۳۔ الہ آباد حلقہ	مرزاپور، الہ آباد، فتحپور	۳ .... الہ آباد

دوسرا سرکاری فارم

مشرقی حلقہ میں حسب ذیل تین سرکاری فارم اور ایک آزمائشی قطعہ زمین شامل ہیں۔

۱۔ صدر مقام کا آزمائشی فارم ... ... پرتاب گڈھ

۲۔ بیج اور آزمائشی فارم ... ... فیض آباد

۳۔ " " " ... ... بنارس

۴۔ بیج کا آزمائشی قطعہ ضلع تیشوئی ... ... مرزاپور

صدر مقام کا آزمائشی فارم

پرتاب گڈھ

یہ فارم پرتاب گڈھ ریلوے اسٹیشن سے ۱½ میل کے فاصلہ پر ہے۔ کڑہ اور قلعہ پرتاب گڈھ کی سڑکیں اس کی شرقی اور مغربی سرحدیں بناتی ہیں۔ اس کا رقبہ ۹۰ ایکڑ ہے جس میں سے ۸۶ء۴ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ اس فارم کا یہ مقصد ہے کہ یہاں کسانی کے جدید ترین طریقوں کا تجربہ کیا جائے۔ یہ تجربے گیہوں۔ چنا۔ جَو۔ اَلسی۔ مٹر۔ جوار۔ باجرہ۔ ارہر۔ مکئی۔ مونگ پھلی اور اوکھ وغیرہ پر کیئے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں مظاہرہ کے لئے ایک چھوٹا سا میوہ باغ بھی تیار کیا گیا ہے۔ پڑوسی کسانوں کے مویشیوں کی نسل سُدھارنے کے خیال سے ایک بیل۔ بھینسا اور جمناپاری بکرا بھی یہاں رکھا جاتا ہے۔ مرغبانی سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے اچھے انڈوں اور چوزوں کے بھی انتظامات کئے گئے ہیں۔

۲۔ بیج اور آزمائشی فارم فیض آباد

یہ فارم فیض آباد الہ آباد سڑک پر فیض آباد شہر سے چوتھے اور پانچویں میل کے درمیان واقع ہے اور ای آئی آر کے فیض آباد جنکشن اسٹیشن سے پانچ میل کے لگ بھگ فاصلہ پر ہے۔ اس کا رقبہ ۲۰۶٫۲۵ ایکڑ ہے جس میں سے ۱۸۵ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ اس فارم میں مختلف قسم کے بیجوں کی بڑے پیمانہ پر آزمائش کی جاتی ہے اور بیج گودام کے ذریعہ کسانوں کو بیج دئے جاتے ہیں۔

پرتاب گڈھ کی طرح یہاں بھی مظاہرہ اور نسل سُدھارنے کی غرض سے ایک چھوٹا پھل باغ۔ بھینسا۔ بیل اور چڑیاں رکھی جاتی ہیں۔ جو لوگ باغبانی۔ مرغبانی اور مویشیوں کی نسل سُدھار میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ اس فارم سے ہر طرح کی مدد لے سکتے ہیں۔

۳۔ بیج اور آزمائشی فارم بنارس

یہ فارم بنارس چھاؤنی اسٹیشن کے جنوب مغرب میں گرانڈ ٹرنک روڈ پر تقریباً ۲ میل کے فاصلہ پر ہے اور مرواڈیہ بی۔ این۔ ڈبلو ریلوے اسٹیشن سے صرف ایک میل کے فاصلہ پر ہے لیکن اس اسٹیشن پر فارم تک پہونچنے کے لئے ہر وقت معقول سواری نہیں ملتی ہے۔ اس کا رقبہ ۷۷ر۶ ایکڑ ہے جس میں ۷۶ر۶ ایکڑ زیر کاشت ہیں۔ اس فارم میں بنارس حلقہ کی تمام فصلیں بوئی جاتی ہیں اور گیہوں۔ چنا۔ جَو۔ جوار وغیرہ کے بیج پیدا کئے جاتے ہیں۔

اس فارم میں بھی ایک چھوٹا پھل باغ۔ بھینسا اور چڑیاں وغیرہ مظاہرہ اور نسل سُدھار کی غرض سے رکھی جاتی ہیں۔ ان باتوں سے دلچسپی رکھنے والے لوگ ان سب سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

بیج آزمائشی قطعہ تیشوئی ضلع مرزاپور

۴۔ اس چھوٹے سے قطعہ میں مرزاپور کے پہاڑی حلقوں کے بیجوں کی جانچ کی جاتی ہے یہ مرزاپور سے ۱۹ میل کے فاصلہ پر مرزاپور۔ رابرٹس گنج سڑک پر واقع ہے ۵ر۱۲۲ ایکڑوں میں سے ۱۰ ایکڑ زیر کاشت ہیں اور بقیہ ساری زمین کسانوں کو اٹھا دی گئی ہے۔

نشر و اشاعت

زمیندار اور کاشتکار طبقہ کو مدد دینے کے لئے زراعتی مظاہرے کرنے والے عملہ نے جہاں تک ان کی مالی حالت نے اجازت دی مختلف ضلعوں کا دورہ کیا موجودہ حکومت نے عملہ کو بڑھانے کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے حال ہی میں زیادہ روپیہ اور زیادہ کارکن منظور کئے ہیں۔ یہ نیا عملہ ٹریننگ کے بعد اپنے نئے مرکزوں پر مقرر کر دیا گیا ہے۔ دیہاتوں کے آٹھ دس چنے ہوئے جتھوں میں اجتماعی طور پر کام کیا جائے گا اور اس طرح امید ہے کہ چالیس پچاس دیہاتوں کو فائدہ پہونچ جائے گا۔ جب ان دیہاتوں میں کام ترقی کر جائے گا تو نئے مرکزوں پر کام شروع کیا جائیگا۔ مظاہرہ کرنے والوں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان دیہاتوں میں دورہ کریں کاشتکاروں کو زراعت کے معاملات میں مشورہ اور مدد دیں اور نئے بیجوں کی جانچ کرنے کے بعد ان کو کسانوں میں تقسیم کریں۔

ہر مرکز پر ایک بیج اور اوزار گودام ہے تاکہ جس وقت ضرورت ہو یہ چیزیں مہیا کی جاسکیں۔

اس حلقہ میں حسب ذیل بیج گودام ہیں۔ ہر مادر گودام یا تحصیل گودام ایک ایس۔اے۔ایس یا پرانے عملہ کے فیلڈ مین کے ماتحت ہے اور ہر گاؤں سُدھار گودام ایک سپروائزر کی نگرانی میں ہے جو نئی اسکیم کے مطابق مقرر کیا گیا ہے ہر سپروائزر کا ہاتھ بٹانے کے لئے ۲ یا ۳ کامدار ہیں جن کی نگرانی میں دیہاتوں کی ایک تعداد ہے۔ ان کامداروں کا یہ فرض ہے کہ وہ ان دیہاتوں میں جاکر منظور شدہ فصلوں کا مقابلہ کریں تاکہ کسانوں پر یہ ثابت ہو جائے کہ اچھے بیج اور اچھے اوزار استعمال کرنے کے کیا فائدے ہیں۔ جب کسانوں کی کافی تعداد اس بات کو مان لے تو ان کو اچھے بیج تبادلہ یا سوائی میں دئے جائیں اور اچھے اوزار نقد یا تقاوی پر متوسط شرح سے دئے جائیں۔ چارہ گھاس اور ترکاری کے بیج بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ بیل بہت کم دام میں دئے جاتے ہیں۔ بھینسوں اور گایوں کی اچھی نسل پیدا کرنے میں بھی مدد دی جاتی ہے۔ کھاد کی کمی کے مسئلہ کو حل کرنے کی غرض سے کھاد بنانے کے طریقے

بھی بتائے جاتے ہیں۔ سرکاری فارم سے عمدہ انڈے اور چوزے مہیا کئے جاتے ہیں۔

ضلع کا نام	بیج گودام کا نام	خریف اور ربیع بیج جو جمع کئے جاتے ہیں اور بانٹے جاتے ہیں۔		
		خریف	ربیع	گھاس
۱۔ پرتاب گڈھ	مادر گودام۔ پرتاب گڈھ	جوار۔ بجرہ۔ مکئی جونپور سنائی سی ۱۴۔ نگینہ کے دھان مونگ پھلی	گیہوں پی ۴-۱۲ اور ۵۲ چنا پی ۲۵۔ کوسی ۵۱۲ گول اور ولایتی مٹر	برسیم۔ لوسرن نیپیر
	کنڈہ ...	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	پٹی ...	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	لال گنج ...	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	گاؤں سدھار بیج گودام			
	برہنی سگراندرپور ستیل گنج نوریرا کھاندور گوپال گنج راجاپور	مونگ پھلی۔ جوار بجرہ۔ مکئی۔ سنائی دھان	گیہوں۔ چنا۔ جوالسی	برسیم۔ لوسرن نیپیر اور ترکاری کے بیج
۲۔ سلطانپور	مادر گودام سلطانپور امیٹھی کادی پور	ایضاً	ایضاً	ایضاً

ضلع کا نام	بیج گودام کا نام	خریف اور ربیع بیج جو جمع کئے جاتے ہیں اور بانٹے جاتے ہیں		
		خریف	ربیع	گھاس
	گاؤں سدھار گودام کریجھر کروار درگاپور گوری گنج کومبھوا مسافر خانہ جگدیش پور			
۲۔ فیض آباد	**مادر گودام** فیض آباد سعادت گنج ٹانڈا	مونگ پھلی۔ جوار۔ بجرہ مکئی۔ سنائی۔ دھان	گیہوں۔ چنا۔ جو السی	برسیم۔ لوسرن نیپیرا ور ترکاری کے بیج
	ڈسٹرکٹ بورڈ گودام اکبرپور شاہ گنج گھراؤیہ بسکھاری	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	گاؤں سدھار گودام باراگاؤں التفات گنج رام نگر کٹھری جلالپور ملکی پور حیدرگڈھ	ایضاً	ایضاً	ایضاً

ضلع کا نام	بیج گودام کا نام	خریف اور ربیع بیج جو جمع کئے جاتے ہیں اور بانٹے جاتے ہیں		
		خریف	ربیع	گھاس
۴- جونپور	مادر گودام جونپور مچھلی شہر	مونگ پھلی۔ جوار۔ بجرہ۔ مکئی۔ سنائی۔ دھان	گیہوں۔ چنا۔ جو۔ السی	برسیم۔ لوسرن۔ نیپیر اور ترکاری کے بیج
	گاؤں سدھار گودام سکارا کھتیا سرائے بدلاپور مریاہو کیراکت جلال گنج سوجن گنج باراوال	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۵- بنارس	مادر گودام بنارس چندولی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	گاؤں سدھار گودام منگری راجہ طلب چولاپور بنت پور بلوا سکل دیہا نعمت آباد سید راجہ	ایضاً	ایضاً	ایضاً

ضلع کا نام	بیج گودام کا نام	خریف اور ربیع بیج جو جمع کئے جاتے ہیں اور بانٹے جاتے ہیں		
		خریف	ربیع	گھاس
۶۔ غازیپور	**مادر گودام** غازیپور سیدپور	مونگ پھلی۔ جوار۔ بجرہ۔ مکئی۔ سنائی۔ دھان	گیہوں۔ چنا۔ جو۔ السی	برسیم۔ لوسرن۔ نیپیر اور ترکاری کے بیج
	گاؤں سدھار گودام محمد آباد کریم الدین پور کورانڈا بارد دلدار نگر نند گنج سعادت	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۷۔ فتحپور	**مادر گودام** فتحپور کھاگا بندکی	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	گاؤں سدھار گودام بھوا حسین گنج جہان آباد جہوا کھکیرو ہتھگاواں رسول آباد	ایضاً	ایضاً	ایضاً

ضلع کا نام	بیج گودام کا نام	خریف اور ربیع بیج جو جمع کئے جاتے ہیں اور بانٹے جاتے ہیں — خریف	ربیع	گھاس
۸۔ الہ آباد	**مادر گودام** الہ آباد پھول پور میجا روڈ بھرواری سندر پور جسرا	مونگ پھلی۔ جوار، بجرہ۔ مکئی۔ سنائی، دھان	گیہوں۔ چنا۔ جو۔ السی	برسیم۔ لوسرن۔ نیپیر اور ترکاری
	گاؤں سدھا گودام ہنومان گنج منڈا روڈ منوری سراتھو کرچھنا ہنڈیا سرائے مائے سراؤں سرسواں	ایضاً	ایضاً	ایضاً
۹۔ مرزا پور	**مادر گودام** مرزا پور تیشوئی برونڈہا کچھوا	ایضاً	ایضاً	ایضاً
	گاؤں سدھا گودام اموئی گائے پورا تلہی چنار پہرورا رابرٹس گنج گھوراوال	ایضاً	ایضاً	ایضاً

گڑ سدھار تجویز کی ترقی کی پندرہ روزہ رپورٹ مختتمہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۹ء

چھیالسوں گنے کی کاشت کرنے والے اضلاع میں گڑ سازی پوری طرح پر جاری ہے صوبہ کے تمام مختلف حصوں میں اب کی فصل میں گڑ کا نرخ کافی مناسب ہے یعنی مبلغ للعہ روپیہ من سے مبلغ سے روپیہ من کا ہے۔ صوبہ کے مختلف حصوں سے اطلاعیں آئی ہیں کہ جو گڑ اصلاحی طریقہ سے بنائے گئے ہیں منافع سے فروخت ہو رہے ہیں۔

مشرقی اضلاع میں خاص کر بلیا اور غازیپور میں جو گڑ سازی کا طریقہ ہے اس میں صرفہ زیادہ ہے اور گڑ بھی خراب قسم کا بنتا ہے۔ اس امر کی خاص فکر کی جارہی ہے کہ اچھے قسم کا گڑ تیار ہو اور اس کے نکاسی کی سہولتیں ہوں۔

ضلع گورکھپور کے اندرونی علاقوں میں ماہ دسمبر میں گنے کی کاشت کرنے والوں کے ۷ جلسے ہوئے تھے جس میں گنے کے ہزاروں کاشتکار شامل تھے۔ ان جلسوں کے مواقع پر جو مظاہرہ کئے گئے تھے وہ بہت ہی مفید تھے اور لوگوں نے ان کو بہت پسند کیا۔ اسی طرح ضلع بلیا میں جنوری کے دوسرے ہفتہ میں ۷ جلسے کئے گئے اور وہ سب بھی بہت کامیاب ہوئے۔

۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء کو اراکین انجمن شکر فروشاں، کانپور کے ایک بے ضابطہ جلسے میں اسسٹنٹ گڑ سدھار افسر صاحب نے اراکین انجمن کو گڑ کے بازار کی تجویز بتانے کے لئے تقریر کی۔ اراکین انجمن نے اس تجویز کی بڑے زوروں سے تائید کی اور اسکے متعلق موثر اقدام کا فیصلہ کیا کہ وہ بڑے پیمانہ پر گڑ کی برآمدگی کی کوشش کریں گے۔ ان کے خیال میں اصلاحی قسم کا عملی کاربن کے طریقہ کا بنا ہوا گڑ بازار میں عہ من کے نفع سے جلد فروخت ہو جاوے گا۔

گڑ کے مظاہرے کامیابی کے ساتھ ہردوئی کے رام لیلا کے میلہ، دیہی صنعتی اور زرعی نمائش بگیشور (الموڑہ) اور ضلع سیاسی کانفرنس پھپھوند (اٹاوہ) میں ہوئے تھے۔

گاؤں سدھار کے ارگنائزروں کے کام سکھانے کے درجے جو کانپور، اٹاوہ، فیض آباد اور الہ آباد میں قائم ہوئے تھے ان میں گڑ سدھار تجویز پر تقریریں ہوئی تھیں۔

کنول کا شہد

پرانے طریقہ علاج میں کنول کا شہد بہت سی بیماریوں میں خاص کر آنکھ کی بیماریوں میں تجویز ہوتی ہے۔ لہٰذا کنول کا شہد کی مانگ بہت ہوئی اس وجہ سے اسے کنول کا شہد کا لیبل لگا کر بازار میں رکھا گیا اور زیادہ قیمت پر بکا۔

رجسٹرڈ نمبر ا ے ۔ ۲۲۴۵

اطلاعات

جلد ۲ لکھنؤ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۹ء نمبر ۵

خصوصیات

مرتبہ
محکمۂ اطلاعات عامّہ
صوبجات متحدہ

اطلاعات

صوبۂ متحدہ

جلد ۲	لکھنؤ ماہ مئی سنہ ۱۹۳۹ء	نمبر ۵

فہرست مضامین

مضمون صفحہ

صوبجات متحدہ کے بجٹ پر اعتراضات کا جواب

معزز وزیر اعظم کی تقریر

صوبجات متحدہ کے بجٹ پر اسمبلی میں جو مباحثہ ہوا اُس کے جواب میں معزز پنڈت گوبند بلبھ پنت وزیر اعظم نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ بعض حضرات کو بجٹ میں بھی پروپیگنڈہ نظر آتا ہے مگر "پروپیگنڈہ بجٹ" کے معنی کیا ہیں؟ اس کا مطلب تو یہ سمجھا جائے گا کہ بجٹ بہت قابل اطمینان ہے جو بھی اس کو دیکھے گا اس کی تعریف کرے گا اور جو اس کی بُرائی کرے گا وہ متعصب ضرور ہوگا اگر "پروپیگنڈہ بجٹ" کے یہی معنی ہیں تو مجھے یہ فقرہ استعمال کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ جن مقرر صاحب کے نزدیک یہ بجٹ پروپیگنڈہ بجٹ ہے انھوں نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ طبیعتیں ایسی ہوگئی ہیں کہ ایک اوسط آدمی اس بجٹ کو دیکھ کر بجٹ کے مصنفین پر اس سے زیادہ اعتماد کرے گا جتنا وہ اس وقت کرتا اگر اس نے بجٹ نہ دیکھا ہوتا اور یہ کہ بجٹ میں ایسی باتیں موجود ہیں جن سے عوام کی ہمدردی حاصل ہوسکے۔ اگر معزز اراکین جماعت مخالف کی بجٹ کے بارہ میں یہی رائے ہے تو میں بھی ان کی تائید کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اور جو تقریریں ہوئی ہیں ان میں سے اکثر ایسی ہیں جو ایک دوسرے کے متضاد ہیں اور ان کا مقصد محض ایک "مشترکہ دشمن" یعنی حکومت کی مخالفت ہے۔ بعض تقریروں میں تو یہ اور حکومت پر اس وجہ سے حملہ کیا گیا ہے کہ ہم کو تعمیری کاموں میں جتنا خرچ کرنا چاہئے اتنا ہم نے نہیں کیا۔ بعض میں یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ اکثر مفید کاموں کے لئے جو خرچ کیا جانے والا تھا اُسے ملتوی کر دیا گیا ہے اس کے برعکس کچھ تقریروں میں یہ کہا گیا کہ جب تک آمدنی کافی نہ ہو روپیہ زیادہ نہ صرف کرنا چاہئے خواہ وہ تعلیم کے لئے صرف ہو رہا ہو یا صنعت و حرفت کے لئے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کس کے مشورہ پر عمل کروں اس لئے کہ ہر شخص نہ صرف ہمارا رہنما بن رہا ہے بلکہ خود جماعت مخالف کے دوسرے اراکین کی رہنمائی کرنا چاہتا ہے۔ بہرحال جہاں تک ہمارا تعلق ہے جب جماعت مخالف کی طرف سے متضاد تقریریں کی جاتی ہیں تو خود ہم پریشان ہو جاتے ہیں۔

کاش وزیر مالیات کے پاس جادو کا ڈنڈا ہوتا جس کے زور سے وہ سارے ٹیکسوں کا خاتمہ کر دیتا، افراد یا انجمنوں سے ٹیکس یا کسی صورت میں جو کچھ لیا گیا تھا اُسے واپس کر دیتا، سب کی تنخواہیں بڑھا دیتا، ہر شخص کے لئے "بونس" کا انتظام کرتا، اور ساتھ ہی ساتھ ہر ممکن کام کیلئے روپیہ بھی مہیا کر دیتا۔ ہر گاؤں میں شفاخانہ اسکول اور کتب خانہ قائم کرا دیتا اور اگر معزز اراکین کی خواہش ہوتی تو مفت کا شراب خانہ بھی! اور اس طرح شاید کچھ اراکین کو اطمینان ہو جاتا لیکن مجبوری یہ ہے کہ ہم کو مالیات کے قوانین اور حدود کا پابند رہنا ہے اور کوئی شخص ان کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔

صوبہ کی مالی ساکھ

میں نے صوبہ کی مالی حالت کے بارہ میں جو کچھ کہا تھا اُس پر بھی اعتراض کیا گیا ہے یہ واقعہ ہے کہ صوبہ کی مالی حالت ایک قومی معاملہ ہے اور حکومت کے اراکین کوئی بھی ہوں صوبہ کی مالی ساکھ ایوان کی ہر جماعت کے لئے ایک اہم اور واقعی دلچسپی کی چیز ہونی چاہئے اس لئے جب اس ساکھ کی بے وقعتی کرنے کی غرض سے نارواحملے کئے جاتے ہیں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے اچھا۔ آیئے اور صوبہ کی مالی تصویر دیکھ کر بتایئے کہ کیا واقعی آج صوبہ کی مالی حالت گذشتہ زمانہ سے زیادہ اچھی نہیں ہے؟ مجھے اُمید ہے کہ معزز اراکین نے وہ رپورٹ دیکھ لی ہوگی جو ہم نے ۲۲-۱۹۲۱ء سے ۳۷-۱۹۳۶ء تک کے صوبجاتی مالیات کی تاریخ پر تیار کی ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے بجٹ کے کاغذات میں جو آپ لوگوں میں تقسیم ہو چکے ہیں ۳۸-۱۹۳۷ء ۳۹-۱۹۳۸ء کی تفصیلات اور ۴۰-۱۹۳۹ء کے تخمینے لکھ دیئے ہیں۔ گویا اس وقت ہمارے سامنے ۲۰ برس کا حساب موجود ہے۔ اب دیکھئے کہ ۲۲-۱۹۲۱ء میں کیا صورت حال تھی، پھر اس کے بعد سے ۳۷-۱۹۳۶ء تک کیا حال رہا اور جب سے ہم نے عنان حکومت سنبھالی اس معاملہ میں ہم نے کتنی ترقی کی۔ جیسا کہ معزز اراکین کو معلوم ہے ۲۰-۱۹۱۹ء میں صوبہ کا افتتاحی بقایا ۲۵۰ لاکھ تھا اور "مسٹن اوارڈ" کی رو سے مرکز کو ۲۴۰ لاکھ کی مقررہ رقم کی ادائیگی کے بعد اُسے کم سے کم ۱۵۱ لاکھ روپیہ مزید خرچ کرنے کا اختیار تھا۔ مگر یہ تخمینہ مانٹیگو چیمسفورڈ آئین کے پہلے ہی سال میں غلط ثابت ہوا اور ۸۹ لاکھ کا ابھرائی بلنس (کریڈٹ بیلنس) ۵۹ لاکھ کے خسارہ میں بدل گیا۔ اس طرح مانٹیگو چیمسفورڈ آئین شروع ہوا اور پہلے دو سال میں عملی طرز کی حکومت کا یہ نتیجہ نکلا۔ اس کے بعد جب کہ اراکین کو معلوم ہے، لارڈ مسٹن کی ہدایت کے مطابق اس صوبہ کو مرکزی آمدنی میں ۲۴۰ لاکھ کا جو حصہ دینا تھا وہ رفتہ رفتہ ادا کیا جانے لگا یہاں تک کہ ۲۷-۱۹۲۶ء کے

آخر میں وہ بالکل ہی ختم ہوگیا۔ اس کے علاوہ غیر بار آور کاموں کے لئے قرض بھی لیا گیا اور ۳۷-۱۹۳۶ء کے آخر میں ہمارے قرض کا بار ۲۳ کروڑ یا اس سے کچھ کم تک پہونچ گیا اور تقریباً ہر سال بجٹ میں خسارہ ہی ہوا۔ معزز اراکین نے ۲۵ لاکھ کی اس رقم کا جو حکومت ہند نے ہم کو دی ہے اور "نیمیر اوارڈ" کے ماتحت جو کچھ ملا ہے اس کا ذکر کیا ہے۔ ان دونوں کا مجموعہ ۵۰ لاکھ سے کم ہوتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ۲۱-۱۹۲۰ء میں دو عملی طرز کی حکومت کی ابتدا میں جو کچھ ملا تھا یہ رقم اس سے بہت ہی کم ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اُس زمانہ میں صوبہ کو اس سے بہت زیادہ ملا کیونکہ ۵-۶ سال میں یہ ۲۴ لاکھ بھی دیدئے گئے تھے۔ دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مانٹفورڈ اسکیم کے نفاذ کے چند ہی سال کے اندر اندر صوبہ کو کم سے کم تین کروڑ روپیہ ملے مگر نتیجہ کیا ہوا؟ ہر سال خسارہ ہوتا رہا اور جس وقت اس غلط دستور اساسی کی زندگی ختم ہوئی تو صوبہ قرض کے بار سے پوری طرح دب چکا تھا اب اُسے صرف ان قرضوں کے سود ہی پر کافی روپیہ خرچ کرنا پڑ رہا ہے یہ ہے گذشتہ ۱۶-۱۷ سال کے دوران میں صوبہ کی مالیاتی حالت کی تاریخ۔

موجودہ حکومت کی مشکلات

اب سوال یہ ہے کہ ہم نے کیا کیا؟ جماعت مخالف کے معزز اراکین اُس ۲۵ لاکھ کی رقم پر (جو ہمیں صرف ۵ سال کے لئے ملی ہے) اور انکم ٹیکس سے ہمیں جو تھوڑا بہت حصہ ملتا ہے اُس پر زور دے رہے ہیں شاید انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ ۳۷-۱۹۳۶ء سے ہم کو .... اور پنشن کی مدوں میں جو رقم دینی ہے وہ ۳۰ لاکھ سے زیادہ ہوگئی ہے۔ اس معاملہ میں ہماری کوئی آواز نہیں ہے اور نہ کوئی سنوائی ہے۔ یہ رقم تو ادا ہی کرنا ہے اس لئے اس ۲۵ لاکھ سے یا نیمیر اوارڈ کے ماتحت جو ۲۲ لاکھ کی رقم ہمیں ملے گی اس سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں پہونچ رہا ہے۔ مزید برآں جیسا کہ اراکین کو معلوم ہے ہمیں سارا قرض باقساط ادا کرنا پڑ رہا ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر زیادہ نہیں تو ۲۰ لاکھ کا خرچ مزید ہے۔ اس لحاظ سے انہیں دونوں چیزوں کے سلسلہ میں ۶۰ لاکھ سے زیادہ کا خرچ ہے۔ اس لئے اگر اراکین ان باتوں پر توجہ دیں تو انہیں معلوم ہوگا کہ ہم کو اس انتظام سے کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔

اخراجات میں تخفیف

مگر ان مشکلوں کے باوجود ہم نے اگر کوئی ترقی دکھلائی ہے تو یہ اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اپنے ملکی اخراجات میں بہت توجہ سے کام لیا ہے۔ اراکین یہ دیکھیں گے کہ بعض مدیں ایسی ہیں جن پر ہم کو اختیار نہیں ہے اور یہ اخراجات ضروری ہیں۔ ان مدوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ جو کچھ بچتا ہے وہ اُس

رقم کے نصف سے زیادہ نہیں ہے جو سال بھر میں عموماً خرچ ہوتا ہے اور میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ ہم نے اخراجات کے اس حصہ میں کافی کفایت شعاری کی ہے۔ ہم نے سفر خرچ اور قیام کا بھتہ کم کر دیا ہے اور دورہ پر جتنی مدت صرف کی جاتی ہے اُسے بھی کم کر دینے کی ہم نے ہدایت کر دی ہے۔ ہم نے یہ احکام بھی نافذ کر دئے ہیں کہ دورہ کا پروگرام بہت غور و فکر سے بنایا جایا کرے تاکہ کم سے کم روپیہ صرف ہو۔ ہم نے یہ حکم بھی دیدیا ہے کہ ۵۵ برس کی عمر میں ہر شخص ریٹائر ہو جائے گا خواہ وہ دفتری ملازمت میں ہو خواہ کسی اور جگہ پر۔ ہم نے یہ بھی طے کر دیا ہے کہ اگر کوئی شخص تھوڑے دنوں مثلاً ۱۵۔ ۲۰ دن کی چھٹی لے تو اس کی جگہ پر جو شخص قائم مقامی کرے اُسے مزید تنخواہ نہ ملے گی۔ ہم نے اتفاقیہ اخراجات کی بھی کافی چھان بین کی اور کی جا رہی ہے اور ہم نے اس مد میں کافی تخفیف کر دی ہے۔ بعض عہدے مثلاً انسپکٹر رجسٹریشن و اسٹامپ ملا کر ایک کر دئے گئے ہیں۔ کئی جگہیں توڑ دی گئی ہیں مثلاً محکمہ آبپاشی کے چیف انجینیر اور کئی سپرنٹنڈنگ انجینیروں وغیرہ کی۔ ہم ایسے معاملات کے متعلق جن پر ہم کو براہ راست اختیار نہ تھا ذمہ داروں سے ہماری گفتگو جاری ہے۔ اور خرچ کم کرنے کے لئے ہم جو کچھ بھی کر سکتے ہیں وہ کر رہے ہیں۔

بعض اراکین جنرل ایڈمنسٹریشن (عام انتظام) یا انتظام عدالت یا انتظام پولیس کے ماتحت نسبتی اعداد و شمار سے غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جب تک ایک ہی طرح کی دو چیزوں کا مقابلہ نہ کیا جائے غلط تقابل سے صحیح نتیجہ نہ بر آمد ہوگا ۳۶-۱۹۳۵ء تک انگلستان میں جو خرچ ہوا وہ ایک خاص عنوان کے ماتحت یکمشت رقم کی صورت میں ظاہر کیا گیا تھا اور اس کا مجموعہ ۴۷۔۴۸ لاکھ ہوتا تھا۔ مگر ۳۷-۱۹۳۶ء سے انگلستان میں جو صرف ہوا وہ "عام انتظام" "پولیس" اور اسی طرح کے دوسرے ضمنی عنوانات کے ماتحت تقسیم کر دیا گیا ہے اس سے ایک کافی رقم کا اضافہ ضرور ہو گیا ہے مگر اس وجہ سے نہیں کہ مزید اخراجات ہوئے ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ ایک خاص عنوان کے ماتحت اخراجات کو زیادہ مناسب طریقہ سے رکھ دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ایک عنوان کے ماتحت مجموعی اوراوسط رقم زیادہ معلوم ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ معزز اراکین نے غالباً یہ بھی دیکھا ہوگا کہ کم تنخواہ پانے والے اسٹاف کی تنخواہوں میں جو اضافہ ہوا ہے اور جسے ہم نے ایوان کے سامنے منظوری کے لئے پیش کیا ہے وہ بھی مختلف عنوانات کے ماتحت تقسیم کیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہر عنوان کے ماتحت اوسط رقم پر اثر پڑا ہے۔ مگر خرچ میں بہر حال کافی کمی ہوئی ہے۔

اگر آپ ایک ہی طرح کی چیزوں کا مقابلہ کیجئے تو آپ دیکھئے گا کہ "عام انتظام" "انتظام عدالت" اور پولیس وغیرہ کے ماتحت ہم نے جو کفایت کی ہے دوسری کفایتوں کے علاوہ ان کا مجموعہ سالانہ ۱۶ اور ۲۰ لاکھ کے درمیان ہوتا ہے۔ ہم نے پہلے تو ہر عنوان کے ماتحت اخراجات میں کمی کی اور پھر یکمشت رقم تخفیف کر دی اور محکموں سے اصرار کیا کہ وہ اتنی ہی رقم کے اندر اپنے مصارف پورے کریں۔ اس طرح ہم نے

جہاں تک کفایت شعاری ہو سکتی تھی کی اور میں نہیں سمجھتا کہ ان حالات میں کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ ہم نے ایسا کوئی راستہ چھوڑ دیا ہے جس سے مزید کفایت یا تخفیف ہو سکتی تھی۔

البتہ ان باتوں کے علاوہ ایک چیز اور کی جا سکتی تھی اور وہ تنخواہوں کی شرحوں میں تخفیف تھی۔ اس بات پر معزز اراکین جماعت مخالف اور صوبہ کے بعض لیڈروں نے بہت زور دیا ہے۔ مسٹر چنتامنی نے ہمیشہ اعلیٰ ملازمتوں کی تنخواہوں میں کمی کا مطالبہ کیا۔ گذشتہ سال بھی معزز اراکین نے اپنی تقریروں میں اس چیز پر کافی زور دیا۔ مگر ہم یہ کام خود نہیں کر سکتے کیونکہ اعلیٰ ملازمتوں کی تنخواہوں میں ہم کو تخفیف کرنے کا اختیار نہیں ہے اس لئے اگر ہم ایسا نہیں کر سکتے تو ذمہ داری ہمارے سر نہیں آتی۔ اس کے علاوہ ہمارے امکان میں جو کچھ تھا ہم وہ سب کر چکے مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم نے اپنا کام ختم کر دیا اور اس کے بعد مزید تفتیش نہ کریں گے۔ جیسا کہ معزز اراکین کو معلوم ہے ہم نے صوبجاتی ملازمتوں کے نئے ملازمین کی تنخواہوں میں تخفیف کر دی ہے۔ ماتحت ملازمتوں کی موجودہ تنخواہوں کی شرحوں پر بھی ہم غور کر رہے ہیں مگر یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ اس میں جو ترمیم کی جائیگی وہ برائے نام ہی ہوگی اور اس سے کوئی خاص بچت نہ ہو سکے گی۔ ان حالات میں میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شخص ہم پر یہ الزام کیسے لگا سکتا ہے کہ ہم نے ٹیکس دینے والے کا ہر وہ روپیہ جو ہم بچا سکتے تھے نہیں بچایا تاکہ ہم کو جو کچھ وہ دیتا ہے اس کے معاوضہ میں ہم اسے زیادہ سے زیادہ دے سکیں۔

کہا گیا ہے کہ ۳۷-۱۹۳۶ء کے بجٹ میں خسارہ نہیں ہوا تھا مگر اس کی وجہ یہ تھی کہ حکومت ہند نے ہم کو ۱۸ لاکھ روپیہ دئے تھے۔ میں نے خود اپنی ستمبر ۱۹۳۷ء کی تقریر میں صاف صاف کہہ دیا تھا کہ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کو حکومت ہند سے اپنا حقہ ملنے والا ہے لیکن ہم نے بجٹ کو صحیح بنیاد پر جو مرتب کیا اس کی یہی وجہ تھی۔ جیسا کہ معزز اراکین کو معلوم ہے ہم سے پہلے والی حکومت نے بجٹ کا جو تخمینہ لگایا تھا اس میں ۴۰ لاکھ کی کمی تھی۔ ہم نے اس میں ۱۲ لاکھ کی مزید اخراجات کا حساب لگایا جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر کوئی خاص بات نہ ہوتی تو ۴۲ لاکھ کا خسارہ ہوتا مگر بجٹ پیش کرنے کے قبل ہم نے ادھر اُدھر کاٹ چھانٹ کی اور خسارہ کو ۴۲ لاکھ سے گھٹا کر ۱۲ لاکھ کر دیا۔ ۱۲ لاکھ کا یہ خسارہ وہ تھا جو ۳۸-۱۹۳۷ء کے تخمینوں میں دکھایا گیا تھا لیکن تتمہ کے تخمینوں کی وجہ سے سال کے دوران میں خرچ کی نئی مدوں کا اضافہ ہوا اور کل خسارہ ۱۹ لاکھ تک پہونچ گیا۔ اب اگر اخراجات کی مزید تفتیش نہ ہوتی اور کافی نگہداشت نہ کی جاتی تو ظاہر ہے کہ خسارہ ۱۹ لاکھ سے کم نہ ہوتا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اصل آمدنی میں تقریباً ۱۰ لاکھ کی کمی ہوگئی اور دوسرے ذرائع سے جس آمدنی کا ہم نے اندازہ کیا تھا اس میں ۴۸ لاکھ ۹۱ ہزار کی کمی رونما ہوئی مگر ان باتوں کے باوجود ہم نے بجٹ کو برابر کر دیا۔ ہم نے حتی الامکان خرچ کو کم کیا اور آخر کار بجٹ کو برابر کرنے میں کامیاب ہوئے۔ معزز اراکین اس چیز کو بھول گئے کہ آمدنی میں ۴۹ لاکھ کی کمی

ہو گئی تھی۔ لیکن اگر ہم ان عنوانات کو بھی لیں جن میں تبدیلیاں ہوئیں تو صرف ریونیو میں ۴۰ لاکھ کی کمی ہوتی ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ اگر اس میں ۱۹ لاکھ کی کمی اور ملادی جائے (جس کا اندازہ پہلے ہی ہو گیا تھا) تو کل خسارہ ۵۹ لاکھ کا ہو جائے گا۔ اگر اس میں سے ۱۹ لاکھ نکال بھی دئے جائیں جو ہمیں حکومت ہند سے ملے ہیں تب بھی ۴۰ لاکھ کا خسارہ ضرور ہوگا۔ مگر ۴۰ لاکھ کے خسارہ کے بجائے جو ان حالات میں لابدی تھا بجٹ کا توازن برابر ہی رہا۔ اسی طرح ۳۹-۱۹۳۸ء میں ۵۰ لاکھ کے خسارہ کو ہم نے ۱۵ لاکھ کی بچت میں تبدیل کر دیا۔ معزز اراکین نے صرف آمدنی کو دیکھ کر یہ کہہ دیا کہ نفع اسی کی وجہ سے ہوا ہے مگر اس میں بھی ان کی غلطی ہے اور اگر انھوں نے میرے بیان کو کچھ توجہ سے دیکھا ہوتا تو وہ اس میں مُبتلا نہ ہوتے۔ ہمارے نظر ثانی شدہ تخمینوں کے مطابق آمدنی میں پھر کمی ہو گئی۔ صرف ریونیو اور اسٹامپ کے عنوانات کے ماتحت ۴۰ لاکھ کی کمی ہوئی جو ایکمہ کی کل آمدنی سے بھی جس کا اندازہ ہم نے ۳۱ لاکھ کیا تھا کم ہے۔ انکے علاوہ اور بھی عنوانات ہیں جن کے ماتحت اندازہ سے کم آمدنی ہوئی۔ آبپاشی اور بعض دیگر عنوانات کے ماتحت ضرور آمدنی میں اضافہ ہوا۔ مگر میں ایک بار پھر معزز اراکین کو بتادینا چاہتا ہوں کہ اخراجات میں ہم نے بہت بچت کی۔

اس کے علاوہ ایک چیز اور بھی ہے جو میرے نزدیک بہت اہم ہے اور جسے فراموش نہ کرنا چاہیئے۔ بجٹ کو برابر کرنے کے لئے ہم نے یہ سوچا تھا کہ اس سال ہم کو ۱۰۵ لاکھ روپیہ قرض لینا پڑے گا۔ مگر ہم نے کسی "طویل مدت کا قرض" لئے بغیر اپنے انتظام کو سنبھالا اور اپنی تمام مالی ذمہ داریوں کو بشمول اکرو ۳۲ لاکھ کے قسطوں کے پورا کیا۔ ہم نے سرمایہ کے کاموں ("کیپٹل ورکس") میں بھی ۴۸ لاکھ روپیہ لگایا اور ہم کو اُمید ہے کہ ہمارا اختتامی بقایا اُس سے زیادہ ہوگا جتنا بجٹ تیار کرتے وقت ہم نے اندازہ کیا تھا۔

صوبہ کی مالی ساکھ کا پہلے سے مقابلہ

مجھے کیپٹن پوکاک کے بعض الفاظ سے سخت افسوس ہوا ہے۔ انھوں نے صوبہ کی مالی ساکھ بہت برائی کی ہے۔ جہاں تک واقعات کا تعلق ہے ہم جو روپیہ لگا چکے ہیں اس کی تعداد کسی پہلے زمانہ کے مقابلہ میں زیادہ ہے ہم ۱۰۵ لاکھ کا قرض لئے بغیر اپنا سارا کام چلاتے رہے، سرمایہ کے کاموں میں بھی روپیہ لگایا اور ۱۰۵ لاکھ قرض لینے کے بعد جتنے اختتامی "بیلنس" کی اُمید تھی اُس سے زیادہ بیلنس رہا جب ہم نے عنان حکومت سنبھالی اس زمانہ کے مقابلہ میں آج ہمارے اوپر قرض کا بار کم ہے حالانکہ ہم ۱۳۲ لاکھ کی قسط ہر سال دے رہے ہیں۔ ہم "سنکنگ فنڈ" میں بھی زیادہ رقم دے رہے ہیں جس سے ہماری ذمہ داریاں کم ہوتی جائیں گی اور ساکھ بڑھتی جائے گی۔ ہم نے خود اپنی آمدنی میں سے سرمایہ کے کاموں کے لئے روپیہ حاصل کیا۔ میرے خیال میں کیپٹن پوکاک ان حالات میں تسلیم کریں گے کہ ان کے الفاظ بہت گمراہ کن اور شرارت آمیز تھے۔ مجھے صوبہ کی ساکھ کا خاص خیال ہے اور میں پُرزور الفاظ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آج

کسی اور زمانہ کے مقابلہ میں ہماری ساکھ زیادہ مضبوط، زیادہ قابل اعتبار اور زیادہ بہتر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت کو روپیہ ملنے میں دقت ہو رہی ہے۔ ہاں ہم کو روپیہ ملنے میں اس وجہ سے دقت ہوئی کہ ہم نے روپیہ مانگنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی لیکن جب کبھی بھی ہم نے روپیہ چاہا تو ہمیں بہت آسان شرح سے ملا۔ ہم نے ۱۹۳۶ء میں قرض مانگا اور شرح سود صرف ۳ فیصدی رہی۔ آج تک قرض لیتے وقت جس شرح پر بھی سود دیا گیا یہ شرح ان سب سے کم تھی۔ ہم کو اس سال دو مرتبہ "ٹریژری بل" جاری کرنے پڑے مگر میرے خیال میں شرح دو روپیہ فیصدی فی سال تھی۔ یہ شرح بھی بہت ہی کم تھی اور جتنی رقم ہم چاہتے تھے وہ چند ہی گھنٹوں میں مہیا ہو گئی۔ اس لئے یہ الزام کہ صوبہ کی مالی ساکھ کم ہو رہی ہے بالکل غلط ہے اور مجھے امید ہے کہ جب لوگ اس قسم کے سوال پر بحث کریں گے تو زیادہ محتاط رہیں گے۔

انڈسٹریل اینڈ فنانشیل کارپوریشن

ایک صاحب نے یہاں "انڈسٹریل اینڈ فنانشیل کارپوریشن" کا بھی ذکر کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ کارپوریشن کو کافی روپیہ نہیں مل سکا اور یہ کہ گورنمنٹ کو قرض کی گارنٹی کرنا پڑی۔ میرا یہ خیال ہے کہ مقرر نے پراسپکٹس کے قواعد کی شرائط کا بغور مطالعہ نہیں کیا ہے گورنمنٹ نے کبھی یہ قرض نہیں لیا۔ گورنمنٹ نے اس قرض کی ذمہ داری نہیں لی۔ حکومت صرف اس کے لئے تیار تھی کہ جتنا روپیہ لگایا جائے اس کا ۴ فیصدی گورنمنٹ بھی فنڈ میں دیدے تاکہ اس ادارے کی ضمانت ہو جائے۔ گورنمنٹ اس کی امداد کے لئے تیار تھی اور ہے اور اس کے لئے جو کچھ کر سکتی ہے کرے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرض یا اس کارپوریشن کا پراسپکٹس اس دن شائع ہوا تھا جس دن انگلستان کے وزیر اعظم ہٹلر سے پہلی مرتبہ ملاقات کرنے والے تھے اور جنگ کا ہر وقت خطرہ تھا اور جس شخص نے بھی اپنے روپیہ کو کہیں لگایا تھا اُسے نکالنے کی فکر میں تھا اور حصوں کی قیمت گر گئی تھی۔ یہ تھا وہ زمانہ جسے کارپوریشن کے ڈائرکٹروں نے پراسپکٹس شائع کرنے کے لئے منتخب کیا اور لوگوں سے چندہ مانگا۔ ان حالات میں مجھے کوئی تعجب نہیں ہوا کہ کیپٹن پوکاک نے اُس دن ایک پیسہ بھی نہیں لگایا لیکن اگر اُسی چیز کو وہ اب کرنا بھی چاہیں تو شاید ان کو اس کا موقع نہ ملے گا۔

ناجائز شراب کشید کرنیوالوں کو سزائیں

اس کے علاوہ کیپٹن پوکاک نے ایک جملہ اور بھی کہا تھا جس پر مجھے بہت سخت اعتراض ہے انھوں نے کہا تھا کہ انھیں اس کا علم ہے کہ گورنمنٹ نے ناجائز شراب بنانے والوں پر مقدمہ چلانے

اس رائے سے متفق ہیں
نواب ڈاکٹر سر محمد سعید خاں - ہماری پالیسی پرہیز کی ہے -
آنریبل وزیر اعظم - بہت خوب - اجتناب میں بھی روپیہ کا خرچ ہے - چاہے امتناع ہو یا پرہیز روپیہ یا مسکرات کی آمدنی کی صورت میں فاضل رقم جاتی رہیگی پس اسکو چاہے اجتناب کہا جائے یا جبری اجتناب ' ہم کو اسکا اصول تسلیم کرلینا چاہئے - مگر کیا حقیقتاً آپ لوگ اپنے کمزور ترین بھائی کی کمزوری سے فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں ملہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ وہ مکروہات میں پڑجائیں اور آپ اُن سے فائدہ اُٹھائیں - کیا حقیقتاً یہ آپ کا پروگرام ہے اور منشا ہے ؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ لوگ شراب نوشی کریں تاکہ آپ کو کوئی ٹیکس نہ دینا پڑے کیا آپ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کی ہمت افزائی کیجائے اور یہ برائی اُن میں پختہ ہوجائے تاکہ آپ لوگ چند پیسے بچا سکیں ؟ کیا آپ کا یہ رویہ ہے ؟ تب آپ کو صاف طور پر یہ کہدینا چاہئے کہ ہم امتناع نہیں چاہتے کیونکہ ہم کسی معیار سے بھی کچھ نہیں دے سکتے - اگر آپ کی یہی پالیسی ہے تب آپ کو سچائی اور صفائی سے ہم کو بتلا دینا چاہئے کہ آپ روپیہ بدترین طریقہ سے مہیا کئے جانے کے بھی حامی ہیں تاکہ آپ محفوظ رہیں - اگر یہ صورت ہے تو تمام دنیا کو معلوم ہوجانا چاہئے - کیا حقیقتاً کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ ترک منشیات اس ملک میں کامیاب نہ ہوگا ؟

کیپٹن - ایس - آر - پوکاک - جی ہاں -

آنریبل وزیر اعظم - مجھے آپ سے سُنکر یہ تعجب نہیں ہوا کیونکہ باوجود اس کے کہ آپ یہاں تیس برس رہ چکے ہیں آپ کو ہم لوگوں کے متعلق بہت کم واقفیت ہے - لیکن میں دوسروں سے کہتا ہوں کہ کیا یہ واقعہ ہے ؟ میں آپ سے کہتا ہوں کہ جب آپ امریکہ اور دوسرے ملکوں کا ذکر کرتے ہیں تو آپ یہ نہیں جانتے کہ اجتناب یا امتناع ہماری اصلی طبائع اور مذاق ہیں - یہ ہماری ہستی کے لئے ضروری ہے - اگر ہم سے ایک آدمی ایک جام شراب پی لیتا ہے تو وہ اپنے کو نہایت ذلیل خیال کرتا ہے اور شرمندہ ہوتا ہے اور اپنا منہ لوگوں کو نہیں دکھا سکتا ہے - کیونکہ یہ ہمارے اصول اور قانون - ہمارے مذہب - ہمارے عقیدہ - ہماری تربیت اور ہماری معاشرت کے خلاف ہے - اس لئے جو کوئی اس میں پڑتا ہے وہ اپنے ضمیر کے خلاف کرتا ہے - وہ یہ سب اس لئے کرتا ہے کہ وہ بہت کمزور طبیعت کا واقع ہوا ہے اور شیطان کے زیر اثر آجاتا ہے جو مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا رہتا ہے - لیکن اگر انسان اپنے اوپر چھوڑ دیا جائے تو اسمیں یہ کمزوری نہ ظاہر ہوگی اور شراب نوشی کی کوئی خواہش نہ پیدا ہوگی - اس لئے میں کہتا ہوں کہ جب تک آپ خود لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں حاصل کرنا چاہتے آپکو امتناع کے اجرا میں کوئی دقت نہ ہوگی اور اگر آپ اس طریقے سے روپیہ پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ چکلہ کا لائسنس بھی دے سکتے ہیں اور دو کروڑ مزید روپیہ پیدا کر سکتے ہیں - میں خیال کرتا ہوں کہ آپ "اسٹیٹ لاٹری" کا قاعدہ جاری کر سکتے ہیں - اور ہر گاؤں - ہر

شہر اور ہر قصبہ میں اس کا انتظام کرا سکتے ہیں اور دو کروڑ کی زائد رقم حاصل کر سکتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی انتظام کے لئے بھی روپیہ مہیا کرنے کا طریقہ بہت پاکیزہ ہونا چاہیئے اور اگر ملک میں پاکیزگی اور صفائی کا رواج دینا ہے تو امتناع بطور اخلاقی قوت کے ضروری ہے۔

نئے سرکاری ٹیکس

ہم نے جو ٹیکس لگائے ہیں اُن کے متعلق بھی کچھ کہا گیا ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں اور صاف طور پر کہتا ہوں کہ جو ٹیکس عاید کئے گئے ہیں ان میں ایک تعمیری صورت ہے بلا لحاظ اس کے کہ ان سے ہم کو ملا کیا۔ وہ بالذات نہایت خوبی کی چیز ہیں خواہ ان سے ہم کو کچھ بھی نہ ملا ہو۔

تفریح اور شرط بازی کا ٹیکس ایک چھوٹا سا ٹیکس ہے جو آپ ان لوگوں پر لگا سکتے ہیں جو تماشے اور گھوڑ دوڑ میں شرکت کرتے ہیں۔ وہ تھوڑی سی رقم آسانی کے ساتھ دے سکتے ہیں اور اُن کو اس بات کی تسکین ہوگی کہ وہ اس رقم کو فضول کاموں کے لئے نہیں صرف کر رہے ہیں بلکہ یہ رقم خواہ وہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو ایک بہتر اور فائدہ مند کام کے لئے استعمال کی جائے گی۔

شکر کے ابواب

اب میں شکر کے ابواب کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں اس امر کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے کہ ہم لوگوں نے کیا کیا ہے اور کیا نہیں کیا۔ کیا کوئی شخص صحیح طور پر یہ کہہ سکتا ہے کہ ہمارے زمانہ انتظام میں شکر کے کاروبار میں کسی طرح کا نقصان پہنچا ہے؟ میں پورے دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ شکر سازی کا کام سر بجے پی۔ سریواستو کے زمانہ کے مقابلہ میں اب زیادہ مستحکم ہے۔ شکر کی صنعت تباہ و برباد اور ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی بلکہ مجھے یہ کہنا چاہیئے کہ زندگی کی آخری سانسیں لے رہی تھی۔ اس کی قیمت ۲ آنہ اور ۲ آنہ ۶ پائی تک گھٹ گئی تھی شکر بنانے والے کوئی منافع نہیں حاصل کر رہے تھے بلکہ اپنا مال گھاٹے پر بیچ رہے تھے۔ یہ حالت ہم لوگوں کے قبل تھی۔ ہم نے کیا کیا۔ اوکھ پیدا کرنے والوں نے سال گذشتہ پانچ آنہ ۶ پائی پیدا کیا اور امسال آٹھ آنہ بلکہ دس آنہ فی من۔ شکر بنانے والوں کو بارہ آنہ سے لیکر ایک روپیہ فی من تک منافع سال گذشتہ میں ملا اور امسال ایک روپیہ۔ ڈیڑھ روپیہ یا دو روپیہ کے درمیان تک امید ہے۔ اس لئے اوکھ کی کاشت کرنے والے اور شکر بنانے والے زیادہ اچھی حالت میں ہیں۔

مسٹر محمد اسحاق خاں۔ خریداروں کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ وہ خسارے میں ہیں۔

آنریبل وزیر اعظم۔ میں خریداروں کے متعلق بیان کرتا ہوں۔ بلحاظ خریدار میں خیال

کرتا ہوں کہ سر بجے پی۔ سر لواستو کو ۵ ریا۔ رفی سیر شکر خرید کرنے میں کوئی دقت نہ ہوگی۔ ان کیلئے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن میں آپ کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس شکر کی زیادہ مقدار اس صوبہ کے باہر فروخت کی جاتی ہے اس لئے اس صوبہ کے شکر استعمال کرنے والے کو نقصان نہیں ہوتا۔ آپ کو زیادہ ملتا ہے اور یہی آپ کا فائدہ ہے۔ ایکھ بونے والے کو آج پہلے کے مقابلہ میں بہت زیادہ آمدنی ہوتی ہے اور اس کی وجہ بھی ایکھ کے حلقے ہیں ہم ایکھ کی صنعت کے لئے کافی روپیہ خرچ کر رہے ہیں اور میں آپ سے یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ اب کی مرتبہ ایکھ بونے والوں کو ا کروڑ روپیہ زیادہ ملا ہے۔ ہم نے ہر جگہ اپنے آدمی مقرر کر دئے ہیں جو یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ ایکھ بونے والوں کو پورے دام ملتے ہیں اور جو سامان انھیں ملتا ہے وہ تازہ ہوتا ہے۔ غرضکہ ہماری ان کوششوں سے فائدہ ہر شخص کو ہوتا ہے اور نقصان کسی کو نہیں۔

دوسری صنعتوں کے ساتھ بھی ہمارا یہی برتاؤ رہا ہے۔ گڑ کے لئے ہم نے ایسے طریقے بنائے ہیں کہ گڑ تیار کرنے والے کو بھی اب کی سال کم سے کم ا کروڑ روپیہ زیادہ ملا ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ ہم ملک کی سطح اسی وقت بلند کر سکتے ہیں جب ہم دولت زیادہ تقسیم کریں نہ کہ روپیہ خرچ کرتے رہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ مناسب طریقہ سے روپیہ صرف کرنا بھی دولت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ لوگوں کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے اور ان کو گذشتہ زمانہ سے زیادہ پیدا کرنے کا موقع دینے کے لئے ہم نے بہت سے طریقوں پر عمل شروع کر دیا ہے۔

نئی اسکیمیں

ہماری تمام سرگرمیوں کا خاص مقصد یہ ہے کہ عوام کی مادی، اخلاقی اور ذہنی سطح کو بلند کریں اور اسی وجہ سے ہماری کوشش رہتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ دولت پیدا کرتے رہیں۔ مگر اسکے لئے روپیہ کی ضرورت ہے اور سوال یہ ہے کہ روپیہ کیسے ملے؟ ہم نے کئی کیپٹل اسکیمیں تیار کی ہیں مثلاً زیادہ آبپاشی، زیادہ نل کے کنوئیں اور ہائڈل اکسٹنشن کی اسکیمیں وغیرہ۔ کیا ان سے زیادہ دولت نہیں ملے گی؟ ذرائع رسل و رسائل میں توسیع کی کوششیں اور ۲۵۰۰ میل کی نئی سڑکیں نکالنے سے کیا ان مقامات تک راستہ صاف ہو جائے گا جہاں کی چیزیں آج تک بازار میں نہیں آسکتی تھیں اور جہاں دولت پیدا ہوتی تھی؟ فی الحال یہ دولت اچھی جگہ تک نہیں پہنچ پاتی اور سامان تیار کرنے والا اپنے سامان کی مناسب قیمت نہیں پاتا ہے۔ اب آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہم نے جن اسکیموں کا نفاذ کیا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ گاؤں کا کاشتکار اور شہر کا رہنے والا ہر شخص زیادہ دولت کمانے کے قابل ہو سکے تاکہ وہ زیادہ بہتر، زیادہ عمدہ اور زیادہ خوشگوار زندگی بسر کر سکے۔

نئے ٹیکس کیوں لگائے گئے

لیکن جب خرچ زیادہ کیا جائے گا تو روپیہ آئے گا کہاں سے؟ اس مسئلہ کا حل ہم نے روزگار ٹیکس (امپلائمنٹ ٹیکس) سوچا ہے۔ جہاں تک پٹرول ٹیکس کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ میں آپ سے یہ بھی کہدوں کہ دوسرے صوبوں میں بھی نئے ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ مدراس میں کپڑے کی بکری پر ٹیکس لگا ہے، شرط لگانے اور دوڑ کے ٹیکس میں اضافہ کر دیا گیا ہے اور اب پٹرول، بجلی، اور دیگر سامان کی فروخت پر ٹیکس لگایا جانے والا ہے شرط لگانے پر ٹیکس تو مدراس میں صوبجاتی خود مختاری ملنے کے قبل ہی لگا ہوا ہے۔ بمبئی میں بجلی کے محصول میں اضافہ ہونے والا ہے جس سے ۱۰ لاکھ کی آمدنی ہوگی۔ شہر کے غیر منقولہ جائدادوں پر کرایہ کے حساب سے فیصدی ٹیکس لگایا جائیگا جس سے ۱۲۷ لاکھ کی آمدنی ہوگی، پٹرول پر ٹیکس لگایا جائیگا جس سے ۱۰ لاکھ ملیں گے، مل کے بنے ہوئے دھاگوں پر ٹیکس لگیگا جس سے ۲۵ لاکھ کی آمدنی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ بنگال میں کچھ دوسرے قسم کے ٹیکس ہیں اور اسی طرح پنجاب، صوبہ متوسط اور بہار وغیرہ میں بھی ہیں اکثر صوبوں میں زرعی آمدنی کا ٹیکس بھی لگا دیا گیا ہے۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ہم بھی یہ ٹیکس لگا دیں؟ ہمیں اس میں کوئی عذر نہیں ہے، ہم آپ کی خواہش پوری کرنے کے لئے تیار ہیں مگر ہم اس ٹیکس کو نہیں لگانا چاہتے تھے اس لئے کہ ہم زمینداروں کو ناراض نہیں کرنا چاہتے تھے لیکن اگر وہ ہمیں مجبور کریں گے تو ان کی خواہشات پر ضرور عمل کیا جائے گا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیپٹن پوکالہ، مسٹر سوٹر اور سرجے۔ پی۔ سریواستو کیا چاہتے ہیں۔ کیا ان کا یہ مطلب ہے کہ ہم مل کے کپڑے پر ٹیکس لگا دیں؟ اگر انھیں یہ ٹیکس "روزگار ٹیکس" سے زیادہ اچھا معلوم ہوتا ہے تو ہم بھی ٹیکس لگا دیں گے۔ لیکن ہم اس وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتے تھے کہ صنعت و حرفت کی ترقی نہ رک نہ جائے۔ بہرحال یہ چیز آپ ہی لوگوں پر منحصر ہے۔

مسلم یونیورسٹی اور ہندو یونیورسٹی کا مسئلہ

تقریروں میں اس کا بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ بنارس ہندو یونیورسٹی کو ۵۰ ہزار کی رقم دی گئی ہے اور علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کو صرف ۱ ہزار کی۔ میں آپ لوگوں سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کو کئی سال سے ۴۶ ہزار روپیہ سالانہ مل رہے ہیں بلکہ اسے مجموعی طور سے ۱ لاکھ دس ہزار روپئے ملتے ہیں۔ بنارس ہندو یونیورسٹی کے اسکول کو بھی برابر امدادی رقم ملتی رہی مگر خود یونیورسٹی کو کوئی رقم نہیں ملی کیونکہ سنٹرل ہندو کالج کی بانیہ مسز بسنٹ حکومت سے روپیہ لینے پر تیار نہیں ہوئیں۔

اور اگر ایم۔ اے۔ او کالج کو جو عطیہ پہلے ملتا تھا اس کے سلسلہ میں علیگڈھ یونیورسٹی کو بحیثیت یونیورسٹی کے ۲۴ ہزار کا عطیہ نہیں ملتا ہے تو میں اپنی رائے پر نظر ثانی کرنے کے لئے تیار ہوں مگر میں آپ کو یہ یقین دلا دینا چاہتا ہوں کہ ہم دونوں یونیورسٹیوں میں کوئی تفریق نہیں کرنا چاہتے ہیں اراکین کو یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ بنارس یونیورسٹی میں طلبا کی تعداد علیگڈھ یونیورسٹی کے طلبا سے دوگنی ہے اور بنارس یونیورسٹی کا خرچ بھی علیگڈھ یونیورسٹی سے دوگنا ہے۔ اس پر بھی ہم بنارس یونیورسٹی کو علیگڈھ سے زیادہ نہیں دینا چاہتے۔ ہم سے درخواست کی گئی تھی۔ لڑکیوں کے کالج کو ۲۰ ہزار کا عطیہ دیا جائے ہم نے ۱۱ ہزار منظور کئے اور دس ہزار دوسرے سال کیلئے رکھے ہیں میں ایک بار پھر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ان دونوں یونیورسٹیوں میں کوئی تفریق نہیں کرنا چاہتے اور اگر کوئی غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے تو ہم عطیہ کے مسئلہ پر دوبارہ نظر کرنے کے واسطے تیار ہیں۔

ایک شکایت یہ بھی کی گئی ہے کہ ایک لائبریری نے عطیہ کے واسطے درخواست کی مگر اسے عطیہ نہیں ملا۔ میری عادت یہ ہے کہ مجھ سے جب اس قسم کی درخواست کی جاتی ہے تو میں اس کی سفارش کر دیتا ہوں اور وہ عطیہ عموماً مل جاتا ہے وزیر تعلیم نے مجھے ان لائبریریوں کی ایک فہرست دی ہے جن کو عطیہ ملا ہے لیکن اگر کوئی درخواست کسی پچھلے زمانہ میں دی گئی ہے جس کا علم ہم لوگوں کو نہیں تو ہم مجبور ہیں۔

فرقہ وارانہ فسادات

اس صوبہ کے فرقہ وارانہ فسادات کا بھی حوالہ دیا گیا ہے۔ یہ نہایت تکلیف دہ اور رنجیدہ مسئلہ ہے اور اس بارہ میں جتنا ہی کم کہا جائے اتنا ہی اچھا ہے۔ لیکن مردوں کی طرح سے ہم کو اس مسئلہ کی طرف بھی توجہ کرنا ہے اور اس کا حل بھی تلاش کرنا ہے۔ میں نے عزم کر لیا ہے کہ میں کوئی نہ کوئی حل معلوم کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ ہم سب لوگ مل کر کوئی ایسا طریقہ نکالیں گے جس سے بدامنی دور ہو سکے ہم کو سخت ہونا پڑیگا اور وحشیانہ واقعات کا موثر حل نکالنے کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کرنا ہوگا۔ کیونکہ یہ واقعات کسی متمدن ملک کا جز نہیں ہیں اور ان کی وجہ سے ہم تمدن کے دائرہ کے باہر سمجھے جاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ہم سب اس معاملہ میں تعاون کریں گے اور جلد ہی اس مسئلہ کا کوئی نہ کوئی قابل اطمینان حل معلوم ہو جائے گا۔

امپلائمنٹ (ملازمت) ٹیکس بل

پر

آنریبل وزیراعظم کی تقریر

صوبجات متحدہ کے امپلائمنٹ ٹیکس بل پر اسمبلی میں جو اعتراضات کئے گئے تھے ان کا جواب دیتے ہوئے آنریبل وزیراعظم نے ۲۳ مارچ کو اسمبلی میں اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا کہ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ مختلف اغراض کی بناء پر معترضین نے اس پر اعتراض کئے ہیں اور بحیثیت مجموعی مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بذات خود بل کی کوئی مخالفت نہیں کی جارہی ہے بلکہ جماعت مخالف کا مقصد یہ ہے کہ وہ "مخالف جماعت" ہی کا کام کرتی رہے اور اسی لئے اپنے آپ کو عوام کا دوست ظاہر کرکے اس بل کی بھی مخالفت کی جائے حالانکہ یہی عوام ہیں جن کی یہ لوگ ہمیشہ موقع اور بے موقع، اسمبلی کے اندر اور باہر مخالفت کرتے رہے ہیں۔ میرا مطلب نہیں ہے کہ ان میں سے ہر شخص کی یہی حالت رہی ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ کچھ لوگ تو ضرور ایسے رہے ہیں۔ جیسا میں کہہ چکا ہوں معترضین کا مقصد معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مختلف معترضین نے مختلف وجوہ کی بناء پر اعتراضات کئے ہیں اور ان میں سے بعض محض ذاتی اغراض کے ماتحت اعتراض کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ سر جوالا پرشاد کو اس بل سے غالباً سخت مالی نقصان پہونچے اور اگر انھیں یہ بل پسند نہ ہو تو مجھے تعجب نہیں مگر ان میں یہ کہنے کی جرأت نہ تھی کہ چونکہ اس بل سے مجھے نقصان پہونچ رہا ہے اس لئے میں اس کی مخالفت کررہا ہوں۔ بعض دوسرے حضرات نے بھی اس بل کی اسی بناء پر مخالفت کی ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اس حکومت کے مخالف ہیں اور اگر ان کے امکان میں ہو تو کسی رقم کو بھی نہ منظور کریں کیونکہ انھیں ہماری پالیسی سے بلکہ پالیسی سے تو اتنا نہیں البتہ اس پارٹی سے انھیں اختلاف ہے جس کے اراکین آج عنان حکومت سنبھالے ہوئے ہیں، وہ بل کی مخالفت اس لئے نہیں کرتے ہیں کہ بل بذات خود برا ہے بلکہ اس لئے کہ

حکومت کو تنگ کیا جائے جو ان کا ایک خاص کام ہے۔ ایوان میں اور ایوان کے باہر بعض حضرات ایسے بھی ہیں جو کانگریس اور کانگریس حکومت کے ایک قسم کا "قومی محاذ" تیار کرنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اپنے زمانہ میں وہ زمینداروں کے دشمن ہی کہے جاتے ہوں مگر آج وہ زمینداروں سے اتحاد کرنے کے لئے تیار ہیں اور زمینداروں اور تعلقداروں کے ساتھ اپنی ہمدردی اور گہری دلچسپی کا اظہار کرنے کے لئے پیش پیش ہیں۔ ممکن ہے کہ اپنے زمانہ میں انھوں نے ملازمتوں پر بھی جو ان میں سے ایک صاحب کے نزدیک واقعی ہندوستانی نہیں تھیں حملہ کیا ہو مگر وہی صاحب آج اس ٹیکس کی مخالفت میں دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ میرے پاس ان حضرات کی اور بھی تقریریں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی لوگ ان ملازمتوں کو ختم کرنے کے لئے (حالانکہ آج وہ ان کو بہت پسند کرنے لگے ہیں) اور ان کی تنخواہوں میں معمولی نہیں بلکہ کافی رقم کم کرنے کے لئے تیار تھے۔ یہ لوگ بھی آج بل کے مخالف ہیں اور ملازمین حکومت کو کھلے الفاظ میں بغاوت کے لئے بھڑکا رہے ہیں۔ بہرحال مختلف مفاد رکھنے والے لوگ اس بل کی مخالفت میں متحد ہو گئے ہیں اس لئے نہیں کہ وہ واقعی بل کے مخالف ہیں بلکہ اس لئے کہ انھیں حکومت کی مخالفت کرنے کا کوئی بہانہ مل جائے۔ ایک اور سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ لوگ بھی جس کا ان جماعتوں سے تعلق ہے جو تمام صوبہ میں حکومت پر ہندوکش یا مسلم کش ہونے کا الزام لگاتی رہتی ہیں ہر معاملہ میں حکومت کی مخالفت کرنے کے لئے متحد ہو گئے ہیں۔ سر مہاراج سنگھ تو اس شرط پر مطمئن ہو جانے کے لئے تیار تھے کہ انھیں یہ یقین ہو جائے کہ آئندہ کوئی ایسی بات نہ کہی جائیگی جس سے ان کو نقصان پہونچے گا مگر میں اس قیمت پر سودا کرنے کے لئے نہیں تیار ہوں۔ ہاں تو سر مہاراج سنگھ اس وقت تک بل کی تائید کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں جب تک انھیں اس کا یقین نہ دلا دیا جائے کہ اس کے بعد اسی طرح کی کوئی اور چیز نہ پیش کرائی جائیگی۔

کنور سر مہاراج سنگھ:۔ بشرطیکہ آپ کو بھی اس سے نقصان پہونچے۔

آنریبل وزیر اعظم:۔ میں اپنا نقصان کئے بغیر دوسروں کا نقصان نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میری عادت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ۲۷ یا ۲۹ کو یہاں تمام مخالفین بل کا ایک اجتماع ہونے والا ہے اور اس وقت ہم کو معلوم ہوگا کہ عوام اس بل کے کہاں تک موئد ہیں۔ الہ آباد میں بھی اس سلسلے میں ایک جلسہ ہوا تھا اور

مجھے اطلاع ملی ہے کہ اُس میں ۵۰ سے زیادہ آدمی نہ تھے حالانکہ بہت سے با اثر حضرات نے جلسہ طلب کیا تھا ایک اہم ہستی نے اس کی صدارت بھی کی تھی اور توقع تھی کہ پرمغز تقریریں کی جائینگی۔ اس لئے میری ذاتی رائے ہے کہ عوام بہ حیثیت مجموعی اس بل کے موئد ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ کیوں نہ ہوں۔

بل کے قانونی پہلو

اس بل کے قانونی پہلو پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔ میں اس ایوان کے اندر کسی قانونی تنازعہ میں نہیں پڑنا چاہتا۔ قانونی جھگڑوں کے حل کا بھی ایک تسلیم شدہ طریقہ ہے اور جو لوگ اس کو استعمال کرنا چاہیں اُنھیں اس کا ہروقت موقع ہے مگر جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہم کو یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ یہ بل ہماری مجلس قانون ساز کے حلقہ اختیار میں آتا ہے اور مجھے امید تھی کہ خود اس ایوان کے اراکین یہ کہیں گے کہ انھیں اس چیز کا اختیار ہے۔

مسٹر ڈسمنڈ ینگ نے ایک بات اور کہی تھی اور وہ یہ کہ یہ بل دراصل تنخواہوں پر ایک ٹیکس ہے اور اسی لئے ناجائز ہے اور ایوان کو اس قسم کا بل پاس کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ میں ان سے متفق ہوں مگر اس بل کے معنی تنخواہوں میں تخفیف کے نہیں ہیں۔ اس کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ اس کی وسعت صرف سرکاری ملازموں تک نہیں بلکہ دوسروں تک بھی ہے۔ اس کا اثر صرف وزیر ہند کے ملازموں ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ صوبجاتی ملازمتوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے، ماتحت ملازمتوں پر بھی لوکل بورڈوں کے ملازموں پر بھی، یونیورسٹیوں پر بھی، پرائیوٹ ملازمین پر بھی اور ہر اُس شخص پر جو آج ایسے مشاہرہ پر ملازم ہے جس کی تفصیل اس بل میں دی ہوئی ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس بل کا مطلب تنخواہوں میں تخفیف ہے بل کی غلط تشریح کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس ایوان میں جو کارروائی بھی کی جائے گی اس سے ملازموں پر اُس وقت تک برابر اثر پڑے گا جب تک ان کو مستثنیٰ کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور یہ ہر صورت میں ممکن نہیں ہے فرض کیجئے کہ ہم اُن مکانوں کی کل قیمت پر جو کرایہ پر اُٹھے ہیں یا جن میں وہ مالک مکان رہتے ہیں دس فیصدی ٹیکس لگادیں۔ ظاہر ہے کہ اس سے بھی ہر سرکاری ملازم پر خواہ وہ ادنیٰ ملازمت میں ہوں یا اعلیٰ میں، اثر پڑے گا۔ فرض کیجئے کہ ہم ہر سامان کی فروخت پر ٹیکس لگادیں تو اس میں بھی سرکاری ملازم زد میں آئیں گے بلکہ مرکزی حکومت کے ان تمام ملازمین کو بھی جو یہاں کام کر رہے ہیں یہ ٹیکس دینا پڑینگے آیئے ذرا مرکزی حکومت کے اُن سرکاری ملازموں کی مثال لے لیجئے جو آج بمبئی میں کام کر رہے ہیں۔ حکومت بمبئی نے دس فیصدی کا "گھر ٹیکس" لگادیا ہے۔ مرکزی حکومت کے ان ملازموں کو جو بمبئی میں

نوکر ہیں یہ دس فیصدی ٹیکس دینا پڑے گا مگر مرکزی حکومت کے وہ ملازم جو اس صوبہ میں کام کر رہے ہیں اس ٹیکس سے بری ہیں۔ اسی طرح حکومت مدراس نے فروخت کے اوپر ایک ٹیکس لگایا ہے یا لگانے والی ہے مرکزی حکومت کے ان ملازموں کو جو مدراس میں نوکر ہیں یہ ٹیکس دینا پڑے گا مگر اس صوبہ میں کام کرنے والوں کو اس سے کوئی مطلب نہیں ہے۔ اسی طرح کسی صوبہ میں جو ٹیکس بھی لگایا جائے اس کے حلقہ میں سب ہی لوگ آجائیں گے خواہ وہ مرکزی حکومت ہی کے ملازم کیوں نہ ہوں۔ میں یہاں یہ بھی کہدینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ان سرکاری ملازموں کا تعلق ہے جنکو براہ راست وزیر ہند مقرر کرتے ہیں اور جہاں تک اس قسم کے یوروپین ملازمین کا تعلق ہے، وہ لوگ اُس ۳۰ لاکھ میں سے جو ہمیں اس ٹیکس سے وصول ہوں گے صرف ۳۔۴ لاکھ دیں گے۔ کیا ان کی یہ خواہش ہے کہ محض اس وجہ سے انھیں ۳۔۴ لاکھ نہ دینا پڑے ہم اس ۲۶۔۲۷ لاکھ کی رقم سے دستکش ہوجائیں؟ کیا یہ ان کی فراخدلی ہے اور کیا وہ ہماری مدد کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں؟ اب دوسری ملازمتوں کو لیجئے۔ تمام سرکاری ملازمین ملاکر بھی اس رقم کے نصف سے زیادہ نہ دیں گے۔ اب کیا سرکاری ملازم یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو ۱۵ لاکھ کی رقم صرف اس وجہ سے نہ ملے کہ خود اُن کے ۱۵ لاکھ نہ خرچ ہونے پائیں؟ ان کو تھوڑی سی قربانی کرنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے کیونکہ ان کا اور ہمارا ایک متفقہ سمجھوتہ ہے اور اگر وہ قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں تو ہم کو اس کا حق نہیں کہ ہم دوسروں سے اس کی توقع کریں اب ہم کو دیکھنا چاہئے کہ صوبہ کے دوسرے ملازمین کی کیا حالت ہے۔ صوبہ میں ڈیڑھ لاکھ آدمی ایسے ہیں جو ۲۰۰ روپیہ سے کم تنخواہ پاتے ہیں۔ زیادہ تفصیل سے بیان کیا جائے تو تقریباً ۶۰ ہزار آدمی ایسے ہیں جو ۱۲ روپیہ ماہوار سے کم پاتے ہیں اور ۹۰ ہزار ایسے ہیں جو ۱۲ روپیہ اور ۲۰۰ روپیہ کے درمیان ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ اس لئے ہر اس شخص کے مقابلہ میں جو ۲۰۰ روپیہ ماہوار پاتا ہے ۲۰ آدمی ایسے ہیں جو صرف ۱۲ روپیہ ماہوار حاصل کر رہے ہیں مجھ سے کہا گیا ہے کہ اُن لوگوں کو جنھیں یہ ٹیکس دینا ہوگا اپنے ریڈیو اور اپنی موٹروں کو علٰحدہ کرنا ہوگا اور شاید انھیں شراب اور وسکی بھی چھوڑنا ہوگی لیکن اُس آدمی کو جو ۹ یا ۷ روپیہ ماہوار کماتا ہے کیا علٰحدہ کرنا ہوگا؟ اور وہ اپنی زندگی کی معمولی ضروریات کو کیسے پورا کریگا؟ کیا کبھی مخالف ممبران کو یہ خیال بھی پیدا ہوا؟ جبکہ بہت سی ہستیاں ایسی موجود ہیں جو ۶ روپیہ اور ۷ روپیہ ماہوار پہ نوکر رکھی جاتی ہیں تو یہ کہنا کہ جو لوگ ۲۰۰ روپیہ ماہوار یا اس سے زیادہ پاتے ہیں وہ ۱۰ روپیہ بھی (جو بہت کم ہے) سرکاری خزانہ میں اس مقصد کے لئے نہ دیں کہ دوسرے اپنی ہستی برقرار رکھ سکیں نہایت مضحکہ خیز ہے۔ کیا یہ کوئی بہت بڑی قربانی ہے؟۔ وہ رقم جو ہمارے صوبہ کی گورنمنٹ کے ملازمین دیں گے ۱۳ لاکھ روپیہ سے زیادہ نہ ہوگی اور تیرہ لاکھ کی رقم بالکل اُس رقم کے برابر ہے جو ہم چھوٹے ملازمین میں تقسیم کر رہے ہیں۔ یہ صرف اعلی اور ادنی ملازموں کی تنخواہوں میں کچھ توازن پیدا کرنے کی

صورت ہے۔ یہ ٹیکس کا معاملہ نہیں۔ ہم اس روپیہ کو انھیں تنخواہیں بڑھا کر دے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مسٹر ساؤتھ اس چیز سے ناواقف ہیں اور اب میری سمجھ میں اس مسودہ قانون کی مخالفت کا سبب آتا ہے۔ میں ان کو بتا سکتا ہوں کہ اپنے بجٹ کے مطابق ہم نے ایسی تجاویز رکھی ہیں جن کی رو سے اُن تمام چھوٹے ملازمین جن کا ابھی تک (شرح ترقی) "ٹائم اسکیل" نہیں مقرر تھا اب مقرر کر دیا جائے گا کانسٹبلوں کو چند روپیہ اور زیادہ دیئے جائیں گے۔ پٹواریوں کو بھی کچھ روپیہ زیادہ ملیں گے۔ اردلیوں کی تنخواہ میں بھی اضافہ ہوگا غرضکہ ۱۳ لاکھ روپیہ اسی طرح تقسیم کیا جائے گا اور یہ رقم وہی ہے جو ہم صوبہ کے اعلیٰ ملازمین سے لے رہے ہیں۔

میں آپ کو یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو ۶ روپیہ اور ½ ۶ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں لیکن اب اس اسکیم کے ماتحت جو ہم جاری کرنے والے ہیں ان کی تنخواہیں فوراً بڑھادی جائیں گی مجھ سے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ جن پر اس ٹیکس کا بار پڑے گا اس کو برداشت نہیں کر سکتے۔ سر جے۔ پی۔ سریواستو یہاں پر موجود نہیں ہیں۔ سر مہاراج سنگھ موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میں کہنے والا ہوں وہ اس کی شہادت دیں گے۔ سنہ ۳۱ء میں گورنمنٹ ہند نے اُن تمام ملازموں کی تنخواہوں میں جو ۴۰ روپیہ یا اس سے زیادہ پاتے تھے ۱۰ فیصدی کی تخفیف کر دی اور یہ خیال کیا کہ جو لوگ ۴۰ روپیہ بھی کما رہے ہیں وہ اپنی تنخواہ سے ۱۰ فیصدی دے سکتے ہیں اور یہ چیز ان کے واسطے تکلیف دہ نہ ہوگی لیکن اُس وقت جو لوگ یو۔ پی میں برسر حکومت تھے وہ اور بھی آگے بڑھ گئے اور سوچا کہ یہ حد صرف ۴۰ روپیہ تک ہونا چاہئے چنانچہ انھوں نے ۲۵ روپیہ تک کے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں تخفیف کر دی اور ۲۵ روپیہ اور ۴۰ روپیہ کے درمیان درجاتی اسکیل (گریڈیڈ اسکیل) مقرر کیا اور ۲۵ روپیہ اور ۴۰ روپیہ کے درمیان ½ ۶ فیصدی تخفیف کی۔

اس لئے اُس وقت حکومت اور مجلس قانون ساز کے ممبروں نے سوچا کہ وہ لوگ جو ۲۵ روپیہ ماہوار بھی پاتے ہیں وہ اپنی آمدنی کا ½ ۶ فیصدی حصہ علٰحدہ کر سکتے ہیں۔ لیکن آج اشیا کی قیمتیں گر جانے کے بعد جبکہ ہم صرف اُن لوگوں سے روپیہ مانگتے ہیں جو ۲۰۰ بلکہ ۲۱۰ روپیہ ماہوار سے زیادہ پاتے ہیں تو صوبہ کے ایک کونہ سے لیکر دوسرے کونے تک ایک شور مچایا جاتا ہے کہ ہم ظلم کر رہے ہیں، یہ چیز بہت زیادہ تکلیف دہ ہے، یہ چیز ظالمانہ ہے غرضکہ وہ تمام الفاظ اخبار کے کالموں میں جمع کر دیے جاتے ہیں جو ایک ڈکشنری میں مل سکتے ہیں۔ میں نے اس قسم کے مباحثے دوسرے موقعوں پر بھی دیکھے ہیں لیکن میں نے کبھی ایسی غلط بحث اور ایسے دلائل نہیں سنئے جو آج ہم پر تنقید کرنے والے حضرات ہمارے سامنے پیش کر رہے ہیں ہم جب کوئی ٹیکس لگاتے ہیں تو خوش نہیں ہوتے۔ یہ چیز ہمارے واسطے قابل مسرت نہیں ہوتی لیکن ہم اس کے واسطے مجبور ہوتے ہیں مگر یہ تو ایک ضمنی چیز ہے۔ میں اس چیز پر بحث کر رہا تھا کہ آیا یہ

بل گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کے خلاف ہے یا نہیں کیونکہ اس سے تنخواہوں میں تخفیف ہوتی ہے ۔جیسا کہ میں نے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے میرا خیال یہ نہیں ہے میں اس بحث کو آگے بڑھانا بھی نہیں چاہتا ہوں میں سمجھتا ہوں کہ کرنل میور ہیڈ نے دار العوام میں ایک سوال کے جواب میں صاف صاف کہا ہے کہ یہ تنخواہوں میں تخفیف نہیں بلکہ ایک ٹیکس ہے اور ٹیکس تخفیف سے بالکل مختلف چیز ہے ۔معزز ممبران کو اس چیز کا علم ضرور ہوگا کہ حکومت ہند نے نظر ثانی کرتے ہوئے انکم ٹیکس ایکٹ کی رو سے انکم ٹیکس کی رقم بڑھادی ہے جواب ان لوگوں کو ادا کرنا ہوگی جو ۱۲۰۰ روپیہ سالانہ یا اس سے زیادہ تنخواہ پاتے ہیں ۔کیا اسے بھی تخفیف کہیئے گا ؟ ۔مرکزی حکومت نے عنقریب الاؤنس پر بھی ٹیکس لگانا طے کیا ہے ۔کیا یہ بھی تخفیف ہے ؟ یہ ایک ٹیکس ہے آمدنی پر ۔ اس کے علاوہ مجھ سے دریافت کیا جاتا ہے کہ فوج وغیرہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو کیوں اس ٹیکس سے مبرا کیا گیا ہے ۔اس کی وجہ بہت صاف ہے ۔صورت حال یہ ہے کہ فوج سے تعلق رکھنے والے لوگ زیادہ تر کنٹونمنٹ میں رہتے ہیں ۔ان کی تنخواہیں صوبجاتی حکومت نہیں دیتی ہے بلکہ حکومت ہند دیتی ہے ۔یہ لوگ مشکل سے کسی ایسے مفید کام سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو صوبجاتی حکومت براہ راست یا بالواسطہ کرتی ہے ۔ان کی زندگی خاص رقبوں میں گذرتی ہے ۔ان کی سڑکیں ملٹری اور کنٹونمنٹ فنڈ سے تیار ہوتی ہیں ۔ان کے پانی پہونچانے کا انتظام علیحدہ ہوتا ہے اور وہ عملی طور پر ملٹری کی علیحدہ پولیس رکھتے ہیں اور ہر وہ فائدہ جو وہ حاصل کرتے ہیں تقریباً حکومت ہند ہی مہیا کرتی ہے جو ان کی تمام ضروریات کی ذمہ دار ہے ۔ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ صوبہ کے لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتے ہیں ان لوگوں کا ہم سے ایسا تعلق نہیں ہے جیسا کہ ریلوے کا ہے ۔ریلوے ہم سے اپنا محصول لیتی ہے ۔ ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے کے واسطے سامان دیتے ہیں ۔ ہم ان کا کرایہ ادا کرنے کے لئے مسافر فراہم کرتے ہیں اور ان کو ہم سے روپیہ ملتا ہے ۔لیکن فوج کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے ۔وہ بالکل علیحدہ ہیں ۔بہرحال یہی وہ خاص سبب ہے جس کی وجہ سے فوج کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے ۔میں اس کا بھی اظہار کردینا چاہتا ہوں کہ مجھے ان تقریروں سے تکلیف ہوئی ہے جو یہاں کی گئی ہیں اور اس سے زیادہ اُن باتوں سے رنج ہوا ہے جو باہر کہی گئی ہیں ۔میں بعض ایسے لوگوں کی ذہنیت سے واقف ہوں جو صوبہ کی چند خاص سیاسی جماعتوں میں شامل ہیں ۔جب لارڈ سوئل کو جنوری ۱۹۳۹ء میں الہ آباد میں ایک پارٹی دی گئی تھی تو انھوں نے اس صوبہ کے ایک مشہور اور ذمہ دار لبرل لیڈر کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے لبرل ابھی تک گذشتہ زمانہ کے گلیڈ اسٹون والے اصولوں کو پیش نظر رکھے ہوئے ہیں ۔ اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنے میں سماجی انصاف کی وہ ذہنیت نہیں پیدا کی ہے جو انگلستان کی لبرل پارٹی کی رہنمائی کررہی ہے ۔

امتناع منشیات

مجھے تعجب نہیں کہ چند پارٹیوں کے چند لوگوں کی سماجی انصاف کی ذہنیت کو اُسوقت بہت بڑا دھکا ہوتا ہے جب عوام کے ساتھ کچھ انصاف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور یہاں پر کیا صورت ہے ؟ ہم سے کہا جاتا ہے کہ امتناع شراب نوشی ایک خبط ہے۔ کیا یہ واقعہ ہے کہ مجھے سر مہاراج سنگھ سے سنکر تعجب ہوا کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ وہ ایک سچے عیسائی ہیں لیکن جب میں نے ان کے دلائل سُنے تو مجھے بہت نا اُمیدی ہوئی۔

ہمیں کچھ اور سنجیدہ ہو جانا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ صورت حال کیا ہے۔ وہ کون سے طبقات ہیں جو نشیلی چیزوں کے محصول میں روپیہ دیتے ہیں۔ ہم نے یہاں پر موٹر کار۔ ریڈیو سٹ اور خدمتگاروں کی برخاستگی اور نکال دیئے جانے وغیرہ کا ذکر سنا ہے۔ لیکن کیا کسی نے یہ بھی سوچا ہے کہ وہ شخص جو شراب خانوں میں جاتا ہے اپنے فاقہ زدہ بچے کو چنے اور نمک سے بھی محروم کر دیتا ہے۔ کیا آپ ایک چھوٹے بچے کو چنے اور نمک سے بھی محروم کر دینا چاہتے ہیں اور خود موٹروں پر سیر کرنا چاہتے ہیں ؟ آپ چاہتے ہیں کہ یہ مفلس اور بدنصیب عوام شراب کے ٹیکس کی صورت میں حکومت کے خزانہ میں روپیہ دیتے رہیں تاکہ آپ اپنے عیش و عشرت میں پڑے رہیں جبکہ ان لوگوں کو معمولی ضروریات زندگی بھی نہ حاصل ہوں۔ یہ کوئی اخلاقی سوال ہی نہیں۔ یہ ایک سماجی سوال ہے اور ایک اقتصادی سوال بھی آپ غریب ترین آدمی پر اس ٹیکس کو نافذ کر رہے ہیں۔ آپ اس سے یہ کیوں چاہتے ہیں کہ وہ اس سے زیادہ دام ادا کرے جو حقیقت میں اس چیز کی قیمت ہے۔ آپ اس سے اس ٹیکس کو کیوں وصول کرتے ہیں ؟ آپ اس کو آزاد کیوں نہیں چھوڑ دیتے اور اسکو خود اپنی شراب اور منشیات نہیں حاصل کر دیتے ؟ آپ اس میں مداخلت کیوں کرتے ہیں ؟ اسکو اسی طرح شراب پینے کی اجازت دیجئے جیسے میں چا پیتا ہوں۔ آپ اس پر اس ٹیکس کو کیوں لگاتے ہیں ؟ آپ خود اسکے شراب کشید کرنے میں کیوں مداخلت کرتے ہیں ؟ اسلئے کہ آپ اس غریب سے خزانہ کے لئے روپیہ وصول کرنا چاہتے ہیں جسکو آپ نے بالکل مفلس بنا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اس روپیہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور امتناع منشیات کیا ہے ہم نے گذشتہ سال ۲۰ لاکھ روپیہ اور اس سال ۲۲ لاکھ روپیہ کس وجہ سے چھوڑا ہے اور ہم اس ٹیکس کو کیوں لگا رہے یہ کہنا کہ ہم بہت زیادہ ٹیکس لگا رہے ہیں غلط اور یکطرفہ بیان ہے۔ ہم نے ٹیکس منسوخ بھی کئے ہیں۔ ہم نے ۲۰ لاکھ گذشتہ سال منسوخ کیا اور ۲۲ لاکھ اس سال۔ ہم اس چیز کو غیر منصفانہ سمجھتے ہیں کہ خزانہ کے لئے اس طرح روپیہ وصول کیا جائے۔ اسی لئے ہم نے ٹیکس منسوخ کئے ہیں اور ہم ایسا کرتے رہینگے۔ مقصد یہ ہے کہ صوبہ کی دولت کو زیادہ مناسب طریقہ پر تقسیم

اور مختلف طبقوں کی مالی حالت کو نئے طور پر ترتیب دیا جائے۔ سوال یہ ہے کہ آیا غریب کو ٹیکس دینا چاہئے یا امیر کو۔ یہ سوال ہمارے سامنے ہر سال رہے گا۔ ہم برابر اسکو دوبارہ ترتیب دینے اور دوبارہ تقسیم کرنے کے طریقہ کو جاری رکھینگے تاکہ یہ بار غریبوں کی پشت پر سے ہٹا کر ان پر ڈالا جائے جو اسکو برداشت کر سکتے ہوں۔

ہماری خواہش اس مقصد کو حاصل کرنا ہے۔ صرف چند ہزار لوگ ایسے ہیں جنکی آمدنی ۲۰ یا اس سے زیادہ ہوگی۔ لیکن ہزاروں اور لاکھوں آدمی ایسے ہیں جنکو منشیات کا ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے جب ہم اس ۲۰ لاکھ روپیہ کو چھوڑتے ہیں تو حقیقت میں ہم ان کو ۸۰ لاکھ روپیہ اور دے دیتے ہیں۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہر اس ایک روپیہ کے مقابلہ میں جو وہ ہمکو دیتے تھے اب وہ ۵ روپیہ پاتے ہیں جو دوسرے کاموں پر صرف کر سکتے ہیں۔

اسکے علاوہ ایک بات اور بھی ہے۔ صوبجات متحدہ کی آمدنی کا ذریعہ غریب ہی ہیں۔ کاشتکار ہی لگان یا محصول آبپاشی کی صورت میں صوبہ کی آمدنی کا ۸۰ فیصدی حصہ ادا کرتے ہیں۔ پچھلے زمانہ میں یہ رقم بجز اس طبقہ کے ہر دوسرے طبقہ کے فائدہ کے لئے خرچ کی جاتی تھی۔ اب دوسروں کو دینا پڑیگا اور غریب کسان کو زیادہ تر فائدہ پہونچیگا۔ یہ ہماری اسکیم ہے اور ہم اس پر عمل کرینگے۔ جو لوگ منشیات کی آمدنی پوری کرتے ہیں ان میں فی ہزار ۹۹۹ آدمی ایسے ہیں جو شرابخانوں میں اپنی قلیل آمدنی خرچ کر کے اپنے خاندان پر مصیبت لاتے ہیں۔ کیا آپ کو ان سے کوئی ہمدردی نہیں ہے؟ کیا آپ اسکو بچانا نہیں چاہتے؟ ان لوگوں کے ساتھ جنھوں نے ابھی تک رئیسوں اور دولتمندوں کو کھلایا اور موٹا کیا کم سے کم اتنی ہمدردی تو رکھئے مجھے یہ سنکر افسوس ہوا کہ ہم طبقہ اوسط کی سہولتوں میں مداخلت کر رہے ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اخباروں کے اڈیٹروں اور بولنے والے لوگوں کے خلاف کچھ کرنا خطرناک ہے مگر پھر بھی فرائض کو انجام دینا پڑتا ہے اور انصاف کے لئے لوگوں کو ہر ضروری چیز برداشت کرنی ہوتی ہے۔ قانونی عدالت کیا کریگی یہ دوسرا سوال ہے لیکن ایک اخلاقی عدالت جو کریگی وہی فیصلہ اس ایوان کو بھی کرنا ہوگا۔ اور میں ان سے اخلاق کے نام پر درخواست کرتا ہوں۔ میں ان سے یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ تقریریں تو بہت سی ہوئیں مگر اس وقت تک ایک لفظ اس کے متعلق نہیں کہا گیا ہمنے عوام کا روپیہ کہاں اور کس طرح ضائع کیا۔

پچھلے عہد حکومت میں فضول خرچیاں

البتہ میرے سامنے گذشتہ کی مثالیں ضرور موجود ہیں۔ موجودہ حکومت سے پہلے۔ سر جوالا پرشاد سری واستو وزیر صنعت وحرفت تھے ان کی حکومت نے لکھنؤ میں ایک

صنعتی نمائش کے انعقاد کا انتظام کیا اور اس ایوان کی منظوری سے ۵۰ ہزار روپیہ اس شرط سے دیئے گئے کہ منتظمین نمائش یہ رقم واپس کر دیں گے۔ مگر نہ صرف ۵۰ ہزار کی یہ رقم ۲۴ مارچ ۳۷ء کو معاف کر دی گئی بلکہ ۹۵ ہزار کی دوسری رقم ۳۱ مارچ ۳۷ء کو دی گئی۔ مگر اسے روپیہ برباد کرنا نہ کہیں گے۔ عوام کی دولت کا یہ استعمال نہایت کفایت شعارانہ تھا۔ اسی طرح کی اور بھی مثالیں ملتی ہیں۔ جب امپرومنٹ ٹرسٹ قائم کئے گئے تو ان کے چیرمینوں کا مشاہرہ ۲ ہزار ماہوار رکھا گیا۔ ٹرسٹوں کو ۶۴ لاکھ روپیہ پیشگی دیا گیا مگر آج تک سود کا ایک پیسہ بھی نہیں وصول ہوا۔ اور ہمارے برسرِ حکومت آنے سے قبل یہ فیصلہ کر لیا گیا کہ ان ٹرسٹوں سے کوئی سود لیا ہی نہ جائے۔ اسی طرح کے قصے ۲۲-۲۳ء میں بھی ہوئے۔ صنعتی اداروں کو قرض دیئے گئے۔ اکتوبر ۳۲ء کو کونڈیا صنعتی ترقی کمپنی لکھنؤ کو ۴ لاکھ روپیے دیئے گئے اور یہ ۴ لاکھ کی رقم جب مع سود کے ۵ لاکھ ۶۰ ہزار کی ہو گئی تو سارا قرض معاف کر دیا گیا۔ کیا کفایت شعاری اسی کو کہتے ہیں؟ ۸۰ ہزار انڈین بابن کمپنی کانپور کو دیئے گئے۔ میں یہ نہ بتاؤں گا کہ اس ادارہ کا مالک کون تھا مگر یہ رقم بھی معاف کر دی گئی۔

جدید صنعتی ادارے

ایک صاحب نے یہ بھی کہا ہے کہ حال میں اس صوبہ میں نئے صنعتی ادارے نہیں قائم ہوئے۔ رجسٹرار جوائنٹ اسٹاک کمپنی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ ۳۷-۳۸ء میں کئی ادارے قائم ہوئے جن کا منظور شدہ سرمایہ ایک کروڑ ۵۵ لاکھ ہے اور ۳۸-۳۹ء میں (۲۳ مارچ تک) جدید کمپنیوں کا سرمایہ ۲۱۶۸۶۵۰۰ تک پہنچ گیا ہے۔ جو لوگ اس قسم کا الزام لگاتے ہیں وہ یا تو جھوٹ بولتے ہیں اور یا صحیح واقعات معلوم کرنے کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔ بڑے سے بڑے صنعتی کارخانہ داروں کے لئے بھی ان کروڑوں کی رقموں کی وقعت ہونی چاہئے۔

یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ بعض حصوں کی قیمت گر گئی ہے۔ حصص کی قیمت کئی وجہوں سے گر سکتی ہے اور نیز اس وجہ سے بھی کہ منیجران کو چڑھا نہیں سکتے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ حکومت کو اس سے کیا سروکار ہے پھر بھی میور مل کانپور کے حصے ۳۷ء میں ۵۹ روپیہ کے تھے مگر جب ہم برسر اقتدار ہوئے تو انکی قیمت ۶۲ روپیہ تک بڑھ گئی اور اب وہ ۶۶½ روپیہ تک چڑھ گئے ہیں۔ اسی طرح کانپور شکر ورکس کے حصوں کی قیمت ۳۸ء کے ۱۵۲ روپیہ سے بڑھ کر ۳۹ء میں ۱۶۳ روپیہ ہو گئی۔ اپر انڈیا کوپر ملس لکھنؤ کے حصوں کی قیمت ۳۸ء میں ۹۹ روپیہ تھی مگر ۳۹ء میں وہ ۱۱۰ روپیہ تک اونچے ہو گئے اس لئے یہ کہنا کہ قیمتیں گر گئی ہیں سخت غلطی ہے۔

یہاں مجھے رامپور بھی یاد آ گیا۔ بعض صاحبان ایسے ہیں جو برطانوی ہند کے باہر کارخانے کھولنے لگے ہیں۔ وہ برطانوی ہند کو خوب جانتے ہیں اور برطانوی ہند ان کو خوب جانتا ہے۔ یہ لوگ دوسرے مقامات پر اس وجہ سے جا رہے ہیں کہ جو حصے وہ یہاں نہیں فروخت کر سکے ہیں وہ دوسری جگہ بک جائیں

لیکن لوگ جانتے ہیں کہ واقعی صورت حال کیا ہے اور میں آپ سے بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس صوبہ کے کئی لوگ میرے پاس آئے جو حکومت کو لاکھوں روپیہ اس غرض سے دینے کے لئے تیار ہیں کہ شکر کی فیکٹریاں کھولنے کی اجازت دے دی جائے۔ بعض لوگ اسی طرح دوسرے کارخانوں کے لئے آئے مگر ہم نے انکار کر دیا۔

مسئلہ بیروزگاری

اب میں صرف ایک مسئلہ کا ذکر اور کروں گا روزگار اور بے روزگاری کے متعلق بہت کچھ گفتگو ہو چکی ہے۔ اور ہم سے یہ بتایا گیا ہے کہ اگر ہم ۱۵ ہزار ماہوار پانے والے کی تنخواہ میں تخفیف کریں گے تو ملک میں بے روزگاری پھیل جائے گی لیکن اس کے برعکس اگر دس آدمی ایک ایک ہزار سالانہ پا رہے ہوں اور ان میں سے ۹ کو برخاست کر کے صرف ایک آدمی کو دس ہزار سالانہ پر مقرر کر دیا جائے تو روزگار بڑھ جائے گا۔ کیا کسی نے اس سے زیادہ مہمل بات کبھی سنی ہے؟ ہم پر یہ بھی اعتراض ہے کہ آج کل صوبہ کی ساکھ کم ہو گئی ہے کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ پچھلے زمانہ میں بجٹ ہمیشہ غیر متوازن رہتا تھا اور قرض لینا پڑتا۔ ہم نے بجٹ کو برابر کر لیا ہے اور بار آور کاموں کے لئے روپیہ دیا ہے کیا ہمارا بجٹ اسی وجہ سے خراب ہے؟

کانگرسی دور میں کتنی بے روزگاری دور کی گئی

ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم اس صوبہ میں بے روزگاری بڑھا رہے ہیں سوال یہ ہے کہ ہمارے مخالفین نے بے روزگاری دور کرنے کے لئے کیا کیا؟ جہاں تک ہمارا تعلق ہے ہمارے عہد حکومت میں صرف محکمۂ زراعت و صنعت و حرفت میں ۵ ہزار آدمی برسر روزگار ہو گئے جن میں سے ۲ ہزار تو مقابلتہً اعلیٰ ملازمت میں ہیں اور ۳ ہزار کلرکوں اور آرگینائزروں کی جگہ پر یہ ہے ہمارا کارنامہ صرف ایک محکمہ میں کوئی دوسرا اس سے زیادہ کیا کر سکتا تھا؟

لوگ دریافت کرتے ہیں کہ بے روزگاری کا علاج کیا ہے" علاج یہ ہے کہ ان لوگوں سے جو روپیہ ٹیکس سو پیہ لیا جائے صنعتی ادارے کھولے جائیں اور دولت پیدا کی جائے۔ بہرحال ہماری پالیسی بالکل صاف ہے اور اس کی مثال سورج سے دی جا سکتی ہے ایک سنسکرت شعر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سورج اس جگہ سے رطوبت لے لیتا ہے جہاں اس کی کثرت اور فراوانی ہوتی ہے اور جو رقبے خشک اور سوکھے ہیں ان میں آبپاشی کرتا ہے۔ حکومت کو بھی ایسا ہی کرنا چاہئے اور یہ ہماری حکومت کا بھی مقصد ہے"

صوبہ متحدہ میں ملازمتوں پر ٹیکس عائد کرنے کا

مسودہ قانون ۱۹۳۹ء

ایک مسودہ قانون

ملازمتوں پر ٹیکس عائد کرنے اور اس کی وصولیابی کے واسطے احکام بنانے کے لئے۔

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ ملازمتوں پر ٹیکس عائد کیا جائے اور اس کی وصولی کے لئے احکام مہیا کئے جائیں لہذا مندرجہ ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

مختصر نام نفاذ اور ابتدا

۱۔(۱) اس ایکٹ کا نام صوبہ متحدہ میں ملازمتوں پر ٹیکس عائد کرنے کا ایکٹ ۱۹۳۹ء ہوگا

(۲)۔ یہ ایکٹ کل صوبہ متحدہ پر وسعت پذیر ہوگا علاوہ دہرہ دون کے پرگنہ جونسر باور اور ضلع مرزاپور کے اس حصہ کے جو کیمور پہاڑیوں کے جنوب میں ہے جہاں یا جس کے کسی حصہ معرفہ پر صاحب گورنر بہادر سرکاری گزٹ میں اشتہار دے کر اس ایکٹ کو اس استثنیات و ترمیمات کے ساتھ عائد کر سکتے ہیں جو صاحب موصوف مناسب سمجھیں۔

(۳)۔ یہ ایکٹ یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو (نافذ ہو جائے گا) نافذ سمجھا جائے گا۔

تعریفات

۲۔تاوقتیکہ اس ایکٹ کے مضمون یا سیاق عبارت میں کوئی امر اسکے نقیض ہو

(نمبر ۷ ۱۹۱۳ء)

(۱) "کمپنی" سے مراد ایکٹ نجی یا عوامی کمپنی سے ہے۔ جس کی تعریف ایکٹ کمپنیہائے ہند ۱۹۱۳ء میں دی ہوئی ہے یا جو ایکٹ پارلیمنٹ شاہی فرمان۔ سرکاری سند یا ایکٹ مجلس قانون ساز مقبوضیات برطانوی یا ہندوستانی ریاست کے کسی قانون کی تعمیل میں بنی ہو اور اس میں ایسی بیرونی انجمنیں شامل ہیں جو صوبہ متحدہ میں تجارت کرتی ہیں خواہ ان کی رجسٹری ہوئی ہو یا نہیں یا ان کے مقامات تجارت صوبہ متحدہ میں ہوں یا نہ ہوں اور کوئی سند یافتہ جماعت جس کی ساخت برٹش انڈیا کی مرکزی یا صوبہ جاتی مجلس قانون ساز کے ایکٹ سے ہوئی ہو۔

(۲) "ملازمت" میں ملک معظم مقامی افسر (کمپنی) یا کسی شخص کی پورے وقت یا تھوڑے وقت کی ہر قسم کی تنخواہ دار ملازمتیں شامل ہیں لیکن ان میں شہنشاہ معظم کی سپاہ اور بحری اور ہوائی فوجیں شامل نہیں ہیں۔

(۳) "ملازم" سے مراد اس شخص سے ہے جو ملازمت میں ہو۔ تشریح۔ اس ایکٹ کے اغراض کے لئے کسی کمپنی کے ڈائرکٹر انتظام اور خرید و فروخت کرنے والے ایجنٹ اس کمپنی کے ملازم سمجھے جائیں گے۔

(۴) "آجر" سے مراد اس شخص سے ہے جس کی ملازمت میں کوئی شخص یا اشخاص ہوں۔ اور اس صورت میں کہ آجر صوبہ کے باہر رہتا ہو اور صوبہ میں رہنے والا ایک ایسا شخص ہو جو ملازمین پر نگرانی رکھتا ہو اس ایکٹ کے اغراض کے لئے آخرالذکر شخص آجر سمجھا جائے گا۔

(۵) "حکم تشخیص" میں ایسا حکم شامل ہے جو ملازم کی قسم ملازمت کا تعین کرے اور نیز اس میں ایسا حکم بھی شامل ہے جو ٹیکس کی وہ رقم تعین کرے جس کی ادائیگی کا وہ بحیثیت ملازم ہونے کے ذمہ دار ہے اور لفظ "تشخیص" کے الفاظ مشتق کے بھی اسی کے مطابق معنی ہوں گے۔

(۶) "شخص" میں کمپنی ایک مشترکہ ہندو خاندان۔

(۱۹۲۲ کا ۹) "کارخانہ" جس کی تعریف ایکٹ شراکت ہند ۱۹۳۲ء میں دی ہوئی ہے "سوسائٹی" جو سوسائٹیوں کے رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کی رو سے رجسٹری شدہ ہو اور افراد کی (۱۸۶۰ کا ۲۱) کوئی انجمن یا جماعت شامل ہے خواہ اس کی رجسٹری ہوئی ہو یا نہیں۔

(۷) "مقررہ" سے مراد اس ایکٹ کے قواعد کی رو سے مقرر کئے ہوئے سے ہے۔

(۸) "تنخواہ" میں سب تنخواہیں اور اجرتیں شامل ہیں اور نیز اس میں کوئی الاونس کمیشن دستوری یا منافع بھی شامل ہیں جو کسی ایسی تنخواہ یا اجرت کے بالعوض یا اس کے علاوہ ہوں اور جو ملازم کو آجر سے ملازمت کی اجرت میں خواہ موقتہ یا غیر معینہ وقفوں پر واجب الادا ہوں اور جو صوبہ متحدہ میں کمائی جائیں۔ عام اس سے کہ وہ صوبہ متحدہ میں یا اس کے باہر وصول کئے جائیں یا قابل وصول ہوں مگر ان میں پنشن۔ سفر خرچ یا قیام کا الاونس یا سواری کا خرچ یا پیشہ سے متعلق آمدنیاں شامل نہیں ہیں۔ تشریح۔ اس ایکٹ کے اغراض کے لئے ملازم کا اپنے آجر کے دئے ہوئے کسی احاطہ پر بطور جائے رہائش کے بلا کرایہ قبضہ کرنا دستوری میں شامل ہے۔

(۹) "ٹیکس" سے مراد وہ ٹیکس ہے جو اس ایکٹ کی رو سے عائد کیا جائے۔

(۱۰) اس ایکٹ کے اغراض کے لئے کوئی تنخواہ اس وقت کمائی ہوئی سمجھی جائے گی جب شرائط ملازمت کے بموجب صریحاً یا کنایتاً اس کی ادائیگی ملازم کو واجب ہو جائے گو کہ وہ کل یا جزو ادا نہ کر دی گئی ہو۔

ملازمت پر ٹیکس کا عائد کرنا ۲۔ صوبہ متحدہ میں ہر ملازمت پر ٹیکس عائد اور وصول کیا جائے گا اور ہر ملازم علاوہ کسی اپنے ٹیکس محصول مختص المقام چنگی یا فیس کے جس کی ادائیگی

کا وہ کسی نافذ الوقت قانون کے بموجب ذمہ دار ہے یا ہر ضمیمہ میں مندرج شرح سے ملازمت کی اس قسم کے لئے جس سے وہ تعلق رکھتا ہو اس طریق کے مطابق اور اس وقت ٹیکس ادا کرے گا جس کی نسبت بعد میں احکام ہیں یا جو مقرر کیا جائے۔

ذریعہ آمدنی پر منہائی سے ادائیگی ۴-(۱) بجز اس صورت کے کہ کسی دوسری طرح احکام ہوں اس ملازم پر جس پر ٹیکس عائد کیا جانا اغلب ہے اس کی تنخواہ واجب ہوتی ہے مقررہ طریق کے مطابق پیشگی ٹیکس عائد اور وصول کیا جائے گا۔

(۲) اس شخص کو جو ایسی تنخواہ کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو لازم ہوگا کہ وہ تنخواہ میں سے اس کے واجب ہوتے ہی جتنی جلد ممکن ہو سکے ٹیکس ایسے تناسب سے منہا کرے جو مقرر کیا جائے۔

مگر شرط یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جائز ہوگا کہ وہ منہائی کرنے کے وقت اس رقم کو جو اس تحتی دفعہ کے ماتحت منہائی جانے والی ہو اس غرض سے گھٹا بڑھا دے کہ ایسی کمی یا زیادتی جو کسی ماقبل منہائی یا عدم منہائی سے پیدا ہوتی ہو پوری ہو جاوے۔

(۳) کسی ایسی منہائی سے جو اس دفعہ کے احکام کے بموجب کی جائے یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اس ملازم کی طرف سے ٹیکس کی ادائیگی ہے جس کی تنخواہ سے وہ منہائی کی گئی اور اس کی بابت اس تشخیص میں اگر کوئی ہو جو اس ایکٹ کے ماتحت کی جائے مجرائی دے دی جائے گی۔

مگر شرط یہ ہے اگر ایسے ملازم کو اس طور پر منہا کردہ ٹیکس کے کسی جزو کی باز ادائی ہو جاتی ہے تو اس کو ایسی باز ادا کردہ رقم کی مجرائی نہیں دی جائے گی۔

(۴) منہائی کرنے والا شخص اس دفعہ کے احکام کے مطابق منہا کردہ جملہ رقوم کو حکومت صوبہ متحدہ کے حساب میں مقررہ وقت اور طریقہ سے ادا کرے گا۔

(۵) اگر کوئی ایسا شخص حسب مطلوبہ دفعہ ہذا ٹیکس منہا نہیں کرتا یا جیسا منہا کرکے ادا نہیں کرتا۔ تو ایسے دیگر نتائج پر اثر ڈالے بغیر جو اس کو اٹھانے پڑینگے اس کی نسبت یہ تصور کیا جائے گا کہ وہ بذات خود ٹیکس کا باقی دار ہے۔

(۶) اس دفعہ کی رو سے بذریعہ منہائی ٹیکس عائد کرنے کا اختیار وصولی کے کسی دوسرے طریقہ پر خلل انداز ہوگا۔

آجر کا سالانہ نقشہ پیش کرنا ۵-حکومت کے ہر دفتر کی صورت میں مقررہ افسر اور ہر مقامی افسر کمپنی یا کوئی دوسری عوامی جماعت یا انجمن کی صورت میں خاص افسر یا مقررہ شخص اور ہر آجر کو لازم ہوگا کہ وہ ایک تحریری نقشہ تیار کرے اور اس کو مقررہ فارم میں اور مقررہ طریقہ سے تصدیق کرکے مقررہ وقت کے اندر مقررہ حاکم کے سامنے پیش کرے یا کسی اور سے پیش کرائے

نقشہ مذکورہ میں مندرجہ ذیل کی تصریح ہوگی۔

(الف) ہر ایسے ملازم کا نام اور جہاں تک معلوم ہوسکے اس کا پتہ اور صوبہ متحدہ میں اس اس کی مدت ملازمت جس نے نقشہ کی تاریخ اور ارسال کے فوراً قبل دوران سال مختتمہ ۳۱ مارچ میں آجر سے مقررہ رقم سے زیادہ تنخواہ حاصل کی ہو اور نیز ہر ایسے ملازم کا نام اور جہاں تک معلوم ہوسکے اس کا پتہ اور صوبہ متحدہ میں اس کی مدت ملازمت جو نقشہ کی تاریخ ارسال کے بعد دوران سال مختتمہ ۳۱ مارچ میں آجر سے مقررہ رقم سے زیادہ تنخواہ اغلباً حاصل کریگا

(ب) تنخواہ کی رقم جو ہر ایسے ملازم نے صوبہ متحدہ میں اپنی ملازمت کی بابت نقشہ ارسال کرنے کی تاریخ کے فوراً قبل سال مختتمہ ۳۱ مارچ کے دوران میں کمائی اور وقت یا اوفات جب وہ کمائی گئی اور تنخواہ کی تخمینی رقم جو ہر ایسا ملازم نقشہ پیش کرنے کی تاریخ کے بعد سال مختتمہ ۳۱ مارچ کے دوران میں اغلباً کمائیگا۔

(ج) ایسی رقم اگر کوئی ہو جو ہر ایسے ملازم کی تنخواہ میں سے بابت ٹیکس منہائی کی گئی۔

ملازم اپنی تنخواہ کا نقشہ پیش کرے گا۔ ۱۔ (۱) مقررہ افسر کسی شخص پر جو اس کی رائے میں ٹیکس عائد کئے جانے کے قابل ہے یا ہوسکتا ہے ایک نوٹس تعمیل کرے گا جس میں اس کے لئے حکم ہوگا کہ وہ ایسے وقت میں جس کی تصریح نوٹس میں کی گئی ہو اور جو ۳۰ دن سے کم نہ ہو ایک ایسا نقشہ مقررہ فارم اور مقررہ طریقہ سے تصدیق کرکے پیش کرے جس میں وہ (علاوہ ایسی تفصیلات کے جو بذریعہ نوٹس طلب کی گئی ہوں) اپنی کل تنخواہ جو اس نے نوٹس دینے کی تاریخ کے فوراً قبل دوران سال مختتمہ ۳۱ مارچ میں کمائی ہو ظاہر کرے۔

(۲) اگر وہ شخص نقشہ آمدنی ضمنی دفعہ (۱) کی رو سے دیئے ہوئے وقت کے اندر نہیں پیش کرتا ہے یا نقشہ آمدنی پیش کرنے کے بعد معلوم کرتا ہے کہ اس کے اندر کچھ غلط بیانی یا فروگذاشت ہوگئی ہے تو اس کو جائز ہوگا کہ وہ کسی وقت تشخیص کے قبل نقشہ آمدنی یا دھرایا ہوا نقشہ آمدنی یعنی جیسی کہ صورت ہو پیش کرے اور اس طرح پیش کردہ نقشہ آمدنی کے بارے میں یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اس دفعہ کے ماتحت مناسب وقت پر پیش کیا گیا۔

(۳) مقررہ افسر ہر اس شخص پر جس پر ضمنی دفعہ (۱) کی رو سے نوٹس تعمیل ہوا ہے ایک نوٹس تعمیل کرسکتا ہے جس میں یہ حکم ہوگا کہ وہ نوٹس میں متذکرہ تاریخ کو ایسے حسابات یا دستاویزات پیش کرے یا کرائے جو مقررہ افسر طلب کرے۔

تشخیص ۷۔ (۱)۔ اگر مقررہ افسر کو اس امر کی بابت اطمینان ہو جائے کہ نقشہ آمدنی جو دفعہ ۶ کی رو سے پیش کیا گیا ہے ٹھیک اور مکمل ہے تو وہ ملازم کی قسم ملازمت اور اس ٹیکس کی رقم کا تعین کریگا جو ملازم سے واجب الادا

(۲) اگر مقررہ افسر کے پاس اس امر کے باور کرنے کے وجوہ ہوں کہ دفعہ ۶ کی رو سے پیش کردہ نقشہ آمدنی غلط اور نامکمل ہے تو وہ اس شخص پر جس نے نقشہ پیش کیا ہے ایک نوٹس تعمیل کرے گا جس میں یہ حکم ہوگا کہ وہ نوٹس میں دی ہوئی تاریخ پر مقررہ افسر کے دفتر میں حاضر ہو یا ایسی شہادت جس پر اس کو نقشہ کی تائید میں وثوق ہو پیش کرے یا کرائے۔

(۳) ضمنی دفعہ ۲ کی رو سے دئے ہوئے نوٹس میں دی ہوئی تاریخ پر یا اس کے بعد جہاں تک جلد ممکن ہو مقررہ افسر ایسی شہادت کی سماعت کے بعد جو وہ شخص پیش کرائے یا جو مقررہ افسر مصرحہ امور پر طلب کرے۔ ملازم کی کمائی ہوئی تنخواہ کی رقم بذریعہ تحریری حکم تشخیص کرے گا ملازم کی قسم ملازمت اور اس ٹیکس کی رقم کا تعین کرے گا جو ملازم سے واجب الادا ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص دفعہ ۶ کی ضمنی دفعہ (۱) اور (۲) کی رو سے نقشہ پیش کرنے سے قاصر رہتا ہے یا ہر دو دفعات مذکورہ کی بموجب نقشہ پیش کرنے کے بعد اس دفعہ کے ضمنی دفعہ (۲) کے ماتحت دئے ہوئے نوٹسوں کے شرائط کی پابندی کرنے سے قاصر رہتا ہے تو مقررہ افسر کو لازم ہوگا کہ وہ اس نقشہ کا لحاظ رکھتے ہوئے جو ملازم نے دفعہ ۵ کے ماتحت پیش کیا ہو اور اس تحقیقات کے بعد اگر کوئی ہو جو وہ مناسب سمجھے قسم ملازمت کا جس سے ملازم مذکور تعلق رکھتا ہو اور ٹیکس کی رقم کا جو اس پر واجب الادا ہو سمجھ بوجھ کر تعین کرے۔

تشخیص کی تنسیخ جب وجہ ظاہر کردی جائے۔

۸۔ جب ملازم مطالبہ کی نوٹس کی تعمیل کے ایک ماہ کے اندر جو بموجب احکام مندرجہ ذیل جاری کیا گیا ہو مقررہ افسر کو مطمئن کردیتا ہے کہ وہ معقول وجوہات کی بنا پر دفعہ ۶ کے بموجب مطلوبہ نقشہ پیش نہ کرسکا یا یہ کہ اس کو دفعہ ۷ کی تحتی دفعہ ۲ کے ماتحت جاری کردہ نوٹس موصول نہیں ہوا یا یہ کہ اس کو تفصیلی احکام مندرجہ نوٹس کا مناسب موقعہ نہ مل سکا یا یہ کہ معقول وجوہات سے موخر الذکر نوٹس میں دی ہوئی شرائط کی تعمیل سے قاصر رہا۔ تو مقررہ افسر پہلی تشخیص کو منسوخ کردے گا۔ اور بموجب احکام دفعہ ۷ از سر نو تشخیص کرے گا۔

تنخواہ چھپانے کی سزا

۹۔ اگر مقررہ افسر کو اس ایکٹ کی رو سے کسی کارروایات کے دوران میں یہ اطمینان ہو جائے کہ ملازم نے تنخواہ کی بابت تفصیلات چھپائی ہیں اور جان بوجھ کر ایسی تنخواہ کی بابت غلط تفصیلات دی ہیں۔ اور اس ارادہ سے کہ وہ قسم ملازمت میں جس سے کہ وہ تعلق رکھتا ہے نہ رکھا جائے اس کو اصلی رقم سے کم ظاہر کیا ہے تو وہ حکم دے سکتا ہے کہ ملازم واجب الادا ٹیکس کے علاوہ بطور جرمانہ ایک ایسی رقم ادا کرے گا جو اس ٹیکس کی رقم سے زیادہ نہ ہوگی جس سے کہ وہ بچ جاتا اگر وہ تنخواہ جو ملازم کے پیش کردہ نقشہ میں ظاہر کی گئی تھی صحیح مان لی جاتی۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایسا حکم نہ دیا جائیگا تاوقتیکہ ملازم کی سماعت نہ کیجا چکی ہو یا اسکو عرض حال کا مناسب موقع نہ دے دیا گیا ہو۔ شرط مزید یہ ہے کہ اس ایکٹ کے ماتحت کسی جرم کی نسبت انھیں امور کے بارے میں جن کی بابت دفعہ ہذا کی بابت تاوان عائد ہو چکا ہو

کوئی مقدمہ نہیں چلایا جائے گا۔

*۱۰۔ جب مقررہ افسر نے قسم ملازمت کا جس سے ملازم تعلق رکھتا ہو اور اس رقم کا جو اس پر دفعہ ۷ کے ماتحت واجب الادا ہو تعین کر دے یا جب دفعہ ۹ کے ماتحت تاوان ادا کرنے کا حکم صادر ہو جائے تو مقررہ افسر کو لازم ہو گا کہ وہ ملازم پر مقررہ فارم میں مطالبہ کا نوٹس تعمیل کرے اور اس میں قسم ملازمت اور اس رقم کی جو واجب الادا ہو تصریح کر دے۔

مطالبہ کا نوٹس

۱۱۔ اگر کسی ملازم کو حکم تشخیص کے خلاف جو دفعہ ۷ یا ۸ کے ماتحت دیا گیا ہو اعتراض ہو یا اس ایکٹ کی رو سے اپنی ٹیکس کی ادائیگی کی ذمہ داری کا منکر ہو۔ یا دفعہ ۸ کے بموجب مقررہ افسر کے نیا ٹیکس تشخیص کرنے سے انکار کرنے کے خلاف یا دفعہ ۹ کی رو سے مقررہ افسر کے ایسے حکم پر جو اسکے خلاف دیا گیا ہو اعتراض ہو تو وہ ایسی تشخیص انکار یا حکم کے خلاف ایسے افسر کے روبرو اپیل کر سکتا ہے جو مقرر کیا جائے۔

تشخیص میں ناراضی میں اپیل

(۲) علی العموم اپیل ایسی تشخیص یا تاوان کی بابت جسکے خلاف اعتراض کیا گیا ہو مطالبہ کے نوٹس موصول ہونے کی یا دفعہ ۸ کے بموجب از سر نو تشخیص کرنے سے انکار کرنے کی تاریخ کے تیس دن کے اندر یعنی جیسی کہ صورت ہو۔ دائر کی جائے گی۔ مگر مقررہ افسر اپیل کو اس صورت میں منظور کر سکتا ہے اگر اس کو یہ اطمینان ہو جائے کہ اپلائنٹ کے پاس اپیل پیش نہ کرنے کی کافی وجہ ہے۔

(۳) اپیل مقررہ فارم میں دائر کیجائے گی اور اسکی تصدیق مقررہ طریقہ سے ہو گی

۱۲۔(۱) حاکم اپیل کو لازم ہو گا کہ اپیل کی سماعت کیلئے ایک دن اور ایک جگہ مقرر کرے اور اسکو مجاز ہو گا کہ وہ وقتاً فوقتاً سماعت ملتوی کرتا رہے۔

اپیل کی سماعت

(۲) حاکم اپیل اپیل فیصل کرنے سے پہلے ایسی مزید تحقیقات جیسے وہ مناسب سمجھے خود کر سکتا ہے یا مقررہ افسر سے کرا سکتا ہے۔

(۳) اپیل فیصل کرنے میں حاکم اپیل کو جائز ہو گا کہ وہ حکم تشخیص کی صورت میں۔

(الف) تشخیص کو بحال رکھے اس میں تخفیف یا اضافہ کر دے یا اسکو منسوخ کر دے۔

(ب) تشخیص کو برطرف کر دے اور مقررہ افسر کو جس نے تشخیص کی ہو حکم دے کہ مزید تحقیقات کے بعد جسے مقررہ افسر مناسب سمجھے یا جس کی نسبت حاکم اپیل ہدایت کرے از سر نو تشخیص کرے اور اس کے بعد مقررہ افسر از سر نو تشخیص کرنے کی کارروائی عمل میں لائے گا یا دفعہ ۹ کے ماتحت صادر کئے حکم کی صورت میں۔

(ج) ایسے حکم کو بحال کر دے یا منسوخ یا تبدیل کر دے۔ مگر شرط یہ ہے کہ مقررہ افسر تشخیص میں اضافہ نہیں کرے گا تاوقتیکہ اپلائنٹ کو ایسے اضافہ کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا مناسب موقعہ نہ ملگیا ہو۔

۱۳- (۱) ہر ایسے ملازم کو جو دفعہ ۱۲ کی ضمنی دفعہ ۳ کی رو سے تشخیص میں اضافہ کے حکم پر اعتراض کرتا ہو جائز ہوگا کہ وہ ایسے حکم کے صادر ہونے کے ۳۰ دن کے اندر ایسے افسر کے سامنے اپیل کرے جو مقرر کیا جائے۔

اپیلات ثانی

(۲) اس دفعہ کے ماتحت اپیل فیصل کرنے میں حاکم اپیل کو جائز ہوگا کہ اپلائنٹ کو عرض حال موقعہ دینے کے بعد ایسے احکامات صادر کرے جنھیں وہ مناسب سمجھے۔

۱۴- اگر کسی سال کسی وجہ سے کوئی شخص جس پر ٹیکس واجب الادا ہے ٹیکس سے بچ جاتا ہے یا اس پر ٹیکس کی بہت کم رقم تشخیص کی جاتی ہے تو مقررہ افسر سال ختم ہونے کے تین سال کے اندر کسی وقت ایسے شخص پر جو ٹیکس کی ادائیگی کا ذمہ دار ہو ایک نوٹس جس میں دفعہ ۷ کی ضمنی دفعہ (۱) میں مشتملہ جملہ مطالبات ہوں گے۔ تعمیل کر سکتا ہے اور قسم ملازمت کا جس سے ملازم مذکور تعلق رکھتا ہو اور ٹیکس کی رقم کا تعین یا دوبارہ تعین کر سکتا ہے اور اس ایکٹ کے احکام کا جہاں تک ہو اسی طرح اطلاق ہوگا گویا کہ یہ نوٹس ایسا نوٹس ہے جو اس ضمنی دفعہ کی رو سے جاری ہوا تھا۔

لوگ جو ٹیکس سے بچنا چاہتے ہیں

مگر شرط یہ ہے کہ ٹیکس کی رقم جو عائد کی جائے گی ایسی رقم ہوگی جو اس وقت عائد کی جاتی ہے اگر ملازم تشخیص یا مکمل تشخیص سے یعنی جیسی کہ صورت ہو بچ نہ جاتا۔

۱۵- دفعات ۷-۸-۹-۱۱ اور ۱۳ کے بموجب مقررہ افسر کو اور دفعہ ۱۲ کی رو سے مقررہ حاکم کو ان دفعات کی اغراض کیلئے مندرجہ امور کی نسبت وہی اختیارات حاصل ہونگے جو کسی عدالت کو ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ کی رو سے کسی مقدمے کی سماعت کیلئے حاصل ہوتے ہیں۔

حلفیہ شہادت وغیرہ لینے کے اختیارات (۱۹۰۸ کا ۵)

(الف) کسی شخص کو حاضری پر مجبور کرنا اور اس کا بروسے حلف یا اقرار صالح اظہار لینا۔

(ب) دستاویزات پیش کرنے کیلئے مجبور کرنا۔ اور

(ج) گواہوں کے اظہار لینے کیلئے کمیشن جاری کرنا اور ایسے افسر یا حاکم کے سامنے کوئی کارروائی اور کسی کارروائی کی نسبت جو کسی ایسے افسر یا حاکم کے سامنے ہوگی یہ سمجھا جائے گا کہ وہ مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعات ۱۹۳ و ۲۲۸ کے معنی میں عدالتی کارروائی ہے۔

۱۶- کوئی رقم جس کی دفعہ ۱۰ کے ماتحت مطالبہ کے نوٹس یا دفعہ ۱۲ یا ۱۳ کے بموجب دئے ہوئے حکم میں بطور واجب الادا رقم کے تصریح ہوگی اس وقت اور اس جگہ پر ادا اس شخص کو جس کا نوٹس میں ذکر کیا گیا ہو ادا کیجائے گی اور اگر کوئی وقت نہ دیا ہوا ہو تو تعمیل نوٹس یا حکم کی تاریخ کے بعد آئندہ ماہ کی پہلی تاریخ کو یا اس سے پہلے واجب الادا ہوگی لیکن

ٹیکس کب واجب الادا ہوتا ہے

جو ملازم ادائے گی سے قاصر رہے گا باقی دار سمجھا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ملازم دفعہ ۱۱ کی رو سے اپیل کرتا ہے تو مقررہ افسر اپنی رائے سے اس ملازم کو اس وقت تک باقی دار نہ سمجھے جب تک اپیل منفصل نہ ہو جائے۔

وصولی کا طریقہ اور وقت

۱۷ (۱) جب کوئی شخص ٹیکس کی ادائیگی سے قاصر رہے تو مقررہ افسر اپنی صوابدید سے حکم دے سکتا ہے کہ وہ بقایا رقم کے علاوہ ایک ایسی رقم بطور جرمانہ ادا کرے جو اس رقم سے زیادہ نہ ہو۔

(۲) مقررہ افسر کلکٹر کو اپنے دستخط سے ایک سارٹیفکٹ بھیج سکتا ہے جس میں اس بقایا رقم کی تصریح ہوگی جو کسی ملازم پر واجب الادا ہے اور ایسے سرٹیفکٹ کے موصول ہونے پر ملازم مذکور سے رقم مصرحہ سرٹیفکٹ کی وصولی کے لئے اسی طرح کارروائی کریگا گویا کہ وہ بقایا مالگذاری ہے

(۳) مقررہ افسر ہر اس شخص کو جو تنخواہ ادا کرتا ہے حکم دے سکتا ہے کہ حکم کی تاریخ کے بعد کسی ادائیگی میں سے کسی ٹیکس کے بقایا کو جو ملازم پر واجب الادا ہو منہا کر لے اور ایسے شخص کو اس حکم کی تعمیل لازمی ہوگی اور وہ اس طرح منہا کردہ رقم کو حکومت صوبہ جات متحدہ کے حساب میں جمع کردیگا۔

جرمانے کی وصولی۔

۱۸۔ کوئی رقم جو دفعہ ۹ یا دفعہ ۱۷ کی تحتی دفعہ (۱) کے بموجب بطور جرمانہ عائد کی گئی ہو اسی طریقے سے قابل الوصول ہوگی جس طرح ٹیکس کا بقایا وصول کیا جاتا ہے۔

بازیافتیں

۱۹۔ (۱) اگر مقررہ افسر کو اس بارے میں دعویٰ کئے جانے پر اطمینان ہو جائے کہ کسی شخص نے ٹیکس کی ایسی رقم ادا کردی ہے یا اس کی طرف سے ادا کر دی گئی ہے جو اس سے واجب الاخذ نہ تھی یا وہ اس رقم سے زیادہ ہے جو اس سے واجب الاخذ تھی تو مقررہ افسر کو لازم ہوگا کہ مقررہ افسر اس شخص کو اس رقم کی واپسی کی اجازت دیگا جو اس طرح یا اصلی رقم سے زیادہ ادا ہوئی ہے۔

(۲) اگر مقررہ حاکم کو اپنے اختیارات اپیل کام میں لاتے ہوئے اس بابت اطمینان ہو جاوے تو وہ اس طور پر مقررہ افسر سے اس رقم کو واپس کرائے گا جس کی نسبت یہ معلوم ہو کہ وہ اصلی رقم سے زیادہ ادا ہوئی ہو۔

واپس کی جانے والی رقوم کو ٹیکس میں مجرا کرنے کا اختیار

۲۰ ۔ جب بموجب احکام ایکٹ ہذا کسی شخص کو کسی رقم کی واپسی واجب ہو تو مقررہ افسر مجاز ہوگا کہ ایسی واپس کی جانے والی رقم یا اس کے کسی حصہ کو بجائے واپس کرنے کے کسی ایسے ٹیکس میں۔ اگر کوئی ہو۔ مجرا کرے جو اس شخص کے ذمہ واجب الادا ہو جس کو رقم کی واپسی واجب ہے۔

۲۱- ٹیکس کی واپسی کا کوئی دعویٰ قابل پذیرائی نہ ہوگا تاوقتیکہ وہ مالی سال کے آخری دن سے جس میں ٹیکس وصول ہوا ہے ایک سال کے اندر دائر نہ کیا جائے۔

واپسی رقوم کے دعووں کے لئے میعاد سماعت

ادائیگی کرنے اور نقشہ پیش کرنے سے قاصر رہنا۔

(الف) اگر کوئی شخص بغیر معقول سبب یا عذر کے حسب مطلوبہ دفعہ ۴ یا تحتی دفعہ ۳ دفعہ ۱۲ کسی ٹیکس کو منہا کرنے اور اس کی ادائیگی کرنے سے۔ یا

(ب) میعاد مقررہ میں نقشہ آمدنی مذکورہ دفعہ ۵ یا ۶ پیش کرنے سے قاصر رہتا ہے۔

تو وہ مجسٹریٹ کے سامنے ثبوت جرم ہو جانے پر مستوجب سزائے جرمانہ ہوگا جس کی مقدار ہر ایسے دن کے لئے جس میں غیر ادائیگی جاری رہتی ہے دس روپیہ تک ہو سکتا ہے۔

۲۳- جب کوئی شخص دفعہ ۵ یا ۶ یا دفعہ ۱۱ کی ضمنی دفعہ ۳ یا دفعہ ۱۳ کی ضمنی دفعہ ۲ کی رو سے تصدیق میں غلط بیانی کرتا ہے اور جس کو یا تو وہ غلط سمجھتا ہے۔ یا غلط باور کرتا ہے یا جس کی نسبت اسے یہ یقین نہیں ہے کہ وہ سچ ہے تو اس کی نسبت یہ تصور کیا جائے گا۔ کہ ان سے تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۷۷ میں متذکرہ جرم کا ارتکاب کیا ہے۔

اقرار دعویٰ میں غلط بیانی۔ (۴۵ اعادہ ۱۸۶۰)

۲۴- بجز دفعہ ۱۳ کی رو سے مقررہ حاکم کی تحریک پر کسی شخص کے خلاف دفعات ۲۲ اور ۲۳ کی رو سے قانونی کارروائی نہ کی جائے گی۔(۲) مقررہ حاکم ایسی کارروائیوں کو روک سکتا ہے یا کسی ایسے جرم کی بابت مصالحت کر سکتا ہے۔

مقررہ افسر کی تحریک پر مقدمہ چلایا جائے گا

ہر شخص کو جو کسی دوسرے شخص کی تنخواہ میں سے اس ایکٹ کے بموجب کوئی ٹیکس منہا کرے یا اس کو اپنے پاس رکھے یا ادا کرے اس ایکٹ کی رو سے ایسی منہائی۔ اپنے پاس رکھنے یا اس کی ادائیگی کی نسبت قانونی ذمہ داری سے بریت حاصل ہوگی۔

بریت

۲۶- (۱) اگر اس ایکٹ کے ماتحت کسی تشخیص کے دوران میں یا کسی کارروائی میں جو اس سے متعلق ہو کوئی امر متعلقہ قانون پیدا ہو تو دفعہ ۳ کی رو سے مقررہ حاکم مجاز ہوگا کہ وہ یا تو خود اپنی تحریک پر یا اپنے ماتحت مقررہ افسر کے استصواب پر حالات مقدمہ قلمبند کر کے اپنی رائے کے ساتھ ہائیکورٹ بغرض استصواب بھیجے اور اس کو لازم ہوگا کہ کسی ایسے امر کو اس شخص کے درخواست دینے پر جس پر تشخیص ہوئی ہو اسی طرح بغرض استصواب بھیجے تاوقتیکہ اس کو یہ اطمینان نہ ہو جائے کہ درخواست بے بنیاد ہے یا یہ کہ استصواب کیا جانا غیر ضروری ہے

حالات مقدمہ کو ہائیکورٹ ارسال کیا جانا

(۲) اگر ہائیکورٹ کو یہ اطمینان ہو جاوے کہ دفعہ ہذا میں متذکرہ کسی مقدمہ کے حالات امر استصواب طلب کو فیصل کرنے کے لئے کافی نہیں ہیں تو ہائیکورٹ کو جائز ہوگا کہ مقدمہ کو اس حاکم کے پاس جس نے حالات مقدمہ اس کے پاس بھیجے تھے اس غرض سے واپس کر دے کہ وہ ایسی مزید اطلاع مہیا کرے

جس کی نسبت ہائیکورٹ ہدایت کرے۔

(۳) ہائیکورٹ ایسے مقدمات کی سماعت کرنے کے بعد ایسے امر متعلقہ قانون کو طے کریگا اور اپنا فیصلہ دیگا جس میں وہ تمام وجوہات بھی دئے ہوں گے جن کی بنا پر فیصلہ کیا گیا اور اپنے ایسے فیصلے کی نقل زیر مہر عدالت و دستخط رجسٹرار اس حاکم کو بھیجے گا جس نے حالات مقدمہ اس کے پاس بھیجے تھے۔ اور اسی کے مطابق حاکم مذکور اس مقدمہ کا تصفیہ کریگا۔ یا۔ اگر کسی ماتحت افسر کے استصواب کرنے پر وہ معاملہ پیدا ہوا ہو تو ایسے افسر کو اس فیصلہ کی ایک نقل بھیجے گا۔ جو اس کا تصفیہ فیصلہ مذکورہ کے مطابق کریگا۔

(۴) جب ہائیکورٹ کو ملازم کی درخواست پر استصواب کیا جائے تو خرچہ مقدمہ کا عطا کیا جانا ہائیکورٹ کی مرضی پر ہوگا۔

(۵) باوجود دیکہ دفعہ ہذا کے ماتحت ہائیکورٹ کو استصواب کیا گیا ہو۔ ٹیکس اس شخص کے مطابق واجب الادا ہوگا جو مقدمہ میں کی گئی تاوقتیکہ مقررہ افسر اپنی صوابدید سے ادائیگی کو ملتوی کردے مگر شرط یہ ہے کہ اگر ٹیکس کی رقم بوجہ ایسے استصواب کے جانے کے کم ہوگئی ہو تو وہ رقم جو زیادہ ادا کردی گئی ہوگی واپس کردی جائے گی۔

عدالت دیوانی میں مقدموں کی روک

۲۷۔ اس ایکٹ کی رو سے کوئی نالش دیوانی عدالت میں تشخیص کو برطرف کرنے یا اس میں ترمیم اور کوئی نالش یا دیگر کارروائی کسی سرکاری ملازم کرنے کے لئے دائر نہیں کی جائے گی عدالت میں اس کے خلاف کسی ایسے فعل کی نسبت جو اس نے اس ایکٹ کے ماتحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو قابل پذیرائی ہوگی۔

قواعد بنانے کے اختیارات

۲۸۔ (۱) صوبجاتی حکومت اس ایکٹ کے اغراض کو عمل میں لانے کے لئے اور کسی شخص کی تنخواہ کی تحقیق کرنے اور اس کے کسی جزو کی مالیت تشخیص کرنے کے لئے قواعد وضع کرسکتی ہے

(۲) متذکرہ بالا اختیارات کی عمومیت پر اثر ڈالے بغیر حکومت صوبہ متحدہ مندرجہ ذیل امور کے بارے میں قواعد وضع کرسکتی ہے۔

(الف) ان تمام معاملات کے بارے میں جن کے مقرر کئے جانے کی نسبت ایکٹ ہذا میں احکام ہیں۔

(ب) ایسے ضابطہ کے بارے میں جو ٹیکس کی تشخیص معافی۔ وصولی منہائی اور واپسی کے متعلق ہو۔

(ج) ایسے افسران کے بارے میں جو تشخیص کریں گے اور جو تشخیص اور احکام کے

خلاف اپیل کی سماعت کریں گے۔

(۳) دفعہ ہذا میں کے ماتحت قواعد وضع کرنے کے تفویض کردہ اختیارات بجز پہلی دفعہ کے اشاعت ماقبل کی شرط پر استعمال میں لائے جائیں گے۔

(۴) اس دفعہ کی رو سے وضع کردہ قواعد۔ سرکاری گزٹ میں شائع کئے جائیں گے اور ان کا اثر وہی ہوگا گویا کہ وہ ایکٹ ہذا میں وضع کئے گئے۔

۲۹۔ صوبجاتی حکومت کسی قسم کی ملازمت کو ایکٹ ہذا کے اطلاق سے بری کرنے کے لئے یا کسی قسم ملازمت کی نسبت اس ایکٹ کے بموجب کسی واجب الادا ٹیکس کو کلاً یا جزواً معاف کرنے کے بارے میں قواعد وضع کرسکتی ہے۔

مستثنی وتیرہ کرنے سے اختیار

۳۰۔ کسی ایسے ملازم کو جسے اس ایکٹ کے ماتحت کسی کارروائی کے سلسلے میں کسی مقررہ افسر یا حاکم کے روبرو حاضر ہونے کا حق یا حکم ہو جائز ہوگا کہ وہ اصالتاً یا بذریعہ کسی ایسے شخص کے جس کو اس نے اس بارے میں تحریراً مجاز کیا ہو حاضر ہو۔

بذریعہ مجاز کردہ قائمقام کے حاضری

۳۱۔ ہر اس رقم کی رسید دی جائیگی جو اس ایکٹ کی رو سے دی یا ادا کی جاوے یا وصول کی جاوے۔

رسیدیں دی جائیں گی

۳۲۔ (۱) اس ایکٹ کی رو سے کوئی نوٹس یا استدعا اس میں دئے ہوئے شخص کے نام پر تعمیل یا تو بذریعہ ڈاک ہوسکتی ہے یا ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء کی رو سے سمن کی طرح عدالت سے جاری ہو کر۔

نوٹس کی تعمیل

(۲) کسی مشترک ہندو خاندان یا کارخانے کی صورت میں ایسا نوٹس یا استدعا کارخانہ کے کسی ممبر یا منیجر یا خاندان کے کسی بالغ مرد کے نام اور افراد کی کسی انجمن کی صورت میں اس کے خاص افسر کے نام تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

۳۳۔ کسی ملازم پر اس جگہ کا افسر تشخیص کریگا جس جگہ کہ ملازم مذکور رہتا ہے اور اگر ملازم مذکور کی صوبہ میں مستقل جائے رہائش نہ ہو تو اس جگہ کا افسر جہاں وہ ملازمت کے سلسلہ میں اپنے فرائض انجام دیتا ہے یا دوسرے امور انجام دیتا ہے۔

مقام تشخیص

۳۴۔ مقررہ افسر مجاز ہوگا کہ وہ اپنی تحریک پر ملازم سے مطالبہ کرنے کی تاریخ سے ایک سال کے اندر کسی وقت کسی غلطی کی تصحیح کردے جو کاغذات تشخیص سے ظاہر ہو۔ اور اس کو لازم ہوگا کہ اسی عرصہ میں ایسی غلط کی بھی تصحیح کردے جو ملازم نے اسے بتائی ہو مگر شرط یہ ہے کہ ایسی کوئی تصحیح جو تشخیص میں اضافہ کرنے کا اثر رکھتی ہے نہیں کی جائے گی تاوقتیکہ

غلطیوں کی تصحیح

مقررہ افسر ملازم مذکور کو ایسا کرنے کی بابت نوٹس اور اس کو عرض حال کا مناسب موقع نہ دیدے۔

(۲) جب ایسی تصحیح کا یہ اثر ہو کہ وہ تشخیص میں تخفیف کردے تو مقررہ افسر کسی ایسی رقم کو جو ملازم کو واجب الادا ہو واپس کردیگا۔

(۳) جب ایسی تصحیح تشخیص میں اضافہ کرنے کا اثر رکھتی ہو تو مقررہ افسر مقررہ فارم میں ملازم پر مطالبہ کا نوٹس تعمیل کریگا جس میں واجب الادا رقم کی تصریح ہوگی اور اسے نوٹس کے بابت یہ سمجھا جائیگا کہ وہ دفعہ ۱۰ کے ماتحت جاری کیا گیا اور احکام ایکٹ ہذا اس کے مطابق عائد ہوں۔

فہرست

(دیکھو دفعہ ۳)

ملازمتیں جن میں کسی ملازم کی صوبہ متحدہ میں کمائی ہوئی تنخواہ:—

اقسام ملازمت	مندرجہ ذیل رقوم سے زیادہ ہے روپے	مندرجہ ذیل رقوم سے زیادہ نہیں ہے روپے	جو ٹیکس سالانہ واجب الادا ہوگا روپے
۱	۲۵۰۰	۳۵۰۰	۹۰
۲	۳۵۰۰	۴۵۰۰	۱۵۰
۳	۴۵۰۰	۵۵۰۰	۲۲۵
۴	۵۵۰۰	۷۵۰۰	۳۲۵
۵	۷۵۰۰	۱۰۰۰۰	۴۷۵
۶	۱۰۰۰۰	۱۲۵۰۰	۶۵۰
۷	۱۲۵۰۰	۱۵۰۰۰	۸۵۰
۸	۱۵۰۰۰	۱۷۵۰۰	۱۱۰۰
۹	۱۷۵۰۰	۲۰۰۰۰	۱۴۰۰
۱۰	۲۰۰۰۰	۲۲۵۰۰	۱۷۲۵
۱۱	۲۲۵۰۰	۲۵۰۰۰	۲۱۰۰
۱۲	۲۵۰۰۰	۳۰۰۰۰	۲۵۰۰
۱۳	۳۰۰۰۰	۳۵۰۰۰	۳۰۰۰

اقسام ملازمت	مندرجہ ذیل رقوم سے زیادہ ہے روپئے	مندرجہ ذیل رقوم سے زیادہ نہیں ہے روپئے	جو ٹیکس سالانہ واجب الادا ہوگا روپئے
۱۴	۳۵۰۰۰	۴۰۰۰۰	۳۷۰۰
۱۵	۴۰۰۰۰	۴۵۰۰۰	۴۳۰۰
۱۶	۴۵۰۰۰	۵۰۰۰۰	۵۱۰۰
۱۷	۵۰۰۰۰	۶۰۰۰۰	۶۰۰۰
۱۸	۶۰۰۰۰	۷۰۰۰۰	۷۰۰۰
۱۹	۷۰۰۰۰	۸۵۰۰۰	۸۲۰۰
۲۰	۸۵۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۹۵۰۰
۲۱	۱۰۰۰۰۰	۱۲۵۰۰۰	۱۱۰۰۰
۲۲	۱۲۵۰۰۰	۱۵۰۰۰۰	۱۳۰۰۰
۲۳	۱۵۰۰۰۰	۱۷۵۰۰۰	۱۶۰۰۰
۲۳	۱۷۵۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	۲۰۰۰۰
۲۵	۲۰۰۰۰۰	۲۵۰۰۰۰	۲۵۰۰۰
۲۶	۲۵۰۰۰۰	۳۰۰۰۰۰	۳۰۰۰۰
۲۷	۳۰۰۰۰۰	....	۳۲۰۰۰

مقاصد اور وجوہات کا بیان

گورنمنٹ یہ قرین مصلحت سمجھتی ہے کہ صوبہ کی آمد بڑھاوے تاکہ مختلف زرعی تعلیمی۔ طبی و صنعتی و ترقی اور ممانعت کی توسیع کی تجاویز کے لئے روپیہ بہم پہونچ سکے۔ اس مسودہ قانون کا مقصد یہ ہے کہ ملازمتوں پر ٹیکس لگایا جائے۔ ان مقاصد کو پورا کرنے کیلئے گورنمنٹ نے مختلف ذریعوں میں سے ایک ذریعہ اس کو بھی قرار دیا ہے ملازمتیں انواع اقسام کی ہیں ملازمت کی قسم و نوعیت۔ درجہ و مرتبہ اور قدامت کے لحاظ سے ملازم ایک دوسرے سے مختلف ہیں بہت سے طریقے ایسے ہیں کہ جن سے ملازمتوں اور ملازموں میں ایک دوسرے سے تفریق کی جاسکتی ہے۔ ان طریقوں میں سے ایک بہت ہی قابل عمل اور عدم رد و رعایت کا طریقہ یہ بھی ہے کہ ملازمتوں کی تعریف اور درجہ بندی ان کی تنخواہوں کے مطابق ہو جو مختلف درجہ کے ملازمتوں کو ملتی ہیں۔ اس لئے یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ اس طریقے پر ایک معین تدریجی پیمانے سے مختلف ملازمتوں پر

ٹیکس لگایا جائے لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس ٹیکس کے لئے سب ملازموں کو ایک سا سمجھنا خود مختاری اور نا انصافی ہے۔ شاہی سپاہ اور بحری اور ہوائی فوجیں اور وہ سب لوگ جن کی سالانہ تنخواہ ..۵ روپیہ سے کم ہے۔ اس ٹیکس سے مستثنیٰ سمجھے جائیں گے۔

گ۔ ب پنتھ
وزیر اعظم اور وزیر مالیات

ترک منشیات اور حکومت

حکومت کی آبکاری پالیسی پر آنریبل وزیر عدل کی تقریر

آنریبل وزیر نے ترک منشیات کی ترقی اور اس کے انتظامات کی تفصیل پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے خیال میں ہماری پچھلے بارہ مہینوں کی کامیابی اور خدمات کا خاطر خواہ اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ایوان تھوڑی دیر کے لئے یہ غور کرے کہ جس زمانہ میں ہم نے حکومت سنبھالی ہے اس زمانہ میں منشیات کے بابت حکومت کا کیا رویہ تھا جیسا کہ معزز ممبران کو خود علم ہے اس زمانہ میں ہمارے صوبہ میں سرچارج سسٹم کا رواج تھا۔ اس کا مقصد منشیات کے استعمال کو گھٹانا تھا۔ لیکن اس سے مالگذاری میں کافی کمی آگئی اور ۳۲-۱۹۳۱ء میں آبکاری کی مد سے صرف ایک کروڑ نو لاکھ کی آمدنی ہوئی۔ اس مالی دشواری کو دور کرنے کے لئے اس وقت کی حکومت نے ضروری سمجھا کہ آبکاری کی پالیسی میں ایسی تبدیلی کی جائے جس سے منشیات کا استعمال بڑھے اور آبکاری کی آمدنی میں اضافہ ہو۔ چنانچہ ۱۱ ضلعوں میں سرچارج سسٹم کی جگہ نیلام کا طریقہ رائج کر دیا گیا۔ اسوقت کے نیلام کے طریقہ کے یہ معنی تھے کہ بغیر کسی روک ٹوک غیر محدود مقدار کی فروخت کی جاسکتی تھی زیادہ سے زیادہ قیمت مقرر تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ لائسنس یافتہ کو یہ بھی آزادی تھی کہ وہ خریدار بڑھانے کے لئے جس قدر کم سے کم قیمت پر چاہے اپنی منشیات کو فروخت کرے۔ یہی نہیں کہ صرف طریقہ کی تبدیلی کی گئی ہو نی۔ حکومت نے منشیات کے استعمال کو بڑھانے میں اپنے شعار کا بھی خیال نہ کیا۔ دوکانوں کی تعداد بڑھادی گئی چنگی کم کردی گئی اور ان سب سے زیادہ لغویات مات یہ کی گئی کہ سربھر بوتلوں کے بجائے کم مقدار کی خریداری کے لئے کھلی ہوئی بوتلوں کی بھی اجازت دیدی گئی۔ اس

ناروا رویہ کو سراہنے کے لئے یہ کہا جاتا تھا کہ صوبہ کے ہر باشندہ کا یہ حق ہے کہ وہ ہر شام کو دو ایک پگ حاصل کر سکے اور اگر حکومت اس معاملہ میں اس کی مدد نہ کرے تو یہ بڑی حق تلفی ہے۔ اس کا کیا نتیجہ ہوا؟ یہ ہوا کہ حکومت کو اپنی توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی اور ۳۳-۱۹۳۲ء میں آبکاری کی آمدنی ایک کروڑ بائیس لاکھ ہوگئی (میں ہزار اعداد نہیں شمار کر رہا ہوں) ۳۴-۱۹۳۳ء میں ایک کروڑ اکیس لاکھ ۳۵-۱۹۳۴ء میں ایک کروڑ تینتیس لاکھ ۳۶-۱۹۳۵ء میں ایک کروڑ سینتالیس لاکھ اور ۳۷-۱۹۳۶ء میں ایک کروڑ ستاون لاکھ ہوگئی۔ جب اس نئے طریقہ سے آمدنی میں مسلسل اضافہ ہونے لگا تو پہلے ۳۳-۱۹۳۲ء تک صرف دیسی شراب کے لئے یہی نیلام کا طریقہ سارے صوبہ میں رائج کیا گیا پھر ۱۹۳۶ء تک افیم اور دوسری نشہ آور چیزوں کے لئے بھی یہی طریقہ کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لائسنس فیس تقریباً دس لاکھ زیادہ ہوگئی اور اس وقت کے وزیر آبکاری نے اس پر بڑا فخر کیا۔ اب ذرا استعمال منشیات کے اعداد پر غور کیجئے ۳۲-۱۹۳۱ء میں ۲۸۹۰۰۰ گیلن صرف ہوئے ۳۳-۱۹۳۲ء میں ۴۴۸۰۰۰ گیلن دوسرے سال ۴۷۶۰۰۰ گیلن اور ۳۷-۱۹۳۶ء میں یہ تعداد ۵۱۴۰۰۰ گیلن تک پہنچ گئی۔ ظاہر ہے کہ مالگذاری کی لالچ میں سارے صوبہ کو تباہ کر دیا گیا اور رفتہ رفتہ عوام کو شراب و دارو کا عادی بنا دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایک ایسی کارگذاری تھی جس پر کسی حکومت کو بھی فخر نہ کرنا چاہئے۔ یہ صحیح ہے کہ آبکاری سے ۵۰ لاکھ کی آمدنی ہوگئی۔ لیکن لاکھوں انسان تباہ ہوگئے اور خصوصاً غریب ترین باشندوں کی مصیبتیں کہیں زیادہ بڑھ گئیں پھر ایوان کو معلوم ہے کہ اس حکومت نے پانچ چھ سال کے عرصہ میں کوئی قومی تعمیری کام بھی نہیں کئے۔ گانوں سدھار اور رسپرد بیروزگاری کمیٹی کے نام ضرور سُنے گئے لیکن یہ اس وقت جب دن ڈھل چکا تھا۔ شراب اور دارو کے استعمال کو بڑھا کر جو روپیہ غریب ترین انسانوں سے حاصل کیا گیا تھا وہ دوسرے کاموں میں صرف ہوا۔ لیکن قومی تعمیری کاموں میں نہیں۔ یہ حالت تھی جب ہم نے وزارت قبول کی تھی۔ یہاں میں ایوان کو یہ بھی بتا دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ کی حکومت مالی فوائد کی وجہ سے استعمال منشیات کو بڑھانے کی اس درجہ حامی تھی کہ اوقات کی پابندی کا بھی کوئی خیال نہیں کیا جاتا تھا اور جب کبھی اس بات کی شکایت کی جاتی تھی کہ منشیات وقت مقررہ کے علاوہ بھی فروخت ہوتی ہیں تو کمشنر صاحب یہ جواب دیتے تھے کہ اگر ان قواعد کی سختی کے ساتھ پابندی کی جائیگی تو مالگذاری کو نقصان پہنچے گا اور اس لئے اُن پر عمل نہیں کیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ میں لکھنؤ کی ایک لائسنس یافتہ دوکان پر سرکاری معائنہ کے لئے گیا اور میں نے دوکاندار سے پوچھا کہ اوقات فروخت کے متعلق قواعد کی پابندی ہوتی ہے یا نہیں۔ پہلے اُس نے جواب دینے میں کچھ تامل کیا اس لئے کمشنر۔ اسسٹنٹ کمشنر اور انسپکٹر آبکاری غرض سارا عملہ میرے ہمراہ تھا لیکن چند ہی منٹ بعد

اُس نے کمشنر اور دوسرے تمام حکام آبکاری کے منہ پر کہدیا کہ حکومت دونوں صورتوں کو روا رکھتی تھی۔ جب دوکان نیلام ہوتی تھی تو یہ بتایا جاتا تھا کہ چوبیسوں گھنٹے شراب بیچی جاسکتی ہے چنانچہ دوکاندار یہی کرتے تھے اور رات دن منشیات کا بازار کھلا رہتا تھا۔ کمشنر صاحب نے بھی کہا کہ عام طور پر یہی دستور تھا۔ اب چونکہ ایک عرصہ سے دوکانداروں کی عادتیں بگڑی ہوئی تھیں۔ اسلئے ہم برسرحکومت ہی سارا طریقہ نہیں بدل سکتے تھے۔ جن لوگوں کو ٹھیکے دئے جاچکے تھے انھیں اپنے بارہ مہینوں کی میعاد پوری ہی کرنا تھی پھر بھی میں نے فوراً یہ حکم دیا کہ فروخت منشیات کے متعلق تمام قاعدوں کی پابندی سختی کیساتھ شروع کردیجائے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ایک ہی مہینے میں میرے پاس دوکانداروں کے کئی وفد آگئے اور انھوں نے یہ شکایت کی کہ ان پر بڑی سختی کی جارہی ہے۔ منشیات کے استعمال میں کافی کمی آگئی اور صرف اس وجہ سے کہ قواعد کی پابندی شروع کردی گئی تھی حکومت کو چار لاکھ کا نقصان اٹھانا پڑا میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ پچھلی حکومت کی پالیسی اجتناب منشیات نہیں بلکہ اس کے برعکس یہ تھی کہ جہاں تک ممکن ہو منشیات کا استعمال بڑھے اور لوگ شراب و دارو کے زیادہ سے زیادہ عادی ہوجائیں۔ اخباروں اور تقریروں میں اکثر خلاف قانون کشید کے متعلق کہا جاتا تھا لیکن اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اس کے متعلق ایک لفظ بھی کوئی نہ کہتا تھا۔ ایوان کو یاد رکھنا چاہئے کہ شراب سے تقریباً ۷۶ لاکھ کی آمدنی ہے لیکن افیم اور دوسری نشہ آور چیزوں سے تقریباً ۲۰ لاکھ کی آمدنی ہوتی ہے۔ اسلئے ظاہر ہے کہ جتنا شراب کا رواج ہے اس سے زیادہ افیم اور دوسری نشہ آور چیزیں رائج ہیں۔ سرچارج سسٹم کو چھوڑکر نیلام کا طریقہ صرف آمدنی کے نقطہ نظر سے جاری کیا گیا تھا اور اس میں اس بات کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا تھا کہ حکومت کی اس آمدنی کیوجہ سے عوام کو کتنی اور کیسی کیسی مصیبتیں اٹھانا پڑیں گی۔ پچھلے سال ۱۷ مارچ کو میں نے اسیطرح کی ایک تجویز پیش کی تھی اور اسوقت یہ کہا تھا کہ حکومت ترک منشیات کی پالیسی اختیار کرنے کی ذمہ داری لے چکی ہے۔ اس ترک منشیات کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ لوگ بذات خود منشیات کے استعمال سے پرہیز کرنے لگیں۔ اور میں دراصل یہی چاہتا ہوں ہماری یہ خواہش نہیں کہ آمدنی میں کسی طرح کی کمی آجائے بلکہ یہ خواہش ہے کہ لوگ خود ذاتی طور پر شراب افیم اور دارو وغیرہ سے پرہیز کرنے لگیں۔ چنانچہ پچھلے سال اس ایوان نے جو پالیسی منظور کی تھی وہ یہی تھی کہ منشیات کے استعمال پر ہر سمت سے حملہ کیا جائے۔ مکمل امتناع تو ہم نے صرف دو ہی ضلعوں میں نافذ کیا لیکن پچھلے چار پانچ سال میں چنگی گھٹا کر اور دوکانیں بڑھا کر جو نشہ بازی کی وبا پھیلائی گئی تھی اس کے دفعیہ کیلئے ہم نے تمام ضلعوں میں ۲۰ سے پچیس فیصدی تک دوکانیں کم کردیں۔ اسکے علاوہ ہم نے خوردہ فروشی کی قیمت مقرر کردی اور زیر انتظام حکومت دوکانوں کا تجربہ جو پہلے سارے ہندوستان کیلئے کیا جارہا تھا اختیار کرلیا۔ اسکے متعلق میں بعد میں عرض کروں گا لیکن اتنا کہدینا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ تجربہ بہت زیادہ کامیاب ہوا بحث میزانیہ کے دوران میں ایک معزز ممبر نے فرمایا تھا کہ حکومت نے صرف اپنے مکمل امتناع منشیات کے تجربہ کو کامیاب دکھانے کیلئے ان دونوں ضلعوں میں آبکاری کے مجرموں کو کوئی سزا نہیں دی ہے اور صرف اس خیال

ہے کہ تنقید نہ کی جا سکی دیدہ و دانستہ جرائم کو چھپا ڈالا ہے میں اس کے متعلق بعد میں عرض کروں گا لیکن اتنا بتا دوں کہ یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ جہاں تک عدالتی چارہ جوئی کی کمی کا تعلق ہے میں صرف نو مہینوں کے اعداد و شمار حاصل کر سکا ہوں یعنی اپریل سے دسمبر ۱۹۳۸-۳۹ء تک اور اس کو ہم نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ رقبہ جہاں مکمل امتناع نافذ ہے اس بحث میں نہیں آتا ہے دوسرے حصہ میں سارا صوبہ شامل ہے بجز ان چار یا پانچ جگہوں کے جہاں کی دوکانیں حکومت کے زیر انتظام ہیں۔ صوبہ واری کی ۳۲ فیصدی ہے یعنی ۱۹۳۷-۳۸ء کے ان نو مہینوں میں کل ۳۵۱۰۰۰ گیلن دیسی شراب استعمال کی گئی ہے اس سال انہی مہینوں میں صرف ۲۳۸۰۰۰ گیلن خرچ ہوئے یعنی دیسی شراب کے استعمال میں ۳۲ فیصدی کمی رہی افیم میں ۲۲ فیصدی کمی ہوئی یعنی بجائے ۱۲۰۰۰ سیر کے صرف ۱۰۰۰۰ سیر خرچ ہوئے چرس میں اور بھی زیادہ کمی ہوگئی۔ ۸۰۰۰ سیر سے گھٹ کر چرس کا استعمال تقریباً ۴۰۰۰ سیر ہو گیا ہے یعنی ۴۴ فیصدی کی کمی بھنگ میں ۱۶ فیصدی کمی ہوئی۔

اب اس حصہ کو دیکھئے جہاں کی دوکانیں زیر انتظام حکومت ہیں۔ ایوان کو معلوم ہے کہ یہ طریقہ ہم نے ۴ شہری حلقوں سے شروع کیا ہے جن میں دو بڑے شہر یعنی لکھنؤ اور الہ آباد اور دو بڑے ٹاون یعنی بجنور اور جونپور شامل ہیں۔ ہمیں یہ تجویز بہت پسند آئی کہ چونکہ منشیات کی تجارت میں دوکاندار کے ذاتی نفع کا خیال بڑی اہمیت رکھتا ہے اس لئے اگر اس ذاتی نفع کو کم کر دیا جائے تو اول تو تجارت میں دیانتداری آجائے گی دوسرے دوکاندار کو بھی زیادہ مقدار فروخت کرنے کی ہوس نہ ہوگی۔ چنانچہ اسی خیال سے ہم نے دوکانیں زیر انتظام حکومت کر دیں اور اس کا نتیجہ بہت شاندار رہا جس حلقہ میں ۱۹۳۷-۳۸ء کے نو مہینوں میں ۴۳۰۰۰ گیلن صرف ہوئے تھے وہاں دوکانوں کو زیر انتظام حکومت کر دینے کی وجہ سے ۶۱ فیصدی کمی ہو گئی۔ اگر یہ کمی صرف دیسی شراب کے استعمال میں ہوئی ہوتی تو ہم سمجھتے کہ لوگ خلاف قانون کشید کرتے رہے ہوں گے اور شراب کا استعمال جاری رہا ہوگا محض آمدنی کو نقصان پہونچ گیا ہے۔ لیکن افیم اور دوسری نشہ آور چیزوں میں بھی اتنی ہی بڑی کمی ہوئی ہے اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ چونکہ بیچنے والوں نے آبکاری کے قواعد کی پابندی شروع کر دی اور انھیں فروخت کے بڑھانے میں کوئی خاص فائدہ نہیں تھا اس لئے صرف مقررہ اوقات پر منشیات بیچی گئیں اور وہی لوگ خرید سکے جو اس کے عادی تھے۔ یہاں میں یہ بھی بتا دوں کہ ان دوکانوں میں صرف بند بوتلیں بیچی جاتی ہیں اور کھلی ہوئی شراب نہیں بکتی۔ افیم میں ۴۰ فیصدی کمی ہو گئی ہے گانجہ میں ۵۰ فیصدی اور چرس میں ۴۸ فیصدی۔ ایوان کو معلوم ہوگا کہ سارے صوبہ میں یہ کمی صوبہ وار کمی کے دوگنے کے قریب قریب ہے۔ جناب عالی پچھلے سال کے نو مہینوں کا میں نے اپریل سے دسمبر تک کے زمانہ سے مقابلہ کر دیا۔ جو دوکانیں ۱۹۳۷-۳۸ء کے ختم کے قریب کھولی گئی تھیں ان کی تعداد ۲۴۳۵ تھی لیکن پچھلے سال وہ گھٹا کر ۱۸۶۳ کر دی گئی

تھیں اور اس سال جو تجویز یکم اپریل سے منظور ہوئی ہے اس کے مطابق ۵۰۰ کی اور کمی کر دی جائے گی جس کا یہ نتیجہ ہو گا کہ یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو دوکانوں کی تعداد ۴۴۴۴ کے بجائے ۱۳۷۲ ہو جائے گی اس طرح بھنگ کی دوکانیں ۲۲۳۷ سے گھٹا کر ۱۲۰۷ اور افیم کی دوکانیں ۱۰۱۵ سے گھٹا کر ۵۰۰ کر دی جائیں گی۔ تقریباً ۴۰ فیصدی کمی ہو جائے گی اور میں سمجھتا ہوں یہ ایک ایسی کارگذاری ہے جس کے لئے ہم جائز طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

اب میں آبکاری کے جرائم کے اعداد و شمار پیش کرتا ہوں یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ آبکاری کے جرائم کی نگہداشت میں بڑا تساہل برتا گیا ہے۔ خصوصاً ان دو حلقوں میں جہاں مکمل امتناع کا نفاذ ہے۔ یہ اعتراض بالکل بے بنیاد ہے جب معزز ممبر یہ اعتراض کر رہے تھے اسی وقت آنریبل وزیر اعظم نے ان سے دریافت کیا تھا کہ وہ کس بنیاد پر اعتراض کر رہے ہیں اور اگر ان کے سامنے کچھ مثالیں موجود ہوں تو وہ پیش کریں لیکن معترض صاحب نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا بہرحال ضلع ایٹہ میں ۳۸-۱۹۳۷ء کے پورے سال میں مع ان جرائم کے جن کی گرفت پولیس کی کل ۴۳ جرائم کی گرفت ہوئی۔ ان میں خلاف قانون کشید اور دوسرے جرم بھی شامل ہیں۔ ۳۹-۱۹۳۸ء کے دس مہینوں میں (جنوری تا اپریل) صرف ۱۵ جرموں کو گرفت کی گئی۔ ان میں وہ جرائم نہیں شامل ہیں جن کی پولیس نے گرفت کی۔ ہمیں مین پوری اور ایٹہ دونوں ضلعوں سے رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اور ان میں جو شہادتیں پیش کی گئی ہیں وہ ہم کو اس بات کا پورا یقین دلاتی ہیں۔ کہ ترک منشیات کو بہت اچھی کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ یہ رپورٹیں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں حلقوں سے ملی ہیں خلاف قانون کشید میں ایک نمایاں کمی ہو گئی ہے اور اس کی کوئی امید نہیں ہے کہ آئندہ خلاف قانون کشید میں کسی وجہ سے بھی اضافہ ہو جائے گا۔ سارا عملہ اس بات کی کوشش کر رہا ہے کہ رائے عامہ نشہ بازی کے خلاف اتنی مستحکم کر دی جائے کہ لوگ منشیات کے استعمال کے قریب بھی نہ جائیں۔

ہماری یہ کوششیں صرف سرکاری ذرائع تک محدود نہیں ہیں بلکہ غیر سرکاری لوگ بھی اجتناب منشیات کی تبلیغ میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لے رہے ہیں۔ ایوان کو یہ معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ افسر آبکاری نے اپنی رپورٹ بابت ماہ فروری میں یہ لکھا ہے کہ "معمول کے مطابق آبکاری انسپکٹروں اور عملہ مالگذاری اور عملہ گاؤں سدھار کے ذریعہ نشہ بازی کے خلاف پروپیگنڈے کا کام جاری رہا۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں کے اسکول مہینہ کے آخری کام کے دن کو ترک منشیات کا دن مناتے ہیں اور اس روز گاؤں کے اندرونی حلقہ میں بڑی سرگرمی کے ساتھ نشہ بازی کے خلاف تعلیمی پروپیگنڈا کرتے ہیں۔ تین عام جلسے کئے گئے۔ افسر

آبکاری نے بہت سے لوگوں سے فرداً فرداً ملاقات اور گفتگو کی۔ گاؤں والوں کا رویہ حیرت انگیز طور پر ترک منشیات کے موافق ہے ہولی کے موقع پر بھی گاؤں والوں نے شراب و دارو کا استعمال نہیں کیا ہے۔ میں یہاں یہ بھی عرض کردوں ایک ریسرچ طالب علم نے محض اپنے جذبہ خدمت عامہ میں ضلع مین پوری کے ایک گاؤں کا سروے کیا ہے جس میں یہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ ترک منشیات کی تحریک سے اس گاؤں کے رہنے والوں کو کتنے فائدے پہونچے ہیں اس نے اپنی تحقیقات ایک رپورٹ کی صورت میں مرتب کی تھی۔ چنانچہ "پبلک انفارمیشن" کے بجٹ نمبر میں صفحہ ۹۴ پر وہ شائع بھی کی گئی ہے۔ میں آنریبل ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اس رپورٹ کا ضرور مطالعہ کریں اس سے انھیں معلوم ہوگا کہ یہ تحریک ہمارے غریب بھائیوں کے لئے کتنی زیادہ مفید ہے۔ جناب عالی! جہاں تک مینرانیہ سال کا تعلق ہے یہ تجویز ہے کہ دوکانوں کی تعداد میں مزید بیس فیصدی کی کمی کردی جائے اس کے علاوہ ہم چار اور ضلعوں میں مکمل امتناع کا نفاذ کردیں گے۔ بجنور اور جونپور میں منشیات کی دوکانیں حکومت کے زیر انتظام تھیں اس لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ وہاں مکمل امتناع کے لئے زمین ہموار ہو چکی ہے چنانچہ اسی وجہ سے ہم نے ان دو ضلعوں کا انتخاب کیا ہے حالانکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے بہت دور ہیں۔ ان کے علاوہ ہم نے فرخ آباد اور بدایوں کو مکمل امتناع کے لئے چنا ہے یہ اس وجہ سے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ایٹہ مین پوری فرخ آباد اور بدایوں کے چاروں ضلعوں کا ایک متحدہ رقبہ بن جائے۔ "زیر انتظام حکومت" کے طریقہ کو بھی اس سال کئی نئی جگہوں پر رائج کردیا گیا ہے اور اس انتخاب میں صنعتی جگہوں کو خاص طور پر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایوان کو معلوم ہے کہ ہم نے کانپور۔ ہاتھرس۔ جھانسی۔ آگرہ۔ گورکھپور۔ اور چندوسی کو چنا ہے۔ اس نئے طریقہ کو رائج کرنے کے لئے ضروری روپیہ بھی دیدیا گیا ہے۔ زیر انتظام حکومت کے طریقہ سے منشیات کا کاروبار بہت کافی سدھر جائے گا۔ قواعد کی سختی کے ساتھ پابندی کی جائے گی اور ہمارے لئے یہ بہت آسان ہو جائے گا کہ ہم جس وقت چاہیں منشیات کی فروخت کو بند کردیں میں سمجھتا ہوں میری اس مختصر سی تقریر سے آنریبل ممبروں کو یہ سمجھنے میں بڑی مدد ملیگی کہ اب تک محکمہ آبکاری کیا کرتا رہا ہے میں ایوان کے ہر حصہ سے اشتراک عمل کی درخواست کروں گا تاکہ جلد از جلد ہمارے غریب بھائی مکمل اجتناب کی برکتیں حاصل کر سکیں۔

انسداد منشیات کا دوسرا سال

عالیجناب ڈاکٹر کیلاش ناتھ کاٹجو صاحب وزیر آبکاری

کا پیغام

فرخ آباد بدایوں جونپور اور بجنور کے رہنے والوں کے نام

انسداد منشیات کا دوسرا سال شروع ہوتا ہے اور میں اس موقع پر ضلع فرخ آباد۔ بدایوں۔ جونپور اور بجنور کے رہنے والوں کو ان کے ضلع میں افیم۔ شراب اور دوسری نشے والی چیزوں کی لعنت کے خلاف تحریک شروع ہونے پر دلی مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ نیک کام ہمنے پچھلے سال ایٹہ اور مین پوری میں شروع کیا تھا جو کامیابی ہمکو وہاں ہوئی وہ ہر حیثیت سے حیرت انگیز ہے اس سال ہم ترک منشیات کے حلقہ میں چار اور ضلعے شامل کرتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ خدا کی مہربانی سے ان چاروں ضلعوں میں بھی ویسے ہی مفید نتیجہ مرتب ہونگے۔

بعض لوگ کہتے ہیں ہمارے صوبہ میں دراصل نشہ بازی کی بری عادت اتنی زیادہ عام نہیں ہے کہ حکومت کے لئے صوبہ میں مکمل ترک منشیات کا نافذ کرنا لازمی ہو جائے لیکن یہاں اس حقیقت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہندو اور مسلمان دونوں کی مقدس کتابیں شراب اور دارو کے استعمال کو منع کرتی ہیں اور ان پر نفرت کرتی ہیں۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ عام طور پر لوگ نشے کے عادی نہیں ہوتے لہٰذا ایسی حالت میں صرف چند نشہ بازوں کی عادت چھڑانے کیلئے حکومت اپنی اس کافی آمدنی کو کیوں ضائع کرے جو اسکو افیم شراب اور دوسری نشہ والی چیزوں سے حاصل ہے۔ لیکن وہ اس بات پر دھیان نہیں دیتے کہ ہمارے غریب ترین بھائی ان بری عادتوں میں گرفتار ہیں اور وہ اپنی تھوڑی سے آمدنی کا ایک بڑا حصہ نشہ بازی میں اڑا دیتے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ نہ صرف وہ لوگ خود تکلیف اٹھاتے ہیں بلکہ ان کے بال بچے بھی ان بری عادتوں کی وجہ سے بھوکے اور ننگے رہتے ہیں اسلئے عوام اور عوام کی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسے لوگوں کی بیویوں اور بچوں کو ان کی بری عادتوں کے برے نتیجوں سے بچائے۔

صرف یہ سوال نہیں ہے کہ آبکاری سے حکومت کو کتنی آمدنی ہوتی ہے بلکہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہر ایک روپیہ پر جو حکومت کو اس طرح حاصل ہوتا ہے نشہ باز اپنی بری عادتوں کے پیچھے تین تین چار چار روپیہ خرچ کرتا ہے۔ غریب آدمی کے لئے یہ نقصان بہت بڑا نقصان ہے

جو رقم وہ اس نشہ بازی میں اڑا دیتا ہے اس رقم سے وہ اپنے اور اپنے گھر والوں کی بڑی ضرورتیں پوری کرسکتا ہے یہاں ہکو یہ نہ بھولنا چاہئے کہ ترک نشیات کا صرف یہ مطلب نہیں ہے کہ حکومت کے لائسنس سے شراب افیم اور دوسری چیزیں نہ بکیں۔ بلکہ اسکا یہ مطلب ہے کہ خود عوام نشہ بازی سے سخت پرہیز کریں اور ہر ایک شخص ان بری عادتوں سے دور رہے۔ اگر لائسنس یافتہ دوکانیں بند کردی گئیں اور پھر بھی خلاف قانون کشیدگی جاری رہی یا چھپ چھپ کر نشہ آور چیزیں آتی رہیں اور لوگ شراب پیتے رہے تو اسکے یہ معنی ہوئے کہ ہم ناکامیاب رہے اور یہ ہمارے لئے سخت شرم کی بات ہے۔

حکومت خلاف قانون کشیدگی اور چھپا چھپا کر نشہ کی چیزیں لانے اور بیچانے کو بند کرنے کی ہر امکانی کوشش کریگی اور حکومت کے تمام قواعد اور قوانین نرمی کے ساتھ لیکن مضبوطی سے نافذ کئے جائینگے۔ جو لوگ عادتاً مجبور ہیں اور کچھ زمانہ کے لئے تھوڑی مقدار میں انکو افیم یا دوسری نشہ کی چیزوں کی ضرورت ہے اسکو طبی مشورہ سے محض صحت کے خیال سے کچھ نہ کچھ مقدار کی اجازت دیدیجائیگی لیکن در اصل نشہ بازوں کی لت چھڑانے کا یہ پاک کام محض حکومت ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ خود عوام کا بھی فرض ہے۔ یہ ایسا کام ہے جس میں ملک کی بھلائی چاہنے والا ہر شخص بے غرض اور جوش کے ساتھ کام کرسکتا ہے اسلئے ہر شخص کو چاہئے کہ وہ اپنے ذاتی اثر قول و فعل اور مثال سے اس نیک کام کو آگے بڑھائے اور رائے عامہ نشہ بازی کے خلاف اتنی زیادہ سخت ہو جائے کہ غیر قانونی کشیدگی اور نشہ آور چیزوں کو چھپا چھپا کر لانا صرف قانونی ہی جرم نہ رہے بلکہ ایک ایسا شرمناک کام سمجھا جائے جو خود سماج کے سلئے سخت مضر اور نقصان رساں ہے۔ ان باتوں کی روک تھام کرنا بہت ضروری ہے اور جو لوگ اس قسم کے کاموں کے مجرم ہوں وہ یہ سمجھیں کہ ذرا سے فائدہ کے لئے وہ دوسروں کو کتنا زیادہ نقصان پہونچا رہے ہیں۔

ہندوستان ایک غریب ملک ہونے کی حیثیت سے در اصل ان غریب کسانوں مزدوروں اور ہریجنوں کا ملک ہے جو اپنی زندگی بڑی غریبی میں بسر کرتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کو جسمانی اور ذہنی دونوں صورتوں سے طاقتور بنائیں ان میں خود اعتمادی خودداری اور ضبط نفس پیدا کریں۔ اگر ہم ان کو آزاد ہندوستان کے لائق فرزند بنانا چاہتے ہیں تو ہم اس مقصد کو اسوقت تک نہیں حاصل کرسکتے جب تک نشہ بازی کی بلا کو ہم اپنے درمیان سے دور نہیں بھگا دیتے۔ اسلئے فرخ آباد بدایوں بجنور اور جونپور کے تمام باشندوں سے ہندو مسلمان سکھ اور عیسائیوں سے ہر فرقہ ہر طبقہ ہر قوم سے ہر مذہب ہر ملت کے ماننے والوں

سے چھوٹوں سے بڑوں سے اور خاص طور پر ہر یجن بھائیوں کی بڑی بڑی پنچائتوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پاک تحریک اور مبارک کوشش میں حکومت کے ساتھ پورا تعاون کریں تاکہ ہماری کوششوں کو مکمل کامیابی حاصل ہو۔

عالیجناب پنڈت گووند بلبھ پنت صاحب وزیر اعظم کا پیغام

فرخ آباد بدایوں جونپور اور بجنور کے رہنے والوں کے نام

پچھلے سال میں بریلی اور ایٹہ میں ترک منشیات کو شروع کرتے وقت میں نے وہاں کے باشندوں کے نام ایک پیغام بھیجا تھا جس میں میں نے ان لوگوں کو اس بات پر مبارکباد دی تھی کہ ان کے ضلعے اس اسکیم کے افتتاح کے لئے چنے گئے ہیں جب سے ۱۲ مہینہ گذر گئے اور میں خوش ہوں کہ جو تدبیریں وہاں اختیار کی گئی تھیں وہ پوری طرح کامیاب رہیں۔ ان دونوں ضلعوں نے ایک ایسی تحریک میں سب سے آگے رہنے کا فخر حاصل کیا ہے جو مادی اور اخلاقی ہر حیثیت سے عوام کے لئے بیحد مفید ہے ان کی کامیابی دیکھکر میں سمجھتا ہوں کہ تمام سرپرستوں کو اپنے شکوک چھوڑ دینا چاہیئے اسلئے کہ اب ظاہر ہوگیا ہے کہ ترک منشیات کی اسکیم بالکل عملی اسکیم ہے اور اگر سرکاری اور غیر سرکاری لوگ آپس میں تعاون سے کام لیں اور کوئی کوشش بھی اٹھا نہ رکھی جائے تو یہ تحریک بغیر کسی دقت کے رائج ہوسکتی ہے اور کامیاب بنائی جا سکتی ہے۔ ہمارا مذہب ہماری تہذیب ہمارے رسم ورواج سب کے سب شراب اور دارو کے استعمال کے خلاف ہیں اگر ہم سے کسی شخص کو نشہ بازی کا شوق پڑ جاتا ہے تو اس کی یہ رغبت فطری نہیں ہوتی محض تفریحی ہوتی ہے اور اس لئے ہم اس سے یہ امید کرسکتے ہیں کہ وہ بغیر زیادہ تکلیف اٹھائے اس بری عادت کو چھوڑ سکتا ہے۔

حکومت بڑی مسرت اور دلچسپی کے ساتھ یہ دیکھ رہی ہے کہ مین پوری اور ایٹہ میں ترک منشیات کی وجہ سے دیہاتیوں کی سماجی اور مالی حالت میں کتنی اہم تبدیلیاں ہوگئی ہیں۔ کتنے دیہاتوں میں کسانوں نے اپنے قرض ادا کردئے ہیں اور اپنے رہنے سہنے کے معیار کو بڑھا دیا اس لئے اس تحریک کی وجہ سے ان کو پیٹ کھانے کپڑے

تک زیادہ روپیہ خرچ کرنے کا موقع مل سکا اور وہ عام طور پہ زیادہ بہتر زندگی بسر کر سکتے ہیں مین پوری اور ایٹہ کی کامیابی سے بڑی ہمت بڑھائی اور اسی وجہ سے حکومت نے اس تحریک میں اب دوسرا قدم بڑھا رہی ہے۔ اور ترک منشیات کے علاقہ میں چار اور ضلعوں کو شامل کر رہی ہے یعنی بدایوں فرخ آباد بجنور اور بجنور ایا اس سکیم کو کامیاب بنانا ان ضلعوں کے باشندوں کا کام ہے۔ مجھے پورا بھروسہ ہے کہ ترک منشیات کی اسکیم رائج ہونے سے نہ صرف آپ کے ان ضلعوں میں زندگی زیادہ ستھری اور زیادہ صحت بخش ہو جائیگی بلکہ ساتھ ہی ساتھ اس میں زیادہ خوشی اور زیادہ چمک بھی پیدا ہو جائیگی۔ آپ کو ایک شاندار موقع مل رہا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں گے اور اپنی ہر امکانی کوشش سے اس تحریک کو کامیاب بنائینگے۔ میری دعا ہے کہ خدا آپکے ضلعوں کو اس فخر و اعزاز کا پورا اہل ثابت کرے اور یہ چاروں ضلعے مع مین پوری اور ایٹہ کے ضلعوں کے ترک منشیات کی راہ میں صوبہ کے تمام ضلعوں کے لئے شمع ہدایت ثابت ہوں اور ہمارا صوبہ جلد از جلد اس بری بلا سے نجات پا جائے جس نے محلوں اور جھونپڑوں کو یکساں تباہ کر رکھا۔ میں ان ضلعوں کے ہر طبقہ کے سرکاری اور غیر سرکاری لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ پورے اتحاد اور اشتراک عمل سے کام لیں تاکہ یہ اسکیم مکمل طور پر کامیاب ہو۔

صحت عامہ

یوپی اسمبلی میں آنریبل وزیر لوکل سلف گورنمنٹ کی تقریر

مجلس قانون ساز میں صحت عامہ کا گرانٹ پیش کرتے ہوئے آنریبل وزیر لوکل سلف گورنمنٹ نے فرمایا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس موقع پر محکمہ کے متعلق کچھ ایسی معلومات بھی پیش کر دیجائے جو آنریبل ممبروں کے لئے مفید ہو۔ جیسا کہ آنریبل ممبروں کو معلوم ہے ۱۹۳۸ء کے نصف آخر میں ہردوار کے کمبھ میلہ سے ہیضہ کی ایک شدید

وبا شروع ہوئی اور وہ سارے صوبہ میں پھیل گئی۔ اس وبا نے بڑا نقصان پہونچایا حالانکہ محکمہ صحت عامہ نے وبا پر قابو پانے اور شہری اور دیہاتی وبا زدہ حلقوں کے باشندوں کی مدد کرنے میں کوئی کوشش اٹھا نہ رکھی۔ میں نے خود اس زمانہ میں کئی ضلعوں کے دورے کئے اور میں اس بات کی تعریف کرنا ضروری سمجھتی ہوں کہ اس دوران میں محکمہ کے تمام سرکاری لوگوں اور غیر سرکاری اداروں جیسے کانگریس کمیٹیوں اور نیز اس ایوان کے آنریبل ممبروں نے اپنے اپنے اضلاع میں بڑی پر خلوص خدمات انجام دیں اور بڑی سرگرمی کیساتھ حکومت کا ہاتھ بٹایا۔ حکومت نے وبا پر قابو حاصل کرنے کے لئے ... ۴۶ ہزار روپیہ خرچ کئے اور آخر کار وبا کو دبا لیا۔ اس وبا کے دوران میں یہ پتہ لگا کہ صحت عامہ کے معمولی ادارے اپنے معمولی ذرائع کیساتھ ایسی شدید وباؤں کا مقابلہ کرنے کے اہل نہیں۔ چنانچہ ہر فرقہ اور ہر نقطہ نگاہ کے غیر سرکاری حضرات سے مشورہ کرنے کے بعد یہ طے پایا کہ غیر سرکاری ادارے بھی قائم کئے جائیں اور ان کے ذریعہ وبا کا صرف مقابلہ ہی نہ کیا جائے بلکہ مدافعتی طریقوں کی بھی تبلیغ کیجائے لیکن مجھے افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس وبا کے بعد سے نہ ان غیر سرکاری اداروں نے کوئی مدافعتی کام کیا ہے اور نہ ان غیر سرکاری حضرات نے صحت عامہ کا تخیل ابھی تک عوام کے ذہن میں صاف نہیں ہوا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ دوسرے محکموں کے مقابلہ میں یہ محکمہ صحت عامہ اچھوت سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ ان کے خیال میں اس کا اصل مقصد صرف یہ ہے کہ یہ لوگوں کے دروازوں کے سامنے سے کوڑا کرکٹ دور کرے کیا اور اسیطرح کے دوسرے ایسے کام کرے جن سے غلاظت دور ہو اور شہر میں صفائی رہے اسکا یہ نتیجہ ہے کہ جب بھی کوئی وبا پھیلتی ہے۔ تو بڑا شور و غل مچتا ہے، افسران محکمہ پر الزامات لگائے جاتے ہیں جو لوگ صحت ضلع کے ذمہ دار ہوتے ہیں ان پر تنقیدیں کیجاتی لیکن یہ اہم بات بالکل بھلا دیجاتی ہے کہ ایم ایل سی اور ان اضلاع کے دوسرے ذمہ دار اشخاص اپنے حلقوں کے عوام کو اصول صحت کی تعلیم دینے میں کوئی کوشش نہیں کرتے حالانکہ یہ ایک ایسی ضروری بات ہے جس کا تعلق نہ صرف سارے صوبہ کی زندگی سے بلکہ پوری قوم کی زندگی سے ہے میں کسی خاص جماعت پر تنقید نہیں کرنا چاہتی لیکن جو حضرات تجویز تخفیف CUT MOTION پیش کرنا چاہتے اور محکمہ کی خدمات پر الزامات لگانا چاہتے ہیں اُن کو صرف یہ احساس دلانا ضروری سمجھتی ہوں کہ ان کی بے پروائی کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ تعلیمیافتہ طبقہ نے

عوام کو وبائی امراض کے مدافعتی طریقوں کی تعلیم دینے یا اُن کا مقابلہ کرنے کے طریقے بتانے میں ذرا بھی زحمت نہیں گوارا کی ہے۔

میں نے ایسے زمانہ میں بھی بہت سے ضلعوں کے دورے کئے ہیں جب ہمارا صوبہ بری طرح وبا زدہ اور ایسے زمانہ میں بھی جب وبائی بیماریوں سے نجات تھی میں نے دیکھا ہے کہ وہ لوگ جو ایوان میں عوام کی ہمدردی پر بڑی بڑی تقریریں کرتے ہیں اور ان کی تکلیفوں پر فصاحت و بلاغت کے دریا بہاتے ہیں وہ اپنے اضلاع کے وبا زدہ عوام سے دراصل کسی درجہ بے پروا اور بے غرض رہتے ہیں۔ میں ان حضرات سے صرف یہ درخواست کروں گی کہ جب وہ اس ایوان سے باہر تشریف لے جائیں تو اپنی تھوڑی سی فصیح البیانی اپنی اپنی تحصیلوں اور اپنے اپنے ضلعوں کے جاہل اور وہم پرست باشندوں کو یہ سمجھانے میں بھی صرف کریں کہ وہ کسطرح خود اپنی مدد کرسکتے ہیں

کسی محکمہ صحت عامہ کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ بیماری کو دور کرے اور ایسے حالات پیدا کرے جن میں بیماری کا پھیلانا ناممکن ہو جائے۔ ہم اکثر سنتے ہیں کہ لوگ بہتر معیار زندگی بہتر طرز رہائش بہتر تعلیم اور دوسری ان تمام باتوں پر گفتگو کرتے رہتے ہیں جو قوم کو بہتر بناتی ہیں۔ لیکن اس گفتگو سے کیا فائدہ اگر آپ اس ایوان کے باہر جاکر خود اپنے عمل سے انہی چیزوں کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ میں جو کچھ کہہ رہی ہوں مخالفین اور حکومت یعنی ایوان کے دونوں حصوں کے لئے یکساں درست ہے

آنریبل ممبروں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ صحت انسان کی زندگی میں سب سے زیادہ اہم ہے اور ہمارے اس غریب ملک میں تو صحت کی قیمت کہیں زیادہ ہے اس لئے کہ بیماری روزی کمانے کی طاقت کو کم کردیتی ہے۔ اب میں ایوان کو اس بات پر توجہ دلاتی ہوں کہ حکومت صحت کی تحریکات کو ایک وسیع حلقہ میں رائج کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن ہم یہ صرف اس صورت میں کرسکتے ہیں جب یہ کام منظم طور پر اور اس طرح سے شروع کیا جائے کہ ساری پبلک اس کو سمجھ سکے اور قبول کرسکے۔ سرکاری اور غیر سرکاری دونوں حیثیتوں سے خدمت عامہ کا تجربہ رکھتے ہوئے میں کہہ سکتی ہوں کہ حکومت کے اس مفید ارادہ سے اس وقت پورے فائدے حاصل ہوسکتے ہیں۔ جب اس ایوان کے آنریبل ممبران عوام کو نئے خیالات سمجھانے کی پوری کوشش کریں۔ مجھے پورا یقین ہے کہ اگر سچے لوگ سچے طور پر اس کام کو شروع کردیں تو نہ صرف اس صوبہ کے ہر گاؤں کو اپنی آئے دن کی مصیبتوں سے نجات ملجائیگی بلکہ گاؤں والوں کی صحت

بھی بہت عمدہ ہو جائیگی جو قوم کے لئے ایک بڑی نعمت ہے۔ اس سال محکمہ نے جو کام کئے ہیں ان میں صحت اسکیم کی پانچ اور ضلعوں میں توسیع اور چار نئے کتے کے کاٹے کا علاج کرنے کے مرکزوں کا قائم کرنا شامل ہے۔ ان مرکزوں کیوجہ سے اب لوگوں کو علاج کے لئے دور دراز کے سفر نہیں کرنا پڑینگے۔ ہمیں امید ہے کہ عنقریب ہم صحت اسکیم تمام اور ضلعوں میں رائج کر سکینگے۔ اور کتے کے کاٹے کے علاج کے لئے بھی بہت سے نئے مرکز کھول سکینگے۔ طاعون کو رفع کرنے کے لئے گورکھپور میں تجربہ کے طور پر چوہے مارنے کی اسکیم شروع کی گئی ہے ہمیں امید ہے کہ گورکھپور میونسپلٹی کی مدد سے ہم اس اسکیم میں کامیاب رہینگے اور یہ اسکیم ان تمام ضلعوں میں رائج کر دیجائیگی جہاں اکثر طاعون اکثر آتا رہتا ہے۔

جناب عالی! حکومت کا یہ ارادہ تھا کہ اس سال سارے صوبہ کے لئے ایک دودھ اسکیم شروع کیجائے جسکا یہ مقصد ہو کہ ہر شام کو کھیل اور دوسری ورزشوں کے بعد میونسپل اور شہری حلقوں کے ہر لڑکے کو خواہ اسے غذا کم ملتی ہو یا نہیں ایک خاص مقدار میں دودھ تقسیم کیا جائے۔ لیکن یہ بات بہت زیادہ بلند حوصلہ بات ثابت ہوئی اور مختلف مالی دشواریوں کیوجہ ہم اس اسکیم کو پوری طرح شروع نہ کر سکے۔ بہر حال مجھے امید ہے کہ عنقریب حکومت صوبجات متحدہ اپنے صوبہ کے بچوں کی صحت سدھار میں وہ تمام تدبیریں کریگی جو آج دنیا کے دوسرے حصوں میں روشن خیال حکومتیں کر رہی ہیں۔ فی الحال ہم نے آگرہ ضلع میں تجربہ کے طور پر ایک دودھ اسکیم شروع کی ہے اور اس کے لئے روپیہ بھی دیا ہے۔ امید ہے یہ اسکیم وہاں اتنی شاندار کامیابی حاصل کریگی کہ آئندہ سال اس کو دوسرے ضلعوں میں پھیلانے اور اس کے لئے زیادہ روپیہ دینے میں حکومت کو تامل نہ ہوگا۔ پچھلے سال پرتابگڈھ ہیلتھ یونٹ (جو راکفیلر انسٹیچیوٹ نے پہلے تین سال کے لئے شروع کی تھی اور بعد کو ایسے پانچ سال کی توسیع دی گئی تھی) پر بحث ہوئی تھی لیکن یہ نہیں طے ہوا تھا کہ آیا اسکو جاری رکھا جائے یا بند کر دیا جائے۔ بعد کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ ہیلتھ یونٹ طبی افسران کو ٹریننگ دینے کے علاوہ دوسری صورتوں سے بھی بہت مفید ثابت ہوئی ہے اس سے ملحق زچگی کے مرکز نے جو کام کئے ہیں وہ حقیقتاً بہت مفید ہیں اس لئے میں سمجھتی ہوں ہم لوگ اس یونٹ کو مستقل کرنے میں حق بجانب ہیں۔ کنواں سدھار کام کافی بڑے پیمانہ پر جاری رہا ہے اور گو میں جانتی ہوں کہ یہ پانی کی مانگ کے لئے کافی نہیں ہوا پھر

بھی میں جائز طور پر کہہ سکتی ہوں کہ ہم نے اس کام کو بھی بہت آگے بڑھا دیا ہے میں سمجھتی ہوں کہ ہم پوری طرح پانی کے مسئلہ کو حل کر سکینگے اور سارے دیہاتی حلقہ میں بہت سے اور کنویں بنوائے جائینگے۔

پچھلے سال کے میزانیہ میں شہری اور دیہاتی علقوں میں کھیل کی جگہیں بنانے کے لئے ایک رقم دی گئی تھی۔ ۵۰۰۰۰ روپیہ ۴۸ ضلعوں کو دیئے گئے تھے اور میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں سے بھی درخواست کی گئی تھی کہ وہ بچوں اور نوجوانوں کے کھیل کود کے لئے کھیل کی جگہیں بنائیں۔ دیہاتی حلقوں میں کھیل کی جگہیں صرف بچوں کے لئے ہوں گی اور ان سے ملے ہوئے اکھاڑے نوجوانوں کے لئے ہوں گے۔ چنانچہ فروری کے ختم تک دیہاتی حلقوں میں ۱۷۰۵ ایسے اکھاڑے بنائے گئے ہیں اور میونسپل حلقوں میں دس میں جانتی ہوں کہ یہ تعداد کم ہے لیکن میرا ارادہ ہے کہ آئندہ سال میں اس کام کو اچھی طرح بڑھاؤں۔ امید ہے آنریبل ممبران رائے عامہ کو اس کام کے موافق بنانے کی کوشش کرینگے۔ یہ کھیل کی جگہیں صرف شروع کا کام ہے اصل مقصد یہ ہے کہ جب بچے اسکولوں سے شام کو واپس ہوں تو انھیں کھیلنے اور ورزش کرنے کے لئے یہ کھلی ہوئی جگہیں ملیں اور جب وہ کھیل کود کر گھر جانے لگیں تو ان کو دودھ تقسیم کیا جائے۔ یہ بھی ارادہ ہے کہ ان جگہوں میں ایک شامیانہ قائم کیا جائے جس میں ایک نہ ایک گاؤں سدھار افسر تندرستی اور صفائی وغیرہ پر لکچر دے سکے اور میجک لالٹین سے ایسی باتیں سکھا سکے جن سے بچوں کو یہ معلوم ہو کہ ان کی تندرستی بہت کچھ اس بات پر منحصر ہے کہ وہ شروع ہی سے صحت کے مسئلوں کو کسطرح حل کرتے ہیں ہم سے برابر یہ خواہش کی جا رہی ہے کہ ہم ایسے مرکز اور زیادہ قائم کریں اور ہمیں امید ہے کہ آئندہ سال یہ ہمارے لئے بالکل ممکن ہوگا۔

چونکہ طبی میزانیہ کا مسئلہ اس سال ایوان کے سامنے نہیں پیش ہو سکا اور طبی محکمہ کے بعض معاملات آنریبل ممبروں کے سامنے نہیں آئے ہیں اس لئے میں جناب عالی کی اجازت سے دو ایک ایسی اسکیموں کا حوالہ دونگی جن پر حکومت غور کر رہی ہے اور جن کو اس ایوان کے سامنے آنا چاہیئے۔ پچھلے سال ایک تجویز تھی کہ عورتوں کے طبی اسکول آگرہ کو نرسنگ سنٹر بنا دیا جائے چنانچہ یکم جنوری سے یہ تجویز عمل میں آگئی ہے اور عورتوں کے طبی اسکول آگرہ نے ہندوستانی نرسوں کو ٹریننگ دینے میں مرکزی حیثیت سے کام شروع کر دیا ہے۔ اس سال ہم نے اس اسکول کے داخلہ کے لئے نئی نئی نصابی

نہیں طلب کی ہیں اور تین سال میں جب تمام موجودہ طالبعلم اپنے کورس کی تکمیل کر لینگے تو یہ اسکول اپنی سابقہ تعلیم بند کر دیگا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم انٹرنس پاس لڑکیوں کو اس اسکول میں نرسنگ کی ٹریننگ کے لئے داخل کریں۔ ان کا نصاب تین سال کا ہوگا۔ یہ نرسیں معقول فیس پر لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہو جائینگی اور اسطرح ہمارے صوبہ کے لئے نرسوں کا مسئلہ حل ہو جائیگا۔ ابھی تک اس اسکول کے داخلہ پر مرض کے مطابق آمادگی نہیں ظاہر ہوئی ہے۔ بہت سی لڑکیوں نے درخواستیں دیں لیکن چونکہ اس کا مقصد متوسط درجہ کی ایسی لڑکیوں کو ٹرین کرنا تھا جو سماجی خدمت کی اہمیت سمجھتی ہوں اس لئے کئی درخواستیں منظور نہیں کی جا سکیں۔ ابتک جس قسم کی لڑکیاں آئی ہیں وہ چونکہ اپنے ذہن میں سماجی خدمت کی معقول اہمت نہیں رکھتی تھیں اس لئے ناکامیاب رہیں۔ میں امید کرتی ہوں کہ آئندہ بہت زیادہ لڑکیاں آئینگی اور نرسنگ کا معیار اس درجہ تک بلند ہو جائیگا جس کا وہ مستحق ہے۔ آگرہ نرسنگ اسکیم کیساتھ ساتھ حکومت آگرہ لیڈی لیئل ہسپتال کو بھی ایک عمدہ رہگی ہسپتال بنا دینا چاہتی ہے۔ یہ ہسپتال آگرہ دنیز باہر کے باشندوں کی معقول خدمت کرتا لیکن بدقسمتی سے سرمایہ کی کمی نے اسے معذور کر دیا ہے بہرحال یہ اسکیم حکومت کے پیش نظر ہے اور میں سمجھتی ہوں اس سال ہم اس کو منظور کر سکینگے اور آئندہ میزانیہ سے پہلے لیڈی لیئل ہسپتال صوبجات متحدہ کا ایک اچھا ادارہ بنجائیگا۔ پچھلے سال ایوان نے دیہاتی حلقوں میں طبی امداد کے لئے کچھ رقم منظور کی تھی۔ چنانچہ ہم نے ۱۶ سفری شفا خانے جاری کئے ہیں ۴۸ مقامی شفا خانے کھولے ہیں ۴۴ زچہ و بچہ کی فلاح کے مرکز بنائے ہیں اور ۱۹۲ اودشد ہالے اور دوا خانے قائم کئے ہیں پبلک سروس کمیشن کی طرف سے حکیموں اور ویدوں کے انتخاب میں دیر ہونے کیوجہ سے ان اودشد ہالوں اور دوا خانوں نے ابھی اپنا کام نہیں شروع کیا ہے۔

نئی اسکیم میں دیہاتی شفا خانوں کے ڈاکٹر پبلک ہیلتھ یونٹ کے ساتھ بھی کام کرینگے اور اس طرح گاؤں والوں کو بہتر طبی امداد مل سکیگی۔ پچھلے سال عورتوں کے لئے ایک سفری شفا خانہ جاری کیا گیا تھا۔ لوگوں نے اس کو بہت مفید خیال کیا اور اسوقت سے ابتک صوبہ کے کئی ممتاز حضرات مجھکو یہ لکھ چکے ہیں کہ مزید سفری شفا خانے (عورتوں کے لئے) جاری کئے جائیں اور وہ لوگ اس غرض کے لئے روپیہ دینے کو بھی تیار ہیں۔ جو شفا خانہ ہم نے قائم کیا تھا وہ بہت ہی اطمینان بخش کام کر رہا ہے لیکن صرف ایک سفری شفا خانہ (عورتوں کے لئے) سے صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا۔ سیتا پور کے ضلع

میں دوسرا شفا خانہ جاری کرنے کے لئے مسٹر گھن شام داس برلا نے ۵۰۰۰ روپئے دئے ہیں۔

اس لئے مجھے امید ہے کہ اس سال کے ختم تک ہمارے صوبہ میں نصف درجن سے زیادہ شفا خانے کام کرنے لگیں گے جو ۴۸ مقامی اور ۱۶ سفری شفا خانے قائم کئے گئے ہیں ان سب میں ایلو پیتھک ڈاکٹر کام کر رہے ہیں افسوس ہے کہ اس وقت صرف ۳۸ شفا خانے کام کر رہے ہیں اس کی یہ وجہ ہوئی ہے کہ ہم کو کافی درخواستیں نہیں موصول ہوئیں لیکن امید ہے کہ بقیہ دس بھی جلد ہی جاری ہو جائیں گے۔ میں ایوان کو بتانا چاہتی ہوں کہ گو ہر دوار کی وبائی بیماری کیوجہ سے اعداد و شمار میں فرق ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود سارے صوبہ کے اعداد و شمار مجموعی حیثیت سے کچھ کم ہی رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ باوجودیکہ ہم کو اپنے اس وسیع صوبہ میں ناخواندگی وہم پرستی جہالت اور ذرائع رسل اور رسائل کی کمی کی وجہ سے بڑی دشواریوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے پھر بھی نہ صرف معقول طبی امداد پہونچانا ممکن ہے بلکہ عوام میں اپنی آپ مدد کر لنے کا بھی جذبہ پیدا کیا جا سکتا ہے اس لئے میں اس ایوان کے معزز ممبروں سے درخواست کرونگی کہ وہ اپنے اپنے ضلعوں میں اس کی کوشش کریں اور اپنی دشواریوں کو حکومت کے سامنے پیش کریں تاکہ ہم کو یہ معلوم ہو سکے کہ دراصل دیہاتی حلقوں کے کیا مسائل ہیں اور وہ کسطرح حل کئے جا سکتے ہیں میں صرف سرکاری ذرائع سے کام کرنے کی قائل نہیں ہوں اور جو حضرات بھی ایسی تجویزیں پیش کرینگے جن سے اس صوبہ کی صحت عامہ بہتر بن سکیگی خواہ وہ ایم ایل سی ہوں یا نہ ہوں میں انکی تجویزوں کو خوشی سے قبول کروں گی

صوبجات متحدہ میں اصلاحات جیلخانہ

مجرم کے ساتھ نیا سلوک

حکومت صوبہ جات متحدہ کی مقرر کردہ محکمہ جاتی جیل کمیٹی کی رپورٹ شائع کر دی گئی ہے۔ اس کمیٹی میں مسٹر گوپی ناتھ سریواستوا پارلیامنٹری سکریٹری لفٹننٹ کرنل۔ ایچ۔ ایم سلامت اللہ۔ ایم۔ سی آئی۔ ایم۔ ایس۔ انسپکٹر جنرل جیلخانہ جات صوبہ جات متحدہ اور بریلی کے مرکزی قیدخانہ اور کمسنوں

کے جیل کے سپرنٹنڈنٹ لفٹننٹ کرنل اے۔ ایچ۔ شیخ آئی۔ ایم۔ ایس شریک تھے۔

اس کمیٹی کو حکومت کی مقرر کردہ دو جیل کمیٹیوں کی سفارشات کی جانچ کرنا تھی (جنمیں سے ایک تو ماہرین کمیٹی تھی اور دوسری اراکین ایوان قانون ساز کی) تاکہ ان کی سفارشوں کے مالی پہلو پر غور کرکے ان کو رائج کیا جائے اور اسکے بعد اگر ضرورت ہو تو مجوزہ اخراجات بجائے تین سال کے پانچ سال میں پورے کئے جاویں۔

کمیٹی نے موجودہ نظام جرمیات میں دفع الوقتی کی ترمیمات کرنے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ اس میں اساسی تبدیلیاں تجویز کی ہیں۔ کمیٹی کا یہ خیال ہے کہ جیل کے دستور العمل میں ترمیم کی ضرورت ہے لہذا اس دستور العمل پر نظر ثانی کرنے کے لئے کمیٹی نے ایک سب کمیٹی کے تقرر کی سفارش کی ہے۔

کمیٹی نے یہ بتایا ہے کہ آگے چلکر ان ابتدائی اخراجات میں حقیقتاً کفایت ہوگی کیونکہ اگر جیل کی آبادی ۲۰ فیصدی کم کی گئی تو ان قیدیوں کی محنت سے نقصان میں کمی ہو جاویگی۔

سفارشات

ذیل میں کمیٹی کی کچھ سفارشات درج کی جاتی ہیں:۔ انسپکٹر جنرل صاحب کا ایک نائب (اسسٹنٹ) مقرر کیا جائے۔ انسپکٹر جنرل کی بے انتہا مشغولیتوں کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ جگہہ بہت ضروری معلوم ہوئی۔ یہ بھی ایک بہت ضروری امر ہے کہ صدر مقام پر ایک با اقتدار نگراں حاکم رہے محکمہ کی بہتری کے متعلق اسکیموں پر عمل کرنے اور مجرمین کی اصلاح کرنے کا تو ذکر کیا۔ انسپکٹر جنرل کے لئے بغیر ایک نائب کی مدد کے صدر مقام کے تمام مختلف فرائض کا انجام دینا اور مکمل معائنے کرنا بھی مشکل ہے

انتظام میں اصولی تبدیلیاں

اسکے علاوہ ایک افسر اصلاحات کا الحاق کم سے کم ایک سال کے لئے انسپکٹر جنرل صاحب جیل کے دفتر سے ہونا چاہئے۔ کمیٹی نے یہ بتایا ہے کہ اس کی مجوزہ بنیادی تبدیلیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اور اسکیموں کی تفصیلات کے برتے جانے کے لئے یہ لازمی ہے کہ کم سے کم ایک سال کے لئے اس کام پر ایک مستقل افسر مقرر کیا جائے۔

کمیٹی اس بات کی بھی سفارش کرتی ہے کہ اول درجہ کے ضلع کے جیلوں کے لئے ایک مستقل سپرنٹنڈنٹ کی ضرورت ہے۔ پہلے ۸ امیدواران جگہوں کے لئے چھانٹے جائیں جنمیں سے ۲ تو عمومی ٹریننگ کے لئے ہوں ایک کمسن مجرموں کے اسکول کے لئے اور ایک ان کمسن مجرموں کی

نگرانی کے لئے ہو جو سزا پا چکے ہیں اور جو اچھا چال چلن رکھنے کی ذمہ داری لینے پر سزایاب نہیں ہوئے۔

ضلع جیل کے سپرنٹنڈنٹ کی جگہوں پر جو لوگ بھرتی کئے جائیں انکے متعلق کمیٹی نے ذیل کی استعداد کے متعلق پرزور طریقہ پر سفارش کی:-

(ا) ارٹ یا سائنس کا بی۔ اے پاس جن لوگوں نے عمرانیات یا نفسیات کے مضامین لئے ہوں ان کو ترجیح دی جائے۔

(ب) ڈاکٹری کا گریجویٹ، امراض دماغی کے جاننے والے کو ترجیح دی جائے

(ج) مسلمۃ الثبوت قابل جیلر جنکی عمر ۳۰ اور ۴۰ سال کے درمیان ہے۔ انتظام جیل کی ٹریننگ کی اچھی زمین تیار کرنے کے لئے یہ لازمی ہے کہ اس کام کے لئے صرف وہی لوگ چنے جائیں جو بہت اچھے تعلیم یافتہ ہوں۔

امیدواروں کو بعد انتخاب لازمی ہوگا کہ وہ اپنے صرفہ سے ٹریننگ حاصل کریں اور غیر ممالک میں جاکر جیل وغیرہ دیکھیں، وہاں سے واپسی پر حکومت انکو قطعی طور پر جگہ دینے کی ذمہ دار ہوگی۔

ضلع جیل کے سپرنٹنڈنٹ کی تنخواہ کی شرح ۲۵۰-۱۰-۵۰۰ ہونی چاہیئے۔ اس عہدہ کی اہمیت کے لحاظ سے شرح تنخواہ کچھ ایسی زیادہ نہیں ہے ان سپرنٹنڈنٹ صاحبان کو مکان بھی مفت دیا جائے یا جب تک اس قسم کے مکانات تیار نہ ہوں اس وقت تک مبلغ ۵۰ روپیہ کرایہ مکان دیا جائے۔

سفارش کی جاتی ہے کہ وہ عارضی عملہ جو تین سال سے زیادہ سے کام کر رہا ہے اسے مستقل کر دیا جائے۔ اور یہ کہ ریوالور جیلر کی وردی کا ایک حصہ قرار دیا جائے اور ڈپٹی جیلروں کو ریوالور یا بندوق کا مفت لیسنس دیا جائے۔

وارڈران

چھٹیوں کے قواعد کے لئے وارڈروں کو زیر دفعہ ۲۹۶ سول سروس ریگولیشن "سپیریر" (اعلیٰ) درجہ میں گردانا جائے۔ اگرچہ وارڈروں کو جہاں تک پنشن کا تعلق ہے اعلیٰ درجہ میں شمار کیا جاتا ہے لیکن چھٹیوں کے قواعد ان پر ادنیٰ درجہ کے سرکاری ملازمین والے عائد ہوتے ہیں۔ اس سے وارڈروں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے یعنی یہ کہ گیارہ مہینے کام کرنے کے بعد ان کو صرف پندرہ دن کی چھٹی ملتی ہے۔

عورتوں کے عملہ کے متعلق یہ سفارش کی گئی ہے کہ صرف ان عورتوں کو میٹرن کی جگہ دیجائے جنکی استعداد سب اسسٹنٹ سرجن کی ہو اور جنکی عمر ۳۰ سال سے زیادہ ہو زنانے وارڈروں کی تنخواہ مبلغ ۲۵ روپیہ مقرر کی جائے اور تدریجی طریق پر ان کو ترقی دی جائے ان کو ہر تیسرے

سال ایک روپیہ ترقی دی جائے۔

سفارش یہ کی گئی ہے کہ محکمہ جیل خود اپنے اہتمام میں ماتحت ڈاکٹروں کو رکھے۔ موجودہ حالت میں جو ماتحت ڈاکٹر ہیں وہ محکمہ جیل کی مستقل ملازمت میں نہیں ہیں۔ ان کا صوبہ کی ڈاکٹری کے عام نظام سے تعلق ہے اور وہ سول ہسپتالوں کے انسپکٹر جنرل کے نگرانی میں ہے انکی تنخواہ اور بھتہ کا بار محکمہ جیل پر پڑتا ہے۔ اس ملازمت پر جو صرفہ ہوتا ہے اسکی رقم سالانہ ایک لاکھ سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس قدر صرف گران کے باوجود محکمہ جیل کا انکی بھرتی، انتخاب، تقرری، چھٹی، تبادلہ یا سزا دہی میں کوئی ہاتھ نہیں ہوتا۔ انسپکٹر جنرل سول اسپتال کی مرضی اور حکم پر ان کا تقرر یا علیحدگی محکمہ جیل سے ہوتی ہے۔

کمیٹی کی یہ رائے ہے کہ جیل کے ڈاکٹروں کی ایک بالکل الگ ملازمت ہو جو بالکل انسپکٹر جنرل جیل کے ماتحت ہو۔

جیل کے ڈاکٹروں کی جگہوں پر ۶۰ آدمی ہونے چاہئیں اور اس میں چھٹی کے انتظام وغیرہ کے لئے پندرہ فیصدی اور زیادہ ہونے چاہئیں یعنی ان کی مجموعی تعداد ۶۷ ہو۔ ان لوگوں کی استعداد ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کی ہو اور جیل کے قواعد کی رو سے جیل کے افسروں کی اہلیت اور جسمانی صحت جو ہوتی چاہیئے وہ ان کی بھی ہو۔ ان کا تقرر مبلغ ۸۰ روپیہ پر ہو اور ترقی کے بعد مبلغ ۱۵۰ روپیہ ہو اور پھر پوسٹ گریجویٹ کا نصاب پاس کرنیکے بعد مبلغ ۲۰۰ روپیہ تک ترقی ہو جس میں ۸ روپیہ پر اور ۱۲ روپیہ پر امتیازی حدود قائم کئے جائیں۔

ماتحت ڈاکٹر جو محکمہ جیل کے ذریعہ بھرتی ہونگے اگر ان میں اور دوسری اہلیتیں بھی ہونگی تو ضلع کے جیل خانوں کے مستقل سپرنٹنڈنٹ کی جگہ پر تقرری کے لئے بھی ان کی امیدواری کے متعلق غور کیا جاسکتا ہے۔

وارڈروں کی ٹریننگ

کمیٹی نے لکھنؤ میں نائب جیلروں اور وارڈروں کے ٹریننگ اسکول قائم کرنیکی پرزور سفارش کی ہے۔ موجودہ عملے نے ایک ایسے تعزیری فلسفے کے زیر اثر نشوونما پائی ہے جس میں سوائے نگرانی اور سزا کی دوسری چیز کے لئے جگہ نہیں اصلاح مجرمین کی اس طریقہ کار میں کوئی اہمیت خاص نہ تھی۔ یہ ایک ظاہری سی بات ہے کہ اگر قیدیوں کے اصلاح کے لئے کوئی تعمیری علاج کامیاب طریقہ پر چلانا مقصود ہے تو موجودہ جیل خانوں کے عملے کے لئے اعلیٰ تعلیم اور نیک چلنی ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ان کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں پوری ٹریننگ بھی حاصل ہونی

چاہیے جسطرح کہ دوسرے پیشہ کے لوگ اپنے کاموں کے لئے کام سکھائے جاتے ہیں یہ بات گمان میں بھی نہیں آسکتی کہ ایک شخص کیونکر ایک بڑے گروہ کے اخلاقی اور ذہنی نشوونما کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنے پر مامور کیا جاسکتا ہے جبکہ اس نے ایسے اہم قومی کام کو انجام دینے کے ضروری ٹریننگ حاصل نہیں کی۔

قیدیوں کے درجے

کمیٹی کی یہ سفارش ہے کہ قیدیوں کے دو درجے ہوں ایک سیاسی اور دوسرا غیر سیاسی۔ سیاسی قیدیوں کی تعریف یہ ہے کہ وہ سیاسی اغراض و مقاصد کی بنا پر جرم کے مرتکب ہوئے ہوں (نہ کہ ذاتی فائدے کے خیال سے) لیکن جو لوگ فرقہ دارانہ فساد پیدا کرنیکی وجہ سے سزایاب ہوئے ہوں ان کو سیاسی قیدی تصور نہیں کیا جائے گا۔ ملک کی سیاسی ترقی کی خاطر یہ ضروری ہے کہ فرقہ دارانہ اختلافات مٹا دیئے جائیں اور اگر کوئی سیاسی کارکن بھی ان فرقہ دارانہ تعصبات کی ہوا میں اڑنے لگے تو وہ بھی جیل کے اندر کسی مخصوص برتاؤ کا مستحق نہیں ہے۔

سیاسی قیدی

سفارش کی گئی ہے کہ (الف) تمام سیاسی قیدیوں کو ایک جیل میں رکھا جائے (ب) ان کو ایک دوسرے سے ملنے کی اجازت ہو (ج) سرکاری خرچ سے ان کو ایک اپنی پسند کا اخبار ملے اور اپنے صرفہ سے وہ ایک دوسرا اپنی پسند کا اخبار خرید کرسکیں (د) ان کو لکھنے کی تمام چیزیں ملنی چاہئیں اور روشنی کا مناسب انتظام ہو۔ (ہ) موجودہ بی کلاس کے قیدیوں کو جو کھانا کپڑا دیا جاتا ہے وہی سیاسی قیدیوں کو دیا جائے اور ان کو اس بات کی اجازت ہو کہ وہ اس میں اپنے صرفہ سے اضافہ کرسکیں۔ (و) ان کو ہفتہ میں ایک خط لکھنے کی اجازت ہو اور جتنے بھی خط ان کے نام آویں وہ ان کو دیئے جائیں۔ ضروری خطوط ان کو فوراً دیئے جائیں۔ (ز) فی ہفتہ ایک ملاقات کی ان کو اجازت ہو۔ (ح) فی زمانہ اے اور بی کلاس کے قیدیوں کو جن کھیلوں کے کھیلنے کی اجازت ہے وہ ان سیاسی قیدیوں کو بھی ہونی چاہیئے۔ اور ان لوگوں کو اپنے صرفہ پر باجہ وغیرہ بھی رکھنے کی اجازت ہو۔ (ط) ان کو صحن میں سونے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ (ی) انکو سوائے ان کاموں کے جو وہ خود کرنا چاہیں کسی اور کام کے لئے مجبور نہ کیا جائے کام کا انتخاب اور اسکا کرنا دونوں ان کی مرضی پر ہو۔ (ک) ان کے خاندان میں کسی بیماری یا کسی حادثہ کے ہو جانے کی صورت میں ان کو واپسی کے وعدہ پر رہا کر دینا چاہیئے اور اگر خود وہ بیمار ہوں تو اس حالت میں کسی طبیب یا

ڈاکٹر سے اپنے صرفہ پر ان کو مشورہ کرنے اور علاج کرنے کی اجازت ہو۔ (ل) عورت قیدیوں کو تیل کنگھا سیندور اور چوڑیاں ملنی چاہئیں۔ (م) آج کل بی کلاس کے قیدیوں کو جو آسانیاں مہیا ہیں وہ سب مستورات قیدی کو دیجائیں۔ (ن) باجے وغیرہ اپنے خرچہ پر ان کو دیئے جائیں۔

کم رعایتیں

جیل کے قواعد کی خلاف ورزی پر سیاسی قیدیوں کو صرف ذیل کی سزائیں دیجائیں:۔
(۱) تشدد کے سلسلہ میں تنہائی کی سزا ایک بار پندرہ دن سے زیادہ کی نہ ہو۔ (۲) سوائے کھانے بستر اور کپڑوں کے اسی درجہ کی دوسری مراعات سے محروم کر دیئے جائیں لیکن یہ سلسلہ ایک مہینہ سے زیادہ تک نہ جاری رہے۔

غیر سیاسی قیدی "اتفاقی" اور "عادی" دو قسموں میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ اتفاقی قیدیوں کو پھر دو درجوں "اسٹار کلاس" اور "معمولی" میں تقسیم کیا گیا ہے اور "عادی" کو "معمولی" "عادی ناقابل اصلاح" اور "پیشہ ور" میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس درجہ بندی کی وجہ یہ ہے کہ اول تو ان قیدیوں کو جنھوں نے جرم کرنا اپنا پیشہ بنا لیا ہے ان قیدیوں سے جنکا جرم مجرمانہ عادت کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ جان بوجھکر کیا گیا ہے الگ رکھا جائے تاکہ ان مجرموں کی برائیوں کا اثر ان قیدیوں میں نہ آجائے۔

اسٹار کلاس میں وہ اتفاقی قیدی رکھے جاوینگے جنکا رویہ سب سے بہتر ہوگا۔ صرف وہ قیدی اس درجہ میں رکھے جاوینگے جو اخلاق سوز یا بہت ہی بے رحمانہ تشدد کے مرتکب نہیں ہونگے ان لوگوں کے ساتھ سوائے خوراک کپڑے اور بستر کے جو سب کا ایک سا ہوگا باقی اور تمام باتیں موجودہ بی کلاس کے قیدیوں کی سی ہونگی ایک قیدی کو اس کے اچھے چال چلن پر اسٹار کلاس میں رکھا جاسکتا ہے اور اسی طرح اس کے برے کام کرنے پر تنزلی ہوسکتی ہے۔

سفارش یہ کی گئی ہے کہ تمام قیدیوں کو عدالت درجے دے اور درجہ دینے میں کسی قسم کا امتیاز نہ کیا جائے۔ عدالتوں کو یہ ہدایت کی جائے کہ قیدیوں کو درجہ دینے کے وقت وہ "سیاسی" یا "غیر سیاسی" بہت صاف صاف تحریر کردیں۔ اسکے علاوہ وہ "اتفاقی" اور "عادی" کو بھی الگ کردیں۔ سیاسی یا غیر سیاسی تفریق میں صوبہ جاتی حکومت کو تبدیلی کرنے کا حق ہوگا۔

مخلوط جیل خانوں کا خاتمہ

اسوقت تمام جیل خانے مخلوط ہیں۔ اگرچہ مختلف درجوں کے لئے الگ الگ جگہیں ہیں مگر ایک ہی جیل میں ہونے کی وجہ سے ایک قیدی سے دوسرے کو قطعی الگ کرنا ناممکن ہے۔ درجے

بنانے کا جو مقصد ہے وہ صرف اسی وقت پورا ہوگا جب ایک جیل کے تمام قیدی ایک ہی قسم کے برتاؤ اور ٹریننگ پانے والے ہوں۔ جیل کو ایک کامیاب طریقہ پر چلانے کے لئے جتنا ضروری کہ قیدیوں کا درجہ بنانا ہے اگر اس سے زیادہ نہیں تو اتنا ہی جیل کا درجہ بنانا بھی لازمی ہے۔ لہذا مختلف درجہ کے قیدیوں کے لئے مختلف قسم کے جیل ہونا ضروری ہیں۔

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حکومت ان لوگوں کو جو جیل جانے سے پہلے اچھی رہائش کے عادی رہے ہوں درخواست دینے پر ان کو موجودہ بی کلاس کے قیدیوں کا کھانا دینے اگر وہ بی کلاس اور سی کلاس کے کھانے کے صرفہ میں جو فرق ہو اسکو ادا کریں لیکن اس صورت میں بھی ان کے قیام کی جگہ کپڑے اور کام میں کوئی فرق نہ ہوگا۔

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ شروع میں ایک پورا جیل یا کسی ایک جیل کا کچھ حصہ ان قیدیوں کے لئے وقف کردیا جائے جنکے دماغ میں کچھ خرابی ہو اور اسی ادارہ کو علاج دماغی کے پروفیسر کی نگرانی میں ہونا چاہیئے۔

یہ سفارش کی گئی ہے کہ نوجوان اور کمسن قیدیونکو بورسٹل (کمسنوں کا جیل) ادارہ میں رکھا جائے۔

یہ ادارہ ایسی جگہ ہو جہاں قیدیوں کے لئے ان کے مدرسہ۔ کارخانے کھیل کود اور تفریح کے لئے کافی جگہ ہو اور مشہور سماجی کام کرنے والے وہاں ان لڑکوں کو اخلاقی اور دیگر مسائل پر لکچر دے سکیں اور وہاں کے عملہ کو مفید مشورہ دے سکیں لہذا اسے ایسی جگہ قائم کیا جائے جو تعلیمی اور تہذیبی اعتبار سے موزوں ہو۔ کمیٹی اسی قسم کے کام کے لئے مثلاً لکھنؤ، بنارس اور الہ آباد کے شہروں کو مناسب سمجھتی ہے اور اسکے لئے سفارش کرتی ہے۔ ذیل کی پانچ جگہیں اس وقت زیر غور ہیں:۔ (۱) بنارس چھاؤنی میں فوج کی خالی بارکیں۔ (۲) سیتاپور چھاؤنی کی فوج کی خالی بارکیں۔ (۳) چنار کا قلعہ (جس میں آج کل کمسن لڑکوں کا اصلاحی ادارہ ہے) (۴) لکھنؤ کا سرکاری ماڈل اسکول اور (۵) الہ آباد، بنارس اور لکھنؤ کے ضلع جیل کو بورسٹل ادارہ میں تبدیل کرنا۔

کمیٹی نے بورسٹل ادارہ کے فوری قیام پر زور دیا ہے اور اسے بالکل شبہ نہیں ہے کہ آئندہ مالی سال کے اندر اس کے قیام کے متعلق قطعی طے ہو جاوے گا۔ لہذا یہ سفارش کیگئی ہے کہ آئندہ میزانیہ میں اس کام کے لئے مبلغ ۲ لاکھ کی رقم منظور کی جائے۔

چنار میں کمسن قیدیوں کی اصلاح گاہ

چنار کے کمسن قیدیوں کی اصلاح گاہ کے متعلق کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ وہ بدستور محکمہ تعلیم کے نگرانی میں رہے لیکن اس لئے کہ محکمہ جیل سے اس کا تعلق رہے انسپکٹر جنرل جیل بھی کمسن قیدیوں کی اصلاح گا

کے امدادی انسپکٹر جنرل رہیں گے۔ لیکن اسی سلسلہ میں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ کمسن قیدیوں کی اصلاح گاہ کا عملہ صرف ڈائرکٹر صاحب تعلیم کی ماتحتی میں ہوگا اور ان کی آیندہ ترقی اور تبدیلی ہمیشہ محکمہ تعلیم کے قواعد کی رو سے ہوں گے

قیدیوں کیلئے اجرت

جیل کے کارخانوں میں قیدیوں کے زیادہ انہماک سے کام کرنے کیلئے اجرت دینے کے طریقہ کو مروج کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ ان قیدیوں میں مقابلہ کا جذبہ پیدا ہوگا اور اس طرح پر مال کی عمدگی اور مقدار میں اضافہ ہوگا۔ کمیٹی نے یہ بھی طے کیا ہے کہ ایک منظور شدہ میعار کے مطابق کام پر اور اس کام پر مزدوری دیجائے جو ایک قیدی اپنے مقررہ کام سے زیادہ کرے۔ صرف ان لوگونکو مزدوری دیجائے جو مکری کی چیزیں تیار کریں اور ان لوگوں کو نہ دیجائے جو ان کے معاون اور مددگار ہوں۔ شرح مزدوری ۲ر ہر سو فیصدی زائد کام پر ہو۔

مزدوری کی رقم کا ۵ فیصدی کاٹ کر الگ تفریحی حساب میں رکھا جائے اور اسی قدر رقم حکومت مزدوری کے حساب سے الگ کرکے اس حساب میں ڈالے یہ رقم تمام قیدیوں کیلئے مخصوص مواقع پر کھلانے پلانے میں صرف کی جاسکتی ہے۔ قیدیوں کو یہ مشورہ بھی دیا جائے کہ وہ اپنی مزدوری کی رقم کا کچھ حصہ اپنے بال بچوں اور اپنے اعزا کو بھیجیں۔ اس قسم کی رقمیں بذریعہ حاکم ضلع روانہ کرنی چاہئیں۔

فی الحال یہ اسکیم دو مرکزی قیدخانوں میں چلائی جائے اور ۱۰۰۰ر۸ روپیہ اس کام کیلئے دیا جائے۔ اگر یہ چیز کامیاب ثابت ہو تو دوسرے جیلوں میں رائج کی جائے۔

زراعت کیلئے قیدیوں کی محنت

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ قیدیوں کی اکثریت رہائی کے بعد کاشتکاری کرے گی۔ لہذا یہ بات مناسب معلوم ہوتی ہے کہ قید کی حالت میں اصلاحی قسم سے زراعت کا کام کرنا نہ صرف قیدیوں کو اپنی آیندہ زندگی میں مفید ثابت ہوگا بلکہ ان کیلئے زیادہ آسان اور دلچسپ ہوگا۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ قیدیوں کو زراعت کے کام میں لگانے سے غلہ اور چارہ کے اخراجات میں کمی بھی ہو جاوے گی۔

لہذا کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ ایک انسپکٹر زراعت کا صدر دفتر سے الحاق ہو۔ اور اس کا کام جیل کے اندر زراعت کے کام میں مشورہ دینا اور اسکی نگرانی کرنا ہو۔ اسکی شرح تنخواہ ۲۲۰-۱۰-۱۵۰ ہو۔

کمیٹی کی یہ بھی سفارش ہے کہ کاغذی پور سب ڈویژن کے قریب قیدیوں کی ایک نو آبادی قائم کی

جائے اور وہاں فی الحال اس کام کو شروع کرنے کیلئے تقریباً سو فیصدی جن کی مدت قید لمبی ہو اور جو کم سے کم ایک تہائی اپنی سزا کا حصہ گذار چکے ہوں اور جیل کے اندر ان کا چلن اچھا رہا ہو) ان کو مع ان کی بیوی بچوں کے وہاں آباد کیا جائے۔ تجویز یہ ہے کہ سو گھرانوں سے یہ نو آبادی آباد کی جائے اور کوشش یہ ہوگی کہ نو آبادی میں امداد باہمی سے کام چلایا جائے اور اگر یہ طریقہ کامیاب ثابت ہو تو اسے مجموعی فارم کی صورت میں رائج کیا جائے۔

قید تنہائی

عدالت سے قید تنہائی کی سزا بالکل اڑا دیجائے اور بید مارنے کی جو سزا ہے وہ صرف انھیں مواقع پر دیجائے جب کسی ملزم کے خلاف تشدد یا بغاوت یا بغاوت پھیلانے کی کوشش ثابت ہو جائے اور یہ سزا اسی وقت دیجائے جب اس کیلئے انسپکٹر جنرل صاحب قید خانہ جات کی منظوری ہو جائے۔

ڈنڈا بیڑی کی سزا کے محدود کرنے کی کمیٹی نے سفارش کی ہے اور یہ تجویز کی ہے کہ اسکی مدت کم کر کے سات دن کر دیجائے کمیٹی کا یہ خیال ہے کہ یہ سزا بہت کم یعنی تین سے پانچ فیصدی تک مقدمات میں دیجائے اور پانچ سال کے عرصہ میں بالکل ہی ختم کر دی جائے۔

کھانے کے متعلق کمیٹی کی سفارش ہے کہ صبح کے کھانے میں کئی قسمیں ہوں اور بغیر مشقت والے قیدیوں کو صبح کا کھانا دیا جائے اور ان سے جیل میں کام لیا جائے۔ یہ سفارش بھی کی گئی ہے کہ جو قیدی مخصوص دنوں میں روزہ رکھیں ان کو خاص قسم کی غذا دیجائے اور خاص خاص تہواروں کے دن بھی ایسی ہی غذا دیجائے۔

جاڑہ کے زمانہ میں قیدیوں کو فی الحال جو دو کمبل ملتے ہیں بجائے اس کے تین کمبل دیئے جائیں۔ جو قیدی پچاس سال کی عمر سے متجاوز ہیں ان کو سمندر پار قیدیوں کو، قیدی وارڈروں کو اور قیدی چوکیداروں کو ایک واسکٹ اور ایک اونی ٹوپا دیا جائے۔ اسکے علاوہ سوتی کپڑے جو اسوقت ایکسال کیلئے دئے جاتے ہیں ان کی مدت کم کر کے نو مہینے کر دیجائے۔

تعلیم بالغان

قیدیوں کی اصلاح میں امداد

کمیٹی کی یہ پر زور سفارش ہے کہ قید خانوں کے اندر ان تمام بالغ قیدیوں کے لئے جن کی عمر پچاس سال سے کم ہے لازمی طور پر تعلیم رائج کیجائے۔ رہائی کے بعد قیدی کو ایک

کارآمد شہری بنانے کے خیال سے یہ بہت ہی ضروری ہے کہ ان غریبوں کو جن کو اپنے بچپن میں تعلیم حاصل کرنے کے مواقع نہ تھے تعلیم کی آسانیاں بہم پہونچائی جائیں اور جیل کے اندر وہ اپنے خالی اوقات تحصیل علم میں گذاریں اور پھر بعد رہائی اپنی گذر اوقات بہتر طریق پر کریں۔ اس کے علاوہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ بہترین مذہبی اور اخلاقی کتابیں پڑھ سکیں گے اور اس کا ان پر اچھا اثر پڑیگا اور ان کی مجرمانہ ذہنیتیں اصلاح پذیر ہونگی۔ اس لئے جیل کی اصلاحات میں سے بالغون کی تعلیم ایک بہت ہی اہم چیز ہے۔ اسے قید خانہ کے اندر نافذ کرنا چاہئے۔ کمیٹی کی سفارشات حسب ذیل ہیں:-

(۱) پچاس سال سے کم عمر والے تمام قیدیوں کے لئے تعلیم لازمی ہو اس کی ابتدا تمام مرکزی قیدخانوں سے کی جائے۔ اگر کوئی قیدی جسمانی یا دماغی طور پر معذور رہے تو اسے مستثنیٰ کیا جاسکتا ہے وہ قیدی جو اچھی طرح پڑھیں اور اچھی طرح پاس ہوں ان کی سزا میں تخفیف ہو۔ اس کام کیلئے سپرنٹنڈنٹ صاحب کے اختیارات بڑھا دیئے جائیں تاکہ وہ موجودہ جیل کے قواعد کے ماتحت جو ایک مہینہ کی تخفیف کر سکتے ہیں اس کے بجائے ایک مہینہ دس دن کی تخفیف کر سکیں اور ان کو یہ تاکید ہو کہ اس میعاد کی آدھی مدت تخفیف تعلیمات کے سلسلہ میں ہو۔

اس کے علاوہ یہ سفارش کی گئی ہے کہ جو قیدی اول درجہ میں امتحان پاس کریں یا بہت اچھا کام کریں ان کو مٹھائی خاص کر ایک چھٹانک شکر ہر امتحان میں کامیاب ہونے پر دیجائے۔ یہ ہر دو چیزیں یعنی مدت قید میں تخفیف اور مٹھائی کا تقسیم کرنا یہ قیدیوں کی تعلیم میں محرک ہونگی۔

(۲) ہر قیدی کے بستر کے قریب دیوار پر ایک مربع فٹ کا چھوٹا تختہ بنایا جائے جس پر قیدی اپنی فرصت کے وقت لکھنے کی مشق کرے۔

(۳) اور جب ان کی تعلیمی حالت میں کچھ ترقی ہو اور وہ تیسری کتاب میں کامیاب ہو جائیں تو ان کو چھوٹی چھوٹی لکڑی کی تختی دیجائے تاکہ اس پر وہ سرکنڈہ کے قلم سے لکھنے کی مشق کریں۔

(۴) قیدی استاد تعلیم دیں لہذا تجویز یہ کی جاتی ہے کہ وہ تمام قیدی جو ۳ سے ۵ برس تک کے لئے سزایاب ہوئے ہیں اور وہ پیشہ ور نہیں ہیں اور اگر ان کی تعلیم مڈل تک کی ہے تو ان کو کسی ایک مرکزی قیدخانہ میں جمع کیا جائے اور وہاں ۳ مہینہ ان کو ٹریننگ دیجائے اس کے بعد ان کو ضرورت کے مطابق تمام قیدخانوں میں بھیج دیا جائے۔

(۵) لازمی تعلیم صرف مرکزی قیدخانوں ہی تک محدود نہ ہو دو یا تین سال کے عرصہ میں اسے بڑھا کر ضلع کے قیدخانوں میں بھی رائج کر دیا جائے۔

(۶) ہر بارک میں ایک مختصر سا کتب خانہ بھی ہو اور ایک الماری ہو جس میں قیدی اپنی کتابیں

رکھیں۔ یہ بہت ہی ضروری ہے کہ جو قیدی لکھنا پڑھنا سیکھ گئے ہیں وہ تعلیم سے دلچسپی رکھیں اور ایسا نہ ہو کہ سب کچھ بھلا کر پھر جاہل کے جاہل رہ جائیں۔ کتابیں ایسی ہوں جن میں مذہبی اخلاقی اور عام موضوع پر بحث ہو اور ان کی کہانیوں سے تخیل پر اچھا اثر پڑے۔

(۷) قیدخانوں کے اندر بجلی لگانے کی بھی سفارش کی گئی ہے اور چونکہ اس میں صرفہ زیادہ ہوگا اس لئے یہ تجویز کی گئی ہے کہ ہر سال ایک قیدخانہ میں بجلی لگائی جائے اور جب تک کہ سب جگہ بجلی نہ لگ جائے اس وقت تک کم سے کم شام کو تین گھنٹہ تک گیس جلنی چاہئے۔

(۸) انسپکٹر مدارس صاحب جیلوں کا بھی مدرسوں کی طرح معائنہ کریں اور ان کے معائنہ کی رپورٹ انسپکٹر جنرل صاحب قیدخانہ جات کے یہاں بھیجا جائے اس معائنہ میں قیدیوں کی تعلیمی حالت کی ترقی دکھائی جائے۔

کمیٹی نے ملزمان زیر سماعت کو تعلیمی آسانیاں بہم پہونچانے کی بھی سفارش کی ہے۔ صرف ملزمان زیر سماعت ہی کی بارک میں یہ ہوتا ہے کہ نئے مجرمین پرانے قیدی اور بے قصور سب ہی ایک جگہ ملے جلے ہوتے ہیں اور یہیں ملزموں میں مجرمانہ سیرت پیدا ہوتی ہے۔ ان کو کوئی کام نہیں ہوتا وہ سارے دن بیٹھے رہتے ہیں اور اس بیکاری میں سوائے اپنے مجرمانہ تجربات کے ایک دوسرے سے بیان کرنے کے انھیں اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ لہذا یہ بات ضروری معلوم ہوئی کہ ملزمان زیر سماعت میں تعلیم جاری کی جائے۔

پنچایت کا طریقہ

قیدخانہ کے اندر پنچائت قائم کرنے کے لئے کمیٹی نے پر زور سفارش کی ہے۔ بریلی کے لڑکوں کے جیل میں یہ طریقہ کار جاری کیا گیا تھا اور بہت کامیاب ثابت ہوا اخلاقی تربیت کے قائم رکھنے میں یہ بہت موثر طریقہ ہے۔

اس کے علاوہ یہ سفارش بھی کی گئی ہے ان تمام قیدیوں کو جو تمباکو پینے یا کھانے کے عادی ہوں ان کو سرکاری خرچہ پر تمباکو کی آسانیاں ہوں۔ اور جو تمباکو کے عادی نہیں ہیں ان کو اس کے بجائے گڑ دیا جائے۔ زیر سماعت قیدیوں کو اپنے صرفہ پر تمباکو کی اجازت دی جائے۔ تمباکو کا روکنا کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ بسا اوقات اس کی خلاف ورزی سے لامحدود اخلاقی تربیت کی مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ برخلاف اس کے یہ یقین ہے کہ سرکاری خرچہ پر تمباکو کا ان قیدیوں کو ملنا جو اس کے عادی ہیں جیل کی اخلاقی تربیت اور قیدیوں کے چال چلن پر بہت ہی عمدہ اثر پڑیگا۔

تخفیف

فی الحال اچھے چال چلن پر جو تخفیف کی رعایت ان قیدیوں کے لئے رکھی گئی ہے جنھیں ۶ ماہ یا اس سے زیادہ کے لئے قید با مشقت دی گئی ہے تو اب یہ مدت کم کر کے ۲ ماہ یا اس سے زیادہ کر دی جائے۔

قیدیوں کو روز آنہ آدھ گھنٹہ گانے کی اجازت ہو اور گیتیں وہ ہوں جنھیں محکمہ کے افسر اعلیٰ نے منظور کیا ہو۔ یہ گیتیں فرقہ وارانہ یا گندی نہ ہوں۔ گانے کی مشق سے قید کی سختی نرمی سے بدل جاتی ہے اور قید کی وجہ سے قیدیوں کی جذباتی زندگی میں جو تلخی پیدا ہو جاتی ہے اس میں کمی آجاتی ہے اور اس سے دوسری اچھی باتوں میں ترقی ہوتی ہے

بورسٹل اداروں لڑکوں کے جیلوں سلطانپور رھیو بر لکرا ور سٹار کلاس کے جیلوں میں ریڈیو لگانے کی سفارش کی گئی ہے۔ جب کافی روپیہ ہو تو پھر دوسرے قید خانوں میں بھی ریڈیو لگا دیے جائیں مجوزہ وقتوں میں اس کا استعمال اور اس کے ذریعے سبق آموز پروگرام کے سننے سے قیدیوں میں زندگی کی ایک نئی دلچسپی ہوگی اور وہ جیل کے باہر کی دنیا کا احساس رکھیں گے۔ اس کے علاوہ یہ تفریح کا ایک اچھا طریقہ ہوگا اور جیل کے اندر بہت ہی عمدہ آلۂ تفریح رہے گا۔

اس کے علاوہ یہ سفارش کی گئی ہے کہ زیر سماعت قیدیوں کا جوتہ نہ اتروالیا جائے جیل کے عملہ کے بچوں کی تعلیم کا بندوبست ہونا چاہئے وضع حمل کے قریب عورت قیدیوں کو رہا کر دیا جائے یا اگر ان کو حبس دوام کی سزا ملی ہو تو انھیں نگرانی پر رہا کر دیا جائے غرض یہ کہ جہاں تک ممکن ہو جیل کے اندر بچہ نہ پیدا ہو۔ زیر سماعت عورتوں کو جن کے بچہ ہونے والا ہے اگر وہ ضمانت پر رہا نہیں ہو سکتیں تو دائیوں سے ان کا علاج کرایا جائے۔

اصلاح جیل صوبہ جات متحدہ میں!

کیا اس کا مطلب قیدی کی عادت بگاڑنا ہے؟

انسان آزاد پیدا ہوا ہے۔ پھر کسی قید خانہ کی ضرورت کیا ہے؟ یہ ایک خاص مسئلہ ہے جس پر اکثر حکماء نے غور کیا ہے۔ زمانہ قدیم میں انسان کے مجرم قرار پانے اور پھانسی پانے میں بہت ہی قلیل وقفہ ہوتا تھا اور قید خانوں کی ضرورت نہ تھی۔ اس کے بعد جب زمانہ نے کچھ ترقی کی اور تعلیم اور اخلاقیات میں اضافہ ہوا تو یہ تسلیم کر لیا گیا کہ معمولی سی قانون شکنی پر ایک جان کا تلف کر دینا بہت ہی ظلم اور بے انصافی

ہے۔ لہذا مجرم کے ایک دم مار ڈالنے اور یا اس کے آزاد رہنے کی درمیانی صورت پیدا کرنے کیلئے قید خانوں کی بنیاد پڑی اور اس خیال سے کہ قوم کے اندر امن وعافیت رہے حکومت نے بجائے اس کے کہ افراد بدلہ لیں اس کام کی ذمہ داری خود اپنے سر لی۔ ان قید خانوں میں زندگی بڑی ہی خراب اور مصیبت زدہ ہوتی تھی۔ جوں جوں وقت گذرتا گیا قید خانے کی حیثیت "بدلہ لینے کے گھر" سے بدلتی گئی اور اب اس کا قیام اس لئے مناسب ہے کہ سماج کو ناپسندیدہ لوگوں کی غارت گری سے محفوظ رکھا جائے۔ قید خانہ کا مقصد دراصل یہی تھا! اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے یہ سوچا گیا کہ لوگوں کی مجرمانہ حرکات روکنے کے لئے قید خانوں کو ایک ہیبتناک چیز بنا دیا جائے اور اسی بنا پر یہ خیال کیا گیا تھا کہ اگر ایک شخص قید خانہ میں کم یا زیادہ کسی مدت کے لئے بھی رہ جائے تو اس کی وجہ سے وہ اس رویہ سے باز آجائے گا جس سے قید خانہ جانے کی نوبت آتی ہو۔ یہ ایک غیر تعمیری اقدام تھا اور کوئی تعجب نہیں ہے کہ اس کا نتیجہ بھی نفی میں ہوا۔ واقعی جس چیز کی ضرورت تھی وہ اس بات کی انتہائی کوشش تھی کہ جہاں تک ممکن ہو قید خانہ کے مقاصد حسب ذیل ہوں۔

(۱) سماج کو عارضی طور پر ملزم کی کارروائیوں سے اطمینان دلانا۔
(۲) مجرمین کو اسی قسم کے حرکات سے روکنا۔ اور
(۳) ملزم کو پھر سے دنیائے تعمیری کام کے لئے تیار کرنا۔

لہذا گھوم پھر کر سماج کا خیال قیدی کی مدت قید کو اس کے اصلاح اور قید سے نکال کر پھر سے اس زندگی کو سنوارنے کی طرف مبذول ہوا جو جلد یا بدیر اُسے بسر کرنا تھی۔

جہاں تک عارضی طور پر سماج کے اطمینان اور سکون کا تعلق ہے اس سلسلہ میں ملزم کے قید میں رہنے سے یہ مسئلہ خوش اسلوبی سے حل ہو جاتا ہے۔ احساس جرم کا بدنما داغ اور غیر خوش کن قید کی تکلیف کا احساس جس سے کہ انسان کی عملی آزادی ختم ہو جاتی ہے وہ مجرم کو جرم سے روکنے اور ڈرانے کیلئے کافی ہے۔

اس طرح یہ ان لوگوں کے علاوہ جن کے اندر آزادی اور احساس جرم کے داغ کی کمی بدرجہ اتم موجود ہے جسمانی تکلیف پہونچانا اور سزائیں دینا بالکل ہی نامناسب اور غیر ضروری ہو گیا۔ ان لوگوں نے ایک شخص کو درست کرکے تھوڑے دنوں کے لئے "اچھا قیدی" بنا لیا بجائے اس کے کہ اس کی آئندہ زندگی کسی تعمیری کام کے لئے سنواری جائے بلکہ یوں کہئے کہ اس کے لئے سارے مواقع ختم کر دئے جائیں۔
بہرحال کسی نہ کسی طرح ایک مدت دراز کے بعد اس آخر الذکر چیز کی طرف حکام کی توجہ ہوئی ورنہ ابھی تھوڑے دن پہلے بھی قید خانہ کی زندگی کے متعلق اسے جہنم بنانے کے علاوہ کوئی اور خیال نہ تھا۔ اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو قیدی کو درس عبرت بنانے کے حامی ہیں۔ اگرچہ انسان کی زندگی کو پھر سے سنوارنے کی ضرورت کافی طور پر تسلیم کی جا چکی ہے تاہم قید خانہ کو درست کرنے کی ہر کوشش پر کچھ لوگ چہ میگوئیاں کرتے

ہیں اور اس کو کوتاہ بینی اور نامناسبت سے تعبیر کرتے ہیں۔ انھیں ہر چیز میں خطرہ نظر آتا ہے۔ وہ قیدیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے اور ان کو آرام پہونچانے کے خلاف اعتراض کرتے ہیں۔ جنوری ۱۹۳۹ء میں جیسے کہ صوبہ جات متحدہ کے قید خانوں کے متعلق محکمہ جاتی جیل کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے تب سے یہ کہا جا رہا ہے کہ صوبہ جات متحدہ کی وزارت قید خانوں کو ہوٹلوں میں تبدیل کر رہی ہے اور جرم کی ترغیب دے رہی ہے۔ "حسن اخلاق خطرہ میں ہے" یہ ایک عمومی آواز ہے۔

سطور ذیل کے لکھنے کی غایت یہ ہے کہ کانگریس وزارت کے شروع ہونے کے وقت سے حکومت صوبہ جات متحدہ نے مجرمین کے لئے کیا کیا اور جو کچھ بھی کیا ہے اس کا شمار قیدیوں کی عادت بگاڑنا ہے یا کچھ اور۔ اس میں کوئی عیب نہیں ہے اگر قیدیوں کے ساتھ برتاؤ میں کچھ تبدیلی ہے یا اس کی تجویز ہے۔ یہ تبدیلیاں ذیل میں درج ہیں۔

(ا) قیدیوں کی درجاتی تقسیم

ابھی تک ہمارے یہاں مخلوط قید خانے تھے اب ایک قسم کے قیدی ایک جیل میں رکھے جائیں گے مثلاً لڑکے کمسنوں کے تادیب خانہ میں، عادی، عادیوں کے جیل خانہ میں، اتفاقی، اتفاقی جیل میں، اسٹار کلاس، اسٹار کلاس جیل میں وغیرہ وغیرہ۔

(ب) خوراک

اس کے ماتحت تجاویز یہ ہیں۔

(۱) اب اُن قیدیوں کو صبح سویرے کا کھانا (ناشتہ) ملے گا جن کا مقدمہ زیر سماعت ہے یا جن کو قید با مشقت نہیں ملی ہے۔

(۲) صبح کے ناشتے میں اب تک جو بھنے ہوئے چنے کی قسمیں ہوا کرتی تھیں اب ان میں دلیا بھی ہوگا گھنگنی، گڑ اور بھنا چنا باری باری دیا جائے گا تاکہ روزانہ تبدیلی ہو جایا کرے۔

(۳) اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ جو دال قیدیوں کو دیجاتی ہے اس میں برابر تبدیلی ہوا کرے۔

(۴) خاص خاص تہواروں مثلاً ہولی اور عید کے دن اور مذہبی طور پر جن ایام میں روزے رکھے جائیں خاص قسم کی غذا دی جائے گی۔

(۵) عید اور ہولی کے دن فی آدمی ایک چھٹانک گڑ دیا جائے گا۔

(۶) اعلیٰ قسم کے قیدیوں کے لئے ہفتہ میں تین بار دو آنہ روز کے سنترہ دئے جائیں گے۔

(۷) بی کلاس کے سیاسی قیدیوں کو یہ اختیار ہوگا کہ ان کے کھانے کے لئے جو صرفہ مقرر کر دیا گیا ہے اسی کے اندر ہفتہ وار وہ اپنے کھانے کی قسمیں بنا لیا کریں۔

(۸) خاص امور کے تحت حکومت سی کلاس کے قیدیوں کو بھی کھانے کی رعایتیں دے سکتی ہے۔

(ج) کپڑا

(۱) سوتی کپڑے جو ایک سال میں تبدیل ہوتے تھے اب ۹ مہینوں میں بدلے جائیں گے۔

(۲) دو جانگھیوں میں سے ایک کے بجائے مرد قیدی کو پائجامہ پہننے کا اختیار ہوگا۔ عورت قیدیوں کو لہنگا اور چادر کے بجائے ساڑی پہننے کا اختیار ہوگا۔

(۳) لڑکوں کے قید خانوں میں اور کمسن لڑکوں کے اصلاحی ادارہ (بورسٹل انسٹیٹیوٹ) میں بجائے معمولی قیدیوں کے کپڑہ کے خاکی نیکر اور خاکی قمیص ملے گی۔

(۴) جاڑوں میں قیدیوں کو بجائے دو کمبل کے اب کمبل ملیں گے۔

(۵) پچاس سال کی عمر سے زیادہ کے قیدیوں کو اور قیدی افسروں کو اب جو کپڑے ملتے ہیں ان کے علاوہ جاڑے کے دنوں میں ایک واسکٹ اور ایک اونی ٹوپا دیا جائے گا۔

(۶) گرمی اور برسات میں قیدیوں کو ایک سوتی چادر اور ایک کمبل ملے گا۔

(۷) جن قیدیوں کی تلی بڑھی ہوگی اور جن کے فوطوں میں پانی بڑھ جائے گا انھیں خاص قسم کا کپڑا پہننے کو ملے گا۔

(۸) قیدیوں کو شفاخانہ میں بجائے کرتہ اور پائجامہ کے کوٹ اور پائجامہ دیا جائے گا۔

(۹) قیدیوں کو اپنا کپڑا دھونے کے لئے بجائے سجی کے جیل کا بنا ہوا صابن دیا جائے گا۔

(د) ڈرل

کمسن قیدیوں کے لئے ڈرل لازمی قرار دی گئی ہے۔

(ہ) تعلیم

(۱) پچاس سال سے کم عمر کے تمام بالغ قیدیوں کے لئے ابتدائی تعلیم لازمی قرار دی گئی ہے۔

(۲) اخلاق، صفائی، تندرستی اور دیگر مناسب مضامین پر سیر من کے ساتھ تقریروں کی اجازت ہوگی۔

(۳) اب پہلے سے بہتر کتب خانے ہوا کریں گے۔

(۴) توسیع خواندگی کے لئے انعامات اور رعایتیں منظور کی گئی ہیں۔

(۵) قیدی مدرسوں کی ٹرینگ دینے کے لئے ٹریننگ کا مدرسہ قائم کیا جائے گا۔

(۶) لڑکوں کے لئے مذہبی تعلیم اور گانے بجانے کے درجوں کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

(۷) عورت قیدیوں کو کشیدہ کاری۔ کڑھائی، بیل وغیرہ بنانا اور کروشیا کاری میں ٹریننگ دئے جانے کے انتظامات کئے گئے ہیں۔
(۸) بارکوں کے اندر دیواروں پر مختلف مضامین کی بڑی بڑی تختیاں آویزاں کی جائیں گی۔
(۹) سیاسی قیدیوں کو ان کی خواہش کے مطابق ایک ہندوستانی اور ایک انگریزی اخبار دیا جائیگا۔ اور اپنے صرفہ سے وہ جتنی بھی چاہیں کتابیں اور اخبار پڑھ سکتے ہیں۔

(و) ورزش اور کھیل

(۱) اے اور بی کلاس کے قیدیوں کی تفریح کے لئے ورزش اور کھیل کے رائج کرنے کی منظوری دی گئی ہے۔
(۲) مرکزی قید خانوں کے سی کلاس کے قیدیوں کو ورزش اور کھیل کا موقع ملے گا۔
(۳) لڑکوں کے جیل میں اسکاوٹنگ، فٹ بال، والی بال، باسکٹ بال کبڈی، دوڑیں اور دوسرے کھیل جاری کئے گئے ہیں۔

(ز) کاشت وغیرہ

(۱) ڈیری کا کام اور بیج کی کاشت جیل خانہ کی کھیتی کے ساتھ ساتھ رائج کیگئی ہے تاکہ قیدی کھیتی باڑی میں موجودہ زمانہ کا طریقہ اور آلات کا استعمال جان لیں۔

(ح) صحت صفائی اور کپڑا وغیرہ بدلنا

(۱) سکھ اور ان دوسرے قیدیوں کو جو مذہباً بڑے بڑے بال رکھتے ہیں ہر ہفتہ کڑوا تیل دیا جائیگا۔
(۲) مچھروں سے بچنے کے لئے اور جلد کے تحفظ کے لئے قیدیوں کو تیل دیا جائے گا۔
(۳) لمبے بال والے قیدیوں اور عورت قیدیوں کو ایک کنگھا اور ہفتہ وار ایک چھٹانک صابن اور بجائے آدھ چھٹانک کے ایک چھٹانک کڑوا تیل دیا جائے گا۔
(۴) جیل خانہ کے ہر اس قطعہ میں جس میں عورتیں رکھی جاتی ہیں ایک یا دو آئینے ہوں گے۔
(۵) عورت قیدیوں کو اپنے صرفہ پر چوڑی بدلنے کی اجازت دی گئی ہے۔
(۶) وضع حمل کے قریب عورت قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا اگر ان کو حبس دوام کی سزا دی گئی ہے تو انھیں ضمانت اور واپسی کے وعدہ پر رہا کیا جائے گا تاکہ جیل کے اندر بچہ نہ پیدا ہو جن زیر سماعت عورت قیدیوں کی رہائی ناممکن ہے ان کو قابلہ کے زیر علاج رکھا جائے گا۔
(۷) عورت قیدیوں کے بچوں کی پرورش کے لئے خاص انتظام کیا جائے گا۔

(۸) صفائی کی غرض سے عورت قیدیوں کو ایام ماہواری میں جراثیم سے پاک لتے دئے جائیں گے۔

(ط) ملاقاتیں اور اطلاع

(۱) جب ایک قیدی کا کسی ایک جیل سے دوسرے جیل کا تبادلہ ہو تو وہ اپنے گھر والوں کو اس تبدیلی کی اطلاع دے سکتا ہے۔

(۲) نئے قیدیوں کے مشیر قانونی، احباب رشتہ داروں اور ان رشتہ داروں کو جو دور دراز سے ملنے کے لئے آئے ہیں ملاقات کی بہتر آسانیاں بہم پہونچائی جائیں گی۔

(۳) اب دو ماہ میں ایک خط کی اجازت ہوگی۔ پہلے تین مہینہ میں ایک خط کی اجازت تھی۔

(ی) مزدوری

(۱) صرف انہیں قیدیوں کو سخت محنت کا کام دیا جائے گا جن کی جسمانی حالت اچھی ہوگی اور کسی قیدی کو کام دیتے وقت اس کے وزن کا بھی خیال کیا جائے گا۔

(۲) ملوں میں کھوکھلے بانس کے دستے لگائے گئے ہیں تاکہ ہاتھوں میں چھالے کم پڑسکیں۔

(۳) جسمانی مشقت کے بعض کام مثلاً رینڈی کا بیج پیرنا، تیل نکالنا، پانی بھرنا اب نہیں کرائے جاتے ہیں۔

(۴) جیل کا عملہ پہلے قیدیوں سے اپنے گھر کا نجی کام لیا کرتا تھا اب اس کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

(۵) ایام ماہواری کے زمانہ میں عورت قیدیوں سے اب ہلکا کام لیا جائے گا۔

(۶) قیدیوں کو ان کے کام کی اجرت دینا منظور کیا گیا ہے۔

(ک) سزائیں

(۱) قید تنہائی بطور عدالتی سزا کے یکقلم موقوف کر دی گئی۔

(۲) اگر حکومت اجازت دے تو ایسی صورت میں اب بیڑ ان قیدیوں کو لگائے جا سکتے ہیں جن کے خلاف تشدد اور بغاوت یا بغاوت پھیلانے کا یا تشدد پھیلانے کا ثبوت ہو۔

(۳) ڈنڈا بیڑی کی سزا بہت محدود کر دی گئی ہے اور اس کی میعاد بجائے دس دن کے سات دن رکھی گئی ہے۔

(ل) اصلاح

(۱) جیل میں پنچایت کا طریقہ رائج کیا جائے گا۔

(۲) ان قیدیوں کی ہمت افزائی کے لئے جو پڑھائی میں دلچسپی لیتے ہیں تخفیف۔

(۳) کم میعاد کے قیدیوں کے لئے بھی تخفیف کے قاعدہ میں توسیع۔

(۴) ان تین سال کے قیدیوں کو دو ماہ کی تخفیف ملے گی جن کا چال چلن برابر اچھا رہا ہو اور ان کو اس دوران میں کوئی سزا نہ ملی ہو۔

(۵) تمام صوبہ میں ضلع کمیٹیوں کے ساتھ رہا شدہ قیدیوں کی انجمن امداد کا قیام۔

(۶) کمسن لڑکوں کے اصلاحی ادارہ (بورسٹل انسٹیٹیوٹ) کا افتتاح۔

(۷) پروبیشن پر (ایسے مجرموں کا جو پہلی بار ماخوذ ہوئے ہوں اور جن کی سزا اچھے چلن کے زمانہ میں ملتوی رہی ہو اور وہ کسی افسر کی نگرانی میں ہوں) قیدیوں کو رہا کرنے کا ایکٹ۔

مجسٹریٹوں کے فرائض کی تقسیم

صوبہ متحدہ میں مجسٹریٹوں کے عاملانہ اور عدالتی فرائض کے علیحدہ کرنیکی عارضی اسکیم

مجسٹریٹوں کے عاملانہ اور عدالتی فرائض کے علیحدہ کرنے کا سوال مجلس قانون ساز میں کئی مرتبہ اٹھایا گیا ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے عارضی طور پر ایک اسکیم بنائی گئی ہے اور اب وہ مجلس قانون ساز کے سامنے مباحثہ اور اطلاع کی غرض سے پیش کی جاتی ہے۔

۲- اپنی تجاویز کے مرتب کرنے میں سرکار نے اس خاص اصولی اعتراض کو ملحوظ رکھا ہے جو موجودہ طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ یعنی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی دوگونہ حیثیت کی وجہ سے انصاف میں خلل پڑنے کا امکان۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ضلع کی پولیس کا افسر اعلیٰ کہا جاتا ہے اور اس لئے ایک حیثیت سے تو وہ تمام مقدمات کا چلانے والا ہے۔ اور دوسری حیثیت سے وہ اور اسکے ماتحت مجسٹریٹ تاج اور ملزموں کے مابین جج ہیں

۳- موجودہ طریقہ کے متعلق دوسرا اعتراض یہ ہے کہ مقدمات کے فیصل کرنے میں مجسٹریٹ سماعت کنندہ کی رائے پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منشاء اور رائے کے اثر پڑنے کا ہمیشہ احتمال رہتا ہے اُن کی آئندہ ترقی کا انحصار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خوشنودی پر ہے اور اس طرح سے وہ ہمیشہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اس کی وجہ سے سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دباؤ میں رہتے ہیں اور اس لئے اپنے روبرو مقدمات میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی منشاء کو وہ کسی طرح قطعی نظرانداز نہیں کر سکتے۔ موجودہ اسکیم کا منشاء یہ ہے کہ ہر ضلع میں کچھ مجسٹریٹ الگ کر دئے جائیں جن کو پولیس سے کسی طرح کا تعلق یا واسطہ نہ ہو اور جو نہ مقدمات کے دائر کئے جانے کے ذمہ دار ہوں اور نہ کسی درمیانی موقع پر مقدمہ کے فیصلہ تک اس کی پیروی کریں۔ جیسے ہی کوئی مقدمہ سماعت کے لئے تیار ہو جائے اُس کو ایسے مجسٹریٹ کے پاس

بھیجدیا جائیگا جس کے سپرد مقدمات فوجداری کا کام ہو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اس کے ماتحتوں کو پھر اس سے کوئی واسطہ نہ رہیگا اور مجسٹریٹ سماعت کنندہ کو موقع ہوگا کہ بے رو رعایت روداد مسل کے مطابق مقدمات کا فیصلہ کریں۔ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ضلع کی پولیس سے قطعاً بے تعلق ہونگے وہ مجسٹریٹ جن کے سپرد مقدمات فوجداری ہونگے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے ماتحت نہ ہونگے۔ اُنکے کام کرنے کا اختیار صرف سیشن جج کو ہوگا جو اُن کے فیصلوں اور احکام کے خلاف اپیلوں کی سماعت کریگا۔ اور کسی حد تک اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو جس کے وہ براہ راست ماتحت ہونگے۔

۴۔ اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹوں کے عاملانہ اور عدالتی فرائض کے الگ کر دینے کی کسی اسکیم کا یہ اثر ہوگا کہ قیام امن و نفاذ قانون کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اس کے ماتحت حکام کے اختیارات کمزور ہو جائیں گے۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی چند دفعات مثلاً ۱۴۴ و ۱۴۵۔ اور ۱۰۷ بالخصوص قیام امن و نفاذ قانون کے متعلق ہیں۔ اسی غرض سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اُن مجسٹریٹوں کے پاس جو ضلع کے انتظامی کاموں کے ذمہ دار ہوں گے۔ ایسے اختیارات رہنے دیئے گئے ہیں جو قیام امن و نفاذ قانون کے لئے ضروری ہیں۔ وہ ان اختیارات کو عمل میں لاوینگے جو مجسٹریٹوں کو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعات ۱۴۴ اور ۱۴۵ کی رو سے دیئے گئے ہیں مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۷ کی رو سے ان مجسٹریٹوں کو یہ اختیار ہوگا کہ اُن لوگوں کا تین مہینہ کا مچلکہ لیں۔ جن کی طرف سے نقص امن کا اندیشہ ہو۔ امید کی جاتی ہے کہ یہ طریقہ کارگر ثابت ہوگا۔

۵۔ ہر ضلع میں کچھ مجسٹریٹوں کو قطعی طور پر عدالتی کام کے لئے مخصوص کر دینے سے ایسے مجسٹریٹوں کی تعداد بہت کم ہو جائیگی جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی ماتحتی میں عاملانہ فرائض کی انجام دہی کر سکیں۔ عام طور پر اس انتظام سے کوئی دشواری نہ پیدا ہوگی۔ لیکن بڑے تہواروں مثلاً بقرعید، محرم اور دسہرا کے موقعوں پر یا کسی ناگہانی ضرورت کے پیش آجانے پر جیسے کہ بلوہ ہونے کی صورت میں دشواریاں پیش آنے کا احتمال ہے۔ اس لئے تجویز کی گئی ہے کہ ایسے خاص موقعوں پر اُن مجسٹریٹ کی خدمات بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سپرد کر دی جائیں۔ جن کے ذمہ عدالتی کام ہو۔

۶۔ چونکہ اگزیکیٹو سروس کی لمیٹڈ جگہوں پر ترقیاں آئندہ بھی کم از کم جہانتک کہ پراونشل سروس کے موجودہ ممبران کا تعلق ہے اُن مجسٹریٹوں میں سے بھی دی جائیں گی جن کے ذمہ عاملانہ کام ہوگا اور اُن میں سے بھی جو عدالتی کام کے ذمہ دار ہوں گے۔ اس لئے یہ ممکن نہیں ہے کہ کچھ مجسٹریٹ کو اپنی ملازمت کے بقیہ زمانہ کے لئے محض عدالتی کام کے لئے مخصوص کر دیئے جائیں لہذا اس غرض سے مجسٹریٹوں کو دونوں طرح کے کاموں کا تجربہ ہو۔ عدالتی مجسٹریٹوں کے اگزیکیٹو کام میں لئے جانے کی اور اگزیکیٹو مجسٹریٹوں کے عدالتی کام میں لئے جانے کی آزادی ہوگی لیکن یہ تجویز کی جاتی ہے کہ عام طور پر ایک عدالتی مجسٹریٹ

ایک ہی ضلع میں ایک عرصہ تک رکھا جائے اور اسی ضلع میں اگزیکیٹیو کام پر کبھی نہ لگایا جائے لیکن جب اس امر کی ضرورت پیش آوے تو اسکو دوسری کمشنری میں اگزیکیٹیو مجسٹریٹ کی حیثیت تبدیل کر دیا جائے

اسکیم

۱۔ مجسٹریٹ اور کلکٹر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی حیثیت سے ضلع میں قیام امن اور نفاذ قانون کا بدستور ذمہ دار ہوگا حسب دفعہ ۴ پولیس ایکٹ (نمبر ۵ ۱۸۶۱ء) پولیس کا انتظام اُس کے عام نگرانی میں اور ہدایت کے مطابق ہوگا۔ حسب پیراگراف ۷ قواعد پولیس وہ بدستور ضلع کے انتظام فوجداری کا افسر اعلیٰ رہیگا اور اس حیثیت سے پولیس کی کارروائی کی نگرانی کریگا۔ ان فرائض کے انجام دینے کے سلسلہ میں مجسٹریٹ پرگنہ (جو بعد ازیں اگزیکیٹیو مجسٹریٹ کہلائیں گے) اس کو مدد دیں گے جو ایکٹ مالگذاری کے ماتحت حکام پرگنہ بھی ہوں گے۔ زیر دفعہ ۱۳ مجموعہ ضابطہ فوجداری وہ اگزیکیٹیو مجسٹریٹوں کو دفعہ ۸ کے مطابق بنائے ہوئے پرگنوں کا انچارج بنائے گا جو چند پابندیوں کے ماتحت حاکم پرگنہ کی حیثیت سے مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مطابق اپنے اختیارات عموماً عمل میں لائینگے۔

۲۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اگزیکیٹیو مجسٹریٹوں کے علاوہ اور مجسٹریٹ بھی ہوں گے (جو بعد ازیں جوڈیشل مجسٹریٹ کہلائیں گے) جن کا واحد فرض فوجداری کے مقدمات کی سماعت کرنا ہوگا۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے دفعہ ۱۰ (۲) کے ماتحت ایک سینیر مجسٹریٹ بحیثیت اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مقرر کیا جائیگا۔ اور جوڈیشل مجسٹریٹ اس کے ماتحت ہونگے حسب دفعہ ۱۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری جوڈیشل مجسٹریٹوں کے درمیان وہ کام کی تقسیم کریگا۔ جوڈیشل مجسٹریٹوں کو مجسٹریٹ پرگنہ کے اختیارات نہیں دیئے جائیں گے۔ وہ بحیثیت مجسٹریٹ درجہ اوّل اپنے فرائض انجام دینگے ان کو مجسٹریٹ درجہ اول کے وہ تمام معمولی اختیارات حاصل ہوں گے جو جانچ اور سماعت مقدمہ کے لئے ضروری ہوتے ہیں۔ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے فہرست ۴ کے مطابق لوکل گورنمنٹ یا اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ انکو ایسے مزید اختیارات بھی دیں گے جو ضروری سمجھے جائیں۔

۳۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اگزیکیٹیو مجسٹریٹ جانچ اور سماعت مقدمہ انھیں حدود کے اندر کرینگے جن کی صراحت نیچے کی جاتی ہے۔

(الف) مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۹۰ (۱) (ب) (پولیس کی رپورٹ پر) اور (ج) (کسی دوسرے شخص سے اطلاع ملنے یا خود شبہ یا علم ہونے پر) کی رو سے ارتکاب جرم کی صورت میں دست اندازی کا ان کو اختیار رہوگا۔ لیکن حسب دفعہ ۱۹۰ (۱) (ب) دست اندازی کرنے کے بعد جونہی پولیس فرد جرم داخل کرے اگزیکیٹیو مجسٹریٹ مقدمہ کو جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل

کرینگا۔ جب تک پولیس فردجرم داخل نہ کردے مقدمہ اگزیکیٹیو مجسٹریٹ کے زیر سماعت رہے گا۔ لیکن ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ خاص صورتوں یا خاص نوعیت کے مقدموں میں پولیس کو حکم دے سکتا ہے کہ فردجرم براہ راست جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں داخل کی جائے ان مقدموں کی صورت میں جن میں زیر دفعہ ۱۹۰ (۱) (ج) دست اندازی کی جاچکی ہے اگزیکیٹیو مجسٹریٹوں کا فرض ہوگا کہ وہ اس بات کا اطمینان کرلیں کہ مقدمہ قابل سماعت ہے اور یہ اطمینان کرلینے کے بعد وہ سماعت کے لئے مقدمہ کو جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کردیں۔

(ب) پولیس مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعات ۱۶۷ و ۱۶۹ و ۱۷۰ و ۱۷۳ کے مطابق رپورٹیں اگزیکیٹیو مجسٹریٹوں کے سامنے پیش کریگی۔ جنکا یہ فرض ہوگا کہ ان رپورٹوں اور بشرط ضرورت پولیس کے روزنامچوں کو احتیاط کے ساتھ جانچیں۔ (نقشہ الف میں)۔ چالان کی صورت میں اگر وہ پولیس کی تفتیش کو کسی طرح پر غیر مکمل سمجھیں تو زیر دفعہ ۱۵۶ مجموعہ ضابطہ فوجداری وہ مزید تحقیقات کا حکم دے سکتے ہیں ثبوت ناکافی ہونے کی بناء پر وہ مقدمہ میں مزید کارروائی کرنے سے انکار کرسکتے ہیں اور مجرم کی رہائی یا ضمانت سے اس کو بری کرنے کا حکم دے سکتے ہیں۔

اگر وہ چالان سے مطمئن ہیں تو زیر دفعہ ۱۹۲ مجموعہ ضابطہ فوجداری مقدمہ کو سماعت کے لئے وہ جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کردینگے۔ فائنل رپورٹ (نقشہ ب) کی صورت میں وہ رپورٹ کو نامنظور کرسکتے ہیں اور یہ حکم دے سکتے ہیں کہ مزید تحقیقات کی جائے یا مقدمہ کو سماعت کے لئے جوڈیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کرسکتے ہیں۔ یا رپورٹ منظور کرلینے کی صورت میں ملزم کی ضمانت منسوخ کرسکتے ہیں۔

(ج) زیر دفعہ ۱۶۷ مجموعہ ضابطہ فوجداری پولیس کی تحقیقات ختم ہونے سے پہلے ریمانڈ کی منظوری کا اختیار اگزیکیٹیو مجسٹریٹوں کو حاصل ہوگا۔

(د) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایگزیکیٹیو مجسٹریٹ مجموعہ ضابطہ فوجداری کی انسدادی دفعات پر مندرجہ ذیل طریقہ پر عمل درآمد کرینگے۔

۱۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴۔ اور باب ۱۲ کے اختیارات بھی صرف انھیں مجسٹریٹوں کو حاصل ہونگے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ نئی اسکیم کی ماتحت ایگزیکیٹو مجسٹریٹ جوڈیشل مجسٹریٹوں کی بہ نسبت دیوانی کے مسئلوں سے زیادہ واقف ہونگے۔ کیونکہ اول الذکر کو لگان اور مال کا بہت کام کرنا پڑیگا جن میں اکثر ایسی باتیں بھی شامل ہیں جو قانون دیوانی سے متعلق ہیں۔ اس طرح پر وہ ان مقدمات کو زیادہ آسانی سے کرسکیں گے جو باب بارہ ۱۲ سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۲) اگزیکیٹیو مجسٹریٹوں کو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۷ کے ماتحت ان صورتوں میں کارروائیاں کرنے

کا اختیار ہوگا جن میں یہ خیال کیا جائے کہ ایسے شخص یا اشخاص کا جنکے خلاف کارروائی کی جارہی ہے زیادہ سے زیادہ تین مہینہ کے لیئے مچلکہ لینا کافی ہوگا۔

(۳) پولیس کی رپورٹ پر جب کسی شخص کا تین مہینے سے زیادہ کے لئے مچلکہ لیا جانا ضروری خیال کیا جائے۔ یا جب کسی ایسے شخص کے خلاف مزید کارروائی کرنے کی ضرورت سمجھی جائے جسکا کسی اگزیکٹیو مجسٹریٹ نے تین مہینہ کا مچلکہ لے لیا ہو یا پولیس کی رپورٹ پر جب حسب دفعہ ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱ کارروائی ضروری سمجھی جائے تو پولیس کی رپورٹ پہلے سب ڈویزنل مجسٹریٹ کو پیش کی جائیگی جس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس بارے میں اطمینان کرے کہ کارروائی کرنے کے لئے کافی توجہ موجود ہے۔ جب اسکو یہ اطمینان ہوجائے تو وہ اس اطلاع کو جوڈیشل مجسٹریٹ کے پاس دفعہ ۱۱۲ اور مجموعہ ضابطہ فوجداری کے باب ۸ کی مابعد دفعات کے ماتحت کارروائی کرنے کے لئے بھیجدیگا۔ وہ تمام نجی استغاثے جو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۷ کے ماتحت دائر کئے جائیں براہ راست جوڈیشل مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوں گے۔

(۴) اگزیکٹیو مجسٹریٹ کو ضابطہ کی دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت مشروط احکامات نافذ کرنے کے اختیارات ہوں گے۔ لیکن ان احکامات کے بموجب اس شخص کے لئے جس کے بارے میں وہ جاری کئے جائیں گے ضابطہ کے باب ۱۰ کے ماتحت مزید کارروائی کے لئے جوڈیشل مجسٹریٹ کے اجلاس میں حاضری کا حکم ہوگا۔

(۵) مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اگزیکٹیو مجسٹریٹ مجسٹریٹوں کے کل عاملانہ فرائض انجام دیں گے۔ فہرست ۳ میں دیئے ہوئے فرائض کی ایک فہرست جن کو وہ انجام دیں گے۔ ضمیمہ ۱ میں دی ہوئی ہیں۔

(۶) وہ خاص اور مقامی قوانین کے ماتحت مجسٹریٹ کے عاملانہ فرائض انجام دیں گے۔ کچھ مقامی اور خاص ایکٹ (مثلاً دفعہ ۳۱۸ میونسپلٹی ایکٹ اور دفعات ۱۲۸، ۱۹۶ ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ) کی رو سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو عاملانہ احکام کے خلاف اپیلیں سننے کے اختیارات حاصل ہیں۔ ان سب کی سماعت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کرے گا۔

(۷) موجودہ صورت کی طرح ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جیلوں اور حوالاتوں کا معائنہ کریگا۔

۴۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو منجملہ ان تمام اختیارات کے جو ضابطہ کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو حاصل ہیں دفعہ ۱۰ (۲) ضابطہ فوجداری کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے معمولی اختیارات مندرجہ فہرست ۳ بھی حاصل ہوں گے۔ ضمیمہ ۲ میں ان اختیارات کی تفصیل درج ہے

۵۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ دفعات ۱۲ و ۱۷ کے ماتحت جوڈیشل مجسٹریٹ اور پنچوں کے بارہ میں جو سب اس کے ماتحت ہوں گے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے فرائض انجام دیگا۔ ضابطہ کے باب ۷ کے ماتحت اس کو اپیلوں کی سماعت اور نگرانی کے اختیارات حاصل ہوں گے وہ مقدمات ابتدائی

کی سماعت بھی کریگا اور تحقیقات بھی کریگا۔

۶۔ علاوہ اس حد تک اور اس طریقہ کے جس کی صراحت ضابطہ میں کی گئی ہے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۷(۵) کی روسے اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سشن جج کے ماتحت نہ ہوگا۔ دفعہ ۱۰(۳) کے محدود اغراض کے علاوہ وہ مجسٹریٹ ضلع کا ماتحت نہ ہوگا۔

۷۔ جوڈیشل مجسٹریٹ۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عام نگرانی میں کام کرینگے۔ جو کبھی کبھی ان کے کاموں کا معائنہ بھی کریگا۔ (استغاثہ دائر ہونے پر) ان مقدمات کے علاوہ جن کی سماعت کا اختیار اکزیکٹیو مجسٹریٹ کو ہو جیسا کہ اوپر پیراگراف نمبر ۲ میں بتایا گیا ہے۔ وہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۹۰(۱) (ب) کے ماتحت مقدمات کی سماعت کرینگے۔ وہ تعزیرات ہند اور مقامی اور خاص قوانین کے ماتحت سب مقدموں کی سماعت کرینگے۔ اس مقصد کے لئے وہ درجہ اول کے مجسٹریٹ کے تمام عام اختیارات جو مقدمات کی سماعت اور جانچ کے لئے ضروری ہیں کام میں لادیں گے۔ فہرست ۳ میں دئے ہوئے فرائض جو وہ انجام دے سکتے ہیں ضمیمہ ۳ میں درج ہیں۔ مجموعہ ضابطہ کی فہرست ۴ میں دئے ہوئے اختیارات جو مزید براں ان کو دئے جاسکتے ہیں ضمیمہ ۴ میں درج ہیں۔

۸۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور جوڈیشل مجسٹریٹ دورہ نہیں کریں گے اور جہاں تک ممکن ہوگا مقدمات کی سماعت اور جانچ ضلع کے صدر مقام ہی پر کریں گے۔

۹۔ شناخت کی کارروائی اور اقبالات کی قلمبندی اکزیکٹیو مجسٹریٹ بھی کر سکتے ہیں اور جوڈیشل مجسٹریٹ بھی جیسا کہ مقتضائے موقعہ ہو۔

۱۰۔ فی الحال جوڈیشل اور اکزیکٹیو مجسٹریٹ ایک دوسرے کی جگہ پر مقرر کئے جا سکتے ہیں عام طور پر ایک ہی ضلع میں تبادلہ نہ کیا جائے گا اور امید کی جاتی ہے کہ عموماً ایک افسر ایک ہی ضلع میں کافی عرصہ تک یعنی چار یا پانچ سال تک رکھا جائے گا اس کے بعد وہ کسی قسمت میں اکزیکٹیو سے جوڈیشل یا جوڈیشل سے اکزیکٹیو شعبہ میں منتقل کیا جا سکتا ہے۔

۱۱۔ انتظامی اغراض کیلئے اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور تمام جوڈیشل مجسٹریٹ براہ راست صوبہ جاتی حکومت کے ماتحت ہونگے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ عدالتی عملے اپنے ضلع کے دفتر کے ملازمین میں سے مہیا کرے گا اور یہ عملے اس کے ماتحت ہونگے۔

۱۲۔ کمشنروں کو اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں یا جوڈیشل مجسٹریٹوں پر جو کہ ان کے ماتحت ہوں گے۔ کوئی انتظامی اختیار نہ ہوگا بجز اس کے کہ وہ اول الذکر کو اتفاقیہ چھٹی دے سکیں گے۔ اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جوڈیشل مجسٹریٹوں کی اتفاقیہ رخصت منظور کرے گا۔

۱۳- سشن جج ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں اور جوڈیشل مجسٹریٹوں کے کام کا وقتاً فوقتاً معائنہ کرینگے۔ اور ان کے کام کے متعلق سرکار کو خفیہ رپورٹیں بھیجیں گے۔

۱۴- بشرط ضرورت منصفوں کو ہمیشہ اختیارات درجہ اول دئے جائیں گے۔ تاکہ ان کے فیصلوں کے خلاف اپیل براہ راست سشن جج کے سامنے ہو سکے۔ منصف بدستور سشن ججوں کے انتظامی نگرانی میں رہیں گے اور انہیں کو منصفوں کے معائنہ کرنے کا بھی اختیار ہوگا۔ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی دفعہ ۲۵۶ کے مطابق آنریری مجسٹریٹوں کا انتخاب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے مشورے سے کیا جائے گا۔

۱۵- بقرعید، محرم، چہلم اور دسہرہ جیسے بڑے تہواروں کے موقع پر انتظامات کے سلسلے میں بشرط ضرورت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے مشورے سے جوڈیشل مجسٹریٹوں سے کام لے سکیگا۔ فوری ضرورت مثلاً بلوہ کے موقعہ پر بھی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ان سے کام لے سکے گا۔ اس قسم کے خاص موقعوں پر انہیں ایسے دوسرے اختیارات بھی دئے جا سکتے ہیں جو ضروری سمجھیں جائیں۔

۱۶- تحصیلداروں کو فوجداری کے اختیارات نہ حاصل ہونگے۔ فوجداری کا کام صرف جوڈیشل اور آنریری مجسٹریٹ ہی کرینگے یا اگر کسی ضلع میں اس امر کی خاص ضرورت محسوس ہوئی تو ایک نائب تحصیلدار فوجداری اور مال کے لئے مخصوص کر دیا جائے گا۔ لیکن جیسا کہ اب تک ہوتا آیا ہے تحصیلداروں کو مجسٹریٹ درجہ دوم و مجسٹریٹ درجہ سویم کے اختیارات دئے جائیں گے تاکہ وہ بحیثیت ماتحت اکزیکیٹیو مجسٹریٹ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اکزیکیٹیو مجسٹریٹوں کو ان کے عاملانہ فرائض میں امداد دے سکیں۔ جن اختیارات کو وہ کام میں لا سکتے ہیں ضمیمہ ۵ میں درج ہیں۔

۱۷- سرکار اس امر پر بعد میں غور کریگی کہ مجوزہ اسکیم میں کام سیکھنے والے افسروں کی کیا حیثیت ہوگی۔

بحکم
ہریشچندر
جوڈیشل سکریٹری

ضمیمہ نمبر ۱

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اگزیکٹیو مجسٹریٹوں کے وہ اختیارات جو بحیثیت مجسٹریٹ اُن کو ایسے عاملانہ اختیارات کے علاوہ حاصل ہونگے جو مجموعہ ضابطہ فوجداری کی رو سے بصورت موجودہ اُن کو حاصل ہیں۔

فہرست نمبر ۳

(۱) مجسٹریٹ درجہ سوم کے معمولی اختیارات

(۱) ایسے شخص کو جس نے اس کی موجودگی میں جرم کیا ہو گرفتار کرنے یا گرفتار کرانے اور حراست میں دینے کا اختیار۔ دفعہ ۶۴

(۲) کسی مجرم کو اپنی موجودگی میں گرفتار کرنے یا کرانے کا اختیار۔ ۶۵۔

(۳) وارنٹ پر عبارت ظہری لکھنے یا وارنٹ کے ماتحت گرفتار شدہ مجرم کو منتقل کرنے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعات ۸۳-۸۴-۸۶۔

(۷) خطوں اور تاروں کے لئے تلاشی لینے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۹۵۔

(۸) وارنٹ تلاشی جاری کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۹۶۔

(۹) وارنٹ تلاشی پر دستخط کرنے اور برآمد شدہ اشیاء کے حوالگی کا حکم دینے کا اختیار دفعہ ۹۹۔

(۱۰) مجمع خلاف قانون کو منتشر ہونے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۲۷۔

(۱۱) مجمع خلاف قانون کو منتشر کرنے کے لئے سول طاقت کے استعمال کا اختیار۔ دفعہ ۱۲۸

(۱۲) مجمع خلاف قانون کو منتشر کرنے کے لئے فوج کے بلانے کا اختیار دفعہ ۱۳۰۔

(۱۴) پولیس کی تفتیش کے دوران میں کسی شخص کو روک رکھنے کا اختیار (الیسا روکا جانا پولیس کی حراست میں نہ ہوگا) دفعہ ۱۶۷۔

(۱۵) اس مجرم کو روک رکھنے کا اختیار جو عدالت میں موجود پایا جائے۔ دفعہ ۳۵۱۔

(۱۸) ضبط شدہ مچلکہ بغرض حاضری بعدالت مجسٹریٹ کے تاوان وصول کرنے کا اختیار دفعہ ۵۱۴۔

(۱۹) مال کے تصرف کے بارے میں حکم دینے کا اختیار دفعہ ۵۱۷۔

(۲۰) مشتبہ مال کے نیلام کرانے کا اختیار دفعہ ۵۲۵۔

(۲۱) درخواست کی تائید میں بیان حلفی طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۲۹ الف۔

(۲۲) معائنہ موقعہ کرنے کا اختیار دفعہ ۵۲۹ ب۔

۲۔مجسٹریٹ درجہ دوم کے معمولی اختیارات

(۱) مجسٹریٹ درجہ سوئم کے ایسے معمولی اختیارات جو ایک اکزیکیٹیو مجسٹریٹ عمل میں لاسکتا ہے۔
(۲) ان معاملات میں جن میں مجسٹریٹ کو اختیارات سماعت حاصل ہوں یا سماعت کے لئے سپرد کرنے کا اختیار ہو پولیس کو جرم کی بابت تحقیقات کرنے کے حکم دینے کا اختیار دفعہ ۱۵۵

۳۔مجسٹریٹ درجہ اوّل کے معمولی اختیارات

(۱) مجسٹریٹ درجہ دوم کے ایسے معمولی اختیارات جو ایک اکزیکیٹیو مجسٹریٹ عمل میں لاسکتا ہے۔
(۲) علاوہ ایسے معاملوں کے جن میں تحقیقات ہو رہی ہو دوسرے معاملوں میں وارنٹ تلاشی جاری کرنیکا اختیار۔دفعہ ۹۸۔
(۳) ان اشخاص کی دستیابی کے لئے جو حبس بیجا میں ہوں وارنٹ تلاشی جاری کرنے کا اختیار دفعہ
(۶۔الف) ان امور کی بابت حکم صادر کرنے کا اختیار جو کسی مقام کے لئے تکلیف کے باعث ہوں۔دفعہ ۱۳۳۔
(۷) مقدمات متنازعہ بناپر قبضہ میں حکم وغیرہ صادر کرنے کا اختیار۔دفعات ۱۴۵،۱۴۶ اور ۱۴۷
(۷ الف) پولیس کی تحقیقات کے دوران میں بیانات اور اقبالات قلمبند کرنے کا اختیار۔
(۷ الف الف) پولیس کی تحقیقات کے دوران میں کسی شخص کو پولیس کی حراست میں رکھے جانیکا حکم دینے کا اختیار دفعہ ۱۶۷۔
(۷۔ب) موت ناگہانی کے بارے میں تحقیقات کرنے کا اختیار دفعہ ۱۷۴۔
(۹) اُن مقدمات میں کارروائی موقوف کرنے کا اختیار جو بنابر نالش نہ رجوع ہوئے ہوں۔دفعہ ۲۴۹۔
(۱۲) ضبط شدہ مچلکوں اور ضمانت ناموں کا زرتاوان وصول کرنے کا اختیار دفعہ ۵۱۴۔
(۱۲۔الف) تازہ ضمانت طلب کرنے کا اختیار دفعہ ۵۱۴۔الف۔

۴۔حاکم پرگنہ کے معمولی اختیارات

(۱) مجسٹریٹ درجہ اوّل کے ایسے معمولی اختیارات جو اکزیکیٹیو مجسٹریٹ عمل میں لاسکتا ہے۔
(۲) زمینداروں وغیرہ کے نام وارنٹ لکھنے کا اختیار۔دفعہ ۷۸۔
(۶) دفعہ ۱۴۴ کے احکام صادر کرنے کا اختیار۔

(۷) ماتحت مجسٹریٹوں کو مقامی جانچ کرنے کے لئے تعینات کرنے کا اختیار دفعہ ۱۴۸۔

(۸) مقدمات قابل دست اندازی پولیس میں پولیس کی تفتیش کیلئے حکم صادر کرنے کا اختیار دفعہ ۱۵۶

(۹) پولیس افسر کی رپورٹ وصول کرنے اور اس پر حکم صادر کرنے کا اختیار دفعہ ۱۷۲

(۱۱) علاقہ اختیار مقامی کے اندر اس شخص کے نام سمن یا وارنٹ جاری کرنے کا اختیار جس نے علاقۂ اختیار مقامی سے باہر جرم کیا ہو۔ دفعہ ۱۸۶۔

(۱۳) پولیس کی رپورٹوں کو وصول کرنے کا اختیار دفعہ ۱۹۰۔

(۱۴) بعجز استغاثہ کے مقدمات کی سماعت کا اختیار دفعہ ۱۹۰۔

(۱۵) مقدمات کو ماتحت مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں منتقل کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۲

(۱۸) اس مال کو فروخت کرنے کا اختیار جس کی نسبت مسروقہ ہونے کا بیان یا اشتباہ کیا گیا ہو دفعہ ۵۲۴۔

۵۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے معمولی اختیارات

(۱) حاکم پرگنہ کے وہ معمولی اختیارات جو ایک اگزیکٹیو مجسٹریٹ عمل میں لا سکتا ہے۔

(۲) خطوط، تار وغیرہ کو حوالہ کرنے کا حکم دینے کا اختیار۔

(۳) ان کاغذات کی تلاشی کے لئے وارنٹ جاری کرنے کا اختیار جو ڈاکخانہ یا ٹیلیگراف کے افسران کی تحویل میں ہوں۔ دفعہ ۹۶۔

(۵) ان اشخاص کو مخلصی دینے کا اختیار امن قائم رکھنے یا اچھے چال چلن کے لئے جن کا مچلکہ یا ضمانت لی گئی ہو۔ دفعہ ۱۲۴۔

(۶) امن قائم رکھنے کے مچلکہ کو منسوخ کرنے کا اختیار دفعہ ۱۲۵۔

(۶۔ الف) بعض معاملات میں ایسے پولیس افسر کو ابتدائی تحقیقات کرنے کے لئے حکم دینے کا اختیار جو انسپکٹر کے درجہ سے کم نہ ہو۔ دفعہ ۱۹۶ ب۔

(۷۔ الف) مقدمہ کے دوران میں کسی وقت کسی شریک جرم کو معاف کر دینے کا اختیار دفعہ ۳۳۷

(۱۷) مقدمہ میں کسی شخص کو پیروکار بجانب سرکار مقرر کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۴۹۲۔

(۲۰) اغوا کی ہوئی عورت کو حفاظت جائز میں بہ جبر حوالہ کرنے کا اختیار دفعہ ۵۵۲۔

ضمیمہ نمبر ۲

مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے وہ معمولی اختیارات جو اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ عمل میں لائیں گے

فہرست نمبر ۳

۵۔ ضلع مجسٹریٹ کے معمولی اختیارات

(۱) حاکم پرگنہ کے معمولی اختیارات علاوہ اُن اختیارات کے جن کو صرف اگزیکٹیو مجسٹریٹ ہی عمل میں لاسکتا ہے۔

(۱) (الف) نوعمر مجرموں کے مقدموں کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۲۹ (الف)

(۴) بغاوت کے مقدموں کے سلسلے میں اچھا چال چلن قائم رکھنے کے لئے ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۰۸۔

(۷) مقدمات کی سرسری سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۲۶۰۔

(۷۔الف) دوران مقدمہ میں کسی نوبت پر شریک جرم کو معافی دینے کا اختیار۔ دفعہ ۳۳۷۔

(۸) بعض مقدمات میں ملزم کی سزایابی کو مسترد کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۳۵۰۔

(۹۔ الف) مجسٹریٹوں کے احکام کے خلاف جن میں ضمانت کرنا منظور کر دیا گیا ہو یا ضمانت لینے سے انکار کر دیا گیا ہو۔ اپیل سننے کا اختیار۔ دفعہ ۴۰۶۔الف)

(۱۰) اپیل بناراضی حکم سزا مصدرہ مجسٹریٹ درجہ دوم یا سوئم کی سماعت کرنے یا سماعت کے لئے بھیجنے کا اختیار۔ دفعہ ۴۰۷۔

(۱۱) مسلوں کے طلب کرنے کا اختیار دفعہ ۴۳۵۔

(۱۲) خارج شدہ نالش یا بری شدہ ملزم کے متعلق تحقیقات کے لئے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۴۳۶۔

(۱۳) سیشن سپرد کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۴۳۷۔

(۱۴) ہائیکورٹ کو رپورٹ کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۴۳۸۔

(۱۸) گواہوں کا بیان لینے کے لئے کمیشن کے اجرا کا اختیار۔ دفعہ ۵۰۳ اور ۵۰۶۔

(۱۹) احکام زیر دفعہ ۵۱۴ و ۵۱۵ کے خلاف اپیل سننے اور ان احکام کی نگرانی کا اختیار۔

(۴) حفظ امن کے لئے ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۰۷۔
(۵) نیک چلنی کے لئے ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۰۹۔
(۶) ضامنوں کو برات دینے کا اختیار۔ (دفعہ ۱۲۶۔ الف)
(۸) تجویز کے لئے مقدمہ سپرد کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۲۰۶۔
(۹) ایسے مقدمات میں جو بنا بر نالش نہ ہوں کارروائی موقوف کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۲۴۹۔
(۹۔الف) بذات خود مقدمہ کی تحقیقات کرنے کے دوران میں شریک جرم کو معافی دینے کا اختیار۔ دفعہ ۳۳۷
(۱۰) کفالت ادا کرنے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعات ۴۸۸۔ اور ۴۸۹۔
(۱۱) کمیشن کے ذریعہ سے شہادت لینے کا اختیار۔ دفعہ ۵۰۳۔
(۱۲) ضبط شدہ مچلکوں اور ضمانت ناموں کا تاوان اخذ کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۱۴۔
(۱۲۔الف) تازہ ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۱۴۔الف۔
(۱۲۔ب) ایسے مقدمات کو واپس طلب کرنے کا اختیار جو اس نے کسی دوسرے مجسٹریٹ کی عدالت میں منتقل کر دیا ہو۔ دفعہ ۵۲۸د۔
(۱۳) پہلے پہل جرم کرنے والوں کے بارے میں حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۵۶۲۔
(۱۴) رہا شدہ قیدیوں کو پتہ کی اطلاع دینے کے باب میں حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۵۶۵۔

۴۔(دفعہ ۱۳ کے ماتحت مقرر کئے ہوئے حاکم پرگنہ کے عام اختیارات

(۱) مجسٹریٹ درجہ اول کے عام اختیارات جو جوڈیشل مجسٹریٹ عمل میں لاسکتے ہیں۔
(۲) نیک چلنی کے لئے مچلکا اور ضمانت طلب کرنے کا اختیار دفعہ ۱۱۰۔
(۵) امر باعث تکلیف کو مکرر کرنے سے منع کرنے کے لئے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
(۱۲) نالشات کی سماعت کا اختیار دفعہ ۱۹۰۔
(۱۵) مقدموں کو ماتحت مجسٹریٹ کے یہاں منتقل کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۲۔
(۱۶) ایسی رائے کی بنا پر جو کسی ماتحت مجسٹریٹ نے مسل میں ظاہر کی ہو فیصلہ دینے کا اختیار دفعہ ۳۴۹۔
(۱۷) عدالتہائے ماتحت کی مسلوں کو مجسٹریٹ ضلع کے پاس بھیجنے کا اختیار۔ دفعہ ۴۳۵۔
(۱۹) اپیلوں کے علاوہ دوسرے مقدموں کو واپس طلب کرنے اور ان کی سماعت کرنے یا انکو سماعت کے لئے بھیجنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۲۸۔

ضمیمہ نمبر ۴

مزید اختیارات جو مجموعہ ضابطہ فوجداری کے ماتحت جوڈیشل مجسٹریٹوں کو دیئے جاسکتے ہیں

فہرست نمبر ۴

(الف) مجسٹریٹ درجہ اول

صوبہ کی حکومت کی طرف سے۔ (۱) مقدمہ بغاوت کی صورت میں نیک چلنی کی ضمانت طلب کرنیکا اختیار۔ دفعہ ۱۰۸۔
(۲) نیک چلنی کے لئے ضمانت طلب کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۱۰۔
(۴) امر باعث تکلیف کو مکرر کرنے سے منع کرنیکے لئے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
(۸) استغاثہ کی بنا پر مقدموں کی سماعت کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔
(۱۱) مقدمات کی سرسری سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۲۶۰۔
(۱۲) اپیل بناراضی حکم سزا مصدرہ مجسٹریٹ درجہ دوم وسوم کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۴۰۷
(۱۵) مقدمات زیر دفعہ ۱۲۴۔ الف تعزیرات ہند کی سماعت کا اختیار۔

اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے۔ (۱) امور باعثِ تکلیف کے اعادہ کی ممانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
(۴) استغاثہ دائر ہونے پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔
(۶) مقدمات کو منتقل کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۲۔

(ب) مجسٹریٹ درجہ دوم

صوبہ کی حکومت کی طرف سے (۲) امور باعث تکلیف کے اعادہ کے ممانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
(۵) استغاثہ دائر ہونے پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔
(۸) سماعت کے لئے سپرد کرنے کا اختیار دفعہ ۲۰۶۔
(۹) پہلی بار جرم کرنے والوں کے متعلق حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۵۶۲۔

اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے (۱) امور باعثِ تکلیف کے اعادہ کی ممانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
(۴) استغاثہ دائر ہونے پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

(ج) مجسٹریٹ درجہ سوم

صوبہ کی حکومت کی طرف سے (۱) امور باعث تکلیف کے اعادہ کی ممانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔
(۴) استغاثہ دائر ہونے پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے (۱) امور باعث تکلیف کے اعادہ کی ممانعت کے احکام دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۴۳۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے (۲) دفعہ ۱۴۴ کے ماتحت احکام جاری کرنے کا اختیار۔

(۳) موت ناگہانی کی تحقیقات کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۱۷۴۔

(۵) پولیس کی رپورٹ پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

(ج) مجسٹریٹ درجہ سوئم

صوبائی حکومت کی طرف سے (۴) موت ناگہانی کی تحقیقات کرنے کے اختیار۔ دفعہ ۱۷۴۔

(۵) پولیس کی رپورٹ پر مقدمات کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے (۴) موت ناگہانی کی تحقیقات کرنیکا اختیار۔ دفعہ ۱۷۴۔

(۵) پولیس کی رپورٹ پر مقدمہ کی سماعت کا اختیار۔ دفعہ ۱۹۰۔

ضمیمہ نمبر ۶

اختیارات مجسٹریٹ جو تحصیلدار بحیثیت اگزیکٹیو مجسٹریٹ درجہ دوم وسوم مجموعہ ضابطہ فوجداری کی رو سے عمل میں لائیں گے

فہرست نمبر ۲

ا۔ مجسٹریٹ درجہ سوئم کے عام اختیارات

(۱) کسی شخص کو جس نے اس کی موجودگی میں ارتکاب جرم کیا ہو گرفتار کرنے یا گرفتار کرانے کا حکم دینے اور اس کو حراست میں دینے کا اختیار۔ دفعہ ۶۴۔

(۲) اپنی موجودگی میں کسی مجرم کو گرفتار کرنے یا اس کی گرفتاری کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۶۵۔

(۳) وارنٹ پر عبارت ظہری تحریر کرنے یا بذریعہ وارنٹ گرفتار شدہ ملزم کو بھیجنے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعات ۸۳۔۸۴۔۸۶۔

(۷) خطوط اور تاروں کے لئے تلاشی کے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۹۵۔

(۸) وارنٹ تلاشی کے اجرا کا اختیار۔ دفعہ ۹۶۔

(۹) تلاشی کے وارنٹ پر عبارت ظہری تحریر کرنے اور برآمد شدہ اشیاء کی حوالگی کا اختیار۔ دفعہ ۹۹۔

(۱۰) مجمع خلاف قانون کو منتشر ہونے کا حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۲۷۔

(۱۱) مجمع خلاف قانون کو منتشر کرنیکے لئے سول طاقت استعمال کرنیکا اختیار۔ دفعہ ۱۲۸۔

(۱۲) مجمع خلاف قانون کو فوج کے ذریعہ سے منتشر کرنیکے حکم دینے کا اختیار۔ دفعہ ۱۳۰۔

(۱۴) دوران تفتیش پولیس میں کسی شخص کے روکے رہنے کی اجازت دینے کا اختیار (یہ روکا رکھنا

پولیس کے زیر حراست نہ ہوگا) دفعہ ۱۶۷۔
(۱۵) کسی جرم کے ارتکاب کرنے والے کو جو عدالت میں موجود ہو روکے رکھنے کا اختیار۔ دفعہ ۳۵۱
(۲۰) کسی مشتبہ چال چلن رکھنے والے شخص کے مال کو نیلام کرنے کا اختیار۔ دفعہ ۵۲۵۔
نوٹ۔ مزید اختیارات جو صوبہ کی حکومت یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی طرف سے ایسے مجسٹریٹوں
کو دیئے جا سکتے ہیں۔ ضمیمہ ۵ میں درج ہیں۔

صوبہ متحدہ میں جوتوں کی یکجائی کا

مسودہ قانون ۱۹۳۹ء

ایک مسودہ قانون
زراعتی جوتوں کی یکجائی کا انتظام کرنے کے لئے

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ زراعتی جوتوں کی یکجائی کا انتظام کیا جائے۔
لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

باب ۱

مراتب ابتدائی

مختصر نام، وسعت اور آغاز نفاذ ۱۔ (۱) یہ ایکٹ "صوبہ متحدہ میں جوتوں کی یکجائی کا ایکٹ ۱۹۳۹ء" کہلائیگا۔
(۲) یہ ایکٹ سوائے کمایوں ڈویژن ضلع دہرہ دون کے پرگنہ جونسر باور اور ضلع مرزاپور کے اُس حصہ کے، جو کیمور پہاڑیوں کی دکھن میں واقع ہے۔ پورے صوبہ متحدہ میں نفاذ پذیر ہوگا۔
مگر شرط یہ ہے کہ صوبہ کی حکومت مجاز ہے کہ وہ سرکاری گزٹ میں اشتہار دیکر یہ ہدایت کرے کہ یہ ایکٹ ایسی ترمیم کے ساتھ (اگر کوئی ہو) جسے وہ مناسب سمجھے، کمایوں ڈویژن یا اُس کے کسی حصہ سے متعلق ہوگا اور اُس کو یہ بھی جائز ہوگا کہ وہ وقتاً فوقتاً اسی طرح سے اشتہار دیکر ایسی ہدایت میں رد و بدل کر دے۔

(۳) اس ایکٹ کا نفاذ اُس تاریخ سے ہوگا جس کی نسبت صوبہ کی حکومت گزٹ میں اشتہار دے کر ہدایت کرے۔

فقرۂ تعریفات

۲۔ اس ایکٹ میں تاوقتیکہ کوئی امر مضمون یا سیاق عبارت کے خلاف نہ ہو۔

(۱) مندرجہ ذیل تحتی دفعات کے احکام کی پابندی کے ساتھ جو الفاظ اس ایکٹ میں استعمال کئے گئے ہیں، اُن کے وہی معنی ہوں گے، جو معنی اُن کے ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک متحدہ سنہ ۱۹۰۱ء، ایکٹ قبضہ آراضی آگرہ، سنہ ۱۹۲۶ء اور ایکٹ لگان اودھ سنہ ۱۸۸۶ء میں دئے ہوئے ہیں۔

ایکٹ نمبر ۳ صوبہ متحدہ سنہ ۱۹۰۱ء
ایکٹ نمبر ۳ صوبہ متحدہ سنہ ۱۹۲۶ء
ایکٹ نمبر ۲۲ صوبہ متحدہ سنہ ۱۸۸۶ء

(۲) "درخواست دہندہ" سے مراد کوئی ایسا شخص ہے، جو جوتوں کی یکجائی کے لئے حکم صادر کئے جانے کی بابت درخواست دے۔

(۳) "یکجائی" سے کسی آراضی کی از سرِ نو تقسیم مراد ہے، جو آراضی مذکور کے کاشتکاران میں اس طور پر کی جائے کہ ایسے رقبہ جات، جو اُن کے زیر کاشت ہوں زیادہ یکجا ہو جاویں۔

(۴) "یکجائی کرنے والے افسر" سے مراد کوئی ایسا افسر ہے جس کو صوبہ کی حکومت کسی مقامی رقبہ میں اس ایکٹ کے بموجب یکجائی کرنے والے افسر کے فرائض کی انجام دہی کے لئے مقرر کرے۔

(۵) "کاشت" میں ایسی کاشت شامل ہے جو نوکروں یا مزدوروں کے ذریعہ سے کی جائے اور "کاشت کرے" کے معنی بھی اس طور پر لگائے جائیں گے۔

(۶) "کاشتکار" سے مراد، شکمی آسامی یا آسامی سیر کے علاوہ کسی ایسے شخص سے ہے جو کسی جوت کی کاشت کرتا ہو، اور اس میں کوئی ایسا شخص بھی شامل ہے جس نے اپنی کل جوت یا اس کے کسی حصہ کو شکمی آسامی یا آسامی سیر کو پٹہ پر اُٹھا دیا ہو اور کسی مشترکہ جوت کی صورت میں، اس سے ایسے کاشتکاروں کی پوری جماعت مراد ہے جو ایسی جوت میں شریک کاشت ہوں۔

(۷) "جوت" میں سیر اور خود کاشت شامل ہے۔ لیکن اس میں باغ کی آراضی، یا ایسی آراضی، جو چرائی کے لئے لگان پر اٹھائی گئی ہو، یا جس پر چرائی کے لئے کسی کا قبضہ ہو۔ یا کسی مالک ادنیٰ مستقل پٹہ دار، حقدار قبضہ مستقل یا ٹھیکیدار کی جوت شامل نہیں ہے۔

(۸) "خود کاشت" سے مراد، علاوہ سیر کے کسی ایسی آراضی سے ہے جو مالک، مالک ادنیٰ مستقل پٹہ دار حقدار قبضہ مستقل یا ٹھیکیدار کے زیر کاشت ہو۔

(۹) "مستقل پٹہ دار" سے مراد، اودھ میں کسی ایسے شخص سے ہے جو کسی قابل ارث و ناقابل انتقال پٹہ کی رو سے آراضی پر قابض ہو اور جس کا نام اُس رجسٹر میں درج ہو جو ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک متحدہ سنہ ۱۹۰۱ء کی دفعہ ۳۲ کے فقرہ (ب)، یا (ج) کے احکام کے بموجب رکھا جاتا ہے۔

ایکٹ نمبر ۳ صوبہ متحدہ سنہ ۱۹۰۱ء

باب ۲

جوتوں کی یکجائی کے لئے درخواست

۳۔ (۱) کسی موضع کے ایک تہائی سے زیادہ مزروعہ رقبہ کے کاشتکاران یکجائی کرنے والے افسر کو ایسے موضع کی جوتوں کی یکجائی کی بابت حکم صادر کرنے کے لئے مقررہ فارم میں درخواست دے سکتے ہیں

جوتوں کی یکجائی کیلئے حکم صادر کرنے جانے کی بابت کاشتکاری درخواست

(۲) کسی ایسی درخواست میں۔ جو تحتی دفعہ (۱) کے احکام کے بموجب دی جائے۔ ان جوتوں کی بابت تفصیل شامل ہوگی جن کی نسبت درخواست دہندگان کاشتکار ہونے کا دعویٰ کرتے ہوں۔

۴۔ (۱) کسی ایسی درخواست کے موصول ہونے پر۔ جو دفعہ ۳ کے احکام کے بموجب دی گئی ہو۔ یکجائی کرنے والا افسر موضع کے کسی نمایاں مقام پر ایک ایسا نوٹس چسپاں کرائے گا جس میں یہ اعلان ہوگا کہ درخواست دہندگان نے موضع مذکور کی جوتوں کی یکجائی کی بابت حکم صادر کئے جانے کے لئے درخواست دی ہے اور اس میں کسی کاشتکار کے لئے یہ ہدایت ہوگی کہ اگر وہ چاہے تو نوٹس چسپاں کئے جانے کے ایک ماہ کے اندر اس بارے میں عذر ظاہر کرے کہ جوتوں کی یکجائی کے لئے حکم کیوں نہ صادر کر دیا جائے۔ یا ایسے طریقہ کی نسبت تجاویز پیش کرے جن کے مطابق جوتوں کی یکجائی کی جائے۔

یکجائی کرنے والے افسر کے لئے ضابطہ کارروائی

(۲) اس نوٹس کی ایک نقل جو تحتی دفعہ (۱) کے احکام کے بموجب چسپاں کیا جائے گا موضع کے نمبردار (اگر کوئی ہو) پر تعمیل کی جائے گی اور جہاں کہیں ایک سے زیادہ نمبردار ہوں تو ہر ایسے نمبردار پر۔

۵۔ (۱) دفعہ ۴ میں متذکرہ مدت کے اختتام پر یکجائی کرنے والا افسر کسی ایسے کاشتکار یا نمبردار کی عذرداری کی سماعت کے بعد جو یہ وجہ ظاہر کرنے کے لئے حاضر ہوا ہو کہ یکجائی کی بابت حکم کیوں نہ صادر کیا جائے، ایسا حکم صادر کرنے کی بابت کارروائی کرے گا۔ بجز اس صورت کے کہ اس کو ایسی تحقیقات کے بعد۔ جیسے وہ مناسب سمجھے۔ یہ اطمینان ہو جائے کہ درخواست دہندگان موضع مذکور کے ایک تہائی مزروعہ رقبہ کے کاشتکار نہیں ہیں یا بجز اس صورت کے کہ کلکٹر کی منظوری پہلے سے حاصل کر لینے کے بعد، وہ یہ مناسب سمجھے کہ یکجائی کی بابت کوئی حکم صادر نہ کیا جانا چاہیئے۔

جوتوں کی یکجائی کی بابت حکم صادر کئے جانے کے خلاف عذر [illegible]

(۲) کوئی ایسا حکم۔ جو یکجائی کرنے والے افسر نے تحتی دفعہ (۱) کے بموجب اس بارے میں

صادر کیا ہو کہ کوئی درخواست دہندہ، کسی ایسی جوت کا، جس کے کاشتکار ہونے کا وہ دعوی کرتا ہو، کاشتکار ہے یا نہیں ہے۔ ایسے درخواست دہندہ یا ایسے شخص کے، جو ایسے درخواست دہندہ کے استحقاق کی بابت عذر داری کرتا ہو، ایسی جوت کی نسبت کسی عدالت مجاز میں اپنا دعوی ثابت کرنے کے حق پر اثر انداز نہ ہوگا۔

۶۔ کلکٹر یا کوئی افسر، جس کو صوبہ کی حکومت نے اس بارے میں اختیارات دئے ہوں اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اوّل کو کسی موضع میں جوتوں کی یکجائی کرنے کا حکم دینے کے لئے ہدایت کر سکتا ہے، اور اُس طریقہ کو تجویز کر سکتا ہے جس طرح ایسا حکم دیا جائے گا اور ایسی ہدایت ملنے پر اسسٹنٹ کلکٹر اُس موضع میں جوتوں کی یکجائی کرنے کی کارروائی کریگا، اور وہ اِس غرض کے لئے اس ایکٹ کے ماتحت، یکجائی کرنے والے افسر کے تمام اختیارات عمل میں لا سکتا ہے۔

باب ۳

یکجائی کرنے والے افسر کے اختیارات و ضابطہ کارروائی

۷۔ (۱) بجز اس صورت کے، کہ کلکٹر کسی اور طرح پر ہدایت کرے، کسی موضع کے کسی ایسے بٹوارہ کی کارروائیاں محال کے بٹوارہ کی کوئی درخواست۔ جس کی جوتوں کی یکجائی کے لئے حکم صادر کئے جانے کی بابت اس ایکٹ کے احکام کے ماتحت درخواست دی گئی ہو جوتوں کی یکجائی کے لئے حکم صادر کئے جانے کی بابت درخواست کی تاریخ، اور اُس تاریخ کے درمیان [illegible] پر کلکٹر ایسے حکم کو منظور کرلے یا اس درخواست کو خارج کردے، کسی عدالت [illegible]

(۲) اگر اس تاریخ کو جس پر جوتوں کی یکجائی کی بابت حکم صادر [illegible] کوئی درخواست دفعہ ۳ کے احکام کے ماتحت دی گئی ہو، کسی موضع کے بٹوارہ کے لئے کوئی درخواست کسی عدالت میں زیر تجویز ہو تو بجز اس صورت کے کہ کلکٹر کسی اور طرح ہدایت کرے، جوتوں کی یکجائی کی بابت حکم صادر کئے جانے کے لئے کوئی درخواست خارج کردی جائیگی۔

۸۔ (۱) جب یکجائی کرنیوالا افسر کسی موضع کی جوتوں کی یکجائی کی بابت حکم صادر کرے، عارضی سکیم کا تیار کرنا تو اس کو لازم ہوگا کہ وہ ایسی تجاویز پر، جو دفعہ ۴ یا دفعہ ۶ کے بموجب پیش کی جاویں، غور کرلے اور موضع کے ایسے نقشہ اور کاغذات کی جنھیں وہ مناسب سمجھتا ہو

جانچ کرنے کے بعد، موضع کی جوتوں کی یکجائی کرنے کی اسکیم کا ایک ایسا خاکہ تیار کرے، جس میں ایسی تفصیلات ہوں گی جنھیں وہ صورت حال کے مطابق مناسب سمجھتا ہو۔

(۲) جب یکجا کرنیوالا افسر ایسا خاکہ تیار کرلے تو وہ موضع کے تمام کاشتکاران کو معقول مدت کا نوٹس دینے کے بعد موضع میں جائیگا، اس کو ایسا خاکہ سمجھا جائیگا اور ان کی تجاویز اور عذرداریاں سننے کے بعد، موضع کی جوتوں کی یکجائی کئے جانے کی بابت حکم صادر کریگا۔

(۳) ایسے حکم میں تحریراً اور نقشہ کے ذریعہ سے یہ دیکھایا جائیگا کہ جوتوں کی یکجائی کس طرح کی جائیگی، اور نیز اس میں کھیتوں کے خسرہ نمبر کے ذریعہ سے ہر ایسی جوت کی تصریح ہوگی جو ہر کاشتکار کو اس کی اصلی جوت کے بدلے دیجائیگی۔

(۴) یکجائی کرنیوالا افسر، بورڈ کے بنائے ہوئے قاعدوں کے مطابق، جہاں تک ممکن ہوگا، اس کا اطمینان کریگا کہ ہر کاشتکار کو موضع میں پیدا ہونیوالے خاص غلوں کی کاشت کے لئے مناسب اراضی دی گئی ہے، اور یہ کہ اُن جوتوں کی مالیت، جو کسی کاشتکار کو دی گئی ہیں، اس کی اصلی جوتوں کی مالیت کے برابر ہے، اور نیز وہ اپنی حدبندی کریگا اور اُس طرح دی ہوئی جوتوں کا بٹوارہ کریگا۔

۹۔ جب دفعہ ۸ کے احکام کے مطابق حکم یکجائی صادر ہوجائے تو یکجائی کرنیوالا افسر ایسے رقبے کے یکجائی کرنے کے حکم کے کاشتکاروں کو، جو اسکیم میں شامل ہوں ایسے طریقہ پر، جو مقرر کیا جائے، ایک عام نوٹس دینے کے بعد، کاغذات معاملہ متعلقہ کو مع نقشہ جات کے اپنی میز پر رکھیگا، اور کاشتکاران کو ان کا معاینہ کرنے اور نوٹس مذکور کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر عذرداریاں داخل کرنے، کی اجازت دیگا۔

۱۰۔ (۱) یکجائی کرنے والے افسر کو لازم ہوگا کہ وہ دفعہ ۹ کے ماتحت پیش کردہ جوتوں کو یکجا کرنے کی اسکیم کے خلاف عذرداریوں پر فیصلہ دے، اور حسب ضرورت حکم یکجائی میں تبدیلیاں کرنے، اور نقشوں کی تصحیح کرنے کے بعد، کاغذات کو حکم یکجائی پر فیصلہ قطعی منظوری حاصل کرنے کے لئے کلکٹر کے پاس بھیجدے۔

(۲) جوتوں کو یکجا کرنے کا حکم اس وقت تک قطعی نہ ہوگا جب تک کہ کلکٹر دفعہ ۱۱ کے ماتحت دائر کردہ تمام اپیلوں پر فیصلہ نہ دیدے اور حکم یکجائی کو قطعی طور پر منظور کرنے کی بابت اپنا حکم صادر نہ کردے۔

(۳) جب حکم قطعی طور پر منظور کرلیا جائے، تو کلکٹر اس بارے میں اعلان کرائے گا اور حکم مذکور ایسے اعلان کے بعد یکم جولائی سے نفاذ پذیر ہوگا۔

۱۱- یکجائی کرنیوالا افسر، حکم یکجائی کے مطابق محال کےنئے کاغذات حقوق تیار کریگا جن نئے کاغذات حقوق پر ایسے حکم کے نفاذ پذیر ہونیکی تاریخ سے عمل درآمد ہوگا۔

۱۲- (۱) اگر کسی کاشتکار نے کسی آراضی پر ترقی کی ہو، یا اُس پر ترقی کا اثر پڑا ہو تو ایسی آراضی تحتی دفعہ (۲) کے احکام کے پابندی کے ساتھ اسی کاشتکار کو دی جائیگی۔ اور یکجائی کرنیوالا افسر، یکجائی کا حکم دیتے وقت یہ ملحوظ رکھیگا کہ ایسے کاشتکار کو دوسری آراضی اس کی ایسی آراضی کے قریب دی جاوے۔

(۲) اگر وہ آراضی جس پر ترقی کی گئی ہو، یا جس پر ترقی کا اثر پڑا ہو، اُس کاشتکار کو بآسانی صوبہ متحدہ کا ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۲۶ء نہ دی جاسکتی ہو، جس نے اس پر ترقی کی ہو، بلکہ کسی دوسرے کاشتکار صوبہ متحدہ کا ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۸۶ء کو دیدی گئی ہو، تو یکجائی کرنے والا افسر اس کاشتکار کو معاوضہ دیگا، جس نے ایکٹ قبضہ آراضی آگرہ سنہ ۱۹۲۶ء کی دفعہ، ۱۱۱ اور ۱۱۸ یا ایکٹ لگان اودھ سنہ ۱۸۸۶ء کی دفعہ ۷۲ کے احکام کے مطابق جیسی بھی صورت ہو، یا کسی دوسرے نافذ الوقت قانون کے ایسے ہی احکام کے مطابق، ترقی کی ہو۔ اور حکم یکجائی قطعی طور پر منظور نہیں کیا جاویگا تاوقتیکہ وہ کاشتکار، جس کو ایسی آراضی دی گئی ہو، ایسے کاشتکار کو، جس نے اس پر ترقی کی ہو معاوضہ نہ دیدے۔

مگر شرط یہ ہے کہ یکجائی کرنیوالا افسر محض اس وجہ سے معاوضہ عطا کرنے سے انکار نہیں کریگا کہ وہ ترقی معاوضہ عطا کرنے کے تیس سال قبل کی گئی تھی۔

شرط مزید یہ ہے کہ اُس کاشتکار کے زمیندار کو، جس نے ترقی کی ہے، جائز ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو معاوضہ ادا کردے۔

(۳) جب تحتی دفعہ ۱ کے حکم کے بموجب معاوضہ ادا کردیا جائے، تو یہ سمجھا جائیگا کہ یہ ترقی تمام اغراض کے لئے اُس کاشتکار یا زمیندار (یعنی جیسی بھی صورت ہو) کے خرچ سے ہوئی، جس نے معاوضہ ادا کیا ہو۔

(۴) کوئی رقم، جو دفعہ ہذا کے احکام کے بموجب کاشتکار یا زمیندار پر واجب الادا ہوگی، بطور بقایا مالگذاری کے وصول کی جائیگی۔

۱۳- (۱) اُس تاریخ کو، جس پر کہ یکجائی کی اسکیم قطعی طور پر منظور کرنے کا حکم نفاذ پذیر ہوگا کسی ایسے کاشتکار کے حقوق مالکانہ یا دیگر حقوق جس کی یکجائی کرنے کے بعد سے حقوق۔ آراضی کسی دوسری آراضی کے بالعوض دی گئی ہو۔ آراضی تبادلہ کی نسبت ضائع ہوجائیں گے۔ اور اس آراضی کی نسبت، جو اس کو عطا کی گئی ہو، اس کو وہی حقوق

حاصل ہونگے اور اس کی وہی ذمہ داریاں ہوں گی، جو وہ آراضی متبادلہ کی نسبت رکھتا تھا۔ اور حکم یکجائی میں ایسے حقوق اور ذمہ داریوں کی صراحت کردی جائیگی۔

مگر شرط یہ ہے کہ یکجائی کرنے والا افسر مجاز ہوگا کہ حکم یکجائی میں اس امر کی ہدایت کرے کہ احکام تحتی دفعہ ہذا ایسی ترمیمات کے ساتھ عائد ہوں گے، جو وہ ضروری سمجھے اگر اُس کی رائے میں ان احکام کا مکمل اطلاق، کسی خاص صورت میں کسی ایسے فریق کے لئے، باعث ناانصافی ہو جس کا تعلق ایسے حکم سے ہو۔

(۲) باوجود کسی امر کے جو کسی قانون نافذالوقت میں ہو، اگر وہ آراضی، جو دوسری آراضی کے بالعوض دی گئی ہو، کسی پٹہ، رہن یا دیگر بار کے ماتحت ہو، تو ایسا پٹہ، رہن یا دیگر بار منتقل کردیا جاویگا، اور وہ ایسی دوسری آراضی یا اس کے ایسے جزو سے متعلق ہوجائیگا جس کی صراحت حکم یکجائی میں کردی گئی ہو۔ اور ایسی صورت میں پٹہ دار، مرتہن یا دیگر کفالت دار کو اس آراضی میں یا اس کے خلاف کوئی حق حاصل نہ ہوگا، جس کی بابت پٹہ رہن نامہ، یا دیگر بار منتقل کردیا گیا ہو۔

تصحیح کاغذات۔ ۱۴۔ اس ایکٹ کے ماتحت کارروائیوں کے دوران میں کسی بھی وقت یکجائی کرنیوالا افسر مجاز ہوگا کہ وہ اس امر کا اعلان کردے کہ اُس موضع کے متعلق جس کی جوتوں کی یکجائی زیر تجویز ہو کاغذات کی تصحیح اور پیمائشی کارروائیاں عمل میں لائی جارہی ہیں۔ اور بعد ازاں قانون مالگذاری آراضی صوبہ متحدہ ۱۹۰۱ء کے باب چہارم کے احکام ایسے موضع سے متعلق ہوں گے، اور ایسے موضع کی بابت کلکٹر اور یکجائی کرنے والے افسر کو بالترتیب ایک ریکارڈ افسر اور اسسٹنٹ ریکارڈ افسر کے تمام اختیارات حاصل ہونگے جو قانون مذکور کے احکام کے بموجب مقرر کیا گیا ہو۔

آراضیات کاشت کے متعلق استقرار حق کی نالشات۔ ۱۵۔ (۱) اگر اُس تاریخ کو، جس پر یکجائی کی بابت حکم صادر کئے جانے کے لئے کوئی درخواست دی گئی ہو، عدالت مرافعہ اولیٰ میں موضع کی کسی جوت کی نسبت آسامی کے حق یا سیر کے حق، یا بحیثیت آسامی یا زمیندار کے کاشت کرنے کے حق، کے استقرار کی بابت کوئی نالش زیر تجویز ہو، تو ایسی نالش یکجائی کرنے والے افسر کی عدالت میں منتقل کردی جائے گی، اور کوئی ایسی نالش، جو ایسی تاریخ اور حکم یکجائی صادر ہونے کی تاریخ کے درمیان دائر کی جائے، یکجائی کرنیوالے افسر کی عدالت میں منتقل کردی جائیگی۔

(۲) حکم یکجائی دینے کے قبل، یکجائی کرنے والے افسر کو لازم ہوگا کہ وہ جملہ ایسی نالشات کو مطابق قانون صوبہ متحدہ تیسرا بابت ۱۹۲۶ء قبضہ آراضی آگرہ، ۱۹۲۶ء یا قانون لگان اودھ ۱۸۸۶ء کے مطابق، یعنی جیسی

صوبہ متحدہ بائیسواں بابت ۱۹۰۱ء

بھی صورت ہو، یا کسی اور قانون نافذ الوقت کے مطابق فیصل کر دے۔ بجز اس صورت کے کہ کسی خاص وجوہ کی بناء پر جو قلمبند کی جائے گی۔ اس کی رائے میں ایسی جملہ نالشات یا کسی ایسی نالش کا فیصل کیا جانا قرین مصلحت اور ضروری نہیں ہے اور ایسی صورت میں وہ ایسی جملہ نالشات کو، جن کی نسبت اُس کی یہ رائے ہے کہ اُس کو فیصل نہ کرنا چاہئے، اُس عدالت کو واپس کر دیگا جس سے وہ اس کو موصول ہوئی تھیں۔

باب ۴
اپیل، استصواب، اور نگرانی

اپیل وغیرہ ایکٹ کے مطابق دائر کر دینی جانی چاہئیے

۱۶۔ اس ایکٹ کے احکام کے ماتحت دئے ہوئے کسی حکم کی ناراضی میں نظر ثانی، استصواب یا نگرانی کے لئے کوئی درخواست یا اپیل قابل پذیرائی نہ ہوگی سوائے اُس کے کہ جس طرح اس کے متعلق ایکٹ ہذا میں احکام ہیں۔

اپیلات ابتدائی

۱۷۔ یکجائی کرنے والے افسر کے مندرجہ ذیل حکموں کی ناراضی میں اپیل کلکٹر کے سامنے ہوگی۔ یعنی

(الف) ایسا حکم جو دفعہ ۱۰ کی تحتی دفعہ (۱) کے ماتحت کسی عذرداری کے فیصلہ کرنے میں دیا گیا ہو۔

(ب) ایسا حکم جو دفعہ ۱۲ کے ماتحت، ترقیات کے متعلق دیا گیا ہو۔

(ج) ایسا حکم جو دفعہ ۱۳ کی تحتی دفعہ (۱) کے فقرۂ شرطیہ کے احکام کے ماتحت دیا گیا ہو، اور جس میں اس بات کی ہدایت کی گئی ہو کہ اس تحتی دفعہ کے احکام کسی خاص معاملہ میں ترمیمات کے ساتھ عائد ہوں گے۔

۱۸۔ (۱) ایسے حکم کی تاریخ سے، جس کی رو سے حکم یکجائی کلکٹر کے پاس قطعی منظوری کے لئے بھیجا گیا ہو، ۳۰ دن کے بعد کلکٹر کے روبرو کوئی اپیل دائر نہ ہو سکے گا۔

اپیلات کے لئے تمادی

(۲) اگر کوئی فریق ایسے کئی حکموں کے خلاف اپیل کرنا چاہے جو زیر دفعہ ۱۷ قابل اپیل ہوں۔ تو وہ صرف ایک ہی اپیل کے ذریعہ سے ایسا کر سکتا ہے۔

کاغذات اور روئداد مقدمہ کو طلب کرنے اور انکو بورڈ کے پاس بغرض استصواب بھیجنے کی بابت کلکٹر کے اختیارات

۱۹۔ کلکٹر مجاز ہوگا کہ وہ کسی ایسے مقدمہ، یا کارروائیوں کے متعلق کاغذات کو، جس کو یکجائی کرنے والے افسر نے فیصل کیا ہو، یا جو وہ عمل میں لایا ہو، صادر کئے ہوئے احکام کے جواز اور انکی موزونیت اور کارروائیوں کی باضابطگی کی نسبت اطمینان کرنیکی غرض سے، طلب کرے اور اُن کی جانچ کرے اور اگر اس کی یہ رائے ہو کہ ایسی کارروائیوں کو جو یکجائی کرنے والا افسر عمل میں لایا ہو، یا ایسے حکم کو جو اس نے صادر کیا ہو، تبدیل،

منسوخ یا برطرف کرنا ضروری ہے، تو وہ اس مقدمہ کو بورڈ کے پاس اپنی رائے کے ساتھ بغرض استصواب بھیج دیگا۔ اور بعد ازاں بورڈ ایسے حکم صادر کریگا جو وہ مناسب سمجھے۔

کاغذات کو طلب کرنے اور حکم پر نظر ثانی کرنیکا بورڈ کا اختیار

۲۰۔ بورڈ کو جائز ہوگا کہ وہ کسی مقدمہ کے متعلقہ کاغذات کو طلب کرے، اگر اُس کو یہ معلوم ہو کر وہ افسر جس نے اس مقدمہ کو فیصل کیا ہے ایسے اختیارات سماعت عمل میں لایا ہے جو اس کو قانوناً حاصل نہ تھے، یا ایسے اختیارات سماعت عمل میں لانے سے قاصر رہا ہے جو اس کو قانوناً حاصل تھے، یا اپنے اختیارات سماعت کو غیر قانونی طور پر استعمال میں لایا ہے یا یہ کہ وہ اس کو واقعی بے قاعدگی سے کام میں لایا ہے۔ اور وہ ایسے احکام مقدمے میں صادر کرسکتا ہے جنھیں وہ مناسب سمجھے۔

ایکٹ ہذا کے ماتحت ضابطہ کارروائی

۲۱۔ ایکٹ ہذا کے احکام کی پابندی کے ساتھ، ایکٹ مالگذاری آراضی، ممالک متحدہ ۱۹۰۱ء کے باب ۹ دفعہ ۲۱۵ تا ۲۱۷ و دفعہ ۲۲۰ کے احکام اپیل، نگرانی یا دوسری کارروائیوں پر عائد ہوں گے جو ایکٹ ہذا کے ماتحت کی جائیں۔

باب ۵

متفرقات

عدالت دیوانی کے اختیارات سماعت کے خلاف روک

۲۲۔ کسی شخص کو جائز نہ ہوگا کہ وہ کسی دیوانی عدالت میں، کسی ایسے معاملہ کی بابت، جو کارروائیاں یکجائی سے پیدا ہو، یا کسی دوسرے معاملہ کی نسبت، جس کی بابت ایکٹ ہذا کے احکام کے ماتحت نالش دائر کی جاسکتی ہو، یا درخواست دی جاسکتی ہو، کوئی نالش دائر کرے یا کوئی دیگر کارروائی کرے۔

قانون تمادی کا اطلاق

۲۳۔ ایکٹ ہذا کے احکام کی پابندی کے ساتھ، قانون تمادی ہند ۱۹۰۸ء کی دفعات ۴، ۵، ۹ تا ۱۸ و ۲۲ کا اطلاق ایکٹ ہذا کے ماتحت دائر کردہ نالشات اور کارروائیوں پر ہوگا مگر ایکٹ مذکور کی دیگر دفعات کا اطلاق نہ ہوگا۔

خرچہ

۲۴۔ (۱) یکجائی کرنے والا افسر صوبہ جاتی حکومت کے وضع کردہ قواعد کے بموجب جوتوں کی یکجائی کے خرچہ کا تعین کرے گا اور بورڈ کے بنائے ہوئے قاعدوں کے مطابق ایسے خرچے کو ان لوگوں کے درمیان تقسیم کریگا جو حکم یکجائی سے متاثر ہوئے ہوں۔

(۲) اس دفعہ کے ماتحت کوئی واجب الادا خرچہ بطور بقایا مالگذاری قابل وصول ہوگا۔

۲۵۔ صوبجاتی حکومت کسی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو کسی مقامی رقبے میں جوتوں کی یکجائی کرنے والے افسر کے فرائض کی انجام دہی کے لئے مقرر کر سکتی ہے، یا کسی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو ایکٹ ہذا کے ماتحت کلکٹر کے اختیارات دے سکتی ہے۔

اختیارات

۲۶۔ بورڈ کو اختیار ہے کہ ایسے قواعد وضع کرے جو ایکٹ ہذا کے احکام کے مطابق ہوں۔

قواعد وضع کرنے کی بابت بورڈ کے اختیارات

(الف) ایسی تفصیلات مقرر کرنے کے بارے میں، جو دفعہ ۳ کے بموجب دی ہوئی درخواست میں درج کی جائیں گی۔

(ب) ایسی صورتیں مقرر کرنے کے بارے میں، جن میں کلکٹر یہ ہدایت، کر سکتا ہے کہ یکجائی کی بابت درخواست اس وقت بھی دی جا سکتی ہے، جب کارروایات بٹوارہ زیر تجویز ہوں یا یہ کہ درخواست بٹوارہ اس وقت دی جا سکتی ہے، جب یکجائی کی کارروائیاں زیر تجویز ہوں۔

(ج) ایسی صورتیں مقرر کرنے کے بارے میں، جن میں کلکٹر کو لازم ہوگا کہ وہ کسی اسسٹنٹ کلکٹر کو دفعہ ۶ کے احکام کے ماتحت جوتوں کی یکجائی کئے جانے کی بابت حکم صادر کرنیکی ہدایت کرے

(د) ایسی ضابطہ کارروائی مقرر کرنے کے بارے میں، جو یکجائی کرنے والے افسر یا اسسٹنٹ کلکٹر، جوتوں کی یکجائی کئے جانیکی بابت حکم صادر کرنے یا اس کے متعلق عذرداریوں پر فیصلہ دینے میں اختیار کرے گا۔

(ہ) ایسی جوتوں اور اراضیات کی مالیت معین کرنے کے بارے میں، جن کی نسبت یکجائی کی جائے گی۔

(و) یکجائی کرنے والے افسر یا اسسٹنٹ کلکٹر کو بار بابیوں کو منتقل کرنے کے متعلق ہدایت دینے کے بارے میں۔

(ز) کاغذات کی تصدیق کرنے کے بارے میں۔

(ح) ایسی فیس مقرر کرنے کے بارے میں، جو ایمنان اور پیمائش کا کام کرنے والوں کو حدبندی یا پیمائشی کام کی بابت دی جائے گی۔

(ط) ایکٹ ہذا کے احکام پر عام طور سے عملدرآمد کرانے کے بارے میں۔

بیان اغراض و وجوہ

زراعت کی ترقی کے لئے جوتوں کی یکجائی کا مسئلہ بہت زیادہ اہم ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ کوآپریٹو، اور انفرادی حیثیت سے بہت سے اشخاص، بہت کافی کام پہلے ہی سے کر چکے ہیں۔ لیکن جب تک کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائے، ایک یا دو کسانوں کے لئے یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ کسی

موضع کی جوتوں کے یکجا ہونے کے کام کو بہت عرصہ تک روکے رکھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ آراضیات کاشت کے تبادلہ کے لئے، جس پر برضا و رغبت یکجائی کا انحصار لازمی ہے، موجودہ قانون کے مطابق زمیندار کی رضامندی ضروری ہے۔ موجودہ مسودہ قانون کا منشا اس قانونی دباؤ کو مہیا کرنا ہے، اور زمیندار کی رضامندی حاصل کئے بغیر جوتوں کی یکجائی کو ممکن کر دینا ہے۔

جوتوں کی یکجائی، ایک نہایت اصطلاحی مسئلہ ہے، اور اگر اس کو بڑے پیمانے پر حل کرنا ہے تو اس کے لئے کام سیکھے ہوئے عملے کی ضرورت ہے۔ اس کا امکان ہے کہ اگر یکجائی کی خواہشیں آزادانہ طور پر منظور کر لی جایا کریں، تو ضروری عملے کی مانگ اس کی دستیابی سے بڑھ جائے۔ اسی وجہ سے پنجاب اور صوبہ متوسط کے قوانین کا نفاذ جو قانون ہذا سے ملتے جلتے ہیں۔ صرف انہیں اضلاع میں ہوتا ہے جن کو خاص طور پر شتہ کر دیا گیا ہو، اس مسودہ قانون میں کسی قدر مختلف طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ کسان، جوتوں کی یکجائی کے لئے ایک خاص مقرر کئے ہوئے افسر ہی کو درخواست دینے کا حق رکھتے ہیں۔ جب تک کسی ضلع میں ایک ایسا افسر مقرر نہ کیا جائے، یا کسی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو جوتوں کی یکجائی کرنے کے اختیارات نہ دے دیئے جائیں، ایسی درخواستیں نہیں دی جا سکتیں۔ لیکن اس خیال سے کہ جوتوں کی یکجائی صرف ان ہی اضلاع تک محدود نہ ہو جائے جہاں کہ یکجائی کرنے والے افسر مقرر کر دیئے گئے ہیں، یا کسی ایک افسر کو اس بارے میں خاص اختیارات دے دیئے گئے ہیں، فقرہ ۶ میں یہ احکام رکھے گئے ہیں کہ کلکٹر کسی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو کسی موضع کی جوتوں کی یکجائی کرنے کی ہدایت کر سکتا ہے۔ اس سے ہر جگہ جوتوں کی یکجائی ممکن ہو سکے گی، اور کچھ حد تک یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ کن اضلاع میں اس کی خاص ضرورت ہے، یا یہ کہ وہ وہاں مقبول عام ہو سکتی ہے، اور اس طرح پر یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ کن اضلاع میں جوتوں کی یکجائی کرنیوالے افسران کو مقرر کرنا چاہئے۔ اس سے ان مالکوں کے لئے بھی اس بات کا امکان ہو جائیگا جن کو کہ مسودہ قانون کے ماتحت جوتوں کی یکجائی کی درخواست دینے کا کوئی حق نہیں دیا گیا ہے، کہ وہ کلکٹر تک جا سکیں جو جوتوں کی یکجائی کا حکم دیدیگا اگر اس کی رائے میں درخواست نیک نیتی سے دی گئی ہے اور اعتراض سے بری ہے۔

یہ مسودہ قانون، جوتوں کی یکجائی کی بابت درخواست دینے والوں پر کسی اسکیم کے پیش کرنے کی پابندی عائد نہیں کرتا۔ مگر وہ یا کوئی اور شخص جس پر جوتوں کی یکجائی سے اثر پڑتا ہو فقرے ۱۸ کے ماتحت جوتوں کی یکجائی کرنے کے طریقہ کے متعلق تجاویز پیش کر سکتا ہے۔

ایسے کاشتکاران کو، جو موضع کے ایک تہائی مزروعہ رقبہ کی کاشت کرتے ہوں، اس

موضع کی جوتوں کی، یکجائی کی درخواست دینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ ان احکام کی رو سے جوتوں کی یکجائی صرف سالم مواضعات ہی کی ہو سکے گی۔ ایسے محال کی صورت میں جس کے حصے مختلف مقامات واقع ہوں، اس کی جوتوں کی یکجائی ازبس ناممکن ہے۔ اور اگر محال یکجا بھی ہو، تو بھی اس کی جوتوں کی یکجائی سے کاشتکاران موضع کی آراضی کی یکجائی نہ ہو سکے گی، کیونکہ ان میں سے بہت سے کاشتکار دوسرے محالوں میں جوتوں کی کاشت کریں گے۔ جوتوں کی یکجائی کا اثر جیسے کہ اس کے احکام اس مسودہ قانون میں ہیں۔ صرف حق کاشتکاری پر اور نہ کہ حق ملکیت پر پڑے گا۔ اس بات کے بھی احکام ہیں کہ جوتوں کی یکجائی کا حکم موقع پر ہی دیا جائے، اس لئے افسر کے لئے یہ لازمی ہوگا کہ وہ اعتراضات کی بھی اسی جگہ پر سماعت کرے۔ لیکن یہ صورت ہمیشہ ممکن نہ ہوگی۔ اس کے لئے قاعدوں میں احکام بنائے جائیں گے۔ ایسی صورتیں بھی ہو سکتی ہیں جن میں جوتوں کی یکجائی نامناسب ہو۔ ایسی صورتیں غالباً کم ہونگی، لیکن ان کے لئے احکام بنانے کی ضرورت ہے۔ لیکن جوتوں کی یکجائی کرنے والے افسر کے درخواست مسترد کرنے کے اختیارات محدود ہونے چاہئیں۔ اس لئے نقرے ۵ میں احکام ہیں کہ وہ ایسا صرف کلکٹر ہی کی اجازت سے کر سکتا ہے۔

جن لوگوں کو جوتوں کی یکجائی کرنے کا عملی تجربہ ہے، وہ عام طور پر متفق ہیں کہ جوتوں کی یکجائی کے فی ایکڑ خرچے کی کچھ حد ضرور مقرر ہونا چاہئے، اور اگر خرچہ زیادہ ہو، تو حکومت اس کو برداشت کرے۔ اس بات کے لئے فقرے ۲۵ میں احکامات ہیں جو حکومت کو خرچہ مقرر کرنے کے متعلق قاعدے بنانے، یا اس بات کا بندوبست کرنے، کی اجازت دیتے ہیں کہ کچھ مدوں کو اخراجات میں سے نکال دیا جائے۔

اگر کسی موضع کا بٹوارہ ہو رہا ہو، تو اس کی جوتوں کی یکجائی کے لئے درخواست، یا اگر صورت برعکس ہو اور اس موضع کی جوتوں کی یکجائی کی جا رہی ہو، تو اس کے بٹوارہ کے لئے درخواست، منظور کرنے میں عملی دشواریاں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ برخلاف اس کے ایسی بھی صورت ہو سکتی ہے کہ یہ دونوں کارروائیاں ایک ساتھ کی جا سکیں۔ اس لئے فقرہ ۷ میں یہ احکام رکھے گئے ہیں کہ بغیر کلکٹر کی منظوری کے کسی موضع کی جوتوں کی یکجائی کے لئے درخواست منظور نہ کی جائے گی اگر اس کا بٹوارہ ہو رہا ہو۔ یا اس کے برعکس کسی موضع کے بٹوارہ کے لئے کوئی درخواست قبول نہ کی جائے گی اگر اس کی جوتوں کی یکجائی زیر تجویز ہو۔

رفیع احمد قدوائی
آنریبل وزیر مال

زراعت

(از ج۔ م۔ لولر پریجو۔ آئی۔ سی۔ ایس)

زراعت ہندوستان کی خاص حرفت ہے۔ تقریباً ۷۰ فیصدی ہندوستانی اس پیشہ میں ہیں اور کم سے کم پندرہ فیصدی دوسرے لوگ زراعت کے ضمنی کام کرتے ہیں جیسے خرید و فروخت اور غلہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لانا یا لیجانا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ ہمارے ملک کی امیری یا غریبی سب سے زیادہ اس بات پر منحصر ہے کہ ہمارے کسانوں کی حالت اچھی ہے یا بری۔ اسی وجہ سے حکومت کسانوں کے فلاح کا اتنا زیادہ خیال کر رہی ہے اور تمام دوسرے کاموں سے زیادہ دیہاتوں کی بہتری کے لئے اتنا روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔

ملک کی دولت میں زراعت کی اس اہمیت نے اس کی خرابیوں اور کمزوریوں کو بھی سب سے زیادہ قابل توجہ بنا دیا ہے ایک ایک کر کے یہ خرابیاں چاہے کتنی ہی معمولی کیوں نہ ہوں لیکن مجموعی حیثیت سے ملک کے لئے ان کی قیمت کروڑوں تک پہونچتی ہے۔ حساب کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ اس صوبہ کی مجموعی کاشت کی قیمت میں ہر ایک فیصدی کے اضافہ سے ایک کروڑ کا فرق ہو جاتا ہے۔ یہ بھی اندازہ کیا گیا ہے کہ اگر صرف وہی خرابیاں دور کر دی جائیں جو جلد از جلد دور ہو سکتی ہیں تو پیداوار میں ۳۰ فیصدی کا اضافہ ہو سکتا ہے جس کی قیمت ۳۰ کروڑ ہے یعنی صوبہ کی موجودہ مالگزاری چار گنی زیادہ ہو جائے گی محکمۂ گاؤں سدھار کا یہی مقصد ہے کہ وہ اس دولت کو حاصل کرے اور کم سے کم آپ میں سے ہر شخص کو اتنا دولتمند بنا دے کہ جو لگان آپ دیتے ہیں اس سے دوگنا زیادہ روپیہ خود آپ کے پاس رہے اس گاؤں سدھار سے آپ کی فصلوں کی قیمتیں کہیں زیادہ ہو جائیں گی گویا آپ کی آراضی تو بڑھ جائے گی مگر لگان کا بوجھ گھٹ جائے گا اور یہی بات ہے جو آپ سب چاہتے ہیں۔

یہ خواب و خیال نہیں ہے۔ میں اپنے پچھلے لکچر میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ زراعت کے معاملہ میں آپ خود اپنے سب سے بڑے دشمن ہیں دوسرے ملکوں کے کسانوں کی طرح آپ کے پاس بھی زمین ہے آب و ہوا ہے اور عمدہ پانی ہے لیکن پھر بھی آپ کی فصلیں ان کی فصلوں کی نصف ہی رہتی ہیں۔ آپ کے اپنے طریقے ایسے ہیں جو آدھی فصل آپ سے لے لیتے ہیں۔ میں آپ کو بتاؤں گا کہ یہ کیسے ہوتا ہے۔

زراعت خاص طور پر چار باتوں پر منحصر ہے۔ مٹی۔ بیج۔ تری اور طریقہ۔ مٹی پودھ کے لئے

وہی ہے جو ماں پیدائش سے پہلے اپنے بچہ کے لئے ہوتی ہے آدھا پودھا اپنی ساری عمر مٹی ہی کے پیٹ میں رہتا ہے۔ حساب لگا کر معلوم کیا گیا ہے کہ پودھے کا جو حصّہ زمین کے اوپر رہتا ہے وہ زمین کے نیچے رہنے والے حصّہ سے نہ زیادہ لمبا ہوتا ہے اور نہ زیادہ مضبوط۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے کہ مٹی نرم ہو اور اس میں کافی پانی اور کافی غذا موجود ہو تا کہ جڑیں سہولیت کے ساتھ بڑھ سکیں اور پھیل سکیں سخت مٹی میں جڑیں پھیل نہیں پاتیں اور صرف ایک محدود رقبہ سے ان کو اپنے لئے غذا اور پانی حاصل کرنا پڑتا ہے۔ آپ اس لئے زمین جوتتے ہیں کہ جڑیں پھیل پھیل کر اور دور دور تک بڑھ سکیں۔ لیکن بدقسمتی سے آپ جو ہل استعمال کرتے ہیں اس سے زمین کی سطح صرف کھرچ کر رہ جاتی ہے اور استعمال شدہ مٹی پر اس کا شاید ہی کوئی اثر پڑتا ہو اس کے برعکس گہری جوتائی مٹی کی سخت تہہ کو توڑ دیتی ہے استعمال کی ہوئی مٹی کی جگہ پر تازی مٹی لے آتی ہے اور پرانی جڑوں اور پرانی گھاس کو ملا کر قدرتی کھاد بھی بنا دیتی ہے۔ ایسی مٹی میں پودھے کی جڑیں اچھی طرح پھیلتی اور بڑھتی ہیں۔ اب اگر آپ اچھی فصل تیار کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ایسا ہل استعمال کرنا چاہئے جو کم سے کم چھ انچ گہری مٹی کھود سکے۔ ایسے ہل آپ کو صرف پانچ روپیے میں مل سکتے ہیں۔ یہ اس طرح بنائے جاتے ہیں کہ ان سے آپ کے بیلوں پر کوئی مزید بار نہیں پڑتا۔ اب آپ خود اپنے کو قائل کیجئے۔ ہل کی قیمت سے ہمت نہ ہاریئے اس لئے کہ صرف ایک ہی بیگہ کی پیداوار میں اتنا اضافہ ہو جائیگا جو اس کی قیمت سے زیادہ ادا کر دے گا۔

مٹی کو نرم اور پولا بنانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں غذا کے ذخیرہ کا خیال رکھا جائے۔ پودھے کو پھیلنے کے لئے صرف آزادی ہی نہیں بلکہ پانی اور مختلف مرکبات کی صورت میں غذا بھی چاہئے۔ یہ مرکبات ہر فصل کے بعد خراب ہو جاتے ہیں اور اگر آپ کھاد نہ دیں تو جڑوں کو ان کی تلاش میں کہیں زیادہ گہرائی تک جانا پڑتا ہے تجربہ بتاتا ہے کہ کھاد سے فصل میں ½ کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ آپ خود تجربہ کر دیکھئے ایک ہی غلہ کو دو فصلوں میں بوئیے ایک مرتبہ کھاد دیجئے دوسری مرتبہ بلا کھاد دیئے زمین استعمال کیجئے۔ دونوں فصلوں کی پیداوار میں بڑا فرق ہوگا۔ جب آپ جانتے ہیں کہ کھاد سے آپ کو کتنا نفع ہوتا ہے تو آپ گوبر کو ایندھن کی جگہ کیوں استعمال کرتے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ آپ اس کے بیکار ڈھیر لگا کر اس کو کیوں ضائع کرتے ہیں۔ اگر آپ صرف اتنی تکلیف اٹھائیں کہ اپنے گاؤں میں ایک گڈھا کھود لیں اور جلانے کے بعد بھی جو گوبر بچتا ہے اس کو جمع کرتے جائیں تو وہ گوبر بھی آپ کے بہت سے کھیتوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے جو بات اتنی آسان اور اتنی مفید ہے آپ کو اس میں کیوں تامل ہے۔ اس لئے میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ اپنے کھیتوں کو کھاد سے طاقت پہونچائیے تاکہ وہ اس غلہ کو غذا پہونچا سکیں جو خود آپ کا پیٹ پالتا ہے۔ یہ بہت آسانی سے ہو سکتا ہے اور اگر آپ یہ نہ کیجئے تو آپ خود اپنے دشمن ہیں۔

آپ منڈیریں بنا کر بھی اپنے کھیتوں کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اگر آپ ایسا نہیں کرتے ہیں تو پہلے ہی بارش آپ کی پچھلی فصل کے پودوں کی کھونٹیوں اور دوسری ان مفید چیزوں کو بہا لیجائے گی جو ہوا کی وجہ سے کھیت میں آکر جمع ہو جاتی ہیں۔ لیکن آپ صرف تھوڑی سی تکلیف سے بچنے کیلئے اس چیز سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے جو خود قدرت آپ کے کھیتوں کیلئے مہیا کرتی ہے۔ اس بے فکری کو چھوڑ دیئے اور اپنے کھیتوں کے چاروں طرف پشتے بنانا شروع کیجئے۔

بیج پودے کیلئے سب سے زیادہ اہم ہے اس لئے کہ پودے کی زندگی کی ساری کائنات بیج ہی میں ہوتی ہے۔ بیج کے اثرات کو نہ آپ روک سکتے ہیں اور نہ قدرت۔ کمزور بیج سے کمزور ہی پودا نکلے گا زمین کتنی ہی اچھی ہو اور بارش کتنی ہی عمدہ ہو۔ اس لئے اگر آپ خراب بیج بوتے ہیں تو آپ محنت اور زمین کی خوبی دونوں کو ضائع کرتے ہیں۔ اگر آپ کچھ نہ کریں تو کم از کم اچھے بیج ضرور بوئیں لیکن آپ کیا کرتے ہیں؟۔ آپ میں سے زیادہ تر لوگ بیج کیلئے ایسا غلہ خریدتے ہیں یا ادھار لیتے ہیں جسکو بنیا کسی طرح بھی نہیں بیچ پاتا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو فصل ایسی خراب بیجوں سے بوئی جاتی ہے وہ تیاری کے بعد بھی ویسی ہی خراب ہوتی ہے۔ اگر آپ حکومت کے بیج گرام سے بہتر بیج حاصل کریں جو آپ کو بنئے کے مقابلہ میں بہتر داموں میں بھی ملتے ہیں تو آپ کی فصل دگنی بہتر ہو۔ کیا اب بھی آپ اپنی غریبی پر تعجب کریں گے اور یہ نہ مانیں گے کہ آپ خود اپنے دشمن ہیں؟

آپ میں سے بعض لوگوں نے بہتر بیجوں کا تجربہ کیا ہے لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں جنھوں نے اسکی بہتر فصل کو آئندہ سال زیادہ وسیع رقبہ میں بونے کیلئے بچا لیا ہوتا۔ آپ میں اتنی بھی دور اندیشی نہ تھی اگر حکومت آپ کو ہر سال بہتر بیج دیتی رہے تو کتنے کم کھیتوں کو بہتر بیج مل سکیں گے اس لئے آپ کو چاہیئے کہ آپ خود اپنے لئے بیج محفوظ کیجئے اور دوسروں کو بھی ایسے غلہ کے تبادلہ میں دیجئے جس کو آپ کھا سکیں یا بیچ سکیں۔

بیج کی قسم بھی اتنی اہم ہے جتنی اسکی اچھائی۔ آپ لوگوں کو ایک ہی قسم کی فصلیں بونے کی بڑی عادت ہے اس کے نتیجے بہت برے ہوتے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مختلف فصلیں زمین کے مختلف مرکبات کو استعمال کرتی ہیں اس لئے اگر وہی فصل بار بار بوئی جائے تو اس زمین میں ایک خاص قسم کے مرکبات کم ہو جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ بعض پودوں کی جڑیں زمین کو پولا کر دیتی ہیں۔ اس لئے ان پودوں کے بعد ایسے پودوں کی کاشت ضروری ہے جن کا فعل یہ نہیں ہوتا۔ گاؤں سدھار آپ کو سکھائے گا کہ پودوں کی کاشت کس ترتیب سے ہونا چاہیئے تیسری بات یہ ہے کہ اگر ایک ہی غلہ بہت زیادہ مقدار میں پیدا کیا جائے تو اسکی قیمت کم ہو جاتی ہے۔ اس لئے آپکو ایسے غلے بونا چاہئیں جنکی قیمتیں زیادہ ہیں اس سے یہ ہوگا کہ جن غلوں کی قیمت کم ہے کچھ دنوں کے بعد

، دام بھی کمی کی وجہ سے زیادہ ملنے لگیں گے۔ اگر آپ اس طریقہ پر عمل نہ کریں گے تو بازار کی حالت سے آپ کی بڑی محنت ضائع جائے گی۔

گاؤں سدھار تحریک کا ایک خاص مقصد آپ کیلئے بہتر بیج مہیا کرنا ہے اس لیئے کئی بیج گودام کھولے گئے پ میں سے جو شخص چاہے اپنے معمولی بیج کے بدلے میں وہاں سے اچھے بیج لے سکتا ہے۔ اس تبادلہ میں حکومت کو کافی صرفہ برداشت کرنا پڑتا ہے لیکن حکومت دیہاتوں کے برے بیجوں اچھے بیج رائج کرنے میں جو اخراجات بھی ہوں انکو کم سمجھتی ہے۔ جن لوگوں کے پاس تبادلہ کیلئے بھی ہیں۔ وہ سوائی کے اصول پر قرض لے سکتے ہیں۔ اگر ان تمام سہولتوں کے بعد بھی آپ اپنے برے یں تو کیا آپ اپنے دشمن نہیں ہیں۔

ہر فصل کیلئے تری کی ضرورت ہے۔ قدرت نے اس کیلئے بارش کا انتظام کیا ہے لیکن آپ لوگوں تنے آدمی اس سے پورا فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اگر آپ اپنے کھیتوں کے چاروں طرف منڈیریں بنادیں کے فائدے کہیں زیادہ ہو جائیں۔ یہ تمام باتیں آپ کے اختیار میں ہیں۔ جہاں ایسا نہیں ہے وہاں ت آپ کو تقاوی دیتی ہے اور گاؤں سدھار کا امدادی محکمہ رقمیں تک دیتا ہے۔ اس سے زیادہ پ کے فائدے کیلئے کیا جا سکتا ہے۔

آبپاشی کے دوسرے طریقوں میں تالاب آتے ہیں۔ لیکن آج کتنے تالاب ہیں جو صرف اسلیئے ے ہیں کہ گاؤں والے ان کو کھود کر گہرا نہیں بناتے۔ کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ آپ شادیوں کئی ہفتے ساتھ رہ کر ضائع کر دیتے ہیں لیکن ایک ایسے کام میں مل جل کر شریک نہیں ہو سکتے جو فصل پر اتنا زیادہ اثر ڈالتا ہے۔ یہ بھی سوچیئے کہ آپ ان کنوؤں کیلئے کیا کرتے ہیں جو آپ کے ادا نے بنوائے ہیں ان میں سے کتنے کنویں صرف اس وجہ سے گر گئے کہ آپ نے بروقت ان کی نہیں کی۔ آپ کی کوتاہ بینی اس حد کو پہونچ گئی ہے کہ ایسے مفید عام کاموں میں بھی آپ کو اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہوتا۔ جنگلی کتوں میں بھی اتنا ایکا ہوتا ہے کہ وہ سب کے فائدہ کیلئے کر شکار کرتے ہیں۔ لیکن آپ ان سے بھی کم اتحاد عمل دکھاتے ہیں۔ وہ دیہاتی یکجہتی کہاں گئی جس کیلئے ملک مشہور تھا؟

جن لوگوں کے پاس خود اپنے کنویں ہیں انھیں اکثر یہ دقت ہوتی ہے کہ ان کا پانی آبپاشی کے لئے ں ہوتا۔ اگر وہ لوگ صرف تیس روپئے خرچ کر دیں تو ان کے کنویں برمائے جاسکتے ہیں اور اتنی آبپاشی کی جا سکتی ہے کہ بہت آسانی سے یہ رقم ادا ہو جائے۔

جب آپ اپنے پانی سے آبپاشی کرتے ہیں تو آپ کی فصلیں پانی کی کمی کی وجہ سے خراب ہو جاتی ر جب آپ سرکاری نہر سے پانی لیتے ہیں تو ضرورت سے زیادہ آبپاشی کر دیتے ہیں یہ دونوں باتیں

مضر ہیں۔ بہت زیادہ پانی سے فائدہ کے بجائے نقصان پہنچتا ہے اس لئے نہر سے آبپاشی کرتے وقت آپ کو پانی پر پورا قابو رکھنا چاہئے۔

آپ زراعت کے تقریباً تمام طریقوں میں اپنے آپ دشمن ہیں یہ وہ طریقے ہیں جو آج سے ہزاروں برس پہلے آپ کے باپ دادا اس زمانے میں استعمال کرتے تھے جب زمین بہت تھی اور کاشتکار کم تھے آپ نے ان طریقوں میں کوئی ترقی نہیں کی بلکہ بعض طریقوں کو خراب ہی کر دیا ہے۔ موجودہ زمانہ میں جب آپ لوگوں کے پاس تھوڑی تھوڑی زمینیں ہیں آپ کو ایسے بہتر طریقے اختیار کرنا چاہئیں جن کے ذریعہ ان چھوٹے چھوٹے رقبوں سے بھی آپ اتنا پیدا کر سکیں جتنا آپ کے بزرگ بڑے بڑے رقبوں سے نہیں پیدا کرتے تھے یہ ناممکن نہیں ہے کئی جگہوں میں ایسا ہوا ہے خصوصاً جاپان میں۔ ساری بات کاشت کے طریقہ کی ہے جس کے لئے آپ کو تھوڑی سی تعلیم کی ضرورت ہے اور تھوڑی سی محنت کی۔ ان طریقوں میں سب سے زیادہ اہم چیز جوتنا ہے جس کے متعلق میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں اس کے بعد بونا ہے۔ وقت کی صحیح پابندی بہت ضروری ہے۔ آپ میں سے بہت سے لوگ تیوہار کے حساب سے کام شروع کرتے ہیں لیکن تیوہار کا زمانہ ہر سال بدلتا رہتا ہے اور اس کو موسم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو انگریزی جنتری کی پابندی کرنا چاہئے اور ان تاریخوں میں بونے کا کام شروع کرنا چاہئے جن کے متعلق آپ کو محکمہ گاؤں سدھار یٹواریوں کے ذریعہ اطلاع دے۔ پودھے کے بڑھنے کا طریقہ بونے ہی کے طریقہ پر منحصر ہے۔ اگر آپ بے پروائی سے بیج چھڑک دینگے تو بعض جگہوں پر پودے بہت گھنے ہوجائیں گے اور بعض جگہوں پر بہت کم۔ اگر آپ بالترتیب بیج چھڑکیں گے تو بیج بھی کم خرچ ہوں گے اور ہر پودہ کو اُگنے کے لئے کافی جگہ بھی ملے گی۔ یاد رکھئے کہ ارہر کو ہمیشہ قطاروں میں بونا چاہئے تاکہ جب اسکے ساتھ کی بوئی ہوئی دوسری فصلیں تیار ہوجائیں اور آپ ان کو کاٹ لیں تو زمین جوتی جا سکے۔ اوکھ ہمیشہ کیاریوں میں بونا چاہئے تاکہ پانی کم خرچ ہو اور نمو اچھا ہو۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ فصلوں کو کس ترتیب سے بدلنا چاہئے۔ اگر آپ اس ترتیب کو بھول جائیں گے تو مٹی خراب ہوجائے گی اور فصلیں اچھی نہ اُگیں گی۔

جیسے ہی فصل پھوٹنا شروع ہو کھیت کو نرانا چاہئے۔ اگر آپ ایسا نہ کیجئے گا تو جو گھاس پھوس کھیت میں رہ جائے گا وہ اس غذا میں حصہ لگائے گا جو آپ نے اپنی فصل کیلئے مہیا کی ہے۔ ارہر کی طرح دوسری فصلوں کا ملا کر بونا بھی اتنا ہی مفید ہے۔ اس کا نرانا آسان رہتا ہے۔ اگر پچھوا ہوا سے پالا پڑنے کا پتہ چلے تو کھیت کو فوراً سینچنا چاہئے آپ کے پاس کافی وقت ہے لیکن آپ اس کو بیکار کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں اور ان ضروری باتوں پر دھیان نہیں دیتے جو آپ کیلئے بہت مفید ہیں

فصل کاٹتے وقت یہ خیال رکھئے کہ وہ ضائع نہ ہونے پائے۔ غلہ نکالنے اور کُٹی کاٹنے کی خاص مشینیں بھی ہوتی ہیں اگر ایک گاؤں کے سب کسان مل کر چاہیں تو وہ ان کو خرید سکتے ہیں۔ اور باری باری استعمال کر سکتے ہیں۔ اسی طرح خاص قسم کے کولھو بھی ہوتے ہیں۔ جن کو سب لوگ مل کر خرید سکتے ہیں۔ آپ سب جانتے ہیں کہ دیسی کولھوؤں سے پوری طرح رس نہیں نکلتا۔ ایک تہائی سے زیادہ رس اوکھ میں رہ جاتا ہے۔ ان کولھوؤں کو استعمال کرنے کے یہ معنی ہوئے کہ آپ اپنی ایک تہائی فصل بیکار ضائع کر دیتے ہیں بہتر کولھو آسانی کے ساتھ کام کر سکتے ہیں اور صرف ایک ہی فصل کی قیمت میں اتنا اضافہ ہوگا کہ کولھو کی ساری قیمت ادا ہو جائے گی لیکن اگر قیمت زیادہ ہو تو چار پانچ کسان مل کر ایک بہتر کولھو خرید سکتے ہیں اور اس کو باری باری استعمال کر سکتے ہیں۔ آپ اپنے بہتر آلات زراعت کے لئے سدھار انجمنوں سے بھی مدد کی اُمید کر سکتے ہیں جو تھوڑا بہت آپ کو اپنے پاس سے خرچ کرنا پڑے گا وہ ایک ہی فصل کے اضافہ سے آپ کو واپس مل جائیگا اور دوسرے سال فصل سے جو نفع ہوگا وہ بھی آپ کا اور تمام آلات بھی آپ کے۔ اب اگر آپ بہتر آلاتِ زراعت پر روپیہ نہ لگائیں تو یہ آپ کی غلطی ہے اور اس کے یہ معنی ہوئے کہ آپ خود اپنی اراضی کی آمدنی کو کم کرنا چاہتے ہیں۔

آپ کی زراعت کو زیادہ تر نقصان اس وجہ سے بھی پہنچتا ہے کہ آپ کے سب کھیت ایک جگہ نہیں ہیں ہر ہر کھیت میں آپ کو الگ الگ محنت کرنا پڑتی ہے اور اس کے لئے منڈیریں بنانا پڑتی ہیں اس طرح آپ کی بڑی محنت اور بڑی زمین بیکار جاتی ہے۔ آپ کنواں بھی نہیں بنا سکتے اس لئے کہ اس سے آپ کے تمام کھیت نہیں سینچے جا سکتے۔ آپ اپنے کھیتوں کی پوری طرح دیکھ بھال بھی نہیں کر پاتے اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اکثر مویشی آپ کی فصل خراب کر دیتے ہیں یہ سب نقصانات صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ آپ کی زمینیں بکھری ہوئی ہیں اسی لئے حکومت کی یہ تجویز ہے کہ ہر کسان کے تمام کھیت ایک جگہ کر دیے جائیں۔ یہ انتظام خود آپ کی پنچائتوں کے ذریعہ کیا جائے گا اور امید ہے کہ آپ میں سے کسی کو نقصان نہ ہوگا آپ لوگ کھیتوں کو یکجا کرنے کے فائدوں کے لئے تیار رہئے۔ یہ نہ سمجھئے کہ زمینوں کے اس تبادلہ میں آپ کو کسی طرح کا نقصان ہوگا جتنے فائدے آپ کو اس وقت اپنے بکھرے ہوئے کھیتوں پر حاصل ہیں تبادلہ میں ان سب کا خیال رکھا جائے گا۔ کھیتوں کو اس طرح یکجا کرنے سے آپ کی آمدنی کم سے کم ۲ آنے فی روپیہ بڑھ جائے گی۔ اجتماعی حیثیت سے تو یہ رقم بہت بڑی ہوئی مگر انفرادی حیثیت سے بھی یہ کافی رقم ہے۔

پھل اور ترکاری کی کاشت سے بھی آپ کی زراعت کو بڑھانے کی ضرورت ہے پپیتا امرود اور آم وغیرہ تو آپ موجودہ قوانین کے ماتحت بھی اپنے کھیتوں میں بو سکتے ہیں لیکن نئے

قانون کی رو سے آپ کو دوسرے بہت سے درختوں کی بھی اجازت مل جائے گی اس کے بعد بھی اگر آپ پھل کی کاشت نہ کریں تو آپ خود اس کے ذمہ دار ہیں۔ان کی تخم ریزی بھی زیادہ مہنگی نہیں ہے۔پہلے آپ اپنے کسی کھیت کے کونے میں چند درخت بو دیجئے جب تک درخت بڑھ نہ جائیں اور پھل نہ دینے لگیں آپ کھیتی باڑی جاری رکھ سکتے ہیں۔اس لئے آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوتا اور جب درخت تیار ہوجائیں گے تو آپ کو اتنی آمدنی ہوگی جو فصل کی کئی گنی آمدنی کے برابر ہوگی۔آپ اس تجربہ میں کیوں کاہلی دکھاتے ہیں تھوڑی سی محنت اور تھوڑے سے روپیہ سے آپ اتنے پھل حاصل کرسکتے ہیں کہ بیچنے کے بعد بھی وہ آپ کے خاندان کیلئے کافی ہونگے۔

ترکاری بونے میں روپیہ کا خرچ کم اور نفع فوری ہے۔شاید کوئی ترکاری بھی ایسی نہیں ہے جس کی ایک ہی رقبہ کی فصل غلّہ کی فصل سے تین گنی زیادہ قیمتی نہ ہو۔صرف محنت کی ضرورت ہے ترکاری کی مانگ اس وقت اتنی زیادہ ہے کہ آپ جتنی ترکاری بھی پیدا کریں سب بک جائے گی اس کے علاوہ خود آپ کے لئے بھی ترکاری سب سے اچھی غذا ہے۔اگر آپ کافی ترکاری کھائیں تو آپ کہیں زیادہ تندرست ہوجائیں گے اور خون اور جلدی بیماریاں تو آپ کو بہت کم ہوں گی۔جو غذا آپ اس وقت کھاتے ہیں ترکاری اس میں کہیں زیادہ مزہ پیدا کردے گی اس لئے ایسے کام میں دیر نہ لگایئے جس سے روپیہ بھی حاصل ہو اور غذا بھی بہتر ہوجائے۔

زراعت کے سلسلہ میں آخری بات خرید وفروخت ہے۔آپ کو یہ نہیں احساس ہے کہ آپ جن طریقوں سے خرید وفروخت کرتے ہیں ان سے آپ کو کتنا نقصان پہنچتا ہے۔پہلی بات تو یہ ہے کہ جیسے ہی بالیوں سے غلّہ نکالا گیا آپ لوگ اپنی فصلیں بیچ ڈالتے ہیں۔اس وقت منڈی میں اتنا زیادہ غلہ ہوتا ہے کہ بنیا جو چاہتا ہے دام لگاتا ہے اور اس طرح کم از کم ⅕ قیمت ضرور آپ کو کم ملتی ہے لیکن اگر آپ دو ایک مہینہ بعد اپنا غلّہ بیچیں تو یہ نقصان ہرگز نہ ہو اور ⅕ فصل بیکار نہ جائے۔یہ صحیح ہے کہ آپ اپنے قرضہ کی وجہ سے فروخت میں جلدی کرتے ہیں لیکن جب آپ کے ساہوکاروں کو معلوم ہوجائے گا کہ آپ اپنا اناج صرف اس لئے روکے ہیں کہ دام زیادہ ملیں تو وہ کچھ نہ کہیں گے اس لئے کہ اس میں ان کا بھی فائدہ ہے آپ کو چاہیئے کہ آپ خرید وفروخت کی انجمنیں قائم کریں۔یہ انجمنیں آپ سے اناج لے لیں گی اور اس کی ضمانت پر ساہوکاروں کو روپیہ دے دیں گی۔آپ بازار جانے کے اخراجات سے بھی بچ جائیں گے جو مجموعی حیثیت سے آپ کی فصل کی ⅛ قیمت سے کسی طرح کم نہیں ہوتے۔ان انجمنوں کے بنانے میں آپ جو دیر کررہے ہیں اس کی وجہ سے آپ کو تقریباً ⅕ فصل کا نقصان ہورہا ہے۔

ان باتوں کے علاوہ دوسری بہت سی ایسی باتیں ہیں جو آپ اپنے نفع کے لئے کرسکتے ہیں لیکن

نہیں کرتے۔ بہرحال اگر آپ صرف ان ہی باتوں میں اپنے دشمن نہ رہیں جو میں نے بتائی ہیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کی آمدنی دوگنی ہوجائے گی اس سے زیادہ قیمتی بات ہم آپ کو یہ بتاتے ہیں کہ آپ گاؤں سدھار کی تعلیم پر عمل کیجئے اس سے بڑے فائدے ہوں گے ملک آپ کی ان کوششوں کا انتظار کر رہا ہے۔ جب تک آپ کی حالت بہتر نہیں ہوجاتی نہ بازار کی کمی کی وجہ سے صنعتیں بڑھ سکتی ہیں نہ نئی ریلیں جاری ہوسکتی ہیں۔ نہ نئی سڑکیں بنائی جاسکتی ہیں نہ نئے اسپتال بنائے جاسکتے ہیں اور نہ نئے اسکول کھولے جاسکتے ہیں۔ آپ کی فلاح پر قوم کی فلاح منحصر ہے اس لئے جتنے مواقع حاصل ہیں ان سب سے فائدہ اُٹھایئے اور جلد از جلد اپنی حالت بہتر بنایئے۔

محکمہ صنعت و حرفت کی کارگذاریاں

بابت دسمبر ۱۹۳۸ء و جنوری ۱۹۳۹ء

ا۔ صنعت کا جائزہ (دسمبر ۱۹۳۸ء)

اقتصادی اور فنی نقطۂ نگاہ سے چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کے جائزہ کی رفتار اچھی ہے

ا۔ چھوٹی صنعتوں کا جائزہ

(۱) چمڑہ کے ماہر جائزہ کرنے والے ماہر نے اپنے کام کے ساتھ ساتھ کانپور کے سرکاری چمڑہ کے کام کے مدرسہ میں پرنسپل کی جگہ کام کیا۔ کانپور کے شہر کا ابھی جائزہ لیا جارہا ہے اور اس میں کچھ دن لگیں گے کیونکہ یہ شہر صوبجات متحدہ کا سب سے اہم مرکز ہے۔

(۲) تیل اور صابن کے جائزہ کرنے والے ماہر نے مظفر نگر، سہارنپور اور دہرہ دون کے اضلاع کا جائزہ لے لیا ہے۔

ب۔ دیہات کی صنعتوں کا جائزہ

(۳) چمڑہ۔ جائزہ کرنے والے کچھ دن بیمار رہے لہٰذا اس مہینہ میں زیادہ دورہ نہ کرسکے۔ وہ ایک مکمل رپورٹ لکھ رہے ہیں جسے وہ جلد ہی پیش کرنے والے ہیں۔

(۴) شہد کی مکھی پالنا۔ کل پدری کے جائزہ لینے والے نے گونڈہ اور بہرائچ کے اضلاع میں

اپنی جانچ ختم کرلی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ وہ تمام صوبہ کی مکمل رپورٹ جنوری کے ختم ہونے سے قبل دیدینگے۔

(۵) ٹاٹ پٹی اور چٹائیاں وغیرہ۔ فتحپور اور الہ آباد کے ضلعوں میں سروے کرنیوالے نے اپنی جانچ پوری کرلی ہے۔ انہوں نے جونپور اور رائے بریلی کے ضلعوں میں ٹاٹ پٹی کی صنعت کے متعلق ایک چھوٹا نوٹ پیش کیا ہے۔

(۶) ٹوکریاں، بید کا سامان اور مونڈھا وغیرہ۔ بارہ بنکی اور ہردوئی کے ضلعوں کا جائزہ لیا جاچکا ہے۔ جتنا کام اب تک ہوا ہے اس کے متعلق سرویر (جائزہ لینے والا) اپنی مکمل رپورٹ لکھ رہے ہیں جو وہ جلد ہی پیش کریں گے۔

(۷) کھلونے اور برتن۔ سروے کرنے والے نے نومبر ۱۹۳۸ء کے اخیر تک کی ان تمام ضلعوں کی مکمل رپورٹ جن کا انھوں نے جائزہ لیا تھا پیش کردیا ہے۔ رپورٹ میں صوبہ جات متحدہ کے تمام برتن بنانے کے اہم مرکزوں کا تذکرہ ہے۔ اس مہینہ میں انھوں نے رائے بریلی اور الہ آباد کے ضلعوں کا دورہ کیا اور وہاں کی جانچ پوری ختم کردی۔ یہ اطلاع ملی ہے کہ رائے بریلی میں صرف کاکا مئو ہی کا ایک اہم مرکز ہے۔

(۸) لوہے کی چیزیں اور شیشہ۔ اناؤ۔ رائے بریلی اور پرتاب گڈھ کا جائزہ ختم ہوگیا ہے۔

(۹) تیل، صابن اور گھی۔ سروے کرنے والے نے تلہن اور گھی کے متعلق زراعتی خرید و فروخت کے افسر، لکھنؤ کے یہاں سے معلومات حاصل کیں اور اعداد کی فہرست تیار کی۔ اس کے علاوہ انھوں نے مرادآباد کے ضلع کی جانچ کی اور اسے ختم ہی کرنے والے تھے کہ بیمار پڑ گئے۔

(۱۰) دیہات میں بڑھئی کا کام۔ صدر کے سروے کرنے والے ضلع پیلی بھیت گئے اور وہاں دیہات کے بڑھئی کے کام کی جانچ کی اور اسے تقریباً ختم کردیا۔ پیلی بھیت دیہات کے بڑھئی کے کام کے مرکزوں میں سے ایک اہم مرکز ہے۔ اس کی خاص وجہ اس کا جنگل کی قربت ہے۔

ج۔ سروے کرنے والوں کی کانفرنس

(۱۱) ۵ دسمبر ۱۹۳۸ء کو لکھنؤ میں صنعتی ماہر جائزہ لینے والوں کی دوسری کانفرنس منعقد ہوئی۔ ڈائرکٹر صاحب اطلاعات عامہ نے صدارت فرمائی۔ ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب صنعت و حرفت مغربی مرکز اور مسٹر ڈی، وائی اتھاولے ماہر تیل بھی موجود تھے۔ سروے کرنے والوں کے کام پر تبصرہ کیا گیا اور ان کو جدید مشورے اور تجاویز آئندہ کے لئے بتائی گئیں۔

د۔ کام کی جانچ

(۱۲) کانفرنس کے بعد سروے کرنے والوں کو کانپور بلایا گیا اور وہاں تین چار دن روک کر ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب صنعت و حرفت اور ناظر صدر نے ان کی پیش کردہ رپورٹ پر ان سے

بات چیت کی اور اس پر تنقید کی۔ کچھ سروے کرنے والوں کی رپورٹ صدر مقام کے سرویر پڑھ چکے ہیں۔ اب ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صاحب صنعت وحرفت اس کا ملاحظہ کریں گے تب اس پر تنقید کر کے مشورہ دے کر سرویر متعلقہ کے پاس بھیج دیں گے۔

۲۔ صنعت کا جائزہ (جنوری ۱۹۳۹ء)

(۱) چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کا جائزہ اقتصادی اور فنی نظریہ سے جاری ہے۔ گھریلو صنعتوں کے زیادہ تر اہم مرکز جن کی پرتال ہو رہی تھی ختم ہو چکی ہے۔ نخل پروری، برتن بنانے، کھلونے بنانے، گھی، شیشہ، لوہا، بان، ٹاٹ کی ٹٹی کی صنعتوں کی عارضی رپورٹ آ چکی ہے اور اس کی جانچ ہو رہی ہے۔

ا۔ چھوٹی صنعتوں کا جائزہ

(۲) چمڑہ کے ماہر سرویر سرکاری چمڑہ کے مدرسہ کانپور کے پرنسپل کے عہدہ سے الگ ہو گئے اور کانپور میں تحقیقات میں مشغول تھے۔ انہوں نے کانپور (جو صوبہ جات متحدہ میں بہت ہی اہم ایک اہم مرکز ہے) کی پرتال تقریباً ختم کر دی ہے۔

(۳) تیل اور صابن کے ماہر سروے کرنے والے نے میرٹھ، بلند شہر اور علیگڈھ کی پرتال ختم کر لی ہے۔ انہوں نے تیل اور صابن کی صنعتوں کے متعلق دوسری ابتدائی رپورٹ بھیج دی ہے۔ یہ رپورٹ کمشنری میرٹھ کے متعلق ہے۔

ب۔ گھریلو صنعتوں کی پرتال

(۴) چمڑہ۔ ناظر نے ضلع بریلی کا دورہ کیا اور اسے ختم کر دیا۔ انھوں نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی لیکن اب جلد ہی روانہ کر دینگے۔

(۵) نخل پروری۔ باندہ، فتحپور اور اٹاوہ کے اضلاع کی پرتال مکمل ہو چکی ہے اور اسی سے تمام صوبہ جات متحدہ کی نخل پروری کی صنعت کی جانچ ختم ہو گئی۔ سروے کرنے والے نے کمایوں کمشنری میں نخل پروری کی صنعت کے متعلق اپنی مجموعی رپورٹ بھیج دی ہے۔

(۶) ڈلیاں، بید کا سامان، مونڈھے وغیرہ۔ سرویر نے الٰہ آباد، بنارس، مین پوری اور فرخ آباد کے ضلعوں کا دورہ کر کے وہاں کی پرتال پوری کر لی ہے یہ اطلاع ہوئی ہے کہ کیا کر ضلع بنارس میں مزدوروں کی مالی حالت بہت خراب ہے۔ امید ہے کہ سروے کرنے والے اپنی مجموعی رپورٹ جلد پیش کرینگے۔

(۸) کھلونا اور برتن۔ ناظر نے جونپور پرتاب گڈھ اور گونڈہ کے ضلعوں کی پڑتال ختم کرلی ہے۔ وہ لکھنؤ اور سیتاپور کے ضلعوں میں بھی اپنے کام کے سلسلہ میں تحقیقات کرنے کے لئے آئے۔

(۹) لوہے کی اشیاء اور شیشہ۔ میرٹھ کے ضلع کی پڑتال ختم ہوچکی ہے۔ ناظر نے لوہے کی صنعت کے متعلق اپنی رپورٹ بھیجدی۔

(۱۰) تیل صابن اور گھی۔ بیماری کی وجہ سے ناظر زیادہ دورہ نہ کرسکے اپنی مجموعی رپورٹ کے کچھ ادر باب انھوں نے لکھ لئے ہیں۔

۲۔ صوبجات متحدہ کی معدنیات کی پڑتال

پڑتال کا کام جون ۱۹۳۸ء میں شروع ہوا جب کانوں کے اندر کام کرنے کا وقت بارش کے موسم کے شروع ہونے کی وجہ سے کل ایک ماہ رہ گیا تھا۔ اسی عرصہ میں الموڑہ کے ضلع کا اور کچھ نینی تال کے ضلع کے حصہ کا دورہ کیا گیا۔ ڈاکٹر دوبے اور ان کے نائب مسٹر باجپائی ضلع کے اندر ان مقامات پر گئے جہاں معدنیات مثل لوہا، تانبا، پنسل کا سرمہ، چونا اور صابن پتھر وغیرہ ملنے کی امید تھی تاکہ ان مقامات کی حالت کا مطالعہ کریں تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ کچا لوہا چونکہ کم مقدار میں ملتا ہے اس لئے کچھ زیادہ اقتصادی اہمیت نہیں رکھتا

(۱) صابن پتھر۔ صابن پتھر خالص بڑی مقدار میں بگیشر کے علاقہ میں ۵ میل کے گھیرے میں ملتا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے بشرطیکہ اس کا یہاں سے بھیجا جانا گراں نہ ہو۔ ڈاکٹر دوبے کی رائے میں اگر کوئلہ اور لکڑی سے چلنے والی لاریاں صابن پتھر لے جانے کے لئے جاری کی جاویں تو موجودہ حالت میں جو خرچہ ہوتا ہے اس میں تقریباً ۲۵ فیصدی کی کمی ہو جاوے گی تب اس صورت میں تجارتی نفع کی امید کی جاسکتی ہے اور یہاں کا صابن ہندوستان کے دوسرے حصوں کے صابن پتھر کے مقابلہ میں آسکتا ہے۔ صابن پتھر کی ہندوستان سے برآمد چینی کی چیزوں صابن حجر، سخت بلاک وغیرہ کے لئے ہوتی ہے۔

(۲) تانبا۔ تانبے کی جگہیں الموڑہ کے جنوب میں دہرودہر کی پہاڑی کے قریب دیکھی گئیں اور ان کی بابت غور کیا گیا۔ گذشتہ زمانے میں اس پر بڑے پیمانہ پر کام کیا جاچکا ہے اب کانیں بند ہوگئی ہیں کیونکہ کانوں کے اندر کام کرنے والے اپنے پرانے اوزاروں سے بہت زیادہ گہرائی تک نہیں جاسکے۔ یہ کانیں بہت اُمید افزا معلوم ہوتی ہیں اور ان کی مفصل جانچ آئندہ سال کرنی ہوگی۔

(۳) پنسل کا سرمہ ۔ ضلع کے مختلف مقامات پر پنسل کے سرمہ کی کانیں پائی گئیں پنسل کے سرمہ کو محنت کرنے (سلیٹ بنانا) کٹھالیاں اور برقی مورچہ بنانے کے لئے اس کا محدود استعمال ہوسکتا ہے ۔ پہلے تجربہ خانہ کے کام سے یہ معلوم کیا جائے گا کہ کس قسم کے مال کی ضرورت ہے تب آئندہ تحقیقات اس کے متعلق کی جاوے گی ۔ چند مقامات پر اچھے قسم کا پنسل کا سرمہ ملتا ہے ۔ جس کی اور جانچ کرنی چاہئے ۔ ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ آیا اتنی کافی تعداد میں یہ چیز مل سکتی ہے یا نہیں کہ اس سے اقتصادی فائدہ اٹھایا جا سکے ۔

(۴) چونہ ۔ ان پہاڑیوں کے اندر چونہ بہت کافی پایا جاتا ہے لیکن ان میں زیادہ میگنیشیا شامل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سمنٹ نہیں بن سکتی ۔ ہلدوانی کے قریب کے چند مقامات پر خالص چونے کے بڑے پائے گئے ہیں اور اب یہ دیکھنا ہے کہ یہ کب ہلدوانی پہونچتے ہیں ۔

(۵) شیشہ کا کچا مال یعنی سنگ مردہ ۔ سفید ریتیلا پتھر بٹوں کی شکل میں ہلدوانی اور کاٹھگودام کے قریب دریاؤں کی تہ میں پائے جاتے ہیں ۔ ان کو توڑنے پر سفید ریت شیشہ بنانے کے لئے ملیگا ۔ سنگ مردہ بڑی مقدار میں الموڑہ کے گرد اور بھوالی سے الموڑہ کی سڑک کے کنارے ملتا ہے اس پتھر کو بطور ریت کے اسی کارخانہ میں جو اس کے قریب ہو استعمال کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ گیس بنانے کے لئے ایندھن لکڑی کی شکل میں سستا ہو یا بجلی کی طاقت ارزاں دستیاب ہو ۔ چونہ شیشہ بنانے کے لئے اچھی چیز ہوسکتی ہے

(۶) سلیٹیں ۔ بہت سی جگہوں میں یہ چیز بہت زیادہ ملتی ہے اور عمارتوں میں اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے ۔

(۷) کھریا مٹی ۔ سمنٹ بنانے کے لئے یہ ایک ضروری ہے لیکن اس کی اہمیت اس وجہ سے اور بھی زیادہ ہو گئی ہے کہ اس سے سمنٹ گندھک کا تیزاب یا گندھک بھی بنتا ہے الموڑہ کے قریب بہت سی کانوں کی جانچ ہوچکی ہے اور وہاں سے جس مقدار میں کھریا مٹی مل سکتی ہے اس کا بھی اندازہ کر لیا گیا ہے ۔ وہ ایک بڑی مقدار ہے یہ ممکن ہے کہ یہ چیز ایک بڑی آمدنی کا ذریعہ ہو اور چونکہ گندھک ایک ضمنی پیداوار ہو وہاں ایک ضروری صنعت قائم ہو جائے اس صنعت یعنی سمنٹ بنانے اور گندھک بنانے کے متعلق اپنی تفصیلی تحقیقات کر لی ہے ۔ ایک جماعت جو اس میں پچاس لاکھ روپیہ تک لگانے کو یا ایک بڑے پیمانہ پر کارخانہ کھولنے کیلئے تیار ہے

(۸) مرزا پور ۔ باندہ اور مرزا پور کے ضلعوں کو تفصیلی طور پر جانچ پڑتال کرنے کے لئے چن لیا گیا ہے ۔ یہ معلوم ہوا ہے کہ عمارت کے لئے عمدہ پتھر پختہ سڑکوں کا سامان کچا لوہا

یہ سب چیزیں بڑی مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ حکومت کو مرزا پور کی پتھر کی صنعت سے .....۶ کا محصول وصول ہوتا ہے۔ اس میں اور بھی زیادہ اضافہ کیا جاسکتا ہے اگر اصلاحی طریقہ سے پتھر کان سے نکالا جائے اور جگہوں اور سامان کے متعلق مناسب طریقہ پر انتظام کیا جائے۔ اس کے متعلق ایک قطعی اسکیم پیش کی جاسکتی ہے۔

ضلع مرزا پور کے کوئلہ کے علاقوں کی جانچ کی جارہی ہے ضلع کے اندرونی حصوں میں سنگ مرمر بھی پایا گیا ہے۔

رابرٹس گنج کے جنوب میں عمدہ قسم کا چونہ ملتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ مقام ریلوے اسٹیشن سے بہت ہی دور ہے اسلئے جب تک وہاں سے چونہ لیجانے کے لئے سستا ذریعہ نہ ہو اسوقت تک نفع پر کام ہونا مشکل ہے۔ ضلع کے اندرونی حصے جو مرزا پور سے ستر میل یا اس سے کم و بیش دوری پر واقع ہیں وہاں کی پڑتال ہو رہی ہے اور یہ معلوم کرنے کے لئے ابھی کچھ دن لگینگے کہ وہاں کیا ایسی معدنیات دستیاب ہوسکتی ہیں جو اتنی مقدار میں ہوں کہ اس سے کوئی نفع حاصل ہوسکے۔

(۹) باندہ۔ یکم دسمبر ۱۹۳۷ء سے یہ ضلع زیر پڑتال ہے۔ چونہ کے پتھر کے لئے زیر دست تحقیق ہو رہی ہے تاکہ اس سے سمنٹ بنائی جائے لیکن ابھی تک کوئی اچھی کان نہیں ملی۔ کچھ تو خا ملا ہے جس سے بہت ہی سفید چونہ صوبہ جات متحدہ کی شکر سازی کی صنعت کے لئے اور شہر کانپور کی ضروریات کے لئے مل سکتا ہے۔ اس علاقہ میں چونہ جلانے کی صنعت قابل غور ہے تاکہ اس صوبہ کی تمام ضروریات کے لئے بجائے اس کے کہ جو چونہ لاکھوں من کی مقدار میں باہر سے آتا ہے خود یہی صوبہ فراہم کرے۔ اس ضلع میں بڑگڈھ کے مقام پر شیشہ کے لئے بہت ہی بڑی مقدار میں ریت ملتی ہے۔ ایک اس سلسلہ میں کافی جانچ ہو رہی ہے تاکہ عمدہ قسم کے پتھر چنے جائیں اور شیشہ بنانے کے لئے عمدہ ریت طراق پر پیسی جائے تاکہ شیشہ کی صنعت میں اور اس کی عمدگی میں اور اضافہ ہو۔

۴۔ بڑے پیمانہ کی صنعتوں کی کمیٹی

حکومت صوبہ جات متحدہ نے بذریعہ اطلاع نمبری ۱۱۱۹ – ۱۸/۲۰۹۴ مورخہ ۴ جون ۱۹۳۸ء ایک کمیٹی کا تقرر یہ مشورہ دینے کے لئے کیا کہ اس صوبہ میں کن بڑی صنعتوں کو قائم کیا جاسکتا ہے یا فروغ دیا جاسکتا ہے جنکے لئے کامیابی کی بھی امید ہو اور اس قسم کی صنعتوں کی

کسطرح ہمت افزائی کیجائے۔ اور وہ کمیٹی اس بات کی بھی تحقیقات کرے کہ ڈگڈی بجلی کے علاقہ میں بجلی کی بقیہ بچی ہوئی طاقت سے کہاں تک فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

اسی سلسلہ میں اخراجات کے لئے مبلغ ۲۰۰۰ روپیہ کی رقم دی گئی ہے۔

اسوقت تک ۲۸ اسکیمیں محکمہ جاتی ماہرین یا دوسرے افراد نے تیار کی ہیں۔ ان میں سے ۲۴ اسکیموں پر غور کیا جا چکا ہے یا وہ زیر غور ہیں۔

ذیل کی اسکیمیں بڑے پیمانہ پر صنعتوں کی کمیٹی نے منظور کر کے اپنی سفارش کے ساتھ حکومت کے پاس بھیج دیا ہے۔

۱۔ لوہے کے پیر لیٹس سے گندھک کے تیزاب کی صنعت
۲۔ برتن بنانے کی صنعت
۳۔ مکئی کے کلف کی صنعت
۴۔ سوڈا ایشی کی صنعت

کاسٹک سوڈا بنانے کی اسکیم جو کہ بڑے پیمانہ والی صنعتوں کی سب کمیٹی نے منظور کر لی ہے اس پہ بڑے پیمانہ والی صنعتوں کی کمیٹی اپنی دوسری میٹنگ میں غور کریگی۔

ذیل کی اسکیموں پر سب کمیٹی نے اپنے ۱۰ر جنوری کے جلسہ میں غور کیا۔

۱۔ سائکلوں کی صنعت
۲۔ پختہ مٹی اور شیشہ کے برتنوں کی صنعت
۳۔ گلڈرس کی صنعت اور
۴۔ گراموفون کے ریکارڈ بنانے کی صنعت

ذیل کی اسکیمیں ابھی زیر غور ہیں:۔

لالٹینیں ریڈیو وغیرہ کی صنعت

بہت سی اسکیمیں مثلاً یہ کہ موٹر وغیرہ، بجلی کا سامان اور انجینیری کی صنعتیں ایسی ہیں جن کی اہمیت تمام ہندوستان کے لئے رہے لہذا انھیں تمام ہندوستان کا مفاد دیکھتے ہوئے مختلف صوبجاتی حکومتوں کے غور و فکر کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔

برقیاتی جال کے حلقوں میں فالتو ہائڈرو الکٹرک پاور سے فائدہ اُٹھاکر صنعت گاہیں قائم کرنے کی اسکیموں کو صنعتی بورڈ کی سب کمیٹی کے پاس غور کرنے کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔

ابتک اصل کمیٹی اور سب کمیٹی کے دو دو جلسے ہوئے ہیں۔

۵۔ شعبۂ گودام خریداری (دسمبر ۱۹۳۷ء)

ماہ دسمبر میں واٹر مارک (واٹرمارک) و اسٹامپ کاغذ اور تانبہ بٹی ہوئی تار کی چادروں کی فراہمی کیلئے ٹھیکے کے تخمینے مانگے گئے ہیں۔

(۲) اس ماہ میں معمولی کاغذ عمدہ قسم کا سامان تحریر لوہا وغیرہ تاگا اور صفائی کرنے کی دیگر چیزوں کے ٹھیکے کے تخمینے کھولے گئے۔

(۳) سوہر لال اور گھسیٹے لال کانپور کو چمڑے کی پیٹیاں بنانے اور چپراسیوں کے لئے پیتل کے بلے بنانے کا ٹھیکہ دیا گیا۔ پگڑی کے کپڑے کی فراہمی زین اور (لانگ کلاتھ) لنگلاٹ کے لئے کانپور کے دو کارخانوں اور بنگلور کے ایک کارخانہ سے انتظام کیا گیا ہے۔ مرکز گزیہ پمپوں جس کی ضرورت ایگزیکیوٹو انجینئر صاحب نرورا ڈویژن لوور گنگا کی نہر علیگڈھ کو تھی اور ایک کشتی کی فراہمی کے لئے جس کی ضرورت بلند شہر ڈویژن گنگا کی نہر، بلند شہر مسرز سوزکر برادرس لمیٹڈ کلکتہ اور حاجی غلام حسین اور سنز رڑکی کو ٹھیکہ دیا گیا۔ بجلی کے سامان کی فراہمی کے لئے بمبئی کے دو کارخانوں کلکتہ کے ایک کارخانے اور دلی کے ایک کارخانے کی قیمتوں کی فہرست منظور کی گئی۔ پانچ ہزار ۳۶ فٹ لمبے ریلوں کے ٹکڑوں کی فراہمی کا ٹھیکہ مسرز ٹاٹا ایرن اور اسٹیل کمپنی لمیٹڈ کلکتہ کو دیا گیا۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۳۸ء کے سال تمام تک پولیس کے پیٹے وتھیلے وغیرہ اور وردی کی فراہمی کے لئے ۴ کارخانوں سے انتظام کیا گیا۔ کیمیاوی چیزوں (ادویات وغیرہ) کی فراہمی کا ٹھیکہ مسرز بنگال کیمیکل اور فارمیسیکل ورکس اور لیلی اور کمپنی کلکتہ دیا گیا۔

۶۔ نمائشیں

دسمبر ۱۹۳۷ء میں محکمۂ صنعت و حرفت نے اس صوبہ کی دو بڑی نمائشوں میں جو اجودھیا اور بنارس میں ہوئیں حصہ لیا۔ بنارس کی نمائش کانگریس کمیٹی بنارس نے کی تھی اور اجودھیا کی نمائش صوبہ جات متحدہ کی صوبہ جاتی کمیٹی کی طرف سے ہوئی تھی۔ ان ہر دو نمائشوں میں محکمہ نے کافی بڑے پیمانہ پر حصہ لیا تھا ان نمائشوں کے علاوہ محکمہ نے مفصلہ ذیل نمائشوں میں حصہ لیا۔

۱۔ تمام ہندوستان کی صنعت و حرفت کی نمائش جو پٹنہ میں آل انڈیا مسلم لیگ کی نگرانی میں ہوئی تھی

۲۔ نمائش ڈسٹرکٹ بورڈ رائے بریلی

۳۔ نمائش صنعت و حرفت ہردوئی۔

۴۔ نمائش صنعت و حرفت اور زراعت، بجنور

۵۔ آل انڈیا کھادی اور صنعت و حرفت کی نمائش، مدراس

۶۔ گریں کلاں کی نمائش جو اناؤ کے ضلع میں ہوئی تھی۔

پہاڑی اضلاع میں صنعت و حرفت کی ترقی (دسمبر ۱۹۳۵ء)

سرکاری اون گودام الموڑہ

(۱) ماسٹر کاتنے والوں کے پہلے گروہ کو کام سکھایا جا چکا ہے اور مناسب طور پر ان کا امتحان لینے کے بعد انھیں ان کے مختلف مرکزوں میں اس مہینہ میں کام شروع کرنے کے لئے روانہ کر دیا جائیگا

(۲) کہالی کے مقام پر تقریباً بارہ عورتوں کو کتائی کا کام سکھایا گیا۔ اس طرح پر کتائی کا کام عورتوں میں بھی رائج ہو گیا ہے۔

(۳) ہلدوانی کے پناہ گھر کو بھی چرخے دیئے گئے ہیں تاکہ انکی لڑکیوں کو کتائی کا کام ملے۔

(۴) نیاری میں ایک بی۔ ایل۔ ورمار نگائی سکھانے والے کی نگرانی میں تھوڑے سے خاکی رنگ کے تملس حسب خواہش گودام بنائے گئے۔ ان کی خوب بکری ہوئی تملس شتری رنگ میں بھی رنگے جاتے ہیں۔

(۵) باگیشور کی نمائش میں گودام نے حصہ لیا۔

(۶) الموڑہ میں مل روڈ پر ایک دوکان کرایہ پر لی گئی ہے۔ تاکہ وہاں الموڑہ کے گودام کے بنے ہوئے کپڑے اور سوتی چیزیں جو یہاں میدان کے مرکزوں میں بنتی ہیں فروخت کی جائیں اسکی وجہ سے الموڑہ کے عوام کو الموڑہ اور دوسرے مرکزوں میں تیار ہونے والے سامان کو خریدنے میں آسانی ہوگی۔

رنگائی کی تعلیم ۔ تاڑی کھیت میں یہ تعلیم دی جا رہی ہے اور ایک بڑی حد تک دریاں اور ٹوئیڈ بنانے کے تاگے رنگنے کا کام سکھایا جاتا ہے۔

کتائی کی تعلیم ۔ پنڈت سری کرشن پاٹھک ہیڈ کاتنے والوں کو تعلیم دیتے ہیں۔ انھوں نے ایک گروہ کو کام سکھا دیا ہے۔ پنڈت بسمبر دت نے جن کا ابھی حال میں لوہا گھاٹ سب ڈویژن میں تبادلہ ہوا ہے۔ وہاں اپنا کام شروع کر دیا ہے۔

انجمن امداد باہمی تاڑی کھیت ملون کی انجمن امداد باہمی تاڑی کھیت نے بہت خوبصورت دریاں تیار کی ہیں۔ یہ دریاں خالص ہاتھ کی کتی ہوئی اون کی بنی ہوئی ہیں۔

پہاڑی اضلاع میں صنعت وحرفت کی ترقی (جنوری ۱۹۳۹ء)

سرکاری اون کا گودام الموڑہ

(۱) ۹ جنوری ۱۹۳۹ء کو تاڑی کھیت میں صدر کاتنے والوں کا سب سے پہلے گروہ علمی اور عملی امتحان لینے کے بعد توڑ دیا گیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے گاؤں میں کتائی انجمنیں قائم کرنے کے لئے گئے ہیں۔

(۲) باگیشور کی نمائش اور میلہ میں ایک جلسہ یہ طے کرنے کے لئے کیا گیا کہ الموڑہ کے ضلع میں کن کن نئے مقامات پر کتائی کا کام شروع کیا جائے، ۲۰ گاؤں کی فہرست مرتب کی گئی ہے۔ اصحاب ذیل جلسے میں شریک تھے:۔ ڈپٹی کمشنر، پنڈت دیو کی نندن پانڈے سپرنٹنڈنٹ۔ صدر اور انسپکٹر انجمن گاؤں سدھار اور سپروائزر۔

(۳) کتائی انجمنیں ذیل کے مقامات پر قائم ہوئی ہیں اور انھوں نے کام شروع کر دیا ہے:۔
دیوال (سلٹ)، چوکوٹ، جلیلی، ٹاکلا، کمیشور، ڈگ، ناکوری، گنگولی گھاٹ، نسیاری، جینتی لاگدھ، گرام ہی (نینی تال)

(۴) الموڑہ کی مال روڈ پر گودام نے ایک خردہ فروشی کی دوکان کھولی ہے۔ دو بیچنے والے مقرر کئے گئے ہیں۔ اسکی وجہ سے الموڑہ کے عوام کو اور ان لوگوں کو جو وہاں سیر و تفریح کیلئے رہتے ہیں مختلف قسم کے ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑوں مثلاً اونی، سوتی، ریشمی کے ملنے میں آسانی ہوگی۔

(۵) باگیشور میں جو نمائش ہوئی تھی اس میں الموڑہ کے گودام نے بھی حصہ لیا تھا۔ جہاں کی دوکان کو اپنی عمدگی کی سند ملی۔

(۶) باگیشور کی نمائش میں کتائی کا ایک مقابلہ ہوا تھا جس میں خالی کاتنے والے کو اول انعام کمشنر کا تمغہ ملا۔ ۱۰ ؍جنوری کو پنڈت جواہرلال نہرو نے گودام کا معائنہ کیا اور یہاں کے کام سے بہت خوش ہوئے۔ گودام میں ہاتھ کے کتے ہوئے دھاگے سے اور کوٹ کا کپڑا بننا بھی شروع ہو گیا ہے۔

انجمن امداد باہمی تاڑی کھیت۔ اس انجمن میں خوبصورت دریاں اور قالین تیار ہوتے ہیں باگیشور کی نمائش میں بھی اس انجمن نے حصہ لیا تھا اور اسے بہترین دریاں اور قالین بنانے کے صلہ میں امتیازی سند دی گئی تھی۔ اس انجمن نے موزے، ہوزا اور سئٹر اور پل اور ہاتھ کے کتے ہوئے دھاگے سے بننا شروع کر دیا ہے۔ یہ انجمن پنکھیاں بھی بنا رہی ہے۔

رنگائی کا کام سکھانے کے عملی درجے۔ مسٹر دسا تاڑی کھیت میں کام کرتے رہے ہیں اور وہاں کی انجمن کے لئے رنگائی کا کام کرتے رہے ہیں۔ باگیشور کے میلہ میں انھوں نے رنگائی اور چھپ

کا مظاہرہ کیا۔ ان کے ایروگراف چھپائی کے مظاہرہ نے ایک بڑی جماعت کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اب وہاں خاتون کو رنگائی سکھانے کے لئے گئے ہیں جو سن کی بنائی سکھانے کے لئے مقرر ہیں۔

سن کی بنائی سکھانے کے لئے درجے۔ باگیشور کی نمائش میں سن کی بنی ہوئی چیزوں کی نمائش کی گئی اور وہ اشیاء بہت پسند کی گئیں۔ کام سکھانے والی خاتون اپنے کام میں اور بھی ترقی کرینگی کیونکہ مسٹر ماان کو رنگائی سکھا رہے ہیں۔

کتائی اور بنائی سکھانے کے درجے۔ پنڈت ہردت سوکی ڈرگ میں ۲۵ لڑکوں اور ۵ لڑکیوں کو کتائی سکھا رہے ہیں۔ وہ ۱۰ لڑکوں کو بنائی بھی سکھا رہے ہیں۔ جب لڑکے اور لڑکیوں کی کافی تعداد کام سیکھ جائیگی تو وہاں کتائی کا ایک مرکز بھی قائم کیا جا سکے گا۔

پنڈت سری کرشن پانک تاڑی کھیت میں کام کر رہے ہیں۔ اب وہ ہیڈ کتائی کرنے والوں کے دوسرے گروہ کو کام سکھا رہے ہیں اور تاڑی کھیت کی انجمن کی بنائی کی دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ انھوں نے ہیڈ کتائی کرنے والوں کو بہت کامیابی سے کام سکھایا ہے۔

۹۔ تجارتی انجمنیں

ٹریڈ یونین ایکٹ کے ماتحت جنوری ۱۹۳۹ء کے دوران میں چینی مل مزدور یونین گورکھپور کی رجسٹری ہو گئی ہے۔

۱۰۔ دیہاتی صنعتوں کی ترقی (دسمبر ۱۹۳۸ء)

مبلغ دو سو روپیہ کا ایک عطیہ ضلع گاؤں سدھار انجمن مرادآباد کو دیا گیا ہے کہ وہ مبلغ ۲۰ روپیہ ماہوار کا ایک آدمی گاؤں والوں کو مٹی کے کھلونے بنانے کیلئے مقرر کرے۔

ایک دوسرا عطیہ مبلغ سات سو روپیہ کا انجمن گاؤں سدھار اٹاوہ کو اس لئے دیا گیا ہے کہ موضع بھابنور تحصیل بچھولی میں واقع ہے ایک بننے اور کاتنے کی مکمل انجمن قائم کی جائے۔ تجویز یہ ہے کہ ایک ماسٹر کاتنے والا چرخوں اور دھنکیوں کے ساتھ مقرر کیا جائے جو گاؤں گاؤں جاکر گاؤں والوں کو روئی کا دھننا اور بیج چرخوں پر کاتنا سکھا دیں۔ یہ شخص ایک گاؤں میں چھ ہفتے سے زیادہ قیام نہ کرے گا۔

مسٹر آر۔ ایس پنڈت، ایم۔ ایل۔ اے نے چالیس سفید لگ ہارن مرغیاں مع ڈربوں وغیرہ کے موضع کہالی ضلع الموڑہ میں مرغی خانے قائم کرنے کیلئے دیا ہے۔ مبلغ دو سو پچاس روپیہ صدر انجمن گاؤں سدھار الموڑہ کو دیا گیا ہے کہ وہ موجودہ فارم کو بڑھائیں اور اس میں ترقی دیں۔ اس مرغی خانہ سے گاؤں

والوں کو اچھی نسل کی مرغیوں کے انڈے مفت تقسیم کئے جاویں گے تاکہ وہ دیسی مرغیوں سے بدلے جائیں اور اسطرح ہر ضلع میں مرغبانی میں ترقی ہو

نوتنیرا اور سرسا گنج کے جوتا بنانے والوں کی انجمن کے ممبروں کے فائدے کے خیال سے نوتنیرا ضلع مین پوری میں چمڑہ کی رنگائی کا درجہ قائم کیا گیا ہے۔ اس درجہ کے چلانے کیلئے دست کاری کا کام سکھانے والا مقرر کیا جا چکا ہے۔

گاؤں سدھار اسکیموں کے تحت اور بہت سے دباغت (چمڑہ کی رنگائی) کے مرکز قائم کئے جا رہے ہیں۔ کچھ کیلئے انتظامات ہو چکے ہیں اور باقی کیلئے مناسب آدمی کام سکھانے کیلئے رکھے جا رہے ہیں۔

حکومت نے مبلغ ایک ہزار آٹھ سو پچپن روپیہ ذیل کی صنعتوں کو بطور آزمائش جاری کرنے کیلئے تمام ہندوستان کی گاؤں کی صنعت و حرفت کی انجمن کو دینے کیلئے منظور کیا ہے۔

۱۔ اصلاحی کولھو سے تیل پیرنا
۲۔ دھان چھانٹنا اور اناج پیسنا
۳۔ ہاتھ کے بنے ہوئے کاغذ
۴۔ دیسی کچی مٹی سے صابون بنانا۔

یہ عطیہ جلد انجمن کے حوالہ کر دیا جاوے گا۔

۱۱ ۔ گڑ کی صنعت کی ترقی (جنوری ۱۹۳۹ء)

چھیالیسوں گنے کی کاشت کرنے ضلعوں میں گڑ سازی پوری طرح پر جاری ہے۔ صوبہ کے مختلف عام حصوں میں اب کی فصل میں گڑ کا نرخ مناسب ہے یعنی مبلغ للعہ سے ۶؎ تک فی من ہے۔

گڑ سدھار تجویز پر تقریباً ۴۵۰۰ گاؤں میں عملدرآمد ہو رہا ہے۔ ۱۰۰ کام کرنیوالے با اجرت ملازمین اور ۵۰۰ سے زیادہ کام سیکھے ہوئے اعزازی کام کرنے والے گنے کی کاشت کرنے والوں کو اصلاحی قسم کی بھٹیاں بنانے اسکے اصلاحی طریقہ پر صاف کرنے اور عمدہ قسم کے گڑ بنانے میں مدد دے رہے ہیں اس قوت عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ اب بازار میں عمدہ قسم کا گڑ بازار میں بہ افراط مل سکتا ہے اور صوبہ کے مختلف حصوں سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاحی طریقہ پر جو گڑ تیار ہوا ہے۔ وہ منافع سے بک رہا ہے۔

مشرقی اضلاع میں خاص کر بلیا اور غازیپور میں جہاں گڑ بنانے کا طریقہ خراب ہے اور مال بھی ضائع جاتا ہے اور خراب گڑ بنتا ہے اس امر کی خاصی کوشش کی جا رہی ہے کہ گڑ کی قسم اچھی

لی جائے اور پھر اس کی بکری کی آسانیاں بہم پہونچائی جائیں۔

تحقیق دو ہزار سے زیادہ اصلاحی قسم کی بھٹیاں گاؤں میں بنائی گئی ہیں تاکہ رس جلدی اور کم ایندھن میں ابل جائے۔

دیسی قسم کے کولھو جن کو بیل چلاتے ہیں ان سے ۴۰ سے ۵۵ فیصدی تک رس نکلتا ہے (اوسط ۵۰ فیصدی) اور اس کے مقابلہ میں نئے قسم کے کولھو جواب رائج کئے جار ہے ہیں ان سے ۶۰ سے ۷۰ فیصدی تک رس نکلتا ہے اب تک ۶۰۰ سے زیادہ اس قسم کے کولھو مہیا کئے جاچکے ہیں اور زائد فراہمی کیلئے لوگوں سے ان کی ضروریات معلوم کرکے مرتب کی جارہی ہیں۔ گنے کے کاشت کرنے والوں کو نئے قسم کے کولھو کی خرید کیلئے قرضہ کی آسانیاں بہم پہونچانے کیلئے حکومت نے اس سال تقاوی کیلئے دو لاکھ روپیہ تک منظوری دی ہے اور آئندہ سالوں میں اور روپیہ دینے کی بھی تجویز ہے۔

سات ہزار ہنڈویں سے زیادہ ڈولا کے بیج جو رس صاف کرنے میں استعمال ہوتا ہے اس کام کیلئے گنے کے کاشت کرنے والوں کو تقسیم کیا گیا

منڈی اور پراپگینڈا

محکمہ امداد باہمی کے اشتراک عمل سے بارہ گاؤں میں گڑ کی منڈی قائم کرنے کا کام کیا جارہا ہے۔ اور گنے کی کاشت کرنے والوں کو ان کے مال کی مناسب قیمت حاصل کرنے میں مدد دی جارہی ہے۔ گڑ کے محفوظ رکھنے کے لئے بھی تجربے کئے جارہے ہیں۔

ماہ دسمبر میں ضلع گورکھپور کے اندرونی علاقوں میں گنے کے کاشت کرنے والوں کے ۶ جلسے کئے گئے تھے جس میں ہزاروں کی تعداد میں کاشتکار شریک تھے۔ ان مواقع پر جو مظاہرے کئے گئے تھے وہ نہایت مفید تھے اور وہ بہت پسند کئے گئے۔ اسی طرح ضلع بلیا میں جنوری کے دوسرے ہفتہ میں ۶ جلسے کئے گئے اور وہ سب بھی بہت کامیاب رہے۔

۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء کو اراکین انجمن شکر فروشاں کانپور کا ایک بے ضابطہ جلسہ ہوا جس میں نائب گڑ سدھار افسر نے اراکین انجمن کو گڑ کی منڈی قائم کرنے کی تجویز میں دلچسپی لینے کے لئے کہا۔ اراکین انجمن نے پر زور طریقہ پر اس تجویز کی تائید کی اور گڑ کی برآمدگی کی کوشش میں موثر اقدام کا فیصلہ کیا۔ انکا خیال ہے کہ عمدہ قسم کا گڑ جو عملی کاربن کے طریقہ کا بنا ہوا ہے وہ بازار میں نفع کے منافع سے جلد فروخت ہوجائیگا۔

ہردوئی میں رام لیلہ کے میلہ کے موقع پر، باگیشور (الموڑہ) کی دیہی صنعتی اور زرعی

نمائش میں اور سیاسی ضلع کانفرنس پھپھوند (اٹاوہ) میں گڑھ کے مظاہرے بہت کامیاب ہوئے۔

کانپور، فیض آباد، الہ آباد اور اٹاوہ میں جو آرگینائزروں کے کام سکھانے کے درجے قائم ہوئے تھے ان میں گڑھ سدھار اسکیم کے متعلق تقریریں ہوئیں۔

۱۲- گورنمنٹ ہینڈلوم امپوریم۔ لکھنؤ

ذیل میں اپریل سے جنوری تک دس ماہ کے اعداد بالمقابل کا نقشہ گذشتہ دو سالوں اور سال رواں کے اعداد بالمقابل کا نقشہ درج ہے:-

۱۹۳۶-۳۰	۵۰۳۵۴ روپیہ
۱۹۳۷-۳۸	۱۲۱۲۶ "
۱۹۳۸-۳۹	۲۰۱۱۴۱ "

سالگذشتہ اس دوکان کی مجموعی بکری ۵۵۵۵۵ روپیہ تھی۔ امید ہے کہ سالگذشتہ کے مقابلہ میں اس سال کی مجموعی بکری ایک لاکھ زیادہ ہوگی۔

ان دو مہینوں میں دوکان میں چار غیر ملک کے بڑے تاجر آئے اور ان میں سے تین نے تو کافی مال کے لئے آڈر دئے اور ایک نے بطور نمونہ تھوڑے سے مال کے لئے آڈر دیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے ہر قسم کے نمونے لئے اور یہ وعدہ کیا کہ اپنے اپنے ملکوں میں پہونچ کر وہ کافی مال کے لئے آڈر دینگے۔

مختلف قسم کے نمونے دیکھکر وہ بہت متعجب ہوئے اور انھوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ممالک غیر میں ہاتھ کے بنے ہوئے مال کے کافی نکاسی کی امید ہے۔ آسٹریلیا کے طلبا اور اساتذہ نے بھی جو گھومنے کے لئے آئے تھے دوکان دیکھی اور ان کو کرگھ سے کپڑے کی بنائی بھی دیکھائی گئی۔ ان لوگوں نے یہاں کے مال اور مظاہرہ دونوں کو بہت پسند کیا۔

اس دوکان نے لکھنؤ، پٹنہ، دھنباد، اور گلاب باغ کی نمائشوں میں اس زیر بحث عرصہ میں شرکت کی اور نظر باغ کے راجہ نے یہاں کے بہترین کپڑوں کی وجہ اس دوکا کو ایک نقرئی تمغہ عطا کیا۔ اس کے علاوہ پٹنہ کی نمائش میں جو ہاتھ کے بہترین بنے ہوئے کپڑوں کے لئے دو تمغے رکھے گئے تھے اس میں سے ایک طلائی تمغہ اس دوکا کو ملا۔

ضلع بستی میں مگھر کے قریب خلیل آباد میں ایک نیا گودام قائم کیا گیا ہے تاکہ گاڑھے کی بنائی میں ترقی دیجائے۔ اب کافی تعداد میں کھدر بننے لگا ہے اور ۱۵۰ سے زیادہ کرگھے اس دوکان کے لئے مال تیار کرنے کے واسطے الموڑہ، ملان وان، اور دوسری جگہوں میں چل رہے ہیں۔

اس مہینہ میں جو جدید طرز رائج کئے گئے ہیں وہ کوٹ کے کپڑوں کا طرز (اٹاوہ) ہے جو تحقیقی شعبہ نے نکالا ہے۔ رومئندار رنگین تولئے، دھاریدار، رومئندار تولیوں کے کپڑے (گورکھپور) مختلف ملے ہوئے رنگوں کے اسکارف (سندیلہ) دھاریدار قمیص کے کپڑے (بارہ بنکی) دھاریدار انڈی (مئو)۔ الگل طرز جو مسٹر ایم۔ ایس۔ رندھاوا، آئی۔ سی۔ ایس۔ فیض آباد نے دیا ہے اسے عمدگی کے ساتھ ترتیب دیکر انھیں کی رائے سے اس میں اور بھی ترقی دی گئی ہے امریکہ کے ایک خریدار نے اس قسم کے کپڑے کا ایک بڑی مقدار میں آڈر دیا ہے۔

۱۲۔ تحقیقاتیں اور تجربات جو سرکاری فنی اور صنعتی اداروں میں کئے جاتے ہیں

اس پانچ ہزار روپیہ کی رقم میں جو تحقیق اور تجربات کے لئے سرکاری فنی اور صنعتی اداروں کے لئے دی گئی تھی ذیل کے مختلف اداروں کو ان کے سامنے درج شدہ عطیے دئے گئے ہیں۔

نام	رقم	مقصد
۱۔ بڑھئی کے کام سکھانے کا مدرسہ الہ آباد	۳۰۰	شہد کی مکھی کے چھتہ بنانے کے تجربات
۲۔ دھات کے کام سکھانے کا مدرسہ علیگڈھ	۵۰۰	کرومیم کا ملمع سازی کا پورا کرنا
۳۔ ایچ۔ بی ٹکنالوجیکل انسٹیٹوٹ، کانپور	۵۰۰	گھلا ملا کر گرم صاف کرنے کی تحقیق کو پورا کرنا
۴۔ سرکاری مرکزی کپڑہ بننے کا ادارہ، کانپور	۲۰۰	لہریا چھاپنے کے تجربے
۵ ایچ۔ بی ٹکنالوجیکل انسٹیٹوٹ، کانپور	۱۰۰۰	بنیسے کے اصل رال اور کھلی سے ملائم اور چکدار چیز بنانا
۶۔ دھات کے کام کا اسکول، علیگڈھ	۱۰۰۰	ڈرم پلیٹنگ اور ڈائی بنگ کے تجربات
۷۔ بنائی اور چھپائی کا اسکول، بلند شہر	۵۰۰	پالش بننے کے لئے رانجھ کے تجربات

سرکاری مرکزی بنائی کا ادارہ، بنارس

دسمبر ۱۹۳۸ء کے دوران میں اس ادارہ میں ذیل کی تحقیقیں اور تجربات کئے گئے:۔

(۱) کراس بارڈر ڈابی کامیابی کے ساتھ مکمل کیا گیا۔ اسے کرگہ پر چڑھایا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ٹھیک طرح ہے۔

کام کرتا ہے۔ لکھنؤ کی کھادی کی صنعتی نمائش میں اور بنارس کی کانگریس کی نمائش میں اس کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔

(۲) پرانی گھمانے والی مشین پر مزید تجربے اور نئے قسم کی بناوٹ جو شروع کی گئی تھی وہ جاری ہے۔

(۳) ہاتھ کی بنی ہوئی ساڑیوں پر بناری کام۔ ان ساڑیوں کو عالی جناب وزیر اعظم صاحب نے بہت پسند فرمایا۔ الہ آباد اور لکھنؤ کی نمائشوں کے موقع پر ان ساڑیوں پر لوگوں کی خاص توجہ رہی۔ یہاں کے متعلق مقامی نمائش میں مظاہرہ کیا گیا جس کو علاوہ اور لوگوں کے کپڑہ بننے والوں نے بہت پسند کیا۔ یہ ساڑیاں جو پہلے سادی زمین کی بنتی تھیں اب ہر جگہ پھولدار بنتی ہیں۔

(۴) چھوٹیا کرگہ۔ مقامی نمائش میں اس کرگہ میں اصلاحی چیزیں لگا کر مظاہرہ کیا گیا۔ الہ آباد اور لکھنؤ کی نمائشوں میں بھی اس کا مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرے ختم ہونے کے بعد تولیہ بنانے کے متعلق اور دوسرے چارخانے کے نمونے کے متعلق مزید تجربات کئے جائیں گے۔

(۵) ...۴ انگریزی جیکارڈ جو ادارہ کے کارخانے میں ایک مدت سے بیکار پڑا ہوا تھا نکالے گئے۔ اس کے تمام پرزے الگ کر کے صاف کئے جا چکے ہیں اور کافی حد تک اس کی مرمت بھی کی جا چکی ہے۔ اور اب کنگھی لگانا شروع کر دیا گیا ہے۔

(۶) ماہ گذشتہ کے دوران میں فرنشنگ کے کپڑے الحمرہ کے گددں کے وزن پر ڈوبی کرگہ پر بننے کے تجربہ شروع کیا گیا۔ یہ کام جاری ہے اور یک رنگے بانے سے بنا جا چکا ہے۔ اب یہ کئی رنگ کے بانے سے بنا جائے گا تاکہ خوشنما معلوم ہو۔

(۷) خود بخود کام کرنے والا کرگہ جو بمبئی سے منگایا گیا تھا آگیا ہے اور لگا دیا گیا ہے۔ اس کرگہ پر بنائی کا تجربہ اس وقت شروع کیا جائے گا جب اس مشین کے کچھ پرزے بدل کر ان میں کچھ اصلاح ہو چکے گی۔ اس کرگہ کی مشین میں کچھ خرابیاں ہیں اور قبل اس کے کہ اس پر بنائی شروع کی جائے ان کی مرمت کی ضرورت ہے۔

سرکاری فنی مدرسہ، گورکھپور

(۱) دو طاقت کی گنیں جو اس مدرسہ میں بنائی گئی تھیں اب قریب ختم کے ہیں اس کے تمام خاص خاص حصے لگائے جا چکے ہیں۔

(۲) جو گنیں کہ بیلوں سے چلائی جاتی ہیں ان کے لئے ایک خاص قسم کا زنجیر دار گیر (دندانہ دار پہیہ) تیار کیا گیا ہے۔ پہیوں کا ڈھالنا اور اُن کی درستگی ہو چکی ہے اور پہیوں کے لگانے کا کام جاری ہے۔

(۳) سمنٹ اور کنکریٹ سے پکے کنوے بنانے کے لئے فارمولا پر غور کیا جا رہا ہے۔

سرکاری مرکزی کپڑہ بننے کا ادارہ، کانپور

(۱) اونی چیزوں کی تحقیق کے شعبہ نے دو نئے کمبلوں کے نمونے تیار کئے۔ دو طرز کے نمونے اب تک اسسٹنٹ ڈائرکٹر (گھریلو صنعتوں) کے پاس مناسب مقامات پر رائج کرنے کے لئے بھیجے جا چکے ہیں۔ چار نمونے اور تیار ہیں اور ان پر عملدرآمد کا مسئلہ ابھی زیر غور ہے۔

(۲) جاپانی رسا بنانے کی مشین پر سن کی کتائی کے تجربات جاری ہیں اور ابھی حال میں ڈائرکٹر صاحب صنعت وحرفت نے اس کام کا معائنہ کیا تھا۔

(۳) دسمبر کے مہینہ میں چھپائی کے سات طرز تیار کئے گئے تھے اور آٹھ طرزوں کے ٹھپے بنائے جا رہے تھے۔ جنوری کے مہینہ میں ان میں سے چھ میں رنگ دینا باقی رہ گیا تھا جو مکمل کر دیا گیا ہے۔ اُن کے کام کے تحقیقی شعبہ میں چار طرز تیار کئے گئے تھے جو چھپائی کے لئے بھی موزوں تھے جنوری میں پانچ طرز تیار ہوئے ہیں۔

(۴) کرگھے کے متعلق تحقیق۔ ۵۵ الموڑہ کے دیسی رنگے ہوئے ہلکے پختہ رنگوں کی جانچ ختم ہو گئی ہے۔ دوسرے ذرائع سے ان کے پختہ ہونے کے متعلق باقاعدہ جانچ ہو رہی ہے کپڑوں کی ٹنڈرنگ کے متعلق یہ معلوم ہوا ہے کہ بہترین ٹنڈرنگ اُس وقت ہوتی ہے کہ جب کپڑہ کافی دیر تک کھلا ہوا رکھا جا چکا ہے۔ نجیب آباد اور مظفر نگر کی جیلوں میں کمبلوں کے ڈرم ملنگ کے تجربات کئے گئے اور اس سے عارضی طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ ڈرم ملنگ میں جب صرفہ کم ہوتا ہے تو کپڑہ کو دبیز بنانے میں بھی خرچہ کم ہوتا ہے۔ اس کے متعلق رپورٹ تیار ہو رہی ہے۔

سن کے سوت کی رنگائی اور دھلائی جو پیلی بھیت اور الموڑہ سے ایچ۔ بی۔ فنی ادارہ، کانپور کے ذریعہ موصول ہوئی ہے اور جس کے اوپر مقامی طور پر بھی تجربات ہو رہے ہیں ان سب سے بہت امید افزا نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔ ان کے نتائج پر اقتصادی نباتات داں سے بھی بحث ہوئی اور اس سے سوت کاتنے اور رنگنے اور دھونے کے متعلق بھی بڑے پیمانہ پر تجربات کئے جا دینگے۔

۱۴۔ پڑھانے کے درجے

(۱) پڑھانے کا درجہ (بڑھئی کا کام) ضلع بریلی موضع بدارتپورمیں (دسمبر ۱۹۳۸ئہ) اس درجہ میں ۱۱ لڑکے ہیں۔ یہ سب کے سب برابر حاضر رہتے ہیں اور انہوں نے کچھ بڑھئی کا کام سیکھ بھی لیا ہے۔ دسمبر کے مہینہ میں محکمہ گاؤں سدھار کے سپرنٹنڈنٹ گورکھپور کے حکم سے پانچ مونگری کی مشینیں اور کچھ کرسیاں وغیرہ بنائی گئیں۔

(۲) رنگائی اور چھپائی سکھانے کا درجہ بارہ بنکی - دوران ماہ (دسمبر ۱۹۳۸ء) رجسٹر پر ۱۷ لڑکوں کا نام تھا اور اوسطاً ۹ برابر حاضر رہتے تھے - طلبا نے ۱۲۵ پونڈ سوتی اور مرسرائزڈ سوت پکے اور پکے رنگوں میں رنگا ہے - اب وہ لوگ قمیض، کوٹ، جمپر، تہبند کے کپڑے پختہ رنگ کے سوت سے اور کچے رنگ کے سوت سے انگوچھے بنا رہے ہیں - یہ مال مقامی بازار میں بکتا ہے اور تھوڑے سے بننے والے اپنا مال مین انڈسٹریل کوآپریٹو فڈریشن لمیٹڈ میں فروخت کرتے ہیں - دھاریدار کپڑوں میں دھاریوں کے رنگ برابر بدل دیئے جاتے ہیں اور رنگوں کی اس تبدیلی سے مال آسانی سے نکل جاتا ہے اور اچھی قیمت ملتی ہے

موزہ بنیائن بننے والے طالب علم کا اپنے مال کے نکالنے میں آسانی کی غرض سے سرکاری کرگھ کے بنے ہوئے کپڑہ کی دوکان سے رابطہ کرا دیا گیا ہے - وہاں سے اس طالب علم کو موزہ اور موزوں کا کافی آرڈر ملا ہے -

کچھ کپڑے بیٹ کر صاف کئے جانے اور چمکائے جانے کے بعد فروخت کئے جاتے ہیں مین انڈسٹریل کوآپریٹو فڈریشن کا مال ہاتھ سے کٹائی کرنے والی مشین سے صاف کئے اور چمکایا جاتا ہے دھلائی کے کارخانے کو کپڑوں کے رنگنے اور کپڑوں کی صفائی میں عملی مدد بھی دیجا رہی ہے

(۳) چمڑہ کے کام سکھانے کا درجہ، گنگا کھیرا، ضلع اناؤ (دسمبر ۱۹۳۸ء) - چونکہ کافی ذخیرہ موجود ہے لہذا اس ماہ زیر رپورٹ میں صرف تین کچے چمڑے اور کھالوں کا اضافہ کیا جا سکا اس طرح پر کل ۱۰۸۷ کھالیں اور چمڑے اب تک اس درجہ میں کام میں لائے گئے - اس میں سے ۵۷۱ تو فروخت ہو چکے ۲۰۹ بالکل مکمل ہو چکے ہیں اور ۳۰۷ ابھی سجائی کے مختلف دور میں ہیں - ماہ زیر رپورٹ میں کاریگروں کی تعداد ۱۱ سے ۲۵ ہو گئی -

یہ بات قابل ستائش ہے کہ اس قسم کے پانچ اور درجے قائم کرنے کی اسکیم جاری ہے اور اب اس قسم کے درجوں کی تعداد سات ہو جائیگی - فنی کام سکھانے والے جوان نئے قائم ہونیوالے مرکزوں میں جاکر کام سکھا دینگے وہ بھی گنگا کھیرا کے کام سکھانیکے درجہ میں کام سیکھ رہے ہیں تاکہ وہ گاؤں کے چمڑہ سجانے کے نئے طریقہ سے جو بہت کامیاب ثابت ہوا ہے واقف ہو جائیں - یہ فنی کام سکھانے والے بہت جلد نئے مرکزوں میں بھیجے جائینگے تاکہ وہاں جاکر درجے قائم کریں -

(۴) رانیوا میں کام سکھانے کا درجہ - رانیوا کے چمڑہ سجانے کے درجے نے اجودھیا کی نمائش میں ایک مظاہرہ کی جماعت بھیجکر شرکت کی - قابل فخر بات یہ ہے کہ اصلاحی طریقہ پر گاؤں کے چمڑہ سجانے کا مظاہرہ بہت کامیاب رہا یہاں تک کہ عالیجناب وزیر اعظم حکومت صوبہ جات متحدہ اور جناب پنڈت جواہر لال نہرو صاحب نے مع چند دوسرے لیڈروں کے اس مظاہرہ کا معائنہ کیا

اور اسے بہت پسند فرمایا۔
اب امید یہ ہے کہ اس قسم کے اور بھی کئی مدرسے مفاد عامہ کی غرض سے جلد قائم کئے جاوینگے۔

۱۵۔ مظاہرہ کی جماعتیں

(۱) سکندر آباد کی جماعت۔ دسمبر کے مہینہ میں رجسٹر پر اس مدرسہ میں ۲۲ طلبا کے نام درج تھے۔ جن میں سے ۱۲ تو کپڑا بننے والے تھے اور ۹ بنائی کے (ماڈل ویونگ) قابل تقلید نمونہ کے مدرسہ کے طلبا اور مدرسین تھے۔ جنوری کے مہینہ میں ۲۷ لڑکوں کا نام رجسٹر پر درج تھا جس میں سے ۱۷ تو کاریگر تھے اور ۱۰ طلبا اور بنائی کے ماڈل اسکول کے کام سکھانے والے تھے۔ دسمبر کے مہینہ میں ۲۵ پونڈ اور جنوری میں ۵۵ پونڈ سوت اس مدرسہ میں رنگا گیا۔ سری نہرو کھاری کر یالیا کے لئے یہاں کھدر کے تھان بھی رنگے گئے۔ جو کچھ مال یہاں ان ہر دو ماہ میں تیار ہوا ان میں سے تقریباً ۲۰ گز چارخانہ کے طرز کے کپڑے لکھنؤ کی کرگھہ کے بنے ہوئے کپڑوں کی دوکان میں کپڑا بننے والوں کی امداد باہمی کی انجمن کے ذریعہ بھیجا گیا۔

(۲) ملوان کی جماعت۔ اس مدرسہ میں دسمبر کے مہینہ میں رجسٹر پر ۲۲ آدمیوں کا نام تھا اور جنوری میں بھی ۲۳ آدمی تھے۔ جنوری میں ۲۲ کاریگر تھے۔ دسمبر اور جنوری دونوں مہینوں میں اس مدرسہ میں ۵۴ سیر سوت رنگا گیا۔ اسکے علاوہ دسمبر میں ۵۰ تھان اور جنوری میں ۵۹ تھان کی دھلائی اور اسپر چمک اور صفائی پیدا کرنے میں نگرانی بھی کی یہ سب تھان دوکان کے لئے بھیجے گئے۔ یہ سارا مال کندی کرنے والی مشین میں صاف کیا گیا اور اس میں چمک پیدا کی گئی۔

جونپور میں امتناع منشیات کا افتتاح

آنریبل وزیر صنعت وحرفت نے کھادی فروخت کی

یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو عالی جناب ڈاکٹر کاٹجو وزیر صنعت وحرفت نے امتناع منشیات کی جدوجہد کے افتتاح کے سلسلہ میں جونپور کے ضلع کا دورہ کیا اور دو دن وہاں قیام کرکے بہت سے جلسوں میں تقریریں کیں اور مختلف تحصیلوں گاؤں سدھار کے مرکزوں اور ہریجنوں کے محلوں کا دورہ کیا۔ جناب موصوف نے تین پنچایت گھروں کا سنگ بنیاد رکھا اور ۲ اپریل ۱۹۳۹ء بیچے شام کو جونپور گاندھی آشرم کھدر بھنڈار کا افتتاح کیا۔ موصوف نے ان لوگوں کے مجمع میں جو وہاں ان کی تقریر سننے کے لئے جمع ہوئے تھے ایک مختصر تقریر کی جس میں انھوں نے فرمایا کہ کھدر

ہندوستان کی آزادی اور فلاح کی جدید تنظیم کی ایک روح پرور چیز ہے۔ تقریر کے بعد وزیر صنعت وحرفت نے کھدر بیچنا شروع کیا اور جو لوگ وہاں موجود تھے ان لوگوں کے ہاتھ کافی مقدار میں کھدر فروخت کیا۔

یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو ۹ بجے صبح ڈاکٹر کاٹجو نے امتناع منشیات کے سب سے پہلے جلسہ میں بہ مقام بادشاہ پور تقریر کی اور امتناع منشیات کے افتتاح پر اس ضلع کو مبارکباد دی۔

آپ نے شراب نوشی دار و اور افیون جیسی خراب اور مہلک چیزوں کے خلاف جد وجہد کرنے کے افتتاح کرنے پر اہالیان ضلع جونپور کو دلی مبارکباد پیش کی اور فرمایا کہ سال گذشتہ یہ مبارک کام ایٹہ اور مین پوری کے اضلاع میں شروع کیا گیا تھا۔ وہاں جو کامیابی ہوئی اس پر ہر شخص مسرور ہوا۔ اس سال امتناع منشیات کا حلقہ ۲ اور ضلعوں تک بڑھا دیا گیا ہے اور خدا کے فضل سے امید ہے کہ اس سال ان چاروں اضلاع میں بھی اتنی ہی زبردست کامیابی ہوگی۔

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگوں کا یہ خیال تھا کہ حکومت کیلئے صوبہ میں امتناع منشیات کا جاری کرنا ضروری نہ تھا۔ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہمارے ملک میں شراب نوشی وغیرہ کی وبا حقیقتاً اتنی زیادہ نہیں ہے۔ عام طور پر لوگ سنجیدہ ہیں اور ان کا اعتراض یہ ہے ایک تھوڑے آدمیوں کے لئے جو شراب نوشی اور افیون وغیرہ جیسی بُری چیزوں کے عادی ہیں حکومت کیوں ایک کثیر آمدنی سے دست بردار ہوتی ہے جو ان نشیلی چیزوں کی بکری سے حاصل ہوتی ہے۔ لیکن وہ اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں کہ حکومت کا ان برادران ملک اور ان کے اہل وعیال کے متعلق کیا خاص فرض ہے جو ان بُری عادتوں کا شکار ہیں اور جس کی وجہ سے وہ مصیبت میں مبتلا ہیں۔ یہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ ہمارے بہت سے غریب بھائی اپنی تھوڑی پونجی کا ایک بڑا حصہ نشہ بازی کی نظر کر دیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ صرف ان کو اس سے تکلیف ہوتی ہے بلکہ ان کے بیوی بچے بھوکے اور ننگے رہ جاتے ہیں۔ عوام اور ان کی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان لوگوں کی بیویوں اور بچوں کو جو ان بُری عادتوں کا شکار ہیں اس کے بُرے نتائج سے بچائیں۔ سوال صرف یہی نہیں ہے کہ حکومت کو کتنی آمدنی ہوتی ہے بلکہ ہر فی روپیہ پر جو حکومت کو اس ذریعہ سے وصول ہوتا ہے نشہ باز۔ اپنی اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے تین چار روپیہ صرف کرتے ہیں۔ ایک غریب آدمی کے لئے یہ بہت بڑا نقصان ہے جو کچھ کہ وہ ان فضولیات میں صرف کرتا ہے اسے وہ اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے کھانے پینے اور دیگر ضروریات زندگی میں اس سے بہتر طریقہ پر خرچ کر سکتا ہے۔

لیکن ہم کو ایک بات ہرگز نہ بھولنی چاہئے وہ یہ کہ امتناع منشیات کے محض یہ معنی نہیں ہیں کہ سرکاری لائسنس پر مسکرات نہ فروخت ہوں بلکہ اس کے واقعی یہ معنی ہیں کہ ہر شخص قطعی ان خرافات سے

پرہیز کرے۔ اگر لائسنس والی دوکانیں بند ہو جائیں اور پھر بھی لوگ مسکرات میں لگے رہیں اور ناجائز طور پر شراب کشید کریں اور دوسرے مقامات سے افیون وغیرہ چھپا چرا کر لادیں تو ہم قطعی اپنے کام میں ناکامیاب رہیں گے اور یہ بات ہم سب کے لئے باعث شرم ہوگی۔ یہ ضرور ہے کہ حکومت ناجائز طور پر شراب کشی اور چرا چھپا کر ان اشیا کے لانے کے خلاف کارروائی کریگی حکومت کے قانون اور قواعد انسانیت کے ساتھ لیکن سختی سے برتے جائیں گے اور اس بات کا لحاظ رکھا جائے گا کہ ان لوگوں کو جنھیں اپنی دیرینہ عادت کی وجہ سے ان بری چیزوں کی لت ہو گئی ہے انھیں تھوڑی مقدار میں کچھ دنوں کے لئے ڈاکٹر کے مشوروں سے محض ان کی صحت کی خاطر افیون وغیرہ دی جائیں۔ لیکن صرف حکومت کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ ان بدبختوں کی خراب عادتیں چھڑائے جو اس بلا کا شکار ہو گئے ہیں۔ اصولی طور پر یہ کام خود عوام کا ہے۔ ملک کا ہر بھی خواہ پوری سرگرمی سے اور بے لاگ ہو کر اس کام میں حصہ لے سکتا ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے ذاتی اثر سے اپنی خود نظیر پیش کر کے اس مبارک کام میں ترقی دے۔ رائے عامہ ناجائز کشیدنی شراب اور چرا چھپا کر ان اشیا کے لانے کے اس قدر خلاف ہو کہ جو لوگ اس کے مرتکب ہوں وہ اسے محسوس کریں کہ ان کا یہ فعل صرف ایک تعزیری جرم ہی نہیں ہے بلکہ قطعی طور پر سماج کے خلاف اور بے شرمی کا ہے لہٰذا اسے لازمی طور پر مسدود کرنا چاہئے۔ اس کے علاوہ ان بُری حرکتوں کے کرنے والوں کو اس کا بھی احساس کرنا لازمی ہے کہ وہ اپنے تھوڑے سے نفع کے لئے دوسروں کو کیا نقصان پہنچا رہے ہیں۔

آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہندوستان ایک غریب ملک ہے۔ یہ کسانوں مزدوروں اور ہریجنوں کا ملک ہے جو بڑی سقیم حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم ان کی جسمانی اور دماغی نشوونما میں قوت بخشیں تاکہ ان میں خودداری خود اعتمادی اور ضبط نفس پیدا ہو۔ ہماری خواہش ہے کہ وہ آزاد ہندوستان کے سپوت ہوں۔ ہم اپنے اس مقصد میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک کہ مسکرات کی وبا ہمارے یہاں سے دور نہ ہو جائے۔ اس کے بعد موصوف نے پُر زور طریقہ سے تمام باشندگان ضلع ہندو مسلمان سکھ اور عیسائی تمام فرقہ ملت بڑے اور چھوٹے اور اپنے ہریجن بھائیوں کی بڑی پنچایت سے اس بات کی اپیل کی کہ وہ اس تحریک میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں تاکہ ہماری کوششیں پوری طور پر بارآور ہوں۔

سہ پہر کو جناب موصوف نے کنڈا ہو کانس اور کچھ دوسرے مواضعات کا دورہ کیا اور تقریریں کیں کام کے معائنے کئے اور دیہات کے لوگوں سے گاؤں سدھار کے پروگرام اور امتناع منشیات کی جدوجہد کے اثرات کے متعلق گفتگو کی۔ ۵ بجے شام کو مچھلی شہر میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں وبائے مسکرات کا پتلا جلایا گیا اور آنریبل وزیر کے سامنے بہت سے سپاس نامے پیش

کئے گئے۔ یہاں بھی انھوں نے لوگوں سے امتناع منشیات کے کامیاب بنانے کے متعلق پر زور اپیل کی اور لوگوں سے یہ درخواست کی کہ وہ خود بخود شراب وغیرہ سے پرہیز کریں۔ ۷ بجے شام کو شہر جونپور میں موصوف کا ایک عظیم الشان جلوس نکالا گیا جو بعد میں تقریباً ۹ ہزار آدمیوں کے جلسہ کی صورت میں ختم ہوا۔ تمام مذاہب کے نمائندوں نے منشیات سے پرہیز کرنے کا بیڑا اٹھایا اور امتناع منشیات کی جدوجہد میں سچائی کے ساتھ حکومت کی مدد کا وعدہ کیا۔ آخر میں ڈاکٹر کاٹجو صاحب نے ایک پرزور تقریر میں امتناع منشیات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور یہ بتایا کہ اس وبا کے دور ہونے پر اس ضلع کے لوگوں کو کتنے بڑے فائدہ کی امید ہے۔

۲ اپریل ۱۹۳۹ء کو صاحب موصوف ظفر آباد تشریف لے گئے۔ یہ جگہ پرانے زمانہ میں ہاتھ کا کاغذ بنانے کے لئے بہت مشہور تھی جہاں اب بھی کارخانوں کی پرانی عمارتوں کے آثار موجود ہیں۔ ۱۸۷۴ء میں جو کاغذ یہاں بنا تھا اس کا ایک ٹکڑا صاحب موصوف کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ظفر آباد میں پھر کاغذ کی صنعت شروع ہو گئی ہے۔

بعد دوپہر وزیر موصوف نے مفتی گنج اور چوڑا کا دورا فرمایا۔ چوڑا میں چماروں کا ایک جلسہ ہوا یہاں بھی آپنے امتناع منشیات کے متعلق اپنا پیغام سنایا اور لوگوں نے یہ قسم کھائی کہ نہ صرف یہ کہ وہ ہر قسم کی مسکرات سے پرہیز کرینگے بلکہ یہ کہ وہ اس کا بھی لحاظ رکھیں گے کہ کوئی شخص چرا چھپا کر اس قسم کی چیز نہ لائیگا اور نہ ناجائز شراب کشید کی جائیگی۔

شام کے وقت ڈاکٹر صاحب کراکت تشریف لے گئے جہاں کراکت ٹاؤن ایریا کمیٹی کے صدر نے آپکی خدمت میں استقبالیہ سپاسنامہ پیش کیا۔ تقریباً ۸ ہزار آدمیوں کا ایک جلسہ ہوا جس میں آپ نے تقریر فرمائی۔

خانصاحب عبدالحسن خاں صدر مسلم لیگ جونپور نے ڈاکٹر صاحب کو دن کے کھانے پر مدعو کیا۔ شام کے وقت وزیر صنعت و حرفت نے کھدر بھنڈارہ کی رسم افتتاح انجام دی اور تقریباً ایک گھنٹہ تک دوکان پر بیٹھکر کھدر فروخت کیا۔

ضروری خبریں

مدح صحابہ کا فیصلہ

گورنمنٹ اپنے بیان میں جو ماہ نومبر گذشتہ میں شائع ہوا تھا یہ کہہ چکی ہے کہ سنیوں کو اپنے مکانات مسجدوں اور میلاد شریف کے موقعوں پر بغیر کسی مداخلت کے مدح صحابہ کرنے کا حق ہے۔ اس وقت جو امر تصفیہ طلب رہا تھا وہ یہ تھا کہ گورنمنٹ سنیوں کو عام جلسہ یا جلوس کی شکل میں مدح صحابہ کرنے کا موقع کب دیگی اس کی بابت اس بیان میں یہ کہا گیا تھا۔ کہ گورنمنٹ کا ایسا کرنے کا ارادہ ہے لیکن ایسی صورت میں جبکہ شیعہ اور سنیوں سے اس مسئلہ پر گفتگو کی جارہی ہے گورنمنٹ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنی جانب سے کوئی فیصلہ دے۔ اس وقت سے اس مسئلہ کی طرف گورنمنٹ کی برابر خاص توجہ رہی لیکن ایک جانب لکھنؤ کی فضا کی ناقابل اطمینان اور مکدر حالت اور دوسری طرف ہر دو فریق میں باہمی سمجھوتہ کی امید کی وجہ سے گورنمنٹ اپنے اس ارادہ کو عمل میں نہیں لاسکی جو گذشتہ نومبر میں ظاہر کیا گیا تھا۔ اس دوران میں بعض اطراف سے تین دن کی ممانعت کے متعلق اشتباہ کا اظہار کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ اس کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتی کہ اس معاملہ پر مکرر غور کیا جائے کیونکہ سنیوں کا پبلک میں مدح صحابہ کرنے کا حق بغیر کسی دن کے استثنا کے گورنمنٹ کے متذکرہ بالا بیان میں تسلیم کیا جا چکا ہے۔ یہ حق مثل دیگر شہری حقوق کے حکام ضلع کے صرف اس حق و اختیار سے مشروط ہے جو ان کو امتناع اور قیود عاید کرنے کی بابت خالصاً قیام امن کی وجہ سے حاصل ہے یہ قید ناگزیر ہے جس سے پبلک کا کوئی حصہ بچ نہیں سکتا ہے۔

لہذا بہ سلسلہ بیان ماہ نومبر گذشتہ گورنمنٹ اعلان کرتی ہے کہ سنیوں کو پبلک جلسہ اور جلوس میں مدح صحابہ کرنے کا موقع بہر حالت میں بارہ وفات کے دن ہر سال اس شرط سے دیا جایا کریگا کہ وقت اور مقام اور راستہ کا تعین حکام ضلع کریں گے۔

اخباروں سے ضمانت طلبی

حکومت نے ۲ اگست کو پریس کی مکمل آزادی کے متعلق اپنی پالیسی کا اعلان کیا تھا۔ اس اعلان کی بنیاد ان اساسی حقوق پر تھی جو کانگریس کے اجلاس کراچی میں منظور ہوئے تھے۔ اس اعلان نے ہندوستان کے ہر شہری کو بغیر مذہب اور ذات کی تخصیص کے اظہار خیال کا حق آزادانہ

میل جول اور اجتماع کا حق، ضمیر کی آزادی اور کھلے بندوں اپنے مذہب پر عمل پیرا ہوتے اور اس کا تحفظ کرنے کا ذمہ لیا تھا بشرطیکہ ان تمام باتوں سے امن و اخلاق عامہ کو خطرہ نہ ہو۔ حکومت کے اس بیان میں اس کا بھی اعلان تھا کہ حکومت کو ہر شخص سے ان تمام افعال کا سد باب کرنا پڑیگا جن سے مختلف فرقوں میں کشیدگی اور منافرت پیدا ہو۔ زمام حکومت سنبھالتے ہی ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء کو ایک حکمنامہ کے ذریعہ سے حکومت نے یہ بات بالکل صاف کر دی تھی کہ اسکا ارادہ ان اخبارات کی ضمانتیں واپس کرنے کا نہیں ہے جن کی تحریروں سے فرقہ دارانہ کشیدگی پیدا ہونے کا امکان ہے۔

مذکورہ بالا پالیسی کے ماتحت اب حکومت نے لکھنؤ کے بعض شیعہ اور سنی اخباروں سے اس بنا پر ضمانت طلب کرنے کا حکم دیا ہے کہ وہ برابر فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہے ہیں جن اخبارات سے ضمانت طلب کی جائے گی وہ ایسے مضامین شائع کرتے رہے ہیں جن سے ہر دو فرقوں کی دل آزاری ہوتی ہے اور آپس میں منافرت بڑھتی جاتی ہے۔ حکومت نے بہت تامل کے بعد اس طریقہ کار کو مجبوراً اختیار کیا ہے۔ ان اخباروں کے ایڈیٹروں چھاپنے والوں اور شائع کرنے والوں کے نام زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری احکام جاری کئے گئے تھے لیکن اس سے ان کی بڑھتی ہوئی شرارتیں بند نہ ہوئیں اور انھوں نے اپنی فتنہ پردازی جاری رکھی۔ موجودہ نازک حالت کا خیال رکھتے ہوئے اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو بڑھنے سے روکنے کی اس فوری ضرورت کے پیش نظر جس کے احساس کا اظہار عوام کی تمام جماعتوں کی طرف سے ایوان قانون ساز کے اندر اور باہر ہو چکا ہے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ذیل کے ۶ اخبارات کے خلاف پریس ایکٹ کے ماتحت کارروائی کی جائے۔ اخباروں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حکمران
۲۔ گہن
۳۔ مغرب
۴۔ سپاہی
۵۔ کامران
۶۔ رہنما

یہاں یہ بھی بتا دیا جائے کہ حکومت صوبہ کے ان ہندی اور اردو اخبارات کے متعلق بھی غور کر رہی ہے جنھوں نے ہندو اور مسلمانوں میں منافرت پھیلائی ہے۔

چھوٹے سرکاری ملازمین
کیلئے
چھٹیوں کے نئے قواعد

حکومت ایک عرصہ سے چھوٹے درجہ کے سرکاری ملازمین کو بہتر سہولیتیں دینے کے لئے ان کی چھٹیون کے قواعد کو نرم کرنے کے مسئلہ پر غور کر رہی تھی۔ چنانچہ حسب ذیل دو صورتوں میں حکومت نے ان کی رخصت کے قواعد نرم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(۱) جمع کی ہوئی چھٹی۔ چھوٹے درجہ کے مستقل سرکاری ملازمین کو $\frac{1}{22}$ زمانہ ملازمت کے بعد متوسط تنخواہ پر بجائے ۳۰ دن کے ۶۰ دن کی "جمع شدہ رخصت" کا حق حاصل ہوگا اب یہ لوگ بجائے ۲۲ مہینوں کے ۴۴ مہینوں تک یہ چھٹی جمع کرتے رہیں گے اور جس وقت بھی چھٹی کا حق ہو جائے گا اُن کو ۶۰ دن کی رخصت اوسط تنخواہ پر مل سکیگی۔

۲۔ وہ چھٹی جو ذاتی کاموں کے لئے دیجاتی ہے۔ اوسط تنخواہ پر جمع شدہ چھٹی اور نصف اوسط تنخواہ کے حساب سے ڈاکٹری سرٹیفکٹ پر ملی ہوئی چھٹی کے علاوہ چھوٹے درجہ کے مستقل ملازم کو اپنے نجی کاموں کے لئے سارے زمانہ ملازمت میں کل بارہ مہینوں کی چھٹی نصف اوسط تنخواہ پر مل سکیگی۔ لیکن اس کا حق اسی وقت ہوگا جب چھوٹے درجہ کا کوئی ملازم اپنی مستقل ملازمت کے کم سے کم پانچ برس گذار چکا ہو۔

مزید براں نجی معاملات کی چھٹی نصف تنخواہ پر ملازمت کا $\frac{1}{11}$ حصہ گذر جانے کے بعد مل سکیگی۔ شرط یہ ہوگی کہ جب نصف اوسط تنخواہ پر ملنے والی چھٹی ساٹھ دن تک کی ہوجائے گی تو وہ چھوٹے درجہ کا ملازم اس چھٹی کا حق دار نہ ہوسکے گا۔

یہ قواعد یکم اپریل ۱۹۳۹ء سے نافذ ہونگے۔

حصار کا قحط

اور

یو۔پی حکومت کی امداد

گذشتہ اکتوبر میں پنجاب کے اضلاع حصار رہتک اور گڑگاؤں میں چارہ کا سخت قحط پڑ گیا تھا جس سے وہاں کے لوگوں کے بہت سے اچھے قسم کے مویشی ضائع ہو گئے۔ صدر ضلع کانگرس کمیٹی بھوانی اور صدر کمیٹی بہبودی مویشیان حصار نے حکومت صوبجات متحدہ سے اپنے یہاں کے کچھ مویشیوں کو اس صوبہ کی چراگاہوں میں بھیجدینے کی درخواست کی۔ ان تمام اضلاع کی پریشانیوں کا خیال کرتے ہوئے حکومت صوبجات متحدہ نے نہ صرف ان مقامات کے چند ہزار مویشیوں کو یہاں بھیجدینے کی اجازت دی بلکہ ان کے رہنے کیلئے یہاں کے بہت سے جنگلات کے حصے کھول دئے اور مویشیان کا کافی مناسب انتظام کر دیا۔ گذشتہ چند ماہ میں ان قحط زدہ حلقوں سے دس ہزار سے زیادہ مویشی یہاں لائے گئے اور انھیں اس صوبہ کے شمالی مغربی حصہ کے مختلف مرکزوں میں رکھا گیا۔ ان مویشیوں کی ایک بڑی تعداد کو ٹیکہ نہیں لگا تھا لہذا وہ نہ صرف اپنے لئے نقصان دہ تھے بلکہ اس صوبہ کے مویشیوں کیلئے بھی مہلک تھے۔ لہذا علاوہ مویشیان کا ایک خاص عملہ رکھا گیا کہ وہ ان مویشیوں کو ٹیکہ لگاویں اور مویشیوں کی بیماری کے خلاف مناسب انسدادی تدابیر اختیار کریں۔ یہ امر قابل مسرت ہے کہ اس صوبہ کی حکومت نے جو انتظامات کئے تھے وہ بہت موثر ثابت ہوئے اور جیسا کہ ان مویشیوں کے بدقسمت مالکوں اور بہبودی مویشیان کی مختلف انجمنوں کے شکریوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت صوبجات متحدہ کے اس کام کو ان لوگوں نے بہت زیادہ پسند کیا۔

گڑ سدھار اسکیم کی پندرہ روزہ رپورٹ مدت مختتمہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۹ء

ایکھ کی کمی کی وجہ سے اب کی فصل میں گڑ بنانے کا کام معمول سے بہت پہلے ختم ہو گیا ہے اس وقت صرف ۶ ضلعوں میں کام ہو رہا ہے۔

ایک سال کی ارزانی کے بعد گڑ کی قیمتوں میں اس فصل میں شروع ہی سے اضافہ ہونا شروع ہو گیا۔ اکتوبر میں جب گڑ کا بازار کھلا تو اس وقت قیمت مبلغ چار روپیہ فی من سے مبلغ پانچ روپیہ فی من تھی اور گذشتہ مارچ کے آخر میں بڑھکر مبلغ پانچ روپیہ سے مبلغ سات روپیہ تک ہو گئی۔ قیمتیں

بہت ہی مستقل معلوم ہوتی ہیں اور دوسرے فصل شروع سے پہلے ان کے گرنے کی کوئی توقع نہیں ہے۔ گڑ سدھار اسکیم کی تحت میں جو اصلاحی طریقہ پر گڑ بنانے کی جد وجہد شروع ہوئی وہ بھی ایسے اچھے موقع پر جب کہ گڑ کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا تھا تو اس سے ایکھ کی کاشت کرنے والوں کی زاویہ بدل گیا اور اس سے اس صنعت میں ضروری مدد ملی۔

گڑ کی قیمتوں میں اضافہ ہونے کی وجہ سے بازار کا مسئلہ کچھ زیادہ مشکل نہ تھا۔ پھر بھی چند مخصوص ضلعوں میں تجرباتی کام کیا گیا۔ اس کی وجہ سے آئندہ فصل میں بازار کے کام میں اضافہ کرنے کے لئے عملہ کو خود ذاتی تجربہ ہوگیا۔

مقامی اعزازی کام کرنے والوں نے جن کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے گڑ کے مظاہرہ کرنے والوں کی نگرانی میں انھوں نے لوگوں کو اصلاحی طریقہ سے گڑ بنانے کے عملی اور علمی ہر دو طریقوں سے لوگوں کو کام سکھایا نہ صرف یہی کہ انھوں نے اپنے فارموں پر کام سکھایا بلکہ قرب وجوار کے مواضعات میں ان لوگوں کا تعارف بھی کرایا۔ ایکھ کے اصلاحی قسم کے کولھوؤں کی مرمت اور ان کے رکھ رکھاؤ کا انتظام بہت ضروری ہے۔ یہ کولھو ۱۲ ضلعوں کے مخصوص مرکزوں میں فراہم کئے گئے اور ان کی مجموعی تعداد ۱۵۰ تھی۔ آئندہ فصل میں کام کو اور وسیع پیمانہ پر کرنے کے لئے ان مرکزوں کے اندر اور مرکز بنائے جاویں گے۔ ان اصلاحی قسم کے کولھوؤں کو کاشتکاروں کی فراہمی کے لئے حکومت نے سات لاکھ روپیہ تقاوی کے لئے دیا ہے اور ان کے لئے آرڈر لینے کی جد وجہد کی جارہی ہے۔

..۱۳ سے زیادہ اچھی قسم کی بھٹیاں بنائی گئیں اور تقریباً اتنی ہی تعداد کی بھٹیوں میں کچھ تھوڑی بہت اصلاح کی گئی۔ تقریباً دس لاکھ من سے زیادہ اچھے قسم کا گڑ تیار ہوا جس سے ۸ آنہ من سے لے کر ایک روپیہ ۸ آنہ من تک کا نفع ہوا۔ اچھے قسم کا گڑ شہر والوں میں پسند کیا گیا ہے اور یہ بات تھوڑے ہی سی چیزوں پر موقوف نہیں ہے بلکہ اس کے استعمال میں اسے شکر پر ترجیح ملی ہے کیونکہ نسبتاً اس میں غذائیت زیادہ ہے۔

اس اسکیم کے ماتحت راب سے دیسی شکر بنانے میں جو تجربات کئے گئے ہیں اس سے اُمید ہے کہ شکر زیادہ تیار ہو اس طرح پر کھلے کڑھاؤ کا طریقہ جو اب مفقود ہو رہا ہے پھر رائج ہوجائے۔ ایکٹیویٹیڈ کاربن کے گراں ہونے کی وجہ سے کاشتکار اسے استعمال نہ کرسکا۔ اس لئے کہ اس کی قیمت کم ہوجائے اور اس کے بنانے کا طریقہ آسان ہوجائے تجربات امید افزا نتائج کے ساتھ ہو رہے ہیں اور یہ اُمید ہے کہ آئندہ فصل شروع ہونے تک اس سلسلہ میں بہت کچھ ہوجاویگا۔

گڑ چونکہ رطوبت سے پگھل جانے والی شئے ہے لہٰذا اس کا گرمی اور برسات میں محفوظ رکھنا

ایک مسئلہ رہا ہے۔ مختلف طریقوں کے کارآمد ہونے اور کچھ دوسرے معلوم کرنے کے لئے تجربات ہو رہے ہیں۔ نمونوں کا وقتاً فوقتاً تجزیہ کیا جاوے گا اور امید ہے کہ دلچسپ نتائج برآمد ہوں گے۔

کھجور سے گڑ بنانے کے تجرباتی کام اور مظاہرے جو ایٹہ اور مین پوری کے اضلاع میں کئے جا رہے ہیں وہ بھی اس اسکیم کی ایک کارآمد شاخ ہیں۔ نہ صرف یہ کہ جاگدار رس (جو ابھی تک نشہ آور شے کی طرح استعمال ہوتا تھا) سے میٹھا گڑ بنے گا اور اس سے کاشتکار کو منفعت ہوگی بلکہ یہ کہ بہت سے تاڑ اور کھجور کے درخت جن سے ابھی تک تاڑی وغیرہ نہیں اتاری جاتی تھی وہ بھی اس کام میں آئیں گے۔ اب چار اور ضلعوں میں یہ کام شروع کر دیا گیا ہے۔

سنہ ۱۹۳۸-۳۹ء کے دوران میں ان بہت سے مظاہروں کے علاوہ جو تمام صوبہ میں کئے گئے ۲۷ نمائشی میلوں اور کانفرنسوں میں گڑ سدھار کورٹ قائم کئے گئے۔ جو عملی مظاہرہ کئے گئے وہ بہت لوگوں کو پسند ہوئے اور بہت لوگوں نے اسے دیکھا اور اصلاحی طور پر گڑ بنانے میں بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔

جے۔ نگم
آئی۔ سی۔ ایس
ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت

مہتروں کے ساتھ حکومت کی ہمدردی

ہز اکسیلنسی گورنر صوبہ جات متحدہ نے مہربانی فرما کر ان مہتروں کی ملازمت اور مزدوری کے بارے میں جانچ کرنے اور ان کی حالت سدھارنے کیلئے ایک کمیٹی کا تقرر فرمایا ہے جو میونسپلٹیوں اور نوٹیفائڈ ایریاؤں میں ملازم ہیں۔ کمیٹی ذیل کے افراد پر مشتمل ہوگی۔

ارکین

صدر

بابو کرن سنگھ کین ایم۔ ایل۔ اے پارلیمنٹری سکریٹری عالی جناب وزیر تعلیم۔

ارکین

بابو نرائن داس ایم۔ ایل۔ اے
بابو بشن لال سکسینہ

قاضی محمد عدیل عباسی ایم۔اے۔ایل
مسٹر آر۔ان۔باسو صدر میونسپل بورڈ الٰہ آباد
بابو خورشید لال صدر میونسپل بورڈ دہرہ دون۔
رائے امرناتھ صاحب ایم۔ایل۔سی۔
منشی ایشور سرن ہریجن آشرم الٰہ آباد۔
شریمتی رامیشوری نہرو (مسز برلال نہرو) بذریعہ راجہ نریندر ناتھ صاحب لاہور۔
بابو شیام لال مرکزی ہریجن سیوک سنگ بیلی

۲۔ مسٹر ایس۔ان۔سپر وڈپٹی سکریٹری ٹو گورنمنٹ لوکل سلف گورنمنٹ اس کمیٹی کے سکریٹری کا کام کرینگے۔

۳۔ کمیٹی کے نکات حوالہ حسب ذیل ہونگے۔

(۱) بھنگی اور بھنگنوں کو جو مزدوری ملتی ہے اسکی جانچ کرنا اور انکی ملازمت کے حالات مثلاً تقرری، چھٹی، ترقی، اور حل کے متعلق جانچ کرنا اور اس بات کی رپورٹ کرنا کہ کس طرح ان کی حالت جلد سدھاری جاسکتی ہے۔ اس سلسلہ میں حسب ذیل چیزوں کا رائج کرنا مناسب اور معقول معلوم ہوتا ہے کہ

(الف) کم سے کم مزدوری کا طریقہ (ب) مع تنخواہ کے چھٹی کا طریقہ۔

(۱) بھنگنوں کے لئے زچگی کی چھٹی پر خاص خیال رکھا جائے۔

(۲) ان لوگوں کی رہائش اور قرضہ کے متعلق تحقیقات کرکے اس کی رپورٹ کرنا کہ کون سی ایسی صورت اختیار کی جائے جس سے ان کی حالت معقول طریقہ پر جلد سدھر جائے۔

تعلیمیافتہ بیکاروں کیلئے حکومت کی امداد

تعلیمیافتہ بیکاروں کے لئے حکومت نے امداد دینے کا جو بورڈ مقرر کیا تھا اس کا چھٹا جلسہ بروز سہ شنبہ بتاریخ ۲۶ راپریل ۱۹۳۹ء عالیجناب وزیر صنعت وحرفت کے دفتر میں ۵ بجکر ۱۰ منٹ پر شام کو منعقد ہوا۔ ۲۹ نئی درخواستوں پر غور کیا گیا اور ذیل کے لوگوں کو مختلف صنعتوں کے لئے ۵۳۵۰ روپیہ منظور کیا گیا۔

لکڑی کا کام

۱۔ مسٹر لکھیمانند اور یہری سرن الٰہ آباد	۱۰۰۰ روپیہ
۲۔ حیات سنگھ نیال الموڑہ	۲۰۰ ″

۳- چودھری رحمت علی سہارنپور	۱۰۰۰ روپیہ
۴- ولسن لارنس فیض آباد	۶۰۰ "

رنگائی اور چھپائی

۵- پرتھی ناتھ سنگھ تیواری بڑا بگدھ	۳۳۰ "
۶- لکشمی چند ستر آگرہ	۳۳۰ "

چمڑے کا کام

۷- محمد اختر بجنور	۵۰۰ "
۸- بھیم سنگھ میرٹھ	۵۰۰ "
۹- پریم مسیح میرٹھ	۵۰۰ "

دباغت (ٹیننگ)

۱۰- بچکوڑی لال اور دوسرے لوگ فتح پور	۱۲۰۰ "
۱۱- شمس الدین اور دوسرے لوگ فتح پور	۱۲۰۰ "

نقاشی اور پنیل کا کام

۱۲- سردار بہادر علیگڈھ	۳۵۰ روپیہ

بکس بنانا

۱۳- چاند خان بلند شہر	۲۵۰ "

ہیل بال بنانا

۱۴- کرشنا نرائن کانپور	۳۵۰ "

دھات ڈھالنا

۱۵- سید محمد حنیف	از طرف ڈائرکٹر صنعت وحرفت	۲۲۵ "

تعلیمیافتہ بیکاروں کو عطیات

عالیجناب وزیر صنعت و حرفت کے دفتر میں حکومت نے جو ایک لاکھ روپیہ تعلیمیافتہ نوجوانوں کو صنعتی کام کی امداد کے لئے دیا ہے اس کے متعلق موصولہ عرضیوں کے چھنٹے کے لئے پانچواں جلسہ ۲۱ فروری ۱۹۳۹ء کو ۳ بجے دن کے وقت منعقد ہوا۔ بورڈ نے ۲۸ عرضیوں پر جو مختلف صنعتوں کے سلسلہ میں آئی تھیں غور کیا۔ ۲۴۰۰ روپیہ کی رقم لکڑی کا کام صابن سازی۔ روشنائی اور فائل و بنائی و جوتے بنانا و انجینیرنگ اور گلوسازی کی صنعتوں کے لئے منظور کی گئی۔ مجموعی رقم جو اب تک بیکار تعلیمیافتہ نوجوانوں کے مصائب دور کرنے میں صرف کی گئی ہے ۱۵۰۹۸ روپے ہے۔ باقی ماندہ عرضیوں پر غور کرنے کے لئے وسط مارچ ۱۹۳۹ء میں دوسری میٹنگ ہوگی۔

بہادری کا صلہ

موضع بھدوکھر ضلع رائے بریلی میں ۵-۶ جون ۱۹۳۸ء کی رات کو ٹھاکر دین امیر کے مکان پر مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو مع اسلحہ آتشین کے مکان میں گھس گئے۔ متوفی صاحب دین کمہار نے کچھ گاؤں والوں کو اکٹھا کیا اور بہادری سے ڈاکوؤں پر حملہ کیا ایک ڈاکو نے چھت پر سے گاؤں والوں پر فائر کیا جس کی وجہ سے صاحب دین کی گردن پر گولی لگی اور وہ مر گیا۔

ذیل کی غیر معمولی پنشن حکومت صوبہ جات متحدہ نے صاحب دین کے وارثوں کے نام ۶ جون ۱۹۳۸ء سے منظور فرمائی ہے۔

(۱) مسماۃ سوراجہ۔ ماں۔ ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔

(۲) رام لال۔ بیٹا۔ ۳ روپیہ ماہوار جب تک کہ اس کی عمر ۱۸ سال کی نہ ہو جائے۔

رجسٹرڈ نمبر اے-۲۲۴۵

جلد ۲ لکھنؤ ماہ جون، جولائی ۱۹۳۹ء نمبر ۶ و ۷

خصوصیات

مرتبہ

محکمہ اطلاعات

صوبجات متحدہ

صوبۂ متحدہ

جلد ۲	لکھنؤ ماہ جون، جولائی ۱۹۳۹ء	نمبر ۶ و ۷

فہرست مضامین

مضمون | صفحہ

فرقہ وارانہ فسادات

کو

ختم کرنے میں آنریبل وزیر اعظم کا سختی برتنے کا ارادہ

آنریبل وزیر اعظم نے ۲۰ مارچ ۱۹۳۹ء کو اسمبلی میں تقریر کرتے ہوئے صوبہ کی فرقہ وارانہ حالت کے بارے میں فرمایا کہ۔

آپ یاد رکھیں کہ یہ فرقہ وارانہ فسادات نہ صرف سماج کے سارے توازن کو درہم برہم کر دیتے ہیں بلکہ پولیس کے انتظامات بھی خراب کر دیتے ہیں۔ ان فسادات کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ عام لوگوں کی دہشت دور کرنے کے لئے دوسری جگہوں سے پولیس بلانا پڑتی ہے اور اس سے پولیس کے حسب معمول فرائض کو نقصان پہونچتا ہے۔ ایوان کے مختلف گوشوں سے یہ تجویزیں ہوئی ہیں کہ جہاں کہیں فساد ہو حکام ضلع کے ذریعہ شدید سختی برتی جائے میں ان تجویزوں کو قبول کرتا ہوں اور امید ہے کہ میرے اس بیان کے بعد سے حکام اضلاع ان پر پورا عمل کریں گے اس لئے کہ سارے ایوان کی یہی مرضی ہے۔

جہاں کہیں اشتعال انگیز تقریریں ہوں یا ایسے پمفلٹ اشتہارات اور نظمیں شائع کی جائیں جن سے دو فرقوں میں منافرت پیدا ہو وہاں پوری غیر جانبداری اور انصاف کے ساتھ فوراً معقول تدبیریں عمل میں آنا چاہئیں۔ میں سمجھتا ہوں سارا ایوان مجھ سے اس بات میں اتفاق کرے گا کہ ان تمام صوبجاتی اور غیر صوبجاتی اخبارات کے خلاف فوراً مناسب کارروائی کرنا چاہئے جو ایسی باتیں شائع کرتے ہیں۔ جن سے مختلف فرقوں میں نااتفاقی پیدا ہو سکتی ہے اور جس شخص سے بھی نقض امن کا خطرہ ہو بلالحاظ اس کی حیثیت اور اس کے سیاسی مشرب کے اس کے خلاف دفعہ ۱۰۷ کی کارروائی کرنا چاہئے۔ جہاں ضرورت ہو فساد کے شروع ہوتے ہی فتنہ کو ختم کرنے کے لئے شریف طبقوں سے خاص سپاہیوں کی بھرتی کی جائے۔

جس جگہ بھی خنجر زنی، قتل یا آتشزدگی کا حادثہ پیش آئے قبل اس کے کہ تحقیقات سے اصلی مجرم پکڑا جائے فوراً وہ تمام لوگ گرفتار کر لئے جائیں جو اس جگہ کے ارد گرد ہوں۔ جن مقامات پر فسادات ہوں ان کے پڑوس کی تلاشی لی جائے۔ غلط اور دہشت انگیز افواہوں و نیز ان تمام باتوں کو روکنے کے لئے جن سے فساد کی آگ بڑھ سکتی ہے فسادزدہ علاقہ میں فوراً اور بلا استثنیٰ دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کا نفاذ کر دیا جائے۔ جہاں کہیں قابل اعتماد اور معقول لوگ مل سکیں اور وہ بذات خود آمادہ ہوں وہاں صلح کمیٹیاں بنائی جائیں۔ جہاں تک ممکن ہو تحقیقات تیزی سے انجام دی جائے مقدمات کی سماعت جلد ہو اور بلا تاخیر عبرت انگیز سزائیں دی جائیں۔ اگر پھر بھی فساد کم نہ ہو تو تعزیری پولیس قائم کی جائے اور اس کے اخراجات ان فرقوں پر ڈالے جائیں جو فساد کے ذمہ دار ہوں۔

مہذب انسانوں کی طرح ہمیں اپنے ہاتھ میں قانون نہ لے لینا چاہیئے بلکہ اس کو عدالت کے لئے چھوڑ دینا چاہیئے اور اس بات کا انتظار کرنا چاہیئے کہ شرارت کرنے والے کو مناسب حاکم کے ہاتھوں سزا ملے۔ جو شخص ایسا نہ کرے اور مشتعل ہو کر خود ہی عمل شروع کر دے وہ ان تمام بیجا واقعات کا ذمہ دار سمجھا جائے گا جو اس کے بعد پیش آئیں گے۔ اگر مسلمان مقتولین زیادہ ہوں تو ہندوؤں سے ان کو روپیہ دلایا جائے۔ اگر مسلمانوں کی جائداد ضائع ہو تو ہندوؤں سے اس کی تلافی کرائی جائے۔ اسی طرح اگر ہندو مقتولین زیادہ ہوں یا ہندوؤں کی جائداد ضائع ہو تو فریق ثانی سے اس کی تلافی کرائی جائے۔ جس جگہ ایک خاص فرقہ چھایا ہوا ہو وہاں اس فرقہ کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ فریق ثانی کو امن کے ساتھ رہنے دے اور ان کو کسی طرح کا نقصان نہ پہونچنے دے ان کی حفاظت کی نگرانی کرنا بڑے فرقہ کی اخلاقی ذمہ داری ہے اور اگر وہ لوگ نہیں کرتے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ اپنے اس فرض میں ناکام ہے۔ اسی طرح کی دوسری ہدایات کی جائے گی اور ان پر بلا تاخیر عمل کیا جائے گا۔ مجھے امید ہے کہ یہ بات ہر شخص کو بتا دی جائے گی کہ اگر کسی شخص کو کسی سے نقصان پہونچے تو چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان اُسے یہ حق نہیں ہے کہ وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے لے۔ اسے مناسب حکام کو اطلاع کرنا چاہیئے اور جس شخص نے نقصان پہونچایا ہے اس کو ان کے ذریعہ سزا ملنا چاہیئے اگر صرف اسی اصول پر عمل کیا جائے تو سارے فسادات ختم ہو جائیں گے اور کسی شورش کا موقع نہ آئے گا۔

تعلیم

یوپی حکومت اور توسیع خواندگی کی تحریک

اسمبلی میں آنریبل سمپورنانندجی کی تقریر

یوپی لیجسلیٹو اسمبلی میں آنریبل سمپورنانندجی وزیر تعلیم نے ۲۱۳۶۸۹۱۹ روپیہ کا گرانٹ پیش کرتے ہوئے حکومت کی تعلیمی پالیسی پر ایک مبسوط تقریر کی اور تمام پارٹیوں سے اشتراک عمل کی درخواست کی۔

آپ نے فرمایا کہ مستقل انقلاب ضروری ہے جو تحریک تعلیم سے پیدا ہوتا۔ آپ نے ان تمام اسکیموں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا جو کانگریسی حکومت نے ناخواندگی کے خلاف شروع کی ہیں۔

آنریبل سمپورنانندجی وزیر تعلیم نے فرمایا

پچھلے سال ممبران نے خواہش کی تھی کہ تعلیم کا گرانٹ پیش کرتے وقت محکمہ تعلیم کی پچھلی کارگذاری اور آئندہ لائحہ عمل پر ایک واضح تقریر ہونا چاہیئے تاکہ ان کو اپنی تجاویز تخفیف میں کسی قسم کی دقت اور غلط فہمی نہ رہے۔ میں نے اس خیال کو بہت پسند کیا تھا اور میرا ارادہ تھا کہ اس سال تعلیمی بجٹ کے ساتھ ساتھ میں محکمہ کے متعلق ضروری اور مفید باتیں بھی ایوان کو بتا دوں گا مگر ایوان کی تجاویز تخفیف کو دیکھ کر میری ہمت ٹوٹ گئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بجٹ پر بحث کرنا حکومت کی پالیسی پر نکتہ چینی کرنا اور اس کے ساتھ ساتھ خود اپنی طرف سے مفید تجویزیں پیش کرنا ممبران ایوان کا صرف حق ہی نہیں بلکہ فرض ہے لیکن معلوم نہیں کیوں اس وقت جتنے کٹ موشن (تجاویز تخفیف) پیش کئے گئے ہیں ان میں سے ایک بھی اس وسیع نقطہ نظر سے نہیں پیش کیا گیا ہے۔ سب کے سب فرقہ وارانہ رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

چند تجویزوں کو چھوڑ کر جو ہریجنوں سے تعلق رکھتی ہیں باقی ساری تجویزیں تین موضوعوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں۔

(۱) انٹرمیڈیٹ کالج اٹاوہ میں اردو کا انتظام

(۲) مسلم لائبریریوں کے عطیے اور

(۳) مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے گرانٹ کی کمی۔ مان لیجئے یہ تمام تجویزیں صحیح ہیں اثنا دہ کالج میں اردو پڑھانے کے انتظام پر بہت سے بہت دو ڈھائی ہزار روپیہ سالانہ خرچ ہوگا مسلم لائبریریوں کو زیادہ سے زیادہ ۵ ہزار اور علیگڈھ یونیورسٹی کو بہت سے بہت ۴ ہزار روپیہ ملیگا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ اگر ۴۰ - ۵۰ ہزار روپیے کا انتظام کر دیا جائے تو مخالف پارٹی کے ہمارے مسلمان دوستوں کو کوئی شکایت نہ رہے گی۔ ظاہر ہے جو حکومت سوا دو کروڑ روپے کا بجٹ پیش کر رہی ہو اس کے لئے ۴۰ - ۵۰ ہزار روپے کا انتظام کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اگر مسلمانوں کی خوشنودگی اسی پر منحصر ہے تو ہم بہت تھوڑی سی رقم سے ان کی خوشی مول لے سکتے ہیں۔ ہاں یہ افسوس ضرور ہوتا ہے کہ ابھی تک ایسے لوگ موجود ہیں جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر توبڑا دھیان دیتے ہیں لیکن ان بڑے بڑے اہم مسئلوں پر ذرا بھی توجہ نہیں دیتے جو سارے ملک اور ساری قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔

نئی اسکیمیں

اوپر ذکر کی ہوئی تین باتوں کے علاوہ ہم نے کئی نئی اسکیمیں بھی پیش کی تھیں مجھے بڑی خوشی ہے کہ ایوان نے ان میں سے کسی سے بھی اختلاف نہیں کیا۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ ہماری تعلیمی پالیسی پر مخالف پارٹی کو پورا بھروسہ ہے پھر بھی میں مزید اطمینان دلانے کی غرض سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے اب تک کیا کیا ہے اور آئندہ ہم کیا ارادہ رکھتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں میں ان تمام اعتراضات کے جوابات بھی دیدوں گا جو تجاویز تخفیف یا عام بحث کے دوران میں کئے گئے ہیں۔

میں کوئی لمبی تقریر کرنا نہیں چاہتا صرف ضروری ضروری باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ پچھلے سال ہم کو ایوان نے کل ۲۱۰۷۷۵۴ روپیے دئے تھے اس سال میں ۲۱۵،۴۴۲۳ روپیے مانگ رہا ہوں یعنی پچھلے سال کی رقم سے ۴۶۶۶۹ روپیے زیادہ۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ اس سال ۴۷،۰۰۰ کی مدیں بالکل نئی ہیں لیکن مالی دشواری کی وجہ سے اس رقم میں ۲۲۵،۰۰۰ روپیے کی کمی کر دی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں ایوان مجھ سے اس بات میں اتفاق کرے گا کہ تعلیم کے لئے زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ ہونا چاہئے اور ہمارے اتنے بڑے صوبہ کے لئے سوا دو کروڑ روپیہ کی رقم بہت کم ہے۔ لیکن مجبوری ہے کہ مالی دشواری ہم کو زیادہ روپیہ مانگنے کی اجازت نہیں دیتی حالانکہ اگر ایوان ہم کو زیادہ روپیہ دے تو ہم اس سے بیحد و حساب فائدے پہونچا سکتے ہیں۔ دوسرے ملکوں کے مقابلہ میں ہم اپنی قوم کی تعلیم پر کچھ بھی نہیں خرچ کر رہے ہیں دیکھئے روس، جرمنی اور اٹلی کیا کر رہے ہیں۔ ہماری کوششیں تو ان کے مقابلہ میں سطح خراشی سے زیادہ نہیں کہی جا سکتیں۔

مسلم تعلیم

اب میں بجٹ کے چند اہم حصوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے میں مسلم تعلیم کا ذکر کرونگا اس لئے کہ ممبران کو اس سے خاص دلچسپی ہے۔

میں کوئی لمبی تاریخ بیان کرنا نہیں چاہتا صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جب سے موجودہ حکومت برسرِ اقتدار ہوئی ہے اور خصوصاً پچھلے بارہ مہینوں میں مسلمانوں کی تعلیم پر کتنا روپیہ خرچ کیا گیا ہے۔ سارے مسلمان ایک ہی مکتب یا صرف اسلامیہ اسکولوں میں نہیں پڑھتے بلکہ زیادہ تر مسلمان مشترکہ اسکولوں ہی میں پڑھتے ہیں۔ اس لئے مسلم تعلیم پر جو مجموعی رقم خرچ کیجاتی ہے اسکا صحیح صحیح اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ پھر بھی حساب لگانے سے اندازہ کیا گیا ہے کہ سنہ ۳۷-۱۹۳۶ء میں پرائمری اسکولوں میں طالب علموں کی مجموعی تعداد ۱۲۰۱۵۴۰ تھی اور اس میں مسلم طالب علم ۲۳۴۶۷۲ تھے۔ کل اخراجات ۸۷۸۴۳۱۸۴ روپئے تھے۔ اس لئے مسلم طالب علموں پر جو رقم خرچ ہوئی وہ تقریباً ۱۷۷۶۵۰۱ روپئے ہونگے۔ لیکن یہ محض اندازہ ہے اور میں اس کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اب میں چند مخصوص مثالیں پیش کرتا ہوں۔

بجٹ پر عام بحث کے دوران میں ایک یہ شکایت کی گئی تھی کہ پچھلے سال مولوی فصیح الدین مرحوم نے مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے رزولیوشن کے بابت جو رزولیوشن پیش کیا تھا اور میرے اطمینان دلانے پر واپس لے لیا تھا حکومت نے اس پر ابتک کوئی کارروائی نہیں کی میں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری یہ عادت نہیں کہ جو وعدہ کریں اُسے پورا نہ کریں۔ ایک پرانی مثل ہے کہ "کردن صد گناہ و نہ کردن یک گناہ" جب تین برس تک پچھلی حکومت سوتی رہی اور اس نے اس معاملہ سے کوئی دلچسپی نہیں لی تو کچھ نہ کہا گیا لیکن جب ہم نے یہ ذمہ داری لے لی کہ ہم ان مسلم رزولیوشنوں پر مناسب کارروائی کرینگے تو ہم وعدہ خلاف ٹھہرائے جا رہے ہیں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ جب ہم سے یہ شکایت کی گئی تھی تو اسوقت ہم نے یہ کہا تھا کہ ممکن ہے کہ ہم کارروائی کر سکیں۔ ممکن ہے کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا تھا کہ جب تک ہم انٹرمیڈیٹ بورڈ ایکٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ میں تبدیلی نہیں کر سکتے اس وقت تک ہم ان رزولیوشنوں پر عمل نہیں کر سکتے۔ جہانتک ایسی باتوں کا تعلق تھا جو ان ایکٹوں کی تبدیلی کے بغیر سدھاری جا سکتی ہیں ہم نے قریب قریب ان سب کو منظور کر لیا ہے۔ تعلیم کی جدید تنظیم کمیٹی نے اپنا کام ختم کر دیا ہے اس کی رپورٹ چھپ جائے تو ممبر صاحبان کے پاس بھیجدی جائیگی اور اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ جہانتک ممکن تھا ہم نے ان ایکٹوں میں تبدیلیاں کر دی ہیں۔

ایک شکایت یہ کی گئی تھی کہ مسلم اداروں کو گرانٹ کم دئے جاتے ہیں۔ اس کی بابت ہم نے

ڈائرکٹر آف پبلک ایجوکیشن کو یہ ہدایت دیدی ہے کہ وہ مسلم تعلیم کے گرانٹ کے قواعد کو درست کریں اور ان میں وہ سختی نہ رہنے دیں جو پہلے رکھی جاتی ہے۔ دوسری شکایت اردو کے متعلق تھی اسکی بابت بھی یہ آرڈر بھیجے گئے ہیں کہ جہاں جہاں اردو پڑھانے کا انتظام نہ ہو وہاں اس کا انتظام کیا جائے۔ لڑکیوں کے پردہ کا انتظام بھی کیا جا رہا ہے۔ اس کے بعد آنریبل وزیر نے ایوان کو وہ احکام پڑھ کر (انگریزی) سنائے جو ۲۳ دسمبر سنہ ۱۹۳۸ء ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۳۸ء اور ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۳۹ء اور دوسری تاریخوں میں وقتاً فوقتاً ڈائرکٹر آف پبلک ایجوکیشن کے نام جاری ہوتے رہے ہیں۔

جن ہدایتوں پر عمل کرنا ضروری سمجھا گیا تھا اُن پر عمل کیا جا رہا ہے۔ پھر بھی ہمارے لئے کہا جاتا ہے کہ ہم جو وعدہ کرتے ہیں اسے پورا نہیں کرتے۔

میں نے پارسال کہا تھا کہ سواری کی دقت کی وجہ سے مسلم لڑکیوں کی تعلیم پر برا اثر پڑ رہا ہے وہ تین تین میل سے چلتی ہیں اور پھر بھی وقت پر اسکول نہیں پہنچتیں۔ چنانچہ میں نے بعض مسلم گرلس اسکولوں کے لئے موٹر بسوں کا وعدہ بھی کیا تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ ہم نے اپنے وعدہ کے مطابق مسلم لڑکیوں کی سواری کا انتظام کرنے کے لئے دس ہزار روپیہ کا انتظام کیا ہے۔

پچھلے سال ایک شکایت یہ کی گئی تھی کہ ہیڈ ماسٹروں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اُس کی وجہ میں نے اُسی وقت بتا دی تھی لیکن ایک بار اور بتائے دیتا ہوں۔ ہیڈ ماسٹری ترقی سے ملتی ہے اور ترقی کے جو قاعدے حکومت ہند نے بنائے ہیں انھیں قاعدوں پر صوبجاتی حکومتوں کو بھی عمل کرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے جن لوگوں نے سنہ ۱۹۱۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۲۰ء تک تعلیمی ملازمت اختیار کی ہے وہی سینیئر ہو سکتے ہیں۔ اُس وقت مسلمانوں نے تعلیمی ملازمت نہیں اختیار کی تھی صرف ہندوؤں نے کی تھی اس لئے ہندو ماسٹران سینیئر ہو کر ہیڈ ماسٹری پا گئے اور مسلمان پیچھے رہ گئے۔ جہانتک ہمارا تعلق ہے ہم ہندو مسلمان کا خیال نہیں کرتے ہم صرف قابلیت دیکھتے ہیں۔ ابھی کچھ دن ہوئے ایک ہیڈ ماسٹری کی جگہ خالی ہوئی تھی ہمارے پاس تین نام آئے ایک انگریز ایک مسلمان اور ایک ہندو۔ ہم نے صرف قابلیت کا لحاظ کیا اور مسلمان کو جگہ دیدی۔ یہ بھی خیال نہ کیا کہ اول درجہ سے سات جگہوں میں تین مسلمان ہو جائینگے

عام بحث میں یہ بھی ذکر آیا تھا کہ ہم نے مسلم لائبریریوں کو گرانٹ نہیں دئے ہیں۔ اگر آپ اعداد و شمار دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ہم نے پچھلے سال کسی نئی لائبریری کو گرانٹ نہیں دیا۔ اس سال جن لائبریریوں کو گرانٹ دئے گئے ہیں اُن میں مسلم لائبریریاں سات ہیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اس صوبہ میں شاید ہی کوئی مسلم لائبریری ہو جس نے حکومت کو درخواست دی ہو اور گرانٹ نہ پایا ہو۔ جن مسلم لائبریریوں کو گرانٹ دئے گئے ہیں اُن کے نام یہ ہیں :-

۱۔ مسلم لائبریری نگینہ .. ۲½ سو روپیہ

۲۔ ″ ″ الہ آباد .. ۳½ ″ ″

۳۔ ″ کلب لکھنؤ .. ۲ ″ ″

۴۔ اسلامیہ لائبریری بنارس .. ۵ ″

۵۔ ″ ″ اٹاوہ .. ۱½ ″

۶۔ ″ ″ فیض آباد .. ۲ ″

۷۔ ″ ″ فرخ آباد .. ۲ ″

ہریجنوں کی تعلیم

اب میں آپ کو ہریجنوں کی تعلیم کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہوں ہریجنوں میں تعلیم کی بہت کمی ہے۔ میں نے حساب لگا کر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ ان میں تعلیمیافتہ مردوں اور عورتوں کی تعداد صرف ۶ء۷ اور ۰۶ء۰ فیصدی ہے۔ صحیح طریقہ پر یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ ہریجنوں کی تعلیم میں کتنا روپیہ خرچ کیا گیا اس لئے کہ وہ بھی زیادہ تر مشترک اسکولوں میں پڑھتے ہیں لیکن پچھلے سال ہم نے ان کی تعلیم کے لئے پچاس ہزار روپے دئے تھے اور اس سال ہم پچھتر ہزار دے رہے ہیں۔ ابتدائی تعلیم سے لیکر ثانوی تعلیم تک تقریباً ۸۰ ہریجن طالبعلموں کو وظیفے دئے جائینگے۔ اس کے علاوہ تقریباً ۴۰۰ ہریجن طالبعلموں کی کتابوں وغیرہ کا مفت انتظام کرنے کے لئے بھی ۲۵۰۰ روپے منظور کئے گئے ہیں۔ ان کی فیس کی معافی کے متعلق پچھلے سال اس ہاؤس نے جو رزولیوشن منظور کیا تھا اس پر گورنمنٹ اسکولوں میں عمل شروع کر دیا گیا ہے اور پرائیوٹ اسکولوں کو بھی یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس پر عمل کریں۔ پچھلے سال تک صرف ایک ہریجن طالبعلم کو ٹریننگ کے لیے بھیجا جاتا تھا اب ہم نے ایک کے بجائے ٹریننگ کلاس میں تین لڑکوں کی جگہ کر دی ہے چنانچہ اب تین ہریجن لڑکے ٹریننگ کے لئے جایا کرینگے اور ان کو لکھنے پڑھنے کا سامان اور کورس کی کتابیں وغیرہ مفت دیجایا کرینگی ہم اس سال جو روپیہ منظور کر رہے ہیں اس سے بارہ لائبریریاں کھولنے کا خیال ہے۔ بڑی بڑی جگہوں پر ہم اکھاڑے قائم کرنے کی بھی تجویز رکھتے ہیں۔ دراصل یہ کام ڈسٹرکٹ بورڈوں کو انجام دینا چاہیے تھا لیکن وہ روپے کی کمی سے مجبور ہیں۔

گورکھپور کا تھیوسوفیکل ہائی اسکول روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹا جا رہا تھا

اس لئے ہم نے یہ سوچا ہے کہ ہم اسکو گورنمنٹ نارمل اسکول کر دیں جس میں اسٹوڈنٹس ٹیچر تعلیم پایا کریں۔

یونیورسٹیاں

یونیورسٹی ایجوکیشن کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ ہم نے پارسال جو یونیورسٹی ایجوکیشن کمیٹی بٹھائی تھی ابھی تک اس کی رپورٹ نہیں آئی ہے اس کے آجانے پر مجھے بڑی امید ہے کہ ہم یونیورسٹی ایجوکیشن کو ترقی دیسکینگے۔

یہ شکایت کی گئی ہے کہ ہم یونیورسٹیوں کو کافی مدد نہیں دے سکے ہیں۔ میں اس شکایت کو تسلیم کرتا ہوں اور گو یونیورسٹیاں گورنمنٹ آف انڈیا سے تعلق رکھتی ہیں اور سنٹرل سبجکٹ میں گنی جاتی ہیں پھر بھی مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ ہم یونیورسٹیز کو کوئی گرانٹ نہیں دیسکتے ہیں۔ جو رقم ہم دے رہے ہیں وہ بھی نان ریکرنگ یعنی غیر متواتر ہے اور یہ اس وجہ سے کہ نہیں آئندہ سال ہم یہ رقم بھی نہ دیسکیں۔

بجٹ کی عام بحث کے موقع پر لفٹننٹ سلطان عالم خانصاحب نے یہ اعتراض کیا تھا کہ ہم نے علیگڈھ یونیورسٹی کو ڈگری کالج کے لئے روپیہ دینے کا وعدہ کیا مگر پورا نہ کیا۔ یہ بالکل غلط ہے دیر ضرور ہوئی لیکن وہ بھی ہماری طرف سے نہیں خود یونیورسٹی کی طرف سے۔ نواب چھتاری صاحب اس وقت نہیں ہیں ورنہ وہ اس بات کی شہادت دیتے ہم نے روپیہ دینے کی جتنی فکر کی علیگڈھ اتنی روپیہ لینے کی فکر نہیں کی۔ اگر لڑکیوں کی ڈگری کلاس جلد کھول دیا جاتا تو روپیہ بھی جلد ملجاتا۔ ہم اپنے وعدہ کے کتنے پکے ہیں یہ اس بات سے ظاہر ہو جائیگا کہ علیگڈھ نے ڈگری کالج کے لئے ۲۰۰۰۰ روپئے مانگے تھے ہم نے صرف ۱۲۰۰۰ دیئے تھے اس لئے بقیہ ۸۰۰۰ کی رقم ہم اس سال دے رہے ہیں یہی نہیں اس خیال سے کہ کہیں بورڈنگ کی ضرورت کے لئے یونیورسٹی کچھ اور نہ مانگ بیٹھے ہم نے بجٹ میں اس کے لئے بھی ۲۰۰۰ کی رقم رکھ لی ہے۔ اب یہ سوال رہجاتا ہے کہ علیگڈھ یونیورسٹی کو بنارس یونیورسٹی کے مقابلہ میں کم امدادیں کیوں ملتی ہے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ علیگڈھ یونیورسٹی میں قریب قریب ۱۵۲۰ لڑکے ہیں اور بنارس یونیورسٹی میں ۳۲۶۷ لڑکے ہیں۔ علیگڈھ یونیورسٹی کا خرچہ ۹ لاکھ سالانہ ہے اور بنارس یونیورسٹی کا خرچہ ۱۸ لاکھ سالانہ ہے اب ظاہر ہے کہ جب بنارس یونیورسٹی میں علیگڈھ کے دوگنے لڑکے پڑھتے

ہیں اور وہاں کا خرچہ بھی دوگنا ہے تو بنارس یونیورسٹی کو کیسے نہ زیادہ ایڈ دیجائے۔
یہاں میں یہ بھی بتادوں کہ علیگڈھ یونیورسٹی کو تین مدوں سے روپیہ ملتا ہے اور بنارس یونیورسٹی کو صرف دو ہی مدوں سے ملتا ہے۔ گورنمنٹ ٹریننگ کالج سے جو رقم بنارس یونیورسٹی کو ملتی تھی وہ بند کر دی گئی ہے۔ اب صرف بنارس ہندو اسکول کو ۲۶ ہزار روپیہ دیا جاتا ہے لیکن علیگڈھ اسکول کو تیس ہزار اور علیگڈھ کالج کو ۶۴ ہزار ملتے ہیں یعنی صرف ان دو مدوں سے علیگڈھ کو ۹۴ ہزار روپیہ ملتا ہے جبکہ بنارس یونیورسٹی کو صرف ۲۶ ہی ہزار ملتے ہیں۔ اب اگر علیگڈھ کو ۸ ہزار اور بنارس یونیورسٹی کو پچاس ہزار کی ایڈ دیجاتی ہے تو اس میں کیا اعتراض ہے اس لئے کہ علیگڈھ کی مجموعی رقم پھر بھی بنارس کے ۲۶ ہزار سے زیادہ ہی رہتی ہے۔ ہاں اگر ہمارے پاس زیادہ روپیہ ہوتا تو ہم دونوں یونیورسٹیوں کو زیادہ دیتے۔ لیکن یہ شکایت بالکل بیجا ہے کہ ہم بے انصافی کر رہے ہیں ہم دونوں یونیورسٹیوں کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں اور یہ کبھی بھی ممکن نہیں ہے کہ علیگڈھ کے مقابلہ میں بیجا طور پر بنارس یونیورسٹی کو زیادہ روپیہ دیں۔

رڑکی کالج

رڑکی کالج پر ہم صحیح طور سے فخر کر سکتے ہیں یہ ایسا کالج ہے جس میں ہر صوبہ کے لڑکے پڑھتے ہیں مگر جب سے صوبجاتی خود مختاری حاصل ہوئی ہے پنجاب گورنمنٹ اپنے یہاں کے لڑکوں کو ہمارے صوبہ میں پڑھنے کے لئے بھیجنا اپنی شان کے خلاف سمجھنے لگی ہے۔ اور وہ یہ ارادہ کر رہی ہے کہ وہ اپنا کالج الگ کھولے اگر ایسا ہو گیا ہے تو پنجاب سے جو رقم ملتی ہے وہ بند ہو جائیگی اور رڑکی کالج کو روپیہ کی کمی ہو جائیگی اسلئے کہ ظاہر ہے اخراجات میں کمی نہ ہوگی۔
لہٰذا میں ایک کمیٹی بنانے والا ہوں جو اس مسئلہ پر غور کریگی کہ آیا رڑکی کالج کو کسی یونیورسٹی سے بدل دیا جائے یا کوئی اور ایسی تبدیلی کیجائے جس سے کالج پر برا اثر نہ پڑے۔

مشرقی تعلیم

پرانی گورنمنٹ مدرسوں کو پچاس ہزار اور پاٹ شالاؤں کو ساٹھ ہزار ایڈ دیتی تھی۔ یہ رقم پوری طرح کافی نہ ہوتی تھی اور جتنے مدرسے بغیر ایڈ رہ جاتے تھے اس سے

زیادہ پاٹ شالے ایسے ہوتے تھے جنھیں ایڈ نہیں ملتی تھی۔ چونکہ پاٹ شالاؤں میں ہر سن کے لڑکے بھی پڑھنے آتے ہیں اس لئے میں نے ۲۷ ہزار کی رقم اور بڑھا دی ہے ۷ ہزار بلڈنگ کے لئے اور ۲۰ ہزار دوسرے اخراجات کے لئے۔ ہماری یہ بھی تجویز ہے کہ سنسکرت اور عربی تعلیم کے نصاب کو جدید طور پر ترتیب دیا جائے تاکہ مدرسوں اور پاٹ شالاوں سے نکلے ہوئے طالبعلم بھی اچھے شہری بن سکیں۔ چنانچہ ہم نے اس غرض سے دو کمیٹیاں بنائی ہیں ایک سنسکرت کے لئے جس کے صدر ڈاکٹر بھگوان داس ہیں اور ایک عربی کے لئے جسکی صدارت کیلئے میں نے مولانا ابوالکلام آزاد کو لکھا ہے۔

بالغوں کی تعلیم

ہاؤس کو معلوم ہے کہ پچھلے سال ہماری گورنمنٹ نے ایک بالکل نیا کام اٹھایا ہے یعنی بالغوں کی تعلیم۔ ہماری اسکیم سے پہلے بھی کہیں کہیں ایک دو اسکول مزدوروں کے لئے کھولے گئے تھے لیکن ان میں سے زیادہ تر نام ہی کے اسکول رہ گئے تھے پچھلی حکومت نے شاید اس وجہ سے اس کام پر زیادہ توجہ نہیں کی کہ یہ کام بہت بڑا کام تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر ۵۰ سال میں بھی انھوں نے اپنی اس رفتار سے تمام لڑکوں کو تعلیم پر لگادیا تو ان کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ مگر موجودہ حکومت نے اس کام کو بہت تیزی سے انجام دینا چاہتی ہے اس لئے کہ ہمارے خیال میں گاؤں والوں کو سدھار کی تمام کوششیں دراصل تعلیم پر منحصر ہیں اور ہمارا فرض یہی کام نہیں ہے کہ ان کو معمولی طرح سے لکھنے پڑھنے کے لائق بنا دیں بلکہ یہ فرض ہے کہ ان کو پڑھے روشن خیال بنائیں تاکہ وہ اپنے بھلے برے کو جان سکیں۔

ہم تعلیم کو صحیح معنی میں اور پوری طرح پھیلانا چاہتے ہیں اور اس سلسلہ میں دوسرے ملکوں کے کارناموں سے سبق لینا چاہتے ہیں انھوں نے ریڈیو اور سینما کو تعلیم پھیلانے کے لئے بڑی اچھی طرح استعمال کیا ہے۔ ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہئے۔ چنانچہ ہم نے اس سال ایک چھوٹے پیمانہ پر اس کام کی شروعات کردی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس ہاؤس کے ممبران ہم کو ریڈیو خریدنے کیلئے روپیہ مہیا کرنے میں پوری مدد دیں گے۔ اس لئے کہ تعلیم ایک بہت اہم کام ہے۔

ناخواندگی دور کرنے کی ہماری یہ کوشش ۱۵ جنوری سے شروع ہوئی جب میں نے تمام لوگوں سے اس تحریک میں مدد دینے کی درخواست کی اور مجھے خوشی ہے کہ ہر فرقہ ہر گروہ اور ہر خیال کے لوگوں نے اس میں حکومت کا ہاتھ بٹایا۔

اگر کوئی ایسا طبقہ ہے جو دوسروں سے زیادہ تعریف کا حقدار ہے تو وہ دیہاتی اسکولوں کے مدرسین

ہیں۔ ان لوگوں کی کوششوں سے ۳،۷۸ جلسے ہوئے اور ۵۹۹،۳ عہد ناموں پر دستخط لئے گئے ہم نے ۵۰۰ ماڈل اسکول کھولے ہیں جن میں قریب قریب ۳۵ ہزار لڑکے پڑھ رہے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سے پرائیوٹ اسکول بھی کھولے گئے ہیں جن کو ہم سے امداد ملا کرے گی۔ ابھی تک ہم کو ۲۶ ضلعوں سے جو اعداد و شمار ملے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۹۲۰۰۰ بالغ داخل ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہم آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ قریب قریب ۲۰۰۰۰۰ ہزار بالغ سرکاری اور پرائیوٹ اسکولوں میں پڑھ رہے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہوئے کہ اگر یہ لوگ خواندہ ہونے میں چھ مہینے بھی لیں تو ایک سال میں ۴ لاکھ بالغ خواندہ ہو جائیں گے میرا ذاتی اندازہ یہ ہے کہ یہ تعداد کم سے کم ۲½ لاکھ ہونا چاہئے۔

میں ہر مڈل اور اس سے بڑے اسکول سے یہ درخواست کر رہا ہوں کہ وہ ایک ایک گاؤں کی ذمہ داری لے لے۔ اس طرح کم سے کم ۱۰۰۰ گاؤں خواندہ ہو جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہم سب مل کر کام کرتے رہیں اور بادشاہ ہم کو روپیہ دیتا رہے تو ہم دس سال کے اندر ناخواندگی کا نام مٹا دیں گے۔ اس وقت ۷۰۰۰ اونچی ذات کے ہندو، ۲۵۰۰ سے زیادہ اچھوت اور ۶۹۰۰ سے زیادہ مسلمان تعلیم پا رہے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس تحریک سے تمام فرقوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔

اس خواندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ہم نے ۷۱ کتب خانے اور ۳۰۶ مطالعہ گھر کھولے ہیں۔ اس سال ہم ۲۳۳ کتب خانے اور کھولنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی بتا دوں ہم ۱۴۲ ہندو کتب خانوں اور ۳۰ مسلمان کتب خانوں کو امداد بھی دے رہے ہیں صرف ایک کتب خانہ کو امداد نہیں دیا گیا۔

مجھے امید ہے کہ اس تحریک سے صوبہ کی صورت بھی بدل جائے گی خصوصاً اس وجہ سے کہ پرائیوٹ کتب خانے اور دار المطالعہ ایک بڑی تعداد میں کھلتے جا رہے ہیں اور ہم ان کو امداد بھی دے رہے ہیں لیکن جیسا کہ میں اوپر کہہ چکا ہوں نہ کردن یک عیب و کردن صد عیب۔

جب تک ہمارے صوبہ کے بالغوں کو خواب جہالت سے جگانے کی کوشش نہیں کی گئی تھی سب مطمئن تھے لیکن جیسے ہی ہم نے یہ کام شروع کیا وہ لوگ جو فرقہ وارانہ سطح سے کسی طرح بلند نہیں ہو سکتے۔ ہندو مسلم نقطہ نظر سے ہم پر اعتراضات کرنے لگے۔ ابھی اسکیم کو مشکل سے ایک مہینہ ہوا ہوگا کہ مسٹر اسحاق خاں نے مدرسوں اور طالب علموں کے مذہب کے متعلق سوال کر دیا دوسروں نے بھی ان کی تقلید شروع کر دیا۔

ابھی کل ہی لفٹنٹ سلطان عالم خاں صاحب نے بجٹ پر بحث کرتے ہوئے اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ فرخ آباد میں ہم نے ۱۲ اسکول کھولے اور ان میں ایک بھی مسلمان مدرس نہیں ہے۔ اس اعتراض میں دو غلط بیانیاں ہیں۔ اول تو ہمارے اسکولوں کی تعداد ۱۲ نہیں ہے ۱۷ ہے دوسرے یہ کہ مدرسوں میں فرقہ وارانہ نسبت یہ ہے کہ ہندو مدرسین کل ۱۴ ہیں جن میں ۲ نیچ ذات والے بھی شامل ہیں اور مسلمان مدرسین تین ہیں ذمہ دار حضرات کو اپنے اقوال کی صحت اور غیر صحت سے اس درجہ بے خبر نہ رہنا چاہئے۔

بعض لوگوں نے ہم پر یہ اعتراض کیا کہ ہم نے کتابیں خریدنے میں انصاف نہیں کیا۔ ظاہر ہے کہ ہندی اور اردو کتابیں برابر تعداد میں نہیں خریدی جا سکتی تھیں اس لئے کہ اردو کے پڑھنے والے اتنے زیادہ نہیں ہیں اس کے علاوہ آبادی کا تناسب بھی کتابوں کی خریداری کے لئے مناسب نہیں ہے۔ مسلمانوں کی آبادی صرف ۱۴ فیصدی ہے لیکن ہم اردو کتابیں صرف ۱۴ ہی فیصدی نہیں خرید سکتے۔ ہم نے ۱۳۹۱۶ روپے ۶ آنے کی ہندی کتابیں خریدی اور ۶۲۷۳ روپے ۷ آنے ۲ پائی کی اردو کتابیں یعنی ۵ء۶۹ فیصدی کتابیں اور ۵ء۳۰ اردو کتابیں میرے خیال میں یہ نسبت کافی معقول ہے۔

جسمانی تعلیم

جسمانی تعلیم ایک اہم موضوع ہے۔ مگر بدقسمتی سے مجھے اس کے متعلق کچھ زیادہ نہیں کہنا ہے پچھلے سال ہم نے اس کے لئے ۵۰۰۰ روپے رکھے تھے اور خیال تھا کہ ہم فوجی ٹریننگ شروع کر سکیں گے لیکن حکومت ہند نے یہ خیال نہ پورا ہونے دیا۔ ہم نے ان سے چند افسران مستعار مانگے تھے انھوں نے کئی مہینے لگائے اور اب تک نہ ہاں جواب دیا اور نہ نہیں۔ اس دوران میں ہم نے جسمانی تعلیم اور فوجی ٹریننگ کا تدریجی نصاب تیار کرنے کے لئے ایک کمیٹی بٹھادی تھی۔ ہمیں امید ہے کہ ایک مہینے کے اندر اس کمیٹی کی رپورٹ آجائے گی۔

پست طبقے

جب ہم مندرجہ فہرست اقوام کی باتیں کرتے ہیں۔ تو ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہندوؤں میں ایسی بھی ذاتیں ہیں جو باوجودیکہ اصطلاحی حیثیت سے ان میں نہیں شامل ہیں پھر بھی وہ اتنی ہی پیچھے ہیں۔ جتنی یہ ذاتیں مثلاً پھر اسی طرح گو مسلمان یہ نہیں تسلیم کرتے کہ ان میں ذات کی تفریق ہے پھر بھی یہ واقعہ ہے کہ ان میں بعض طبقے خاص طور پر تعلیمی لحاظ پست ہیں اور ان میں سے بعض کا کہنا ہے کہ چونکہ وہ تعلیم میں اپنے دوسرے بھائیوں سے پیچھے ہیں اس لئے دوسرے طبقے کے ان کے ہم مذہب بھائی ان سے برابری کا برتاؤ نہیں کرتے اور اکثر ان کی جہالت سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مثال کے طور پر میں کپڑا بننے والوں یعنی مومن یا عرف عام میں جولاہوں کا نام پیش کرتا ہوں۔

ان پست طبقوں کی مدد کرنے کے لئے ہم نے اپنے بجٹ میں ۱۰۰۰۰ روپیہ رکھا ہے یہ رقم بہت کم ہے اور میرا خیال ہے اس کو زیادہ ہونا چاہئے۔

تعلیمی کمیٹیاں

صوبجاتی نیچ ذات تعلیمی کمیٹی کی تجویزیں

"صوبجاتی نیچ ذات تعلیمی کمیٹی" ہے جس کا ایک جلسہ ابھی کچھ دن ہوئے کونسل ہاؤس لکھنؤ میں زیر صدارت بابو کرن سنگھ کین صاحب پارلیمنٹری سکریٹری عالیجناب وزیر تعلیم [illegible] حسب ذیل تجویزیں منظور کی ہیں۔

۱- کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ جو وظیفے زیر دفعہ ۲۴۴ (الف) تعلیمی کوڈ دئے جاتے ہیں۔ وہ کسی حالت میں بھی ضبط نہ ہوں اور اگر ان میں سے کوئی وظیفہ کسی حلقہ میں نہ دیا جا سکے تو ناظر تعلیمات کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اُسے دوسرے حلقہ میں نیچ ذات کے کسی طالبعلم کو دے سکیں۔

۲- کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ نیچ ذات طلبا کو ضلع اور میونسپل مدارس میں مفت کتابوں اور لکھنے وغیرہ کے سامان کے لئے جو رقم دی گئی ہے (۲۵،۴۱۴ روپیے) اُسے دوگنا کر دیا جائے۔

۳- کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ نیچ ذات کے تمام طالبعلموں کو ہائی اسکول کے درجہ تک تعلیمی فیس سے مستثنیٰ کر دیا جائے اور اس کے بعد اعلیٰ تعلیم میں بھی ضلع نیچ ذات تعلیمی کمیٹی کے صدر کی سفارش پر وہ فیس سے مستثنیٰ رہیں۔ کمیٹی یہ بھی سفارش کرتی ہے کہ نیچ ذات طالبعلموں سے محکمہ جاتی اور یونیورسٹی امتحانات کی فیسیں بھی نہ لیجائیں۔

۴- کمیٹی کی رائے ہے کہ کسی ورناکولر یا اینگلو ورناکولر ادارہ میں نیچ ذات طالب علم کا داخلہ صرف اس وجہ سے روکا جائے کہ تعلیمی کوڈ کے مطابق اس درجہ میں جگہ نہیں رہ گئی ہے

۵- کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ ہریجن بچوں کو مدرسوں میں لانے کے لئے مزید جد وجہد کی جائے اور اس کے نصف اخراجات برداشت کرے نصف نجی چندہ سے پورے کئے جائیں

۶- کمیٹی طے کرتی ہے کہ چند شہروں میں تجربہ کے طور پر "آدرش آشرم" قائم کئے جائیں جہاں ہریجن تعلیمی اداروں کے ہریجن اور غیر ہریجن طلبا ایک ساتھ رہیں اور کھائیں پئیں اس کی نگرانی ایسے شخص کے سپرد ہو جو ان لڑکوں میں ذات پات کا خیال نہ پیدا ہونے دے

تاکہ وہ آئندہ چلکر اچھے شہری بن سکیں۔

۷۔ کمیٹی نے صوبجات متحدہ کی ضلع پنچ ذات تعلیمی کمیٹیوں کے لئے ایسے نئے دستور العمل کی تجویز پیش کی ہے جس سے ضلع کی دوسری پنچ ذات انجمنوں کے نمائندہ بھی اس میں لئے جاسکیں اس طرح پر پنچ ذات تعلیمی کمیٹی زیادہ مفید طور پر کام کرسکے۔

جدید تنظیم تعلیم کمیٹی کی رپورٹ

حکومت عرصہ سے موجودہ نظام تعلیم کی تجدید کے مسئلہ پر غور کررہی ہے اس نظام تعلیم کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اس کی پالیسی کا کوئی تعین ہی نہیں ہے چنانچہ اس کو درست کرنے اور موجودہ زمانہ کے دوسرے ترقی یافتہ شعبوں کے برابر لانے کی غرض سے مارچ ۱۹۳۶ء میں حکومت صوبجات متحدہ نے اچاریہ نریندر دیو کی صدارت میں ایک کمیٹی قائم کی تھی اس کمیٹی نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے تمام مسائل کی بغور جانچ کرنے کے بعد حسب ذیل رپورٹ دی ہے۔

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم میں خرابیوں کی کئی وجہیں ہیں۔عوام مفلس ہیں اور وہ اپنے بچوں کی مدد سے کسی نہ کسی طرح گذر اوقات کرتے ہیں۔ اس لئے انھیں صبح سے شام تک۔ ان کی خدمتوں کی ضرورت ہوتی ہے اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بچوں کو مدرسہ بھیجنا نہیں پسند کرتے اور اگر مجبوراً انھوں نے بھیجا بھی تو ان لڑکوں کی حاضری مدرسہ میں برابر نہیں ہوتی۔ لیکن اگر لڑکوں کو ان کے آبائی پیشے یا دوسرے مفید پیشوں کی تعلیم دی جائے اور انکا سارا وقت کتب بینی یا اسی طرح مدرسہ کے اندر بیٹھ کر مدرسے کے دوسرے معمولی کام میں نہ صرف ہو اور اس کے بجائے ان کے اسکول کے وقت کے کافی حصہ میں روزمرہ کے ایسے بیرونی کام سکھائے جائیں جن سے ان کے ہاتھ آنکھ اور دماغ کے کاموں میں ایک مطابقت پیدا ہو تو ان کے والدین کے بہت سے اعتراضات دور ہو جائیں گے اس لئے نئے نظام تعلیم کی بنیاد ذیل کے اصول پر ہونا چاہیئے۔

(۱) دیہات اور شہر دونوں جگہوں میں ابتدائی لازمی تعلیم کا طریقہ تمام بچوں کیلئے یکساں ہو۔

(۲) سات سال تک تمام بچوں کو لازمی ابتدائی تعلیم مفت دی جائے۔

(۳) اس تمام زمانہ تعلیم میں جہاں تک ممکن ہو عملی زندگی کے مطابق تعلیم دیجائے اور اسکے ساتھ ساتھ بچہ کے

سماجی اور جسمانی ماحول کا خیال کرتے ہوئے ایک یا ایک سے زیادہ ہاتھ کے کام اور دوسرے مفید کام بھی سکھائے جائیں ان دستکاریوں کے انتخاب میں بچہ کے ماحول کے لحاظ سے ان کے تعلیمی افادہ کا بھی خیال رکھا جائے۔

(۴) ان ساتوں سال کے دوران میں ذریعہ تعلیم برابر ہندوستانی ہو۔

جن مدرسوں میں اس قسم کی تعلیم دی جائے گی انھیں بنیادی مدارس اور جو تعلیم دی جائے گی اسے بنیادی تعلیم کہا جائے گا۔ یہ بنیادی اسکول تمام ابتدائی ورناکیولر اور اینگلو ورناکیولر لوئر اسکولوں کی جگہ قائم کئے جائیں خواہ وہ صرف لڑکوں کے اسکول ہوں یا صرف لڑکیوں کے یا دونوں کے مشترک۔ بنیادی اسکولوں میں انگریزی نہ پڑھائی جائے ان اسکولوں سے نکلا ہوا طالب علم ہمارے موجودہ اسکولوں سے نکلے ہوئے لڑکوں سے زیادہ ذہین ہوگا اور اسے ہمارے آجکل کے لڑکوں سے زیادہ اپنے گرد و پیش سے واقفیت ہوگی۔

ثانوی تعلیم

موجودہ ورناکیولر تعلیم کو ختم کرنے اور اس کی جگہ بنیادی تعلیم کے قائم کرنے سے ثانوی تعلیم میں بھی لازمی طور پر تبدیلی ہوگی۔

موجودہ ثانوی تعلیم میں ایک خاص خرابی یہ ہے کہ وہ طالب علموں کے مختلف مذاق رجحانات اور اہلیت کے مطابق ان کو عملی زندگی اور روزگار کی تعلیم نہیں دیتی اسکا یہ نتیجہ ہے کہ تعلیم میں بے لطف اور اکتا دینے والی یکسانیت رہتی ہے اگر ثانوی تعلیم کو ایک مکمل نظام بنانا ہے اور اس سے محض ابتدائی درجہ کا تسلسل مقصود نہیں ہے تو یہ بھی ضروری ہے کہ طالب علموں کے ان نفسیاتی کیفیات رجحانات اور میلانات کا لحاظ رکھا جائے جو ان کی عمر کے مطابق اس عہد میں پیدا ہوتے ہیں۔ ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ کالج کی بہترین تعلیم صرف وہ ہو جو مندرجہ ذیل تین خاص مقصدوں کو ضرور پورا کرے۔

(۱) فرد کو بطور ایک کام کرنے والے اور پیدا کرنے والے کے (۲) فرد کو بحیثیت شہری کے اور (۳) فرد کو بحیثیت ایک شخص کے تیار کرنا ان مقاصد کے حاصل کرنے کیلئے موجودہ طریقہ کی جگہ نیا طریقہ ہونا لازمی ہے جس میں ایک نئی روح ہو اور جو ایک ایسے نئے سماج کی ضروریات کے مطابق ہو جو آزادی کی ذمہ داریاں اپنے کاندھوں پر اٹھانے والا ہے۔ لہٰذا یہ سفارش کی جاتی ہے کہ ثانوی تعلیم کا دور ۱۲ سال کی عمر سے شروع ہو اور ۱۶ برس تک رہے۔ یہ ثانوی ادارے کالج کہلائیں گے اور ان اداروں کا معیار موجودہ انٹرمیڈیٹ سے کچھ اونچا ہوگا۔ ان کالجوں میں ذیل کے مضامین کی تعلیم دی جائے گی۔

(الف) زبان ادب اور سماجی تعلیم (ب) علوم طبعی اور ریاضی (ج) فن (د) تجارت (ہ) صنعتی اور پیشہ کے مضامین (ز) لڑکیوں کیلئے خانہ داری کی تعلیم۔ کمیٹی یہ سفارش کرتی ہے کہ صنعتی اور پیشہ وری تعلیم پر مزید روپیہ صرف کیا جائے اور نصابی تعلیم کے علاوہ دیگر چیزوں پر زیادہ زور دیا جائے۔ مختلف قسم کے پیشوں کے

اسکول تجویز کئے گئے ہیں۔ لڑکیوں کی تعلیم کو کافی اہمیت دی گئی ہے اور بنیادی مدارس کی طرف استانیوں کو مائل کرنے کیلئے کئی تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

کمیٹی نے امتحان کے مسئلہ پر پوری طرح غور کیا اور وہ اس نتیجہ پر پہونچی کہ مفت اور لازمی بنیادی تعلیم کو رائج کرنے کے بعد امتحانات بھی پرانے اصولوں پر نہیں لئے جا سکتے امتحان کی برائیاں کم کرنے کی کوشش ہونی چاہیئے اور پرانے رسمی طریقہ امتحان کے بجائے طالبعلموں کی اہلیت کا اندازہ لگانے کیلئے زیادہ قابل اعتبار اور صحیح ذریعہ اختیار کیا جائے۔ ذہانت کی جانچ کا طریقہ اور بعض دوسرے طریقوں کی سفارش کی گئی ہے۔

مدرسوں کی ٹریننگ پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور کمیٹی نے غیر سرکاری تسلیم شدہ اداروں کے استاذوں کے متعلق سفارشات کی ہیں۔

تنظیمی کمیٹی نے ایک وقتی رپورٹ شائع کی تھی جس کی بنا پر حکومت صوبجات متحدہ نے الہ آباد میں ایک بنیادی ٹریننگ کالج ۴۵ بی۔ اے پاس آدمیوں سے شروع کیا جن کو بنیادی تعلیم کے اصول اور طریقہ کار کی ٹریننگ دی جائے۔ اسی قسم کا ایک ٹریننگ کالج بعد میں غیر بی۔ اے پاس شدہ عورتوں کیلئے بنارس میں قائم ہوا۔ بنارس کا کالج الہ آباد تبدیل کر دیا گیا۔ اس سال ۴۵ گریجوئیٹوں اور ۲۸ انڈرگریجوئیٹوں نے بنیادی تعلیم کے طریقوں کی ٹریننگ حاصل کی۔ اس کے علاوہ بنیادی ٹریننگ کالج میں تجدیدی نصاب بھی قائم کیا گیا جس میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے ۱۰۰ مدرسوں نے شرکت کی۔ اس طرح پر جس عملہ نے ٹریننگ حاصل کی اس کی مدد سے انسپکٹران مدارس کے ساتوں صدر مقامات پر تجدیدی نصاب کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس تجدیدی نصاب کے ختم کرنے کے بعد جس کی مدت ۳ ماہ ہے یہ مدرسین اپنے اپنے ضلعوں کو واپس جائیں گے اور بعض منتخب شدہ پرائمری اسکولوں میں نئے اصولوں کے مطابق یہ درجے کھولیں گے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپلٹیوں کے ۲۵۰ مدرسین اپنے اپنے مرکز پر اس وقت تجدیدی نصاب میں شرکت کر رہے ہیں اور یہ امید کی جاتی ہے کہ اس سال کے آخیر تک ۵۰۰ مدرسین کو نئے نظام تعلیم کی ٹریننگ مل جائے گی تجویز ہے کہ جبتک تمام موجودہ مدرسین بنیادی تعلیم میں ٹریننگ نہ حاصل کرلیں یہ سلسلہ جاری رکھا جائے۔

ہندوستان کی سماجی اور تمدنی تاریخ
کے
وسیع مطالعہ کیلئے بنیادی ذخیرہ کی فراہمی

تمہید

ہمیں مہاتما گاندھی کا شکر گذار ہونا چاہئے کہ ان کی رہنمائی کی بدولت پچھلے چند مہینوں سے قومی تعلیم پر ہندوستان میں بڑی دلچسپی کے ساتھ بحث کی جا رہی ہے اور قومی ادب کے بڑے مسئلہ پر بھی ہمارا دھیان روز بروز زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ واقعہ بھی یہی ہے کہ جب تک ہم اپنی ساری تمدنی زندگی کے ڈھانچہ کو قومی اور علمی اصولوں پر از سر نو تعمیر نہیں کرتے اس وقت تک تعلیمی اصلاح کی کوئی سنجیدہ کوشش صحیح طور پر کامیاب نہیں ہو سکتی۔

بڑی خوشی ہے کہ ذاکر حسین کمیٹی کی کوششوں سے ہم کو ایک ایسا نصاب تعلیم اور ایک ایسی اسکولوں کی اسکیم حاصل ہوئی ہے جو صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ غیر ملکوں میں بھی بہت زیادہ پسند کی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس اسکیم پر عمل کرنے میں ہم کو کئی اہم دشواریوں کا بھی سامنا کرنا پڑے گا۔ مثلاً درسی کتابوں کی تیاری کے لئے ان تمام مضمونوں پر تاریخی ذخیرہ اور عام ادب کی ضرورت ہوگی جو وار دھا نصاب میں رکھے گئے ہیں۔ بعض مضامین جیسے بنیادی صنعتیں، مادری زبان، ہندوستانی، ریاضیات، ڈرائنگ، گانا اور عام سائنس بغیر ہندوستانی پس منظر اور تاریخ کے حوالہ کے پڑھائے جا سکتے ہیں لیکن سماجی درس کا نصاب ہندوستانی سماج اور تمدن کی نشو و نما کا ذخیرہ جمع کئے بغیر نہیں پڑھایا جا سکتا۔

مثال کے طور پر ذاکر حسین کمیٹی نے اپنے سماجی درس کے حسب ذیل مقاصد بیان کئے ہیں۔

۱۔ انسانی ترقی کے ساتھ عموماً اور ہندوستانی ترقی کے ساتھ خصوصاً وسیع انسانی دلچسپی پیدا کرنا

۲۔ سماجی اور جغرافیائی حالات سے طالبعلموں کو پوری طرح آشنا کرنا اور ان کی اصلاح و ترقی کا جذبہ پیدا کرنا۔

۳۔ مادر وطن کے ساتھ محبت پیدا کرنا اس کے ماضی کی عظمت بتانا اور یہ اعتماد دلانا کہ اسکی

منزلِ مقصود ایک ایسی مشترکہ سماج کا متحدہ مرکز بننا ہے جس کی بنیاد محبت، سچائی اور انصاف پر قائم ہوگی۔

۴۔ شہری حقوق اور ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنا۔

۵۔ ایسے انفرادی اور سماجی اوصاف پیدا کرنا جن سے انسان ایک قابل بھروسہ پڑوسی بن سکے۔

۶۔ تمام مذاہب عالم کی عزت کی تعلیم دینا۔

کمیٹی امید کرتی ہے کہ اس کے نصابات کی بالتفصیل تکمیل سے طالبعلموں کو ہندوستانی سماج اور تمدن کے متعلق ویدک عہد سے لیکر موجودہ زمانہ تک تمام باتوں کا ترقی پسند طریقہ پر علم ہو جائیگا۔ پہلے گریڈ میں ان کو ویدک زمانہ کی شناہ شیپا اور اسی طرح کی دوسری کہانیاں بتائی جائیں گی۔ دوسرے گریڈ میں یوپنیشد زمانہ اور تیسرے گریڈ میں بدھ زمانہ کی زندگی سے واقفیت کرائی جائے گی۔ چوتھے گریڈ کا نصاب بڑی قیمتی معلومات سے پُر ہے یہ ہندوستان کی صرف سیاسی اور تمدنی ہی زندگی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ دربار بغداد اور جاوا اور سیام سے اس کے کیا تعلقات تھے پانچویں گریڈ کے نصاب میں ہندوستان میں مسلمانوں کی تہذیب اور دنیا کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ مشترک سیاسی اور سماجی اداروں مشترک تہذیب وفنون لطیفہ اور مشترک روحانی نقطہ نگاہ قائم کرنے کے لئے ہندو مسلم تہذیبوں کا ایک دوسرے سے شیر وشکر ہونا بہت ضروری ہے گریڈ چھ اور سات کا نصاب ہندی مسلم تہذیب کی تنزلی اور غیر ملکی شہنشاہیت قائم ہونے کے ردعمل کا بیان کرتا ہے کمیٹی نے ایک مجمل خاکہ میں ہندوستانی تاریخ تیار کی ہے اور اس کے لئے یہ ہدایت کی ہے کہ اس مضمون کی تعلیم میں

"عوام کی سماجی اور سیاسی زندگی کے ارتقا میں امتیازی مدارج پر زور دینا چاہیئے اور اس پر تدریجی تحریک کا میلان سیاسی اور تمدنی اتحاد کیطرف دکھانا چاہیئے" بہت ہی کم لوگ اس بات سے انکار کرینگے کہ واردہا نصاب نے سب سے پہلی مرتبہ ہندوستانی تاریخ کا ایک صحیح اور مفید اقتصادی، اور سماجی پس نظر پیش نہیں کیا ہے۔ لیکن ہر سنجیدہ اور دیانتدار تاریخ پڑھنے والے کو اس بات کی تکلیف ہے کہ آج ایسے نصاب کے لئے بنیادی ذخیرہ قریب قریب ناپید ہے ظاہر ہے کہ اس ذخیرہ کی غیر موجودگی میں ان مضمونوں پر مفید درسی کتابیں تیار کرنے کی کوششیں اسوقت تک بار آور نہیں ہو سکتیں جب تک تحققات کی کافی خدمت انجام نہ دیجائے۔ موجودہ خستہ ادب میں تاریخی اور سماجی نقطہ نظر کی بہت زیادہ کمی ہے اور عام طور پر وہ مصنف کی صرف ذاتی رائے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان موجودہ حالات میں ہم کیسے ان برائیوں کو پوری طرح دور کر سکینگے

جنکے لئے آج ہماری تاریخ کی درسی کتابیں بدنام ہیں۔

ہمارے طالبعلموں کو اسوقت اور زیادہ دشواری ہوگی جب وہ بڑے درجوں میں پہونچینگے اور سات سال کا نصاب ختم کرنے کے بعد ہمارے قومی ادب اور قومی فنون لطیفہ کا اعلیٰ مطالعہ کرنا چاہینگے۔ یہ صحیح ہے کہ اس سلسلہ میں آثار قدیمہ کے ہندوستانی ماہروں کی خدمات مفید ہوسکتی ہیں بعض کتبخانوں اور عجائب خانوں کا ذخیرہ بھی کام آسکتا ہے اس کے علاوہ کچھ درسی کتابیں بھی خاص فکر کیساتھ تصنیف ہوچکی ہیں اور ہمارے تمدن اور فنون لطیفہ کے بعض موضوعوں پر مفید رسالے بھی شائع ہوگئے ہیں لیکن ہمارے عام ناظرین اس ذخیرہ کو درسی کتابوں کی تیاری کے لئے بہت کم استعمال کرتے ہیں۔ ہندوستانی تاریخ کے زیادہ تر مصنفین ایسے ہیں جو عوام کی زندگی یا ان کے سیاسی اور سماجی اداروں کا کوئی لحاظ نہیں کرتے۔ وہ صرف لڑائیوں درباری سازشوں محلات کی خونریزیوں اور بغاوتوں کے تذکرہ پر اکتفا کرتے ہیں مختصر لفظوں میں یوں سمجھنا چاہیئے کہ وہ صرف یہ دکھاکر مطمئن ہوجاتے ہیں کہ ہماری ہزاروں سال کی تاریخ بس ایک کشت وخون کی داستان تھی۔ ابھی تک ہندوستانی سماج کا ارتقا دکھانے کی کوئی متحدہ کوشش نہیں کی گئی ہے اور نہ اس موضوع پر ضروری معلومات جمع کرنے کی کوئی تدبیر سوچی گئی ہے۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ ہمارا ادب اپنی غیر قومی نوعیت اور تعصب کے لئے بہت بدنام ہے۔ اور اس کے علاوہ ہو ہی کیا سکتا تھا۔ جب ہمارے ہندوستانی مورخین نے صرف ابھی حال میں اور وہ بھی بہت کم کم یہ محسوس کرنا شروع کیا ہے کہ تاریخ علم کی کوئی علیحدہ شاخ نہیں ہے بلکہ انہی مضمونوں میں سے ایک مضمون ہے جس کا مطالعہ سماج کی عام سائنس مرتب کرتا ہے۔ قومی ادب کے نقطہ نظر سے ہمیں ہندوستانی تاریخ چندلوگوں کی سوانحعمری کی حیثیت سے نہیں بلکہ اسطرح لکھنا چاہیئے کہ ہندوستانی عوام کے ہر شعبہ زندگی کے کارنامے اور ان کی قربانیاں تحریر میں آجائیں اور جب تک یہ احساس نہ پیدا ہوگا ہمارا کوئی مورخ ہندوستانی سماج کے ارتقا کی مکمل تصویر نہ پیش کرسکیگا اس کے علاوہ یہ بھی صاف طور پر سمجھ لینا چاہیئے یہ قومی تاریخ بھی اسیوقت شروع نہ ہوسکیگی۔

ان حالات میں یہ ذرا بھی تعجب کی بات نہیں ہے اگر ان قسمت آزما آدمیوں کے ہاتھوں اتنے شر انگیز اصولوں اور گمراہ کن نتائج کو ہندوستانی تاریخ پڑھنے والوں میں عام مقبولیت حاصل ہوگئی ہے ہمارے اکثر مورخین بہت سے بہت ہند و

یا مسلم حکومت کے حمایتی کہے جا سکتے ہیں۔ اور ہمارے بعض کٹر نسلی نظریات جمہوریت سے ایسے نا آشنا ہیں کہ وہ ناشعتی فتنہ انگیز خطابت میں آسانی کیساتھ باعزت درجے پا سکتے ہیں اور جدید تاریخی ادب میں مغرور اور علیحدگی پسند قومیت تعمیر کرنے کی اپیل بہت کافی نمایاں ہے۔ صرف مشینی طریقہ پر تاریخی انداز میں واقعات کی فہرست تیار کر لینا ہندوستان میں مورخ کا درجہ پانے کے لئے بہت کافی ہے۔ کتنے لوگوں نے بنیادی واقعات جمع کرنے سے پہلے ہی ہندوستانی تاریخ پر لکھنا اور اس کے متعلق نظریے قائم کرنا شروع کر دیا ہے۔ برطانوی سامراج کے مدبروں اور عالموں نے اپنے قدم جمانے اور ہم کو مستقبل سے بھی مایوس کرنے کے لئے ہماری پچھلی تاریخ کا صرف ایک ہی پہلو پیش کیا عام ادب ہمارے پاس بہت کم ہے۔ تاریخی ناول کسی قسم کے بھی یقین پائے جاتے چھوٹی کہانیاں اور ڈرامے بہت کم ہیں اور مفید فنون اور عام سائنس پر تو کچھ بھی نہیں ملتا۔ ہمارا زیادہ تر ادب شہری تعصب سے بھرا پڑا ہے اور وہ بہت سے بہت انگریزی مصنفین کی ایک بھونڈی نقل کہا جا سکتا ہے۔ ان کا نفس مضمون سطحی ہے اور ہماری تہذیب اور ہمارے سماجی مسئلوں سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے عام تعلیم کی ہر اسکیم کو خصوصاً جو دیہاتوں کے لئے بنائی جائے خود اپنا ادب اور اپنا معیار پیدا کرنا پڑیگا۔

لیکن ہمارے قومی ادب کی ان خامیوں اور درسی کتابوں کی ان برائیوں کے باوجود یہ کہنا درست نہ ہوگا کہ ہندوستان کی ایک بسیط سماجی اور تہذیبی تاریخ کے لئے کوئی ذخیرہ موجود ہی نہیں ہے یا آسانی سے مہیا نہیں ہو سکتا۔ ایسے ذخیرہ کی کمی نہیں ہے۔ علاوہ ان درسی کتابوں اور خاص مشہوروں کے رسالوں کے جو شائع ہو چکے ہیں یا علاوہ ان چیزوں کے جو عجائب خانوں اور ماہرین آثار قدیمہ کے پاس محفوظ ہیں۔ پرانے خاندانوں ہندوستانی شہزادوں اور قرب و جوار کی ریاستوں میں بہت قیمتی ذخیرہ موجود ہے۔ جو تحقیقاتی کاوشوں اور سر آرئیل اسکین اور رشری راہل سنکرتیاین کی محنتوں اور مفید مشوروں سے منظر عام پر لایا جائے گا۔ خود موجودہ ذخیرہ ادب سے بہت مفید معلومات حاصل ہو سکتی ہیں اگر سائنسی اور سماجی نقطہ نظر سے ان کا مطالعہ کیا جائے عہد وسطیٰ کے مطالعہ کے لئے خصوصاً مسلم حکومت کے زمانہ پر مسودوں کی صورت میں بہت کافی ذخیرہ موجود ہے لیکن وہ مختلف کتب خانوں میں بکھرا ہوا ہے ڈاکٹر کے ایم اشرف نے اپنے ایک بیش بہا مقالہ میں جو رائل ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال نے شائع کیا ہے یہ بتایا ہے کہ اب تاریخی ادب بہت زیادہ موجود ہے جس کو مسلم ہند کے طالبعلموں نے ابھی تک نہیں چھوا ہے۔

یہ ادب سماجی اور تہذیبی تاریخ کے طالبعلموں کے لئے خاص طور پر مفید ہوگا۔ انگریزی عہد پر تو کافی ذخیرہ موجود ہی ہے اور اس کا حاصل کرنا بھی آسان ہے۔ اس کے علاوہ ہم اپنے ماضی اور حال کی تصویر کھینچنے میں ان سچی عوامی روایات سے بھی مدد لے سکتے ہیں جو ہندوستانی عوام میں رائج ہیں۔ اگر ان قصوں کا باضابطہ اور سائنسی مطالعہ کیا جائے تو ہندوستان کی سماجی تاریخ کے بڑے نازک مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اور جس طرح یورپی قوموں کے ایسے ذخیرے مرکزی مقامات میں محفوظ ہیں ہم بھی ان سچی کہانیوں اور قصوں کے مجموعہ کو اپنے کتب خانوں اور عجائب خانوں میں جمع کر سکتے ہیں۔

سماجی زندگی کے صحیح مطالعہ میں وعوامی روایات کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جس طرح سماج کے اعلیٰ طبقہ کی تہذیب سرگذشتوں اور سوانح سے معلوم ہو سکتی ہے اسی طرح تاریخ آرٹ اور شاعری جو عوام کے روحانی اور ذہنی دونوں نظریوں کی حامل ہوتی ہے عوامی روایات میں پوشیدہ رہتی ہے۔ اس لئے عوامی روایات آج دنیا کے ماہرین عمرانیات کی نظروں میں ایک سائنس کی اہمیت رکھتی ہیں۔ یہ سچ ہے کہ عوامی روایات میں نہ درباری قصوں کی چرب زبانی اور لطافت ہوتی ہے اور نہ تاریخی کتابوں کی درستی اور صحت اور اس لحاظ سے بلاشبہہ وہ ادبیات عالیہ کے معیار کو نہیں پہنچتیں لیکن پھر بھی وہ تاریخ کو نئے سانچے میں ڈھال سکتی ہیں۔ اس طرح نہیں جس طرح شاعروں اور ادیبوں کی قابل امتیاز تصنیفیں اثر ڈالتی ہیں بلکہ اس طرح جس طرح بے زبان عوام کی آواز اپنا اثر ڈالتی ہے۔

ان عوامی روایتوں کو یکجا کرنا اس لحاظ سے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ عنقریب ہماری قومی اقتصادیات اور ہمارے ذرائع پیداوار میں بنیادی تغیرات پیدا ہونے والے ہیں جن کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہندوستانی سماجی زندگی کا صدیوں پرانا تسلسل ختم ہو جائے گا اس لئے اگر اسی وقت ان عوامی روایات کو جمع کرنے کی کوشش نہ کی گئی تو ہندوستانی سماجی مطالعہ کا یہ بیش بہا ذخیرہ ہمیشہ کے لئے ضائع ہو جائے گا۔ ان چند باتوں سے ظاہر ہو گیا ہوگا کہ موجودہ ذخیرہ کی مدد سے ہماری سماجی اور تہذیبی زندگی کی قومی تاریخ از سرنو ترتیب دی جا سکتی ہے اور قومی تعلیم کی اسکیم کو کامیاب بنانے کے لئے یہ کام بہت ضروری ہے۔

(۲) مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں ہندوستانی تہذیب کی ترقی

مجھے اس بات کا پورا احساس ہے کہ میں جو کام پیش کر رہا ہوں وہ ایک اہم اور مشکل کام ہے اور ہم اپنی قومی جنگ آزادی کے اس موجودہ دور میں یا کانگریس حکومتوں کے موجودہ دستور العمل کے

ماتحت اس مشکل کام میں ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ ہمارے مالی ذرائع اس بات کی اجازت نہ دیں گے کہ ہم ہزاروں سال کی تہذیب و تمدن کو زندہ کرنے کی ایک وسیع اسکیم شروع کر سکیں۔ قابل ادیبوں اور سماجی تاریخ کے لائق طالبعلموں کی کمی بھی ہمارے راستہ میں دشواری پیدا کریگی اور تعلیم و تحقیق کا موجودہ نظام بھی ایک جمہوری تعلیمی پروگرام کی ضروریات کو پورا نہ کر سکے گا۔ اس کے علاوہ ایک کانگریسی کی حیثیت سے میں یہ بھی اچھی طرح جانتا ہوں کہ تعلیم و تہذیب کو زندہ کرنے کی ہماری تمام کوششیں اصولی حیثیت سے ہماری قومی آزادی کی جدوجہد سے وابستہ ہیں۔ لیکن چونکہ ہم وار دھا تعلیمی اسکیم کی ذمہ داری لے چکے ہیں اس لئے یہ ہم پر لازم ہو گیا ہے کہ ہم اپنے محدود اختیارات میں جس طرح بھی ممکن ہو اس کے نصاب کے لئے بنیاد قائم کریں اور جب تک ممکن ہو ان ہدایات پر عمل کرتے رہیں۔

اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اگر موجودہ حالات میں یہ نہیں ممکن ہے کہ ہم اپنی پوری اسکیم شروع کر سکیں تو کم سے کم مسلم عہد کے ہندوستان کی سماجی اور تہذیبی تاریخ کی تالیف شروع کر دیجائے اور اس طرح اس کام کی بنا ڈال دی جائے۔

میں نہیں سمجھتا کہ یہ تاریخی حقیقت بھی محتاج بیان ہے کہ عہد حاضر کا ہندوستان اس قابل فخر اور مشترک تہذیب کا مالک ہے جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کا برابر حصہ ہے۔ اس زمانہ میں کسی جماعت کے لئے بھی فرقہ وارانہ اصولوں پر ترقی کرنا یا ان تہذیبی اور سماجی اثرات کو نظرانداز کرنا جو ہندوستان نے ہزاروں برس میں پیدا کئے ہیں قطعی ناممکن ہے۔ آج جو ہندوستانی تہذیب کہی جاتی ہے وہ دراصل ہندو مسلم تہذیبوں کے بہترین اجزا کا مرکب ہے۔ لیکن بدقسمتی سے عہد حاضر کی تاریخ میں سیاسی پہلو پر اتنا زیادہ زور دیا گیا ہے کہ یہ حقیقت بالکل نظرانداز ہو گئی ہے کہ "ہماری تہذیب ہندو اور مسلم تہذیبوں سے مل کر بنی ہے"۔ جیسا کہ داراشکوہ کی کتاب مرج البحرین کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ لیکن برطانوی حکومت نے ان دونوں تہذیبوں کے اتحاد کو ختم کر دیا۔ مسلم عہد حکومت میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے مادی اور روحانی نقطہ نظر میں وہ اتفاق تھا جو اس وقت ذہن میں بھی نہیں آسکتا۔ اسی اتحاد کا یہ نتیجہ تھا کہ ہندو عوام نے مسلمانوں کے دوش بدوش غیر ملکی حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور جب ان میں کسی طرح مقابلہ کی طاقت نہ رہ گئی تو ۱۸۵۷ء میں انھوں نے برطانوی شہنشاہیت کے خلاف ایک قومی بغاوت کر دی یہ ایسی ہندو مسلم تہذیب کی برکت ہے کہ برطانوی سامراج کی نصف صدی کی تباہ کن کوششوں کے باوجود آج ہم اپنی قومی تحریک کو اتنا زیادہ کامیاب بنا سکے ہیں۔

اس کے علاوہ مسلم عہد کا تاریخی مطالعہ عملی نقطہ نظر سے بھی کئی حیثیتوں سے مفید ہے۔ اول تو مسلم عہد کے مطالعہ کے لئے وہ ذخیرہ بڑی آسانی سے یکجا کیا جا سکتا ہے جو ملک کے اندر اور باہر مختلف

کتب خانوں اور ذاتی مجموعوں میں بکھرا ہوا ہے۔ دوسرے یہ کہ واردھا اسکیم کے مطابق درسی کتابیں تیار کرنے کی فوری ضرورت کے لئے ہم کو خود بھی کافی ذخیرہ جمع کرنا پڑے گا۔ اس لئے کہ برطانوی سامراج نے مسلم عہد میں سماجی اور تمدنی ترقی کا جو غلط اور گمراہ کن نقشہ پیش کیا ہے اس نے ہماری موجودہ سماجی اور سیاسی ترقی پر بڑا برا اثر ڈالا ہے۔

میں اس دعوٰی کے ثبوت میں سرایچ ایم ایلیٹ کی تاریخ ہند پیش کرتا ہوں جو اب تک مسلم عہد کے تاریخی مطالعہ کے لئے بہت اہم سمجھی جاتی ہے اور ہماری کتنی تاریخی کتابیں اسی سامراج مورخ کی تصنیف کو مخزن سمجھکر لکھی گئی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے مورخ بہت کم ہیں جنھوں نے سرایچ ایم ایلیٹ کی جمع کردہ معلومات کے علاوہ دوسری معلومات کو استعمال کیا ہو۔ حالانکہ ۱۸۵۷ء کی قومی بغاوت سے کچھ پہلے جب ہندوستان کے بارے میں برطانیہ کی بنیادی پالیسی ترتیب پا رہی تھی۔ یہی سرایچ ایم ایلیٹ حکومت ہند کے محکمہ خارجہ کے ایک ممتاز سکریٹری تھے۔

"فرمانروایان ہندوستان" کے ایک خاص فرد ہونے کی حیثیت سے سرایچ ایم ایلیٹ نے اپنے "بلند مقصد" کے ماتحت مسلم عہد کے درباری قصوں کا ایک ضخیم ذخیرہ تیار کیا اور اس کو چالاکی سے مرتب کرنے کے بعد اپنے پڑھنے والوں کو یہ بتایا کہ برطانوی حکمرانوں نے "اپنے نصف ہی صدی کے تسلط میں عوام کی بھلائی کا جتنا کام کیا ہے وہ اس کام سے کہیں زیادہ ہے جو سابق حکمرانوں نے اپنے منتخب ملک میں اس سے دس گنی زیادہ مدت میں انجام دیا تھا۔ (اصلی دیباچہ صفحہ ۲ تاریخ ہند جلد نمبر ۱ لندن ۱۹۶۷ء)

اس نامور مورخ کے مطابق حالانکہ اس کی تحریر کی کوئی قیمت نہیں ہے اس تاریخی ذخیرہ کے مطالعہ سے یہ ثابت ہو جائیگا کہ "ہماری محکوم رعایا کو ہمارے نرم اور عادل دور میں بڑے فائدے حاصل ہیں اگر مسلم عہد کی ان ہستیوں کے چہروں سے مبالغہ آمیز خوشامد کی نقاب ہٹا دی جائے اور ان کی حقیقت آشکارا کر دی جائے جو آج اپنے کارناموں اور مسلسل فتوحات کے لئے بہت مشہور ہیں تو شاید وہ صرف نسل انسانی کی لعنت کے مستحق ہو سکیں گے مسلم شاہنشاہوں کے عہد میں ہندوؤں کی حالت کے بارے میں یہ مورخ اپنی رائے حسب ذیل طریقہ پر ظاہر کرتا ہے" اس ایک ہی جلد میں جو مختصر اقتباسات ہماری نظروں سے گذرتے ہیں اور جن سے مسلمانوں سے معمولی اختلافات پر ہندوؤں کے قتل کئے جانے ان کی عبادت اور ان کے جلوسوں کو ممنوع قرار دینے اور دوسری ناقابل برداشت حرکتوں مثلاً بت شکنی اور مندروں کے گرانے۔ زبردستی مسلمان کرنے اور شادی کرنے۔ ان کی جائدادیں ضبط کرنے اور قتل عام وغیرہ کے جو واقعات معلوم ہوتے ہیں ان سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوؤں کی مظلومیت کی داستان

مبالغہ آمیز نہیں ہے اور سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس زمانہ کی تاریخوں میں اس مظلومیت کا کوئی ذکر بھی نہیں ہے اور خود ہم ہی کو چند معمولی واقعات سے تصویر کشی کرنا پڑتی ہے"

(صفحہ ۱۲)

ان اقتباسات کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مورخ برطانوی تسلط کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور ہندوستانی تاریخ کے ان منظروں کو عمداً نظر انداز کر رہا ہے جو اس کی اس کوشش میں مفید نہیں ہیں۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ کسی دوسرے مورخ نے ہندوستانی تاریخ کا ذخیرہ جمع کرنے کی ایسی کوشش نہ کی جیسی سر اینچ ایم الیٹ نے اپنی سامراجی پالیسی کے ماتحت کی ہے۔

کام شروع کرنیکی تجویز

کام شروع کرنے کیلئے میری یہ تجویز ہے کہ مسلم عہد کی سماجی اور تمدنی تاریخ کا ذخیرہ جمع کرنے کیلئے ایک بیورو کھولدیا جائے اور کچھ دنوں بعد جب قومی تاریخ بورڈ قائم ہو جائے تو یہ بیورو اس سے ملا دیا جائے۔ اسی طرح قبل مسلم اور برطانوی عہدوں کے تاریخی ذخیرہ کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے بھی ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ عوامی روایات کو چھان بین کیساتھ جمع کرنے کیلئے ایک ماہر کا تقرر کیا جائے۔ مرکزی کتبخانہ اور عجائب خانہ کے قیام کی تجویز مرتب کرنے کیلئے ایک کمیشن بٹھایا جائے۔ بیورو کا صرف یہ کام ہوگا کہ وہ مسلم عہد کا تاریخی ذخیرہ جمع کرے اسکو مرتب کرے اور طبع کرے۔ یہ کام تقریباً تین سال میں ہو سکے گا۔ یہ بیورو حسب ذیل افراد پر مشتمل ہوگا۔ چار ایڈیٹران۔ ایک ایک قبل مغل اور عہد مغل کیلئے۔ ایک دکنی اور صوبجاتی تہذیبوں کے مطالعہ کیلئے اور ایک خالصاً ہندو ذرائع سے عہد مسلم کے حالات معلوم کرنے کیلئے ان ایڈیٹروں کے ساتھ دس ریسرچ طالب علموں اور ایک سکریٹری کی کمیٹی بھی ہوگی۔ ان میں سے دو طالب علموں کو قبل مغل عہد کا مطالعہ۔ اور تین کو مغل عہد کا مطالعہ سپرد کیا جائے گا اور یہ لوگ اپنے متعلقہ ایڈیٹروں کے ساتھ کام کریں گے۔ اس کے علاوہ تین ریسرچ طالب علم صوبجاتی تہذیبوں کا مطالعہ کریں گے اور دو ایک نگراں ایڈیٹر کے ماتحت عہد مسلم میں دکن کے حالات پر خاص مہارت پیدا کریں گے۔ دو طالب علم ہندو ذرائع سے مسلم عہد کے مطالعہ کیلئے مخصوص رہیں گے۔ بانکی پور کتب خانہ کے قیمتی ذخیرہ سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے مرکزی دفتر پٹنہ میں قائم کیا جائے گا اور دوسرے ملکی اور غیر ملکی کتب خانوں کے ملفوظات کا مطالعہ کرنے کیلئے جریدہ تاروں کا معقول انتظام رہے گا طباعت انگریزی اور ہندوستان کی دوسری اہم زبانوں میں کی جائے گی۔ لیکن یہ بعد کا کام ہے ابتدائی کام زیر مطالعہ عہد کے بابت ادب کی ایک ایسی باقاعدہ فہرست تیار کرنا ہے جس کی مدد سے ریسرچ کمیٹی کے ممبران ذخیرہ جمع کرنے کی

کوشش کر سکیں۔ اُمید ہے کہ ایڈیٹران کو ذخیرہ حاصل کرنے کے ذرائع سے پوری واقفیت ہوگی اور ممبران ریسرچ کے تمام جدید طریقوں اور ملفوظات کی تمام زبانوں کو اچھی طرح جانتے ہونگے کام کے ترقی کی وقتاً فوقتاً رپورٹ دیتے رہنے کیلئے ایک مشاورتی کمیٹی بنائی جائے گی جس میں مختلف حکومتوں کا ایک ایک نمائندہ شامل ہوگا۔ ایڈیٹران اور بورڈ کے سکریٹری اس کمیٹی کے بلحاظ منصب ممبر ہونگے

اس بیوروکے تین سال کے اخراجات تقریباً حسب ذیل ہوں گے۔

	روپئے
۴ ایڈیٹران فی ایڈیٹر پانچسو روپیہ ماہوار	۷۲۰۰۰
ایک انگریزی مترجم تین سو پچاس روپیہ ماہوار	۱۲۶۰۰
ایک سکریٹری پانچ سو روپیہ ماہوار	۱۸۰۰۰
۱۲ ریسرچ طالب علم ہر ایک ڈھائی سو روپیہ ماہوار	۸۶۴۰۰

ضروریات دفتر

۳ محرر ہر ایک ۴۰ روپیہ ماہوار	۴۳۲۰
۱ ٹائپسٹ ۴۰ روپیہ ماہوار	۱۴۴۰
۲ کلرک ہر ایک ۳۰ روپیہ ماہوار	۲۱۶۰
۱ چپراسی ۱۵ روپیہ ماہوار	۵۴۰
۱ دفتری دس روپیہ ماہوار	۳۶۰
کرایہ اور روشنی سَو روپیہ ماہوار	۳۶۰۰
مجموعہ	۲۰۱۴۲۰

فہرست تیار کرنے کے ابتدائی کام میں تقریباً چھ مہینے لگیں گے اور ۳۰۰۰ روپیہ صرف ہوں گے۔ دفتر کی ضروریات کیلئے ۲۰۰۰ روپیہ اور ایڈیٹروں اور طالب علموں کو اپنے کام کے سلسلہ میں دورہ کرنے اور چربہ اتارنے یا ملفوظات کی نقل کرانے کیلئے تقریباً ۸۰۰۰ روپیہ کی مزید رقم رکھنا چاہیئے۔ ممکن ہے بعض ملفوظات خریدنا پڑیں اس لئے ہمارے اخراجات ۲۲۸۷۴۲۰ روپیہ ہو جائیں گے۔ اس وقت جب ذخیرہ ہمارے سامنے نہیں ہے یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اس کو انگریزی اور ہندوستان کی دوسری اہم زبانوں میں چھپوانے میں کیا اخراجات ہوں گے۔ اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کام میں حکومت تقریباً تین لاکھ یا اسی ہزار سالانہ تین برس تک صرف کرنا پڑے گا۔ فہرست مرتب کرنے اور عوامی روایات کی جانچ پڑتال کرنے کے ابتدائی کام کو جلد ہی شروع کرنا ہے۔

سفارشوں کا خلاصہ

ا۔ بنیادی تعلیم

ا۔ کمیٹی اس صوبہ میں بنیادی تعلیم رائج کرنے کے لئے ذیل کی سفارشات کرتی ہے :۔

(۱) دیہات اور شہر ہر دو جگہ ابتدائی لازمی تعلیم کا طریقہ تمام بچوں کے لئے یکساں ہو۔

(۲) سات برس کی عمر سے کم سے کم سات سال تک تمام بچوں کو لازمی ابتدائی تعلیم مفت دی جائے۔

(۳) اس تمام زمانہ تعلیم میں جہاں تک ممکن ہو عملی زندگی کے مطابق تعلیم دی جائے اور اسکے ساتھ ساتھ بچے کے سماجی اور جسمانی ماحول کا خیال کرتے ہوئے ایک یا ایک سے زیادہ ہاتھ کے کام اور دوسرے مفید کام بھی سکھائے جائیں۔ ان دستکاریوں کے انتخاب میں بچے کے ماحول کے لحاظ سے ان کے تعلیمی افادہ کا بھی خیال رکھا جائے۔

(۴) ان سات سال کے دوران میں ذریعہ تعلیم برابر ہندوستانی ہو یعنی وہ زبان جو عام طور پر صوبہ جات متحدہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور جس میں تعلیمی طور پر سنسکرت یا فارسی کی زیادہ آمیزش نہیں ہوتی۔

۲۔ جن مدرسوں میں اس قسم کی تعلیم دی جائے گی انھیں "بنیادی مدارس" اور جو تعلیم دی جائیگی اسے بنیادی تعلیم کہا جائے گا۔ یہ بنیادی مدارس تمام ابتدائی ورناکیولر اور اینگلو ورناکیولر مڈل اسکولوں کی جگہ قائم ہونے چاہئیں خواہ وہ صرف لڑکوں کے اسکول ہوں یا صرف لڑکیوں کے یا دونوں کے مشترک اس قسم کے مدارس دیہات اور شہر ہر دو جگہ قائم کئے جائیں اور ہر جگہ ایک ہی قسم کے ہوں، بنیادی مدارس اپنے طور پر بالکل مکمل سمجھے جائیں گے۔

۳۔ بنیادی مدارس کا نصاب ضمیمہ ہ کے مطابق ہوگا کمیٹی بنیادی مدارس میں مختلف قسم کے نصاب رکھنے کے اصول کے خلاف ہے لیکن کمیٹی اخیر کے دو سالوں میں مختلف دستکاریوں کی اجازت دینے کیلئے تیار ہے۔

۴۔ پانچویں سال کے آخر میں چھوٹے بچوں کو یہ اجازت ہونا چاہئے کہ وہ کسی ایسے ادارہ میں داخل ہو سکیں جہاں زیادہ تعلیم ہوتی ہو لیکن یہ ادارہ حکومت کا منظور شدہ ہو اور اس میں بچے اس شرط پر شریک ہوں کہ وہ وہاں دو سال قیام کریں گے۔

۵۔ کالجوں کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ اپنے یہاں بنیادی مدارس کے مترادف ساتواں اور

آٹھواں درجہ رکھیں۔ ایسے درجوں میں ہندوستانی، سماجی تعلیم اور دستکاری سکھانے کا معیار وہی رہے۔ البتہ دستکاری پر کچھ کم زور دیا جائے۔

۶۔ بنیادی مدارس میں انگریزی نہ پڑھائی جائے۔

۷۔ ہندوستانی دونوں خطوں میں یعنی دیوناگری اور فارسی میں لازماً پڑھائی جائے۔

۸۔ زائد از درسیات چیزیں بھی روزمرہ کے معمول میں شامل ہوں۔

۹۔ سات سال کی عمر سے قبل بچوں کی تعلیم کے لئے حکومت شہر اور دیہات کے مناسب مرکزوں میں کنڈرگارٹن کا انتظام کرے اور دوسرے طریقوں سے اسکول سے قبل کی تعلیم کا بندوبست کرے۔ جہاں کہیں بنیادی مدارس میں اس کی خواہش کی جائے بچوں کے کلب اہل مدرسین کی نگرانی میں قائم کئے جائیں اور اس مدرسہ کے اونچے درجے کی لڑکیوں کو اس میں شرکت کرنے اور اس کے کام میں مدد دینے پر آمادہ کیا جائے۔

۱۰۔ ان مدرسوں میں پڑھائی کے دن کم سے کم ۲۲۵ ہوں اور حکومت مدارس کیلئے تعطیلات کی ایک فہرست تیار کرے اور اس میں اسے ان قومی تعطیلات کے شامل کرنے کا اختیار رہے جسے وہ مناسب سمجھے۔ دیہات کے مدارسوں میں فصل کٹنے کے دنوں میں چھٹی ہو۔

۱۱۔ شروع کے دو درجوں کے لئے پڑھائی کا وقت ۴ گھنٹہ ۴۰ منٹ ہو اور باقی درجوں کیلئے ۵ گھنٹہ ۵ منٹ۔

۱۲۔ بنیادی مدارس کے شروع کے ۵ سالوں میں ہر بچہ کو تکلی پر کاتنا اور زراعت یا باغبانی کے ابتدائی اصول ضرور سکھائے جائیں۔ شہری حلقوں میں جہاں زراعت اور باغبانی کے لئے زمین نہ مل سکے وہاں ان کاموں کو چھوڑا جا سکتا ہے۔

۱۳۔ دستکاری سیکھنے کے دوسرے حصہ میں ذیل کی فہرست میں سے ہر بچہ کو لازماً کوئی نہ کوئی دستکاری سیکھنی ہوگی:۔

(۱) کتائی اور بنائی (۲) زراعت (۳) لکڑی کا کام، دفتی کا کام اور دھات کا کام (۴) چمڑہ کا کام (۵) برتن بنانا جس میں مٹی کے مجسمے بنانا اور اینٹ بنانا بھی شامل ہیں (۶) پھل اور ترکاری کی باغبانی۔ (۷) مشین کا کام جیسے سائیکل کی مرمت، سلائی کی مشین کی مرمت، گراموفون کی مرمت، بجلی کا سامان درست کرنا وغیرہ (۸) ڈبیا بنانے کا کام جس میں چٹائی بننا اور بید کا کام بھی شامل ہے۔ (۹) لڑکیوں کے لئے خانہ داری کا کام۔

۱۴۔ بنیادی مدارس میں ذیل کے مضامین میں تعلیم دی جائے گی:۔

پہلے، دوسرے، تیسرے اور چوتھے درجوں میں (۱) بنیادی دستکاری (۲) ہندوستانی،

(۳) ریاضیات (۴) سماجی تعلیم (تواریخ شہریات اور جغرافیہ) (۵) ورزشی تعلیم (۶) آرٹ (۷) عام سائینس۔

پانچویں، چھٹے اور ساتویں درجوں میں (۱) بنیادی دستکاری (۲) ہندوستانی زبان اور ادب (۳) دوسری زبان (۴) ریاضیات (علم حساب، ابتدائی الجبرا، علم ہندسہ اور مساحت اور ابتدائی سیاق دانی) (۵) عام سائینس جس میں عضویات اور صفائی بھی شامل ہیں (۶) آرٹ جس میں فنی ڈرائنگ بھی شامل ہے (۷) جسمانی ورزش (۸) سماجی تعلیم۔

نوٹ:۔ آرٹ میں ذیل کا کوئی مضمون شامل ہے:۔

(۱) گانا وغیرہ (ب) ڈرائنگ (ج) بت بنانا (د) فن عمارت کی ابتدائی معلومات۔

۱۵۔ (۱) ملحقہ تعلیم کے ساتھ جو وقت دستکاری کے لئے دیا جائے وہ مجموعی وقت کا تقریباً آدھا ہو۔ شروع کے دو درجوں میں یہ وقت ایک تہائی اور آدھے کے درمیان ہو سکتا ہے۔

(ب) جو کچھ بھی وقت کسی دستکاری کے لئے واقعی دیا جائے وہ اتنا کافی ہو کہ سات سال کے دوران میں ایک طالب علم کو اس دستکاری میں اتنی مہارت ہو جائے کہ اگر وہ تعلیم ختم کرنے کے بعد اسی دستکاری کو اپنا پیشہ بنانا چاہے تو اسے کوئی دقت نہ ہو۔ [illegible] اگر تجربہ سے یہ معلوم ہو کہ ایسی مہارت حاصل کرنے کے لئے اتنا وقت ناکافی ہے تو دستکاری کے لئے جو وقت مقرر کیا گیا ہے اس میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

۱۶۔ بنیادی مدارس میں ان ۷ سال کے دوران میں جو تعلیم دی جائے گی اس کا مجوزہ معیار موجودہ ورناکیولر فائنل سے زیادہ اور ہائی اسکول سے کم ہوگا جس [illegible] کی تعلیم ان مدارس میں پیشہ کا خیال ہے اس سے امید کی جاتی ہے کہ ان مدارس کے طلبا کا موجودہ زمانہ کے طلبا کے [illegible] ذہن زیادہ رسا ہوگا اور وہ اپنے ماحول سے زیادہ واقف ہوں گے۔

۱۷۔ دیہاتوں میں دس برس کی عمر تک اور شہروں میں ۹ برس کی عمر تک لڑکے اور لڑکیوں کی ایک ہی مدرسہ میں تعلیم ہوگی۔ جہاں کہیں لڑکیاں ہوں گی وہاں متذکرہ بالا عمروں اور ۱۴ سال کی عمر کے درمیان کی لڑکیوں کے لئے الگ مدرسے قائم کئے جائیں گے۔ مخلوط مدارس میں [illegible] سے زیادہ کی عمر کی لڑکیوں کے لئے کوئی مجبوری نہ ہونی چاہئے۔

۱۸۔ لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے مدارس میں نصاب تعلیم ایک ہو سوائے اس کے کہ لڑکیوں کے لئے خانہ داری کی تعلیم کا بھی انتظام ہو۔

۲۔ کالج کی تعلیم

۱۹۔ موجودہ ثانوی تعلیم میں ایک خاص خرابی یہ ہے کہ وہ بہت سے طالب علموں کو ان کے مختلف مذاق اور رجحانات اور اہلیت کے مطابق تعلیم نہیں دیتی۔ عملی کام اور روزانہ حقیقی زندگی سے اس کا تعلق اس تعلیم میں کم پایا جاتا ہے۔

۲۰۔ ثانوی تعلیم محض یونیورسٹی تعلیم کے لئے معاون تصور کی جاتی ہے۔

۲۱۔ ثانوی تعلیم کا طریقہ اور نصاب بطور خود بالکل مکمل ہونا چاہئے۔

۲۲۔ ثانوی تعلیم کا وقت ۱۲ برس کی عمر سے شروع ہو کر ۶ برس تک ہوگا۔

۲۳۔ تمام ثانوی اداروں کو 'کالج' کہا جائے۔ ان اداروں میں جو معیار کے قائم کرنے کا ارادہ ہے وہ موجودہ انٹرمیڈیٹ سے قدرے زیادہ ہوگا۔

۲۴۔ کالج کے شروع کے دو سال کا نصاب بنیادی مدارس کے آخری دو درجوں کے برابر ہوگا۔ دستکاری پر زور دینا کم کیا جاسکتا ہے۔ انگریزی لازمی مضمون کی طرح پڑھائی جاوے گی۔

۲۵۔ کالج میں علاوہ اور مضامین کے ذیل کے مضامین میں خاص طور پر تعلیم دیجاوے گی (ا) زبان اور سماجی تعلیم (ب) قدرتی سائنس اور ریاضیات (ج) آرٹ (د) علم تجارت (ہ) فنی یا پیشہ ور مضامین (و) خانہ داری (لڑکیوں کے لئے)۔

۲۶۔ کالج میں داخلہ دو مدارج پر ہوگا۔ بنیادی مدرسہ کے شروع کے پانچ برسوں کے بعد یا پورے ۷ سال کا نصاب ختم کرنے کے بعد۔ وہ طلبا جو بنیادی مدارس میں ۵ سال کا نصاب ختم کرکے داخل ہوتے ہیں وہ کالج کے پہلے درجہ میں داخل کئے جائیں گے اور جو پورا سات سال کا نصاب ختم کرنے کے بعد داخلہ چاہیں ان کا داخلہ کالج کے تیسرے درجہ میں ہو۔

۲۷۔ سولہ سال کی عمر میں ایک وقفہ دیا جائے اور کالج کے ایک امتحان کے ذریعہ طلبا کی اہلیت کے متعلق ایک سند دیجائے۔

۲۸۔ ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کے الفاظ ختم کردیئے جائیں گے اور صرف ایک کالج کا درجہ رہ جائے۔

۲۹۔ تمام دوران کالج میں ہندوستانی تعلیم اور امتحان کا ذریعہ ہوگی۔

۳۰۔ کمیٹی کی یہ سفارش ہے کہ ماہرین کو مختلف قسم کے درسیات کے لئے نصابات کا خاکہ تیار کریں۔ جب وہ نصابات تیار کریں تو انھیں ذیل کی باتوں کا خیال لحاظ رکھنا چاہئے۔

آج کل جو نصاب جاری ہے اس کے مقابلہ میں اس نصاب کو زیادہ عملی اور روزمرہ کی ضروریات

کے مطابق ہونا چاہئے ۔ اس میں غیر ضروری طور پر علمی تفصیلات زیادہ نہ ہوں بلکہ زیادہ تر ملک کی موجودہ حالت کو دیکھتے ہوئے اس کی ضروریات کے مطابق ہو۔ درس اپنی جگہ پر خود مکمل ہو نہ یہ کہ اعلیٰ تعلیم کی تیاری کا وہ محض ایک ذریعہ ہو۔ درس اس طرح پر تیار کیا جائے کہ اساتذہ سے زیادہ طلبا اس کے آغاز میں حصہ لیں نہ یہ کہ اس کے برعکس جیسا کہ آج کل عموماً ہوتا ہے ۔ ماہرین سے یہ کہہ دیا جائے کہ دستکاری اور زائد مضامین کے نصاب شروع کے دو درجوں اور کالج کے تیسرے سے چھٹے یا ساتویں درجہ کے لئے بنائے جائیں ۔ ان سے یہ بھی کہا جائے کہ نصاب بناتے وقت وہ طالب علموں کی غیر لازمی مضامین کی تعداد ہر مضمون کے لئے جتنا وقت دیا گیا ہے اور جو اس تعداد طالب علموں کی بنیادی مدرسوں میں رہی ہے اس کا بھی خیال رکھیں ۔

۳۱۔ انگریزی لازمی ہو ۔ ان طالب علموں کے لئے جو بنیادی مدرسوں سے پورے ۷ سال کا سبق حاصل کر کے کالج کی تیسری جماعت میں داخل ہوتے ہیں انگریزی کی کمی پوری کرنے کا خاص بندوبست ہونا چاہئے ۔ ہر قسم کے کالجوں میں چھ سال تک ایک تھوڑا سا اردو یا ہندی کا سبق لازمی رہے ۔ ہر قسم کے کالجوں کے لئے ورزش اور معلومات عامہ دوسرے لازمی مضامین ہوں ۔

۳۲۔ ہر قسم کے کالجوں کے قیام کی تعداد اس وقت مقرر کی جائے جب صنعت و حرفت کی جانچ کے بعد یہ معلوم ہو جائے کہ ہر سال کتنے سند پائے ہوئے لوگ ہر پیشہ میں کھپ سکتے ہیں۔

۳۳۔ (الف) ہر قسم کے کالج کے لئے ایک مشاورتی بورڈ ہو جس میں ۵۰ فیصدی امکانی مالکوں کی نمائندگی ہو جسے خود حکومت مقرر کرے ۔

(ب) مشاورتی بورڈ کے کام نیچے درج ہیں:۔

(۱) وقتاً فوقتاً حکومت کو نصاب میں ترمیم وغیرہ کرنے کا مشورہ دینا ۔

(۲) طالب علموں کے لئے عملی ٹریننگ کا انتظام کرنا ۔

(۳) کالجوں کے لئے صنعت اور تجارت سے سرمایہ جمع کرنا ۔

۳۴۔ ایک کالج خانہ داری کے کاموں کا بھی ہو اور اس کا نصاب بھی ماہرین تیار کریں ۔ اور جہاں تک ممکن ہو لڑکیوں کے کالج میں علاوہ خانہ داری کے کاموں کے دوسری دستکاریوں کا بھی بندوبست ہو

۳۵۔ نصاب کے علمی حصہ کے لئے جہاں تک ممکن ہو لکھ دینے کے طریقہ کو کام کا تعین عام طریقہ بتانے اور ٹیوٹوریل جانچ میں تبدیل کر دیا جائے ۔

۳۶۔ تمام کالجوں میں عمدہ اور تازہ ترین کتابوں کے کتب خانے ہوں ۔

۳۷۔ درس کے علاوہ کاموں کی خاص طور پر ہمت افزائی کی جائے ۔ درس کے علاوہ کاموں کا مقصد وہ ہو جو نیچے درج کیا جاتا ہے :۔ (۱) کسی کام میں پہل کرنا، مستعدی دکھانا اور خود اعتمادی کی روح

پیدا کرنا (۲) جمہوری قیادت کے لئے تیار کرنا۔ (۳) سماجی کاموں میں حصہ لینا (۴) انصاف پسندی اور ضبط نفس پیدا کرنا اور جماعت کے مفاد کے لئے انفرادیت کو محکوم کرنا۔ اور (۵) اچھے اطوار پیدا کرنا۔

۳۸۔ یہ بھی طے کیا گیا تھا کہ اسکاؤٹنگ کو درس کے علاوہ کاموں میں شمار کیا جائے۔ کل کالجوں میں درس کے علاوہ کاموں میں ذیل کے کاموں پر توجہ دیجائے:۔

مباحثے کے کلب، مطالعہ کے حلقے، طالب علموں کی کونسل یا کلب، ڈرامہ کے کلب، ادب کے کلب، قومی تواریخ کے کلب، فوٹوکشی کے کلب، تواریخ اور جغرافیہ کی انجمنیں، قرعہ اندازی کے کلب، سماجی کام کی لیگیں، اسکاؤٹنگ گرل گائڈنگ، آپس کی امدادی انجمنیں، اسکول کے بینک، امداد باہمی، اسٹور، تفریحی شغلوں کی انجمنیں وغیرہ۔

غیر درسی کاموں کو اسکول اور کالج کی زندگی میں بہت ہی اہم سمجھنا چاہیئے۔ جب حکومت عملے دے تو وہ اس چیز کا خیال رکھے اور ہیڈ ماسٹر جب ماسٹروں کو کام دیں تو اس کی طرف توجہ رکھیں۔

۳۔ پیشہ کے متعلق تعلیم

۳۹۔ فنی یا پیشہ وری تعلیم کے کالجوں میں بنیادی تعلیم کی تکمیل کے بعد یا کالج کے شروع کی دو سال کی تعلیم کے بعد انجینیرنگ (سول، میکینکل اور الکٹریکل)، طب، زراعت، صنعتی کیمسٹری کا چار پانچ برس کا کورس ہو۔ پیشہ کی اور فنی کی دوسری شاخوں کے لئے کم میعاد کے کورس کے اسکول قائم کئے جائیں۔

۴۰۔ نیچے لکھے ہوئے مضامین کے فنی اور پیشہ وری کالجوں میں چار پانچ سال کا درس دیا جائے۔

(۱) انجینیرنگ (سول) (۲) انجینیرنگ (میکینکل اور الکٹریکل) (۳) طب۔ ایلوپیتھی، ہوموپیتھی، ایورویدک اور یونانی (۴) زراعت (۵) صنعتی کیمیا جس میں ذیل کے کسی ایک مضمون میں خصوصیت حاصل کیجائے (الف) تیل اور صابن (ب) کمہاری (ج) شکر (د) ربڑ (و) کاغذ (۶) شیشہ کی صنعت (۷) مویشیوں کا علاج (۸) مدرسوں کی ٹریننگ (۹) دوائیں بنانے کا کام (۱۰) دنداں سازی۔

۴۱۔ جو طالبعلم فنی اور پیشہ وری کالجوں میں تعلیم پائیں ان کو اپنے کالجوں کے علاوہ اصلی کام کے حالات کے مطابق عملی ٹریننگ مناسب طور پر دی جائے، اور ایسی ٹریننگ سبق، کے مکمل ہونے کا ایک خاص حصہ ہو۔

۴۲ - فنی اور پیشہ وری کالجوں کے علاوہ یہ ضروری ہے کہ ان طالبعلموں کے لئے جو بنیادی اسکول کی تعلیم ختم کرنے کے بعد پیشہ کی ٹریننگ کمتر درجہ کی لینا چاہیں انکے لئے مختلف پیشوں کے مدرسے قائم کئے جائیں۔

۴۳ - حکومت ایسے مدرسوں کا بندوبست کرے اور ان مدرسوں میں تعلیم کی مدت ماہرین طے کرینگے جو اس کا نصاب بھی تیار کرینگے لیکن کسی حالت میں بھی تعلیم کی مدت ۳ سال سے زیادہ نہ ہو۔

۴۴ - نیچے دئے ہوئے پیشوں کے اسکولوں کی تجویز کی گئی ہے۔ ان اسکولوں میں تعلیم کا زمانہ جس جگہ اس کا اظہار نہیں کیا گیا ہے چھ مہینہ ہو:-

پیشہ	مدت
(۱) بیماروں کی تیمار داری وغیرہ کرنا (نرسنگ)	۳ سال
(۲) دایہ گیری	۱ ״
(۳) (کیمیاوی دواؤں کا کورس) عطاری کا کام	۲ ״
(۴) چمڑہ پر بیل بوٹہ بنانے کا کام	۲ ״
(۵) جلد سازی	۱ ״
(۶) درزی کا کام	۲ ״
(۷) بننے کا کام	
(۸) موزے بنیائن وغیرہ بننا	۱ ״
(۹) موسیقی	
(۱۰) مکھن وغیرہ بنانا	
(۱۱) مرغبانی	
(۱۲) پھلوں کا محفوظ کرنا	
(۱۳) شہد کی مکھی پالنا	
(۱۴) بجلی اور مشین کا کام	
(۱۵) مختلف قسم کے دھات کے کام	
(۱۶) برتن بنانا	
(۱۷) شیشہ سازی	
(۱۸) بڑھئی کا کام	
(۱۹) پیمائش اور نقشہ بنانا	

(۲۰) کاغذ بنانا
(۲۱) دباغت
(۲۲) دست فروشی اور گشتی ایجنٹ کا کام
(۲۳) ملمع سازی
(۲۴) جوتہ بنانا
(۲۵) موٹر کی مشین کا کام
(۲۶) رنگائی اور چھینٹ چھاپنا
(۲۷) بیمہ کا کام
(۲۸) منیمی وغیرہ وغیرہ

۴۵- یہ مدرسے الگ قائم کئے جا سکتے ہیں یا پیشہ کی تعلیم کے درجوں کو کالج کے ساتھ ملحق کر سکتے ہیں۔ کام خاص طور پر عملی ہو اور جہانتک ممکن ہو یہ مدرسے خود اپنے مصارف برداشت کریں۔

نوٹ- فنی پیشہ وری اور تجارتی تعلیم کے مختلف کالجوں کے قیام کی تعداد حسب سفارش باب ۵ پیراگراف ۳۲، رکھی جائے اور حسب باب مذکورہ بالا پیراگراف ۳۴، ہر قسم کے کالج کا ایک مشاورتی بورڈ ہو۔

۴۶- موجودہ زمانہ میں جو پیشہ وری تعلیم فنی اور صنعتی اداروں میں دیجاتی ہے اُسے عام تعلیم سے بالکل الگ نہ کیا جائے اور دونوں تعلیموں کا مناسب میل ہو تاکہ ان کی ایک ہی قسم کے حاکم کے زیر نگرانی ہو۔

۴۷- وہ صنعتی اور فنی اسکول اور کالج جو فی الحال محکمہ صنعت وحرفت کے ماتحت ہیں انھیں تبدیل کرکے وزارت تعلیم کے ماتحت کردیا جائے بشرطیکہ یہ فنی او صنعتی اسکول ایسے نہ ہوں جن کی تعلیم ابھی تجرباتی ہو اسی قسم کے اسکولوں کو محکمہ صنعت وحرفت کے ماتحت چھوڑا جا سکتا ہے ان اداروں کو تعلیم کی وزارت کے ماتحت اس وقت دیا جائے جب ان کا تجرباتی عہد ختم ہو جائے۔

۴۸- محکمہ تعلیم میں ایسے افسران کا اضافہ کیا جائے جو فنی تعلیم پائے ہوئے ہوں اور وزیر تعلیم کو مشورہ دینے کے اہل ہوں۔ جو لوگ کہ فنی اور پیشہ وری تعلیم کے متعلق مشورہ دینے کے اہل ہوں انھیں تعلیمی سب بورڈ کیلئے مقرر کیا جائے۔

۴۹- فنی تعلیم اور پیشہ کے متعلق معلومات بہم پہونچانے کیلئے ایک سرکاری دفتر قائم کیا جائے۔

۵۰- پیشہ کے متعلق طالب علموں کا رجحان اور اہلیت معلوم کرنے کیلئے نفسیاتی جانچ قائم کی

جائے اور اس کا معیار مقرر کیا جائے۔ لہذا فنی نفسیاتی جانچ کیلئے تھوڑی مدت کا لیکن بہت ہی بلیغ سبق مدرسونکو سکھانے کیلئے بالکل نئے سائنس کے طریقوں پر قائم کیا جائے تاکہ اس کے ذریعہ سے مدرس نوجوانوں کو انکے مختلف پیشوں کے چننے میں اچھی رائے دے سکیں۔

۵۱۔ پیشوں کے مواقع کی جانچ کی بھی ضرورت ہے اس قسم کی جانچ نیچے دی ہوئی باتوں کے متعلق اطلاعات بہم پہونچائے:۔ (۱) وہ صنعتیں جو ماہر اور آزمودہ لوگوں کے نہ ہونے کی وجہ سے ترقی نہیں کرسکی ہیں اور صنعت کی ترقی کیلئے اسی قسم کی رکاوٹ کا دور کرنا۔ (۲) جن صنعتوں کے سیکھنے کیلئے ملک میں کافی گنجائش نہیں ہے (۳) کسی کام یا پیشہ اور صنعت کی قطعی ضروریات۔ اس بات کی جانچ کی بھی ضرورت ہے کہ آیا ضروری ٹرئننگ کسی خاص صنعت کے سیکھنے والے سے کام سیکھنے کا وعدہ لے کر اسی صنعت کے کسی کارخانے میں دی جاسکتی ہے یا حکومت کو ٹرئننگ کا خود انتظام کرنا پڑے گا۔

۴۔ لڑکیوں کی تعلیم

۵۲۔ لڑکیوں میں تعلیم پھیلانے پر خاص توجہ ہونی چاہیئے کیونکہ صوبہ کی تعلیمی ترقی بہت کچھ لڑکیوں کی تعلیم کی ترقی پر مبنی ہے۔ نصاب کے متعلق صنف کی کوئی تفریق نہ ہو۔ بہر حال لڑکیوں کی تعلیم میں امور خانہ داری ایک بہت ہی اہم چیز ہے۔

۵۳۔ عورت استانیوں کیلئے اطمینان بخش حالات پیدا کئے جائیں۔

۵۴۔ لڑکیوں کے مدرسوں کیلئے مناسب عمارت اور سامان مہیا کئے جائیں۔ موجودہ حالت میں جو ٹھیلے کی سواری دی جاتی ہے اسے بند کردیا جائے اور اسکی جگہ صرف موٹر بسیں استعمال کی جائیں۔ جہاں بسوں کا بندوبست نہیں ہوسکتا وہاں ایک نوکرانی رکھی جائے کہ وہ لڑکیونکو مدرسہ لادے۔ یہ واضح رہے کہ حکومت بسوں کا کسی طرح صرفہ نہ برداشت کرے گی۔

۵۵۔ کمیٹی بچوں کی مخلوط تعلیم کے فائدے تسلیم کرتی ہے اور اس بات کی سفارش کرتی ہے کہ دیہاتوں میں ۱۰ برس کی عمر تک اور شہروں میں ۹ برس کی عمر تک مخلوط تعلیم کی اجازت ہو۔ مخلوط تعلیم کے حق میں کچھ مالی وجوہ بھی ہوسکتی ہیں۔

۵۶۔ اس بات کی پوری کوشش کرنی چاہیئے کہ بنیادی مدرسوں میں زیادہ تر طریقہ تعلیم سے واقف عورتیں مدرس رکھی جائیں۔ اس کمیٹی کی رائے میں بنیادی اسکولوں میں کم سے کم ۲۵ فی صدی عورتیں مدرس رکھی جائیں۔ دوسری باتوں کے علاوہ عورت مدرسوں کو بنیادی مدرسوں کی طرف لانے کیلئے نیچے دی ہوئی تدبیریں عمل میں لائی جائیں:۔

(الف) زیادہ تنخواہوں کا دینا

(ب) مفت مکان دینا

(ج) کم سے کم دو عورت مدرسوں کا ایک ساتھ ایک مدرسہ میں تقرر کرنا۔

(د) میاں بیوی کا ایک ہی مدرسہ میں بطور مدرس کے مقرر کرنا۔

(ھ) اور زیادہ وظیفوں کا دینا۔

۵۷۔ ہر تعلیمی مرکز میں بنیادی مدرسوں کیلئے عورت مدرسوں کے عمدہ ٹرینینگ کے ادارے ہونے چاہئیں۔

۵۸۔ بنیادی مدرسہ کی چھٹے اور ساتویں درجے کی لڑکیوں کیلئے بچوں کی دیکھ بھال کے سلسلہ میں جو امور خانہ داری کا ایک حصہ ہے ہفتہ میں چھ گھنٹے بچوں کے کلب یا کنڈر گارٹن کلب یا یتیم خانوں کی حاضری ضروری ہے۔ وہ لڑکیاں بھی جنھوں نے عملی کام کے سلسلہ میں کوئی دوسری دستکاری لی ہے ان کو بھی کم سے کم تین گھنٹے اوپر لکھے ہوئے طریقہ پر اس کام میں دستکاری کے نصاب کے ایک حصہ کے طور پر صرف کرنے ہوں گے۔

د۔ فرقہ وارانہ ادارے

۵۹۔ کمیٹی کی رائے ہے کہ جہاں تک ممکن ہو تمام فرقوں کے لئے ایک ہی قسم کا طریقۂ تعلیم ہو۔ کمیٹی نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ کسی خاص فرقہ کی تعلیم میں کمی کی وجہ اُن کے مدرسوں کا بالکل الگ تھلگ ہونا ہے۔ یہ بات بھی مان لی گئی ہے کہ مدرسوں کی زیادتی کا مالیات پر اثر پڑتا ہے۔ کمیٹی ذیل کی سفارشات کرتی ہے:-

(ا) اسلامیہ مدرسے بنیادی مدرسوں میں تبدیل کئے جاسکتے ہیں۔

(ب) مکتب، پاٹ شالے اور دوسرے فرقہ وارانہ مدرسوں کے متعلق یہ محسوس ہوا کہ ان مدرسوں کی وجہ سے مختلف فرقوں میں آپس میں اختلاف پیدا ہوتے ہیں جس سے عام شہری زندگی کے احساس میں تعصب پیدا ہوتا ہے۔ لیکن چونکہ یہ رعایت کی گئی ہے اور مختلف فرقے اپنی جگہ پر یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ کمیٹی ان کے ختم کرنے کی سفارش نہ کریگی۔ لہذا کمیٹی کا یہ خیال ہے کہ اس قسم کے موجودہ اداروں کو رہنے دیا جائے لیکن فرقوں کے فائدہ کے خیال سے اور صوبہ کی عام تعلیمی ترقی کے لحاظ سے ان مدرسوں کو سرکاری مدرسوں کے برابر لائق بنایا جائے اور جو نصاب کہ کمیٹی نے بنیادی اسکولوں کے لئے قائم کئے ہیں وہی مختلف درجے کے لڑکوں کی عمر کا لحاظ رکھتے ہوئے جاری کیا جائے۔

درسی تعلیم کی اسی طرح ترتیب دیجائے کہ ادارہ کی خصوصیات کے ہوتے ہوئے۔

وہاں کا سبق ختم کرنے کے بعد لڑکا کسی دوسرے بنیادی مدرسہ کے اونچے درجہ میں داخل ہو سکے۔
ان مدرسوں میں جو مذہبی تعلیم ہوتی ہے اگر کسی لڑکے کے والدین یا سرپرست کو اس پر اعتراض ہو تو وہ اس لڑکے کے لئے لازمی نہ قرار دیجائے۔

(ج) مکتبوں کا درس بدلا جائے ان لڑکوں کے لئے جن کے والدین یا سرپرستوں کو اعتراض نہ ہو مذہبی درس قائم کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ دنیوی امور کی تعلیم بنیادی مدرسہ کے درس کے طریقے پر دی جائے تاکہ مکتب کے بعد بنیادی مدرسہ میں لڑکے کے داخلہ میں آسانی ہو۔

(د) وہ تمام مدرسے جن کو حکومت امداد دیتی ہے ہر فرقہ کیلئے ہوں۔ جو مدرسے کہ تمام فرقوں کیلئے عام نہ ہوں ان کو حکومت امداد نہ دے۔ لیکن قبل اسکے کہ ان کی امداد بند کی جائے مدرسوں کو اس بات کا موقع دیا جائے کہ وہ ہر قوم کیلئے اپنے دروازے کھول دیں۔

(د) کسی ایسے نئے مدرسہ کی منظوری نہ دی جائے جو تمام فرقوں کے لئے نہ ہوں۔ اُمید کی جاتی ہے کہ ان نئے حالات کے ماتحت موجودہ ادارے اپنی پالیسی پر نظرثانی کریں گے اور ہر فرقہ کے بچوں کے لئے اپنا دروازہ کھول دینگے۔

(ز) لازمی تعلیم جاری کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ وہ حلقے جہاں زیادہ تر مسلمانوں یا اچھوتوں کی آبادی ہے چھوڑ نہ دیئے جائیں۔

(ح) مُدرسوں کو مقرر کرتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ مدرسوں میں مسلمانوں کو کافی نمائندگی ملے اور مسلمان لڑکے اور لڑکیوں کے فائدہ کے خیال سے اردو خط میں ہندوستانی پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔

۶۰۔ چونکہ مذہبی تعلیم کا دنیا حکومت کی پالیسی کا مسئلہ ہے لہذا کمیٹی اس کا فیصلہ حکومت پر چھوڑتی ہے۔

۶۔ امتحانات

۶۱۔ کمیٹی کی رائے ہے کہ امتحان طالبعلموں کی قابلیت معلوم کرنے کا مناسب ذریعہ نہیں ہیں اور ان سے طالبعلم کی اہلیت اور لیاقت کی جانچ نہیں ہوتی۔

۶۲۔ لہذا کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ اور زیادہ اچھی اور قابل اطمینان جانچ کے متعلق تحقیقات کی جائے۔ لہذا ذہانت جانچ جس سے اور زیادہ صحیح نتایج برآمد ہوں جاری کی جائے۔ لیکن پھر بھی وہ رسمی امتحان کی جگہ پر پوری طور سے نہیں قائم کئے جاسکتے۔

۶۳۔ بنیادی مدرسوں میں ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی دینے کے متعلق اد۔

امتحان کے لئے نیچے لکھی ہوئی تجویزیں پیش کی جاتی ہیں:-

(۱) ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی اسکول کے مدرس طے کریں۔ جہاں تک ممکن ہو اونچے درجہ کی ترقی روکی نہ جائے مدرسوں کو چاہئے کہ کچھ وقفہ دیکر مثلاً یہ کہ ماہوار لڑکوں کے کام کی جانچ کریں۔

(۲) بنیادی اسکول کے پانچویں سال کے آخیر میں نگراں عملہ کے ماتحت مدرس طالب علموں کی ذہانت اور صلاحیت کی جانچ کریں۔ یہ جانچ اس طرح کی جائے جس سے طالب علموں فطری میلان کے معلوم کرنے میں مدد ملے۔ جانچ کے نتیجہ پر طالب علموں کو کالج کے اونچے درجوں کے لئے مضامین چننے میں مشورہ دیا جائے گر شرط یہ ہے کہ مذکورہ بالا امتحان کے نتیجہ کی بنا پر کسی لڑکے کو اس درس کے لینے سے نہ روکا جائے گا جس میں کہ اس نے امتحان دیا تھا اور اس میں کامیاب ہوا تھا ورنہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کو کالج کے داخلہ کے امتحان میں بیٹھنے سے روک دیا جائے۔

(۳) ساتویں سال کے آخیر میں اس قسم کا ایک اور امتحان لیا جائے لیکن ان تمام لڑکوں کو جنھوں نے باقاعدہ پورے ۷ سال کا نصاب پڑھا ہے ان کو مدرسہ اس کے متعلق ایک سند دے اور اس کی تصدیق محکمہ تعلیم کے نگران افسر کریں اس سند میں طالب علم کی تعلیمی استعداد اور نصاب کے مضامین اور درس کے علاوہ کاموں کا اندراج ہو۔

(۴) ہر سال کے دوران میں اسکول کے کام کی دیکھ بھال کے لئے محکمہ تعلیم کا نگراں عملہ اپنے مخصوص حلقہ میں جائے اس سلسلہ میں قرین مصلحت یہ ہے کہ وہ لڑکوں کی مخصوص جماعتوں کی اہلیت کا جائزہ لیتے رہیں ماہرین اس کمیٹی کی مدد سے تیار کریں جو نصاب کے بنانے کے لئے مقرر ہو۔

۴ ب۔ کالجوں میں امتحان کے لئے نیچے دی ہوئی سفارشات کی گئی ہیں:-

(۱) کالج کا امتحان وہاں کی تعلیم کے چوتھے سال کے بعد یعنی جب لڑکے کی عمر ۱۷ سال کی ہو تو لیا جائے۔

(۲) کالج کی تعلیم کے آخیر میں جو امتحان ہو۔ وہ صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ کی نگرانی میں ہو۔

(۳) ایک درجہ سے دوسرے درجہ میں ترقی دینے کا جو طریقہ بنیادی اسکولوں کے لئے بتایا گیا ہے جہاں تک ممکن ہو وہاں تک سوائے چوتھے سال کے وہی طریقہ کالج کے درجوں میں بھی برتا جائے۔

(۴) امتحان میں مضمون کے لحاظ سے لکھ کر پرچوں کا جواب دینا زبانی جواب دینا اور عملی جانچ شامل ہوں گے امتحان کا نتیجہ بتاتے وقت ہر مضمون میں طالب علم کا وہ کام جو اس نے اپنے درجہ میں مدرس کی نگرانی میں کیا ہے اس کا نمونہ تمام سال کے کام کا مجموعہ اور اس لڑکے کے متعلق مدرس کی رائے کا بھی لحاظ رکھا جائے۔ لکھے ہوئے پرچوں کے جواب پر خواہ مخواہ بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے

(۵) کالجوں کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ جس درجہ پر چاہیں داخلہ کا امتحان رکھیں۔
(۶) محکمۂ تعلیم کی نگرانی میں ایک دفتر امتحانات اور جانچ کا دفتر قائم کیا جائے جس میں ماہرین ذہانت اور اہلیت کی جانچ تیار کریں۔

۷۔ مدرسوں کو طریقۂ تعلیم سکھانا

۶۵۔ طریقۂ تعلیم سکھانے کے پیشہ وری کالج دو قسم کے ہوں ایک بنیادی اسکولوں کے مدرسوں کے لئے اور دوسرا کالجوں کے مدرسوں کے لئے۔

۶۶۔ بنیادی اسکولوں کے مدرسوں کے طریقۂ تعلیم سیکھنے کے نصاب کا زمانہ چار سال ہو۔ اس کالج میں داخلہ کے لئے کم سے کم نیچے لکھی ہوئی قابلیت ہونی چاہئے:۔

بنیادی اسکول کا ڈپلوما یا کالج کے پہلے دو درجوں کے نصاب کی تکمیل۔

درمیانی دور میں (۱) ورنا کیولر مڈل پاس یا ہائی اسکول پاس امیدوار اس کالج کے پہلے درجہ میں داخل کئے جا سکتے ہیں (۲) جن امیدواروں نے ایف۔ اے۔ یا بی۔ اے۔ پاس کیا ہو وہ اس کالج کے تیسرے درجہ میں داخل کئے جا سکتے ہیں۔ (۳) ان ہائی اسکول پاس امیدواروں نے جنھوں نے عام سائنس، زراعت، دیہاتی اقتصادیات، علم تجارت ڈرائنگ، شہریات، گانا وغیرہ، کتائی اور بنائی، خانہ داری کا کام اور مینول ٹریننگ میں سے کوئی مضمون لے کر امتحان پاس کیا ہو انھیں اس کالج کے دوسرے درجہ میں لیا جا سکتا ہے

۶۷۔ کالجوں کے مدرسوں کے لئے طریقۂ تعلیم سیکھنے کا زمانہ دو سال کا ہو۔ اس کالج میں داخلہ کیلئے کم سے کم لیاقت اس کمیٹی کی مجوزہ اسکیم کے مطابق قائم شدہ کالج کے ڈپلومے کے برابر ہو۔ ان لوگوں کے ساتھ رعایت کی جا سکتی ہے جن لوگوں نے تعلیم میں کوئی خاص قابلیت پیدا کی ہو۔ اس درمیانی زمانہ میں کسی منظور شدہ یونیورسٹی کے گریجویٹ یا کسی دوسرے ایسے ادارہ کے لوگ داخل کئے جا سکتے ہیں جو یونیورسٹی کے برابر ہو۔ وہ طالب علم جنھوں نے بنیادی اسکول کے مدرس کی ٹریننگ حاصل کر لی ہو اس کالج میں داخل کئے جا سکتے ہیں۔

۶۸۔ تمام سرکاری نارمل اسکول اور مرکزی اسکول پہلے قسم کے ٹریننگ کالجوں میں تبدیل کر دئے جائیں اور چاروں موجودہ ٹریننگ کالجوں کو دوسرے قسم کے ٹریننگ کالجوں میں تبدیل کر دیا جائے۔ ہر دو قسم کے کالجوں کی تعداد محکمہ کی ضرورتوں کے مطابق ہو۔

۶۹۔ موجودہ گریجویٹوں کے ٹریننگ کالج میں جو ایک سال کا نصاب ہے اسے ترمیم کر کے دو سال کر دیا جائے۔

۸- درسی کتابوں کا انتخاب اور ان کی فراہمی

موجودہ درسی کتابوں پر نظر ثانی کی جائے اور اگر ضرورت ہو تو ان کو تبدیل کر دیا جائے ان کو ضرورت وقت اور نئے معیار تعلیم کے مطابق لایا جائے۔

اسکولوں کے لئے مناسب درسی کتابوں اور مدرسوں کے استعمال کی کتابوں کے تیار کرنے میں آسانی پیدا کرنے کی غرض سے ایک مرکزی تعلیمی کتبخانہ قائم کیا جائے جس کے قیام کی جگہ محکمہ کی رائے سے قرار پائے۔ اس کتبخانہ میں نیچے دئے ہوئے مضمونوں کی کتابیں ہوں :-

(۱) یورپ کے خاص خاص ملکوں اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ابتدائی اور ثانوی مدرسوں میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں ان کا تازہ ترین ذخیرہ۔

(۲) ان کتابوں اور رسالوں کا ذخیرہ جس میں تعلیمی مضمونوں پر بحث لی گئی ہو اور

(۳) ہندوستانی زبانوں میں لکھی ہوئی بچوں کے لئے، تمام اسکولوں کی درسی کتابیں اور دوسری کتابیں۔

۹- تعلیم کی نگرانی

کمیٹی کا خیال ہے کہ ورنا کیولر تعلیم کو دو عملی سے بہت کافی نقصان ہوا ہے۔ تعلیم میں دور اثر اصلاحوں کے ہونے پر یہ بھی ضروری ہے کہ ابتدائی اور ثانوی تعلیم کی انتظامی نگرانی ایک مرکزی نظام کے ماتحت ہو۔

کمیٹی اس بات کی سفارش کرتی ہے کہ صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ کے نام سے ایک مرکزی تعلیمی بورڈ قائم کیا جائے۔ اس صوبہ جاتی بورڈ کے دو معاون بورڈ ہوں، ایک بنیادی تعلیم کے لئے اور دوسرا کالج کی تعلیم کے لئے۔ ان معاون بورڈوں کو مشاورتی کمیٹیاں مقرر کرنے کا اختیار ہو۔ صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ آنریبل وزیر تعلیم کو اپنی رائے سے مطلع کریگا اور وہ محکمہ کو احکام جاری کرینگے۔ وزیر تعلیم حاکم اعلیٰ ہوں گے۔

صوبجاتی تعلیمی بورڈ کی تشکیل کے لئے ذیل کی سفارشیں کی جاتی ہیں۔ بہ لحاظ منصب (۱) عالیجناب وزیر تعلیم (صدر) (۲) پارلیمنٹری سکریٹری عالیجناب وزیر تعلیم (نائب صدر) (۳) ڈائرکٹر تعلیمات صوبہ جات متحدہ (سکریٹری) (۴) صوبہ جات متحدہ کے لڑکیوں کے اسکول کی چیف انسپکٹرس (۵) باری باری سے دو وائس چانسلر (۶) حکومت کے نامزد

کئے ہوئے ایوان قانون ساز کے ۴ ممبر (۷) حکومت کے نامزد کئے ہوئے پانچ ماہر تعلیم جن میں سے ایک عورت ہو۔

بنیادی تعلیم کا معاون بورڈ مختلف حلقوں کے لئے سرمایہ کا مقرر کرنے، کتابوں کا منتخب کرنے، نصاب مقرر کرنے اور تعلیم کے لازمی قرار دینے کے متعلق تجویزیں بتانے کا کام کرے گا۔ اس بورڈ کو معائنوں کی رپورٹ دیکھنے کا حق بھی دیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بورڈ مدرسوں کی ٹرینگ کے متعلق مشورہ دے سکتا ہے اور ضابطہ تعلیم میں ترمیم کے متعلق اپنی رائے دے سکتا ہے۔

کالج کی تعلیم کا معاون بورڈ سوائے لازمی تعلیم کے اور متذکرہ بالا تمام کام کرسکتا ہے۔

کالج تعلیمی بورڈ کی تشکیل ذیل میں درج ہے۔

اس میں صدر سمیت کل ۱۶ ممبر ہوں گے۔

(۱) اسکولوں کے سرکل انسپکٹروں میں سے ایک (۲) صوبہ جات متحدہ کے لڑکیوں کے اسکول کی چیف انسپکٹرس کی پرسنل اسسٹنٹ (۳) صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ کے دو منتخب کئے ہوئے ممبر (۴) ایک لیڈی پرنسپل، (۵) ایک لڑکوں کے اسکول کا پرنسپل (۶) ایک فنی کالج کا پرنسپل (۷) ایک امدادی کالج کا منیجر (۸) اسسٹنٹ ڈائرکٹر تعلیمات، صوبہ جات متحدہ (۹) ایک ٹریننگ کالج کا پرنسپل (۱۰) ایک امدادی کالج کا پرنسپل بشرطیکہ وہ صوبہ جات متحدہ کی ثانوی تعلیم کی انجمن کا ممبر ہو (۱۱) عالیجناب وزیر تعلیم کے مقرر کئے ہوئے پانچ ماہر تعلیم جن میں سے تین یونیورسٹیوں کے پروفیسروں میں سے ہوں۔

(اسسٹنٹ ڈائرکٹر تعلیمات صوبہ جات متحدہ اس بورڈ کے سکریٹری ہوں)

۸۰۔ بنیادی تعلیم کے بورڈ کی تشکیل نیچے دی ہوئی ہے۔

صدر سمیت اس بورڈ میں کل ۱۵ ممبر ہوں گے۔

(۱) اسکول کا سرکل انسپکٹر ایک (۲) لڑکیوں کے اسکول کی انسپکٹرس ایک (۳) دو ہیڈ ماسٹر (۴) ایک ہیڈ مسٹریس (۵) ایک نارمل اسکول کا ہیڈ ماسٹر (۶) ایک نارمل اسکول کی ہیڈ مسٹریس۔ (۷) صوبہ جات متحدہ کی انجمن ثانوی تعلیم کا صدر (۸) ڈپٹی ڈائرکٹر تعلیم صوبہ جات متحدہ (۹) صوبہ جاتی تعلیمی بورڈ کے دو منتخب ممبر (۱۰) عالی جناب وزیر تعلیم کے مقرر کئے ہوئے چار ماہر تعلیم جن میں دو دستکاری کے ماہر ہوں۔

(ڈپٹی ڈائرکٹر تعلیمات صوبہ جات متحدہ اس بورڈ کے سکریٹری ہوں)۔

۸۱۔ ہر دو معاون بورڈ کے صدر حکومت مقرر کرے گی۔ سوائے صوبہ جاتی بورڈ کے نمائندوں کے اور باقی تمام ممبران کا اسی طرح تقرر ہوگا۔

۱۰۔ متفرقات

ذہنی اور اخلاقی تربیت

کمیٹی کا خیال ہے کہ موجودہ زمانہ میں جو ذہنی اور اخلاقی تربیت ہوتی ہے وہ حاکمانہ قسم کی ہے۔ کمیٹی کی رائے میں اخلاقی اور ذہنی تربیت کسی پر عائد نہ کی جائے بلکہ وہ خود بخود انسان میں پیدا ہو۔ جسمانی سزا مسدود کر دی جائے اور تکلیف پہنچانے والی ایسی باتیں ختم کر دی جائیں جن سے بچوں میں بلاسوچے سمجھے حکم ماننے کی عادت پڑے۔ حکمانہ طور پر ذہنی اور اخلاقی تربیت کی جگہ اس کے لئے ایک نیا قاعدہ تیار کیا جائے جس سے بچوں کی تمام قوت عملی یکساں طور پر ترقی حاصل کر سکے اور بچوں کا ضمیر ذہنی اور اخلاقی تربیت کا معاون ہو۔

کمیٹی اس بات کی بھی سفارش کرتی ہے کہ آزادانہ رائے رکھنے اور اس کے اظہار پر کوئی پابندی نہ عائد کی جائے۔ طالبعلموں کو کسی ایسی انجمن میں شرکت کرنے سے نہ روکا جائے جو خاص طور پر طلبا کی بنائی ہوئی ہے اور وہی اسکو چلا رہے اور جو نوجوانوں کے عام مفاد کی ترقی کے لئے قائم ہوئی ہے ہاں البتہ طالب علموں کو اس وقت ہیڈ ماسٹر یا پرنسپل کی اجازت کی ضرورت ہوگی جب وہ اسکے علاوہ کسی اور انجمن میں شرکت کرنا چاہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ۱۸ برس سے کم عمر کے کسی طالب علم کو ہرگز کسی سیاسی جماعت میں شرکت کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ کسی طالب علم پر چاہے وہ بورڈنگ ہی کا رہنے والا کیوں نہ ہو اس وقت تک کسی عام جلسہ میں جانے پر پابندی نہ عائد کی جائے گی جب تک کہ بورڈنگ کے کسی قاعدے کی خلاف ورزی نہ ہو۔

موجودہ اداروں کا مستقبل

موجودہ ابتدائی، ورناکیولر مڈل ہائی اسکول مدرسے اور انٹرمیڈیٹ کالجوں کے متعلق نیچے دی ہوئی سفارشیں کی گئی ہیں:۔

حکومت فوراً اپنی تعلیمی ضروریات کی جانچ کرے اور توسیع تعلیم کا پورا پروگرام تیار کرے اور حسب سفارش کمیٹی موجودہ اداروں کو بنیادی اداروں اور مجوزہ کالجوں میں تبدیل کر دیا جائے ایک بیس برس کا پروگرام تیار کیا جائے جس کی رو سے ۷ برس سے ۱۴ برس کی عمر تک کے تمام لڑکے اور لڑکیوں کو بنیادی تعلیم دی جائے اور بالغوں کو پڑھایا جائے اور جتنے کالجوں کی ضرورت ہو قائم کئے جائیں۔ موجودہ ورناکولر اور اینگلو ورناکولر مدرسوں کو جلد سے جلد بنیادی مدرسوں میں تبدیل

کر دیا جائے اور انٹرمیڈیٹ کالجوں کو مجوزہ کالجوں میں تبدیل کر دیا جائے۔ موجودہ ہائی اسکولوں کو ۷ برس کے اندر اندر یا تو بنیادی مدرسوں میں یا نئے قسم کے کالجوں میں بدل دیا جائے۔

تعلیمی مرکزی ادارہ کا قیام

جہاں محکمہ کی رائے ہو وہاں ایک تعلیمی مرکزی ادارہ قائم کیا جائے۔ اس ادارہ سے ایک کتب خانہ ملحق ہو جس میں ذیل کی کتابیں ہوں:-

(۱) ریاستہائے متحدہ امریکہ اور یورپ کے خاص خاص ممالک کے ثانوی اور ابتدائی مدرسوں کی جدید ترین درسی کتابوں کا مجموعہ۔

(۲) ان کتابوں اور رسالوں کا مجموعہ جن کا تعلق تعلیمی مضامین سے ہو۔ اور

(۳) اسکولوں کی درسی کتابوں اور بچوں کے پڑھنے کی دوسری کتابوں کا ذخیرہ جو ہندوستان کی زبانوں میں شائع ہوئی ہیں۔

یہ کتب خانہ گشتی ہو تاکہ جو مدرس دور مقامات پر رہتے ہوں وہ بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ اس کتب خانہ سے ملحق ایک دارالمطالعہ بھی ہو۔

کثیر المقاصد انجمنہائے امداد باہمی

دیہی حلقوں میں لوکل سلف گورنمنٹ کی ایک اسکیم

(از ڈاکٹر کیلاش ناتھ کاٹجو۔ ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ ڈی وزیر صنعت و حرفت و ترقیات)

دیہاتوں میں زیادہ سے زیادہ اصلاحات کرنے کی سخت ضرورت کی طرف عوام کو کافی متوجہ کیا گیا ہے اور اب اسکا احساس ہو گیا ہے کہ دیہاتوں سے غفلت برتی گئی ہے اور وہاں کے حالات نہایت تکلیف دہ اور افسوسناک ہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں نے دیہاتوں کی اندرونی حالت پر توجہ نہیں کی ہے۔ اُن کی ساری سرگرمیاں ضلع کے وسائل آمد و رفت، ترقی تعلیم، حفظان صحت عامہ اور اس طرح کے دوسرے کاموں کی طرف جن کا تعلق کل ضلع سے بحیثیت مجموعی رہا ہے مبذول رہی ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انھیں گاؤں کی اندرونی حالت سے جیسے کوئی مطلب ہی نہیں رہا ہے مزید براں

ڈسٹرکٹ بورڈوں نے گاؤں والوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی۔ ممکن ہے کہ کہیں کہیں اُنھوں نے بیج گودام قائم کر دیا ہو ورنہ دیہاتی حلقوں میں پیداوار اور پیداوار کی خرید و فروخت کے مسائل یا گھریلو صنعتوں کی ہمت افزائی اور ترقی کے بارے میں ان کی طرف سے بھی کچھ نہیں ہوا ہے۔

بہرحال گاؤں سدھار اور گاؤں کی اصلاح کی ضرورت تسلیم کر لی گئی ہے اور تقریباً ہر صوبہ میں اس سمت ترقی کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی اسکیم خواہ وہ بہت بلند ہو خواہ معتدل مرتب کی گئی ہے۔ اس غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ مناسب سمجھا گیا ہے کہ دیہاتوں میں مقامی خود اختیاری (سلف گورننگ) ادارے قائم کر دئے جائیں۔ خیال یہ ہے کہ ان اداروں کو جو خود گاؤں ہی کے پیداوار ہونگے مقامی تائید اور مقامی تعاون دونوں حاصل ہونگے اور ان کی بدولت مقامی لوگوں کو خود سے کام کرنے کا موقع ملے گا اور اس طرح یہ ادارے حکومت خود اختیاری کے فن میں گاؤں والوں کی سیاسی تعلیم اور ماحول کی ترقی کے لئے ایک مفید آلہ ثابت ہونگے اور خیال کیا جاتا ہے کہ اگر پنچائتیں نہایت وسیع پیمانہ پر قائم ہو جائیں تو یہ مقصد حاصل ہو جائیگا۔ یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ چونکہ پنچایت ایک پرانا ادارہ ہے جو لوگوں کے مزاج کے مطابق ہوتا ہے اس لئے گاؤں والے اُسے پسند کریں گے اور ترقی یافتہ اسکیموں پر عمل کرانے کے لئے وہ ایک موثر وسیلہ ثابت ہوگا۔ چنانچہ اخبارات میں برابر یہ خبر آتی رہتی ہیں کہ اکثر صوبوں میں اور بعض ریاستوں میں بھی دیہاتوں میں پنچائتیں قائم کرنے کے لئے یا تو قانون بنا دیا گیا ہے یا بنایا جا رہا ہے۔ میں اچھی طرح سے نہیں جانتا کہ یہ پنچائتیں کس طرز پر قائم کیجا رہی ہیں مگر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو طریقہ سب سے زیادہ پسند کیا جا رہا ہے وہ انتخاب کا ہے۔ وسیع معنوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ پنچائیتوں کو ہمارے موجودہ مینوسپل اداروں کے طور پر مرتب ہونا چاہیئے حق رائے دہندگی ضرور زیادہ ہو سکتا ہے۔ پنچ بالغوں کے ووٹوں سے منتخب ہو سکتے ہیں مگر بحیثیت مجموعی مشینری وہی ہوگی۔ پنچوں کا انتخاب کچھ سالوں کے لئے ہوگا اور جو پنچایت اس طرح مرتب ہوگی وہ ایسی جماعت ہوگی جسے انتظامی اور محصول لگانے دونوں کا اختیار ہوگا۔ اُسے تمیزی اور لازمی دونوں اختیارات حاصل ہونگے۔ اس کے پاس خود اس کی رقم ہوگی اور تھوڑا سا مقامی ٹیکس لگا کر اس رقم میں وہ اضافہ بھی کر سکے گی۔

میں اس قسم کی لوکل سلف گورنمنٹ کی خوبیوں اور معائب پر زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا۔ نہ میں اسے زور دینا چاہتا ہوں کہ انتخابات بعض حالتوں میں جھگڑے اور رقابت کا باعث ہونگے اور گاؤں میں امن و آشتی کے بجائے نااتفاقی اور خرابیاں پیدا کریں گے۔

میں اس مسئلہ کے دو پہلوؤں پر البتہ زور دینا چاہتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ نمائندہ حکومت ایک

ایسا طریقہ ہے جو ایسے ہی موقع پر برتا جانا چاہیئے جہاں ایک خاص رقبہ میں آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو کہ مقامی معاملات کا انتظام خود عوام کو انفرادی یا جماعتی حیثیت سے دیا جا سکے۔ جہاں کم آدمیوں کی وجہ سے گاؤں والوں کے لئے اپنے معاملات کا انتظام براہ راست اور قابلیت کیساتھ کرسکنا آسان ہو تو میرے خیال میں ہر شخص یہ تسلیم کریگا کہ لوکل سلف گورنمنٹ کا یہ بہترین طریقہ ہوگا۔ نمائندہ اداروں کی ایک بدنصیبی یہ ہے کہ منتخب کرنے والوں اور اُن کے نمائندوں میں باہمی ارتباط ختم ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ ہر شخص اس ضرورت کو تسلیم کرتا ہے کہ یہ ایک انفرادی شہری یا مقامی حلقہ کا باشندہ مقامی معاملات میں کافی اور مسلسل دلچسپی لیتا رہے تاکہ جماعت کے منتخب شدہ نمائندوں کے عمل اور پالیسی پر اثر انداز ہوئے اور اس کی رہنمائی کے لئے ہمیشہ ایک مضبوط اور مفید رائے عامہ قائم رہے مگر ہر جگہ یہی دیکھا گیا ہے کہ یہ مقصد کبھی نہیں حاصل ہوا ہے اور جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے اگر گزشتہ تجربہ کوئی وقعت رکھتا ہو تو یہ ماننا پڑیگا کہ خواہش کے مطابق بہت کچھ پورا ہونے سے رہ گیا منتخب کرنے والے مقامی معاملات کا انتظام بہت کچھ اپنے نمائندوں پر چھوڑ دیتے ہیں اور صرف وقتی انتخابات کے موقعوں پر بیدار ہوتے ہیں۔

میرے نزدیک دوسرا کافی اہم مسئلہ وہ بنیادی فرق ہے جو گاؤں کی ایک جماعت کی ضروریات اور شہری حلقہ کے باشندوں کی ضروریات میں ہوتا ہے۔ شہری حلقوں کے لوکل سلف گورننگ اداروں کا کام خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے خواہ وہ میونسپل بورڈ ہوں یا نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی زیادہ تر یہ ہے کہ وہ باشندوں کے فوائد کے لئے تسلیم شدہ سہولتیں مہیا کریں۔ مثلاً عمدہ نالے اور نالیاں صاف پانی کی فراہمی اچھی سڑکیں روشنی کا معقول انتظام بازاریں مذبح پارک اور تفریح گاہیں۔ ان سب کے علاوہ ایک فرض یہ بھی ہے کہ میونسپلٹی کے حدود کے اندر ابتدائی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ میونسپلٹی کا بحالت موجودہ باشندوں کی اقتصادی حالت سے کوئی سروکار نہیں ہے اور یہ واقعہ ہے کہ شہری حلقوں میں باشندوں کے پیشے اتنے مختلف النوع ہیں کہ کسی میونسپلٹی کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ ان کی بہبود کے لئے کوئی خاص کوشش کر سکے اس کے برخلاف دیہی حلقہ میں گاؤں کے لوگوں میں باوجود ظاہری اختلاف کے صحیح معنوں میں اتحاد ہوتا ہے اور سب کا ایک خاص مشغلہ ہوتا ہے یعنی کاشتکاری اور اس کی متعلقہ صنعتیں اُن کی ضرورتیں جہاں تک خود آبادی میں سہولتوں کا تعلق ہے بہت کم ہیں۔ تاوقتیکہ کسی گاؤں میں بہت زیادہ آبادی نہ ہو تازی ہوا کافی ہوتی ہے اور پینے کے لئے صاف پانی کی فراہمی کی سہولتیں یا تو موجود رہتی ہیں یا اُن کا آسانی سے انتظام ہو سکتا ہے۔ گاؤں کی اصلاح اور ترقی (جیسا کہ ہم انھیں شہری حلقہ کے معیار پر سمجھتے ہیں) منحصر ہوتی ہے۔ زیادہ تر گاؤں والوں کو اقتصادی حالت کی ترقی اور مزید براں کے لئے اتنی ہی مسلسل توجہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

اگر گاؤں سدھارنے کے معنی صرف یہی ہیں کہ گاؤں کی گلیاں چوڑی ہو جائیں۔ کچھ کنوئیں بنا دئے جائیں اور گھروں میں روشندان کھولدئے جائیں تو اگر روپیہ پاس ہو تو سارا کام چند مہینوں میں انجام پا جائیگا۔ لیکن میرا تصور یہ ہے کہ گاؤں سدھار کا مقصد پیداوار اور بازار کی خرید و فروخت (مارکٹنگ) کے طریقوں اور گھریلو صنعتوں کو ترقی دیکر گاؤں کے ہر آدمی کی آمدنی میں اضافہ کرنا ہے۔ اگر گاؤں والوں کی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے تو مجھے اس میں شک نہیں کہ زندگی کے حالات بھی بہتر ہو جائینگے اور خوش حالی کے ساتھ ساتھ سہولتیں بھی ہونگی۔

اس کے علاوہ اور ایک ضروری بات بھی ہے۔ گاؤں کی آبادی میں اصلاحات کرنے کے لئے پنچایت کا طرز جو وقتاً فوقتاً مقرر ہوتی رہے موثر ہو سکتا ہے کیونکہ اس قسم کے اصلاحات کرنے کے لئے گاؤں کے ہر فرد کی مسلسل دلچسپی اور تعاون کی صورت نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ زراعت میں کافی ترقی دیکھنا چاہتے ہیں اگر آپ دیہاتی کو اس پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ بہتر کاشت کے طریقے استعمال کرے تاکہ اُس کی پیداوار زیادہ ہو اور اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ وہ مارکٹنگ کے منظم اور باقاعدہ طریقوں پر عمل کرے تاکہ اسے اپنی پیداوار کی مناسب قیمت مل سکے تو میرے خیال میں یہ کام پنچایت کا نہیں ہے۔ جس میں صرف چند آدمی ہوتے ہیں۔ اس کے لئے ضرورت ہے گاؤں کے ہر آدمی کی رضاکارانہ اور مسلسل تعاون۔ آپ کو ہر کاشتکار کو یہ یقین دلانا ہے کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ اُسی کے فائدہ کے لئے ہے۔ اور یہ کہ جو طریقے وہ استعمال کر رہا ہے اب پُرانے ہو چکے ہیں اور اُن میں دوسرے طریقوں کی خاطر ترک کر دینا چاہیئے۔ اسے ترغیب دلانا ہوگا اور اس کی رضامندی اس سے ذاتی اپیل کرکے حاصل کرنا ہوگی خواہ وہ اپیل انفرادی حیثیت سے کیجائے خواہ کسی انجمن کی معرفت جس کا وہ خود بھی ممبر ہو اگر ہم گاؤں کے مسئلہ کو اس نقطہ خیال سے دیکھیں تو مجھے یقین ہے کہ اس سے یہ ظاہر ہو جائیگا کہ ہمیں دیہی حلقوں میں لوکل سلف گورننگ ادارے قائم کرنے کے لئے دوسرے ذرایع کو تلاش کرنا چاہیئے اور میری تجویز ہے کہ قابل عمل فائدہ مند اور مفید طریقہ امداد باہمی کا طریقہ ہوگا۔ یہ امر نہایت قابل افسوس ہے کہ اس وقت تک کوآپریٹیو ڈپارٹمنٹ کی سرگرمیاں ایک خاص قسم کی سرگرمی پر کوآپریٹیو اصول کی تطبیق کے مترادف ہوگئی ہیں یعنی دیہاتی کے لئے آسانی سے قرضہ مہیا کرنا۔ علاوہ بریں یہ محدود سرگرمی بھی سرکاری محکمہ کے زیر سرپرستی ہوتی رہی ہے۔ یہ امر تعجب انگیز نہیں کہ اس تمام عرصہ میں "کوآپریشن" (امداد باہمی) غیر سرکاری کارکنوں پر اثر انداز نہیں ہو سکا مگر اب حالات بدل گئے ہیں صوبجاتی خودمختاری کے بعد اب یہ وقت نہیں محسوس ہو سکتی کہ محکمہ کی سرگرمیوں کو خالص قوم پرست طرز پر وسعت دی جائے اور امداد باہمی کے طریقوں پر سارے دیہاتوں کو منظم کیا جائے۔

میرے نزدیک ایک سلف گورننگ (خود اختیاری) انجمن کی جو خاص ضروری شرطیں ہونا چاہئیں ان کا تذکرہ میں نے کر دیا ہے۔ اب میں مختصر الفاظ میں اسکا اعادہ کئے دیتا ہوں سب سے پہلے وہ ایک ایسی انجمن ہونا چاہئے جسکا ہر دیہاتی ممبر ہو اور جس میں وہ خود کافی دلچسپی لیتا ہو اور دوسرے وہ انجمن گاؤں کی زندگی پر بحیثیت مجموعی نظر رکھے اور محض آبادی کی ضروریات تک محدود رہے یعنی انجمن اُن کی تمام دیگر ضروریات بھی پوری کرے۔ جیسا کہ میں اس سے قبل کہہ چکا ہوں انجمن کو گاؤں کے ہر باشندہ کا اُس کی پیدایش سے مرتے وقت تک خیال کرنا چاہئے۔

میری تجویز ہے کہ حسب بالا ضروری شرطیں ۱۲۰۰ سے ۱۵۰۰ تک کی آبادی کے دیہاتوں میں کثیر المقاصد انجمن ہائے امداد باہمی کی مکمل طور پر تنظیم سے پوری ہو سکتی ہیں میں کم سے کم کوئی حد مقرر نہیں کرنا چاہتا ہوں لیکن زیادہ سے زیادہ حد مقرر کرنا ضروری ہے اس لئے کہ ایسی ہی انجمن کی تشکیل ہونا چاہئے جو محض اپنے اراکین کی تعداد کی وجہ سے ناقابل عمل نہ بنجائے گاؤں کے ہر خاندان کو اس کثیر المقاصد سوسائٹی کے دستور العمل کے مطابق ایک یونٹ قرار دینا چاہئے میرے خیال میں اگر اس وقت بھی وسیع نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ہر خاندان دیہاتی زندگی کا ایک یونٹ ہی سمجھا جاتا ہے۔ اگر آپ کسی دیہاتی سے پوچھیں کہ اس کے دیہات کی آبادی کیا ہے تو زیادہ تر وہ اپنے جواب میں آپ کو یہ نہیں بتائے گا کہ وہاں اتنے آدمی رہتے ہیں بلکہ یہ کہے گا کہ ہمارے گاؤں میں سو یا ڈیڑھ سو گھر ہیں یعنی اتنے خاندان آباد ہیں۔ اس لئے ہم کو اپنی سوسائٹی کے دستور العمل کے لئے ہر خاندان کو ایک یونٹ ماننا چاہئے اور ہر گھر سے ایک یا اگر خاندان بڑا ہو تو دو نمائندے سوسائٹی میں آنا چاہئیں۔ یہ نمائندہ عام طور سے بزرگ خاندان ہونا چاہئیں لیکن اگر کسی خاندان کا بزرگ بہت ضعیف ہو تو وہ اپنے چھوٹے بھائی یا لڑکے کو بھی نمایندہ بنا سکتا ہے۔ بہرحال خاندان کو سوسائٹی سے بلاواسطہ وابستہ رہنا چاہئے۔

اس طرح اگر کسی گاؤں میں زیادہ سے زیادہ دو سو یا ڈھائی سو گھر یعنی خاندان آباد ہیں تو ہماری سوسائٹی کے ممبران کی تعداد بھی اتنی ہوگی۔ (سوسائٹی سے میری مراد کثیر المقاصد امداد باہمی سوسائٹی ہے) اور میرے خیال میں ایک ایسی انجمن کو اپنے طور طریقے تجارتی بنانے میں کوئی دشواری نہ ہوگی۔ ہم جانتے ہیں کہ ہر برادری کی پنچائت الگ ہوتی ہے۔ یہ برادری اپنی پوری طاقت سے جمع ہوتی ہے اور غور و خوض کے بعد اپنے فیصلے مرتب کرتی ہے۔ اس لئے مجھے یہ کہنے میں کوئی دشواری نہیں معلوم ہوتی کہ دو ڈھائی سو ممبران کی یہ دیہاتی انجمن اپنی عام دلچسپی کی تمام معاش تمدنی اور سیاسی باتوں پر اچھی طرح غور کر سکے گی۔ ایک بار اس انجمن کے قائم ہو جانے کے بعد اس کے معاملات میں کوئی دشواری نہ پیش آئے گی۔ ہر انجمن اپنے اپنے قواعد اور قوانین کے مطابق کام کرے گی اور برادری سے

خارج کرنے جرمانے کرتے یا اور دوسرے طریقوں سے سزا دینے کے جو اختیارات اس کو حاصل ہوں گے ان پر بوقت ضرورت عمل کرے گی۔

اس سوسائٹی کو دیہات میں ہر قسم کی مفید تحریک چلانا چاہئے۔ اس میں مختلف شعبے ہوں گے اور ہر شعبہ اپنے اپنے کام انجام دے گا۔ ایک شعبہ بہتر فارمنگ کا کام دیکھے گا دوسرا خرید و فروخت کا تیسرا دیہاتی صنعتوں کا چوتھا صفائی کا پانچواں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا چھٹا تہذیب اور دیہاتی تفریحات کا غرض اس طرح مختلف کام مختلف شعبوں کے سپرد ہوں گے۔ یہ سوسائٹی مہینہ یا اس سے زیادہ یا کم عرصہ میں جیسا فیصلہ ہو ایک بار اپنا جلسہ کرے گی اور اس کی پالیسی کے تمام مسائل خود اس سوسائٹی میں طے کئے جائیں گے۔

اس طرح ہر دیہاتی کو ان باتوں پر اپنی رائے ظاہر کرنے کا موقع ملے گا جو اس کے گاؤں کی آبادی کی بہتری سے تعلق رکھتی ہیں مثلاً زراعت کے طریقے فارمنگ خرید و فروخت اور دیہاتی صنعتوں کی ترقی وغیرہ۔ قوم پرور محکموں یعنی زراعت صنعت امداد باہمی۔ آبکاری اور آبپاشی وغیرہ کے افسران اس سوسائٹی کے جلسہ میں شریک ہوکر دیہات کی ساری آبادی سے اپنے تعلقات پیدا کرسکیں گے اور ایسی باتیں بتا سکیں گے جو ان کے دیہات کی ترقی اور بہتری کے لئے مفید ہوں گی۔ یہ ایک بہت مفید پہلو ہے۔ اس لئے کہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ افسران کو تمام دیہاتوں سے ملنے اور ان کو اپنی معاشی حالت بہتر بنانے کا مشورہ دینے یا تدبیریں بتانے کا بہت کم موقع ملتا ہے۔

سوسائٹی کے اس دستور العمل کے مطابق نہ کسی طریقہ کے الکشن کی ضرورت پڑے گی اور نہ گاؤں میں کنوسنگ کرنے کا کوئی موقع آئے گا۔ ہر خاندان اپنا نمائندہ خود چنے گا اور اس طرح جلسہ میں تمام دیہاتیوں کو جمع ہونے اور اپنے گاؤں کی ترقی اور بہتری کی تدبیریں پیدا کرنے کا موقع ملے گا۔

سوسائٹی کے فیصلے کو نافذ کرنے کے لئے ایک مجلس عاملہ بھی ہونا چاہئے۔ یہ مجلس عاملہ پنچائت کہی جائے اور ہر سال منتخب ہو۔ یہ بہت بڑی جماعت نہ ہو لیکن اتنی بڑی ضرور ہو کہ ہر ذات ملت اور پیشہ کے لوگوں کو اس میں نمائندگی حاصل ہو سکے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے صوبجات متحدہ کے کئی دیہاتوں میں اس قسم کی انجمنیں قائم ہو چکی ہیں اور یہ دیکھ کر کے خوشی ہوتی ہے کہ ان کے ممبروں نے بغیر کسی بالائی اثر کے اپنے آپ ہی ایسی مجلس عاملہ یعنی پنچائت بنائی ہے جس میں ہندو مسلم اور ہریجن تمام فرقوں کے نمائندے موجود ہیں۔ یہ پنچایت بڑی خوبی اور یکجہتی سے کام کرتی ہے۔ جو پنچائتیں اس طور سے منتخب ہونگی وہ اپنے رویہ کے لئے سوسائٹی کے سامنے

جوابدہ ہوں گی۔ ان کو ہر جلسہ میں یہ بتانا ہوگا کہ پچھلے جلسہ سے اس وقت تک انھوں نے کیا کام کیا اور سوسائٹی کے احکام کو کس درجہ نافذ کیا۔ پنچایت کے پاس کوئی علیحدہ سرمایہ نہ ہوگا اور اس کو پالیسی کے تعین کا بھی اختیار نہ ہوگا۔ یہ بڑے اور اہم معاملات پر اپنے فیصلے بھی نہ کر سکے گی مگر میرا خیال ہے کہ ان پنچائتوں کے کام کرنے سے وہ تمام قابل اعتراض باتیں دور ہو جائیں گی جو اکثر نوٹیفائڈ ایریا کمیٹیوں اور دوسری بڑی جماعتوں میں دیکھی جاتی ہیں۔

سوسائٹی کے پاس اپنا سرمایہ ہوگا اور وہ خود اسی کے بنائے ہوئے قاعدوں کے مطابق جمع کیا جائے گا۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو مقامی حالات کو سمجھنے کے بعد طے ہو سکتا ہے لیکن میں ممبری کا کم سے کم چندہ تجویز کئے دیتا ہوں۔ یہ چندہ ہر ممبر کو دینا ہوگا چاہے وہ زمیندار ہو یا کسان یا صرف ایسا مزدور ہو جس کے پاس کوئی زمین نہ ہو۔ یہ کم سے کم چندہ اتنا ہو کہ گاؤں کا ہر غریب سے غریب آدمی اس کو ادا کر سکے۔ میرے خیال میں ہریجنوں کے لئے یہ کم سے کم چندہ چار آنہ سال اور دوسرے طبقوں کے لئے آٹھ آنہ سال ہو۔ لیکن اس چندہ کے ساتھ ساتھ میں ایک امدادی چندہ کی بھی تجویز کروں گا جو ممبر کی حیثیت کے مطابق مقرر کیا جائے۔ اگر ممبر زمیندار ہو تو وہ اپنی فرد مالگذاری کا کچھ فیصدی دنیز سیر اور خود کاشت کے نفع کا کچھ حصہ ادا کرے۔ یہ مقامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک یا دو فیصدی ہونا چاہئے۔ اسی طرح کسان ممبر کے لئے اس کی پیداوار کے نفع کا تخمینہ کرکے امدادی چندہ مقرر کرنا چاہئے۔ بعض تجویزیں لگان واجب الادا کے حساب سے کی گئی ہیں۔ میرے خیال میں ان کا اثر برا ہوگا اور اس سے کسانوں کے سب سے غریب طبقہ پر سب سے زیادہ بوجھ پڑے گا۔ مثال کے طور پر شرح معین یا دخیلکار کاشتکاروں کو لے لیجئے۔ یہ لوگ جو لگان دیتے ہیں وہ بہت کم ہے لیکن ان کی اقتصادی حالت دوسرے کسانوں کے مقابلہ میں کہیں بہتر ہے۔ سب سے زیادہ لگان شکمی یا قانونی کاشتکار ادا کرتے ہیں اور اُن کی اقتصادی حالت بہت خراب ہے اب اگر ان کے لگان کے حساب سے ان پر چندہ مقرر کیا جائے تو ان پر بڑی زیادتی ہوگی اسی لئے میرا خیال ہے کہ کاشتکاروں سے جو چندہ لیا جائے وہ انہیں مزروعہ زمین کے نفع کے حساب سے یا ان کے مملوکہ ہل اور بیل یا کسی ایسی چیز کے حساب سے ہو جو ان کی اقتصادی حالت سے بلا واسطہ تعلق رکھتی ہو۔

اس خود اختیاری چندہ کے علاوہ اس سوسائٹی کو حکومت یا ڈسٹرکٹ بورڈوں سے بھی ان طریقوں سے مقررہ عطیے ملنا چاہئے جن پر میں آگے چل کر بحث کروں گا۔ ان رقموں کے علاوہ سوسائٹی ان جرمانوں سے بھی اپنا سرمایہ مضبوط کر سکتی ہے جو اس کو قوانین کی پابندی نہ کرنے والے ممبروں سے حاصل ہوں گے۔ اسی طرح عدالتی پنچائتوں کے جرمانہ بھی حاصل ہوں گے جن کا ذکر

میں بعد کو کروں گا۔

یہاں میں یہ بھی ذکر کر دوں کہ ہم نے پچھلے دو سالوں میں ان سوسائٹیوں کے بڑے پیمانہ پر کام کرنے کا جو تجربہ حاصل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیہاتیوں نے مفید دیہات کاموں کے لئے خود اختیاری چندہ دینے میں حیرت انگیز آمادگی ظاہر کی ہے۔ میں نے جو رائے قائم کی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کسی دیہاتی پر چندہ لگائیں اور اس سے یہ کہیں کہ یہ روپیہ نہریں بنانے ہسپتال کھولنے یا اسی طرح کے کسی ایسے کام پر صرف ہوگا جو آسانی سے اس کے ذہن میں نہیں آتا تو وہ آپ کی طرف سے مشتبہ ہو جائے گا اور آپ کو اس سے چندہ لینے میں بڑی دقت ہوگی لیکن اگر آپ اس سے کہہ دیں کہ یہ روپیہ خود اس کے قبضہ میں رہے گا اور ایسے کاموں پر صرف ہوگا جن سے وہ اپنی روزانہ زندگی میں بڑے فائدے اٹھا سکتا ہے جیسے آبپاشی یا پانی پینے کے دیہاتی کنوئیں بنانا۔ دیہاتی گلیوں کو چوڑا کرنا، سڑکوں سے ملنے والی نئی گلیاں بنانا یا پنچایت گھر بنانا تو وہ اپنی غریبی کے باوجود اپنا حصہ ادا کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا بلکہ اس میں بڑی سخاوت سے کام لے گا۔ اس لئے مجھے اس بات کا یقین ہے کہ اگر باقاعدہ سوسائٹیاں قائم ہو جائیں اور وہ ایمانداری کے ساتھ کام کرنے لگیں تو ان کو کبھی ایسے کاموں کے لئے روپیہ کی زحمت نہ ہوگی جو دیہات کی ترقی اور بہتری سے تعلق رکھتے ہیں۔

ہم نے بہت سی ایسی سوسائٹیاں قائم کی ہیں خصوصاً بہتر رہنے سہنے کی انجمنیں جو کثیر المقاصد امداد باہمی سوسائٹیوں کی بنیاد کے طور پر یو۔ پی کے تمام ضلعوں میں کھولی گئی ہیں ہم نے یہ بھی بتایا ہے کہ ایک دیہات کی منظم اجتماعی زندگی کے لئے ایک ایسی عمارت بھی ضروری ہے جہاں ہر شام کو تمام دیہاتی جمع ہوں اور دلچسپ موضوعوں پر آپس میں بات چیت کریں۔ مقامی تیوہار منائیں۔ عام تفریح کریں جیسے دیہاتی گانے یا ناچ۔ دیہاتی کھیل یا ایسی ہی دوسری چیزیں اور ایک ایسی جگہ ہو جہاں وہ اپنے جلسے کریں۔ مفت دوائیں تقسیم کریں اور کنیا پاٹھ شالہ وغیرہ قائم کریں پنچایت گھروں کی تعمیر میں غیر معمولی مدد حاصل ہوئی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب پنچایتیں قائم ہو جائیں گی جن کا میں اس وقت ذکر کر رہا ہوں تو ان کے پنچایت گھر بھی بہت جلد تیار ہو جائیں گے۔ لیکن جہاں کہیں اسکول کی عمارت موجود ہو وہاں سوسائٹی کے لئے یہی آسان ہوگا کہ وہ محکمہ تعلیم یا ڈسٹرکٹ بورڈ کی اجازت سے اس کو پنچایت گھر کے طور پر استعمال کریں۔ بہت آسانی سے شرائط طے ہو سکتے ہیں اور دیہات کی ضرورتوں کے مطابق اسکول میں دو ایک کمروں کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

میں اس امر پر دوبارہ زور دینے کی ضرورت نہیں محسوس کرتا کہ بہتر خرید و فروخت

اور بہتر فارمنگ کو ترقی دینا ان سوسائٹیوں کے اہم ترین فرائض میں داخل ہوگا۔ اور وہ اس مقصد کے لیے بہتر بیجوں اور بہتر زراعتی آلات وغیرہ کی فراہمی کا انتظام کریں گی اور اگر ضرورت محسوس ہوگی تو ایک بیج گودام بھی قائم کرنے کی ممبروں کے زراعتی پیداوار کی بہتر خرید و فروخت اور زراعت سے تعلق رکھنے والی صنعتوں مثلاً تیل پیرنا گڑ اور کھنڈ سار بنانا اور ڈیری فارم قائم کرنا وغیرہ کی دیکھ بھال کرنا سوسائٹی کا ایک ضروری فرض ہوگا۔ ان کے علاوہ دوسری دیہاتی صنعتیں بھی ہوں گی مثلاً بننا، کاتنا، لکڑی کا کام اور چرم سازی وغیرہ مختصراً اس سوسائٹی کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ گاؤں والوں کے تمام اجتماعی فوائدوں کا خیال رکھے۔ ظاہر ہے کہ اس کو اپنے بہت سے فرائض ادا کرنے کے لئے سرمایہ کی ضرورت ہوگی اسلیے سوسائٹی کے شعبہ قرض کا سب سے اہم فرض یہ ہوگا کہ وہ بہتر فارمنگ اور بہتر خرید و فروخت کے کام کے لئے چندہ جمع کرے۔ یہ ایک بیج گودام بھی کھول سکتی ہے اور بہتر آلات زراعت اور بیل وغیرہ بھی اپنے ممبروں کے استعمال کے لئے رکھ سکتی ہے۔ جو روپیہ کی ضرورت ہو وہ گاؤں کے ان حیثیت دار باشندوں نیز امداد باہمی کے اداروں یعنی ضلع اور مرکزی امداد باہمی بینک سے جمع کیا جائے۔ اب اس موضوع کے اس پہلو پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جب تک زمینداری کا موجودہ طریقہ رائج ہے انجمن کو یہ انتظام کر لینا چاہیئے کہ وہ اپنے ممبروں کا لگان زمینداروں کو یکمشت یا بہ اقساط ادا کرتی رہے اور زمیندار کو ایک ایک کاشتکار سے فرداً فرداً لگان وصول کرنے میں جو پریشانیاں اور اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں ان سے بچانے کے معاوضہ میں لگان کم کرائے۔

اس سے یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ اگر یہ انجمن اچھی طور پر کام کرے تو یہ مقامی خود اختیاری حکومت کی ایک عملی اور کارآمد نمونہ ہوگی اور اس کی ایک خاص خوبی یہ ہوگی کہ وہ اس کے ساتھ گاؤں کا ہر فرد تعاون کریگا۔

سوال ہو سکتا ہے کہ یہ انجمنیں کیسے بنائی جائیں اور کیسے اپنا کام شروع کریں۔ اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر ہم اس کا انتظار کریں کہ گاؤں کے تمام گھرانے خودبخود سوسائٹی کے ممبر بن جائیں تو جس میں یا تو کافی عرصہ تک اس کا انتظار کرنا ہوگا یا اکثر صورتوں میں یہ انجمنیں قائم ہی نہ ہو سکیں گی اور ہم کسی غیر محدود مدت تک انتظار نہیں کر سکتے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مشکل ایک آسان طریقہ سے حل ہو سکتی ہے۔ اس قسم کی انجمن بنانے میں تعداد کی کوئی قید نہیں ہے گاؤں والوں کی اقلیت بھی یہ انجمن بنا سکتی ہے لیکن جب ہمیں یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس انجمن میں گاؤں کی اکثریت کے نمائندے شریک ہو گئے تو ہم یہ قانون وضع کر سکتے ہیں کہ اس قسم کی انجمن کے فیصلہ پر غیر ممبروں کو بھی پابند ہونا پڑیگا۔ یہ اکثریت کیا ہوگی اس کی تفصیل درکار ہے یہ کہ اکثریت کسی گاؤں کی کل آبادی کا ایک ثلث بھی ہو سکتی ہے اور ۷۰ فیصدی بھی۔ رجسٹرار صاحب انجمن امداد باہمی کو یہ اختیار

ملنا چاہئے کہ قبل اس کے کہ وہ کسی انجمن کے متعلق یہ اعلان کریں کہ اس کا وضع کیا ہوا قانون نافذ ہونا چاہئے
وہ اس بات کا اطمینان کریں کہ انجمن میں گاؤں کی مناسب اکثریت شریک ہے انجمن باقاعدہ قائم کی گئی ہے
اور وہ گاؤں کے مفاد کا لحاظ رکھتے ہوئے وہاں کے تمام معاملات بغیر کسی تعصب یا جانب داری کے
کاروباری طور پر انجام دیگی۔ صرف یہی نہیں کہ اس کے فیصلے تمام ممبروں اور غیر ممبروں کے لئے یکساں طور پر
ناطق ہوں گے بلکہ اگر یہ انجمن کسی قسم کا چندہ اپنے ممبران پر لگائے گی تو وہ غیر ممبروں کو بھی دینا ہوگا۔
اس پر بھی اگر غیر ممبر انجمن سے عدم تعاون رکھنا چاہیں تو وہ اس کے لئے آزاد ہیں لیکن میرا یہ یقین ہے کہ
جب انھیں یہ معلوم ہوگا کہ چندہ بہرصورت دینا ہے تو وہ فوراً انجمن میں شرکت کریں گے تاکہ قبل اس کے
کہ کوئی فیصلہ ہو وہ خود اس کی کارروائی میں شریک ہوں اور اپنی رائے کا اظہار کرسکیں۔ اس کے علاوہ مجھے
اپنے طور پر اس کا بھی یقین ہے کہ اس قسم کے معاملہ میں اگر ایک مثال بھی قائم ہوئی تو اس کی تقلید کی جائیگی
اور اگر گاؤں کے قرب و جوار میں ایک مرتبہ انجمنیں قائم ہوگئیں اور گاؤں والوں کو یہ معلوم ہوگیا کہ اس طرح کی
انجمن کے قیام سے ان کو حکومت اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے عطیے مل سکتے ہیں اور اس طرح پر ان کو حکومت خود
اختیاری حاصل ہوجائے گی تو وہ فوراً اس قسم کی انجمنیں بنانے کے لئے خود بخود تیار ہوجائیں گے تاکہ
ان کو بھی حکومت اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے عطیے مل سکیں۔ صوبجات متحدہ کے بہت سے ضلعوں میں ہمارا یہ
تجربہ رہا ہے کہ بہت سے مواضعات نے ضلع کی انجمن گاؤں سدھار سے درخواست کی ہے کہ ان کے گاؤں
کو بھی گاؤں سدھار کے حلقہ میں شریک کرلیا جائے تاکہ انجمن گاؤں سدھار کی مفید اور کارآمد باتوں کا ان
کے گاؤں میں بھی عمل درآمد شروع ہوسکے۔

میرے خیال میں گاؤں کی انجمن کی بنا پر ان سوسائٹیوں کی ضلع وار انجمنیں بھی قائم کی جائیں۔ صورت
حال کا لحاظ رکھتے ہوئے ۲۵ یا ۳۰ انجمنوں کا متحدہ ادارہ قائم کیا جائے ہر انجمن اپنے متحدہ ادارہ کو ایک
یا دو روپیہ جو طے ہو ماہوار دیا کرے۔ ہر انجمن اس متحدہ ادارہ کو اپنا ایک نمائندہ بھیجے۔ اس طرح پر اس متحدہ
ادارہ میں تمام انجمنوں کی نمائندگی ہو جائے گی۔ ایک سپروائزر رکھا جائے جو اس قسم کی متحدہ ادارہ کا سکریٹری
ہو ہمارے یہاں محکمہ امداد باہمی میں سپروائزر ہیں جو ۲۵ یا ۳۰ انجمنہائے امداد باہمی کے انچارج ہیں۔ اس متحدہ ادارہ
کی تمام انجمنوں کی نگرانی کا کام سپروائزروں کے ذمہ ہوگا۔ یہ نگرانی خاص کر اس بات کی ہوگی کہ انجمنوں کے
حسابات باقاعدہ رکھے جاتے ہیں اور انجمنیں قواعد و قانون کی پوری طرح پابندی کرتی ہیں اور انجمن کے
کاروبار اور ان کے انتظامات کی دیکھ بھال بھی کی جائے گی اگر سپروائزر کسی کام میں بے قاعدگی دیکھے تو
اس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ متحدہ ادارہ کو اس کی اطلاع دے۔ ضلع کے تمام متحدہ ادارے مل کر ایک ضلع کی امداد
باہمی وفاقی انجمن بنائیں اور ہر متحدہ ادارہ (یونین) اس وفاقی انجمن کو اپنا ایک نمائندہ بھیجے۔ متحدہ ادارہ اور
وفاقی انجمن (فیڈریشن) یونین یا فیڈریشن کے مشترکہ مفاد سے تعلق رکھنے والے معاملات پر غور کرے گی۔ نیز کاشت

کی ترقی منڈی کی ترقی گھریلو صنعتوں کی ترقی سوسائٹی یا متحدہ ادارہ کے باہمی مشترکہ مفاد وغیرہ کے متعلق بھی سوچیگی - موجودہ امداد باہمی انجمنوں کے لئے انسپکٹروں اور آڈیٹروں کے عملہ کا تقرر کرتی ہے - میرا خیال ہے کہ جب اس قسم کی انجمن زیادہ سے زیادہ تعداد میں قائم ہوجائیں تو حکومت خود ان انجمنوں کی دیکھ بھال کے لئے مناسب تعداد میں انسپکٹروں اور آڈیٹروں کے تقرر کی ذمہ داری ہے - اس کا بار حکومت پر نہ ہو مگر سپروائزروں کی تنخواہوں کا خرچہ خود انجمنیں دیں یا امداد باہمی بینک اور انجمنیں دونوں مل کر دیں اور جس تناسب سے اپنا اپنا حصہ رکھنا مناسب سمجھیں رکھیں -

سرکاری اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے عطیے براہ راست متحدہ اداروں کو دے جا سکتے ہیں اور یہ عطیے یا تو بعض سوسائٹیوں کے لئے مخصوص کر دئے جائیں یا خود یونین کو اختیار دیا جائے کہ وہ انھیں مختلف سوسائٹیوں میں سوسائٹیوں کے مفاد کے لئے تقسیم کر دے جائیں اس طرح پر حکومت عملی طور پر شریک رہے گی اور گاؤں والوں کو یہ احساس ہوگا کہ حکومت ان کے لئے کچھ کر رہی ہے -

قبل اس کے کہ میں تنظیم کے پہلو کو ختم کروں یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ ہر مناسب رقبہ کے گاؤں کی ایک سوسائٹی ہونی چاہئے لیکن بہت سے گاؤں ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو بہت چھوٹے ہیں اور جن میں دو چار جھونپڑوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے لہذا ان کے لئے میرے خیال میں مناسب ہے کہ دو تین مواضعات مل کر جس میں ۵۰ سے ۱۰۰ تک گھر شامل ہوں ایک انجمن بنائی جائے -

ہر گاؤں کی انجمن کا ایک سکریٹری ہونا چاہئے اور اس شخص کا انتخاب گاؤں کی خدمت کے جذبہ کے لحاظ سے ہو - گاؤں کی انجمن اور اس کی مجلس عاملہ دونوں کا سکریٹری ایک ہو مجھے اس میں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ جیوں جیوں وقت گذرتا جائے گا - ہر گاؤں میں سکریٹری کی خدمات انجام دینے کیلئے ضروری اہلیت اور ضروری جذبہ خدمت کا آدمی مل جائے گا - وہ چاہے اعزازی طور پر کام کرے یا اگر ضرورت ہو تو اس کے کھانے کپڑے کے لئے ایک قلیل رقم بطور تنخواہ کے دیجائے میں نے اس مسئلہ پر صوبجات متحدہ کے بہت سے دیہاتوں میں تقریر کی ہے - میں نے لوگوں سے کہا ہے کہ تقریباً ہر گاؤں میں بہت سے سادھو اور پیر وغیرہ ہوتے ہیں جن کو گاؤں والے بڑی خوشی سے کھلاتے اور پہناتے ہیں اور جب گاؤں والوں کو یہ معلوم ہوگا کہ ایک آدمی جس نے ان سب کے لئے اپنے کو وقف کر دیا ہے اور خلوص سے ان کی خدمت کرنا چاہتا ہے تو ایسی حالت میں اگر وہ غریب ہے تو گاؤں والے اس کی محنت کے معاوضہ میں اسے خوشی سے کھلائیں اور پہنائیں گے - میرے اس خیال کی جتنی تائید ہوئی ہے وہ بہت ہمت افزا ہے -

میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ سکریٹری یا مجلس عاملہ کا یہ فرض ہوگا کہ وہ گاؤں کے تمام گھروں کا ایک رجسٹر رکھے - واقعہ یہ ہے کہ فیض آباد کے ایک گاؤں میں میں نے انجمن کے سکریٹری کے پاس

رجسٹر دیکھا جس میں گاؤں کے ہر باشندہ کے متعلق تفصیل کے ساتھ اس کا نام صنف عمر قوم اور مذہب درج تھے اس قسم کا رجسٹر اگر تمام صوبہ میں رکھا جائے تو مردم شماری کے لئے وہ بہت ہی قابل قدر ہوگا۔

گاؤں میں سماجی کام کے لئے اس انجمن کو (مثل اور انجمنوں کے) اسکاوٹ اور رضا کار بھرتی کرنے چاہئیں میں نے دیکھا ہے کہ بہت سے گاؤں نے اپنی کاشت کی نگرانی اور خود گاؤں کی چوکیداری کا انتظام کیا ہے۔ بہر طریقہ کاشت اور منظم نفع بخش منڈیوں کی خاطر پٹواری کی خدمات سے بھی فائدہ اٹھایا جائے میرے خیال میں پٹواریوں کو اس قسم کا انتظامی حکم بھی دیا جاسکتا ہے کہ جہاں تک اس قسم کی انجمنوں کا تعلق زراعتی کاروبار سے ہو وہاں تک یہ لوگ اس کے نائب یا معاون سکریٹری بھی ہوں۔ اس کے علاوہ دوسرے کاموں میں بھی پٹواری مدد دے سکتے ہیں۔

ان انجمنوں کا ایک بہت ہی ضروری کام یہ بھی ہے کہ گاؤں میں مقدمہ بازی روکی جائے میں نے بہت سے مواضعات میں فخریہ یہ کہتے سنا ہے کہ وہاں سالہا سال سے کوئی مقدمہ مال یا فوجداری کا عدالت میں نہیں گیا۔ یہ انجمنیں ثالثی فیصلہ کو بھی رائج کر سکتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم کو چاہئے کہ ان چھوٹے چھوٹے مقدمات کے لئے جن میں ثالثی نہیں ہوسکتی گاؤں میں چھوٹی چھوٹی عدالتیں پنچائتیں بنائیں جن میں کچھ خرچہ نہ ہو۔ ہر گاؤں کے لئے عدالتی پنچائت کی ضرورت نہیں ہے کسی ایک گاؤں میں عدالتی پنچائت کے لئے کافی مقدمات ہونے کی امید نہیں ہے۔ لہٰذا میری رائے میں اس کام کے لئے چند مواضعات کو ملاکر ایک حلقہ بنادیا جائے اور اس حلقہ کے لئے ایک عدالتی پنچائت قائم کی جائے۔ ہر گاؤں کی انجمن جو ایک عدالتی پنچائت کے حلقہ میں ہو اس پنچائت کے لئے اپنے دو یا تین آدمی نامزد کرے جہاں تک ممکن ہو اس کام کے لئے مجلس عاملہ کے ممبر نہ منتخب کئے جائیں لیکن ان پر کوئی پابندی بھی نہ عائد کی جائے۔ اگر کوئی شخص ایسا ہے جس پر گاؤں والوں کو پورا اعتماد ہے تو اس کے مجلس عاملہ کے ممبر ہوتے ہوئے بھی اسے نامزد کیا جاسکتا ہے۔ فرض کیجئے کہ پانچ انجمنوں کا مل کر ایک حلقہ بنا تو اس طرح پر دس آدمی عدالتی پنچائت کے لئے ممبر ہوں گے۔ قاعدہ یہ ہونا چاہئے کہ جب کسی گاؤں میں کوئی جھگڑا ہو تو عدالتی پنچائت کا سرپنچ تین پنچوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کرے بہتر یہ ہے کہ یہ تینوں پنچ اس گاؤں کے نہ ہوں جس میں جھگڑا ہوا ہو۔ اس طرح پر جھگڑے کے فیصلہ کرنے میں پوری غیر جانبداری سے کام لیا جاسکتا ہے۔ ان پنچائتوں میں معمولی فوجداری کے مقدمے اور چھوٹے موٹے دیوانی کے مقدمے فیصل کئے جاسکتے ہیں۔ ان پنچائتوں کا طریقہ کار بہت آسان ہوگا اور یہاں کے فوجداری مقدمات کی نگرانی حاکم پرگنہ کے یہاں اور دیوانی مقدمات کی نگرانی منصف کے یہاں ہوگی۔

یہ اس اسکیم کا ایک محض معمولی خاکہ ہے جس سے کہ امداد باہمی انجمنیں گاؤں میں پوری طرح خود اختیاری حکومت کے ادارہ کے طور پر کام کر سکتی ہیں اور بہر مناسب طریقہ پر گاؤں میں ترقی اور بہبودی

کا باعث ہو سکتی ہیں۔ یہ کوئی مفصل چیز نہیں ہے۔ ابھی بہت سی تفصیلی باتوں پر کافی غور کرنا پڑیگا بہت سے چھوٹے ہوئے حصوں کو پر کرنا ہوگا اور مجھے اس کا احساس ہے کہ خود اس اسکیم میں کافی ترمیم کی گنجائش ہے۔ لیکن اس تمام اسکیم کا دارومدار اس امر کی کوشش پر ہے کہ گاؤں والوں کو خود اپنی اور اپنے گاؤں والوں کی نجات اور بہبودی کے لئے مسلسل دلچسپی لینے پر آمادہ کیا جائے۔

حکومت صوبجات متحدہ کی مالی پالیسی

ایک غیر سرکاری نوٹ

ابھی حال میں بمبئی نیشنل لبرل فیڈریشن کاونسل میں آنریبل پی۔ این سپرو نے اپنے خطبہ صدارت کے دوران میں کہا کہ انہیں کانگریس کی مالی پالیسی سے یہ بنیادی اختلاف ہے کہ وہ توسیع تجارت کی حامی ہونے کے بجائے کھینچ تان کی کوشش کر رہی ہے۔ چونکہ آنریبل سپرو دنیائے معاشرت میں ایک نمایاں درجہ رکھتے ہیں اس لئے جہاں تک "توسیع تجارت" اور "کھینچ تان" ان دو اصطلاحات کا تعلق ہے یہ ضروری ہے کہ صوبہ کی مالی پالیسی کی تشریح کر دی جائے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ مسٹر سپرو کانگریسی صوبوں میں لوگوں کے رہنے سہنے کے معیار کو بلند کرنے کے حامی ہیں اور غالباً وہ کانگریسی حکومتوں کی اس خواہش سے بھی اتفاق کرینگے کہ اس پالیسی کے ماتحت جہاں تک ممکن ہو عوام کی معاشی زندگی کو بہتر بنانا چاہیئے۔

فرض کیجئے عوام کی حالت کا یہی تقاضہ ہے کہ "توسیع تجارت" کی پالیسی جاری کی جائے اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر "توسیع تجارت" کی پالیسی کیسے شروع کی جائے۔ عام طریقہ سے آزاد ملکوں میں یہ طریقہ بنک کے ہاتھوں رائج ہوتا ہے اور وہ یوں کہ جتنا روپیہ ملک میں حاصل ہو سکتا ہے وہ اس کو شرح سود کی تبدیلی سے واگذاشت کر دیتے ہیں یا واپس لے لیتے ہیں۔ دوسرا طریقہ جو حکومت اختیار کرتی ہے وہ قرض پالیسی یا امداد وغیرہ کا طریقہ ہے۔

ان دونوں طریقوں میں سے پہلا یعنی بنک کا طریقہ خارج از بحث ہے اور اس کے وجوہ صاف ظاہر ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہندوستانی مقررہ نسبت تبادلہ سے ہندوستانی صنعت اور خریداروں کو کیا نقصان ہوا ہے۔ کوئی صوبجاتی حکومت مرکزی حکومت کی مالی پالیسی میں دخل نہیں

دے سکتی ۔ ریزرو بنک اور امپیریل بنک خود مختار ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ اختیارات کی اس کمی کی وجہ سے فیڈریشن اسکیم کی عام طور پر مخالفت کی جا رہی ہے ۔ صرف پنجاب گورنمنٹ کو اس قسم کا کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ بنگال گورنمنٹ نے بھی اپنا خیال ابھی تک نہیں ظاہر کیا ہے مگر کچھ دن ہوئے کہ اس کے وزیر مالیات بھی اونچی نسبت تبادلہ کے سخت مخالف تھے اس لئے ظاہر ہے کہ صرف کانگریسی مرکزی حکومت کی اس مالی پالیسی کی مخالف ہے ۔

اس کے علاوہ صوبجاتی حکومت کے ٹیکس کے اختیارات بھی محدود ہیں ۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ اس کو مفاد عامہ پر صرف کرنے کے لئے ہمیشہ روپیہ کی دقت ہوتی ہے ۔ قومی آمدنی کا سب سے بڑا حصہ مرکزی محاصل کو چلا جاتا ہے ۔ شاید ہی کوئی اس بات سے اتفاق نہ کرے کہ صوبجاتی حکومت کو مقررہ میعاد کے لئے اتنی زیادہ ادائیگیاں کرنی پڑتی ہیں کہ اس کی نصف آمدنی جو کئی صورتوں سے عوام کی جیبوں میں جا سکتی تھی عملی حیثیت سے معدوم ہو جاتی ہے ۔ صوبجاتی بجٹ کے متعلق یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ اس کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ صوبہ میں رہتا ہے ۔ اس لئے گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ کی ان پابندیوں کے حوالے کے ساتھ یہ دیکھنا چاہئے کہ آیا کانگریسی حکومتوں کی پالیسی "کھینچ تان" ہے یا "توسیع تجارت"

اب سوال یہ ہے کہ جب ہندوستان کی بنک پالیسی پر کوئی اختیار نہ ہو اور اس کے علاوہ کئی مقررہ ادائیگیاں بھی کرنا ہوں تو ایسی صورت میں کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے ۔ اگر کوئی شخص دیانتداری کے ساتھ صوبہ کی مالی بہی خواہی اور بہتری چاہتا ہے تو اس کو تین حل نظر آئینگے ۔ پہلا یہ کہ قیمتوں کو مستحکم بنایا جائے یعنی ان کو رفتہ رفتہ بڑھنے دیا جائے دوسرا یہ کہ نظام میں خرچ ہونے والے روپیہ کو مستحکم بنایا جائے نہ کہ نرخوں یا روپیہ کی قیمتوں کو ۔ ان متضاد پالیسیوں پر تفصیل کے ساتھ بحث نہیں کی جا سکتی ۔ پہلا طریقہ تقریباً ہر خیال کے لوگوں میں پسند کیا جاتا ہے ۔ لیکن چونکہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کیا قیمتیں مستحکم کی جائیں گی اور ان کے کیا نتائج ہوں گے اس لئے اس سے صرف یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو بات سب کو مطمئن کر دے وہ بھی یقینی طور پر سب کے فائدہ کی نہیں ہوتی ۔ اس کے علاوہ جب ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خریدار کی آمدنی بہت کم ہے اور صوبہ میں گشت کرنے والے کل روپیہ کا یہ ایک ادنیٰ حصہ ہے تو اس وقت قیمتوں کا مستحکم کرنا اور بھی مشکل ہو جاتا ہے ۔

دوسرا طریقہ ایسی سوسائٹی کے لئے بہت مضر ہے جس کا سرمایہ اور جس کی صلاحیت برابر بڑھتی رہتی ہے ۔ میرے خیال میں مسٹر سپرد کو اس کے برے نتائج کا پورا احساس ہوگا ۔ تیسرا طریقہ یعنی عام سطح آمدنی کو مستحکم بنانا معاشی حیثیت سے سب سے زیادہ عمدہ ہے ۔ اور یوپی کی مالی پالیسی

کا یہی جوہر ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم یہ دیکھیں کہ آیا اس پالیسی پر کیسے عمل کیا گیا ہے یہ بات ذہن نشین کر لینا چاہئے کہ قرض کے ذریعہ سے روپیہ کو گشت کرنے سے ہٹایا نہیں گیا ہے۔ عوام کو یاد ہوگا کہ ایک کروڑ کا وہ قرض جس کا اندازہ لیا گیا تھا پارسال نہیں لیا گیا۔ اس کی بڑی اہمیتیں ہیں۔ اس سے صرف یہی نہیں ظاہر ہوتا کہ حکومت نے اپنے اخراجات میں بڑی کفایت سے کام لیا بلکہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ روپیہ کو صوبہ میں گشت کرنے سے روکا نہیں گیا روزگار ٹیکس کی قانونی نوعیت کا خیال کئے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس ٹیکس کی وجہ سے بڑی تنخواہ پانے والے افسروں کی آمدنی کم ہو جائے گی اور ان کی آمدنی اور سیکڑوں دوسرے لوگوں کی آمدنی کے درمیان جو خلیج ہے وہ گھٹ جائے گی۔

لیکن نوکری ٹیکس کو کل نہ سمجھنا چاہئے یہ عام پالیسی کا صرف ایک جزو ہے۔ پچھلے سال ڈیڑھ سال کے عرصہ میں حکومت نے خدمت عامہ کی مختلف مدوں پر تقریباً پانچ کروڑ روپیہ خرچ کر کے، ایسے لوگوں میں روپیہ کو گشت دی ہے جو صرف ان پیشوں پر زندگی بسر کرتے ہیں جو خدمت عامہ پر منحصر ہیں۔ اس روپیہ کی گشت کی رفتار اس رقم کی وجہ سے اور بھی بڑھ گئی ہے جو دو کانگریسی حکومتوں نے حکومت ہند کی پیدا کردہ حالت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مفاد عامہ کے خیال سے او کھ بونے والوں اور اس کا بیوپار کرنے والوں کی جیبوں میں پہونچایا ہے۔ ایسی رقم کا اندازہ کرنا مشکل ہے پھر بھی وہ رقم تقریباً دو کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں التوائے کارروائی اور امداد قرض کے بابت حکومت کی مالگذاری پالیسی سے بہت فائدے پہونچے ہیں۔ وہ لمبی رقمیں جو ساہوکاروں اور زمینداروں کی جیبوں میں چلی جاتی ہیں اور اس طرح معاشی نقطہ نظر سے مردہ ہو جاتی ہیں۔ پیداوار پر خرچ ہو رہی ہیں اور ان لوگوں کی خریداری طاقت بڑھا رہی ہیں جن کی جیبیں بہت ہلکی نہیں۔ یہی بات امتناع منشیات کے بابت کہی جا سکتی ہے جس کی بدولت چھوٹی چھوٹی محفوظ رقمیں غیر معاشی صورت میں ضائع نہ ہو سکیں۔ مختصر یہ ہے کہ روزگار ٹیکس" بل امتناع منشیات" قرض کم کرنے کی مختلف تدبیریں اور آمدنی منتقل کرنے کی پابندیاں وغیرہ یہ سب آمدنی کی سطحوں کو برابر کرنے کی تدبیریں ہیں۔

ان سب باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کانگریسی حکومت کی مالی پالیسی اپنی حدود کے ماتحت یقینی طور پر" توسیع تجارت" ہے۔

سہولت کے خیال سے حکومت کی مالی پالیسی کو ذیل میں مختصر طریقہ پر پیش کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ حکومت ہند کی اس سکہ پالیسی کی وجہ سے محدود ہے جس پر اُسے کوئی اختیار نہیں ہے

۲۔ اس پر کئی ادائیگیاں فرض ہیں جن کی وجہ سے اس کی آمدنی کا بڑا حصہ مردہ ہوجاتا ہے

۳۔ اس نے بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طریقوں سے ان لوگوں کی جیبوں میں روپیہ پہنچایا ہے جو ضرورت مند تھے۔ مثلاً ادکھ کی کم سے کم قیمت مقرر کرنا۔ التوائے کارروائی اور امتناع منشیات

۴۔ اس نے قرضہ کے ذریعہ گشت سے روپیہ نہیں ہٹایا۔

۵۔ اس نے اوسط طبقہ کے بہت سے لوگوں کو روزگار دلایا ہے اور اس سب کی قیمت اس رقم سے کہیں زیادہ ہے جو روزگار ٹیکس کے ذریعہ ان لوگوں سے حاصل ہوگا جو بہترین حالت میں رہتے ہیں۔ چپراسیوں وغیرہ کی تنخواہ بڑھانے میں جو رقم خرچ کی گئی ہے وہ تقریباً اس رقم کے برابر ہے جو امپیریل سروس کے لوگوں سے روزگار ٹیکس کی صورت میں حاصل ہوگا۔

۶۔ اس نے قومی تعمیری کام بڑے پیمانہ پر شروع کئے ہیں۔ مزدوروں کی مزدوری بڑھا دی ہے۔ بے روزگاروں کو پیشگی رقموں سے مدد دی ہے۔ اس نے ایک صنعتی بنک کھولا ہے۔

صوبہ متحدہ کی زراعتی پیداوار کی منڈیوں کا بل ۱۹۳۹ء

۱۹۳۹ء کا بل نمبر.....

مسودہ قانون

صوبہ متحدہ میں زراعتی پیداوار کی خرید و فروخت کو بہتر طور پر باضابطہ کرنے اور اس کے لئے منڈیاں قائم کرنے کا انتظام کرنے کے لئے۔

تمہید ۱ چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ صوبہ متحدہ میں زراعتی پیداوار کی خرید و فروخت کو باقاعدہ

کیا جائے اور اس کے لئے منڈیوں کے قائم کرنے کا انتظام کیا جائے۔
لہٰذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے۔

باب ۱
ابتدائی

مختصر نام وسعت اور آغاز
۱۔ (۱) یہ ایکٹ صوبہ متحدہ کی زراعتی پیداوار کی منڈیوں کا ایکٹ ۱۹۳۹ء کہلائیگا۔
(۲) یہ ایکٹ پورے صوبہ متحدہ میں نفاذ پذیر ہوگا ماسوا اس رقبہ کے جو ایکٹ کنٹونمنٹ ۱۹۲۴ء کا ایکٹ نمبر ۲ ۱۹۲۴ء کے احکام کے ماتحت بحیثیت کنٹونمنٹ کے قرار دیدیا گیا ہو یا اس کے بعد قرار دیا جائے۔
(۳) یہ ایکٹ ایسی تاریخ یا تاریخوں سے اور ایسے رقبہ یا رقبہ جات میں نافذ ہوگا جیسا کہ صوبہ کی حکومت سرکاری گزٹ میں اشتہار دیکر اس بارے میں وقتاً فوقتاً مقرر کرے۔

تعریفات
۲۔ جب تک اس ایکٹ کے مضمون یا سباق عبارت میں کوئی بات خلاف نہو۔
(الف) زراعتی پیداوار میں۔
(۱) زراعت اور باغات کی تمام پیداوار اور کھانے کی ایسی چیزیں جو بالکل یا کسیقدر ایسی پیداوار سے تیار کی گئی ہوں مثلاً گڑ شکر آٹا وغیرہ۔
(۲) جانوران کے نرم بال، کھالیں، ہڈیاں سخت بال اور کھانے یا پینے کی کوئی چیز جو جانوروں سے ملتی ہو یا بالکل یا کسیقدر ان کی پیداوار سے تیار کیجاتی ہو، شامل ہے۔
(ب) "منڈی کے رقبہ" سے ہر ایسا رقبہ مراد ہے جس کے بارے میں دفعہ ۴ کے ماتحت اشتہار دیدیا گیا ہو۔
(ج) "منڈی کمیٹی" سے مراد کسی ایسی کمیٹی سے ہے جو دفعہ ۶ کے ماتحت قائم کی گئی ہو۔
(د) مقرر کئے ہوئے سے مراد اس ایکٹ یا اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں یا بائی لاز کی رو سے مقرر کئے ہوئے سے ہے۔
(ہ) پیدا کرنے والے سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو زراعتی پیداوار جیسی بھی صورت ہو بوتا ہو، تیار کرتا ہو نسل کشی کرتا ہو یا پیدا کرتا ہو۔ لیکن اس میں ایسی پیداوار کا تاجر یا دلال چاہے وہ خود بھی اسکو پیدا کرتا ہو شامل نہ ہوگا۔

(و) خریدنے اور فروخت کرنے میں مال لینا دینا شامل ہے خرید نے میں کوئی ایسی چیز شامل ہے جو بطور کفالت یا ضمانت کے لی اور فروخت کرنے میں وہ چیز شامل ہے بطور کفالت یا ضمانت کے جمع کی گئی ہو اور جو الفاظ ان سے مشتق ہوتے ہوں اور ان کے ہم معنی الفاظ سے وہی مراد ہو گی۔

تجارتی محصول سے مراد ہر اُس منہائی یا محصول سے ہے جو علاوہ اُس منہائی یا محصول کے لیا جاتا ہے جو نمونہ یا معیار کے مطابق نہونے کی وجہ سے دینا پڑتا ہے اور یہ تجارتی محصول اُس وقت دینا پڑتا ہے جبکہ فروخت کرنیکا معاہدہ کسی نمونہ سے ہو یا کسی تسلیم شدہ معیار سے ہو یا ایک صندوق برتن یا کسی دوسری رکھی جانیوالی چیز کے اصلی وزن اور اُس کے مقررہ وزن کے درمیان فرق ہونے کی وجہ سے ہو یا اُس میں کسی اور شے کی ملاوٹ کیوجہ سے ہو اور اُس میں ایسے محصول شامل ہیں جو منڈی کے رقبہ میں زراعتی پیداوار کی خرید و فروخت کے لئے رسم و رواج کے مطابق لئے جاتے ہیں مثلاً خیرات یا مذہب یا کوئی مذہبی جلسہ مثلاً دھرمادا۔ گوشالہ اور دیگر ایسے ہی اغراض کے لئے جو بطور محصول کے لئے جاتے ہیں۔

باب ۲

منڈی کا رقبہ اور منڈی کمیٹیوں کا قائم کرنا

منڈی کا رقبہ قرار دینے کی تجویز کے بارے میں ابتدائی اشتہار

۳۔ صوبہ کی سرکار سرکاری گزٹ میں اشتہار دے کر یا کسی اور مقررہ طریقہ سے اپنی تجویزوں کو شائع کر کے

(الف) کسی ضلع کے ایسے رقبہ میں تمام زراعتی پیداوار یا اُن زراعتی پیداواروں کی خرید و فروخت کے لئے جو کہ اشتہار میں مشتہر کردی گئی ہوں قانون بنا سکتی ہے۔

(ب) فقرہ (الف) میں بتائی ہوئی زراعتی پیداواروں کو اشتہار میں بتائے ہوئے رقبہ کے اندر ریجنے یا اُن کی خرید و فروخت کے لئے منڈی قائم کرنے یا اُس کو جاری رکھنے کے لئے قاعدے بنا سکتی ہے اور ایک مقررہ تاریخ تک تجاویز مذکور کے متعلق لوگوں کی رائے مانگ سکتی ہے۔

منڈی کا رقبہ قرار دینا

۴۔ (ا) دفعہ ۳ کے ماتحت اشتہار میں دی ہوئی مقررہ تاریخ کے گذر جانے پر اور مدت مذکور کے ختم ہونے تک جو رائے موصول ہوں گی اُن پر غور کرنے کے بعد سرکار اپنے سرکاری گزٹ میں اشتہار دے کر یا کسی اور مقررہ طریقہ سے یہ اعلان کر سکتی ہے کہ:۔

(الف) دفعہ ۳ کے فقرہ (الف) کے ماتحت اشتہار میں دئے ہوئے رقبہ کو یا اُس کے کسی حصہ کو تمام زراعتی پیداواروں یا صرف اُن پیداواروں کے لئے جن کا کہ دفعہ ۳ کے ماتحت اشتہار

میں ذکر ہو۔ جہاں تک کہ اِس ایکٹ کا تعلق ہے منڈی قرار دیا جا سکتا ہے۔
(ب) دفعہ ۳ کے فقرہ (ب) کے ماتحت کسی مشتہر کئے ہوئے رقبہ میں یا اُس کے کسی حصہ میں تمام یا چند ایسی زراعتی پیداواروں کی خرید و فروخت کے لئے کسی منڈی کے کھولنے قائم کرنے یا جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی ماسوا اُس صورت کے جبکہ صوبہ کی حکومت نے لائسنس منظور کیا ہو اور ماسوا اُس صورت کے جبکہ اُس کا کھولنا ایکٹ ہذا کے احکام اور ایکٹ ہذا کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں اور بائی لاز اور لائسنس کی مصرحہ شرائط کے مطابق ہو اور ایسا اشتہار اُس تاریخ سے اثر پذیر ہوگا جو اُس میں دی ہوئی ہو۔
(۲) تحتی دفعہ (۱) کی رو سے ہر نوٹس میں فقرہ (الف) اور (ب) کے ماتحت منڈی کی حدوں کو علیٰحدہ علیٰحدہ بتلایا جائے گا اور اِس ایکٹ کی منشار کے مطابق اِس منڈی کے رقبہ میں ایسا رقبہ شامل کیا جا سکتا ہے جس کو صوبہ کی سرکار اس لئے شامل کرنا ضروری سمجھے کہ وہ ایک ایسی جگہ کا کام دے گا جہاں وہ تمام گاڑیاں اور دوسری لیجانے والی چیزیں کھڑی کی جا سکیں گی جو زراعتی پیداوار کو جمع کرنے اور اُس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

منڈی کے رقبہ کے حدود میں تغیر و تبدل

۵۔ کسی ایسی تجویز کو دفعہ ۳ کے مطابق پہلے سے شایع کرنے اور دفعہ ۴ کے مطابق اُس کے متعلق آئی ہوئی درخواستوں پر غور کرنے کے بعد صوبجاتی سرکار اپنے سرکاری گزٹ میں اشتہار دے کر کسی مقامی رقبہ کو جو منڈی کے آس پاس ہو منڈی کے رقبہ میں شامل کر سکتی ہے یا کسی ایسے مقامی رقبہ کو جو منڈی میں شامل ہو منڈی کے رقبہ سے علیٰحدہ کر سکتی ہو۔

منڈی کمیٹیوں کا قائم کرنا اور انکو جماعت سند یافتہ قرار دینا

۶۔ صوبجاتی سرکار اپنے سرکاری گزٹ میں اشتہار دے کر ہر منڈی کے رقبہ کے لئے ایک ایسی منڈی کمیٹی قائم کرے گی جو اُسی اشتہار میں دئے ہوئے نام سے موسوم ہوگی جس کی رو سے وہ قائم کی گئی ہے۔ یہ ایک ایسی جماعت سند یافتہ ہوگی جس کو کہ دائمی وراثت کا حق ہوگا اور اُس کی مہر یکساں ہوگی اور جو اس ایکٹ یا کسی دوسرے ایکٹ میں بنائے ہوئے شرائط یا پابندیوں کے ماتحت ہوگی اور جو ایک جماعت سند یافتہ کی حیثیت سے مقدمہ دائر کر سکتی ہے اور اُس پر مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے اور اُس کو جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کو جو اُس کے اختیار میں ہو یا جو اُس نے حاصل کی ہو اپنے تصرف میں لانے اِس پر اپنا قبضہ قائم رکھنے اور اُسکو منتقل کرنے اور اُس کی بابت معاہدے کرنے کا حق حاصل ہوگا۔
لیکن شرط یہ ہے کہ کوئی منڈی کمیٹی اپنی جائداد غیر منقولہ کو ہمیشہ کے لئے منتقل نہیں کر سکتی جبتک کہ کمیٹی نے اپنی میٹنگ میں اپنے تمام ممبروں کی ⅔ کثرت رائے سے اُس کی منظوری کے لئے ایک

تجویز نہ پاس کردی ہو۔ ½ کا شمار کرنے میں نصف سے کم کسروں کو نظرانداز کردیا جائے گا اور نصف یا نصف سے زیادہ کی کسر کو ایک شمار کیا جائے گا۔

۷۔(۱) ہر منڈی کمیٹی اتنے ممبروں پر مشتمل ہوگی جتنا کہ صوبہ کی سرکار طے کرے اور اُس میں منڈی کمیٹی کا دستور العمل کم سے کم دس(۱) اور زیادہ سے زیادہ سولہ ممبر ہوں گے۔

(۲) ہر منڈی کمیٹی کے ممبران صوبہ کی سرکار کی طرف سے مقرر کئے جائیں گے جنمیں سے کم سے کم آدھے ممبر اُن پیدا کرنے والوں میں سے چُنے جائیں گے جو عام طور سے منڈی کے رقبہ سے دس میل کے اندر رہتے ہوں بہ شرطیکہ صوبجاتی سرکار اپنے گزٹ میں اشتہار کے ذریعہ کسی وقت بھی ہدایت کر سکتی ہے کہ تمام صوبہ بھر میں یا صوبہ کے کچھ حصہ میں منڈی کمیٹی کے سب ممبروں کو یا اُن میں سے کچھ ممبروں کو مقررہ قاعدوں کے مطابق بذریعہ انتخاب مقرر کیا جائے گا۔

(۳) ہر ممبر اپنی تقرری یا انتخاب کی تاریخ سے تین سال تک اپنے عہدہ پر برقرار رہے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ صوبجاتی سرکار کسی ممبر کو اگر اُس سے کوئی بداعمالی سرزد ہوئی ہے یا اُس نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں غفلت کی ہے یا اُس نے اُس جماعت یا طبقہ کی جس کی طرف سے وہ چنا یا مقرر کیا گیا تھا۔ نمائندگی کرنا چھوڑ دیا ہے تو وہ اس کو اپنی صفائی پیش کرنے کا ایک موقع دینے کے بعد ہٹا سکتی ہے۔

(۴) ہر منڈی کمیٹی اپنے ممبروں میں سے ایک چیرمین اور ایک وائس چیرمین کا انتخاب کرے گی۔ جن کے عہدوں کی میعاد اُن کی مدت ممبری کے ساتھ ختم ہو جائے گی۔

(۵)۔ اگر کسی ممبر کے فوت ہو جانے۔ ریٹائر ہو جانے۔ تبادلہ ہونے یا علیحدہ کردئے جانے یا استعفیٰ دیدینے کی وجہ سے منڈی کمیٹی میں کوئی جگہ خالی ہو تو صوبجاتی سرکار تحتی دفعہ ۲ کی شرائط کے مطابق اس جگہ کو بھرنے کیلئے کسی شخص کو مقرر کر سکتی ہے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اس طرح سے مقرر کئے ہوئے ممبر کے عہدے کی مدت اسی تاریخ کو ختم ہو جائیگی جس تاریخ کو گذشتہ ممبر کی میعاد ختم ہوتی اگر وہ تحتی دفعہ ۳ کے مطابق پوری مدت تک اپنے عہدے پر برقرار رہتا۔

کارروائیوں کا جائز رہنا

۸۔ (۱) صرف کوئی ایسی جگہ خالی ہونے کی وجہ سے جسکا دفعہ ماسبق کے تحتی دفعہ(۵) میں تذکرہ کیا گیا ہے کسی منڈی کمیٹی کی کوئی کارروائی یا اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوگا۔

(۲) اگر کسی ایسے شخص کے انتخاب، نامزدگی یا تقرری میں کوئی نقص تبلایا جاتا ہو جو چیرمین یا منڈی کمیٹی کے ممبر کی حیثیت سے کام کر رہا ہو تو اسکی وجہ سے کمیٹی کا کوئی فعل یا اس کی کوئی کارروائی ناجائز نہ قرار پائے گی، اگر اس وقت جس وقت کہ وہ فعل عمل میں آیا یا کارروائی کی گئی زیادہ ممبر ایسے تھے جنکے بارے میں نااہلیت یا ناقابلیت کا کوئی سوال نہ تھا۔

۹۔ اگر کسی شخص کے متعلق یہ سوال پیدا ہو کہ آیا وہ مال تیار کرنے والا ہے کہ نہیں تو اس ضلع کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ (اور کوئی افسر نہیں) جہانکہ وہ شخص عام طور سے رہتا ہے اس کے متعلق اپنا فیصلہ دے گا۔ اور صرف اس حاکم کے ہر فیصلہ کی پابندی کیساتھ جس کے پاس اس معاملہ کی اپیل کی جا سکتی ہو۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

مال تیار کرنیوالے کی حیثیت کے متعلق اختلاف رائے

۱۰۔ منڈی کمیٹی اپنے دو یا زیادہ ممبروں کی ایک سب کمیٹی بنا سکتی ہے جس کو وہ اختیارات دئے جائیں گے اور جو ان فرائض کو انجام دے گی یا ان کاموں کو کرے گی جو اس سلسلہ میں بنائے ہوئے قاعدوں کے مطابق اس سب کمیٹی کو سپرد کئے گئے ہوں۔ یا وہ کسی ایسے معاملہ کی جانچ کرنے اور اس کے متعلق اپنی رپورٹ دینے کیلئے بنائی جا سکتی ہے جس کی بابت اس ایکٹ کی رو سے منڈی کمیٹی کو فیصلہ کرنا ہو۔

سب کمیٹیوں کو مقرر کرنا اور انکو اختیارات دینا

باب ۳

منڈیوں کا انتظام اور منڈی کمیٹیوں کے فرائض اور اختیارات

۱۱۔ (۱) جب کبھی دفعہ ۴ یا ۵ کے ماتحت، جیسی بھی صورت ہو، ایک اشتہار کے ذریعہ کوئی منڈی کا رقبہ قرار دیا جائے یا ایک یا تمام زراعتی پیداوار کی حیثیت سے کوئی رقبہ کسی منڈی کے رقبہ میں شامل کر لیا جائے تو حسب ذیل نتائج برآمد ہوں گے۔

منڈی کے رقبہ کے قرار دینے اور اسکے حدود میں تبدیلی کرنے کا اثر

(الف) جس تاریخ سے اس اشتہار کا اجرا ہوگا اسی تاریخ سے یہ رقبہ ایکٹ ہذا کے احکام و ان قاعدوں، بائی لاز، احکام، ہدایات اور اشتہارات کی رو سے جو اس ایکٹ کے ماتحت جاری کئے جائیں یا وضع کئے جائیں منڈی متصور ہوگا۔

(ب) کوئی شخص باوجود اس کے کہ کسی قانون، رواج یا ٹھیکہ میں کوئی ایسی بات ہو ایسی منڈی کے رقبہ میں اتنے فاصلہ کے اندر جو صوبہ کی سرکار نے دفعہ ۴ یا ۵ کے ماتحت مشتہر کر دیا ہو موجودہ یا آیندہ زراعتی مشتہر شدہ پیداوار کی خرید و فروخت کرنے کیلئے یا ایسے معاہدے کرنے کیلئے جن سے زراعتی مشتہر شدہ پیداوار کی ملکیت کسی آیندہ تاریخ پر منتقل کیا جانا طے پائے یا کچھ ایسی شرائط کی پابندی کے ساتھ منتقل کیا جانا طے پائے جو بعد میں پوری کی جائیں، کوئی دوسری منڈی نہ کھولے گا یا قائم کرے گا یا جاری کرے گا یا جاری رکھنے کی اجازت دے گا۔

سوائے اس صورت کے جبکہ یہ شخص سرکار سے منظور شدہ لائسنس کے ماتحت اور سوائے اس صورت کے جبکہ اس ایکٹ کے احکام اور اس ایکٹ کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں، بائی لاز،

اور لائسنس میں متعرفہ شدہ شرائط کے مطابق ایسی منڈی قائم کرے۔

تشریح۔ "آئندہ زراعتی پیداوار" سے وہ پیداوار مراد ہے جو پیداوار کے فروخت کرنے کے معاہدہ کے بعد یہ پیداوار فروخت کرنے والا شخص نے پیدا کی ہو، تیار کی ہو یا حاصل کی ہو۔

(ج) منڈی کمیٹی مذکورہ رقبہ میں وہی نگرانی رکھے گی اور وہی اختیارات عمل میں لائے گی جو ایکٹ ہذا میں اس کو دیے گئے ہوں یا اس ایکٹ کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں اور بائی لاز میں مقرر کئے گئے ہوں۔

(۲) جہاں کوئی ایسا مقامی رقبہ جو منڈی کے رقبہ میں شامل ہو منڈی کے رقبہ سے علیحدہ کر دیا جائے تو مذکورہ مقامی رقبہ کیلئے اس ایکٹ یا ایکٹ کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں بائی لاز یا اشتہارات و ہدایات کا عملدرآمد ختم ہو جائے گا۔

تشریح۔ اگر کوئی شخص منڈی ہی کے رقبہ میں اپنی بوئی ہوئی طیار کی ہوئی، اوگائی یا پیدا کی ہوئی جیسی بھی صورت ہو زراعتی پیداوار کو فروخت کرتا ہے یا کھیتی کی کوئی پیداوار اپنے نجی استعمال کیلئے مقررشدہ مقدار سے زیادہ نہیں خریدتا ہے تو اس دفعہ کے معنی کی رو سے ایسے شخص کے بارے میں یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ اس نے زراعتی پیداوار کی خرید و فروخت کیلئے کوئی منڈی کھولی ہے، قائم کی ہے یا جاری رکھی ہے یا جاری رکھنے کی اجازت حاصل کر لی ہے۔

منڈی کمیٹی کے فرائض

۱۲۔ ہر منڈی کمیٹی کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اپنی منڈی کے رقبہ میں مشتہر شدہ زراعتی پیداوار کے بارے میں اس ایکٹ کے احکام اور اس کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں اور بائی لاز کا نفاذ کرے اور جب صوبہ کی سرکار اس سے کسی منڈی قائم کرنے کو کہے تو ایکٹ منڈی قائم کرے اور اس میں وہ سہولتیں بہم پہونچائے جو صوبہ کی سرکار موجودہ یا آئندہ اس زراعتی پیداوار کی بابت جس کا اشتہار دفعہ ۴ کی رو سے دیدیا گیا ہو، وقتاً فوقتاً جاری کرتی رہے۔ اس ایکٹ کے احکام کی رو سے جو اختیارات یا فرائض عطا کئے گئے ہیں یا عائد کئے گئے ان کے علاوہ کمیٹی ایسے اختیارات اور فرائض کو بھی عمل میں لائے گی اور انجام دے گی جو مقرر کئے جائیں۔

منڈی کمیٹی کی کارروائی ایسے طریقہ پر اور ایسے طریقہ کار کے مطابق کی جائے گی جو مقرر کیا جائے۔

سوائے ان دستوریوں کے جو قاعدوں اور بائی لاز میں مقرر کر دی گئی ہیں کسی مزید دستوری لینے کی اجازت نہیں

۱۳۔ کوئی شخص کسی منڈی کے رقبہ میں مشتہر شدہ زراعتی پیداوار کے کسی سودے کے سلسلہ میں ان دستوریوں کے علاوہ جو اس ایکٹ کے ماتحت وضع کئے ہوئے قاعدوں اور بائی لاز میں مقرر کر دی گئیں ہوں کوئی اور دستوری نہیں لگائیگا اور نہ لے گا۔

(۲) کوئی عدالت دیوانی ایسے کسی مقدمہ یا کارروائی میں جس میں بنائے مخاصمت کسی

ایسے سودے سے پیدا ہوئی ہو کسی دعویٰ یا جوابی دعویٰ میں کسی ایسی دستوری کی اجازت نہ دیگی جو مقررہ قواعد کے خلاف ہو۔

۱۴- (۱) دفعہ ۴ کے ماتحت جاری کئے ہوئے اشتہار میں جس رقبہ کی تصریح منڈیوں کے لئے لائسنس کی گئی ہو اس میں مشتہر شدہ زراعتی پیداوار کی منڈی کھولنے، قائم کرنے، جاری رکھنے یا جاری رکھنے کی اجازت حاصل کرنے کا لائسنس لینے کی درخواست صوبہ کی سرکار کو ایک مقررہ فارم پر دیجائیگی۔

(۲) اگر درخواست دہندہ کسی موجودہ منڈی کا مالک ہے اور اسی منڈی کے لئے لائسنس پانے کی درخواست دیتا ہے تو مقررہ فیس ادا کرنے پر اس کو لائسنس منظور کر دیا جائیگا۔ دوسرے معاملوں میں سرکار کو اختیار ہے کہ لائسنس دے یا نہ دے۔ مگر شرط یہ ہے کہ صوبہ کی سرکار اس شخص کو لائسنس منظور کرنے سے انکار کر سکتی ہے اگر وہ ایسے شخص کے پیشتر سے منظور ہوئے لائسنس کو پہلے ہی سے خارج کر چکی ہو یا اُس نے پھر سے جاری کرنے سے انکار کر دیا ہو۔

تشریح:- "مالک" میں وہ شخص شامل ہے جو اس رقبہ کی، جس کی بابت لائسنس پانے کی اس نے درخواست دی ہے، کسی زمین یا عمارت کا لگان یا لگان کا کوئی جزو فی الحال پاتا ہے یا پانے کا مستحق ہے خواہ وہ یہ لگان بحیثیت خواہ مالک ہونے کے یا اپنے اور دوسرے لوگوں کی طرف سے یا ایجنٹ یا متولی ہونے کی حیثیت سے یا اس ریسیور کی حیثیت سے جو عدالت سے یا عدالت کے حکم کے ماتحت مقرر ہوا ہو، یا بطور اس شخص کے پاتا ہو یا پانیکا مستحق ہو جسکو اسوقت لگان ملیگا جبکہ یہ عمارت یا زمین کسی کرایہ دار کو کرایہ پر دیدی جائے۔

(۳) منڈی کا لائسنس اس مدت کے واسطے اور ایسی صورت میں اور ایسی شرائط کے ساتھ دیا جائیگا جو مقرر کی جائیں۔

(۴) صوبہ کی سرکار ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی رپورٹ پر یا اپنی ہی رائے سے منڈی کے مالک کو کچھ موقع دینے کے بعد اور ایسی تحقیقات کرنے کے بعد جس کو وہ کافی اور مناسب سمجھے ایسے کسی لائسنس کو جو دفعہ ماقبل کے ماتحت منظور کیا گیا ہو، منسوخ کر سکتی ہے یا اس کے عملدرآمد کو روک سکتی ہے۔

۱۵- (۱) کوئی شخص، ایک تاجر، بیوپاری، دلال کمیشن ایجنٹ، تولنے والے، پرکھنے
بیوپاریوں اور دلالوں والے، یا گودام والے کی حیثیت سے، یا کسی اور حیثیت سے، جو
وغیرہ کے لئے لائسنس مشتہر کی ہوئی زراعتی پیداوار کے متعلق مقرر کی جائے، کسی منڈی
کے رقبہ میں منڈی کمیٹی سے اس کے لئے لائسنس حاصل کئے ہوئے بغیر کوئی کام نہ کرنے
پائیگا۔

(۲) کسی امر متذکرہ بالا کے باوجود، مندرجہ ذیل اشخاص کے لئے لائسنس لینا لازم
نہ ہوگا۔

(الف) کسی پیدا کرنے والے کے لئے جب وہ خود منڈی میں مال بیچنے آئے
یا کسی ایسے دوسرے شخص کے لئے جس کو اس نے اپنی پیداوار کو منڈی
میں لیجانے کے لئے مقرر کیا ہو۔ یا

(ب) آخری خریدار کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اپنے اور اپنے
گھرانے کے خرچ کیواسطے زراعتی پیداوار خریدے، اور اپنے قبضہ میں لے۔ یا منڈی مذکور
کے رقبہ کے سوائے کسی دوسری جگہ بیچنے کے واسطے مال خریدے۔

(۳) منڈی کمیٹی مقرر کئے ہوئے قاعدوں کے بموجب کسی لائسنس کو ملتوی یا منسوخ
کر سکتی ہے۔

۱۶- دفعات ۱۳ اور ۱۴ کی رُو سے جو لائسنس دئے جائینگے اُن پر وہی فیس لگائی
لائسنس کی فیس جائینگی جو کہ مقرر کی جائیں۔

۱۷- ایسے قاعدوں کی پابندی کرتے ہوئے جو صوبہ کی سرکار اس بارے میں بنائے۔
زراعتی پیداوار پر محصول منڈی کمیٹی ایسی زراعتی پیداوار پر۔ جس کی خرید و فروخت لائسنس
یافتہ اشخاص منڈی کے رقبہ میں کریں۔ محصول لگا سکتی ہے۔ اور صوبہ کی سرکار ایسے
قاعدے بنائیگی۔ جن میں ایسے محصول کی زیادہ سے زیادہ شرح کی تصریح دی ہوئی ہوگی۔

۱۸- (۱) ہر ایک منڈی کمیٹی کے لئے ایک فنڈ ہوگا جو "منڈی کمیٹی فنڈ" کہلائیگا
منڈی کمیٹی فنڈ اور وہ تمام رقمیں، جو منڈی کمیٹی وصول کریگی، اس فنڈ میں جمع کی جائینگی۔
کل اخراجات، جو منڈی کمیٹی اس ایکٹ کی رو سے، یا اس کی اغراض کے لئے، کرے گی
فنڈ مذکور میں سے ادا کئے جائینگے۔ اور فاضل روپیہ (اگر کچھ ہو) کسی ایسے طریقہ پر لگایا جائیگا
جیسا کہ مقرر کیا گیا ہو۔

(۲) ہر ایک منڈی کمیٹی کو اپنے فنڈ میں سے صوبہ کی سرکار کو کسی ایسے خاص یا زائد

عملہ کا خرچہ ادا کرنا لازم ہوگا جو سرکار کمیٹی مذکور کی صلاح سے منڈی کے رقبہ میں اس ایکٹ کے احکام پر عملدر آمد کرانے کے لئے نوکر رکھے۔

(۳) صوبہ کی سرکار ایسے خاص یا زائد عملہ کا خرچہ مقرر کریگی۔ اور جب ایک سے زیادہ منڈی کمیٹیوں کے لئے وہ عملہ نوکر رکھا جائے۔ تو سرکار ایسے خرچہ کو متعلقہ منڈی کمیٹیوں کے درمیان ایسے تناسب سے تقسیم کریگی جیساکہ وہ مناسب سمجھے۔ اس امر کے طے کرنے میں۔ کہ کسی منڈی کمیٹی کو کیا رقم ادا کرنی ہوگی صوبہ کی سرکار کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

اغراض جنکے لئے فنڈ کا روپیہ خرچ کیا جا سکتا ہے

۱۹۔ دفعہ ۱۲ کے احکام کی پابندی کے ساتھ منڈی کمیٹی فنڈ صرف مندرجہ ذیل کے اغراض کے لئے صرف کیا جائیگا:۔

(۱) منڈی کے ایسے رقبہ کو۔ جو منڈی کمیٹی کے قبضہ میں ہو۔ قائم رکھنے اور ترقی دینے کے لئے اور اس میں منڈی کے لئے اور آراضی حاصل کرنا بھی شامل ہے۔

(۲) منڈی کمیٹی کی مملوکہ آراضی پر عمارتیں بنوانے کے لئے، اور اس کی مملوکہ عمارتوں کی مرمت کرانے کے لئے، جو منڈی مذکور کے اغراض کے لئے ضروری ہوں یا اُن لوگوں کی صحت، سہولت اور حفاظت کے لئے ضروری ہوں جو ان کو استعمال کرتے ہوں۔

(۳) رسل و رسائل کے ایسے ذریعوں کی تعمیر کرانے، مرمت کرانے، اور قائم رکھنے کے لئے۔ جو منڈی کے رقبہ کی ترقی، یا منڈی کے استعمال کرنے والوں کی سہولت اور حفاظت کے لئے کارآمد ہوں۔

(۴) معیاری باٹوں اور پیمانوں کو قائم رکھنے کے لئے۔

(۵) منڈی کمیٹی کے رکھے ہوئے افسروں اور نوکروں کی تنخواہوں، چھٹی کے بھتوں، گریجوئیٹی (زر انعام)، رعایتی بھتوں، چھٹی کے بھتوں کی مدمیں دی ہوئی رقموں یا پراویڈنٹ فنڈوں کے لئے۔

(۶) منڈی کی اغراض کے واسطے جو قرضہ جات لئے جائیں اُن کے سود کی ادائیگی کے لئے اور ایسے قرضہ جات کی ادائیگی کی واسطے ایک رقم پس انداز (سنکنگ فنڈ) کا بندوبست کرنے کے لئے۔

(۷) مشتہر کی ہوئی زراعتی پیداواروں کی فصلوں کے اعداد و شمار، اور منڈی میں اُن کی خرید و فروخت کے حالات کے متعلق کل معلومات کو جمع کرنے اور اُن کی اشاعت کرنے کے لئے۔

(۸) منڈی میں آنے والے شخصوں، گاڑی وغیرہ کھینچنے والے مویشیوں، اور بار برداری کے

جانوروں کے واسطے، آرام کی صورتوں اور سہولتوں مثلاً سائبان، سایہ دار جگہ گاڑی، جانور وغیرہ کے کھڑے کرنے کی جگہ، اور پانی کا انتظام کرنے کے لئے۔ اور ایسے ہی دوسرے مقاصد کے لئے، جن میں ایسی ہی غرضوں کے واسطے درختوں کا لگانا اور اُن کو پروان چڑھانا بھی شامل ہے۔

(۹) اُن اخراجات کے لئے جو منڈی کمیٹی کے حسابات کی جانچ کرنے میں ہوں۔

(۱۰) اُن اخراجات کے لئے جو انتخابات میں ہوں اور جو اُس کے ضمن میں ہوتے ہوں۔

(۱۱) زراعتی ترقی اور کفایت شعاری کا پروپیگنڈا کرنے کے لئے۔ اور

(۱۲) صوبجاتی سرکار کی منظوری پہلے سے حاصل کر لینے کے بعد کسی اور ایسی بات میں روپیہ خرچ کرنے کے لئے جو رفاہ عام کے لئے ہو۔

۲۰۔ (۱) صوبجاتی سرکار کی منظوری پہلے سے حاصل کر لینے کے بعد، کوئی منڈی کمیٹی، اپنی قرض لینے کا اختیار اپنی مقبوضہ و مملوکہ جائداد کی ضمانت پر اور ایسے محاصل کی ضمانت پر، جو منڈی کمیٹی مذکور اس ایکٹ کی رو سے وصول کر سکتی ہو۔ ایسی اغراض کی تکمیل کے واسطے جس کے لئے وہ قائم ہو قرضہ لے سکتی ہے۔

(۲) کمیٹی مذکور، اُن ابتدائی اخراجات کو پورا کرنے کے لئے۔ جو منڈی قائم کرنے واسطے آراضیات، عمارات اور دیگر سامان کا بندوبست کرنے کے لئے ضروری ہوں۔ صوبجاتی سرکار سے ایسی شرطوں پر، اور ایسے قاعدوں کی پابندی کے ساتھ، جو اس بارے میں مقرر کئے جائیں۔ ایک قرضہ لے سکتی ہے۔

(۳) وہ شرائط جن پر روپیہ یا قرضہ کا انتظام کیا جائیگا، اور وہ میعاد جس کے اندر وہ واجب الادا ہوگا۔ صوبجاتی سرکار کی پہلے سے حاصل کی ہوئی منظوری کے ماتحت ہوگی۔

باب ۴

عملہ۔ جرمانے، قواعد اور دوسرے ضمنی احکامات

منڈی کمیٹی کے افسروں اور ملازمین کی تقرری اور اُنکی تنخواہیں

۲۱۔ (۱) ایسے قاعدوں کی پابندی کے ساتھ جن کو صوبہ کی حکومت نے وضع کئے ہوں ایک منڈی کمیٹی ایسے افسران اور ملازمین کو نوکر رکھ سکتی ہے جن کو وہ منڈی کے انتظام کے لئے ضروری سمجھتی ہو، ایسے افسران اور ملازمین کو اُتنی تنخواہیں دے سکتی ہے جتنی وہ مناسب سمجھتی ہو اور اُسے اُن لوگوں کو اپنے اختیار میں رکھنے اور سزا دینے کا

اختیار ہوگا۔ کمیٹی ہذا اپنے افسروں اور ملازموں کو مقررہ قاعدہ کے مطابق اُتنا رخصتی بھتہ (الاؤنس) انعامات اور رعایتی الاؤنس بھی دینے کا انتظام کرسکتی ہے جتنا وہ مناسب خیال کرتی ہو، اور ہر ایسے پراویڈنٹ فنڈ میں چندہ بھی دے سکتی ہے جو ایسے افسران اور ملازمین کے مفاد کے لئے قائم کیا گیا ہو۔

(۲) اِس کمیٹی نے اگر صوبہ کی سرکار کے کسی افسر یا ملازم کو نوکر رکھا ہو تو وہ صوبہ کی سرکار کو ایسے افسران یا ملازمین کی پنشن اور رخصتی بھتہ کے سلسلہ میں اتنا چندہ دے گی جتنا اُس کے بارے میں اُن قواعد کے مطابق جو فی الحال نفاذ پذیر ہوں واجب الادا ہو۔

معاہدوں کا تکملہ

۲۲- (۱) ہر وہ معاہدہ جو منڈی کمیٹی کرے گی یا اُس کی طرف سے کیا جائے گا تحریری ہوگا اور منڈی کمیٹی کی طرف سے اُس پر کمیٹی کے چیرمین اور اُس کے کسی ایک ممبر کے دستخط ہوں گے اور اُس پر وہی مہر ثبت ہوگی جو منڈی کمیٹی عام طور سے استعمال کرتی ہے۔

(۲) اگر کسی دستاویز کا تکملہ تحتی دفعہ (۱) کے خلاف کیا جائے تو منڈی کمیٹی کیلئے وہ واجب العمل نہ ہوگا۔

بغیر نوٹس دیے مقدمہ نہیں دائر کیا جاسکے گا

۲۳- (۱) اس ایکٹ کے بموجب منڈی کمیٹی یا اُس کے کسی ممبر، افسر یا ملازم یا کسی اور شخص کے خلاف جو اس کمیٹی، اس کے ممبر، افسر یا ملازم کی زیر ہدایت کام کررہا ہو کسی عمل کیلئے جو کیا گیا ہو یا جو سمجھا جائے کہ کیا گیا ہے، کوئی مقدمہ نہیں دائر کیا جاسکتا تاوقتیکہ ایک ایسی تحریری نوٹس دینے کے بعد دو مہینہ گذر جائیں جن میں کہ اُس کے خلاف کارروائی کرنے کی وجہ اور دعویٰ دائر کرنے والے کا نام اور سکونت اور وہ مطالبہ جو وہ چاہتا ہو دیا گیا ہو اور جو ایک کمیٹی کے معاملہ میں کمیٹی مدعا علیہ کو پہنچ جائے یا اُس کے دفتر پر ڈال دی جائے اور اگر وہ کسی ایسے ممبر، افسر، ملازم اور مذکورہ بالا شخص کے بارے میں ہو تو وہ اس کو پہنچ جائے یا اُس کے دفتر یا اُسکے مکانِ مسکونہ پر ڈال دی جائے اور مدعی کے پاس ایک ایسی تحریر ہوگی جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نوٹس مذکور مدعا علیہ کو پہنچ چکا ہے یا اُس کے یہاں ڈال دیا جاچکا ہے۔

(۲) ہر ایسا مقدمہ خارج کردیا جائے گا جو اُس تاریخ کے بعد سے چھ ماہ کے اندر ہی اندر نہ دائر کردیا گیا ہو جب کہ کارروائی کرنے کے لئے مبینہ وجہ پیدا ہوئی۔

منڈی کمیٹی کو توڑ دینا

۲۴- (۱) اگر صوبہ کی حکومت خیال کرے کہ کوئی منڈی کمیٹی اُن فرائض کی انجام دہی کے اہل نہیں ہے جو اس ایکٹ کی رو سے یا اسکی تحت میں اس پر عائد ہوئے ہیں یا اگر وہ اُن فرائض کی انجام دہی میں مسلسل غلطی کرتی ہے، اور اپنے اختیارات کو بیجا استعمال کرتی ہے تو صوبہ کی حکومت بذریعہ اعلان ایسی کمیٹی کو موقوف کرسکتی ہے؛ لیکن شرط یہ ہے کہ قبل اسکے کہ وہ اس تحتی دفعہ کے ماتحت اعلان شائع کرے وہ منڈی کمیٹی کو یہ دکھانے کے لئے اچھا خاصہ موقع دے گی کہ اُس کمیٹی کو نہ توڑنے کے لئے وجہ موجود ہے اور اس سلسلہ میں اگر منڈی کمیٹی نے کچھ اپنی صفائی اور اعتراضات پیش کئے

ہوں تو صوبہ کی حکومت اُن پر غور کرے گی ۔

(۲) کسی منڈی کمیٹی کو توڑنے کے لئے جب تحتی دفعہ (۱) کے ماتحت اعلان شائع ہو چکے گا تو اُس سے حسب ذیل نتائج برآمد ہوں گے :-

(الف) یہ سمجھا جائے گا کہ منڈی کمیٹی کے تمام ممبران مع چیرمین اور وائس چیرمین اُس تاریخ سے جس روز یہ اعلان شائع ہوا اپنے اپنے عہدوں سے دست بردار ہو گئے ۔

(ب) کمیٹی کا تمام مال و منال صوبہ کی حکومت کے قبضہ میں آجائے گا اور کمیٹی کی موقوفی کی تاریخ پر جو قرضے اُس کے ذمہ واجب الادا ہوں گے اُن کے ادا کرنے کے لئے صوبہ کی حکومت ذمہ دار ہوگی اور یہ ادائگی اُس مال مذکور کے اعتبار سے کی جائے گی ۔

(ج) صوبہ کی حکومت اگر چاہے اور جس طرح پر اُسے مناسب معلوم ہوتا ہو بذریعہ حکم زیر دفعہ ۶ ایک از سر نو کمیٹی بنا سکتی ہے یا کمیٹی کے فرائض انجام دینے کے لئے وہ کسی اور کو اختیارات دے سکتی ہے ۔

(۳) (الف) اگر صوبہ کی حکومت تحتی دفعہ (۲) کے فقرۂ (ج) کے ماتحت حکم صادر کر چکی ہو تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ تمام مال اور واجب الادا قرضہ جات جن کی تحتی دفعہ (۲) ب میں تعریف کی گئی ہے اور جو ایسے حکم کی تاریخ کے وقت صوبہ کی حکومت کے اختیار میں ہے اُس حکم کی تاریخ سے اُس نئی کمیٹی کو یا کسی اور عہدہ دار کو جس کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے منتقل کر دیا گیا ہے ۔

(ب) (۱) اگر صوبہ کی سرکار تحتی دفعہ ۲ کے پیراگراف (ج) کے ماتحت موقوف شدہ کمیٹی کے فرائض انجام دینے کے لئے نئی کمیٹی کے علاوہ کسی اور عہدہ دار کو مقرر کر چکی ہو تو وہ بذریعہ اعلان یہ طے کر سکتی ہے کہ اُس عہدہ دار کو کتنے عرصہ تک اختیارات حاصل رہیں گے اور یہ مدت ۳ سال سے زیادہ نہ ہوگی ۔

(۲) ایسے عہدہ دار کے عہدہ کی میعاد ختم ہونے پر صوبہ کی حکومت بذریعہ حکم اُسی کو دوبارہ مقرر کر سکتی ہے یا کسی اور کو کسی مدت کے لئے اُس کا اختیار دے سکتی ہے لیکن یہ اختیارات تین سال سے زیادہ کے لئے نہ دئے جائیں گے اور یا پھر وہ اس ایکٹ کی دفعہ ۶ کے ماتحت بذریعہ حکم ایک نئی کمیٹی بنا سکتی ہے ۔

(۳) جب اس طرح کا حکم دیدیا جا چکا ہو گا تو اُس کی رو سے وہ تمام مال اور واجب الادا قرضہ جات کو جنکی ادائگی موقوف کئے ہوئے عہدہ دار کے اختیار میں ہو نئے عہدہ دار کے یا اُسکے ماتحت اگر اور کوئی کمیٹی بنائی جائے اُس کے سپرد کر دیا جائے گا ۔

(ج) اگر صوبہ کی حکومت نے کوئی ایسا حکم نہ جاری کیا ہو تو وہ ایسے مال و منال کو

کسی ایسے رقبہ میں کسی رفاہ عام کے کام کے لئے استعمال کر سکتی ہے جس کی اُس اشتہار میں تصریح کی گئی ہو جو کہ دفعہ ۴ کے بموجب شائع کیا گیا ہو۔

قاعدہ کے بنانے کا اختیار

۲۵- (۱) صوبجاتی حکومت عام طور سے یا کسی منڈی کے رقبہ یا رقبوں کے لئے خاص طور سے اس ایکٹ کے مطابق ایسے قاعدہ بنا سکتی ہے جو کہ اس کے کسی ایک یا تمام اغراض و مقاصد کے پورا کرنے کے لئے ہوں۔

(۲) اوپر دئے ہوئے اختیار پر اثر ڈالے بغیر ایسے قاعدہ خاص کر نیچے لکھی ہوئی باتوں کے لئے یا اُنکے انتظام کے لئے بنائے جائیں گے۔

(الف) کسی منڈی کمیٹی کے ممبروں کے انتخاب اور نامزدگی کے لئے طریقہ انتخابات کے لئے۔ وقتاً فوقتاً ووٹران کی فہرستیں تیار کرنے اور اُن کو دُہرانے کے لئے اور ایسے انتخاب کے سلسلہ میں جو اخراجات ہوئے ہوں یا ضمناً ہو گئے ہوں اُن کی ادائیگی کے لئے۔

(ب) منڈی کمیٹی کو اپنے اختیارات کو عمل میں لانے اور اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے۔

(ج) اس کمیٹی کے چیرمین اور وائس چیرمین کے انتخاب اور اُنکے اختیارات اور عہدہ کی معیاد کیلئے۔

(د) منڈی کمیٹی کے ممبروں یا چیرمین اور وائس چیرمین کی ایسی جگہوں کو بھرنے کے لئے جو اتفاقیہ طور پر خالی ہوں۔

(ہ) ایسی فیسوں اور محصولوں کے لئے جو کسی منڈی کے رقبہ کا مالک وصول کر سکتا ہو یا ایسی آمدنی کے لئے جو کرایہ اور پیداوار کے محصول سے آتی ہو۔

(و) کسی منڈی کے رقبہ کے انتظام کے لئے جس میں آئندہ ہونے والا بیوپار کا انتظام اور جوئے اور سٹہ بازی کا موقوف کرنا بھی شامل ہے۔

(ز) زیادہ سے زیادہ سالانہ محصولوں کے لئے جو منڈی کمیٹی اُن زراعتی پیداوار کے بارے میں مقرر کر سکتی ہو جو منڈی کے رقبہ میں خریدی جائے اور فروخت کی جائے اور ایسے محصولوں کو وصول کرنے کے لئے اور اُن کو خرچ کرنے کے لئے۔

(ح) (ا) منڈی کمیٹی کی طرف سے بیوپاریوں، تاجروں، دلالوں، کمیشن ایجنٹوں، تولنے والوں، ناپنے والوں، جانچ کرنے والوں، گودام کے لوگوں اور دوسرے ایسے شخصوں کو لائسنس دینے کے لئے جو منڈی میں کاروبار کرتے ہوں۔

(ب) اُس طریقہ اور شرائط کے لئے جن کی رو سے ایسے لائسنس دئے جائیں گے جن کے نام لائسنس دوبارہ جاری کیا جائے گا اور جن کا دینا ملتوی کر دیا جائیگا یا جن کا دینا منسوخ کر دیا جائیگا۔

(ج) اُن فیسوں کے لئے جو اُس کے لئے لی جائینگی۔

(د) اُن اپیلوں کے لئے جو اُن لائسنسوں کے التوا اور تنسیخ کے خلاف کی گئی ہوں۔

(ہ) ایسے لائسنسوں کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے اور جب وہ طلب کئے جائیں اُنکو دکھانے کے لئے۔

(و) اس امر کے لئے کہ لائسنس رکھنے والے زراعتی پیداوار کے بیوپاریوں کو باقاعدہ رسیدیں دیں اور اپنے حساب کا کھاتہ پیش کریں۔

(ط) وہ جگہ یا جگہیں مقرر کرنے کیلئے جہاں اور وہ وقت مقرر کرنے کیلئے جس کے درمیان، زراعتی پیداوار تولی یا ناپی جائے گی اور ایسے ترازوؤں باٹوں اور پیمانوں کی قسم یا تفصیل کیلئے جن کے سوا اور کوئی اس قسم کے لین دین میں ایک منڈی کے رقبہ میں نہ استعمال ہو سکتے ہوں۔

(ی) وقت مقررہ پر ایسے ترازوؤں، باٹوں اور پیمانوں کا معائنہ کرنے تصدیق کرنے باضابطہ کرنے صحیح کرنے اور ان کو ضبط کرنے کیلئے جو کسی منڈی کے رقبہ میں استعمال ہو رہے ہوں یا کسی شخص کے پاس موجود ہوں۔

(ک) اُن تجارتی اخراجات کیلئے جو کسی منڈی کے رقبہ میں ایک مقررہ زراعتی پیداوار کے لین دین میں کسی شخص کو ملیں یا وہ کسی شخص کو دے، ایسے رعائتوں کی فہرست کو ایک نمایاں مقام پر چسپاں کرنے کیلئے اور ایسے تجارتی خرچوں کو ایک رجسٹر میں درج کرنے کیلئے اور اسے دکھانے کیلئے اور اگر ضرورت ہو تو اس کے نقشوں کو بھیجنے کیلئے اور اس طریقہ کیلئے جس کے مطابق وصول شدہ روپیہ خرچ کیا جا سکتا ہو۔

(ل) ان جھگڑوں کو چکانے کیلئے جو کسی زراعتی پیداوار کے تاجر اور خریدار کے درمیان ہو جائیں یا ان کے ایجنٹوں کے درمیان ہو جائیں اور ایسے جھگڑوں کیلئے جو کسی چیز کی وزن کی عمدگی، اس کی قیمت یا نرخ، اس کو لپیٹنے کیلئے اس کی گرد اور اس میں ملاوٹ کیلئے رعایت کرنے یا کسی دوسرے وجوہ سے دام منہا کرنے سے متعلق ہوں مصالحتی پنچائت کی سہولتیں بہم پہونچانے کیلئے۔

(م) دلال کو کسی معاملہ میں زراعتی پیداوار کے تاجر اور خریدار دونوں طرف سے کام کرنے سے ممانعت کرنے کیلئے۔

(ن) ہر ایسی زراعتی پیداوار کے رکھنے کیلئے جگہ کا انتظام کرنے کیلئے جو منڈی میں لائی گئی ہو۔

(س) ایسے کاموں کے نقشے اور تخمینے بنانے کے لئے جو زیر تجویز ہوں اور جن کے خرچ کی پوری رقم یا رقم کا کوئی حصہ منڈی کمیٹی کے ذمہ ہو اور ایسے نقشوں اور تخمینوں کی منظوری دینے کے لئے۔

(ع) منڈی کمیٹی کے حساب رکھنے کے طریقہ اور ایسے حسابات کی جانچ اور اُسکو شائع کرنے کے طریقہ کے لئے اور اگر اس جانچ کے لئے کچھ خرچ ہو تو اُسے دینے کے لئے۔

(ف) سالانہ بجٹ تیار کرنے کے لئے اور اُس کو منظوری کیواسطے بھیجنے کے لئے اور اُن رپورٹوں اور نقشوں کے لئے جو منڈی کمیٹی کی طرف سے بھیجے جائینگے اور منڈی کمیٹی کے رکھے ہوئے لوگوں کی ملازمت کی شرائط کے لئے۔

(ص) اور منڈی کمیٹی کی فاضل رقم کو کسی مد میں لگا دینے کے لئے اور خرچ کرنے کے لئے اور دفعہ ۷ کی روسے منڈی کمیٹی کے ذریعہ کسی جائداد منقولہ کے انتقال کیلئے۔

(ق) اُس طریقہ کے لئے جسکی روسے کسی منڈی کا رتبہ میں نیلام کا انتظام کیا جائے گا بولیاں بولی جائینگی اور مال چھوڑا جائیگا۔

(ر) وقت۔ جگہ اور اُس طریقہ کے بارے میں جس کا بموجب خریدار اور بیچنے والے کے درمیان معاہدہ ہونے والا ہو اور خریدار کو روپیہ دیا جانے والا ہو اور اُن قیمتوں کی فہرست کو شائع کرنے کے لئے جن کے بموجب لین دین ہوتی ہو۔

(ش) زراعتی پیداوار کی مختلف قسموں کو درجوں میں ترتیب دینے کے لئے اور عمدگی کا معیار مقرر کرنے کے لئے تاکہ اُس مال کو دیتے وقت کوئی جھگڑا نہو۔

(ت) اس مقررہ عملہ کے ذریعہ سے جسے صوبجاتی حکومت نے اس مقصد کے لئے متعین کیا ہو منڈی کمیٹی کا اس بارے میں معائنہ کرنے کے لئے کہ وہ کیا کام کر رہی ہے۔

(ث) عام طور سے منڈی کمیٹیوں کی رہنمائی کرنے کے لئے اور اس ایکٹ کی منشاء پر عملدرآمد کرنے کے لئے۔

(۳) اس امر کے بارے میں کہ اگر اس دفعہ کی تحت میں کوئی قاعدہ بنایا جائے تو اس کے خلاف ورزی عمل کرنے پر یا لائسنس دینے کے لئے یا پھر نیا لائسنس دینے کے لئے جو شرطیں ہوں ان کو نہ پورا کرنے پر جرمانہ کیا جائے گا جو کہ پانچ سو روپیہ تک ہوسکتا ہے اور اگر یہ خلاف ورزی جاری رہے۔ تو اس پانچ سو روپیہ کے جرمانہ کے علاوہ جس کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے اس دوران میں جس میں یہ عمل خلاف ورزی جاری رہا اس تاریخ کے بعد سے جب کہ پہلی مرتبہ خلاف ورزی عمل میں آتی ہو ہر روز سو روپیہ تک جرمانہ کیا جا سکتا ہے۔

(۴) (الف) اس دفعہ کی روسے جتنے قاعدہ بنائے جائیں گے۔ وہ قبل اس کے کہ وہ نفاذ پذیر ہوں صوبہ کے گزٹ میں پیشتر ہی شائع ہو چکے ہوں گے اور جب وہ بن چکے ہوں گے صوبجاتی کونسل

اور اسمبلی کے ممبروں کی میز پر ایک مہینہ تک رکھے رہیں گے۔ جب مذکورہ بالا شرائط پورے ہو چکیں گے تو ان پر اس طرح عمل درآمد ہوگا گویا وہ اسی ایکٹ کے ماتحت وضع کئے گئے ہیں۔

(ب) بہر حال ان میں سے ہر قاعدہ میں اسمبلی مذکور کے آئندہ اجلاس میں تحریک کے ذریعہ ترمیم کی جا سکے گی یا اسے منسوخ کیا جا سکے گا۔

ضمنی قوانین

۲۶۔ (۱) ان قاعدوں کی پابندی کے ساتھ جو صوبجاتی سرکار نے دفعہ ۱۹ کے ماتحت بنائے ہوں، منڈی کمیٹی منڈی کے اس رقبہ کے متعلق جو اس کے زیر انتظام ہو مندرجہ ذیل مقاصد کے لئے ضمنی قوانین بنا سکتی ہے۔

۱۔ اس کے کاروبار کو باضابطہ کرنا۔

۲۔ تجارت کی شرطیں۔

۳۔ اس کے افسروں اور ملازمین کا تقرر کرنا اور ان کو سزا دینا۔

۴۔ ایسے افسروں یا ملازموں کو تنخواہ، انعام اور رخصت کا بھتہ (الاؤنس) دینا اور کسی پراویڈنٹ فنڈ میں جو ایسے افسروں اور ملازموں کے فائدہ کے لئے قائم کیا گیا ہو چندہ دینا۔

۵۔ اگر دفعہ ۱۰ کے ماتحت کوئی سب کمیٹی مقرر کی گئی ہو تو اس کے اختیارات، فرائض اور مشاغل کا تعین کرنا۔

۶۔ کوئی اور معاملہ جو اس ایکٹ اور اس کے تحت بنے ہوئے قواعد کے منشا کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہو۔

(۲) کوئی ضمنی قانون جب تک کہ اسے اطلاع کے لئے شائع نہ کر دیا جائے اور اس کے بعد صوبجاتی سرکار اس کی تصدیق و تائید نہ کر دے نافذ نہ ہوگا۔

(۳) ضمنی قوانین میں یہ شرط رکھی جا سکتی ہے کہ ان کی خلاف ورزی اگر ثابت ہوگئی تو لائق سزا ہوگی اور کوئی مجسٹریٹ جو قانوناً اس کا اہل ہو پچاس روپیہ تک جرمانہ کر سکتا ہے اور ایسی خلاف ورزی کی صورت میں جو کہ جاری رکھی جائے متذکرہ بالا جرمانہ کے علاوہ خلاف ورزی کے پہلے دن کے بعد سے جتنے دنوں تک وہ خلاف ورزی جاری رہی ہو اتنے دنوں کے لئے دس روپیہ یومیہ کے حساب سے مزید جرمانہ کر سکتا ہے۔

جرمانے

۲۷۔ جو کوئی بھی دفعات ۱۱ (۱) یا ۱۳ (۱) یا ۱۵ (۱) کے قواعد کی خلاف ورزی کرے گا ایسے جرم ثابت ہونے پر پانچ سو روپیہ تک کے جرمانہ کی سزا دی جا سکے گی اور ایسی خلاف ورزی کی صورت میں جو جاری رکھی گئی ہو خلاف ورزی کے پہلے دن کے بعد جتنے دنوں تک وہ خلاف جاری رہی ہو اتنے دنوں کے لئے ایک سو روپیہ یومیہ تک کا جرمانہ

مندرجہ بالا جرمانہ کے علاوہ کیا جا سکے گا اور لیسنس بھی ضبط کیا جا سکے گا۔

مقدمہ کی سماعت

۲۸۔ (۱) کسی ایسے جرم کے مقدمہ کی سماعت جو اس ایکٹ کی دفعہ ۲۷ کی رو سے لائق سزا ہو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا اول درجہ کے مجسٹریٹ کی عدالت سے کم درجہ کی عدالت میں نہ ہوگی۔

(۲) اس ایکٹ کے ماتحت ہر ایسا شخص مقدمہ دائر کر سکتا ہے جس کو منڈی کمیٹی نے اس امر کا باقاعدہ تحریری حق دیا ہو۔

(۳) اس ایکٹ کے ماتحت مجرم سے جو کچھ جرمانہ وصول ہوگا وہ اس منڈی کمیٹی کو دیدیا جائے گا جس کے خلاف اس نے جرم کیا ہو اور اس کا صرفہ صوبہ کی آمدنی میں سے لیا جائے گا۔

ان رقوم کی وصولی جو منڈی کمیٹی سے سرکار کے حق میں واجب الوصول ہوں۔

۲۹۔ وہ تمام رقمیں جو کسی منڈی کمیٹی سے سرکار کے حق میں واجب الوصول ہوں گی مالگذاری کی بقایا کے بطور وصول کی جائیں گی۔

اختیارات کی سپردگی

۳۰۔ کسی ضلع کا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اپنے تمام اختیارات اور فرائض یا اپنا کوئی اختیار اور فرض جو اس ایکٹ یا اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں کی رو سے اسے ملا ہو ایک تحریری حکم کے ذریعہ سے کسی ایسے انتظامی (ایگزیکیوٹیو) افسر کے سپرد کر سکتا ہے جو ______ کے درجہ سے کم نہ ہو بشرطیکہ اس نے صوبجاتی سرکار کی اجازت پہلے سے لے لی ہو جو عام یا خاص حکم کے ذریعہ سے دی جا سکتی ہے۔

ان لوگوں کا تحفظ جو اس ایکٹ کے ماتحت کام کر رہے ہوں

۳۱۔ (۱) منڈی کمیٹی کے کسی ممبر یا افسر یا ملازم کے خلاف کسی ایسے کام کی بنا پر جو اس نے اس ایکٹ یا اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں یا ضمنی قوانین کے تحت میں اچھی نیت سے کیا ہو یا اس کے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو نہ کوئی مقدمہ چلایا جائے گا نہ چالان کیا جائے گا اور نہ کوئی دوسری قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(۲) کسی کام کے بارے میں جو صوبجاتی سرکار یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس ایکٹ یا اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں یا ضمنی قوانین کے تحت میں کیا ہو کوئی عدالت جواب طلب نہ کرے گی

منسوخی

۳۲۔ جس تاریخ کو دفعہ ۴ کے ماتحت اعلان جاری کردیا جائے یا منڈی کے رقبہ میں دفعہ ۵ کے ماتحت توسیع کردی جائے اس تاریخ سے وہ قوانین جو فہرست میں درج ہیں اس حد تک جو اس کے کالم ۴ میں اعلان کی ہوئی زراعتی پیداوار کے لحاظ سے مقرر کی گئی ہے اور اس رقبہ میں جس کا منڈی کے رقبہ کی حیثیت سے اعلان کیا گیا ہو اور اس رقبہ میں بھی جس پر ضمنی دفعہ (۱) کے فقرہ (ج) کے ماتحت قیود عائد کی گئی ہوں منسوخ سمجھے جائیں گے۔

فہرست

(دفعہ ۳۲ ملاحظہ ہو)

قوانین جو منسوخ سمجھے گئے ہیں

سال	نمبر	مختصر نام	حد منسوخی
سنہ ۱۹۱۶ء	۲	میونسپلٹی ایکٹ صوبہ متحدہ	دفعات ۱۱۶، ۱۴۱ و ۲۹۸ - وجہاں تک کہ وہ منڈیوں سے تعلق رکھتی ہوں اور اس ایکٹ اور اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں اور ضمنی قوانین سے مطابقت نہ رکھتی ہوں -
سنہ ۱۹۲۲ء	۱۰	ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ صوبہ متحدہ	دفعہ ۱۹ (ج) اور دفعہ ۹۴ (جہاں تک کہ وہ منڈیوں سے تعلق رکھتی ہوں اور اس ایکٹ اور اس کے ماتحت بنائے ہوئے قاعدوں اور ضمنی قوانین سے مطابقت نہ رکھتی ہوں -

مقاصد اور وجوہات کا بیان

ہندوستان میں زراعتی رائل کمیشن نے یہ نتیجہ نکالا کہ کسان کو اپنی پیداوار کی واجبی قیمت نہیں ملتی چند بے قاعدگیوں کو دور کرنے کے لئے جن سے اُسے واجبی قیمت نہیں ملتی - اس نے باضابطہ منڈیاں قائم کرنے کی سفارش کی - سنٹرل بینکنگ کی جانچ نے بھی اسباب پر زور دیا - منڈی کے افسروں کی کانفرنس نے بھی سفارش کی کہ باضابطہ منڈی قائم کرنے کے لئے قوانین بنائے جائیں اور امپیریل کونسل ایگریکلچرل ریسرچ کی مجلس عاملہ نے بھی اسی طرح کی ایک تجویز پاس کی -

تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ اس ایک روپیہ میں جو کہ خریدار اُسے گیہوں یا چاول کی قیمت میں دیتا ہے پیدا کرنے والے کو صرف ۹ ½ آنے ملتے ہیں - پھل وغیرہ کی طرح سڑنے گلنے والی چیزوں کی قیمت کے ہر روپیہ میں اس کو ۵ سے ۶ آنے تک ملتے ہیں - یہ صحیح ہے کہ اسے کبھی وہ پوری پوری قیمت نہیں مل سکتی جو اُسے خریدار سے ملتی ہے اور اس کی بین وجہ یہ ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے، جمع کرنے اور دوسری متفرق باتوں کے سلسلہ میں جو کچھ خرچ

ہوتا ہے اُسے اُسی میں سے دینا پڑتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ٹھیک ہے کہ اگر وہ بدعنوانیاں جن کا وہ شکار ہے اور متعدد محصول جو اس سے لئے جاتے ہیں۔ بند کردئے جائیں یا باضابطہ کر دئے جائیں تو پیدا کرنے والے کو اچھی خاصی زیادہ قیمت مل سکتی ہے وہ متعدد منڈی کے محصول جو بیچنے والے کو عموماً ادا کرنے پڑتے ہیں۔ یہ ہیں۔

(۱) اڑھت یعنی ایک ایسا کمیشن جو اڑھتی کو دیا جاتا ہے۔

(۲) دلالی یعنی وہ کمیشن جو دلال کو دیا جاتا ہے۔

(۳) تولائی یعنی وہ حق جو تولنے والے کو دیا جاتا ہے۔

(۴) رولائی یعنی وہ حق جو اس شخص کو دیا جاتا ہے جو غلہ کو پھیرے میں رکھتے وقت اُسے صاف کرتا ہے۔

(۵) چڑھائی یعنی وہ حق جو اُس شخص کو دیا جاتا ہے جو غلہ کو پھیرے میں بھرتا ہے۔

(۶) اوتائی یعنی وہ حق جو اس شخص کو دیا جاتا ہے جو بورے کو کھولے رہتا ہے۔

(۷) منشی یعنی وہ حق جو اڑھتیے کے منشی کو ادا کیا جاتا ہے۔

(۸) پلے داری یعنی وہ حق جو قلیوں کو دیا جاتا ہے۔

"اڑھت" اور "دلالی" کو چھوڑ کر جو نقد روپیہ کی صورت میں ادا ہوتی ہے دوسرے مطالبات اُسی چیز کی شکل میں ادا ہوتے ہیں جو فروخت کی گئی ہو۔ مندرجہ بالا کے علاوہ مہتر چوکیدار بہشتی واڑھتی کے باورچی اور فقیروں کے نام سے بھی کچھ کاٹ لیا جاتا ہے۔ دھرمدا گئو شالہ اور پاٹ شالہ کی ایسی چند خیراتوں کے نام سے بھی کچھ روپیہ کاٹ لیا جاتا ہے۔ یہ رقم جو اس طرح کاٹ کر حاصل ہوتی ہے شاید ہی کبھی ان مقاصد کے لئے صرف کی جاتی ہو بلحاظ جن کے نام سے لی جاتی ہے۔ اگر کل نہیں تو زیادہ تر یہ رقم معمولاً خریدنے والے کا اپنا مال ہو جاتی ہے۔ بہت سی جگہوں پر کردینے کا رواج ہے یعنی وزن میں کچھ کمی کر دیتے ہیں۔ یعنی اور وہ اس بنا پر کہ یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اُس چیز میں کچھ نہ کچھ میل ضرور ہو گا۔ کبھی کچھ مال تل جانے کے بعد خریدار بیچنے والے سے کہتا ہے کہ بقیہ مال طے شدہ بھاؤ پر نہیں خریدا جائے گا۔ اور اسکی نامعقول وجہ یہ بتاتا ہے۔ کہ یہ مال گاڑی کے اُوپری حصہ کے مال سے گھٹیا قسم کا ہے۔ یہ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ بیچنے والا مجبور ہو کر بقیہ مال کو سستے دام بیچ ڈالے۔

۴۔ چھوٹے باٹوں اور ترازوؤں کی وجہ سے مال تیار کرنے والے کی آمدنی میں اور بھی کمی ہو جاتی ہے۔ پھر مختلف جگہوں میں مختلف باٹ اور ایک ہی جگہ مختلف چیزوں کے لئے مختلف باٹ استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیچنے والے کو اپنے حساب کے

جانچنے میں بڑی دقت اٹھانا پڑتی ہے۔ بہت سی منڈیوں میں بیچنے والے کو وزن سے زیادہ دینا پڑتا ہے جہاں رسماً ۴۱ سیر کا من مانا جاتا ہے

(۵) اس وقت کچھ منڈیاں مقامی انجمنوں کے زیر انتظام ہیں اور کچھ نجی لوگوں کے زیر انتظام جو انھیں کی ملکیت اور جن کو وہ اکثر ٹھیکہ پر ٹھیکہ داروں کو اٹھا دیتے ہیں۔ پیدا کرنے والا ان محصولوں کے مقرر کرنے میں جو اسے ادا کرنا پڑتے ہیں۔ کوئی دخل نہیں رکھتا اور گو اسے متعدد مطالبات ادا کرنے پڑتے ہیں لیکن اُسے کسی بازار میں بھی بہت ہی کم آسانیاں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔ اس مسودہ قانون کا مقصد یہ ہے کہ موجودہ انتظام کے بجائے جہاں ضروری ہو بازار کے لئے ایسی منڈی کمیٹیاں بنائی جائیں جن میں پیدا کرنے والوں کے کافی نمائندے ہوں۔ زراعتی پیدا دار کی مقررہ قسموں کے لئے چنے ہوئے رقبوں کو اشتہار کے ذریعہ منڈی کے رقبے قرار دیا جائے گا ایسے رقبہ کے اندر منڈی کے مالک کو ایک لائسنس لینا پڑے گا۔ اور منڈی سے کچھ فاصلہ تک دوسری منڈی کو کھولنے یا جاری رکھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا۔ تاکہ ایک باضابطہ طور سے قائم کی ہوئی بازار کے قریب ایک دوسری ایسی ہی منڈی نہ رہ سکے۔ بازار کے رقبہ میں ٹھیک طرح انتظام رکھنے کے لئے۔ یہ بھی تجویز کیا جاتا ہے کہ بیچنے والوں بیوپاریوں۔ دلالوں کمیشن ایجنٹوں۔ تولنے والوں۔ ناپنے والوں۔ پرکھنے والوں اور گودام کے لوگوں کو جو بازار میں کام کرتے ہوں۔ لائسنس دیا جائے۔

۶۔ اس طرح مسودہ قانون کے خاص مقاصد یہ ہیں۔

(۱) عموماً پیدا کرنے والے کو اپنی پیداوار کی اصلی قیمت کے ایک معقول حصّے کے ملنے کا انتظام کرنا۔

(۲) منڈی کے محصولوں کی شرح باضابطہ کرنا۔

(۳) معیاری ترازوؤں اور باٹوں کے رکھنے کا قطعی انتظام کرنا۔

(۴) اُن منڈی کمیٹیوں کے ذریعہ سے جن میں پیدا کرنے والوں کے نمائندوں کی مناسب تعداد ہوگی منڈیوں پر پورا پورا قابو رکھنا۔

(۵) منڈیوں میں کام کرنے والوں کو لائسنس دینے کا انتظام کرنا۔

(۶) اُن امور میں ترقی دینا جن کے ماتحت زرعی پیداوار بیچی جاتی ہے یعنی سایہ دار جگہ پانی اور صفائی کا بہتر انتظام کرنا۔ اور اس کام کے لئے ایک منڈی کمیٹی فنڈ کا بنانا۔

(۷) ایسے منڈی کے بھاؤ اور فصلوں کے اعداد کو جمع کرنے اور پھیلانے میں مدد دینا جو قابل اعتبار ہوں۔

کے۔ این کاٹجو
وزیر ترقی

ایک بل

موٹر اسپرٹ کی خوردہ فروشی پر محصول عائد کرنے کا انتظام کرنے کیلئے

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ موٹر اسپرٹ کی خوردہ فروشی پر ٹیکس عائد کرنے کا انتظام کیا جائے۔

تمہید — لہذا حسب ذیل قانون وضع کیا جاتا ہے :۔

۱۔ (۱) یہ ایکٹ صوبہ متحدہ کا موٹر اسپرٹ کی فروخت پر ٹیکس عائد کرنے کا ایکٹ ۱۹۳۹ء کہلائیگا۔

مختصر نام۔ وسعت اور آغاز — (۲) یہ ایکٹ تمام صوبہ متحدہ پر وسعت پذیر ہوگا۔

نفاذ — (۳) یہ ایکٹ اس تاریخ سے نفاذ پذیر ہوگا جو صوبجاتی حکومت بذریعہ اشتہار مقرر کرے۔

۲۔ اس ایکٹ کے مضمون یا سیاق عبارت میں جب تک کوئی بات اس کے نقیض نہ ہو۔

تعریفیں — (الف) "موٹر اسپرٹ" سے کوئی آتشگیر ہائڈروکاربن (جس میں ہائڈروکاربن کا بنا ہوا کوئی مرکب یا کوئی رقیق چیز جس میں ہائڈروکاربن موجود ہو شامل ہے) مراد ہے جو کسی قسم کی موٹر گاڑی میں مناسب طور سے کافی قوت پیدا کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہو۔

(ب) "مقرر کئے ہوئے" سے مراد اس ایکٹ کے ماتحت وضع شدہ قواعد کی رو سے مقرر کئے ہوئے سے ہے۔

(ج) "خوردہ فروش" کے معنی کسی ایسے شخص سے ہیں جو کمیشن پر یا دوسری طرح اس مقصد کے لئے موٹر اسپرٹ فروخت کرتا ہو یا فروخت کرنے کے لئے رکھتا ہو کہ وہ شخص جو اُسے خریدے یا جس کی طرف سے وہ خریدی گئی ہو یا کی جائے اس کو استعمال میں لاوے

(د) "خوردہ فروشی" سے مراد ایسی فروخت سے ہے جو کسی موٹر اسپرٹ کے خوردہ فروش نے کسی ایسے شخص کے ہاتھ کی ہو کہ وہ شخص جس نے اُسے خریدا ہو یا جس کی طرف سے وہ خریدی گئی ہو یا خریدی جائے اس کو استعمال کر سکے۔

(ہ) "فروخت" اور "فروخت کرنے" میں "تبادلہ۔ بیع الرہن بالراہن اور فروختگی کے لئے رکھنا یا پیش کرنا شامل ہے اور نیز اس میں موٹر اسپرٹ کا استعمال بھی جو خوردہ فروش مقرر کرے شامل ہے۔

۳۔ (۱) ہر خوردہ فروش پر اس طریق کے مطابق جو مقرر کیا جاوے موٹر اسپرٹ کی

محصول عائد کرنا — خوردہ فروشی کے لئے ایک محصول ایسی شرح سے عائد اور وصول کیا

جائے گا جو مشتہر کی جائے اور جو ایسی بکری پر ۲ آنہ فی گیلن سے زائد نہ ہوگا۔

(۲) اگر تحتی دفعہ (۱) کے بموجب واجب الادا محصول معینہ میعاد کے اندر ادا نہ کیا جائے تو مقرر کردہ حاکم کو جائز ہوگا کہ وہ محصول کے عوض کوئی ایسی رقم وصول کرے جو غیر ادا کردہ محصول کے دوچند سے زیادہ نہ ہو یا محصول کے علاوہ کوئی ایسی قلیل رقم جس کی وصولی حاکم مذکور مناسب خیال کرے۔

وصولی رقوم بطور بقایا مالگذاری

۴۔ کوئی رقم جو زیر ضمن ۳ قابل وصول ہو بطور بقایا مالگذاری کے وصول کی جاسکتی ہے اور وہ کسی ایسے تاوان کے علاوہ اور نہ کہ اُس کے عوض میں وصول کی جاسکتی ہے جو اُس ایکٹ کے ماتحت عائد ہوا ہو۔

خوردہ فروشوں کی رجسٹری اور رجسٹریشن سارٹیفکٹ

۵۔ (۱) ہر خوردہ فروش کو لازم ہوگا کہ وہ اس ایکٹ کے نفاذ کے تین مہینے کے اندر یا اگر وہ ایکٹ مذکور کے نفاذ کے بعد کسی جگہ اپنا کاروبار شروع کرے تو خوردہ فروش کی حیثیت سے کاروبار شروع کرنے کے قبل ہر ضلع میں جس میں وہ کاروبار کرتا ہو یا شروع کرنے کی تجویز ہو اُس ضلع کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو جہاں اُس کے کاروبار کی جائے وقوع ہو یا جہاں اس کا ارادہ کاروبار کرنے کا ہو یعنی جیسی کہ صورت ہو۔ درخواست دے کر بحیثیت خوردہ فروش کے رجسٹری کرائے اور ایسی رجسٹری کرانے پر اُس کو ایک رجسٹریشن سرٹیفکٹ ایسے فارم اور ایسی شرائط کی پابندی کے ساتھ جو مقرر کی جائیں عطا کیا جائے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ صوبجاتی حکومت کسی خوردہ فروش کو رجسٹریشن سرٹیفکٹ عطا کرنے سے انکار کر سکتی ہے اگر اس نے پہلے ہی ایسے خوردہ فروش کے ماقبل عطا کئے ہوئے سرٹیفکٹ کو منسوخ کر دیا ہو یا اُس کی تجدید سے انکار کر دیا ہو۔

(۲) ہر رجسٹریشن سارٹیفکٹ جو ضمنی دفعہ (۱) کے ماتحت عطا کیا گیا ہو عطا کئے جانے کی تاریخ کے بعد ۳۱ مارچ کو ختم ہو جائے گا اور اس کی تجدید سالانہ کی جاسکے گی۔

(۳) ہر رجسٹریشن سارٹیفکٹ بلا کسی معاوضہ کے دیا یا تجدید کیا جائے گا۔

رجسٹریشن سرٹیفکٹ کے بغیر فروختگی کی ممانعت

۶۔ کوئی شخص جو اپنے پاس دفعہ ۵ کے مطابق رجسٹریشن سارٹیفکٹ نہ رکھتا ہو کسی ضلع میں خوردہ فروش کی حیثیت سے کاروبار نہ کرے گا۔

ناجائز فروختگی کے لئے تاوان

۷۔ ہر وہ شخص جو دفعہ ۶ کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا سزائے جرمانہ کا مستوجب ہوگا جو ایک ہزار روپیہ تک ہو سکتا ہے یا جو ایسے محصول کے دوگنے کے برابر ہو سکتا ہے جو ایسے شخص پر ہر ایسی فروخت کی نسبت واجب الادا ہو جو اُس نے دفعہ ۳ کے ماتحت کی ہو مگر شرط یہ ہے کہ ان دونوں جرمانوں میں سے جو بھی زیادہ ہوگا وہ عائد کیا جائے گا۔

رجسٹریشن سرٹیفکٹ کو ملتوی یا منسوخ کرنا

۸۔(۱) ایسی شرائط کی پابندی کے ساتھ جو مقرر کی جائیں مقرر کردہ حاکم رجسٹریشن سارٹیفکٹ ملتوی یا منسوخ کر سکتا ہے۔

(الف) اگر کوئی شخص جو ایسا سرٹیفکٹ رکھتا ہو دفعہ ۳ کے ماتحت کسی واجب الادا محصول کو ٹھیک طور پر ادا نہ کرے۔

(ب) اگر اُن شرائط میں سے جن کے بموجب رجسٹریشن سرٹیفکٹ عطا کیا گیا ہو کسی ایک کی خلاف ورزی کی گئی ہو۔

(۲) رجسٹریشن سارٹیفکٹ رکھنے والا کسی معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا۔ اگر اس کا سرٹیفکٹ تحتی دفعہ (۱) کے ماتحت ملتوی یا منسوخ کر دیا گیا ہو۔

اختیارات اور فرائض کی سپردگی

۹۔صوبجاتی سرکار اس ایکٹ کے ماتحت کسی افسر یا کسی شخص کو ایسے اختیارات دے سکتی ہے اور اس پر ایسے فرائض عائد کر سکتی ہے جیسے صوبجاتی سرکار مناسب سمجھے اور کوئی ایسا افسر یا شخص مذکورہ اختیارات کو عمل میں لائے گا اور مذکورہ فرائض کو انجام دیگا۔

اختیارات تلاشی و تصرف

۱۰۔ صوبجاتی سرکار اپنے ماتحت محکمہ کے کسی افسر کو اختیار دے سکتی ہے :۔

(الف) کسی عمارت۔برتن۔گاڑی یا جگہ کی تلاشی لینے کا جس میں یا جہاں پر اُسکو یہ باور کرنیکے وجوہ ہوں کہ موٹر اسپرٹ فروخت کیا جاتا ہے یا فروختگی کیلئے رکھا جاتا ہے اور

(ب) کسی ایسی موٹر اسپرٹ یا ظرف کو قبضہ میں لینے۔ ہٹا لینے اور روک رکھنے کا اختیار جو کسی ایسے خوردہ فروش کے قبضہ میں ہو جس کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ دفعہ ۶ کی خلاف ورزی میں کاروبار کر رہا ہے یا جس نے اس ایکٹ کے احکام یا اُن کے بموجب وضع شدہ قاعدوں کے ماتحت کوئی جرم کیا ہے۔

چیزیں جو ضبط کی جا سکتی ہیں

۱۱۔جب اس ایکٹ کے ماتحت کوئی قابل سزا جرم کیا جائے تو موٹر اسپرٹ جو دفعہ ۱۰ کے فقرہ (ب) کے ماتحت قبضہ میں لی گئی ہو اور ہٹائی یا روکی گئی ہو یا جو اس خوردہ فروش کے قبضہ میں ہو اور جس کی نسبت جرم کا ارتکاب ہوا ہو اور اس کے متعلق کوئی ظرف ضبط کیا جا سکتا ہے۔

ٹیکس سے بچنا اور اطلاع دینے سے قاصر رہنا

۱۲۔ کوئی شخص جو اس ایکٹ کے ماتحت واجب الادا کسی محصول کی ادائیگی سے بچتا ہے یا بچنے کی کوشش کرتا ہے یا کسی ایسی اطلاع دینے سے قاصر رہتا ہے جو اس ایکٹ کے ماتحت وضع شدہ کسی قاعدے کی رو سے اس کے لئے دینا ضروری ہے یا عمداً غلط اطلاع دیتا ہے تو وہ ایسے جرمانہ کی سزا کا مستوجب ہوگا جو دو ہزار روپیہ تک ہو سکتا ہے۔

جرم کے بابت مصالحت کرنے کا اختیار

۱۳- (۱) حاکم ضلع کو جائز ہوگا کہ وہ کسی شخص سے جس نے اِس ایکٹ کے ماتحت قابل سزا جرم کیا ہو بطور تصفیہ ایسے جرم کے کوئی ایسی رقم جو ایک ہزار روپیہ سے زائد نہ ہو یا جو دفعہ ۳ کے ماتحت اس فروختگی کی نسبت جو اس شخص نے کی ہو واجب الادا محصول کے دوگنے کے برابر ہو اُن میں سے جو بھی زیادہ ہو منظور کر سکتا ہے۔

(۲) حاکم ضلع کو ایسی رقم کی ادائیگی پر شخص مجرم رہا کر دیا جائے گا۔ اگر کوئی مال تصرف میں لے لیا گیا ہوگا تو وہ واگذاشت کر دیا جائے گا اور ایسے شخص یا مال کے خلاف ایسے جرم کی نسبت کوئی مزید کارروائی نہیں کی جائے گی۔

جرائم کی سماعت

۱۴- (۱) بجز مندرجہ ذیل صورتوں کے کوئی مجسٹریٹ اُس ایکٹ کے یا اُس کے ماتحت بنائے ہوئے قواعد کے ماتحت کسی واجب السزا جرم کی سماعت نہ کرے گا۔

(۱) جبکہ مقدمہ اس تاریخ سے چھ مہینہ کے اندر دائر کر دیا جائے جس پر کہ جرم کا ارتکاب بتایا جاتا ہو۔

(۲) جبکہ صوبجاتی سرکار نے مقدمہ چلانے کی اجازت دے دی ہو۔ اور

(۳) حاکم ضلع کی شکایت یا رپورٹ پر یا خود مجسٹریٹ کے علم یا شبہ پر۔

ایمانداری سے کام کرنے والے اشخاص کی حفاظت اور مقدمہ چلانے کو محدود کرنا

۱۵- (۱) کسی شخص کے خلاف کسی ایسے فعل کی نسبت جو اس نے اس ایکٹ یا اُس کے ماتحت وضع شدہ قواعد کے ماتحت نیک نیتی سے کیا ہو یا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو کوئی نالش مقدمہ یا دیگر عدالتی کارروائیاں نہیں کی جائیں گی۔

(۲) کوئی مقدمہ قیصر ہند کے خلاف نہ دائر کیا جائے گا اور اس ایکٹ کے ماتحت کسی بات کو کرنے یا کرنے کے ارادہ کے لئے کسی شخص کے خلاف مقدمہ نہ دائر کیا یا چلایا جائے گا جب تک کہ اُس بات کی شکایت کی تاریخ سے چار مہینہ کے اندر نالش یا مقدمہ نہ دائر کیا گیا ہو۔

اپیلیں اور نظر ثانی

۱۶- (۱) بجز اس حکم کے جو کسی عدالتی کارروائی میں دیا گیا ہو کسی ایسے حکم کے خلاف اپیل جو اس ایکٹ یا اس کے ماتحت وضع شدہ قواعد کے بموجب دیا جائے ایسے حاکم کے پاس ہوگی۔ جس کو صوبہ جاتی سرکار مقرر کرے اور ایسے حاکم کے کسی ایسے حکم کی نظر ثانی صوبجاتی سرکار یا ایسا حاکم کر سکتا ہے جس کو صوبجاتی سرکار مقرر کرے۔

مگر شرط یہ ہے کہ اپیل یا نظر ثانی میں کوئی ایسا حکم نہ دیا جائے گا۔ جو شخص متعلقہ کے حق میں اس حکم سے جس کی ناراضگی میں اپیل یا نظر ثانی کی گئی ہو زیادہ مضرت رساں ہو بجز اس صورت کے کہ شخص مذکورہ کو اپنی عرض حال کا موقع دیدیا گیا ہو۔

(۲) کوئی اپیل قابل پذیرائی نہ ہوگی تاوقتیکہ وہ حاکم اپیل کے اس حکم کی تاریخ کے تین ماہ کے اندر پیش نہ کردی جائے جس کی کی ناراضی میں وہ دائر کی گئی ہے۔

۱۷ - (۱) صوبجاتی سرکار اس ایکٹ کی تمام اغراض یا کسی غرض کو پورا کرنے کے لئے ایسے قواعد وضع کرسکتی ہے جو اس ایکٹ کے مطابق ہوں۔ قواعد بنانے کا اختیار

(۲) متذکرہ بالا اختیارات کی عمومیت پر اثر ڈالے بغیر صوبجاتی سرکار خاص طور پر مندرجہ ذیل امور کے بارے میں قواعد وضع کرسکتی ہے۔

(الف) ان جملہ اُمور کا انتظام کرنے کے لئے جن کے مقرر کئے جانے کی اس ایکٹ میں اجازت ہے یا اس بارے میں صاف طور پر احکام ہیں۔

(ب) دفعہ ۳ کے مطابق واجب الادا محصول کو عائد کرنے اور وصول کے قاعدے بنانے کے لئے۔

(ج) ایسے اختیارات اور فرائض مقرر کرنے کے لئے جنھیں افسران یا اشخاص دفعہ ۹ کے ماتحت عمل میں لائینگے یا انجام دینگے۔

(د) خوردہ فروش کو جو نقشہ جات پیش کرتے ہوئے اور جو کتابیں اور کاغذات رکھنے ہوں گے ان کے فارم اور تفصیلات مقرر کرنے کے لئے اور اس طریقہ کو جس کے مطابق تصدیق کی جائیگی اور اس وقت اور حاکم کو مقرر کرنے کے لئے جب اور جس کے پاس یہ نقشہ جات پیش کئے جائینگے اور ایسی دوسری متعلقہ شرطوں کو مقرر کرنے کے لئے جو ضروری ہوں۔

(ہ) موٹر اسپرٹ کی باقاعدہ فروختگی۔ محصول تشخیص کرنے اور ادائیگی کے لئے نوٹس جاری کرنے اور غیر ادا کردہ محصول کی وصولی کا انتظام کرنے کے لئے۔

(و) قبضہ میں لی ہوئی یا ضبط کی ہوئی موٹر اسپرٹ یا اس کے متعلق کسی برتن کو روک رکھنے یا علیحدہ کرنے کا انتظام کرنے کے لئے۔

(ز) کسی ایسی عمارت ۔ برتن ۔ گاڑی یا جگہ کے معاینہ یا تلاشی کا اختیار دینے اور انتظام کرنے کے لئے جہاں موٹر اسپرٹ فروخت کی جاتی ہو یا فروختگی کے لئے رکھی جاتی ہو۔

(۳)۔ اس ایکٹ کے ماتحت وضع شدہ قواعد پہلے سے سرکاری گزٹ میں شائع کرائے جائینگے

(۴) کسی قاعدہ کے وضع کرنے میں صوبجاتی حکومت یہ ہدایت کرسکتی ہے کہ اس کے خلاف ورزی مستوجب سزائے جرمانہ ہوگی جو پانچ سو روپیہ تک ہوسکتا ہے اور اگر خلاف ورزی کا متواتر اعادہ کیا جائے تو مزید جرمانہ کی جو اس پہلے دن کے بعد جس پر خلاف ورزی کا اعادہ کیا گیا تھا ہر یوم مابعد کے لئے ایک سو روپیہ تک ہوسکتا ہے۔

اغراض اور وجوہ کا بیان

ترقی کی اسکیموں کو روپیہ بہم پہونچانے کے لئے سرکار صوبہ کی آمدنی کو بڑھانا مناسب سمجھتی ہے اس بل کا مقصد موٹر اسپرٹ پر محصول عائد کرنا ہے جو ان ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔ جنھیں حکومت نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔

کے۔ این۔ کاٹجو
وزیر ترقی

ضروری خبریں

امتناع منشیات کی کارروائی

ضلع ایٹہ

ایٹہ اور علی گنج کی تحصیلوں کے پٹواریوں نے بالترتیب ۳۳ اور ۴۲ جلسے اپنے اپنے حلقوں میں کئے گاؤں سدھار کے آرگینائزروں نے بھی اسی طرح مختلف مواضعات میں کئی جلسے کرائے۔ ان تمام جلسوں میں گاؤں والوں کے سامنے نشہ بازی کی خرابیاں بیان کی گئیں انسپکٹر آبکاری نے ایسے نو موضعوں میں جو نشہ بازی میں بہت بدنام تھے جلسے کئے اور آریہ سماج انجمن ترک منشیات نے ۲۴ موضعوں میں جلسے کر کے اپنا کام کیا۔ ایٹہ کی صنعتی اور زراعتی نمائش میں جو ۲۳ مارچ سے ۳۰ مارچ تک ہوئی ایک ترک منشیات کا شعبہ تھا جہاں اشتہاروں اور کارٹونوں کے ذریعہ سے نشہ بازی کی خرابیاں دکھائی گئی تھیں اس شعبہ کو ۲۰۰۰ آدمیوں سے زیادہ نے دیکھا اور آبکاری کے انسپکٹر نے بہت سے جلسوں میں تقریریں کیں اس کے علاوہ کنگس ٹاکی کے منیجر نے اپنے سینما میں بدھو شرابی کا فلم دکھانے کا بھی بندوبست کیا تھا پروپیگنڈے کا کام صدر میونسپل بورڈ ایٹہ کے ذریعہ سے ہوا جو ڈاکٹر ڈیویس جو اے۔ پی مشن اسپتال کاسگنج کے انچارج ہیں۔ مسز اگڈن نے کاسگنج میں یہی کام کیا۔ مسنز راج بہادر آنریری مجسٹریٹ نے بھی قصبہ اور اس کے گرد و نواح میں پراپیگنڈے کا کام کیا

اجازت نامے

افیون ۔ اس مہینہ میں صرف ایک اجازت نامہ منظور کیا گیا۔ افیون کے عادیوں نے تقریباً ۳۸ تولہ افیون کے ۲۹ اجازت نامے لئے۔ تقریباً ۱۶ تولہ کے ۴ وقتی اجازت نامے اس مہینہ میں جاری رہے۔

چرس ۔ اس مہینہ میں کوئی نیا اجازت نامہ نہیں دیا گیا۔ مہینہ کے آخر تک ۲۲ اجازت نامے تقریباً ۱۳ تولہ فی ہفتہ کی خوراک کے جاری رہے۔

ولایتی شراب ۔۔ اس مہینہ میں صرف ۳ اجازت نامے دیئے گئے اور اس طرح پر اب مجموعی تعداد ۵۶ کی ہو گئی ہے۔

گرفتاریاں ۔ اس مہینہ میں ذیل کی گرفتاریاں ہوئیں ۔

افیون کی برآمدگی ۔	۲
خلاف قانون شراب کشی	۳
شراب سے مدہوشی	۳
شراب کی برآمدگی	۶
چرس کی برآمدگی	۳
میزان	۱۶

ضلع مین پوری

ضلع مین پوری میں اب امتناع منشیات کا کام کافی ترقی کر گیا ہے ۔ خاص چیز جو اس مہینہ میں ہوئی وہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء کو اس ضلع کی سالانہ نمائش کے موقع پر امتناع منشیات کی پہلی سالگرہ تھی اس موقع پر کلکٹر نے صدارت کی اور شہر کے عمائدین شریک ہوئے ۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں گاؤں والے بھی شریک ہوئے اس ضلع کے اندر منشیات کی جدوجہد میں جو کامیابی ہوئی تقریروں میں اس کا اظہار کیا گیا اور اس کے علاوہ ایک ڈرامہ جو خود کلکٹر صاحب نے مکالمہ کے طور پر مرتب کیا تھا کھیلا گیا اور بہت پسند کیا گیا ۔ اس سال یہاں ہولی کے تیوہار میں بھی بہت کافی سکون اور

ہولی کی حقیقی شان پائی گئی۔ اور شہر میں کوئی آدمی مدہوش پڑا نہیں ملا۔ نمائش میں رس کی دو پرہیزی دوکانیں قائم کی گئی تھیں اور ان کا مناسب نام رکھا گیا تھا۔ ان دوکانوں میں تقریباً ۔ ۔ ۔ ۔ ۲ آدمیوں کو گنے کا تازہ رس تقسیم کیا گیا۔

گرفتاریاں اور روک تھام۔ اب کے ۴۴ مقدمات عدالتی سماعت کے لئے بھیجے گئے اس کے مقابلہ میں ماہ گذشتہ ۳۸ بھیجے گئے تھے۔ جن ۳ مقدمات کا مارچ میں فیصلہ ہوا ان سب میں سزا ہوئی ناجائز شراب کشی یا شراب کی ناجائز برآمدگی کے پڑھنے کے ذراسے بھی شبہ پر فوراً روک تھام کی جاتی ہے چرا چھپا کر چرس یا افیون کے لانے کا کوئی خاص شبہ نہیں ہے اور نہ اسپرٹ کے پینے کے استعمال کا شبہ ہے۔ ذیل میں اجازت نامہ والوں کی کیفیت درج ہے۔

افیون	ہفتہ وار خرچ	چرس	ہفتہ وار خرچ
۱۹۸	۱۳ چھٹانک	۲۴	۲ چھٹانک

طبی سفارش پر آٹھ بھنگ کے وقتی اجازت نامے بھی دیے گئے ہیں۔

بہادری کے انعامات

(۱) موضع ٹیلو کپور تھانہ ادسیہٹ ضلع بداوں میں ۲۴ اور ۲۵ کی رات میں ایک مسلح ڈاکہ پڑا ڈاکو اجگر بیسر رام سہائے کے مکان میں گھس آئے اور مکان لوٹ لیا جب اس نے شور مچایا تو ڈاکوؤں نے اسے بیٹا کچھ ڈاکو اس کی سوتی ماں کو مع اس کے بچوں اور گھر کے سارے سامان کے زبردستی لے بھاگے عورت کے رونے دھونے بچوں کی چیخ پکار اور اجگر کے شور غل نے گاؤں والوں کو جن میں نرائن اہیر متوفی بھی شامل تھا ان کی طرف متوجہ کیا اور ان لوگوں نے ملزمین کو گھیر لینے کی کوشش کی۔ ڈاکوؤں نے گاؤں والوں کو ڈرانا دھمکانا چاہا گاؤں والے اپنی جگہ پر اڑے رہے اس پر ایک ڈاکو مسمیٰ بھسو نے بندوق کا ایک فیر کیا جو نرائن کے لگا اور وہ فوراً ہی مرگیا۔ متوفی نے حکومت کی امداد میں اپنی جان دی ذیل کی غیر معمولی پنشنیں متوفی کے ورثا کے لئے ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۸ء سے منظور کی گئی ہیں جو ان کے ولی بدری اہیر کے ذریعہ سے دی جائے گی۔

(۱) روپا بیٹا	مبلغ تین روپیہ ماہوار ۱۸ برس کی عمر تک
(۲) سردپی	مبلغ تین روپیہ ماہوار ۱۸ برس کی عمر تک

موضع برسالا پور تھانہ موہن لال گنج ضلع لکھنؤ میں ۸ اور ۹ مئی کی رات میں مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو بندوق سے مسلح تھے۔ گھساون تمبولی کے گھر پر حملہ آور ہوئے۔ جب ڈاکہ پڑ رہا تھا

گھساون کا بھائی بھاگ نکلا اور کچھ گاؤں والوں کو جو ایک قریب کے مکان کے سامنے تھے بلا لایا۔ کلو پاسی جو ان میں سب سے آگے تھا پہلا آدمی تھا جو گولی سے مارا گیا۔ بہرحال ڈاکو جلدی سے محض معمولی اور کم قیمت چیزیں لیکر بھاگ گئے۔ گاؤں والے بھاگتے ہوئے ڈاکوؤں کو ڈراتے رہے اور فیر کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جے لال کوری بھی مارا گیا اور آٹھ آدمی زخمی ہوئے اس طرح پر مسلح ڈاکوؤں کے مقابلہ میں آگے رہنے میں کلو پاسی نے بہت بڑی بہادری اور ہمت دکھائی۔ جے لال کوری نے بھی ڈاکوؤں کے فیر کے مقابلہ میں دلیری سے کام لیا۔ ان لوگوں کی بہادری اور گاؤں والوں کے جمے رہنے سے ڈاکو جلد ہی بھاگ گئے اور گھساون تمبولی کو زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ ہر دو متوفیان نے حکومت کی امداد کرتے ہوئے جان دی لہذا ان کے ورثا کو ۹ مئی ۱۹۳۹ء سے ذیل کی پنشنیں منظور کی گئیں۔

کلو پاسی متوفی کے ورثاء

مسماۃ ہیراجی بیوہ مبلغ ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔
ننکرا اور ستیلا دین بیٹے ہر ایک مبلغ ڈھائی روپیہ ماہوار جب تک ۱۸ برس کے نہ ہو جائیں۔
سرجودئی بیٹی مبلغ ڈھائی روپیہ ماہوار جب تک کہ شادی نہ ہو اور مبلغ پچاس روپیہ جہیز کیلئے۔

جے لال کوری کے ورثاء

مسماۃ دلارا بیوہ مبلغ ۵ روپیہ ماہوار تا عقد ثانی

شیو نندن
پربھو اور
کالی دین
} بیٹے۔ ہر ایک کو ڈھائی روپیہ ماہوار جب تک ۱۸ برس کے نہ ہولیں۔

موضع کھیرا کشنی تھانہ اسہٹ ضلع بداؤں میں ۲۷ اور ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء کی رات میں مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں نے مہتو ولد طوطا شیخ کے مکان میں گھس کر لوٹ مار شروع کر دی اور اس کی بیوی کو بھی اذیت پہونچائی۔ چار ڈاکوؤں نے مہتو کو پکڑا اور دو نے اس کی بیوی کو اور پھر دونوں کو ٹھوکنے لگے تاکہ یہ لوگ اس ۹۰۰ روپیہ کی رقم کا پتہ بتادیں جو مہتو کو اپنے متوفی بھائی سے ملی تھی مہتو نے ڈاکوؤں کو مبلغ ۹۰ روپیہ دیدیا مگر جب انھوں نے اور زیادہ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ دوسرے مکان میں چلو جہاں روپیہ رکھا ہے۔ راستہ میں مہتو اپنے کو چھڑانے میں کامیاب

ہوگیا اور امداد کے لئے شور مچایا جس سے کچھ گاؤں والے آگاہ ہوگئے لیکن وہ موقع پر بندوق کے فیر کے ڈر سے نہ پہونچ سکے۔ مقتول کے ہمت دلانے پر کچھ بہادر گاؤں والے جس میں منشی دھونا بھی شامل تھا آگے بڑھے۔ ایک ڈاکو جو پیڑ کے آڑ میں چھپا تھا اس نے بندوق کے تین فیر کئے جس میں سے ایک منشی دھونا کے لگا جو فوراً ہی اسی جگہ منشی دھونا نے ڈاکوؤں کے مقابلہ کرنے میں بڑی بہادری دکھائی۔ اس کی موت قطعی طور پر ملک کو مدد کرنے میں ہوئی۔ لہذا ذیل کی پنشنیں ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۸ء سے متوفی کے ورثا کے لئے منظور ہیں۔

مسماۃ لرائتی بیوہ مبلغ ۵ روپیہ ماہوار تا حیات یا علی۔

بابو بیٹا مبلغ تین روپیہ ماہوار جب تک کہ اس کی سال کی نہ ہو۔

رجسٹرڈ نمبر اے۔ ۲۲۴۵

جلد ۲ لکھنؤ ماہ اگست و ستمبر سنہ ۱۹۳۹ء نمبر ۸ و ۹

خصوصیات

مرتبہ

محکمہ اطلاعات عامہ

صوبجات متحدہ

جلد ۲ | لکھنؤ ماہ اگست و ستمبر ۱۹۳۹ء | نمبر ۸ و ۹

فہرست مضامین

مضمون — صفحہ

مضمون صفحہ

قضیۂ مدح صحابہ و تبرّا

آنریبل پنڈت گوبند بلبھ پنت وزیر اعظم صوبجات متحدہ نے

لکھنؤ امام باڑہ فائرنگ کے سلسلہ میں

تحریک التوا کا جواب دیتے ہوئے

قضیۂ مدح صحابہ و تبرّا

پر

یو۔ پی اسمبلی میں بتاریخ ۱۲ جولائی حسب ذیل تقریر فرمائی

مجھے اور میرے معزز ساتھیوں کو اس افسوسناک حادثہ پر دلی افسوس اور صدمہ پہونچا ہے۔ جہانتک ہمارا تعلق ہے یہ ہماری پرخلوص خواہش ہے کہ انسانی زندگی کی عظمت کا پورا پورا احترام کیا جائے اور امن عامہ برقرار رکھتے ہوئے ہر فرد کو اسکے مذہبی فرائض انجام دینے میں زیادہ سے زیادہ آزادی حاصل ہو لیکن بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں جن میں انسانی زندگی کے تحفظ کی بھی ذمہ داری حکومت کو ایسی تدبیریں اختیار کرنے پر مجبور کردیتی ہے جو حالات کے لحاظ سے ناگزیر ہوتی ہیں۔ ایسے حالات پیدا ہوسکتے ہیں بلکہ مختلف ملکوں میں ہوئے بھی ہیں کہ جب زیادہ انسانوں کی حفاظت کیلئے کم انسانونکو نقصان اُٹھانا پڑتا ہے اور ایک بڑی مصیبت کو دُور کرنے کے لئے چھوٹی مصیبت کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ صرف ایسے ہی حالات میں ہمارے لئے اُن تدبیروں کا اختیار کرنا حق بجانب ہو جاتا ہے جن کو ہم سب عام طور پر بُری نظروں سے دیکھتے ہیں۔

اس مخصوص واقعہ کے متعلق ہم لوگ ابھی تک کسی نتیجہ پر نہیں پہونچ سکے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی رپورٹ کا انتظار ہے۔ شہادتیں لیجا رہی ہیں اور صرف شہادتوں اور رپورٹ کے مطالعہ کے بعد ہی ہم کسی آخری نتیجہ پر پہونچ سکتے ہیں۔ بہرحال میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم کو حکام ضلع اور ان افسروں کا بیان مل گیا ہے جو اس موقع پر موجود تھے۔ یہ بیان کافی رنجدہ ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہم اس بیان کو اسی وقت مانے لیتے ہیں۔ لیکن میں یہ درخواست ضرور کرتا ہوں کہ ایسے معاملات کو غیر سنجیدہ طور پر نہ دیکھنا چاہئے۔ ہم لوگوں کے سیاسی اختلافات کچھ بھی ہوں اور ہم لوگ چاہے کسی بھی پارٹی

سے کیوں نہ تعلق رکھتے ہوں لیکن صوبہ میں امن وامان قائم رکھنے کی ہم سب پر ذمہ داری ہے اور ہم میں سے ہر شخص کو یہ ذمہ داری محسوس کرنا چاہئے۔ کون ہے جو اس بات سے انکار کر سکے کہ لکھنؤ میں ایک سے زیادہ موقعوں پر پولیس اور حکام کی مداخلت نے شیعوں کی کثیر تعداد کو سنیوں سے اور سنیوں کی کثیر تعداد کو شیعوں سے کامیابی کے ساتھ محفوظ نہیں رکھا ہے۔ میں خود اس سڑک سے گذرا ہوں جو آصف الدولہ کے امام باڑہ اور ٹیلہ کی مسجد کے درمیان واقع ہے اور میں نے خود دیکھا ہے کہ وہ اینٹوں اور کنکڑوں سے اٹی پڑی تھی۔ کیا معزز ممبران کو یہ نہیں یاد ہے کہ لکھنؤ میں فسادات ہوئے ہیں؟ کیا وہ اس وقت یہ اندازہ نہیں کر سکتے کہ اگر فتنہ شروع ہی میں دبا نہ دیا جاتا تو اس سے کتنا زیادہ نقصان ہوتا؟ میں معزز ممبران سے عرض کرونگا کہ کسی پولیس افسر کو بھی گولی چلانا خوشگوار نہیں معلوم ہوتا ہے۔ وہ اسے ذرا بھی پسند نہیں کرتے اور انھیں اس سے کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ بھلا انسانی زندگی کو فنا کرنے کا کسے شوق ہو سکتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بعض اوقات ان معاملات میں افسروں کے فیصلے غلط ہوتے ہیں اور ہم کو اس بات کی سخت نگرانی کی ضرورت ہے کہ ایسی ہی غلطی دوبارہ نہ ہونے پائے لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ لکھنؤ میں تقریباً تین مہینوں سے لوگوں کو روز بروز زیادہ تکلیفیں اُٹھانا پڑ رہی ہیں۔ صرف شیعہ اور سنیوں ہی کو نہیں بلکہ ساری پبلک کو تکلیف ہو رہی ہے اور روز روز تکلیف کا اٹھانا ہر شخص کیلئے بہت مشکل ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں کسی حد تک پولیس اور حکام کی ان خدمات کا ضرور اعتراف کرنا چاہئیے جو وہ تقریباً تین مہینوں سے زیادہ کی مدت سے ایسے پرآشوب زمانہ میں انجام دیتے رہے ہیں۔

میں اس وقت اس مخصوص معاملہ پر کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا۔ یہ معاملہ ابھی زیر تحقیقات ہے اور جہانتک ہمارا تعلق ہے ہم فی الحال اس پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن میں اس مسئلہ کے ان پہلوؤں کے متعلق البتہ کچھ کہنا چاہتا ہوں جو اس وقت کی بحث میں آ گئے ہیں۔ میرے خیال میں ہم اس وقت لکھنؤ میں جتنی تکلیفیں اٹھا رہے ہیں ان میں سے زیادہ تر صرف اس وجہ سے ہیں کہ پنجاب کے لوگ شہر کی فضا کو خراب رکھنے میں مستعدی کیساتھ مدد دے رہے ہیں۔ جہانتک ہمارے صوبہ کے لوگوں کا تعلق ہے وہ اس جھگڑے سے بیزار معلوم ہوتے ہیں اور اس بات کے خواہشمند ہیں کہ یہ جلد از جلد ختم ہو جائے۔ لیکن ہمارے باہر کے دوست جو شاید اپنے مذہب اور عقائد میں یہاں کے لوگوں سے زیادہ جوش رکھتے ہیں اپنے جذبات کو روک نہیں پاتے اور یہاں کی موجودہ خطرناک اور تشویشناک حالت کو قائم رکھنے بلکہ اسے بد سے بدتر بنانے کی ہر کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ اب ہم کو امن سے رہنے دیں گے۔

کچھ اور کہنے سے پہلے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں کو اس بات کی بہت زیادہ تکلیف ہے کہ مسلمانوں کے دو فرقوں میں اس مسئلہ پر اتنا زیادہ اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ اگر ہم سب کی نظروں میں انسانی زندگی کی صحیح معنی میں

عظمت ہے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم ان عقائد کو ان کی اصلی جگہوں پر رہنے دیں اور ایسی باتوں کو سب سے آگے رکھیں جو آگے رہنے کی مستحق ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہم اس مشکل سے کیوں نہیں چھٹکارا پا سکتے۔ میں مخالف پارٹی کے معزز ممبران سے پرخلوص درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس افسوسناک اختلاف کو ختم کرنے میں اپنے تمام اثرات سے کام لیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اگر اس ایوان کے دو تہائی سنی اور دو تہائی شیعہ کسی فیصلہ پر پہونچ جائیں تو حکومت اس کو سب سے زیادہ اہمیت دے گی۔ اس لئے میں ان کو تعاون اور امداد کی دعوت دیتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مسئلہ پر غور کریں تاکہ ہم کو آیندہ اس قسم کی تحریک التوا کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اور ہم سب امن چین اور اتحاد کیساتھ رہ سکیں۔

تبرہ اور مدح صحابہ کی تاریخ بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ میں یہاں مختصر طور پر یہ بتاؤں گا کہ ہم کو جو طرز عمل اختیار کرنا پڑا اس کے کیا وجوہ تھے۔ جیسا کہ آنریبل ممبران کو معلوم ہے لکھنؤ میں مدح صحابہ و تبرہ کے مسئلہ پر کافی عرصہ سے جھگڑا چلا آرہا ہے۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں شیعوں اور سنیوں کی کربلائیں علیحدہ کردی گئیں اور اس وقت سے جذبات بہت زیادہ کشیدہ ہوگئے۔ اُسی سال سنیوں نے تعزیہ کے جلوس کے ساتھ مدح صحابہ پڑھی۔ اس زمانہ میں جو اشعار پڑھے گئے انھیں چار یاری نظمیں کہتے تھے مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیعوں میں بہت زیادہ بے اطمینانی پھیل گئی اور بالآخر تشدد کے واقعات رونما ہونے لگے۔ میرا خیال ہے کہ سنہ ۱۹۰۷ء میں مدح صحابہ پڑھنے پر لکھنؤ میں حقیقتاً بلوے بھی ہوئے۔ سنہ ۱۹۰۸ء میں پگٹ کمیٹی نے اپنی تحقیقات پیش کردی تھیں جن کا تذکرہ میں بعد میں کروں گا۔ سنہ ۱۹۰۹ء میں پھر مدح صحابہ پڑھی گئی اور متعدد آدمی گرفتار کئے گئے۔ جو کاغذات میرے روبرو ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈپٹی کمشنر لکھنؤ نے سنہ ۱۹۰۹ء میں یہ اعلان کیا تھا کہ لائسنس کے ماتحت مدح صحابہ پڑھنے کی اجازت دی جائیگی مگر یہ اجازت شاید بعد کو نہ مانگی گئی نہ ملی۔ سنہ ۱۹۳۵ء میں چہلم کے موقع پر مدح صحابہ پڑھنے کے سلسلے میں بعض سنی پھر گرفتار کئے گئے۔ سنہ ۱۹۳۶ء میں عشرہ کے روز اور پھر چہلم کو مدح صحابہ پڑھنے کی وجہ سے مزید گرفتاریاں ہوئیں۔ اس کے بعد سول نافرمانی کا سلسلہ جاری ہوگیا اور مدح صحابہ پڑھنے پر سیکڑوں سنی جیل گئے۔ ان حالات میں السپ کمیٹی کا تقرر ہوا۔ جب اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ پیش کی تو حکومت نے ہر دو فریق میں سمجھوتہ کرانے کی حتی المقدور کوشش کی اور مجھے یقین ہے کہ مخالف جماعت کے معزز اراکین اس بات کا اعتراف کرینگے کہ ہم نے دونوں فرقوں میں مفاہمت کرانے کے لئے کوئی ممکن کوشش اٹھا نہیں رکھی۔ مولانا ابو الکلام آزاد اسی سمجھوتہ کی غرض سے لکھنؤ میں بیس دن تک ٹھہرے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ اس کے بعد میں خود متعدد شیعہ اور سنی حضرات سے جن میں مسٹر نسیم، مسٹر غلام حسن، بٹ، اسمبلی کے متعدد اراکین

مسلم لیگ کے ممتاز عہدہ دار اور دوسرے اصحاب جن کو اس مسئلہ سے دلچسپی تھی شامل تھے ملا۔ ہم نے شیعوں اور سُنیوں کی کانفرنسیں طلب کیں اور اس مسئلہ پہ کافی بحث و مباحثہ کیا۔ اسی زمانہ میں سنیوں کے متعدد وفد مجھ سے ملے۔ مسئلہ کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ اگر مدح صحابہ پڑھنے کی اجازت نہ دی گئی تو لکھنؤ میں کبھی امن نہ ہوگا، لوگوں کی زندگی خطرہ میں رہے گی اور ایسے واقعات رونما ہوں گے جن پر ہر شخص کو پچھتانا پڑے گا۔ پھر بھی ہم نے فیصلہ ملتوی رکھا جیسا کہ معزز اراکین کو معلوم ہے ہم نے مارچ ۱۹۳۸ء میں ایک رزولوشن شائع کیا جس میں ہم نے صاف صاف اور غیر مشروط طور پر سنیوں کا علی الاعلان مدح صحابہ پڑھنے کا حق تسلیم کر لیا۔ اس وقت شیعوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ رزولوشن کے بعد ہم نے نومبر ۱۹۳۸ء میں کمیونکے شائع کیا اور اس کمیونکے میں ہم نے صاف صاف کہدیا کہ ہم پبلک جلوسوں اور پبلک جلسوں میں سنیوں کے مدح صحابہ پڑھنے کا حق تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ کہ ہم دونوں فرقوں کے نمائندوں سے مشورہ کرکے وہ راستہ معلوم کرنا چاہتے ہیں جس سے سنیوں کو اس حق کے استعمال کا موقع مل سکے۔ ہم نے یہ بھی کہدیا کہ اگر کوئی مفاہمت نہ ہوسکی تو ہم خود فیصلہ کر دیں گے۔ اس کے بعد ہم نے پھر پوری کوشش کی کہ ایک ایسا سمجھوتہ ہو جائے جو دونوں فریق کے لئے قابل قبول ہو مگر بدقسمتی سے اس قسم کا سمجھوتہ نہ ہوسکا۔ اس اثناء میں سُنی بے چین ہو چکے تھے اور انھوں نے تحریک شروع کر دی۔ مخالف جماعت کے تقریباً ہر معزز رکن نے ہم پر زور ڈالا کہ مدح صحابہ پڑھنے کی اجازت دیدی جائے۔ ایوان میں سوالات کئے گئے۔ تقریریں کی گئیں اور علی الاعلان اور پرائیویٹ دونوں طریقوں سے زور دیا گیا کہ ہماری (حکومت) طرف سے فیصلہ میں تاخیر کرنا غلطی ہے۔ ہم کو اُس پالیسی کی جس کا ہم نے مارچ ۱۹۳۸ء میں اعلان کیا تھا اور اس اقرار کی جو ہم نے ماہ نومبر میں کیا تھا اور اس حقیقت کی کہ دو ہزار سے زیادہ سنی جیل جا چکے ہیں یاد دہانی کرائی گئی۔ پھر بھی ہم نے اس وقت تک فیصلہ کو ملتوی رکھا جب تک محرم گذر نہیں گیا اس لئے کہ ہم اُس زمانہ میں علی الاعلان مدح صحابہ کی اجازت نہیں دینا چاہتے تھے جب شیعہ اپنے خاص مراسم ادا کر رہے ہوں۔ جب محرم ختم ہو گیا تو ہم نے سنیوں کو ایک خاص دن کے لئے مدح صحابہ پڑھنے کی اجازت دیدی۔ میں چاہتا ہوں کہ معزز اراکین مجھے میرے ایک سوال کا دوٹوک اور صاف صاف جواب دیں۔ وہ یہ ہے کہ جب یہ مسئلہ سنیوں کے دماغوں پر ۳۵ برس سے مسلسل بغیر کسی وقفہ کے کافی سنجیدگی کے ساتھ بلکہ شدت سے حاوی تھا۔ جبکہ اتنے بلوے ہو چکے تھے۔ جب کہ

سول نافرمانی اتنی مرتبہ ہو چکی تھی اور جبکہ شیعوں نے بھی ہمارے کمیونکے اور اعلانات پر اعتراض نہیں کیا تھا تو کیا وہ ہمارے فیصلہ کی جگہ اس مسئلہ کے کسی اور حل کا بھی خیال کر سکتے تھے؟ اور یہ تو دیکھئے کہ ہم نے فیصلہ کیا کیا ہے۔ شیعوں کو ہر روز بغیر کسی تخصیص کے مدح صحابہ سننا پڑتی تھی۔ وہ اسے پسند نہیں کرتے تھے اور ہم نے ان کو اس روزانہ کی تکلیف سے نجات دلانے کی صورت پیش کی ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ سنیوں کو سال میں ایک موقعہ مدح صحابہ پڑھنے کا دید یا جائے تاکہ شیعوں کو بار بار بلکہ غالباً مسلسل ہر ہر جگہ مدح صحابہ نہ سننا پڑے۔ ہم نے یہ طے کیا کہ نہایت بے ضرر طریقہ سے اس کا انتظام کر دیں اور اس بات کا خیال رکھا کہ جو راستہ منتخب کیا جائے وہ شیعہ آبادی سے دور ہو اور جو اشعار پڑھے جائیں وہ دل آزارنہ ہوں۔ یہ تھیں وہ احتیاطیں اور تحفظات جن کے بعد اس چیز کی اجازت دی گئی۔ میں اب اس مسئلہ پر زیادہ بحث نہیں کروں گا۔ کیونکہ میں شیعہ حضرات کے جذبات کو ٹھیس لگانا نہیں چاہتا۔ میں یہ جانتا ہوں کہ اس معاملہ میں ان کے جذبات بہت نازک ہیں۔ میں ان جذبات کی قدر کرتا ہوں اور ان کے زخم پر مرہم رکھنا چاہتا ہوں تاکہ وہ مندمل ہو سکے۔ میں شیعہ صاحبان کو دبانا نہیں چاہتا چاہے ان کی یہ تحریک ناکامیاب ہی کیوں نہ ہو جائے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی نشان کسک یا درد باقی رہے اور نہ میری یہ خواہش ہے کہ کوئی غلط فہمی رہ جائے اس سے مسئلہ کا حل نہ ہو سکے گا اور زہر اپنا کام کرتا رہے گا جس سے شیعہ اور سنیوں میں اس سے بھی زیادہ دشمنی پیدا ہوتی جائے گی۔ اس کے خراب اثرات اس صوبہ کے دوسرے حصوں بلکہ اس کے باہر بھی پہنچ چکے ہیں۔ لہذا میری اب یہ دلی آرزو ہے اور ہمیشہ رہی ہے کہ میں کسی ایسے سمجھوتہ کی انتہائی کوشش کروں جس سے تمام صاحبان متفق ہوں۔ یہی خواہش حکومت کے ہر فرد کی رہی ہے خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان۔ گذشتہ مئی میں ہم نے اس پر رضامندی کا اظہار کیا تھا کہ شیعوں کو انہیں حالات کے ماتحت مساوی حقوق دئے جائیں تاکہ انہیں کسی غیر مساوی سلوک کا خیال نہ ہو اور نہ انہیں کسی قسم کی ذلت محسوس ہو۔ ہم جو کچھ کر سکتے تھے وہ کیا اور جو کچھ ہم نے کیا اس پر قائم ہیں۔ ہم کو یقین ہے اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ دوسرے لوگ چاہے کچھ بھی خیال کریں مگر گذشتہ مارچ میں ہم نے جو فیصلہ کیا اس کا بدل کوئی اور نہ تھا اور ان حالات کے ماتحت اس سے زیادہ بہتر کوئی بات نہیں کی جا سکتی تھی ہم اس فیصلہ پر قائم ہیں اور جو کچھ ہمارے اور شیعہ یا سنی حضرات کے درمیان باتیں ہو چکی ہیں ان پر بھی اس وقت تک قائم ہیں جب تک کہ دونوں فریقوں میں کوئی باہمی سمجھوتہ نہ ہو جائے ظاہر ہے کہ ایسے ہی سمجھوتہ سے مستقل نتائج برآمد ہو سکیں گے اور اس کے لئے ہم پہلے کی طرح حتی الامکان زیادہ سے زیادہ کوشش کرتے رہیں گے،

ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم نے اس وقت تک کی تسلیم شدہ پالیسی بدل دی اور گذشتہ کمیٹیوں کی سفارشات اور رزولیوشنوں کو پس پشت ڈال دیا۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں ان رپورٹوں یا رزولیوشنوں سے آپ کے سامنے اقتباسات پڑھ کر سناؤں مگر میں اس ایوان کے معزز اراکین کو اس امر کا یقین دلاتا ہوں کہ پگٹ اور ایلسپ کمیٹیوں نے قطعی طور پر یہ طے کیا تھا کہ سنیوں کے مدح صحابہ پڑھنے کے حق سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور یہ حق ان حالات میں استعمال کیا جا سکتا ہے جن میں ہم نے اس کی اجازت دی ہے بلکہ شاید ان کمیٹیوں کے نزدیک یہ حق زیادہ آزادی کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ ۱۹۰۹ء میں حکومت وقت نے جو رزولیوشن شائع کیا تھا وہ بھی اسی قسم کا تھا۔ ہم نے ان فیصلوں میں سے کسی کو پس پشت نہیں ڈالا ہے۔ میں پھر نہایت خلوص کے ساتھ شیعہ اور سنی صاحبان سے اس امر کی اپیل کرتا ہوں کہ وہ آپس میں اس مسئلہ پر سوچیں۔ ہماری خدمات برابر ان کی مدد کے لئے حاضر ہیں وہ جس طرح چاہیں ہم سے کام لیں۔ میں شیعہ اور سنی دونوں اراکین کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ کل شام کو ۶ بجے مجھ سے ملیں تاکہ اس مسئلہ پر گفت و شنید ہو اور ہم کسی نتیجہ پر پہونچ سکیں۔ جب تک کوئی سمجھوتہ نہیں ہوتا اس وقت تک ہم کو اس بات کا خیال رکھنا پڑے گا کہ صورت حال اور زیادہ خراب نہ ہونے پائے۔

کانپور فائرنگ

۱۴ر جولائی کو یو۔پی اسمبلی میں کانپور فائرنگ پر جو تحریک التوا پیش کی گئی تھی اس کے جواب میں آنریبل پنڈت گوبند بلبھ پنت نے حسب ذیل تقریر کی:۔

اگر اس ایوان کے کسی اور معزز ممبر نے وہ تقریر کی ہوتی جو آج نواب زادہ لیاقت علی خاں نے کی ہے تو شاید میں اس کی طرف توجہ بھی نہ کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ متانت و سنجیدگی کا وہ عنصر جو ہم ان میں پہلے پاتے تھے اب بہت کم ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہنگامہ پروری کے فن میں کمال حاصل کر رہے ہیں۔ وہ مسلم لیگ کی مشین سے بندھ گئے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ چیزوں کی قدروں کا جو صحیح اندازہ وہ لگاتے تھے اس میں خرابی پیدا ہو گئی ہے۔ مجھے تو یہ خیال ہو گیا ہے کہ اب وہ کسی چیز کو منصفانہ اور غیر متعصب نگاہ سے دیکھ ہی نہیں سکتے۔ کاش انھوں نے ہم کو کوئی ایسا موقع نہ دیا ہوتا کہ ہم ان کی جس منصف مزاجی کے پہلے معترف تھے، اس کے

متعلق اپنا خیال بدل دیں۔ مجھے امید ہے کہ وہ آیندہ سے اس کا زیادہ خیال رکھیں گے۔
جناب عالی مجھے ان کی زبان سے یہ سن کر تعجب ہوا کہ میں نے کانپور جاکر وہاں کے حکام سے کسی قسم کی سازش کی۔

بہر حال میں وہاں صرف یہ دیکھنے گیا تھا کہ جو ٹریجڈی وہاں ہو رہی ہے اسے ختم کرنے کیلئے کیا ذرائع اختیار کئے گئے اور کیا کارروائی کی گئی ہے۔ میرے وہاں جانے کا یہ مقصد بھی تھا کہ اس بدقسمت شہر کی صورت حال درست ہو جائے اور جن شرارت انگیز سرگرمیوں کی بدولت اتنا زبردست نقصان ہوا ہے وہ ختم ہو جائیں۔ میں نے اس وقت فائرنگ کے حسن و قبیح پر بحث نہیں کی۔ جب تک میں وہاں رہا، بیشتر وقت میں امن کمیٹی کے ممبر جن کو میں نے مشورہ کے لئے مدعو کیا تھا میرے ساتھ موجود رہے۔ انھوں نے (نواب زادہ) یہ بھی کہا کہ میں وہاں اس غرض سے گیا تھا کہ مقامی حکام پر ایسے طریقہ سے اثر ڈالوں کہ وہ ایماندارانہ، منصفانہ اور سچا فیصلہ نہ کرسکیں۔

نواب زادہ لیاقت علی خاں .... میں نے یہ کبھی نہیں کہا۔

آنریبل وزیر اعظم۔ .... تو پھر انھوں نے ایک بات ایسی کہی جو اور بھی زیادہ سخت تھی۔ انھوں نے حکومت پر یہ الزام لگایا کہ وہ اس صوبہ میں مسلمانوں کو خوفزدہ کرنے کی پالیسی پر عمل کر رہی ہے۔ میں ان سے کہوں گا کہ کانپور میں ۱۹ جون کو جو کچھ ہوا اور برابر ہوتا رہا ہے ذرا اس کا خیال کریں اور یہ بھی سوچیں کہ پولیس کو وہاں کتنی مرتبہ گولیاں چلانی پڑیں۔ کیا ان حالات میں ان کے لئے یہ مناسب ہے اور کیا ان کو یہ کہنا زیبا ہے کہ ہماری پالیسی مسلمانوں کو خوفزدہ کرنا ہے؟ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے یہ خیالات انتہائی شرارت انگیز ہیں اور میں ان کو بہت سنجیدگی کے ساتھ یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ان کی ایسی پوزیشن والے آدمی پر لازم ہے کہ کچھ کہنے کے قبل وہ اپنے الفاظ کو اچھی طرح تول لیا کرے۔ کیا میں اب نواب زادہ لیاقت علی خاں سے دریافت کرسکتا ہوں کہ فائرنگ کا شکار کون لوگ تھے اور ان کی کیا تعداد تھی؟ کیا ان کا یہ مطلب ہے کہ اس بدقسمت فائرنگ کی پشت پر مسلمان فرقہ کے خلاف کوئی اسکیم ہے؟ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ انھوں نے جو بیان دیا ہے وہ نہایت افسوسناک تھا۔

جناب عالی۔ ذرا یہ دیکھئے کہ کانپور میں واقعات کس طرح پیش آئے ہیں۔ جب میرے دوست، آنریبل وزیر رسل و رسائل کانپور گئے تو ایک پر امن جلوس پر نہایت سفاکانہ قسم کا حملہ کیا گیا۔ متعدد آدمیوں کو چوٹیں آئیں اور جلوس پر جن لوگوں نے حملہ کا انتظام کیا ان کے متعلق

شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے مگر پھر ہوا کیا؟

ایک ممبر:- کیا یہی وجہ ہے جو آپ کانپور کے مسلمانوں سے انتقام لے رہے ہیں؟

آنریبل وزیر اعظم:- اگر ہم کو بدلہ لینے کا خیال ہوتا تو شاید ہم دوسرے ہی روز انتقام لے چکے ہوتے۔ جن لوگوں کے متعلق امید ہوسکتی تھی کہ وہ اس قسم کی افعال کی مذمت کریں گے ان میں سے کسی نے بھی اس کے خلاف اپنی آواز نہیں اٹھائی۔ پھر ۷ فروری کو جب بادشاہی منڈی کی طرف سے ایک پرامن بارات گذر رہی تھی تو یہ سوال اٹھایا گیا کہ دن رات کے کسی حصہ میں اس مسجد کے سامنے باجہ نہ بجایا جائے اور بارات پر حملہ کرکے کپڑے اور زیورات لوٹ لئے گئے مگر پھر بھی کسی مسلمان نے اس طرح کی حرکتوں کی مذمت کرنا مناسب نہ سمجھا۔

مجھے حیرت ہے کہ کیا معزز ممبر کو یہ نہیں معلوم کہ اس قسم کی خشت بازی کے بعد کیا مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ کانپور میں ۱۱ فروری سے جو ٹریجڈی شروع ہوئی اور جو کئی ہفتوں تک جاری رہی وہ کیا تھی؟ اس ٹریجڈی کی ابتدا اس وقت سے ہوئی جب کہ ایک پرامن جلوس پر حملہ کیا گیا۔ یہ جلوس بھی بارات کا جلوس تھا۔ اس جلوس پر جب کہ وہ ایک مسجد کی طرف سے ایسے وقت گذر رہا تھا۔ جب نماز کا کوئی سوال نہ تھا' حملہ کردیا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہفتوں تک تشدد' ہنگامہ جان و مال کا نقصان غرضکہ سب ہی کچھ ہوتا رہا۔ مگر پھر بھی وہ فرماتے ہیں "آپ کو اس کی فکر کیوں ہے"؟ لوگوں کو اینٹیں پھینکنے دیجئے اور ان کا جہاں تک جی چاہے خشت بازی کرتے رہیں مگر انھیں روکئے نہیں؟ کیا ایسے سوال پر بحث کرنے کا یہی طریقہ ہے؟

رتھ جاترا کے جلوس میں عورتیں اور بچے بھی کثیر تعداد میں شریک تھے جلوس جس حصۂ شہر سے گذر رہا تھا وہ بہت بدنام ہے۔ یہی وہ مقام ہے۔ جہاں یہ عجیب و غریب اعتراض کیا گیا تھا کہ کیلاش ہوٹل میں گراموفون نہ بجایا جائے۔ یہی وہ جگہ ہے۔ جہاں انٹیوں کی بوچھار کی گئی تھی مجھے نہیں معلوم کہ تحقیقات کس امر کی کرائی جاتی ہے؟ کیا یہ مطلب ہے کہ اینٹیں نہیں پھینکی گئیں؟۔ اگر یہ کہا جاتا ہے کہ اینٹیں پھینکی گئیں تو اس کا انسداد ضروری تھا یا نہیں؟ اگر ضروری تھا تو اس پر عمل کیسے کرایا جاتا؟ مسٹر فاروقی کہتے ہیں کہ پولیس کو لاٹھی چارج کرنا چاہئے تھا۔ کیا ایسے صورت میں جب کہ مکانوں کی پہلی دوسری تیسری چوتھی یا پانچویں منزل سے لوگ اینٹیں پھینک رہے تھے لاٹھی چارج ممکن تھا؟ یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ فائرنگ سے پہلے کوئی تنبیہ نہیں کی گئی تھی۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ مسٹر ل کا بیان میرے سامنے موجود ہے اور وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے متنبہ کیا تھا۔ لیکن جب لوگ عمداً اینٹیں پھینک رہے ہوں اور تشدد پر عمل پیرا ہوں تو ایسی تنبیہوں کو کون سنتا ہے۔ جب آپ ہر جگہ اور ہر سمت خشت باری کر رہے ہوں تو کیا کیا جاسکتا ہے۔ اور صورت حال پر کیسے قابو حاصل ہوسکتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے

کہ فائرنگ بہت زیادہ ہوئی۔ کیا معزز ممبران کو یہ نہیں معلوم کہ مجموعی نقصان کتنا ہوا پانچ یا چھ آدمی سے زیادہ زخمی نہیں ہوئے۔ مجھے ان ۵ یا ۶ آدمیوں کے زخمی ہونے کا بھی رنج ہے۔ ان میں سے ایک کا بدقسمتی سے انتقال ہو گیا لیکن کسی کو شدید زخم نہیں پہونچا میرا خیال ہے کہ دوسری فائرنگ میں صرف تین مسلمان زخمی ہوئے اور صرف تین ہندو مگر شدید طور سے کوئی مجروح نہیں ہوا۔ کیا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فائرنگ بالکل بے پرواہی سے اور بہت زیادہ کی گئی تھی؟

مخالف بنچوں پر بیٹھنے والے معزز ممبران کی طرح باتیں بنانا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور یہ کہنا کہ ان معاملات میں ہم نے جانب داری کی ہے۔ بالکل غیر ذمہ دارانہ ہے۔ جناب والا ہم سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ آزاد تحقیقات کی جائے۔ جب سے نواب صاحب چھتاری نے مخالف بنچوں پر بیٹھنا شروع کیا ہے۔ انھیں آزادی سے عشق ہو گیا ہے اور مجھے مسرت ہے کہ وہ آزادی کی گفتگو کر رہے ہیں میں نہیں جانتا کہ آزاد تحقیقات سے کیا مطلب ہے اور میں سوچتا ہوں کہ کیا معزز ممبران کی اس تجویز میں واقعی کوئی خلوص ہے۔ میں انھیں یہ بھی یاد دلادوں کہ ٹانڈا کے واقعہ کے سلسلہ میں چیف کورٹ کے ایک جج نے تحقیقات کی تھی ہم نے جسٹس بارک ایسے شخص کو تحقیقات کے لئے مقرر کیا کچھ عرصہ تک مسلم لیگ کے نمائندوں سے اس میں حصہ لیا لیکن جب یہ دیکھا کہ شہادت ان کے خلاف ہے تو انھوں نے اس تحقیقات سے کنارہ کش ہو جانے کا ایک بہانہ تلاش کر لیا جسٹس بارک کی رپورٹ ہم کو ل چکی ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ وہ کیا ہے کیا ٹانڈا فائرنگ کے سلسلہ میں آپ ان کا فیصلہ ماننے کو تیار ہیں؟۔ اگر آپ مانتے ہیں تو ہم اس واقعہ کے بارہ میں بھی تحقیقات کرنے پر غور کریں گے۔ مجھے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس سوال کو صرف اس لئے اٹھا رہے ہیں کہ آپ کا مقصد لوگوں کو مشتعل کرنے کی غرض سے کسی تحریک کے چلانے کا بہانہ ڈھونڈھنا ہے۔ اس لئے اگر میں آپ کی اس تجویز کی جس کے متعلق مجھے شبہ ہے کہ اس کی کوئی اصلیت نہیں تائید نہ کروں تو آپ مجھے قصوروار نہیں ٹھہرا سکتے۔ آپ واقعات ٹانڈا کے متعلق ابھی تک گمراہ کن الزامات لگا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ جج کے صاف اور صریح فیصلے کے باوجود آج بھی ایک آنریبل ممبر نے انھیں الزامات کو دھرایا ہے۔ آخر آزاد تحقیقات کا مطلب کیا ہے اس تحقیقات کا کام آپ کس کے سپرد کریں گے؟ ہندو کو مسلمان کو یا یوروپین کو؟ کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ وہ کون ہستی ہے جس کا فیصلہ آپ کے لئے قابل قبول ہوگا؟ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر مسٹر ہسکا کس کیوں آپ کے خلاف فیصلہ کریں گے اور کیوں آپ کی مخالفت کریں گے۔ وہ ضلع کے فوجداری انتظام کے نگراں ہیں اور مجسٹریٹوں کو اہم مقدمات سے نپٹنے کا اختیار ہے اور ان کی غیر جانبداری پر آج تک کسی نے انگلی نہیں اٹھائی۔ آپ آزاد تحقیقات چاہتے ہیں۔ لیکن آج تک آپ نے خود کوئی بیان نہیں دیا کہ واقعتاً ہوا کیا میں آپ سے یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ کانپور کی ضلع کمیٹی نے جس کی

معتزز حضرات شامل ہیں۔ مثلاً نواب ابراہیم اور مسٹر حمزہ جن کا تعلق مسلم لیگ سے بھی ہے۔ درحقیقت حکام کی ان کارروائیوں کی تائید کی ہے کانپور کے اخبار "غریب" نے جس کا تعلق شاید مسلم لیگ سے ہے یہ بھی کہا ہے کہ اینٹیں عام مسلمانوں نے نہیں پھینکیں بلکہ احراریوں نے پھینکیں۔

میرے سامنے مسٹر بل کا بیان موجود ہے۔ وہ ایک نوجوان یوروپین آئی۔ سی۔ ایس آفیسر ہیں وہ کہتے ہیں کہ مسجد اور اس کے ہر دو طرف کے مکانات سے اینٹوں کی مسلسل بوچھار ہو رہی تھی۔ میرے سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ وہ غلط بیان کیوں دیں گے۔

جناب والا مجھ پر یہ الزام بھی لگایا گیا ہے کہ میں نے بعض افسروں کے تبادلہ کی تجویز نہیں منظور کی اور اس کا باعث بھی میری فرقہ وارانہ ذہنیت قرار دی گئی۔ کیا آنریبل ممبر کو یہ نہیں معلوم کہ کانپور کے ہندوؤں نے بھی بعض افسروں کے تبادلہ کی متعدد درخواستیں کی ہیں ایسے وجوہ کی بنا پر جن سے وہ اچھی طرح واقف ہیں۔ کیا آپ کو یہ کہتے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ایک ایسے افسر کے تبادلہ کی درخواست نہیں منظور کی جس کے خلاف فرقہ وارانہ بنا پر آج تک کوئی الزام نہیں لگایا گیا۔ اور نہ کوئی شکایت کی گئی۔ جناب والا مجھے امید ہے کہ معزز ممبران جماعت مخالف اپنے اندر ذمہ داری کی روح پیدا کریں گے اور اپنے ہی برادران وطن کے مردہ جسموں پر کھڑے ہو کر اونچا ہونے کی کوشش کریں گے۔

مسودہ قانون قبضہ آراضی

لگان کا نیا قانون کب پاس ہوگا؟

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ جب سے یہ نئی گورنمنٹ آئی ہے کسانوں کی بھلائی کیلئے لگان کے نئے قانون بننے کی خبر سنائی دے رہی ہے لیکن یہ قانون نہ آج بن چکا ہے۔ اور نہ کل عوام اور خصوصاً کسانوں کے طبقہ کو اس نئے قانون کی بڑی فکر ہے اور اسی وجہ سے اس کی تاخیر اُن کو پریشان کر رہی ہے وہ اسمبلی کے ذیل کارروائیں سے ناواقف ہیں اس لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اُن کو اس بات سے آشنا کر دیا جائے کہ لگان کا یہ نیا قانون اب تک کتنی منزلیں طے کر چکا ہے اور ابھی اس کے لئے کتنی منزلیں اور باقی ہیں۔

کانگریس کی یہ نئی حکومت ۱۷ جولائی ۱۹۳۷ء میں قائم ہوئی کچھ ہی دن بعد ۲ اگست

۱۹۳۷ء کو کانگریس پارٹی کے لیڈر پنڈت گوبند بلبھ پنت جی نے اسمبلی میں قانون لگان پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرنے کا اعلان کیا۔

یہ کمیٹی ۸ رنومبر ۱۹۳۷ء سے ۲ اپریل ۱۹۳۸ء تک اس نئے لگان کے قانون پر غور کرتی رہی۔ اس دوران میں اس کی ۸۰ نشستیں ہوئیں اور ہر نشست میں بہت کافی بحث مباحثہ ہوا۔ چھ مہینے کام کرنے کے بعد اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ گورنمنٹ کے سامنے پیش کی۔ گورنمنٹ نے اس کی رپورٹ پاتے ہی لگان کے قانون کا مسودہ تیار کیا اور ۲۰ راپریل ۱۹۳۸ء کو اسمبلی میں پیش کر دیا۔ اسمبلی نے اُسے ۲۷ راپریل ۱۹۳۸ء کو سلکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا سلکٹ کمیٹی نے اس پر ۳ مہینے تک غور کیا۔ اس کا پہلا جلسہ ۲۷ رجون ۱۹۳۸ء کو اور آخری جلسہ ۲۸ رستمبر ۱۹۳۸ء کو ہوا۔ ۷ راکتوبر ۱۹۳۸ء کو آنریبل وزیر مال نے اس ترمیم شدہ مسودہ قانون کو اسمبلی کے سامنے پیش کر دیا۔ اسمبلی میں آتے ہی ممبروں نے قریب قریب تین ہزار ترمیمیں پیش کر دیں۔ آخر اسمبلی نے ۱۰ نومبر ۱۹۳۸ء تک اس بل پر غور کرنا ملتوی کر دیا ۱۰ رنومبر ۱۹۳۸ء کو یہ بل اسمبلی میں پیش ہوا اور ۲۴ اپریل ۱۹۳۹ء کو اسمبلی میں منظور ہوا۔ اس کے بعد ۲۷ راپریل ۱۹۳۹ء کو یہ بل کونسل کے غور کرنے کے لئے بھیج دیا گیا۔

اب یہ منظور شدہ بل کونسل میں بھیج دیا گیا۔ گورنمنٹ نے اُسے وہاں ۳ رجولائی ۱۹۳۹ء کو پیش کیا۔ وہاں اس پر بحث ہوئی اور ۸ رجولائی ۱۹۳۹ء کو یہ پھر سلکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا اور یہ طے ہوا کہ ۱۰ راگست ۱۹۳۹ء تک یہ بل کونسل میں واپس آجائے چنانچہ ۱۰ راگست کو یہ بل کونسل میں پیش ہوگا۔ وہاں کے ممبر اس میں ترمیمیں کریں گے اگر وہ ترمیمیں ایسی ہوئیں جن کو حکومت منظور کر سکی تو یہ ترمیم شدہ بل گورنر صاحب کی منظوری کے لئے چلا جائے گا اور ان کی منظوری کے بعد قانون بن جائے گا اور اگر کونسل کی ترمیمیں ایسی ہوئیں جنھیں حکومت منظور نہ کر سکی تو اسمبلی اور کونسل کا مشترکہ اجلاس ہوگا اور اس میں حکومت اپنی مرضی کے مطابق ترمیمیں پیش کرے گی۔ اس مشترکہ اجلاس میں پاس ہونے کے بعد یہ بل گورنر صاحب کی منظوری حاصل کرکے قانون بن جائے گا۔

ان سب کارروائیوں میں اب جتنی بھی دیر ہو۔ بہرحال حکومت کا خیال ہے کہ یہ قانون جلد از جلد نافذ ہو جائے گا۔

ظاہر ہے کہ ہمارے صوبہ کی حکومت ممبروں کی رائے اور مختلف قانون میں جکڑی ہوئی ہے۔ ان قانونوں کی پابندی کرنا اس کے لئے لازمی ہے۔ اس کے علاوہ لگان کا قانون ایک بڑا عالی مقصد قانون ہے جس میں سیکڑوں باتوں پر غور کرنا پڑتا ہے اور ہر ہر جماعت کے ممبروں

کی رائے لینا پڑتی ہے۔ اسی وجہ سے حکومت اُسے اپنی خواہش کے مطابق بہت جلد قانون کا روپ نہیں دے سکی۔

مسودۂ قانون قبضۂ آراضی صوبجات متحدہ

کی منظوری میں دیر کیوں ہو رہی ہے؟

آنریبل جناب رفیع احمد قدوائی صاحب وزیر مال کا بیان

مسودۂ قانون قبضۂ آراضی کی گفت و شنید کے متعلق طرح طرح کی افواہیں گشت کر رہی ہیں۔ اخبارات میں مختلف بیانات شائع ہوئے ہیں لیکن وہ سب نامکمل ہیں۔ لہٰذا یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحیح واقعات کو پوری طرح شائع کر دیا جائے تاکہ عوام اور خصوصاً کاشتکاروں کو معلوم ہو جائے کہ موجودہ حکومت کے اس اہم ترین کام میں غیر معمولی تاخیر کی ذمہ داری کن لوگوں پر عائد ہوتی ہے۔

مسودۂ قانون قبضۂ آراضی صوبجات متحدہ پر غور کرنے کے لئے مئی کے آخر ہفتہ میں لیجسلیٹیو کاؤنسل کا اجلاس ہونے والا تھا۔ تاریخ مقررہ سے چند روز قبل جماعت مخالف کے بعض ممبر اور مفاد زمینداری کے بعض نمائندے مجھ سے ملے اور یہ تجویز پیش کی کہ بل پر غور کرنا ملتوی کر دیا جائے تاکہ اس اثنا میں اس کے مختلف فیہ دفعات پر مفاہمت کی کوشش کی جائے۔ اسمبلی میں جب یہ بل پیش تھا تو اس دوران میں مفاہمت کی خاطر جو گفت و شنید ہوئی تھی اس کے تجربہ کی بنا پر میں نے خیال کیا کہ اس سلسلہ میں جو مزید کوشش ہوگی اس کا کوئی بہتر نتیجہ نہ نکلیگا چنانچہ میں اس کے التوا پر رضامند نہیں ہوا۔ اس کے بعد اپنی بیماری کی وجہ سے تاریخ مقررہ سے ایک یا دو دن قبل مجھے لکھنؤ چھوڑنا پڑا اور بعد میں کاؤنسل کے بعض ممبر وزیر اعظم سے اُسی درخواست کو لیکر پھر ملے اور یہ طے ہوا کہ بل پر ۵ر جولائی تک غور کرنا ملتوی کر دیا جائے۔

جماعت مخالف نے حکومت سے گفت و شنید کے لئے ۸ ممبروں کو منتخب کیا یہ آٹھوں ممبر وزیر اعظم اور دیگر وزراء سے جون کے تیسرے ہفتہ میں نینی تال میں ملے اور مسودۂ قانون قبضۂ آراضی صوبجات متحدہ کی دفعات پر اپنے اعتراضات پیش کیے۔ ان پر بحث و مباحثہ

ہوا اور اگرچہ حکومت نے ان تجاویز پر اپنی قطعی رائے کا اظہار نہیں کیا۔ مگر وزیر اعظم نے یہ صاف صاف کہدیا کہ وہ "سیر" کی دفعات میں ترمیم کے لئے تیار نہیں ہیں

۴ر جولائی کو یہ آٹھوں ممبر لکھنؤ میں ہم سے پھر ملے۔ ان سے ایک مرتبہ اور یہ کہدیا گیا کہ حکومت "سیر" کی دفعات میں کسی قسم کی ترمیم کے لئے تیار نہیں ہے۔ انھوں نے اسے تسلیم کرلیا اور دوسرے مسئلوں پر گفت وشنید شروع کی۔ ۵ر جولائی تک جب کاونسل کا اجلاس شروع ہوا۔ تمام مسائل پر سوائے "بے دخلی" کے کلازکے جس کے سلسلہ میں مختلف رائیں ظاہر کی گئی تھیں اور ایک قطعی تجویز بھی پیش کردی گئی تھی اتفاق ہوگیا تھا۔ جب کاونسل میں ہم لوگ جمع ہوئے تو مجھ سے جماعت مخالف کے ممبر اور زمینداروں کے نمائندے ملے اور کہا کہ میں بل کو سلکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کی تجویز کی تائید کردوں۔ بیگم اعزاز رسول اور دیگر ممبروں نے مجھے یقین دلایا کہ بل کو سلکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ جو سمجھوتہ ہوا ہے اُسے بل کی دفعات میں شامل کردیا جائے۔ اُن کی رائے یہ تھی کہ اگر سلکٹ کمیٹی میں منظور کردہ تجاویز کی روشنی میں بل کو دوبارہ ترتیب دیجائے تو آسانی ہوگی۔ انھوں نے مجھے یہ بھی یقین دلایا کہ سلکٹ کمیٹی میں وہ کسی ایسی دفعہ پر دوبارہ بحث نہ شروع کریں گے جس پر وہ رضامندی کا اظہار کرچکے ہیں اور جن میں سیر کی دفعات بھی شامل ہیں اور اگر کمیٹی کے اجلاس تک بے دخلی کی دفعہ پر کوئی سمجھوتہ نہ ہوا تو وہ صرف اس دفعہ پر کمیٹی میں بحث کریں گے اس یقین دلانے پر میں اس پر آمادہ ہوگیا کہ بل کو سلکٹ کمیٹی کے حوالہ کردیا جائے چنانچہ جب کاونسل میں میں نے سلکٹ کمیٹی کے حوالہ کرنے کی تحریک قبول کی تو اس چیز کو صاف طور پر ظاہر کردیا اور اپنی تقریر کے دوران میں میں نے کہا کہ:-

"پچھلے دو تین ہفتوں میں زمیندار صاحبان کے نمائندوں اور اس ایوان کے کچھ ممبروں سے بات چیت ہوئی۔ اب مجھے یہ کہنے میں خوشی ہے کہ اس بات چیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس مسودۂ قانون کے زیادہ تر اصول ان لوگوں نے قبول کرلیئے۔ صرف ایک ہی دفعہ ایسی ہے جس پر کچھ اختلاف ہے۔ لیکن گورنمنٹ کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ یہ بل سلکٹ کمیٹی میں اس سبب سے بھیجا جارہا ہے کہ جو باتیں طے ہوئی ہیں انھیں ڈرافٹ کرکے اس بل میں شامل کردیا جائے اور جو اختلاف بے دخلی کے بارہ میں باقی ہے وہ طے ہو جائے۔ اس یقین کے ساتھ کہ اس کمیٹی سے یہ بل متفقہ طور پر ترمیم ہوکر آئیگا، مجھکو اس تجویز سے کوئی اختلاف نہیں ہے"

اس مفاہمت پر میں نے سلکٹ کمیٹی کے حوالہ کرنے کی تحریک منظور کرلی اور کمیٹی کو مقرر کرکے یہ ہدایت کردی گئی کہ ۱۰ر اگست یا اس سے قبل رپورٹ پیش کردی جا

۲۵ رجولائی سے اس کا اجلاس شروع ہوا اور ۲۹ رجولائی کو ۹ راگست کے لئے پھر ملتوی ہوگیا تاکہ اُس روز رپورٹ پہ دستخط کر دئے جائیں۔ میں کمیٹی کی کارروائی کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن یہ بات کہ سلکٹ کمیٹی کے ممبر کمیٹی کی کارروائیوں کے نتائج سے مطمئن تھے اُس خط کے حسب ذیل اقتباسات سے ثابت ہوگا جو کمیٹی کے بعض ممبروں نے کاونسل کی جماعت مخالف کے ہر ممبر کے نام بھیجا تھا

" جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کاونسل کا اجلاس ۱۰ راگست سے ہونے والا ہے۔ اسی تاریخ کو مسودۂ قانون قبضۂ آراضی کی سلکٹ کمیٹی اپنی رپورٹ پیش کریگی۔ ہم اپنا کام کرتے رہے ہیں جو اب ختم ہونے کے قریب ہے۔ ہم نے سلکٹ کمیٹی کا اجلاس ۱۱ راگست تک ملتوی کرا دیا ہے تاکہ رپورٹ پر دستخط کرنے سے قبل ہم نے جو کچھ کیا ہے اس پر آپ کی باضابطہ منظوری کا فائدہ حاصل کرسکیں "

یہ خط بیگم اعزاز رسول، راجہ سری رام، رائے بہادر بابو موہن لال، مسٹر جنار دن سروپ اور کنور راجیشور پرتاب سنگھ کے دستخطوں سے بھیجا گیا تھا۔

اس مفاہمت میں رخنہ اندازی کی کوششوں کی سب سے پہلی اطلاع اس خط سے ملی جو "پانیر" اور دوسرے اخباروں میں "ایک نامہ نگار" کی طرف سے شائع ہوا تھا ۲۹ رجولائی سے ۹ راگست تک کے التوا نے ان لوگوں کو جو مسودۂ قانون قبضۂ آراضی کے بارہ میں سمجھوتہ کے سرے سے مخالف تھے یہ موقع دیا کہ مفاہمت کے لئے جو کچھ نہایت صبر و سکون سے کیا گیا تھا اس پر پانی پھیر دیا جائے

جیسا کہ اوپر کہا گیا ہے ۹ راگست کو کاونسل ہاؤس میں غیر کانگریسی ممبر ایک "غیر رسمی گفتگو" کے لئے اس غرض سے مدعو کئے گئے کہ سمجھوتہ کو "باضابطہ" منظور کرلیں۔ اس میٹنگ کے شروع ہونے کے قبل کاونسل کے بعض ممبروں کی ایک میٹنگ طلب کرائی گئی جس میں ان سے عہد لیا گیا کہ وہ سمجھوتہ کی مخالفت کریں گے۔ اگر میری اطلاع صحیح ہے تو بیگم اعزاز رسول، راجہ سری رام اور رائے بہادر بابو موہن لال جو گفت و شنید اور سلکٹ کمیٹی کے دوران میں زمینداروں کی جماعت کے ترجمان تھے اس میٹنگ میں نہیں مدعو کئے گئے۔ ۹ راگست کو کاونسل کے غیر کانگریسی ممبروں کی غیر رسمی میٹنگ مشکل ہی سے شروع ہوئی تھی کہ راجہ بہیشور دیال سیٹھ اور بعض دوسرے حضرات کمیٹی روم میں داخل ہوئے اور سمجھوتہ کی مخالفت و مذمت میں نہایت سخت تقریریں کیں اور اس پہ اصرار کیا کہ سلکٹ کے ممبروں کو ہدایات بھیجی جائیں کہ وہ وقت میں توسیع کا مطالبہ پیش کریں اس میٹنگ میں اور اس سے قبل شام کو جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں بھی اصرار کیا گیا کہ "سیر" کی دفعات میں بھی ترمیم کی جائے۔ رائے بہادر موہن لال نے اس پر احتجاج کیا انھوں نے یہ صاف طور پر کہدیا کہ ۵ رجولائی کو انھوں نے حکومت کو یقین دلا دیا تھا کہ اگر بیدخلی کے دفعہ پہ سمجھوتہ ہوگیا تو وہ مفاہمت کے مطابق ترمیم شدہ بل کی تائید کرینگے

اور اب جبکہ بے دخلی کی دفعہ ان کی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بدل دی گئی ہے تو ان کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے وعدہ سے منحرف ہو جائیں اور کسی مزید ترمیم کے لئے زور دیں۔ بیگم اعزاز رسول نے ممبروں کے غور کے لئے مفاہمت کی شرائط اور بے دخلی کے متعلق مختلف تجویزیں پیش کیں۔ اگرچہ انھوں نے اُن کی متفقہ خواہشات کے مطابق اور ان کے ایسے نمایندوں کی حیثیت سے جنھیں پورے اختیارات حاصل ہوں کام کیا تھا لیکن پھر بھی ان کے احساسات وعدوں اور رایوں کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی اور یہ تجویز کی گئی کہ سلکٹ کمیٹی کے ممبر بل پر رپورٹ کرنے کے لئے وقت کی توسیع کا مطالبہ کریں۔

مجھے اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں جب بھی گفت و شنید شروع ہوئی اور مفاہمت کی اُمید نظر آئی۔ خود غرض اشخاص نے کوشش کی کہ مفاہمت نہ ہونے پائے۔ میرا یہ تجربہ اس وقت سے ہے جب سے کہ اسمبلی میں مسودہ قانون قبضہ آراضی پیش ہوا۔ ہم لوگ روزانہ بلا کسی خاص نتیجہ کے اسمبلی کی مقررہ کردہ سلکٹ کمیٹی میں باضابطہ طور سے اور وزیر اعظم کے گھر پر غیر رسمی طور سے برابر ملتے رہے۔ سلکٹ کمیٹی میں جو ترمیمیں کی گئی ہیں ان میں سے اکثر اس گفت و شنید کا نتیجہ تھیں۔ اسمبلی سے جو بل آیا ہے، اور اس میں بے دخلی کی جو دفعہ ہے وہ خود زمینداروں کے نمائندوں کی تجویزوں کا نتیجہ ہے۔ جب ہم نے اسے منظور کیا تھا تو ہمیں خیال ہوا تھا کہ اب بے دخلی کی دفعہ پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ مگر یہ اُمیدیں زیادہ دنوں تک نہ قائم رہیں۔ علاوہ بریں، محض زمینداروں کی تحریک پر ہم نے جوت کے بیع اور شکمی اُٹھا دینے سے لگان کی وصولیابی کی دفعات بل میں پیش کیں اور ان کو قائم رکھا۔ لیکن باایں ہمہ بعض حلقے اس سے بھی مطمئن نہ ہوئے۔

پھر بھی ہم نے صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دیا اور جیسا کہ اس سے قبل بیان کیا گیا ہے جب بل کاونسل میں پیش ہوا اور تجویز کی گئی تو ہم مزید گفت و شنید اور مفاہمت کی ہر ممکن کوشش پر تیار ہو گئے۔ لیکن بعض لوگوں نے جو زمینداروں کے حقوق کے محافظ بنتے ہیں مفاہمت کی تمام کوششوں کی چاہے وہ مفاہمت گفت و شنید سے ہو چاہے ثالثی سے، مخالفت کی۔ انھیں معلوم ہے کہ انھیں اس سے زیادہ رعایتیں نہیں ملسکتیں اور یہ کہ اس میں زمینداروں ہی کا فائدہ ہے کہ جن ترمیموں پر سمجھوتہ ہو چکا ہے ان کے ساتھ یہ بل بغیر کسی تاخیر کے قانون بنجائے۔ لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ اگر قانون آراضی کا یہ جھگڑا ختم کر دیا گیا تو اس سے ان کو وہ سیاسی فائدہ نہ ملے گا جو اسوقت انھیں حاصل ہے۔ درحقیقت مجھ سے تو یہ بتایا گیا ہے کہ بعض خاص محرکین نے یہ صاف صاف کہدیا ہے کہ انھیں بل کی خوبیوں سے زیادہ اپنے سیاسی معاملات کا خیال ہے اور وہ اس قضیہ کو اس وجہ سے

قائم رکھنا چاہتے ہیں کہ آئندہ سال کے اوائل میں لیجسلیٹو کاونسل کے جو الکشن ہونے والے ہیں ان کے لئے اپنی پوزیشن مضبوط کریں۔

فیصلہ زمینداروں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ دیہاتوں میں امن، اعتماد اور یکجہتی کی حمایت کرینگے یا وہ ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں پڑ کر جن کے اغراض و مقاصد ان کے اغراض و مقاصد سے مختلف ہیں اپنا نقصان اور ان کا فائدہ کرائیں گے۔

اخباری میوزیم کا افتتاح

آنریبل سری سمپورنانند بی-ایس سی وزیر تعلیمات نے

اخباری میوزیم الہ آباد کا افتتاح کرتے ہوئے ۲۷ اگست ۱۹۳۹ء کو

حسب ذیل خطبہ دیا

میں آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ نے مجھے اپنے اس غیر معمولی مفید کام یعنی اخباری میوزیم کے افتتاح میں شرکت کا موقع دیا ہے۔ اس سے پہلے آپ کی اہم اخباری نمائشوں کا افتتاح سری رامانند چٹرجی۔ سری سچیدانند سنہا اور سری سی وائی چنتامنی کی ایسی معزز ہستیوں نے کیا تھا۔ میرے خیال میں یہ بہت درست ہوگا۔ اگر آپ اپنے دوسرے سالانہ اجلاس کے صدر کے مشورہ کے مطابق الہ آباد میں ایک مستقل اخباری میوزیم قایم کرنے کی تدبیر کریں۔ میرے لئے اخبار نویسی بھی ان مختلف کاموں میں سے ایک کام ہے جو میں نے وقتاً فوقتاً تھوڑی بہت کامیابی کے ساتھ انجام دئے ہیں۔ میں ہندی اور انگریزی اخباروں اور رسالوں کا اڈیٹر بھی رہا ہوں لیکن میری خامیاں مجھ سے بہتر کوئی دوسرا نہیں جانتا اور اگرچہ میری صحافتی کوششیں خوبی اور حجم کے لحاظ سے دنیائے صحافت میں معمولی التفات سے زیادہ کی مستحق نہیں سمجھی جاسکتیں لیکن میں اس بات کا بجا طور پر دعویٰ کرسکتا ہوں کہ میں نے پریس کے تمام معاملات میں بہت کافی دلچسپی لی ہے اور اس وجہ سے آج شام کی تقریب کو میں اس قدر اہمیت دیتا ہوں۔

ایک میوزیم کی حیثیت سے اس اخباری میوزیم کو تمام افادے حاصل ہونا چاہئیں۔ میوزیم کے بہت سے سامان کو نمائش کی صورت میں بھی جمع کیا جا سکتا ہے لیکن جو تعلیمی فائدے میوزیم سے حاصل ہوتے ہیں وہ نمائش سے نہیں حاصل ہو سکتے۔ ان نمائشوں کا کیا ذکر کرنا جو صرف روپیہ کمانے کے خیال سے کی جاتی ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ اکثر ان نمائشوں سے بھی کافی روپیہ حاصل ہوتا ہے جن کا اصلی مقصد یہ نہیں ہوتا۔ واقعہ یہ ہے کہ دوسری نمائشوں سے بھی لوگ زیادہ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ اول تو بہت سے لوگ نمائشوں تک پہنچ ہی نہیں پاتے اور جو پہنچتے بھی ہیں تو ان کو نمائش کے عارضی قیام میں تعلیمی استفادہ کے لئے ضروری سکون میسر نہیں آتا۔ اس کے علاوہ نمائش میں چیزیں ترتیب دینے کے اصول بھی مختلف ہوتے ہیں۔

نمائش کا اصل مقصد چیزوں کا دکھانا ہوتا ہے اور وہ بھی اس طرح دکھانا کہ وہ بہت اچھی معلوم ہو۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ جس چیز میں نمائش وصفت اچھی نہ ہو اس سے اس بات کے باوجود کہ وہ تاریخی حیثیت سے بہت اہم ہے ایک نمایاں جگہ نہ دی جائے۔ اس کے برعکس میوزیم ایک مستقل ادارہ ہے۔ طالب علم جب فرصت پائیں یہاں آ سکتے ہیں۔ یہاں چیزیں اس وجہ سے نہیں رکھی جاتی ہیں کہ وہ قابل نمائش ہیں بلکہ اس خیال سے جمع کی جاتی ہیں کہ وہ کسی ایک مکمل چیز کا جز ہیں اس طرح چاہے ایک زندہ شے ہو یا کوئی بنائی ہوئی چیز ہو۔ مثلاً ایک ہندی ہفتہ وار لیکن اس کے ان اجزا کے تدریجی مطالعہ سے اس کے متعلق ایک صحیح اندازہ کیا جا سکتا ہے اور اس کے مستقبل کے بارے میں بھی بہت کچھ صحیح طور پر کہا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں اس اخباری میوزیم میں یہ تمام امتیازی صفتیں موجود ہوں گی۔ اور وہاں کی چیزیں ایسے سائنس اصول سے آراستہ ہوں گی کہ جو لوگ ریسرچ کا کام کرنا چاہیں گے وہ ان کے مطالعہ سے بڑے فائدے اُٹھا سکیں گے۔

زندگی کی طرح سے علم کے حصے بھی ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ایک جاندار چیز کے کسی خاص فعل کا تجرباتی مطالعہ غیر معمولی نتائج مرتب کر سکتا ہے اور وہ معلومات کے لئے بیحد ضروری بھی ہوتا ہے لیکن پھر بھی وہ جاندار چیز اپنے تمام اجزا اور افعال سے افضل رہتی ہے۔ اس لئے اگر اس کا مطالعہ کرنا ہے تو ہمیشہ بحیثیت کل مطالعہ کرنا چاہئے۔ ہمارے میوزیموں میں اکثر اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا اس کے مختلف محکمے مثلاً عمرانی محکمہ اور وہ محکمہ جو ایک خاص زمانہ کے برتن۔ زیورات۔ ہتھیار اور لباس وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے اور ایک دوسرے سے الگ رکھے جاتے ہیں یہ بالکل بھلا دیا جاتا ہے یا ایک حد تک نظر انداز کر دیا جاتا ہے کہ جو لوگ ایک عہد میں زندہ تھے وہ ایک خاص لباس پہنتے تھے ایک خاص قسم کا سامان

رکھتے تھے ایک خاص قسم کے زیورات استعمال کرتے تھے اور خاص قسم کے ہتھیاروں سے لڑتے تھے۔ یہ تمام چیزیں ایک دوسرے سے وابستہ ھیں اور ان میں سے ایک کا علم دوسرے کو سمجھنے میں اور اس طرح ان لوگوں کے زمانہ کی پوری تصویر کھینچنے میں مدد دیتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ روس کے بعض ترقی یافتہ میوزیموں میں ان چیزوں کے آپس کے تعلقات کے لحاظ سے انتظامات کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایک باقاعدہ اخباری میوزیم یا ایک عام میوزیم کا اخباری شعبہ اس بڑی کمی کو پورا کر دیگا۔ یہ ہم کو صرف یہی سمجھنے میں مدد نہ دیگا کہ لوگ کس طرح رہتے تھے کیا کھاتے تھے کیسے لڑتے تھے کیا سامان تیار کرتے تھے بلکہ اس سے زیادہ ضروری بات یہ بھی معلوم ہوسکے گی کہ ان کے عقائد اور خیالات کیا تھے کون باتیں انکو عمل پر مجبور کرتی تھیں اور ان کی نظروں کے سامنے کیا معیار تھا۔ اس طرح اس آدمی اور اسکے زمانے کی قومی اور بین الاقوامی حالت کو پوری تصویر کھینچی جاسکے گی اور یہ معلومات تاریخی اور عمرانی مطالعہ کے لئے بہت ہی بیش بہا ثابت ہوگی۔

اخبار کے اگر وسیع معنی لئے جایں تو یہ انسان کے اندرونی جذبات کے بعض پہلوؤں کا آئینہ ہوتا ہے۔ جس طرح ہم انسان کی مملوکہ چیزوں مثلاً گھر کا سامان لباس اور تصویروں کو دیکھکر اس کی طبیعت کا اندازہ کرتے ہیں اسی طرح اخبار پڑھ کر ہم اس کے جذبات' احساسات اور خیالات کا پتہ لگاتے ہیں۔ کتابیں انسان کی تخلیقی قوت کا مظاہرہ ہوتی ہیں۔ ہر مصنف اپنی تصنیف میں اپنی شخصیت ظاہر کر دیتا ہے لیکن عام طور سے کتابوں میں جذبات عقل کے سامنے دب جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات عقل پر بھی پارٹی یا حکومت کے مطالبات غالب آجاتے ہیں۔ اس کے علاوہ بہت ہی کم لوگ کتابیں لکھتے ہیں اور بہت ہی کم ان کو پڑھتے ہیں۔ لیکن اخبارات کو عوام پڑھتے ہیں اور ان میں آبادی کے ہر طبقہ کے مضامین شایع ہوتے ہیں یہ سچ ہے کہ اظہار رائے ہمیشہ آزادی کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ ایڈیٹران اور مدبرین اپنی سازشوں سے ان باتوں کو بہت کچھ توڑ مروڑ دیتے ہیں جو صاف طور پر کہی جاسکتی ہیں لیکن اس سب کے باوجود کسی عہد کا اخبار اس عہد کے متوسط دماغ کی ایک صحیح تصویر ہوتا ہے اور یہ تصویر کسی اور طریقہ سے نہیں حاصل کی جاسکتی۔

یہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ استبداد کے دور میں اور آمری حکومت میں اخبارات رائے عامہ کی صحیح نمائندگی نہیں کرتے۔ یہ صحیح ہے لیکن صرف ایک حد تک ایک ایسی حکومت ہے جو امن و چین کے نام پر استبداد شروع کرتی ہے اور ایک ایسے سیاسی اور اقتصادی نظام کی حمایت کرتی ہے جس پر ہر طرف سے حملے کئے جاتے ہیں۔ اپنے خلاف

آزادانہ اظہار رائے کو برداشت نہیں کرسکتی۔ لیکن اگر عوام کا ایک معقول طبقہ اس خیال کا ہوجائے تو غیر مستند خبر ناموں کا ایک ایسا طوفان آجائیگا کہ وہ ان لوگوں کے کام کو کسی طرح بند نہ ہونے دیگا جو قانونی بنجوں میں گرفتار رہتے ہیں۔ نان کوآپریشن اور ستیاگرہ کے زمانہ کا تجربہ اس بات کی پوری شہادت دیتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اخباری میوزیم اس تمام ذخیرہ کو جمع کریگا۔ اس کے علاوہ بندشوں میں جکڑے ہوئے اخبار کے بھی خیالات اور جذبات پوری طرح نہیں دبائے جاسکتے۔ ستیہ گرہ کے زمانہ کی مدبرانہ تحریریں اس بات کو پوری طرح واضح کرتی ہیں غصہ اور ناراضگی صاف ظاہر ہوتا ہے اور لکھنے والوں کی ہمدردیوں کا اندازہ لگانے کیلئے زیادہ غور وفکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر کوئی بھی سمجھدار شخص اس زمانہ کے اسٹیٹس میں لیڈر اور ربھئی کرانیکل فائلوں کا مطالعہ کرے تو وہ آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ اسوقت رائے عامہ کیا تھی اور کون قوتیں اس رائے اور اسکے اظہار پر قابو رکھتی تھیں۔

ایک آمری حکومت اصولی حیثیت سے مختلف نہیں ہوتی گو اسکا روزہ بیان ضرور مختلف ہوتا ہے۔ آمرین مخالف خبروں کو دبانے ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ وہ موافق خبروں کی عملی طور پر تشہیر بھی کرتے ہیں۔ وہ اپنی پالیسی اور پروگرام کو الہیاتی اُصول کے پردہ میں چھپاتے ہیں اور استدلال پر اعتماد نہیں کرتے۔ اگر وہ خود تاثری کے مسلسل عمل سے اپنی پوزیشن کی اصولی پختگی کے قائل بھی ہوجاتے ہیں تب بھی وہ اپنے محکومین کی عقل سے نہیں بلکہ اسکے بجائے ان کے جذبات سے اپیل کرتے ہیں اسلئے کہ یہ زیادہ تیز اور زیادہ قابل بھروسہ طریقہ ہے پروپیگنڈا کے فن کے ماہر ہونے کی حیثیت سے وہ اپنی رعایا کے دماغ پر دھاوا کرتے ہیں اور اس حملہ میں وہ عورت مرد بچے کسی کو بھی نہیں بخشتے۔ نفرت خوف لیڈر پرستی غرور غرض وہ تمام جذبات سے کام لیتے ہیں اور نسبی احساسات کو بھی بیدار کرتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر انھوں نے کسی انسان کے دل میں وہ احساس پیدا کردیا جو وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں تو انھیں اس بات میں کوئی دقت نہ ہوگی وہ شخص اسی طرح سوچنے اور عمل بھی کرنے لگے جسطرح وہ چاہتے ہیں۔ ایک ایسا دن بھی آسکتا ہے کہ جب آمریت کی بنائی ہوئی یہ ساری عمارت ڈھا جائے لیکن یہ انسان کے بنائے ہوئے ہر نظام کے لئے ممکن ہے۔ بہر حال اس بات کے باوجود کہ آمری دور حکومت میں ساری رنگ آمیزی سرکاری احکام سے ہوتی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہاں بھی ایک حدتک اخبارات عوام کے خیالات کی نمایندگی کرتے ہیں۔ اس عارضی کجروی کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ اسلئے کہ میں مستقل آمریت کا تخیل بھی نہیں کرسکتا۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایک ایسے ملک میں جہاں شہری آزادیاں حاصل ہوتی ہیں۔ اخبارات عوام کے خیالات کا ایک سچا پیما ہوتے ہیں۔ یہ صرف کسی خاص اخبار کے لئے درست نہیں ہے اسلئے کہ ہر اخبار کی ایک پالیسی

ہوتی ہے جو صرف اسکی مدیرانہ تحریروں ہی میں نہیں جھلکتی بلکہ اسکی خبروں میں بھی ظاہر ہوتی ہے کوئی اخبار بھی وہ ساری خبریں شائع نہیں کرسکتا جو اسے حاصل ہوتی ہیں۔ بعضوں میں کاٹ چھانٹ کرنا ہوتی ہے اور بعضوں کو اہم بنانا پڑتا ہے۔ اسطرح رائے عامہ ایک خاص راستہ پر لگائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے اخبارات کی تعداد بہت ہے جو سوچنے سے گھبراتے ہیں یا جنکی معلومات درست نہیں ہوتی۔ پڑھنے والوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو ان ہی اخبارات کی رائے مان لیتے ہیں جنکو وہ پڑھتے ہیں۔ ایسے سمجھدار جو مذہبی بزرگوں کی رائے بھی بلا پس و پیش نہیں مانتے اپنے پسندیدہ اخبار کی تحریر پر اتنا اعتقاد رکھتے ہیں کہ اکثر اسکی قسم تک کھاتے ہیں۔ اس لئے جو لوگ اخبارات نکالتے ہیں ان کی ذمہ داریاں بہت اہم اور عظیم ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے یہ زمانہ انجمنوں اور کارپریشنوں کا زمانہ ہے جنہیں مشکل ہی سے سچائی کا احساس ہوتا ہے۔ اخبار نویس اس سے زیادہ کیا کرسکتے ہیں کہ ہمارشی نارد کو جو ایام رفتہ کا غیر معمولی خبر رساں تھا اپنا سرپرست رشی بنالیں۔ یہ میں یوں ہی نہیں کہہ رہا ہوں۔ رسل و رسائل کے معمولی طریقوں کے باوجود یہ رشی آسمانوں کا سفر کرتا تھا اور ایک جگہ کی خبر دوسری جگہ لیجاتا تھا۔ وہ اس پروپگینڈا کا ایک بڑا ماہر تھا اور دنیا کے دور دراز گوشوں میں بھی ان لوگوں کا نام پہونچا دیتا تھا جو شجاعت بےنفسی اور دوسری خوبیوں کے لئے مشہور ہوتے تھے لیکن اسکے یہ تمام کام ایک مقصد کے ماتحت ہوتے تھے جو یہ تھا کہ اچھائی کا بول بالا کرنا اور برائی کا ناس کرنا۔ امن و فلاح پھیلانا اور مصیبت و نفرت کو نیست و نابود کرنا۔ اس سے بہتر اور بلند مقصد اور کیا ہوسکتا تھا۔

اگر ہم اپنے اخبارات کو حق پرستی اور سچائی کی تشہیر کے اس معیار پر جانچیں تو کتنے کم اخبارات پورے اترینگے۔ لیکن اس حقیقت کے باوجود کہ اخبارات زیادہ تر غلط خبریں پھیلانے اور اسطرح انسانیت کو تباہی اور مصیبت کے راستہ پر لگانے میں سرگرم کار ہیں ہمیں ماننا پڑیگا کہ وہ صرف اپنے ماحول کی پیداوار ہیں۔ ہماری یہی ذہنی اور طبعی فضا نے انھیں آج ایسا بنادیا ہے اور وہ رائے عامہ کو سچائی کے ساتھ اپنی تحریروں میں پیش کررہے ہیں۔

ہم آج ہندوستان میں ایک غیر معمولی دور سے گذر رہے ہیں۔ نسل رنگ اور تمدن کے جھگڑے عقل اور ایمان کی لڑائی۔ آمریت کی حرص اور اسکے غرور کے مقابلہ میں جمہوریت کی [illegible] خودغرضی ایسے پرانے اقتصادی نظام کی تباہی جس میں چند اشخاص کو لاتعداد آدمیوں کو اپنا شکار بنانے کی اجازت تھی اور ایسے نئے نظام کا پیدا ہونا جسکا سنگ بنیاد عظمت انسانی کا اعتراف ہے۔ یہ تمام باتیں ہماری زندگی میں عظیم تبدیلیاں کررہی ہیں۔ اسکے علاوہ ہمیں اپنے اہم مسائل

کا بھی سامنا کرنا ہے۔ غیر ملکی تسلط سے آزادی حاصل کرنا ہے اور اپنی قوم کے ان کروروں افراد کو جینے کا حق عطا کرنا ہے جو آج پرانے جاگیرداری نظام کے پیروں سے کچلے جا رہے ہیں ہمیں جہالت اور غربت کی دیواروں کو گرا کر ایک ایسا نیا سیاسی سماجی اور اقتصادی نظام تیار کرنا ہے جس میں زندگی کام کا نام اور کام مسرت کا نام ہوگا جسمیں ہر شخص سب کے لئے کام کریگا اور کوئی بھی کسی دوسرے کو نہ لوٹ سکے گا جسمیں ہر شخص کو اپنی ذہنی اور روحانی صلاحیتوں کو انتہائی ترقی دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ دن ابھی نہیں آیا ہے لیکن اسکی طلوع صبح کی چمک بتا رہی ہے کہ وہ جلد آنے والا ہے۔ تقریباً بیس برس تک ایک ادنیٰ خادم قوم رہنے اور آج اس پاک صوبہ کے انتظامات میں کچھ دخل رکھنے کی حیثیت سے میں کہہ سکتا ہوں کہ حال کے واقعات نے ایک غیر معمولی ذہنی طاقت پیدا کردی ہے۔ یہ طاقت ابھی پورے طور پر صحیح راہ نہیں لگی ہے لیکن پھر بھی موجود ہے۔ میں ان لوگوں کی امیدوں اور حوصلوں کو دیکھتا ہوں جن میں موجودہ زمانہ کی روح اثر کر چکی ہے اور کر رہی ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ کسطرح وہ ان طاقتوں سے جنکا وہ خیال بھی نہیں کر سکتے تھے بڑے بڑے کاموں کی طرف کھنچتے چلے جا رہے تھے۔ میں اس تاریکی اور جہالت کے کراہنے اور دانت پیسنے کی بھی آوازیں سن رہا ہوں جسکو ہم آج پیچھے ڈھکیلے دے رہے ہیں۔ یہ تمام باتیں اخباروں میں ظاہر ہوتی ہیں اور خصوصاً ان اخباروں میں جنکو حقارت سے ورناکیولر اخبارات کہا جاتا ہے۔ مگر دراصل وہ دوسروں کے مقابلے میں تصنع سے کہیں زیادہ دور اور فطرت سے کہیں زیادہ قریب ہیں۔ اسلئے اس اخباری میوزیم کی صحیح قدر و قیمت اس وقت معلوم ہوگی جب جذبات کا غبار دور ہو جائیگا اور ٹھنڈے دل سے سوچنے کا وقت آجائیگا۔ تاریخ حاضر کی ترتیب میں خصوصاً اس ذہنی فضا کی تصویر کشی میں جس میں زندہ مرد اور زندہ عورتیں سانس لیتی ہیں اور اس پس منظر کو پیش کرنے میں جس کے بغیر ان کے اقوال و افعال کی صحیح قدر و قیمت نہیں جانی جا سکتی ہے۔ یہ اخباری میوزیم سرکاری تحریروں سے کہیں زیادہ مفید ثابت ہوگا۔

میں اس میوزیم کے قائم کرنے والوں کو مبارکباد دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ اپنے بلند مقصد پر پورا اتریگا اور جس بڑے شہر میں قائم ہو رہا ہے اسکے شایان شان ثابت ہوگا۔

صحت

تقریر علیہ وزیر صحت و لوکل سلف گورنمنٹ

جو کانفرنس انسداد امراض وبائی منعقدہ ۱۰ جولائی ۱۹۳۹ء بمقام کونسل ہاؤس لکھنؤ میں کی گئی

"آج اس کانفرنس کے بلانے کا خاص مقصد یہ تھا کہ ہمارے شہر میں اور قریب قریب ہمارے تمام صوبہ میں پچھلے ڈیڑھ برس میں برابر بیماریاں پھیل رہی ہیں اس لئے اس چیز کی طرف سب لوگ توجہ کریں۔ یہ ظاہر ہے کہ آپ لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ ہوگا کہ جس نے ذاتی طور سے اس مسئلہ پر غور نہ کیا ہو کہ یہ بیماریاں جن سے ہمارے صوبہ کے ہزارہا لوگوں کی جانیں ضائع جاتی ہیں کس طریقے سے دور ہو سکتی ہیں۔ پارسال جس وقت ہمارے صوبہ میں ہیضہ پھیل رہا تھا تو میرے سامنے بہت سے اعتراضات پیش کئے گئے کہ مقامی مڈیکل بورڈ کافی توجہ نہیں دیتے ہیں اور ان کے جو طریقے کام کرنے کے ہیں وہ صحیح نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ نکتہ چینی کرنے پر تو ہر شخص تیار ہو جاتا ہے چاہے ایک کام کتنے ہی بھلے طریقے سے کیا جا رہا ہو۔ پارسال جس وقت یہ بیماری بہت زیادہ تیزی سے اپنا کام کر رہی تھی اتنا وقت نہ تھا کہ بیٹھ کر کسی خاص چیز پر غور کیا جاتا اس لئے اس کی روک تھام میں زیادہ کامیابی نہ ہو سکی۔ اور ہم کو اتنا وقت نہیں ملا کہ دوڑ دھوپ کر کے کسی نہ کسی طریقے سے بیماری کو قابو میں لاتے۔ اس سال پھر تھوڑی بہت بیماری پھیل رہی ہے اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ اب قریب قریب ہر سال پھیلتی ہے۔ اور باتوں کے ساتھ اس معاملہ میں بھی یہ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ اس قسم کی چیزیں قریب قریب بارہ مہینے موجود رہتی ہیں تو اس چیز کو دیکھتے ہوئے ہم نے یہ سوچا کہ بجائے اس کے کہ کوئی ڈاکٹر کسی ڈپارٹمنٹ کا یا پبلک ہیلتھ کا ورکر اس بات پر غور کرتا یہ زیادہ اچھا ہوتا کہ اگر لکھنؤ کے ڈاکٹر صاحبان اور جو لوگ اس مسئلہ میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ سب ساتھ بیٹھکر کوئی ایسی تعمیری اسکیم (Constructive Scheme) پیش کرتے کہ جس سے ہم اسکو روک سکیں۔ ظاہر ہے کہ میں آپ لوگوں کے سامنے کوئی چیز پیش نہیں کر سکتی کیونکہ نہ میں ڈاکٹر ہوں اور نہ وید اور نہ مجھے کوئی تجربہ ہے۔ مگر میں آپ سب صاحبان کی توجہ اس مسئلہ پر دلانا چاہتی ہوں کہ چاہے ہم ڈاکٹر ہوں چاہے پڑھے لکھے ہوں ہندوستان میں رہنے سے ہم لوگوں کی

بہاؤ نا کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ جس وقت تک ہمارے سر پر کوئی مصیبت آ نہیں جاتی۔ ہم لوگ اس وقت تک اس پر غور نہیں کرتے۔ یہ بات میں نے صرف چھوٹے ہی گھرانے میں نہیں دیکھی ہے بلکہ بڑے اور تعلیمیافتہ گھرانوں میں بھی دیکھی ہے میں نے دیکھا ہے کہ جو پڑھے لکھے ہیں اگر ان سے بھی آپ یہ ذکر کیجئے کہ کھانسی بیماری کا اندیشہ ہے یا کالرا پھیلنے والا ہے یا ہیضہ پھیلنے والا ہے یا چیچک کی فصل آ رہی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جب آ جگی تو دیکھ جائیگا ہمارے اسی نقطہ نگاہ کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ جب بیماری پوری طور سے آ جاتی ہے تب ہم چونکتے ہیں اور جاگتے ہیں مگر جاگنے میں بھی ہم کو کچھ نہ کچھ عرصہ لگ ہی جاتا ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیماری کو قابو میں لانے کے لئے بہت وقت صرف ہو جاتا ہے۔ اور اگر اس وقت ڈاکٹر وغیرہ پبلک کے وہ لوگ جو اس میں دلچسپی لیتے ہیں بیماری رفع کرنے کی تدبیریں کرتے ہیں یا گورنمنٹ کی طرف سے اسکے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے تو فوراً عام طور سے لوگ گورنمنٹ کے خلاف اور ان لوگوں کے خلاف جنکے ہاتھ میں انتظام ہوتا ہے۔ نکتہ چینیاں کرنے لگتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ آپس میں مل کے بیماری دبانے کی کوشش کی جائے الگ الگ فرقے بنجاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اور لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ گورنمنٹ ناکارہ ہے وہ کوئی کام نہیں کر رہی ہے۔ کچھ لوگوں کی آپس میں ڈاکٹروں سے نااتفاقی ہو جاتی ہے جو زبردستی صحت کے قواعد نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ غرض یہ کہ اس قسم کی باتیں ہیں جن سے بجائے اس کے کہ بیماری کی طرف توجہ کی جائے آپس میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ میں ابھی کل پچھلے سال کی انگلینڈ کی ہیلتھ منسٹری کی رپورٹ پڑھ رہی تھی ایک بات کو دیکھ کر مجھے سخت تعجب ہوا کہ ۱۹۳۸ء میں کلورڈن (Claredon) میں ایک ٹائیفائیڈ کا کیس ہوا۔ اس ٹائیفائیڈ کا کیس ہوتے ہی شہر بھر میں سنسنی پھیل گئی اور کافی ادھم مچی کہ آخر کیا وجہ ہے کہ ایسے متمدن (Civilised) ملک میں ٹائیفائیڈ کا کیس ہو۔ اس کیس کے علاوہ ایک اور کیس ہوگیا اور اس دوسرے کیس کے ہوتے ہی ملک میں بہت انتشار پیدا ہوگیا اور لوگوں نے ہیلتھ منسٹری کو مجبور کیا کہ وہ اس معاملہ میں تحقیقات کرائیں۔ اسکی تحقیقات کے لئے ایک نامی شخص مقرر کئے گئے اور تحقیقات شروع ہوئی اور انھوں نے تحقیقات کرنا شروع کی کہ آجکل کہاں سے پانی آتا ہے میڈیکل افسر آف ہیلتھ کی کیا غلطی ہے۔ اسپتالو کے اندر کیا کیا خرابیاں پیدا ہوگئی ہیں محکمہ صحت کے ملازموں اور افسروں کی کہاں تک غلطی ہے۔ غرض یہ کہ ایک نہایت لمبی چوڑی تحقیقات محض دو جانوں کے ضائع ہونے کے بعد ہوگئی اور ہمارے یہاں کیا حالت ہے ہمارے یہاں کی حالت یہ ہے کہ جب دس ہزار

آدمی مر جاتے ہیں تو اسوقت سوچتے ہیں کہ کچھ کریں یا نہ کریں اُسکے بعد آپس میں خیالات کا اظہار ہوتا ہے کہ یہ کرنا چاہیئے اور وہ کرنا چاہیئے۔ غرضیکہ جب تک اس کے روکنے کی تدبیریں کی جائیں ان باتوں میں بہت کافی وقت صرف ہوجاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس وقت کام کا وقت آتا ہے اس وقت کام اس قدر ہاتھ سے زیادہ ہوجاتا ہے کہ ان باتوں کی اہمیت باقی نہیں رہتی۔ باتیں تو ہمنے بڑی بڑی کی ہیں اور پچھلی باتیں ہم ہمیشہ پبلک کو یاد دلاتے رہے ہیں کہ ہمارے ملک کی حالت پہلے ایسی تھی مگر اب ہمکو معلوم نہیں کہ ہمارے ملک کی حالت کیا ہے اگرچہ آج ہمارے یہاں قابل سے قابل آدمی پیدا ہوتے ہیں اور ہمارے ڈاکٹر دنیا کے دوسرے ڈاکٹروں سے کم نہیں ہیں مگر پھر بھی ہمارے حالات اس قدر زیادہ خراب ہیں کہ آج بھی انسان کی موت قریب قریب مکھی کی موت کے برابر ہے۔ ابھی حال میں جب کالرہ لکھنؤ میں پھیل رہا تھا تو میں ڈاکٹر درگس کے ساتھ لکھنؤ میں کافی گھومی۔ مجھے اندازہ تھا کہ شہر کے دو حصے ہیں۔ ایک تو وہ حصہ جہاں امیر اور مالدار لوگ رہتے ہیں اور دوسرا وہ حصہ جہاں غریب لوگ۔ اسکے علاوہ میں ان مقامات پر بھی گئی کہ جہاں تعلیمیافتہ لوگ رہتے ہیں اور اس حصہ کو بھی دیکھا کہ جہاں زیادہ تر جاہل لوگ تھے۔ ان مقامات کے دیکھنے کے بعد مجھے یہ تعجب نہیں ہوا کہ بیماری کیوں پھیلتی ہے بلکہ یہ تعجب ہوا کہ یہاں انسان زندہ کیسے رہتے ہیں۔ میں آپ کو یقین دلانا چاہتی ہوں کہ پبلک ہیلتھ ڈپارٹمنٹ جو کام کرسکتا ہے وہ سمندر کی ایک بوند کے برابر بھی نہیں ہے۔ اس لئے آج سوال یہ ہے کہ ہم اپنے رہنے سہنے کے طریقے بدل دیں اور ہمارا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ ہم پبلک کو سمجھائیں کہ آدمی جو مرتے ہیں تو اسکی وجہ کیا ہوتی ہے اور اگر یہ نہیں ہے تو ہمارا ڈپارٹمنٹ بالکل بیکار ہے۔ اسلئے ایسی حالت میں وہ ڈاکٹر جو اپنی لیاقت کے زور سے کام کرسکتے ہیں وہ میرے خیال میں پبلک کو کچھ فائدہ نہیں پہونچا سکتے۔ یہاں لکھنؤ میں مینے ایسے ایسے مکانوں کو دیکھا ہے کہ جن میں ایک مقام پر چھ چھ سات سات آدمی رہتے تھے۔ خالی انسان ہی نہیں بلکہ بیل گائے بکری بھی اس مکان میں ان کے ساتھ تھے۔ مکانوں کے اندر کوٹھریوں کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اگر ان میں ٹارچ کی روشنی بھی جلائیے تو اجالا نہ ہوگا۔ یہ ہمارے شہر کے مکانوں کی حالت ہے۔ ایسی حالت میں اگر بیماریاں نہ پھیلیں تو تعجب ہے اور جیسا کہ میں پہلے کہہ چکی ہوں وہ اب بھی کہتی ہوں کہ وہاں کے رہنے والے زندہ کیسے رہتے ہیں۔ مکانوں کے اندر اتنی سیلیں ہوتی ہے کہ اگر زور سے دھکا دیا جائے تو اینٹیں گر جائیں اسلئے جب تک ہم ان چیزوں کو دور نہیں کرینگے تب تک کوئی بھی جادو ایسا نہیں ہے جو ہمارے شہر کو

ان امراض سے سنبھال سکے ورنہ اس وقت جو حالات ہیں وہ قطعی اس قابل نہیں ہیں کہ ہم ایک چھوٹی سی بیماری کو بھی اپنے شہر سے دور کرسکیں۔ بنیادی طور پر ہمارے ملک کی صحت اسوقت تک ہرگز نہیں بدل سکتی جب تک کہ ہم اس کی روک تھام کے لئے توجہ نہ کرینگے۔ دنیا کے دیگر ممالک میں جہاں صحت بدل گئی ہے وہاں یہ سوال سب سے پہلے تھا کہ وہاں کی صحت اچھی کیسے ہوسکتی ہے۔ اسلئے وہاں کے لوگوں نے ہوادار مکان بنوائے اپنے مکانوں کو سیلن سے بچایا - گھروں کو گندگی سے محفوظ کیا اور اس طریقے سے وہاں کی صحت اچھی ہوئی اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں وبائی بیماریاں ختم ہوگئیں اور اگر ایسے کوئی کیس ہو بھی گئے تو فوراً ان کی روک تھام کردی گئی۔ مگر ہمارے ملک میں ابھی تک پبلک میں یہ خیال نہیں پیدا ہوا ہے کہ صحت کیونکر اچھی ہوسکتی ہے۔ میں نے خود لکھنؤ میں دیکھا ہے کہ وہاں ایسی بہت کم دوکانیں ہیں جہاں ہری گھاس ہو اور جہاں لوگ ٹھنڈی ہوا کھاسکیں۔ غرضکہ یہ تمام چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی طرف ہمکو توجہ کرنا چاہئے اور یہ دیکھنا چاہئے کہ ہماری صحت کیسے اچھی ہوسکتی ہے۔ صرف اعلیٰ دواؤں کے استعمال سے ہماری صحت ہرگز اچھی نہیں بن سکتی۔ بلکہ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم پبلک کی اس طرف توجہ دلائیں کہ وہ اس قسم کے رہن سہن کے طریقوں کو بدل دیں۔ جہانتک کہ آپ صاحبان سے عرض کرنیکا تعلق ہے میں چاہتی ہوں کہ آپ اپنا فرض سمجھیں اور اس بات کی کوشش کریں کہ آج جب ہم اس میٹنگ سے اٹھیں تو اپنے دماغوں میں کوئی اس قسم کی اسکیم لیکر اٹھیں کہ صرف کالرہ ہی نہیں بلکہ دوسری وبائی بیماریاں جو عام طور سے شہر میں پھیل جاتی ہیں اور جن سے ہزاروں جانیں ضائع ہوجاتی ہیں ان میں کمی ہوسکے اور کم سے کم آدمیوں کی جانیں ضائع جائیں۔ میں ان ڈاکٹروں کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ جنھوں نے اپنے کام کا حرج کرکے آٹھ آٹھ گھنٹے تک میری مدد کی ہے اور گلیوں اور محلوں میں میرے ساتھ گھومے ہیں۔ ان کی وجہ سے کام بہت ہلکا ہوگیا تھا۔ خاص طور پر میں ڈاکٹر ورگس کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ جو میرے ساتھ گلیوں اور محلوں میں گھومتے رہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ سب صاحبان آپس میں ملکر اس بات پر توجہ دے سکینگے اور ان بیماریوں کے ختم کرنے کی کوشش کرینگے۔ جن سے کہ سیکڑوں جانیں ضائع ہوئی ہیں اور ملک کو کافی نقصان پہونچا ہے۔

دوسری تقریر

محترمہ وزیر صحت کی اس تقریر کے بعد دوسرے حضرات کی تقریریں وغیرہ ہوئیں آخر میں موصوف نے حسب ذیل اختتامی تقریر کی :-

آپ لوگوں کی طرف سے جو کچھ باتیں کہی جا چکی ہیں اس کے متعلق میں پھر سے اسپیچ دینے کے لئے نہیں کھڑی ہوئی ہوں بلکہ دو چار غلط فہمیاں جو ہم لوگوں کے درمیان پیدا ہوگئی ہیں ان کو دور کرنے کیلئے میں آپ لوگوں سے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ آج ہماری یہ نیت نہیں تھی کہ ہم ایک ساتھ بیٹھکر صرف یہ طے کریں کہ کون کون سے طریقے اور کون کون سی تدبیریں ایسی ہوسکتی ہیں کہ اس وقت کالرے کو جو ہمارے شہر میں پھیل رہا ہے روکیں۔ یہ سوال ہمارے سامنے اس وقت نہیں تھا بلکہ ہمارے سامنے سوال یہ تھا کہ وہ کون کون سی تدبیریں ہوسکتی ہیں کہ جن سے ہم وبائی بیماریوں کے پھیلنے کے قبل قابو حاصل کرلیں۔ ڈاکٹر بھاٹیہ صاحب نے یہ بالکل صحیح فرمایا ہے کہ جب تک ہم ہر ایک سے مدد نہ لیں گے اس وقت تک ہم اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اس کے علاوہ ہم نے جو یہ کانفرنس بلائی تھی وہ اس واسطے بلائی تھی کہ ہم سب ساتھ ملکر ایسا راستہ تلاش کریں۔ جس سے کہ ہم ان بیماریوں کے روکنے میں کامیاب ہو سکیں۔ اس سلسلہ میں آپ لوگوں نے کئی باتیں بتائی ہیں۔ ان میں سے کچھ کا میں ذکر کروں گی۔ پہلی بات جو میں آپ لوگوں کے سامنے کہنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے کہ چونکہ اس وقت ڈاکٹر صاحبان اور حکیم اور وید صاحبان بھی موجود ہیں اس لئے ان کا ذکر کر دینا بہت اچھا ہے تاکہ اس وقت حکیموں، ڈاکٹروں اور ویدوں میں جو غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے وہ دور ہوجائے اور آپ لوگوں کے دلوں میں گورنمنٹ کی طرف سے جو غلط فہمی پیدا ہوگئی ہے وہ جاتی رہے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ جس وقت سے ہماری گورنمنٹ قائم ہوئی ہے اس وقت سے اس بات کی اس کی یہ خواہش تھی کہ یونانی اور آیورویدک طریقوں کا پرچار کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ ہرگز نہیں تھی کہ کوئی خاص طریقہ زیادہ اچھا سمجھا جائے۔ جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے میں نے بار بار اخباروں میں اور تقریروں وغیرہ میں اس بات کو صاف کر دیا ہے کہ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ ایلوپیتھک کو ختم کردیں اور اس کے بجائے آیورویدک اور یونانی رکھیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ دنیا میں جتنے گیان ہیں ان کا حق ہر ایک انسان کو ہے اور کسی گیان کا کوئی خاص ملک ٹھیکیدار نہیں ہے اگر ایک چیز سب کے فائدہ کی دنیا میں ہے تو اس چیز کو اس حد تک بڑھانا چاہیئے کہ ہر ایک آدمی اس سے فائدہ اٹھا سکے اور میں یقین کرتی ہوں کہ جو چیز جس ملک کی ہوتی ہے وہ ہمیشہ اس ملک کے لوگوں کو ایک حد تک پسند آتی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ باوجود اس کے کہ پچھمی طریقہ علاج اتنا زیادہ آگے بڑھ گیا ہے کہ اس کو ہم سب لوگ

استعمال کرتے ہیں اور اس پر ایک بہت بڑی جماعت کا پورا پورا وشواش ہے مگر اس کے باوجود ایک بڑی جماعت کے لوگ ایسے بھی ہیں جو آج بھی اس کو ناپسند کرتے ہیں وہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ اپنے ملک کے علاج کرنے سے ان کو فائدہ ہوگا اور اگر کبھی علاج کرنے کی ان کو کسی نے رائے دی تو ان کے دل میں وہم ہوتا ہے۔ مجھے اپنی اسمبلی کے بعض ممبران کے گھر ان کے اہل وعیال کی عیادت کے سلسلہ میں جانے کا اتفاق ہوا تو میں نے ان سے اشارہ کیا کہ صاحب کسی ڈاکٹر کو بلائیے اور اگر آپ علاج نہ بھی کریئے تو کم از کم اس کی رائے لے لیجئے کیونکہ ایک سے دو رائیں بہتر ہوتی ہیں انھوں نے کہا کہ بچہ چاہے حکیم کے ہاتھ سے مر بھی جائے مگر ہم ڈاکٹر کو نہیں بلائیں گے۔ تو میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک بہت بڑی جماعت ایسی ہے جس کے دل میں یہ بھاؤنا ہے۔ تو جب یہ بھاؤنا پبلک کے دل میں ہے تو یونانی اور آیورویدک سسٹم جو ہمارے ملک کے پرانے طریقے ہیں اور جن کی حالت اس وقت بہت زیادہ گری ہوئی ہے ان کے لئے ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم ان کی حالت کو اچھا بنائیں اور ان کو اٹھائیں۔ اگر ہم ان کو بڑھنے کا موقع دیں گے اور ان میں اگر بڑھنے کی طاقت ہوگی تو وہ بڑھ جائیں گے اور اگر ان میں بڑھنے کی قوت اور طاقت نہیں ہے تو وہ گر پڑیں گے حالانکہ اس وقت یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ وہ بھی سائنٹفک علاج کے طریقے جن پر پبلک کو ایک بڑی حد تک اعتماد ہے آج ہمارے یونانی اور آیورویدک علاج کے طریقوں سے کافی طور پر مقابلہ کر رہے ہیں غرضکہ جب ہم یہ بات تسلیم کرتے ہیں تو پھر ہم کو کیوں نہ کوشش کرنا چاہیئے کہ ان طریقوں کو بڑھنے کا موقع دیا جائے کہ وہ بھی آگے بڑھیں اور سائنٹیفک طریقے سے آگے بڑھیں۔ آج دنیا کی رفتار بہت تیز ہے اور وہ کسی طرح سے ہم آپ سے چھپی نہیں ہے چنانچہ ان چیزوں کو بھی موقع دیئے جارہے ہیں کہ اگر ان میں کوئی قوت ہے اصلیت ہے اور طاقت ہے تو یہ آگے بڑھیں گی ورنہ اگر ان میں کوئی طاقت نہیں پائی گئی تو یہ پھر اپنی اصلی جگہ پر آجائے گی قصہ مختصر میری درخواست اپنے بھائیوں سے یہ ہے کہ وہ مہربانی کر کے کسی حقارت کی نظر سے ایک دوسرے کے طریقوں کو نہ دیکھیں انسان کو اچھا کرنے کی جو طاقت ہے وہ بہت بڑی قوت ہے اور ہم اس لائق نہیں کہ ہم کسی بھی ایسی چیز کی طرف سے منہ موڑلیں اور کہیں کہ ہم اس چیز کا اپیوگ کریں گے اور اس چیز کا اپیوگ نہ کریں گے۔ آپ یہ محسوس کرلیں کہ ہمارے ہاتھ میں جو طاقت ہے وہ ایک بہت بڑی طاقت ہے اور اس لئے ہمیں اس طاقت کو پھیلانا چاہیئے۔ میں جانتی ہوں کہ ہزاروں آدمی ایک جماعت میں ایسے ہوتے ہیں جو کسی خاص کام کو بنانا چاہتے ہیں مگر ان میں کچھ ایسے لوگ بھی اگر ہو گئے جو اس کام کو بگاڑیں تو کام بجائے بننے کے بگڑ جاتا ہے۔ ہمارے بیچ میں اگر بہت سے تعلیمیافتہ ہیں اور ان میں اتفاق سے ایک دو جاہل بھی ہیں تو ان لوگوں کے موجود ہونے سے تعلیمیافتہ لوگوں کے کام میں گڑبڑ پڑے گی۔ اس لئے میری درخواست آپ لوگوں سے یہ ہے اور میں آپ لوگوں سے پرارتھنا کروں گی کہ اس چیز کی اہمیت کو سمجھتے

ہوئے آپ ایک دوسرے کے پیشہ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ یہ سوچئے کہ اگر دونوں مل کر ایک سہل راستہ نکال سکتے ہیں تو نکالیں اور اگر آپ اس کوشش میں کامیاب نہ ہوں تو آپ اپنے اپنے مقام پر اپنا اپنا کام کرتے رہیئے۔

ایک اور چیز قابل توجہ یہ ہے کہ لکھنؤ کی صفائی کی حالت بہت زیادہ خراب ہے اور جو سینیٹری انسپکٹر ہیں ان سے شہر کی گری ہوئی حالت میں سدھار نہیں ہو سکتا یہ سب چیزیں ہماری نظر میں ہیں اور یہ بہت ضروری چیز ہے کہ اگر ہم کو واقعی ان بیماریوں کا مقابلہ کرنا ہے تو ہمیں چاہیئے کہ ہم بنیادی اصول ہی بدل دیں۔ اس لئے کہ اس قسم کی جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ عام طور سے شہر میں گندگی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور اگر شہر میں صفائی رہے تو اول تو ان بیماریوں کا پیدا ہونا ہی مشکل ہے اور اگر پیدا بھی ہو جائیں تو ان کی روک تھام بہت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ ان بیماریوں کے بڑھنے کی ایک خاص وجہ جیسا کہ ڈاکٹروں نے کہا ہے یہ ہے کہ جب تک ہمارے بیچ میں غریبی ہے اور تعلیم کی کمی ہے ہم اس وقت تک تیزی سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ تعلیم کی کمی ایک ایسی چیز ہے جس میں کہ بجائے اس کے بیماری کم ہو وہ روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ کہ کوئی شخص تعلیمیافتہ ہے اور اس کے پاس پیسہ ہے تو وہ اپنا علاج کر سکتا ہے ورنہ جہالت اور غربت کی حالت میں بیماریوں سے بچنا دشوار ہے۔ تو یہ سب باتیں ہیں جنکو ہم کیا سب مانتے ہیں مگر اس وقت چونکہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے ہمکو ایسا راستہ تلاش کرنا چاہیئے کہ جس وقت تک یہ تمام باتیں پوری ہوتی رہیں زیادہ سے زیادہ سہولت پیدا کر سکیں۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر نہرو نے کہا ہے کہ پہلے ایک حصہ ہم اپنے ہاتھ میں لے لیں اور جب ہم پورے طور سے اس حصہ کا تجربہ کر لیں تو آگے بڑھیں مگر سوال یہ ہے کہ آیا ہم ایک ایسا ایڈوائزری بورڈ تیار کریں جو گورنمنٹ کو صلاح دیا کرے کہ جب کبھی ایسا وقت ہو تو اس کے ذریعہ سے بیماریوں کو دور کرنے کی کوشش کیجائے۔ ابتک ایسا ہوتا رہا ہے کہ پبلک ہیلتھ ڈپارٹمنٹ کے ذریعہ سے گورنمنٹ کے پاس خبریں آتی تھیں اور گورنمنٹ اپنی مصروفیتوں کو دیکھتے ہوئے پبلک ہیلتھ ڈپارٹمنٹ کو حکم دیتی ہے اور اس گفت شنید میں بہت زیادہ دیر ہو جاتی ہے اور ہزاروں آدمی مرجاتے ہیں اسلئے سب سے سہل تدبیر یہ ہے کہ ایک ایسا ایڈوائزری بورڈ قائم رہے جو پبلک ہیلتھ اور گورنمنٹ کے بیچ میں ایک ... اور کڑی کا کام دے۔ اور اس میں نہ صرف ڈاکٹر حکیم اور ویدہی ہیں بلکہ اسمیں پبلک کے لوگ بھی رہیں جن سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ ڈاکٹروں حکیموں اور ویدوں کو صورت حال بتلاتے رہیں گے غرضکہ سب سے سہل تدبیر جو اسوقت ہو سکتی ہے وہ یہی ہے کہ ہم ایک ایڈوائزری بورڈ تیار کریں اور بڑا اچھا ہوگا کہ گورنمنٹ

کی طرف سے ایک سرکلر نکل جائے اور دو تین ہفتہ کے اندر ہم ایک چھوٹی سی کمیٹی بلا لیں اور اس میں ہملوگ بچار کریں کہ گورنمنٹ کن لوگوں کو نامزد کرے اور چونکہ یہ پہلا موقع ہے اسلئے نامزدگی ہی بہتر ہے۔ اس ایڈوائزری بورڈ سے ہم آئندہ بہت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں تاکہ ہم کسی بیماری کو آگے بڑھنے نہ دیں۔ جہاں تک میں سمجھتی ہوں اس چیز کی تائید کافی ہو چکی ہے اور اب اس پر بار بار رائے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس کی مخالفت نہیں کی جائیگی۔ میں اب اپنی تقریر ختم کرتی ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ آپلوگوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ بھائیوں نے میرے کہنے سے اپنا قیمتی وقت صرف کیا اور میرے کہنے سے آپ یہاں آئے آخر میں مجھے امید ہے کہ میری اس تجویز کی سب تائید کرینگے کہ ہم لوگوں کو ایک راستہ اختیار کرنا چاہیئے اور یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ ہم سکیم ہیں یہ دیہہ ہیں اور وہ ڈاکٹر بلکہ سب کو ایک ساتھ کام کرنا چاہیئے۔

محکمہ صحت عامہ کے ویکسین لمف

۳۰ مارچ ۱۹۲۹ء کے نیشنل ہیرالڈ میں "ویر بونو پبلیکو" نے صوبجات متحدہ کے صحت عامہ کے محکمہ کے بارے میں یہ شکایت کی تھی کہ وہاں سے خراب قسم کی ویکسین لمف دی جاتی ہیں۔ یہ شکایت بالکل بے بنیاد ہے۔ سرکاری ویکسین ڈپو پٹوا ڈنگر (ضلع نینی تال) سے جو ویکسین دیا جاتا ہے اس کے قطرہ کی قوت اور خالص ہونے کا معیار وہی ہے جو برطانوی فارماکوپیا ۱۹۳۲ء اور انگلستان کے تھراپٹک سبسٹیسن ایکٹ یا جمعیتہ الاقوام کے شعبہ صحت میں رکھا گیا ہے۔ تمام دنیا میں جتنے بھی ویکسین لمف تیار کئے جاتے ہیں وہ فنی طریقہ پر پورے طرح جراثیم سے پاک نہیں ہوتے۔ اس میں تھوڑے سے بہت چھوٹے چھوٹے خاص کر اسٹیفیلوکو کی قسم کے کیڑے ہوتے ہیں لیکن وہ سب مرض نہ بڑھانے والے قسم کے ہوتے ہیں۔

ویکسین لمفوں میں مرض نہ بڑھانے والے کے اسٹیفیوکوکی کے موجود ہونے کے مسئلہ کو جمعیتہ الاقوام نے پوری طرح جانچا ہے اور لوگوں کی عام طور پر یہ رائے ہے کہ ان کی موجودگی سے کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ان سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور ان کا الگ کرنا ممکن ہے۔

عوام کو شاید یہ معلوم کرکے دلچسپی ہو کہ اس کے جانچ کے متعدد طریقوں کے علاوہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ہر ایک نمونہ میں سے آدمی کی ۲۵ خوراک کے برابر ویکسین سے ولایتی چوہے کے پیٹ میں سوئی لگائی جاتی ہے اور اگر جانور مر جاتا ہے یا اس میں کوئی خرابی کے اثرات معلوم ہوتے ہیں

تو وہ ویکسین عام استعمال کے لئے نہیں دیا جاتا ہے۔ اس جانچ سے قطعی ویکسین لمف کا بے ضرر ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ آزمائش نمونے پہلے چند جگھوں پر بھیجے جاتے ہیں اور جب وہاں سے پوری اطمینانی رپورٹ آجاتی ہے تو وہ عام استعمال کے لئے دئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ ویکسین لمف کی اچھائی کے متعلق کسی قسم کے شبہہ کی گنجائش نہیں ہے اور اگر بعض وقت ٹیکہ دینے سے وہ حصہ جس میں نشتر لگایا جاتا ہے پک جاتا ہے تو اس کی وجہ گرد و غبار کا اثر ہے۔

یو۔پی وبائی بیماریوں کا مشاورتی بورڈ

وبائی بیماریوں کے مشاورتی بورڈ کا پہلا جلسہ ۲۹ جولائی کونسل چیمبر کے نئے کمیٹی روم میں منعقد ہوا۔ جناب عبدالحکیم صاحب ایم ایل اے ڈپٹی اسپیکر یو۔پی اسمبلی نے صدارت کی۔

حسب ذیل ممبران شریک ہوئے۔

مسٹر ایس۔ این۔ سپرو۔ ڈپٹی سکریٹری یو۔پی گورنمنٹ محکمہ صحت عامہ

رائے بہادر ڈاکٹر کے۔ پی ماتھر۔ ڈائرکٹر محکمہ صحت عامہ یو۔پی

لفٹننٹ کرنل ٹی۔ سی۔ بوائڈ۔ آئی جی۔ سی۔ ایچ۔ یو۔پی

رائے بہادر ڈاکٹر ہرگوند سہائے۔ پروفیسر میڈیکل کالج لکھنؤ

رائے بہادر کیپٹن کے۔ ایس نگم۔ پروفیسر میڈیکل کالج لکھنؤ

کیپٹن ایچ۔ این۔ شیواپوری۔ جھانسی

ڈاکٹر کنج بہاری لال ورما میرٹھ

شفاءالملک حکیم عبدالحمید۔ لکھنؤ

شریمت مہابیر تیاگی۔ ایم۔ ایل۔ اے

" چندر بھال۔ ایم۔ ایل۔ سی

" بال کرشنا شرما۔ کانپور

مسٹر آر۔ این۔ ڈے۔ سکریٹری یو۔پی گورنمنٹ محکمہ صحت عامہ

آنریبل مسز وجے لکشمی پنڈت وزیر صحت عامہ نے جلسہ کا افتتاح کیا اور بورڈ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ وبائی بیماریوں کی مدافعتی اسکیمیں بنانے میں اس بورڈ کو حکام اور پبلک کے درمیان ایک متحد کرنے والی کڑی کا کام کرنا چاہئے۔ آپ کا خیال ہے کہ اگر حکام اور عوام کے رہنماؤں نے ایک دوسرے سے مل کر کام کیا تو تھوڑے ہی دنوں میں وبائی بیماریاں اس صوبہ سے بالکل ناپید ہو جائیں گی۔

بورڈ کے سکریٹری نے ممبران کو صوبہ کی عام وبائی حالت سے واقف کرایا اور ہیضہ کے متعلق جو اس وقت یو-پی میں پھیلا ہوا تھا خاص معلومات بہم پہونچائی۔ وبائی بیماریوں پر قابو پانے میں محکمہ صحت عامہ کی دشواریاں بیان کرتے ہوئے آپنے وبائی خبر رسانی۔ ہسپتالوں میں مریضوں کے داخلہ طبی امداد کی زود فراہمی۔ وبائی عملہ کے اضافہ اور مدافعتی تدبیریں اختیار کرنے میں عوام کی طرف سے بہتر اشتراک عمل پر خاص زور دیا۔

ممبران کی جانب سے مختلف تجویزیں پیش ہوئیں اور بورڈ نے حسب ذیل امور پر خاص توجہ دی۔

۱-جن جگھوں پر حکام اور عوام کے ذی اثر رہنما صحت عامہ کی مدافعتی خدمات کو تقویت پہنچانے میں باہمی تعاون کے ساتھ مفید تجویزیں مرتب کرسکیں وہاں ضلع وبائی بیماریوں کے مشاورتی بورڈ قائم کرنا۔

۲-سیوا سمتی۔ بوائے اسکاوٹ۔ اور مدرسین وغیرہ سے ہر ضلع میں وبائی پروپیگنڈہ کا کام لینا۔ اور ان کو مدافعتی دواؤں کے ابتدائی اصولوں کی تعلیم دینا تاکہ وہ دوران وبا میں لوگوں کو مدد دے سکیں۔

۳-فلم۔ اشتہارات اور لکچروں وغیرہ کے ذریعہ سے زیادہ سے زیادہ لوگوں میں صحت کے اصولوں کی تبلیغ کرنا۔ کانگریس کمیٹی مسلم لیگ۔ ہندو سبھا اور اس حلقہ کے تمام دوسرے غیر سرکاری اداروں کو چاہیئے کہ وہ لوگوں کو مدافعتی تدبیریں اختیار کرنے کی ترغیب دلائیں۔ اسکولوں میں صحت کا درس لازمی قرار دیا جائے۔

۴- ایسے آنریری ڈاکٹروں وغیرہ کی سالانہ فہرست تیار کرنا جو بوقت ضرورت وبا کو دفع کرنے میں ہر طرح اپنی خدمات پیش کرنے کو تیار ہوں۔

۵- ٹیکے۔ قرنطینہ اور جراثیم مارنے وغیرہ کے متعلق صحت عامہ کے خاص قوانین وضع کرنا اس لئے کہ موجودہ قوانین کے ماتحت وبائی بیماریوں پر پوری طرح قابو نہیں پایا جاتا ہے۔

۶- گاؤں سدھار عملہ سے صحت اور وبائی مدافعت کی تبلیغ کا کام لینا۔

۷- دوران وبا میں تمام سرکاری اور لوکل بورڈ کے ملازمین کی خدمات کو لازماً استعمال کرنا۔

۸- وبائی خبر رسانی اور ابتدائی طبی امداد کیلئے گاؤں سدھار کے حکیموں اور ویدوں کی خدمات سے کام لینا۔

۹- دیہاتی شفاخانوں کے طبی افسران کو وبائی کام کیلئے مختلف حلقے سپرد کرنے میں طبی عملہ اور صحت عامہ کے عملہ دونوں سے یکساں طور پر کام لینا۔

۱۰-جن حلقوں میں وبائی بیماریاں اکثر پھیلتی ہیں وہاں سفری شفاخانوں اور ریزرو وبائی طبی

افسران کی ایک خاص تعداد قائم رکھنا۔

۱۱۔ دہاں ضلعوں کے مختلف مرکزوں پر منظور شدہ اور جانچ کردہ دوائیں رکھنا۔

یہ بھی تجویز کیا گیا کہ لوکل بورڈوں کے چیرمینوں سے دریافت کیا جائے کہ ان کو اپنے اپنے حلقوں میں کیا دشواریاں پیش آئی ہیں اور وہ وبائی بیماریوں کی مدافعت کیلئے کیا تدبیریں تجویز کرتے ہیں۔

تعلیم

بنیادی مدرسوں کے افتتاح کے موقع پر

ملک کے رہنماؤں کے پیغامات

مہاتما گاندھی جی کا پیغام

ٹرین پر

۲۶-۷-۳۹

بھائی سمپورنانند جی۔

آپ کا تار کل رات ملا۔ نئی تعلیم کے لئے ۱۷۰۰ مدرسے کھولنے کا ارادہ بہت بڑا کام ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کوشش بہر صورت کامیاب ہوگی۔ آپ کی اس ہمت پر صدآفریں۔

آپکا

موہن داس کرمچند گاندھی

جناب پنڈت جواہرلال نہرو صاحب کا پیغام

یہ معلوم کر کے مجھے بڑی مسرت ہوئی کہ حکومت صوبہ جات متحدہ کا محکمہ تعلیم بنیادی تعلیم کی اسکیم کو ترقی دینا چاہتا ہے میرا خیال ہے کہ اس کی رسم افتتاح ۸ر اگست ۱۹۳۹ء کو الہ آباد میں ادا کیجائیگی اور تجویز ہے کہ ۵۰۰۷ موجودہ مدرسوں کی اول جماعت کو بنیادی اسکیم کے ماتحت اول جماعت میں تبدیل کر دیا جائے۔ میری یہ خواہش تھی کہ میں بہرصورت اس رسم میں شرکت کروں۔ یہ خواہش اس لئے اور بھی زیادہ تھی کہ الہ آباد کو اس کے افتتاح کا فخر حاصل ہو رہا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس روز میں سفر میں ہونگا اور الہ آباد سے دور ہوتا جاؤنگا۔

بہرحال میں اپنے قلبی اطمینان کا اظہار اس بات پر کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے طریقہ تعلیم کو صحیح راہ پر لانے کا واقعی اقدام کیا گیا ہے۔ میں بنیادی طریقہ تعلیم میں یقین رکھتا ہوں اور اس دن کا منتظر ہوں جب صوبجات متحدہ کے ہر گاؤں میں اپنا چھوٹا سا بنیادی مدرسہ ہوگا اور ان مستحکم بنیاد پر ہماری تعلیم کا ڈھانچہ کھڑا ہوگا۔

دنیا میں اور ہندوستان میں تمام تنازعات پھیلے ہوئے ہیں اور ہماری قوت بہت کچھ ان جھگڑوں میں صرف ہو رہی ہے لیکن کچھ معاملات ایسے بھی ہیں جو جھگڑے اور تنازعات سے بالاتر ہیں۔ صحیح راہ پر تعلیم کی توسیع بھی ایسا ہی اہم اور ضروری معاملہ ہے۔ پرانا طریقہ آزمایا جا چکا ہے اور وہ صفاتی اور دستی ہر دو طریقہ پر نامکمل ثابت ہوا ہے۔ صفاتی طور پر ہمیں اسے ترقی دینا ہے تاکہ وہ ہماری زندگی اور ماحول میں ضم ہو جائے اور اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ ہم اس کی وسعت کو بھی کافی طریقہ پر بڑھائیں۔ ہمیں جہالت کے قلعہ پر دھاوا کر کے اس پر فوراً قبضہ کر لینا ہے۔

یہ وہ چیز ہے جس میں ہر شخص شریک ہو سکتا ہے چاہے دوسری باتوں میں کتنا اختلاف کیوں نہ ہو۔ بہرحال ہماری آئندہ ترقی کا انحصار ہمارے افراد کی تعلیم اور ٹریننگ پر ہے۔ میری آرزو ہے کہ یہ دلیرانہ جدوجہد بارآور ہو۔

الہ آباد
۳۰ر جولائی ۱۹۳۹ء

جواہرلال نہرو

ہز ایکسلنسی جناب گورنر بہادر صوبجات متحدہ کا پیغام

گورنرس کیمپ
صوبجات متحدہ
۲۔ اگست ۱۹۳۹ء

آج کی رسم اس طریقہ تعلیم کے افتتاح کے لئے ہے جو اس صوبہ میں نہیں بلکہ شاید تمام ہندوستان میں ابتدائی تعلیم میں ایک نئے دور کا آغاز کرتی ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ہمارا فن تعلیم زیادہ وسیع اور مستحکم بنیاد پر دوبارہ تعمیر کیا جائے جو بچوں کے عملی گرد و نواح سے زیادہ قریب تر ہو اور زیادہ تر جسمانی کام اور ظاہری چیزوں کے ذریعہ چلایا جائے۔

الہ آباد کے ٹریننگ کالج میں جو ان مدرسوں کی ٹریننگ کے لئے کھولا گیا ہے جو اس اسکیم کو چلائینگے وہاں میں نے خود اس نئے طریقہ تعلیم کو دیکھا ہے بہت سی باتوں میں یہ نیا طریقہ پرانے طریقہ تعلیم سے کہیں بہتر ہے۔ اس طریقہ تعلیم کی کامیابی خاص کر مدرسوں کے جوش اور خلوص پر مبنی ہے اور اس بات پر بھی کہ مدرس کس طرح پر اس نئے طریقہ تعلیم کو سیکھتے اور دوسروں کو سکھاتے ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ یہ بنیادی تعلیم اپنے محرکان کی تمام امیدوں کو بارآور کریگی اور آج کا دن صوبہ کی تعلیمی ترقی کے نئے دور کے آغاز کے لئے یادگار رہیگا۔

ہ۔ گ۔ ہیگ
گورنر
صوبجات متحدہ

پیغام

از

جناب ڈاکٹر نواب احمد سعید خان صاحب آف چھتاری

اس اسکیم کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ کو اس اسکیم میں کتنی گہری دلچسپی ہے اور اس کے لئے آپ نے واقعی بہت کچھ کیا ہے۔

احمد سعید

جناب مسٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب ایم۔ ایل۔ اے کا پیغام

میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ اس بات کے لئے کتنے جوش کے ساتھ کوشاں ہیں کہ مدرسوں کو ٹریننگ دی جائے تاکہ اس صوبہ میں بنیادی تعلیم جلد سے جلد شروع کی جا سکے۔ اگر کمیٹی کی درمیانی سفارشوں پر آپ نے عمل نہ کیا ہوتا اور ٹریننگ کے مرکز قائم نہ کر دئے ہوتے تو اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے میں بہت دیر لگتی۔ کیونکہ اس نئے طریقہ کی ٹریننگ پائے ہوئے مدرسوں کے بغیر بنیادی تعلیم اس قدر جلد نہ شروع ہو سکتی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ بنیادی مدارس کے شروع ہو جانے پر اس اسکیم کے بارے میں چند حلقوں میں جو بدگمانیاں ہیں جاتی رہیں گی اور سب لوگ جن میں پرانے خیال کے ماہران تعلیم کو بھی شامل کرتا ہوں اس اسکیم کو چلانے کا کافی موقع دیں گے اور اسے کامیاب بنانے میں مدد کریں گے۔ یہ اسکیم جیسا کہ محکمہ تعلیم کے موجودہ ڈائرکٹر صاحب نے اپنے اختلافی نوٹ میں فرمایا ہے واقعی زمانہ جدید کے اس خیال پر مبنی ہے کہ تعلیم اور عمل میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔

میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ مسلمانوں کے جذبات کا لحاظ کرتے ہوئے جو تجاویز بیگم اعزاز رسول مسٹر محمد فاروق اور میں نے اپنے اول اختلافی نوٹ میں پیش کی تھیں منظور کی جائیں گی۔

محمد اسمٰعیل خاں

جناب ایم مجیب صاحب بی۔ اے (آکسن) پرنسپل جامعہ ملیہ اسلامیہ کا پیغام

میں جامعہ ملیہ کی طرف سے آپ کے عظیم الشان اقدام کی کامیابی کے لئے دست بدعا ہوں۔ ایسے ملک میں جہاں ہر بات پر زیادہ دھیان نہیں دیا جاتا وہاں اتنے بڑے پیمانہ پر آپ کی بنیادی تعلیمی اسکیم بہت ہی حیرت انگیز ہے۔ آپ نے ایک مثالیت پسند کی طرح اسکیم بنائی ہے اور ہم کو یقین ہے کہ آپ ایک دفعہ اور یہ ثابت کر دیں گے کہ ایک مثالیت پسند ہی روح پھونکتا ہے اور کامیاب ہوتا ہے۔

بنیادی ٹریننگ کالج الہ آباد کے جلسۂ تقسیم اسناد

میں

آنریبل پنڈت گوبند بلبھ پنت وزیر اعظم یو۔پی

میں

بتاریخ ۸ر اگست ۱۹۳۹ء حسب ذیل تقریر فرمائی

میں اپنے دوست شری سمپورنانند جی کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اس جلسہ کی صدارت کے لئے مجھے مدعو کیا۔ میرے خیال میں اگر میرے دوست خود ہی صدارت کا کام انجام دیتے اور ہماری تعلیمی پالیسی اور اصلاحات پر روشنی ڈالتے تو زیادہ مناسب ہوتا۔ وہ اس فرض کو مجھ سے کہیں بہتر انجام دے سکتے تھے لیکن انھوں نے اس بات پر بڑا اصرار کیا کہ میں ان دو ٹریننگ کالجوں کے پہلے جلسۂ تقسیم اسناد کے موقع پر یہاں ضرور موجود رہوں۔ چنانچہ ان کے ارشاد کے موجب میں حاضر ہوں اور اس موقع سے فائدہ اٹھا کر میں چاہتا ہوں کہ اپنی تعلیمی پالیسی اور خاصکر ان اصلاحات کے متعلق جو ہم نافذ کرنے والے ہیں کچھ کہوں۔

ہمارے مستقبل کی ساری اُمیدیں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں سے وابستہ ہیں اور جب تک تعلیم انکی تمام ضرورتوں اور صلاحیتوں کو مکمل طور پر پورا نہیں کرتی اسوقت تک وہ ہرگز اس قابل نہیں بن سکتے کہ اپنے وطن کو دنیا کے دوسرے آزاد ملکوں کی صف میں ایک باعزت جگہ دلانے میں اس کی پوری مدد کر سکیں یہ امر مسلمہ ہے کہ موجودہ نظام تعلیم اتنا ناقص ہے کہ اس سے یہ نتائج کسی طرح مرتب نہیں ہو سکتے اسی لئے اس کو سدھارنے اور ملک کی ضرورتوں کے قابل بنانے کی ہر کوشش کیجا رہی ہے۔

اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں کہ موجودہ نظام تعلیم اور خصوصاً اس کا وہ حصہ جو ابتدائی تعلیم سے تعلق رکھتا ہے ہماری توقعات کو پورا کرنے میں بُری طرح ناکامیاب رہا ہے۔ وہ ملک کی سماجی اور اقتصادی حالت سے بالکل بے تعلق ہے۔ اسکے ابتدائی دور باوجودیکہ ان کے لئے بڑی محنت اور بڑے پبلک سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے کسی طرح بھی عوام کو وہ فائدے نہیں پہونچا سکتے جنکی توقع کی جاتی ہے۔ موجودہ طریقۂ تعلیم ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والوں پر بہت کم اثر ڈالتا ہے۔ وہ طالب علموں کے ماحول سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ ان کو کسی طرح کی صنعتی اور دستی کام کی تعلیم

نہیں دیجاتی — اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اگر اُن کی تعلیم اسی دور میں ختم ہو جاتی ہے تو جو کچھ لکھنا پڑھنا وہ حاصل کرتے ہیں اُسے تھوڑے ہی دنوں میں بھول جاتے ہیں ثانوی تعلیم بھی ہمیں کلرکی سے زیادہ کسی لائق نہیں بناتی - ہم زندگی کی حقیقتوں سے ناآشنا رہتے ہیں ہمیں ہاتھ سے کام کرنے کی عظمت کا کوئی سبق نہیں ملتا - نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہماری گرفت ڈھیلی رہتی ہے ہم کسی چیز کی صحیح قدر نہیں کر سکتے اور ہم میں لیڈری کے اوصاف یعنی جرأت اور صحیح فیصلہ کی طاقت نہیں پیدا ہوتی -

موجودہ حکومت نے برسر اقتدار ہوتے ہی تعلیمی اصلاح کے مسئلہ میں ہاتھ لگایا۔ مسئلہ کی اہمیت کا یہ تقاضہ تھا کہ اس پر کافی غور و خوض کیا جاتا لیکن مالی مشکلات کسی وسیع اسکیم کے شروع کرنے کی اجازت نہ دیتی تھیں - مجبوراً ہمیں کچھ وقت یہ سوچنے میں صرف کرنا پڑا کہ آخر اس مسئلہ کو کسطرح حل کیا جائے غالباً آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے تعلیم کے کن مختلف پہلوؤں پر اصلاحی کوششیں کی ہیں - ہم نے تعلیم کے ہر حصہ کی الگ الگ جانچ کی ہے اسکے لئے مختلف کمیٹیاں مقرر کی ہیں جن میں بہترین لوگوں کو شامل کیا ہے ان میں سے بعض نے اپنا کام ختم کر دیا ہے اور رپورٹیں بھی پیش کر دی ہیں - لیکن بعض ابھی تک کام کر رہی ہیں - یونیورسٹی تحقیقاتی کمیٹی ابھی تک اپنے کام میں مشغول ہے - میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا رپورٹ پیش کریگی لیکن اس کے سوالنامہ اور دوسری کارروائیوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ یونیورسٹی اصلاحات پر ایک بسیط سروے کر رہی ہے اور اس کی سفارشات یقیناً گرانقدر ہوں گی - ہم نے پرائیوٹ اور سرکاری اداروں کے کام کو بھی یکساں بنانے کی ضرورت محسوس کی ہے - اس سے نہ صرف یکسانیت پیدا ہو جائیگی بلکہ ڈسپلن اندرونی انتظام اور معیار کی سطح بھی ایک ہو جائیگی - ایک کمیٹی حکومت کو یہ مشورہ دینے کے لئے بھی مقرر کی گئی ہے کہ سرکاری امدادی رقم کو ان اداروں میں کیسے مساویانہ طور پر تقسیم کیا جائے - ایک دوسری اہم کمیٹی سول انجینئرنگ کالج رڑکی کے معاملات پر غور کر رہی ہے - ہم نے ڈاکٹر بھگوان داس کی زیر صدارت ایک اور کمیٹی بھی مقرر کی ہے جسکا یہ مقصد ہے کہ وہ گورنمنٹ سنسکرت کالج بنارس کے امتحانات اور نصابات کی جانچ کرے اور ان میں کچھ ایسی ترمیمیں کرے جس سے وہاں کے سند یافتہ طالب علم نہ صرف بنارس کے قدیم عالمانہ معیار پر پورے اتریں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ تاریخ - سوکس - سائنس اور جدید زبانوں سے بھی کافی طور پر واقف ہو جائیں - یہاں میں اس بات کا بھی بڑی مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ ہم ایک ایسی ہی کمیٹی عربی اور فارسی تعلیم کے متعلق بھی مقرر کر رہے ہیں اور مولانا ابوالکلام آزاد نے مہربانی سے اسکی

صدارت قبول فرمائی ہے۔

ان کمیٹیوں میں سے دو نے اپنا کام ختم کر دیا ہے اور ان کی رپورٹیں جلد ہی پبلک کے سامنے آجائیں گی ان میں سے ایک طالبعلموں کی جسمانی حالت اور ان کے ماحول کے لحاظ سے جسمانی تعلیم دینے کے مسئلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اس کا مقصد ایک ایسا طریقہ معلوم کرنا تھا جس سے نہ صرف ہمارے طالبعلموں کی جسمانی صحت بہتر ہو بلکہ وہ اپنی قوم کی بہترین خدمت کرنے کے قابل بھی بن سکیں اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم بڑے طالبعلموں کو فوجی ٹریننگ دینے کے مسئلہ پر بھی غور کر رہے ہیں۔

اب میں ابتدائی و ثانوی تعلیم کی جدید تنظیمی کمیٹی کی سفارشات کے متعلق جس کے صدر آچاریہ نریندر دیو تھے ذرا تفصیل کیساتھ ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے بھی یہ رپورٹ ضرور دیکھی ہوگی اخبارات نے اس رپورٹ کا بڑی سرگرمی کیساتھ استقبال کیا ہے۔ نہ صرف ہمارے صوبہ میں بلکہ دوسرے صوبوں میں بھی یہ رپورٹ بہت پسند کی گئی۔ اس کی بہت سی سفارشوں کی تقریباً متفقہ طور پر تعریفیں کی گئی ہیں۔ پہلے ہی سے یہی امید تھی اس لئے کہ کمیٹی کے ممبران میں ہر خیال کے ماہرین تعلیم شامل تھے۔ چنانچہ اس کی سفارشیں بجز دو ایک معمولی باتوں کے ایک ایسی جماعت کی نمایندگی کرتی ہیں جو تعلیم کے ہر پہلو سے اچھی طرح واقف ہے۔ میں یہاں اس کمیٹی کی صرف چند تجویزوں کا ذکر کر سکتا ہوں۔ اس کا خیال ہے کہ ہماری موجودہ ثانوی تعلیم کو از سر نو ترتیب دینا چاہیئے۔ میں اپنے موجودہ نظام تعلیم کی خرابیوں کا پہلے ہی ذکر کر چکا ہوں کمیٹی نے متوازی اداروں کا جو نیا نظام ترتیب دیا ہے اس کے ثانوی کالجوں میں عام تمدنی تعلیم کے ساتھ ساتھ نہ صرف علم ادب و تجارت کی خاص تعلیم دی جائیگی بلکہ زراعت صنعتی علم کیمیا اور جانوروں کا علم معالجہ بھی پڑھایا جائے گا۔ جو لوگ یونیورسٹی تک تعلیم حاصل کرنا چاہیں گے ان کے لئے ایسے کالج بھی ہوں گے جن میں مختلف زبانوں اور خالص علمی مضامین کی بھی تعلیم ہوگی۔ کمیٹی کا خیال ہے کہ اس نئے نظام تعلیم کے جاری ہونے سے یونیورسٹیوں کا کام ہلکا ہو جائے گا ثانوی تعلیم حاصل کرنے والوں کیلئے روزگار کی نئی اور بہتر راہیں کھل جائیں گی اور ایسے شہری پیدا ہونگے جن میں موجودہ اداروں کی متوسط پیداوار کے مقابلہ میں بہتر شہری ذمہ داری اور اعلیٰ خود اعتمادی پائی جائے گی۔

موجودہ نظام کے بارے میں ایک دوسری شکایت یہ ہے کہ ایک متوسط یونیورسٹی طالب علم کی استعداد وہ نہیں ہوتی جو ہونا چاہیئے۔ اس کا یہ نتیجہ ہے کہ یونیورسٹیوں کا معیار روز بروز گھٹتا جاتا ہے اور ریسرچ کا کام خراب ہوتا جاتا ہے اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ ثانوی تعلیم غیر ملکی زبان میں دیجاتی ہے کمیٹی کی سفارش ہے کہ گو موجودہ حالت میں انگریزی زبان کی تعلیم لازمی رکھی جائے

لیکن تمام تعلیم ہندوستانی زبان میں ہو اور ہندوستانی کے مقابلہ میں **انگریزی کو صرف ثانوی زبان** کا درجہ دیا جائے۔ حکومت ان سفارشوں کی علمی یالی اور انتظامی پیچیدگیوں پر غور کر رہی ہے۔ لیکن شاید ہی کوئی شخص ہو جو کمیٹی کے اس دلیرانہ تخیل کی دلیری کی قدر نہ کرے۔

کمیٹی نے سب سے اہم تبدیلی کی تجویز ابتدائی تعلیم میں پیش کی ہے موجودہ نظام میں شہری اور دیہاتی تعلیم میں ایک بڑا فرق یہ ہے کہ شہری طالبعلم اپنے دیہاتی بھائی کے مقابلہ میں تعلیمی معیار سے کہیں زیادہ بلند ہوتا ہے اس سے دیہاتی طالبعلم کو یہ نقصان ہوتا ہے کہ اگر وہ ثانوی تعلیم شروع کرتا ہے تو اُس کی کمزوریاں اُس کو شہری طالبعلم کے برابر نہیں آنے دیتیں کمیٹی اس امتیاز کو بالکل ختم کر دینا چاہتی ہے اور ہر طالبعلم کو ایک خاص معیار تک تعلیم حاصل کرنے کا یکساں حق دینا تجویز کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ لڑکوں کی ایک بڑی اکثریت ابتدائی تعلیم سے آگے نہ جائے گی اس لئے اس ابتدائی تعلیم کا ذہنی اور تمدنی نقطہ نظر سے اپنی جگہ مکمل اور کامیاب ہونا بہت ضروری ہے اُس کو کیرکٹر اور سرچشمہ علم کی بنیاد میں وہ مضبوطی پیدا کر دینا چاہئے جو ہر مستقبل شہری کے لئے ایک جوہر ہے چاہے اس کی قسمت اُسے زندگی کی کیسی ہی لیکھ میں کیوں نہ ڈالدے اُسے نوجوان طالبعلم کے دل میں محنت و مشقت کی عظمت پیدا کرنا چاہئے اور ایسی ٹریننگ دینا چاہئے کہ وہ اپنی آنکھ دماغ اور ہاتھ کے مشترک استعمال میں غلطی نہ کرے۔ اگر ہم شروع ہی سے اصلاح نہ کرینگے تو نہ ہم روزگار کے مسئلہ کو حل کر سکیں گے اور نہ ذمہ دار شہری ہی بنا سکیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ کسی حلقہ سے بھی ان دعوؤں کی سچائی پر بحث چھیڑنے کی کوشش نہ کی جائے گی۔ لیکن اب سوال یہ ہوتا ہے کہ ہم اس قسم کی تعلیم دینے میں کیا طریقہ کار استعمال کریں؟ تعلیم اپنے وسیع معنی کے لحاظ سے زندگی کی تیاری ہے اور زندگی دو الگ الگ ٹکڑوں میں نہیں بانٹی جا سکتی ہے۔ ایک تندرست انسان کے جسم و دماغ کے تمام افعال آپس میں ملے جلے ہوتے ہیں۔ اور کوئی صحیح نظام تعلیم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ صرف کام ہی نہیں بلکہ کام اور کھیل دونوں انسان کے جزو ہیں۔ اس لئے ایک نصاب کے مختلف مضامین جیسے تاریخ جغرافیہ۔ ریاضی زبان اور حرفتی مضمونوں کی ایسی تعلیم نہ ہونا چاہئے کہ جو طالب علم کے ماحول اور اس کی اس زندگی سے بالکل الگ تھلگ رہے جس سے اسکول چھوڑنے کے بعد اسے سامنا کرنا ہے یہی وہ نفسیاتی بنیاد ہے جس پر کمیٹی نے اپنی بنیادی تعلیم کی عمارت کھڑی کی ہے بنیادی تعلیم کے یہ اصول سب سے پہلے مہاتما گاندھی نے قائم کئے۔ اس کے بعد ذاکر حسین کمیٹی اور ہماری جدید تنظیمی کمیٹی نے جس کے ممبر ڈاکٹر ذاکر حسین بھی تھے اس اصول کی مزید تفصیل بتائی۔ ان دونوں کمیٹیوں نے اس مسئلہ پر بڑے تفصیلی غور و فکر کے بعد جو اسکیم تیار کی ہے اس کو یوپی گورنمنٹ نے اچھی طرح سوچنے سمجھنے کے بعد جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے میں نے اسکیم کے بنیادی اصولوں پر کچھ روشنی ڈالدی ہے۔ لیکن بنیادی تعلیم کی تعریف میں مہاتما جی

سے بہتر نہیں کر سکتا اسلئے انھیں کے الفاظ دہرائے دیتا ہوں۔ "اس دور کے سارے طریقہ تعلیم کو دستی اور بارآور کام کے گرد مرکوز ہونا چاہیئے۔ اور وہ تمام صلاحیتیں جن کی نشو و نما مقصود ہو یا جو ٹریننگ دی جانے والی ہو اس کا ایسا انتخاب کیا جائے کہ وہ اس مرکزی دستکاری سے اصولی طور پر وابستہ رہے جو لڑکے کے ماحول کے لحاظ سے اس کے لئے چنی گئی ہے"۔

مرکزی صنعت کا انتخاب آسان کام نہیں ہے۔ اس اسکیم کے سب سے پہلے بنانے والے نے کاتنے اور باغبانی کی سفارش کی تھی اور کہا تھا کہ یہ ایسے کام ہیں جو ہماری سماجی اور اقتصادی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں اور ان میں تعلیمی صلاحیت بھی ایسی ہے کہ یہ تکمیل کے مرکز بن سکتے ہیں۔ ہم نے اپنے صوبہ میں بڑے تجربوں کے بعد ان کاموں میں دفتی کے کام کا بھی اضافہ کر دیا ہے۔

یہ ایک نیا نظام ہے اور ہمارے سامنے کوئی ایسی مثال نہیں موجود ہے جس کی ہم تقلید کر سکیں حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ دوسری جگہوں مثلاً لندن کاؤنٹی کونسل میں بھی اس کا تجربہ کیا جا رہا ہے اس لئے ہم نے سب سے پہلے اس بات کا یقین کیا کہ ہم کہاں تک اور کس طرح اس اسکیم کو یہاں عمل میں لا سکتے ہیں۔ چنانچہ بنیادی ٹریننگ کالج اسی مقصد کے ساتھ قائم کیا گیا اور ڈاکٹر عبادالرحمٰن خاں پرنسپل اور ان کے رفیقوں کی فاضلانہ رہنمائی میں اس نے ابتک بہت سے لوگوں کو ٹریننگ دی ہے جو گرمیوں کے مہینوں میں انسپکٹر مدارس کے صدر مقامات پر کام کرتے رہے ہیں اور ان مدرسین کو ضروری ٹریننگ دیتے رہے ہیں جو ڈسٹرکٹ اور میونسپل بورڈوں کی جانب سے ان کے سپرد کئے گئے تھے۔ اس طرح ابتک ۱۷۵۰ مدرس ٹریننگ پا چکے ہیں اور موجودہ ۱۷۵۰ اسکولوں کے پہلے درجوں کو نئی اسکیم کے مطابق بنا دیا گیا ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ مدرسین کا دوسرا جتھہ بھی ٹریننگ پا رہا ہے۔ اس لئے ہم اُمید کرتے ہیں کہ سال کے ختم تک تقریباً ۶۰۰۰ یا اس سے زیادہ اسکول نئی اسکیم کے ماتحت کام کرنے لگیں گے۔ یہ طریقہ اس وقت تک جاری رہیگا جب تک موجودہ تمام مدرسین ٹریننگ نہ پا جائیں گے۔ اس کے علاوہ نئے مدرسین بھی ٹریننگ اور نارمل اسکولوں میں نئی اسکیم کے مطابق ٹریننگ حاصل کرینگے اور نئے اسکول چلانے میں مدد دینگے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ نظام بالکل مکمل ہو گیا ہے۔ ابھی یہ صرف تجربہ کے دور سے گذر رہا ہے اور جو جو تجربہ ہوتا جائیگا اس میں ضروری تبدیلیاں بھی ہوتی رہیں گی۔ لیکن اس کی کامیابی کے لئے جس ذہنی طاقت کی ضرورت ہے اسکو بیدار کرنے اور صحیح راستہ پر لگانے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ سارے صوبہ میں اس کے تجربے شروع کر دئے جائیں اور یہ دیکھا جائے کہ مختلف فضاؤں میں یہ اسکول کیسا کام کرتے ہیں۔ ہم اس نئے نظام کے اثرات کا غور سے مطالعہ کرتے رہیں گے اور اپنے تجربہ کو اسکے مطابق درست کرنے کے لئے آمادہ اور فکر مند رہیں گے۔

ظاہر ہے کہ دوسرے تجربوں کی طرح اس تجربہ کی کامیابی بھی تعلیم کے مسئلہ سے دلچسپی لینے والے تمام حضرات کے اشتراک عمل پر منحصر ہے خصوصاً مقامی بورڈوں کے تعاون پر جو ابتدائی تعلیم کے انچارج ہیں مجھے یقین ہے کہ یہ اشتراک عمل ہم کو پوری طرح حاصل ہوگا۔

اس سلسلہ میں جدید تعلیمی کمیٹی کی ایک اور ایسی سفارش کا بھی کچھ ذکر کر دینا چاہتا ہوں جسکو ہم منظور کر چکے ہیں۔ یہ دیہاتی حلقوں کی تعلیم کے ضبط نظام سے تعلق رکھتی ہے۔ بعض لوگوں نے ڈسٹرکٹ بورڈ ترمیمی بل سے جو اسمبلی میں پیش ہے یہ اندازہ کیا ہے کہ حکومت کو مقامی بورڈوں پر اعتماد نہیں ہے۔ یہ غلط ہے ہماری صرف یہ خواہش ہے کہ ہم حفاظت اور استفادہ کا ایک ایسا طریقہ اختیار کریں جس میں ہم اپنے تمام ذرائع کو پوری طرح استعمال کر سکیں۔ اور کم سے کم اختلاف پیدا ہو سکے۔ ہم پر یہ الزام لگانا بڑی زیادتی ہوگی کہ ہم مقامی بورڈوں سے اختیارات کو چھین لینا چاہتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ اپنے اپنے حلقہ میں توسیع تعلیم کی پوری ذمہ داری محسوس کریں اور اگر ہم ان کو بعض ذمہ داریوں کے بارے اسوقت ہلکا کئے دیتے ہیں تو وہ صرف اس لئے کہ وہ ان اہم تعلیمی ذمہ داریوں پر زیادہ توجہ دے سکیں جو اب ان پر عائد ہونگی۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس مشترک مقصد میں انکو محکمۂ تعلیم اور اسکے افسران سے ہر وقت مدد ملتی رہیگی۔

ابھی چند منٹوں میں ہم لوگ جو نمائش دیکھنے والے ہیں اس سے ہم کو اس کام کے ایک اہم پہلو کا اندازہ ہوجائیگا جو ہم نے شروع کیا ہے اور اس سے ظاہر ہوجائیگا کہ ڈسٹرکٹ بورڈوں کے مدرسین بغیر پہلی واقفیت کے ڈرائنگ اور پینٹنگ میں کس معیار کو پہونچگئے ہیں اس میں بہت سی امکانی قوتیں ہیں۔ اگر یہ تحریک پھیل گئی اور مجھے امید ہے کہ ضرور پھیلے گی تو یہ ہمارے گھروں اور اسکولوں کے کمروں میں خوبصورتی اور ہماری زندگی میں شعریت پیدا کر دے گی۔ خود اظہاری کی کوششیں جن پر دوسری جگہوں پر بھی بڑی توجہ دی جا رہی ہے تعلیمی نقطہ نظر سے بہت مفید ہیں اور ان سے ایک بچہ کی چھپی ہوئی ذہنی قوتوں کا حیرت انگیز انکشاف ہوتا ہے۔

قبل اس کے کہ میں اپنی تقریر ختم کروں میں ان لوگوں کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں جو آج اپنی سندیں حاصل کر رہے ہیں اب آپ اصطلاحی معنوں میں طالب علم نہیں رہے۔ آپ مدرس بن گئے ہیں۔ ایل۔ ٹی کے وہ حروف جو آج سے آپ اپنے نام میں فخر کے ساتھ لگانے کا حق رکھتے ہیں۔ آپ کی عالمانہ صلاحیت کے ایک بلند معیار پر دلالت کرتے ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ وہ اس سے زیادہ اعلیٰ کام انجام دیں گے اور ظاہر کریں گے کہ یہ ایک بصیرت رکھنے والے قابل اور مضبوط کیریکٹر کا انسان ہے جس میں خدمت خلق کا بھی جذبہ ہے امریکہ کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسا ملک نہیں ہے جو مدرسین کو ایسی تنخواہیں دیتا ہو جو ان کی اہم خدمات سے مطابقت رکھتی ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ مدرس کو آج ایک معقول سماجی درجہ نہیں حاصل ہے گر مجھے

امید ہے کہ مستقبل بعید میں ہم اس کے مرتبہ کو صحیح طور پر سمجھنے لگیں گے لیکن آپ تو اس سچے برہمنی جذبہ کے حامل ہیں جو علم کی تبلیغ اور خدمت خلق کو اپنا سب سے بڑا دھرم جانتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ اس کا انجام دینا ہی اس کا انعام ہے۔ آپ میں سے بعض لوگوں کو ان چند ہی مہینوں میں بہت کام کرنا پڑا ہے اور اس لئے آپ کا وقت بہت سخت گزرا ہوگا۔ مگر آپ قابل تعریف کامیابی کے ساتھ سبکدوش ہو گئے اب آپ کا انعام یہ ہے کہ آپ کو اپنے ملک اور خصوصاً اس کے دیہاتی حلقوں کی خدمت کا موقع مل رہا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بڑی سرگرمی دلچسپی اور دیانتداری سے کام کریں گے۔ آپ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں اس بات سے قوت حاصل کیجئے کہ آپ جس اسکیم پر کام کر رہے ہیں وہ کسی معمولی شخصیت کی بنائی ہوئی نہیں مہاتما گاندھی کی بنائی ہوئی ہے جنھیں اقتصادی، سیاسی، تعلیمی غرض ہر میدان میں اپنے ملک کے لئے سب سے زیادہ مفید بات معلوم کرنے اور اس پر عمل کرنے کی ایک غیر معمولی قدرت حاصل ہے۔ آپ کو ایسے لوگوں میں کام کرنا ہے جو غریبی اور جہالت کے بری طرح شکار ہیں اقتصادی لوٹ اور سیاسی تسلط کی برباد کی ہوئی اس دیہاتی آبادی میں آپ کو صرف علم ہی کی نہیں بلکہ خود داری۔ عظمت انسانی اور قومی استحکام کی بھی روح پھونکنا ہے۔ آپ کو فرقہ پرستی کی بلا سے دور رہنا چاہئے اور اسکول کے درجوں اور کھیل کے میدانوں میں جو بیش بہا موقعے ملیں ان کو قومی بیداری پیدا کرنے میں صرف کرنا چاہئے اس لئے کہ صرف یہی ایک ایسی قوت ہے جو ان مصنوعی سرحدوں اور حقیر اختلافات کو دور کر سکتی ہے۔ جو آج قوم کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے جدا کر دیتے ہیں۔ صوبہ کو جہالت کے عذاب سے نجات دلانے پست طبقوں کے سماجی اور اقتصادی معیار کو بلند کرنے اور اسی طرح کے دوسرے قومی بڑے کاموں سے آپ کو خاص دلچسپی ہونا چاہئے۔ آپ کو اپنے ملک کی خدمت کرنے میں فخر کرنا چاہئے اور بے غرض خدمات کا وہ بلند معیار پیش کرنا چاہئے جو پرانے زمانہ کے استادوں کا خاص جوہر تھا۔

یہاں میں آپ کو یہ بھی مشورہ دوں گا کہ آپ دنیا کے موجودہ حالات سے غافل نہ رہیں آج کتنے لوگوں کو یہ خطرہ ہے کہ دنیا تیزی سے جنگ کی طرف بڑھتی چلی جارہی ہے اور ایسی بھیانک جنگ کی طرف جارہی ہے جس کے سامنے پچھلی تمام لڑائیاں ماند پڑ جائیں گی اور ہماری تہذیب کو ایسا صدمہ پہونچ جائے گی جس سے سنبھلنا اس کے لئے دشوار ہو جائے گا۔ لیکن اس مسلح جنگ سے اگر ہم بچ بھی گئے تو ان واقعات سے ہرگز آنکھیں نہیں بند کی جا سکتیں جن میں جنگ سے زیادہ فتنہ و فساد بھرے ہیں۔ انسانی آزادی کا کچلنا۔ غور۔ فکر کھیل کود ہر بات پر حکم چلانا۔ طاقت کو بزرگ ترین دیوتا کا مرتبہ عطا کرنا۔ نسلی فوقیت کا جھوٹا بت کھڑا کرنا ایک انسان کا دوسرے انسان کو اور ایک ملک کا دوسرے ملک کو لوٹنا۔ یہ سب باتیں

انسانی اعصاب پر ایک ایسا دباؤ ڈال رہی ہیں جسے وہ زیادہ دنوں تک برداشت نہیں کرسکتے۔ یہ آپ کا پاک فرض ہوگا کہ آپ اس تاریکی میں روشنی پیدا کریں۔ سچائی بردباری اور انسانی عظمت کے جھنڈے کو بلند رکھیں اور جہانتک آپ کے قبضۂ قدرت میں ہو آپ لوگوں کو نا امید ہو کر انفرادی اور اجتماعی آزادی کی جدوجہد بند نہ کرنے دیں۔ میری دلی خواہش ہے کہ آپ اس کوشش میں پورے کامیاب ہوں۔

ابتدائی وثانوی تعلیم کی جدید تنظیمی کمیٹی صوبجات متحدہ کی رپورٹ

ہز اکسیلنسی گورنر صوبجات متحدہ ابتدائی وثانوی تعلیم کی جدید تنظیمی کمیٹی کے صدر آچاریہ نریندر دیو اس کے سکریٹری اور ممبران کی بیش بہا خدمات کی قدر کرتے ہیں اور صوبجات متحدہ کے تعلیمی مسائل پر اس مفید اور اہم رپورٹ کے تیار کرنے پر ان کو مبارکباد دیتے ہیں ہز ایکسیلنسی بہت مسرور ہیں کہ کمیٹی کی ان اہم تجویزوں پر اخبارات نے بہت کافی اظہار خیال کیا ہے اور عوام نے بھی ان کا پوری سرگرمی کے ساتھ خیر مقدم کیا ہے۔

موجودہ نظام تعلیم کی جدید تنظیم کرنے کے مسئلہ پر حکومت ایک عرصہ سے غور کر رہی تھی۔ چنانچہ مارچ ۱۹۳۸ء میں حکومت نے ساتویں درجہ تک ابتدائی اور درمیانی درجوں کے انتظامات و نصابات اور ثانوی اور یونیورسٹی سے پہلے کی تعلیم کے نظم ونسق کی جانچ کرنے اور ان کی جدید تنظیم کے متعلق اپنی تجویزیں پیش کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔

کمیٹی کی سفارشات بہت اہم اور دور رس ہیں اور پالیسی و مالیات کے تمام نازک مسائل سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ ان کے بالتفصیل مطالعہ کے لئے انتظامات بھی کر دئے گئے ہیں۔ تعلیم کی تنظیم قوم کی بہتری سے اتنی زیادہ وابستہ ہے کہ تعلیمی دائرہ میں کسی قسم کی ترمیمات کرنے سے پہلے غور و فکر کرنا بہت ضروری ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ حکومت یہ بھی محسوس کرتی ہے کہ اگر ہم کو اپنا نظام تعلیم اس قابل بنانا ہے کہ وہ دوسرے ترقی یافتہ ملکوں کے نظام تعلیم کے دوش بدوش آسکے اور قوم کے روز افزوں مطالبات پورے کرسکے تو غیر معمولی تبدیلیوں اور نئے تجربوں میں جرأت سے کام لینا بھی لازمی ہے۔

بنیادی تعلیم کے متعلق کمیٹی کی سفارش کو حکومت نے منظور بھی کر لیا ہے۔ یہ ایک

ایسا تعلیمی زمانہ رکھا گیا ہے جس میں بچے کے سماجی اور تمدنی ماحول کا لحاظ رکھتے ہوئے اسکو عملی زندگی کے ساتھ ساتھ تعلیم دیجائیگی اور ایک یا ایک سے زیادہ حرفتی کام بھی سکھائے جائینگے بی۔ اے پاس لڑکوں کو بنیادی تعلیم کے اصولوں کی ٹریننگ دینے کے لئے اگست ۱۹۳۸ء میں الہ آباد میں ایک ٹریننگ کالج قائم کیا گیا تھا۔ اسی طرح کا ایک ادارہ بنارس میں بھی کھولا گیا تھا جس میں بی۔ اے سے کم تعلیم یافتہ لڑکیوں کو انھیں اصولوں کی ٹریننگ دیجاتی تھی۔ لیکن کچھ دن بعد یہ معاملہ ٹریننگ کالج سے ملا دیا گیا۔ ان دونوں کالجوں سے ابتک ۴۸ لڑکے اور ۲۸ لڑکیاں ٹریننگ حاصل کرچکی ہیں ڈسٹرکٹ بورڈ کے چنے ہوئے ۹۰ مدرسین کو ٹریننگ دینے کے لئے بنیادی ٹریننگ کالج میں ایک تجدیدی نصاب بھی شروع کیا گیا تھا۔ یکم مئی ۱۹۳۹ء سے یہ تجدیدی نصاب سات مرکزوں پر شروع کر دئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مرکز پر ۲۵۰ مدرسین بنیادی اور حرفتی تعلیم کے اصول اور عمل میں ٹریننگ پا رہے ہیں۔ ان مدرسین نے وسط جولائی تک اپنی ٹریننگ ختم کر دی اور اسکے بعد یہ ہر ہر ضلع کے چنے ہوئے حلقوں میں بنیادی اسکولوں کا درجہ اول قائم کرنیکے لئے بھیجدئے گئے۔ اس طرح جولائی کے ختم تک ۱۵۰۰ بنیادی اسکول سارے صوبہ میں کھل گئے ہوتے۔ یہ نصاب اسوقت تک جاری رہینگے جب تک کہ منیوسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے اسکولوں کے تمام موجودہ مدرسین بنیادی اسکول چلانے کی ٹریننگ نہ حاصل کرلیں۔ گویا بنیادی تعلیم کے اصول کو ماننے اور مدرسین کی ٹریننگ کے لئے ادارہ قائم کرنے کے بعد سے ہم نے ایک قدم تو آگے بڑھا ہی دیا ہے۔ نارمل اسکولوں کی ٹریننگ کے نصابات میں بھی ایسی ترمیمیں کی جارہی ہیں کہ ان میں جدید طریقے پورے طور پر شامل ہوجائیں۔

کمیٹی کی مختلف سفارشوں میں ایک اہم ترین سفارش یہ ہے کہ ساری قوم کے بچوں کو سات سال کی عمر سے لیکر سات برس تک ابتدائی لازمی تعلیم مفت دیجائے بحالت موجودہ مالی اسباب کی بنا پر ہم اسے صرف اپنی منزل مقصود سمجھ سکتے ہیں۔ بہرحال یہ تو ممکن بھی ہے کہ تعلیم کو پھیلانے کے لئے پوری طاقت سے کوشش کی جائے اور ایسے ایسے حلقوں میں اسکول کھول کر بچوں کے والدین کو تعلیم دلانے کی ترغیب دی جائے جہاں ابتک تعلیمی ادارہ نہ تھا۔ عوام کی تازہ بیداری نے حالات بہت کچھ موافق بنادئے ہیں اور ہم کو ان سے پورا فائدہ اٹھانا چاہئے موجودہ انفینیٹ کلاس میں ۶ برس کی عمر سے بچے تعلیم شروع کرتے ہیں۔ چنانچہ حکومت کا یہ خیال ہے کہ فی الحال تعلیم شروع

کرنے کی اس عمر میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے اور بنیادی تعلیم کا زمانہ ۶ برس کی عمر سے شروع ہو کر ۱۳ برس کی عمر پر ختم ہو۔ آج کل لازمی تعلیم کی میعاد صرف پانچ سال ہے اور غالباً ابھی کچھ دن یہی میعاد رہیگی۔ بعد کو محکمہ کی طرف سے اس پر غور کیا جائیگا۔ امید ہے کہ مالی حالت بہتر ہو جانے کے بعد کمیٹی کی سفارش کے مطابق لازمی تعلیم پورے سات سال تک ہو سکیگی۔

کمیٹی نے یہ سفارش کی ہے کہ جو ادارے آجکل "ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کالج" کہلاتے ہیں انھیں صرف کالج کے نام سے موسوم کیا جلئے۔ حکومت کا خیال ہے کہ جو ادارے آئندہ ثانوی تعلیم دینگے یعنی موجودہ انٹرمیڈیٹ کالج کا کام انجام دینگے انھیں ثانوی کالج کہا جائے۔ یونیورسٹی تعلیم سے پہلے اداروں کی یوں تقسیم ہوگی۔ (۱) بنیادی اسکول (۲) ثانوی کالج۔ وہ اسکول جو اس عہد تغیر میں ثانوی کالج کے پورے نصاب کی تعلیم دینے کے قابل نہ بن سکیں گے ثانوی اسکول کہلائینگے۔

موجودہ نظام تعلیم کے امتحانات کے اصول کو کمیٹی نے ناپسند کیا ہے اور اسکی جگہ تکمیل جانچ کی سفارش کی ہے۔ حکومت کمیٹی کی اس تنقید سے اتفاق کرتی ہے لیکن اس کا خیال ہے کہ اس عہد تغیر میں ان امتحانات کا قائم رکھنا ضروری ہے۔ ہاں ان کی موجودہ تعداد میں جہاں تک ممکن ہو کمی ضرور کی جا سکتی ہے۔ اسوجہ سے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ بنیادی نصاب کے ختم پر ایک عام امتحان ہو اور درمیانی زمانہ میں تقریباً اسی طرح امتحانات ہوتے رہیں جیسے آج کل ہوتے ہیں۔

ذہنی جانچ کے دفتر قائم کرنے کی تجویز سے حکومت کو پورا اتفاق ہے اور موجودہ امتحانات کی جگہ تکمیلی جانچ کو رواج دینے سے پہلے وہ ذہنی نتائج پر پوری طرح غور کریگی۔

حکومت اس تجویز کو بھی منظور کرتی ہے کہ بنیادی اور ثانوی اداروں کا ذریعہ تعلیم ہندوستانی ہو لیکن اسکے یہ معنی نہ ہونگے کہ اس صوبہ میں ہندوستان کی دوسری زبانوں کی تعلیم کے لئے خاص انتظامات نہ کئے جائیں۔

نصابی کتابوں کے انتخاب اور ان کے حاصل کرنے کے متعلق بھی حکومت کمیٹی کی سفارش کو منظور کرتی ہے۔ چنانچہ ملکی اور غیر ملکی ماہرین تعلیم کی مدد سے نصابی کتابیں تیار کرنے کے انتظامات کئے جائینگے۔ لیکن حکومت کو مصنفین سے ان کے مسودے خریدنے اور ان کو تعلیمی اداروں کے لئے مفید طور پر بلا واسطہ یا بالواسطہ شائع کرنیکا ہر وقت اختیار رہیگا۔ موجودہ طریقہ بہت ہی ناقابل اطمینان ثابت ہوا ہے اور اس کی وجہ سے بڑی شکایتیں ہوئی ہیں۔ امید ہے کہ نئے طریقہ سے یہ شکایت بہت کافی حد تک دور ہو جائینگی۔

ثانوی تعلیم کے متعلق کمیٹی کی سفارشات کو حکومت بڑی اہم نظروں سے دیکھتی ہے اسلئے کسی آخری فیصلہ تک پہونچنے سے پہلے ان کا پوری طرح تجربہ کیا جائیگا اور ان کے ہر پہلو کی جانچ ہو گی۔

کمیٹی کی تجویز ہے کہ صنعتی ترقی اور ضروریات کے سلسلہ میں صوبہ کی امکانی قوت کا سروے کیا جائے۔ یہ ایک مفید تجویز ہے اور محکمہ صنعت نے یہ کام شروع بھی کر دیا ہے۔ حکومت کا خیال ہے کہ یہ سروے نہ صرف ثانوی اسکولوں میں بلکہ حرفتی اداروں میں بھی اس بات کا اندازہ کرنے میں مدد دیگا کہ کس حرفت کی کتنی تعلیم دینا چاہیئے۔

کمیٹی نے دیہاتی تعلیم کے ضبط و نظم کے مسئلہ پر پوری طرح غور کیا ہے اور حکومت اسکے نقطہ نظر کی قدر کرتی ہے۔ لیکن تعلیم کی توسیع کو آسان بنانیکے خیال سے چند باتوں کو پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں نے دیہاتی تعلیم کی بڑی خدمات کی ہیں۔

اس لئے بہترین کامیابی حاصل کرنیکے لئے ان کی شرکت بہت ضروری ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ حکومت اس بات سے پورا اتفاق کرتی ہے کہ ڈسپلن اور خالصاً تعلیمی معاملات کو محکمہ تعلیم اور اس کے افسران زیادہ بہتر طور پر انجام دے سکتے ہیں۔ چنانچہ ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے حکومت ضروری تبدیلیاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

بحکم
این۔ سی۔ مہتا
سکریٹری حکومت صوبجات متحدہ

وزیر تعلیم کی طرف سے شکریہ

رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صوبہ کے ہر ضلع میں "یوم بنیادی تعلیم" بڑی سرگرمی کے ساتھ منایا گیا آنریبل وزیر تعلیمات ان تمام سرکاری اور غیر سرکاری حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جن کی کوششوں نے اس کام کو اتنی کامیابی کے ساتھ انجام دیا۔ نئی اسکیم کے ماتحت تعلیم کی ترقی کا سارا دارومدار ڈسٹرکٹ بورڈ ان کی تعلیمی کمیٹیوں۔ ان کے مدرسین اور ضلع کے معائنہ کرنے والے عملہ کے پرخلوص اشتراک عمل پر منحصر ہے۔ حکومت امید کرتی ہے کہ جو اشتراک عمل اس وقت رکھا گیا ہے وہ آئندہ اس سے بھی زیادہ

بڑے پیمانہ پر حاصل ہو سکے گا۔ اس کو یہ بھی امید ہے کہ عوام تعلیمی معاملات سے اپنی دلچسپیاں برابر جاری رکھیں گے اور اس طرح جو تعلیمی اصلاحات شروع کی گئی ہیں۔ ان کو پوری طور پر کامیاب بنائیں گے۔

سیلاب

گذشتہ دو سالوں میں سیلابوں کے متعلق حکومت صوبجات متحدہ کی کارروائی

دریائے راپتی اور اس کی معاون رودہیں کے سیلابوں کی وجہ سے جو تباہی گورکھپور سے شہر پر آئی اور کاشت کا جو نقصان ہوا اس کی روک تھام کے مسئلہ پر کچھ عرصہ سے حکومت صوبجات متحدہ غور کرتی رہی ہے پرانے کاغذات سے ثابت ہے کہ موجودہ ریل کی سڑک اور بند باندھنے کے بہت قبل بھی سیلاب آتے تھے ۱۹۲۳ء کے سیلاب کے بعد باندوں کے مضبوط بنانے سے اور سڑک کی سطح درست کر دینے سے ۱۹۳۶ء کے سیلاب میں جان اور مال کا کم نقصان ہوا لیکن جب ۱۹۳۶ء میں سیلاب دوبارہ آیا اور کافی مدت تک رہا تو محافظت کے طریقہ کی خرابیاں منظر عام پر آئیں اور بحث یہ شروع ہوئی کہ بند ل کے ذریعہ فصلوں اور رسل و رسائل کی حافظت کرنا کہاں تک حق بجانب ہے۔

۲۔ اگست ۱۹۳۶ء میں جب دریاؤں میں سیلاب آیا ہوا تھا تو حکومت نے تجربہ کار دو انجینیر (ایک عمارت اور سڑک کے شعبہ کا اور دوسرا آبپاشی کے شعبہ کا) مقرر کئے کہ وہ دونوں مل کر حالات کی جانچ کریں اور پھر یہ رپورٹ کریں کہ وہ کیا ذرائع ممکن ہیں جن سے سیلاب نہ آئے یا کم آئے اور شہر گورکھپور محفوظ رہے۔ ان دونوں انجینیروں نے جو رپورٹ گورکھپور کو سیلاب سے بچانے کے متعلق پیش کی اس پر حکومت نے اپنے فنی مشاوروں کے ساتھ غور کیا۔ حکومت نے اس سلسلہ میں یہ بھی مناسب سمجھا کہ خود گورکھپور کی مقامی رائیں اور اس کے علاوہ فنی مشورہ معلوم کرے۔ لہذا اس نے ایک کمیٹی مقرر کی جس کے صدر گورکھپور کے کمشنر تھے اور ممبران متذکرہ بالا ہر دو انجینیر بنگال نارتھ ویسٹرن ریلوے کے چیف انجینیر کلکٹر گورکھپور صدر میونسپل بورڈ گورکھپور اور مقامی حالات سے واقف زمینداروں اور گاؤں والوں کے پانچ غیر سرکاری نمائندے تھے کمیٹی سے ذیل کے سوالات پر رائے طلب کی گئی تھی۔

(الف) کیا گورکھپور شہر کی حفاظت کے لئے مزید اقدامات کی ضرورت ہے۔

(ب) اس حلقہ میں سیلاب کے پانی کا کیا انتظام کیا جائے۔

(ج) جس پالیسی کی سفارش کی گئی ہے اس پر عمل کرنے کے لئے کیا کام کرنا چاہئے۔

۳۔ گورکھپور میں ۷ اور ۸ اکتوبر کو کمیٹی کے جلسے ہوئے جس میں تفصیل کیساتھ ان مسائل پر گفتگو ہوئی۔ اس کمیٹی نے ایک مفصل رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کی اور شہر گورکھپور کو محفوظ رکھنے کے لئے ذیل کی تعمیرات کرنے کی سفارش کی۔

(۱) بستی سڑک پر ۱۵ میل پر سنوانالے کے پل کو کھول دیا جائے اس کی حالت ٹھیک کی جائے اور اس کا فرش درست کیا جائے۔ تخمیناً صرفہ ۲۰۰۰۰ روپیہ

(۲) بردگھاٹ میں اُبھرے ہوئے حصہ کی چاروں طرف جہاں بستی کی سڑک اور دوسرے مقامات کی طرف جانیوالی سڑکیں ملتی ہیں وہاں پُرانی سڑک کو (چھوڑی ہوئی) جس کے نشانات باقی ہیں برابر کر دیا جائے اور پانی کے روکنے والی جو چیزیں ہوں انھیں ہٹا دیا جائے۔ تخمیناً ۱۰۰۰ روپیہ۔

(۳) بھوا پورا میں رودر پور کی ریاست نے تھوڑے دن ہوئے جو بند بنوایا تھا وہ ۱۲۰۰ فٹ تک یا اس سے کچھ زیادہ گرا کر برابر کر دیا جائے۔ صرفہ ۵۰۰ روپیہ

(۴) میونسپلٹی کے بند کو اتنا اونچا کیا جائے کہ ۴ فٹ پانی نیچے رہے بند کی اوپری سطح ۱۲ فٹ چوڑا ہو اور بند میں ایک فٹ کا ڈھال ہو۔ تخمیناً صرفہ ۵۰۰۰ روپیہ

(۵) نول بند اتنا اونچا کیا جائے کہ پانی ۳ فٹ نیچے رہے اور اس کی اوپری سطح ۷ فیٹ چوڑی ہو۔ جہاں رخنے وغیرہ پڑ گئے ہیں انھیں بند کیا جائے۔ جہاں تک نندوا گاؤں بچایا جا سکے اس کا مغربی حصہ مشرق کی طرف کر دیا جائے اور بھوا کے مقام پر برابر کر دیا جائے۔

(۶) دریا کی وادی میں جو جنگل ہے اسے کاٹ دیا جائے۔ تخمیناً صرفہ ۵۰۰ روپیہ

(۷) بھوا پور سے گھاگرا کے سنگم تک دوسری نکاسیوں کے لئے دریا کی پڑتال کی جائے۔ تخمیناً صرفہ ۵۰۰ روپیہ۔

(۸) دوم یا بیت پور نالہ۔ امی کی وادی میں پانی جمع کرنے کے لئے ایک ایسا پل بنے جس میں ۴۰۰ فٹ پانی نکل سکے۔ دو قسم کی تعمیرات تجویز کی گئیں۔

(۱) ایک لوہے کا گرڈروں کا "سال" کی بلیوں پر بنایا جائے۔ تخمیناً صرفہ ۲۳۰۰۰ روپیہ۔

(۲) ایک اسکرو کا کسا ہوا لوہے کا پل بنایا جائے۔ تخمیناً صرفہ ۱۵۰۰۰ روپیہ

صوبجاتی حکومت نے ان تجویزوں کو منظور کر لیا ہے لیکن مد نمبر ۸ میں اس نے اپنے فنی مشاورں کی تجویز منظور کی کہ دوہر نالہ پر سڑک کے بند میں ایک ایسی اونچائی پر پانی نکلنے کا ۴۰۰ گز چوڑا راستہ بنایا جائے جس پر سوائے معمولی سیلاب کے پانی نہ آسکے۔ تخمیناً صرفہ ۳۰۰۰ روپیہ

۴۔ ان روک تھام کے کاموں میں مجموعی تخمیناً صرفہ ۷۴۲۹۸ روپیہ ہوگا۔

۵۔ ۱۹۳۶ء میں یکایک گرہی ندی میں سیلاب آگیا جس سے مرزا پور اور بنارس کے ضلعوں

کو سخت نقصان پہونچا۔ بنارس کے کمشنر کی درخواست پر شعبہ آبپاشی نے سیلاب زدہ حلقوں کی پڑتال کی اور اس نے ذیل کے روک تھام کے کاموں کی سفارش کی۔

۱۔ بھولی ڈسٹری بیوٹری کے دریا پار نالی تون لگانا ... ۵۰۰ روپیہ

۲۔ بریلا نالے کا کام

(الف) ریگولیٹر ... ۲۰۰۰ روپیہ

(ب) ضلع سڑک کا پل ... ۲۳۰۰ روپیہ

(ج) ریل کے پل کے فرش کی سطح نیچی کرنا ... ۵۰۰ روپیہ

(۳) اہرورہ رام نگر کی سڑک کو نیچا کرنا ... ۵۰۰ روپیہ

(۴) گڑی ندی میں جہاں بالو ہو گیا ہے وہاں پانی کا راستہ بنانا ... ۱۲۰۰ روپیہ

(۵) چکیا مغلسرائے والی سڑک کے گڑی ندی کے پل کو بڑھانا جبتک یہ نہ ہو بند ہٹا دیا جائے۔ ... ۲۰۰ روپیہ

(۶) چند ربہا ندی کے کنارے کنارے بند باندھنا ... ۶۵۰ "

(۷) بیل تال رقبہ اور ریل کی سڑک کے قریب ایک بچا بند بنانا ... ۱۵۰۰ روپیہ

(۸) بیل تال سے نالہ تک ایک نالی بنانا ... ۴۰۰۰ روپیہ

(۹) مد ۸ جس نالی کا ذکر کیا گیا ہے اس پر ریل کا پل بنانا ... ۱۰۰۰ "

۲۵۸۰۰ روپیہ

مد نمبر ۵ و نمبر ۶ کا پورا خرچ اور مد نمبر ۲ کا آدھا خرچ ریاست بنارس دیگی اور مد نمبر ۳ کا صرفہ ڈسٹرکٹ بورڈ دے گا۔ باقی کام کے لئے حکومت خود صرفہ برداشت کرے گی۔ میزانیہ میں اس کے لئے کافی گنجائش رکھی گئی ہے اور یہ کام شعبہ آبپاشی کے سپرد کیا گیا ہے کمشنر بنارس کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ریاست بنارس اور ڈسٹرکٹ بورڈ سے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی درخواست کریں۔

پیلی بھیت کے شہر کو دیوہا ندی کے سیلاب کے کٹ جانے سے بچانے کے لئے پیلی بھیت کی میونسپلٹی شعبہ آبپاشی کی مدد سے کچھ کام کر رہی ہے جس کا کل صرفہ ۱۰۵۶۱۳ روپیہ ہے

۷۔ ۱۲ جنوری ۱۹۳۹ء کو گورکھپور میں سیلاب کی روک تھام کے سلسلہ میں **چند مسائل** پر غور کرنے کے لئے حکومت نے ایک جلسہ کیا تھا۔ ضلع گورکھپور کے کافی نمائندے موجود تھے ان کے سامنے ذیل کے مسائل پر گفتگو ہوئی۔

(۱) برگھن اور جیت پور میں کٹاؤ روکنا۔
(۲) لودنی بند کو جہاں ضرورت ہو برابر کرنا۔
(۳) بردگھاٹ کے نکلے ہوئے حصہ کو کاٹنا۔
(۴) بانس گاؤں سے گذرتی ہوئی سڑک کو صوبہ جاتی سڑک بنانا۔
(۵) میونسپلٹی کے بند کو اونچا کرنا۔
(۶) راپتی دریائی پیمائش کرنا۔

۸۔ حکومت نے اپنے انجینیر کی سفارش پر بستی اور گورکھپور کی سڑک میں برگھن کے مقام پر اور گورکھپور اور دھوری گھاٹ کی سڑک میں جیت پور کے مقام پر جو پانی کے راستے ہیں ان کو بند کرنے کے لئے احکام دیئے ہیں۔

۹۔ نومبر ۱۹۳۸ء میں حکومت نے مسٹر اے۔ پی۔ ویٹل کو جو آبپاشی کے ایک سینیر اگزیکیٹو انجینیر ہیں ان مسائل پر غور کرنے کے لئے مقرر کیا جو مشرقی اضلاع میں زبردست سیلاب آنے کی وجہ سے پیدا ہوگئے تھے۔ مسٹر ویٹل نے بہرائچ۔ گونڈہ۔ بستی گورکھپور۔ اعظم گڈھ۔ بلیا سیتاپور اور کھیری کے سیلاب زدہ ضلعوں کا دورہ کیا اور ابتدائی طور پر انھوں نے جو کچھ دیکھا اور جو حالات معلوم کئے ہیں وہ ان کی رپورٹ میں شامل ہیں۔

۱۰۔ گھاگرا۔ سرجو۔ راپتی اور دوسری ندیوں کی وجہ سے سیلاب آیا۔ مسٹر ویٹل بیان کرتے ہیں کہ ان دریاؤں کے پانی کے متعلق جو کچھ معلوم ہوسکا ہے وہ سیلاب کے وجوہ کو سائنس کے قاعدہ سے جاننے کے لئے ناکافی ہے۔ اس لئے ان کی یہ تجویز ہے کہ گھاگرا اور راپتی دریاؤں کی وادی کی پوری طرح جانچ کیجائے تاکہ

(الف) دریاؤں کے پورے بہاؤ کے راستے میں انکے پانی کے بہاؤ کی استعداد معلوم کی جائے۔

(ب) طول البلدی شعبہ کی تحقیقات ہوسکے۔

(ج) خطرناک جگہیں معلوم ہوسکیں اور اُن کو الگ کیا جاسکے۔

مسٹر ویٹل کی نگرانی میں ایک عارضی سروے ڈویزن قائم کیا گیا جس میں ۵۵۳۰۰۵ روپیہ صرف ہوگا۔

۱۱۔ چونکہ حکومت کے خیال میں گنگا کے میدان میں سیلاب کا مسئلہ اس وقت حل ہوسکتا ہے جب حکومت ہائے بنگال بہار صوبجات متحدہ آپس میں مشورہ اور تعاون کرتی رہیں۔ چنانچہ ۵ و ۷ جنوری ۱۹۳۹ء کو لکھنؤ میں ایک بین الصوبجاتی سیلاب کانفرنس منعقد

ہوئی۔ تینوں کانفرنس میں شریک ہوئے۔ کانفرنس نے ایک فنی سب کمیٹی مقرر کی جس نے سیلاب کے عام مسائل نیز دیگر ضروری مسائل پر غور کیا۔

۱۲۔ فنی سب کمیٹی کی ایک سفارش یہ تھی کہ ایک دو دریائے گنگا کمیشن" بنایا جائے جو دریائے گنگا کے راستہ میں پانی کی حفاظت کے مسئلہ کی جانچ کرے چونکہ اس کمیٹی کے بننے میں دیر ہوئی اس لئے سب کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ اس اثنا میں ایک چھوٹی وقتی کمیٹی بنا لیجائے جس میں ہر ایک صوبہ کے چیف انجینیر اور ایک ریلوے کے انجینیر اور ایک جنگل کے نمائندے مقرر ہوں۔ اگر اور ممبروں کی ضرورت ہو تو اس کمیٹی کو زائد ممبر بنانے کا اختیار ہوگا۔ یہ کمیٹی مناسب مواد اکٹھا کریگی اور سیلاب کے روک تھام کی فوری تدابیر بتادیگی۔ اس کے علاوہ وہ مجوزہ دریائے گنگا کمیشن کے قائم ہونے اور اس کے متعلق بھی اپنی رائے کا اظہار کریگی۔ یہ سفارش ہر سہ صوبجاتی حکومتوں نے منظور کرلی ہے اور اپنے نمائندے نامزد کر دئے ہیں۔ اس کمیٹی کے قیام کے احکام حال میں جاری ہوگئے ہیں۔

صنعت و حرفت

محکمہ صنعت و حرفت کی کارگذاریاں

بابت مئی ۱۹۳۹ء

ا۔ جانچ پرتال (سروے)

و۔ چھوٹی موٹی صنعتوں کی جانچ پرتال

۱۔ اس مہینہ میں چمڑہ کا ماہر سروے یر صدر مقام پر رہے۔ اب تک انھوں نے اپنی کوئی رپورٹ پیش نہیں کی۔

۲۔ صابن اور تیل کے ماہر سروے یر نے بدایوں، مراد آباد اور بجنور کے ضلعوں کی تحقیقات کی۔

ب۔ گاؤں کی صنعتوں کی جانچ پرتال

۲۔ چمڑہ۔ چمڑہ کے سروے یر نے آگرہ اور ایٹہ کے ضلعوں کی تحقیقات کی۔

۴۔ موزہ اور بنیائن بننا۔ نینی تال اور الموڑہ کے ضلعوں کی تحقیقات مکمل ہو گئی ہے۔
۵۔ تیل، گھی اور صابن ۔ بہرائچ۔ گونڈہ، بستی، گورکھپور، غازی پور اور بلیا کے ضلعوں کی تحقیقات ہوئی اور ان جگہوں کی جانچ مکمل ہو گئی۔
۶۔ ڈلیّں، بید کا سامان اور مونڈھا وغیرہ۔ کانپور کے ضلع کی جانچ ختم ہو گئی ہے۔ سرویر صوبجات متحدہ کی ڈلیّں بنانے اور بید کے سامان وغیرہ کی درمیانی رپورٹ لکھنے میں مصروف ہیں۔ انھوں نے یہ رپورٹ تیار کر لی ہے اور محکمہ کے پاس بھیجدی ہے۔
۷۔ کھلونے اور مٹی کے برتن وغیرہ بنانا۔ سرویر اپنی مختتم رپورٹ لکھنے میں مصروف ہیں۔
۸۔ شیشہ اور لوہے کی چیزیں ۔ سرویر نے ایٹہ۔ علیگڈھ۔ بلند شہر اور بجنور کے ضلعوں کا دورہ کیا۔ انھوں نے صوبجات متحدہ کے شیشہ کی صنعت کی رپورٹ تیار کرنے میں بھی کچھ وقت صرف کیا۔
۹۔ ٹاٹ پٹی وغیرہ۔ شاہجہاں پور، سیتاپور اور پیلی بھیت کے ضلعوں کی پوری جانچ ہو گئی ہے۔

ج۔ کام کی پڑتال

تمام صوبجات متحدہ کی نخل پروری کی درمیانی رپورٹ اور کمشنری کمایوں کی مختصر رپورٹ کی سرویر صدر مقام اور ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ صنعت وحرفت نے جانچ کی۔ دوسری رپورٹیں جن پر ان لوگوں نے تنقید کی وہ مونڈھوں اور چک کی صنعت کے بابت تھیں۔ جانچ کے بعد یہ رپورٹیں ڈائرکٹر صاحب اطلاعات عامہ کے پاس مزید تجاویز کے لئے بھیج دی گئیں۔

د۔ سرویروں کی کانفرنس

جون کے تیسرے ہفتہ میں کسی جگہ سرویروں کا پانچواں جلسہ کرنے کا ارادہ ہے۔ کارروائی کی خاص مد درمیانی رپورٹوں پر بحث کرنا ہو گی۔

معدنی سروے

سال رواں کے میزانیہ میں معدنی سروے کے لئے مبلغ ۵،۷۰۰ روپیہ کا بندوبست کیا گیا ہے۔
محکمہ جاتی بچت سے بھی اس کام کے لئے ۱۲۴۰ روپیہ کی منظوری دی گئی ہے۔
ڈاکٹر دوبے نے باندہ اور مرزا پور کے اپنے ماتحتوں کے کام کی رپورٹ بھیجی ہے۔ یہ رپورٹیں ابھی دیکھی جا رہی ہیں۔

۲- دیہاتی صنعتوں کی ترقی

ماہ زیر بحث میں بہت سی دباغت (ٹیننگ) کی اسکیمیں جن کے متعلق ماہر میپڑہ نے سفارش کی تھی منظور کی گئیں اُن کے جائے قیام اور جو رقم ان کو بطور عطیہ دی گئی ہے اس کی تفصیل ذیل میں درج ہے :-

نام ضلع				رقم عطیہ
جالون (کالپی)	..	..	..	۲۶۱۵ روپیہ
بریلی	..	..	..	۲۷۶۵ "
نینی تال	..	..	..	۳۰۱۱ "
الہ آباد	..	..	..	۲۶۶۵ "
شاہجہانپور	..	..	..	۱۵۰۲ "
بارہ بنکی	..	..	..	[illegible]۶۶۵ "
آگرہ	..	..	..	۲۹۰۰ "

جسوقت حکومت گاؤں سدھار کی اسکیموں کی منظوری دیگی اسوقت ان اسکیموں کو روپیہ دیا جائیگا۔

کتائی۔ بنائی اور دوسری چیزوں کے سکھانے کے درجے

دیہاتی صنعتوں کے سپرنٹنڈنٹ نے لکھنؤ بدایوں اور شاہجہانپور کے ضلعوں کا دورہ کیا اور گاؤں سدھار انجمنوں کے مشورہ سے ہر ضلع کے لئے اسکیم تیار کی۔ ہر اسکیم جو کسی ضلع کے لئے منظور کی گئی ہے وہ ذیل میں درج ہے۔

نام ضلع	اسکیم کی قسم	رقم عطیہ
لکھنؤ	کارڈنگ (تاگہ بنانا) اور کتائی دو مرکزوں میں	۱۰۰۰ روپیہ
"	بنائی سکھانے کا درجہ	۷۴۰ "
"	ڈلیا بنانے کا درجہ	۷۵۰ "
بدایوں	کارڈنگ اور کتائی دو مرکزوں میں	۱۰۰۰ "
شاہجہانپور	"	۱۰۰۰ "

گاؤں سدھار افسر نے ایٹہ، بارہ بنکی اور آگرہ کے لئے بھی کتائی اور بنائی کی اسکیم کی سفارش

کی ہے۔ لیکن تجویز یہ ہے کہ یہ اسکیم بجائے گاؤں سدھار انجمن کے آل انڈیا اسپنرس ایسوسی ایشن کے ذریعہ سے جاری کیجائے۔ ضلع جونپور کے لئے کمبل بننے اور صابن بنانے کی اسکیم کی بھی سفارش کی گئی ہے۔ کام سکھانے کی دوسری اسکیمیں ابھی زیر غور ہیں۔

گودام

مئورانی پور (ضلع جھانسی) کے لئے جو ایک گودام کے لئے سفارش کی گئی اسکے علاوہ ضلع لکھنؤ اور بدایوں کے متعلق بھی ان سکھانے والے درجوں کے سلسلہ میں گودام قائم کرنے کی تجویز ہے۔ شاہجہانپور میں ایک ماہر قالین خریدار کے متعلق یہ سفارش کی گئی ہے کہ ہاتھ کی بنی ہوئی چیزوں کی اسکیم کے تحت جو "اے" گلاس گودام قائم ہونے والا ہے اس میں اسے رکھ لیا جائے۔

ابھی حال میں سپرنٹنڈنٹ دیہاتی صنعت دوسرے ضلعوں کا دورہ کرنے والے ہیں تاکہ وہاں گاؤں سدھار انجمنوں سے گودام کی اسکیم کے متعلق بات چیت کریں اور اسکی تفصیل وہ خود تیار کرینگے۔ گودام کی اسکیم کے ابتدائی انتظامات کے لئے گاؤں سدھار انجمنوں کو ایک گشتی چٹھی بھیجی جا چکی ہے۔

کئی دارالفنون کے لئے عطیے

گنگا گھاٹ اور ریوا کے دارالفنون کو جو عطیے دئے گئے ہیں ان کو اس مالی سال میں بھی جاری رکھنے کا مسئلہ زیر غور ہے۔ ان اداروں کے حسابات جانچے جا چکے ہیں اور اسی سال کے لئے ان کی ضروریات کا تخمینہ کیا جا رہا ہے۔

برہج (ضلع گورکھپور) میں بابا راگھو داس کی نگرانی میں جو دارالفنون کام کرتا ہے ابھی اسکے حسابات کی جانچ نہیں ہوئی۔

مبلغ ۷۰۰۰ روپیہ کے ایک عطیہ کی گاؤں سدھار افسر نے جیلیکوٹ اپیری کے لئے سفارش کی ہے۔ چونکہ نظر ثانی کئے ہوئے میزانیہ میں نخل پروری کے لئے حکومت نے صرف ۵۰۰۰ ہزار کی منظوری دی ہے لہذا گاؤں سدھار افسر صاحب کی سفارش کی طرف حکومت کو توجہ دلائی گئی ہے اور امید ہے کہ وہ رقم مل جاویگی۔ جب حکومت کے احکامات موصول ہونگے اسوقت کارروائی کیجائیگی۔

۴۔ سرکاری شہد کی مکھیوں کا چھتہ جیلیکوٹ

شہد کی مکھیوں کے چھتوں کی تعداد ۲۳ سے ۲۵ ہو گئی اب کی فصل میں چھتہ نمبر ۶ جو شہد نکالنے کے لئے مخصوص کر دیا گیا تھا اس میں سے کل ۱۰ ½ پونڈ شہد نکلا۔ اب برسات میں بالکل شہد نہ ہو گا۔ دوسری فصل اب اکتوبر یا نومبر تک ہو گی۔

یہ نیوٹن چھتہ تھا جو ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۸ء کو قائم کیا گیا۔

چھتہ نمبر ایک جو شہد کے لئے مخصوص تھا اس کے سوراخوں میں تقریباً ۱۵ پونڈ شہد کا تخمینہ کیا گیا ہے۔ یہ شہد ابھی نکالا نہیں جا سکا کیونکہ اتنے بڑے چھتے سے شہد نکالنے کی مشین موجود نہ تھی۔ یہ چھتہ بہت ہی بڑے قسم کا ہے۔

جیلیکوٹ میں جتنا بھی شہد ہوتا ہے وہ فوراً وہاں کے جانے والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جاتا ہے۔

مقرّرہ نرخ یہ ہے

کرتکی شہد	زیادہ مقدار میں	ٹین میں	شیشہ کے بوتل میں
فی پونڈ	عـُص	عـہ؍	عـہ؍
ملا ہوا شہد	۱۴؍	عـُصہ؍	عـہ

۹ ¼ پونڈ شہد فروخت کیا جا چکا ہے۔ اب گودام میں نمونہ کے لئے جو شہد رکھ لیا گیا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

اس سال مئی کے شروع میں جو شہد نکلا اس کے مزہ میں بین طور پر تلخی تھی۔ ابھی تک اس شہد میں جو تلخی تھی اس کی وجہ نہیں معلوم کیجا سکی ہے۔ یعنی یہ کہ جن پودوں سے شہد حاصل ہوا تھا اس کا پتہ نہیں چل سکا ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ یہ شہد تلخ تھا پھر بھی ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو گیا، خریدار پڑھے لکھے لوگ تھے ان کو بتایا گیا کہ شہد میں تلخی ہے لیکن اس پر بھی ان لوگوں نے چکھنے کے بعد خرید کیا۔ خریداروں میں سے ایک یورپی خاتون نہیں معلوم ہوا کہ وہ اس شہد کو پسند کرتی ہیں۔ ایک دوسرے خریدار دہرہ دون کے ایک مشہور ڈاکٹر تھے انھوں نے فرمایا کہ اگرچہ شہد میں قدرے تلخی ہے تاہم یہ تو یقین ہے کہ شہد خالص ہے۔

شعبہ گودام وخریداری

ان مہینوں میں کمبلوں، تانبہ لپٹے ہوئے تار کے شیٹ، پائپ، بجلی کے پنکھوں، سیمنٹ۔ صابون، فلیٹ فوٹڈ ریلوں، لوہے اور اسٹیل کے ٹنڈر مانگے گئے ہیں۔ چونکہ ٹنڈروں کے کھولنے کے بعد ٹائپ رائٹروں اور مٹی بنانے والی مشینوں کی قیمت گر گئی تھی لہذا ان کی فراہمی کے متعلق نظرثانی کئے ہوئے ٹنڈر مانگے گئے۔

ہر دو مہینوں میں بجلی کے بلب، ہیوم سیمنٹ کے پائپ، کمبل، ٹائپ رائٹر اور مٹی بنانے والی مشینوں، تانبہ چڑھے ہوئے واٹر شیٹ اور ایم۔ایس۔ پائپ کے ٹنڈر کھولے گئے۔

معیاری وزنوں کی جانچ کے لئے پرنسپل گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ لکھنؤ سے انتظام کیا گیا۔

اعلیٰ قسم کی اسٹیشنری (خصوصی مدیں) اور عام قسم کی اسٹیشنری کے ٹھیکے دئے گئے۔ معمولی کاغذ کے لئے ۶ کارخانوں کو جن میں سے ۳ صوبجات متحدہ کے تھے ٹھیکے دئے گئے۔ اس کے علاوہ ایک اور ٹھیکہ واٹر مارک (اسٹامپ) کاغذ کا لکھنؤ اپر انڈیا کو پر بیپر مل ۲۶۳۶۷ روپیہ کا دیا گیا۔ خاص قسم کے کانٹے دار تار کی فراہمی کے لئے مسرز ائروال آئرن ورکس آگرہ کو ٹھیکہ دیا گیا۔ دھات چڑھے ہوئے کانٹے دار تار اور کنڈوں کی فراہمی کے لئے مسرز ٹاٹا اسٹیل اور وائر پراڈکٹس لمیٹڈ ٹاٹا نگر کو ٹھیکہ دیا گیا۔ ہندوستان میں بنے ہوئے طبیعاتی، کیمیادی اور حیاتیاتی اوزاروں کی فراہمی کے ٹنڈر منظور کئے گئے۔ ٹھیکے آگرہ کی دو فرموں ایک بنارس کی فرم کو اور ایک پنجاب اور بنگال کی فرم کو دیئے گئے۔ مینیلا رسی، ہیر بلٹنگ، مینول ٹریننگ کے اوزار اور ہاتھ کی لالٹین اور ناپنے کے دھات کے ٹیٹ اور ریفلس کی فراہمی کے لئے ٹھیکے دیئے گئے۔ تمام ٹھیکے صوبجات متحدہ کے باہر دئے گئے۔ سفید اور کالے پائپوں کی فراہمی کے لئے اور فٹنگس کی فراہمی کے لئے ایک کراچی اور ایک کلکتہ کی کمپنی کو آرڈر دیئے گئے۔ لوہے اور اسٹیل کے لئے ٹھیکے تین کلکتہ کے کارخانوں کو اور ایک کانپور کے کارخانہ کو دیا گیا۔

پریم اسپننگ اور ویونگ ملس اوجھونی کے سوت کے نرخ منظور کئے گئے۔ ماڈل انڈسٹریز، دیال باغ آگرہ سے ڈبلیو آئی پیڈ بولٹس، اور ٹاول بولٹس کی فراہمی کے لئے انتظام کیا گیا۔

سائیکلوں اور دوسرے سامان کے لئے مسرز ٹڈلٹن لمیٹڈ کانپور کو ٹھیکہ دیا گیا۔ فرنیچر کی فراہمی کے لئے صوبجات متحدہ کے کارخانوں کو زیادہ تر بریلی کے کارخانوں کو ٹھیکے دئے گئے۔

دواؤں وغیرہ، سوئی دینے کی رقیق دوائیں، ٹیکیوں کے لئے سات کارخانوں کو ٹھیکے دئے گئے۔ جن میں سے تین کارخانے کانپور کے ہیں خزانے کے تالوں اور دوسرے معمولی تالوں

کے لئے علیگڈھ کے کارخانوں سے انتظام کیاگیا۔ جراثیم سے صاف کرنیوالی رقیق دوا کی فراہمی کے لئے لکھنؤ کے ایک کارخانہ کو ٹھیکہ دیاگیا۔ نرخ کا جو انڈین اسٹور محکمہ نے رنگ، انیمل، وارنش تیل اور گریز وغیرہ کے لئے داخل کیا تھا اسے انڈنٹ کرنے والے افسروں کی اطلاع کے لئے شایع کیاگیا۔ اسسٹنٹ انجینئر رام نگر سب ڈویزن کے لئے ۱۱۴ ہنڈریڈ ویٹ پالش کیا ہوا (سفید) سادے تار کے لئے انڈین اسٹیل اور وائر پراڈکٹس لمیٹڈ ٹاٹانگر کو آرڈر دیاگیا۔ مسرز جگی لال کملاپت جوٹ ملس کانپور کو بورہ باندھنے کی سُتلی اور مُنّی کے کپڑے کی فراہمی کے لئے آرڈر دیاگیا۔ چھاپنے کی روشنائی کے لئے مسرز ہگل انک کمپنی لمیٹڈ ہوڑہ کو ٹھیکہ دیاگیا۔ نلی کے تیل کے ہر دو قسم کچے اور دو دفعہ ابالے ہوئے کی فراہمی کے لئے ایچ، بی ٹکنالوجیکل انسٹی ٹیوٹ، کانپور سے انتظام کیاگیا۔

محکمہ خریداری وگودام کے اغراض ومقاصد

شروعات۔ سنہ ۱۹۲۱ء سے محکمہ گودام وخریداری وجود میں آیا اس کی وجہ صنعت وحرفت کمیشن کی سفارشات کی منظوری تھی اور حکومت ہند کی مقرر کردہ گودام اور خریداری کی کمیٹی تھی۔ یہ محکمہ ڈائرکٹر صنعت وحرفت اور تجارت صوبجات متحدہ کے دفتر کی ایک شاخ ہے اور وہی اس کے افسر اعلیٰ ہیں۔

مقاصد۔ اس محکمہ کا کام یہ ہے کہ یہ تمام سرکاری چیزوں کی خریداری کا انتظام اس طرح کرے کہ عام طریقہ پر ملک کی تمام صنعتوں کی خاصکر اس صوبہ کی صنعتوں کو تقویت ہو۔ اس محکمہ کا یہ بھی مقصد ہے کہ اس سے کفایت ہو اور یہ محکمہ سستے داموں میں چیزیں خرید کرے کیونکہ وہ اکٹھی چیزیں خرید کریگا اور اسکے علاوہ ہندوستان کی بنی ہوئی چیزوں کو ولایتی چیزوں پر ترجیح دے۔

عام کام۔ یہ محکمہ نرخ منگانے کے لئے تمام منظور شدہ کارخانوں کی فہرست رکھتا ہے۔ وقتاً فوقتاً اس فہرست پر نظرثانی کی جاتی ہے۔ صوبجات متحدہ کے گزٹ کے ضمیمہ گودام میں اور انڈین ٹریڈ جرنل میں ٹنڈر کے نوٹس ان کارخانوں کی اطلاع یابی کے لئے دئے جاتے ہیں جو چیزوں کی فراہمی میں دلچسپی لیتے ہیں۔ ٹنڈر فارم مفت یا جو قیمت مختلف ٹھیکوں کے لئے ٹنڈروں کے لئے مقرر ہو اسکے ادا کرنے پر مل سکتا ہے سرکاری محکمے اس فیس کی ادائیگی سے مستثنیٰ ہیں۔ ٹنڈر کارخانوں کے نمایندوں کے سامنے کھولے جاتے ہیں اور نرخ ان کو پڑھکر سنائے جاتے ہیں۔

کپڑہ بننے کے، لکڑی کے، چمڑہ کے اور دھات کے ماہرین محکمہ کی مدد کرتے ہیں۔ جو ٹھیکے

دئے جاتے ہیں انکی تفصیل سرکاری گزٹ اور انڈین ٹریڈ جرنل میں دی جاتی ہے۔ انڈنٹ والے افسر سیدھے کارخانوں کو آرڈر دیتے ہیں اور وہی افسر بلوں کی ادائیگی بھی براہ راست کرتے ہیں ان چیزوں کے لئے جو زیادہ مقدار میں خریدی جاتی ہیں انکے لئے رننگ اور ریٹ (نرخ) ٹھیکوں کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ جب ضرورت ہوتی ہے تو جو ٹھیکے انڈین اسٹورس کے محکمہ میں درج ہیں ان کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اسٹیشنری، کاغذ، ٹائپ رائٹروں اور ڈپلی کیٹروں کے ٹنڈر ایک بورڈ جس میں ڈائرکٹر صنعت وحرفت اور تجارت اور سپرنٹنڈنٹ پرنٹنگ اور اسٹیشنری، الہ آباد شامل ہوتے ہیں جانچتا ہے۔ خاص مواقع پر کارخانوں سے ضمانت لیجاتی ہے اور اقرارنامے لکھے جاتے ہیں۔

۳۰ لاکھ روپئے سے زیادہ سالانہ اس محکمہ کے ذریعہ خریداری ہوتی ہے۔ محکمہ کا خرچہ تقریباً ½ فیصدی ہے۔

۵۔ تعلیم یافتہ بے روزگاروں کو امداد

حکومت صوبہ جات متحدہ نے ۴۰-۱۹۳۹ء کے میزانیہ میں مبلغ ۱۴۰۰۰ روپیہ کی رقم تعلیمیافتہ نوجوانوں کو صنعت وحرفت اور دوسرے کام کرنے کے لئے بطور امداد رکھی گئی ہے۔ اس امداد کے لئے درخواستیں ڈائرکٹر صنعت وحرفت کے یہاں دیجاتی ہیں۔ سال گذشتہ ۱۰۸ امیدواروں کو ۹۱۸۵۷ روپیہ کی رقم دی گئی ہے اس سال کے میزانیہ سے ابتک ۹۲۳۵ روپیہ کی رقم دیجاچکی ہے۔ لکڑی کے کام، چمڑہ کے کام رنگائی اور چھپائی کے کام کے علاوہ ذیل کی صنعتوں کے لئے ان اضلاع میں جنکے نام صنعت کے سامنے درج ہیں امداد دیگئی ہے۔

صنعت	ضلع
۱۔ رنگین کھریا اور سلیٹ پنسل بنانا	فیروزآباد
۲۔ پھل محفوظ رکھنا	الہ آباد
۳۔ لازنجز اور ٹافی بنانا	لکھنؤ
۴۔ کشیدہ کاری	کانپور اور بنارس
۵۔ جھلی کا لیمپ کا شیڈ بنانا	لکھنؤ
۶۔ چشمے کے فریم اور سینگ کے بٹن بنانا	اٹاوہ
۷۔ بچوں کی گاڑی بنانا	کانپور
۸۔ سیفٹی ریزر بنانا	علی گڈھ
۹۔ گوند بنانا	کانپور

۱۰۔ بجلی لگانے کا سامان علی گڈھ

بیروزگاری کے بورڈ کی دوسری میٹنگ اب غالباً جولائی ۱۹۳۹ء میں ہوگی۔

امداد کے لئے ہر مہینے تقریباً ۳۰ درخواستیں موصول ہوتی ہیں اور یہ امید کی جاتی ہے کہ بہت سے تعلیم یافتہ نوجوان اسی موقع سے فائدہ اٹھائینگے۔

۶۔ صنعت و حرفت کا بورڈ

۲ مئی ۱۹۳۹ء کو حکومت صوبجات متحدہ کے مقرر کردہ صنعت و حرفت کے بورڈ کا جلسہ کانپور میں ہوا۔ آچاریہ جگل کشور ایم۔ ایل۔ اے پارلیمنٹری سکریٹری، وزیر صنعت و حرفت کی غیر موجودگی میں مسٹر جے۔ نگم، آئی۔ سی۔ ایس۔ ڈائرکٹر صنعت و حرفت صوبجات متحدہ نے صدارت کی۔

مسٹر ایم۔ بی ہولیکار، مسٹر آر۔ سی۔ سریواستوا، پرنسپل ڈے، سردار اندر سنگھ، مسٹر سورج پرشاد اوستھی مسٹر بیجناتھ پرشاد اور مسٹر ورشانی شریک جلسہ تھے۔

مبلغ ۳۵۰۰۰ روپیہ کی رقم جو حکومت نے صوبجاتی صنعتوں کے لئے دی تھی اسکے متعلق سفارشات کرنے کے لئے جو سب کمیٹی مقرر ہوئی تھی اسکی رپورٹ پر کمیٹی نے غور کیا۔ کمیٹی نے سب کمیٹی کی رپورٹ اس ترمیم کے ساتھ قبول کی کہ اگر اس سلسلہ میں کوئی تجویز آئندہ جلسہ میں پیش ہوئی تو اس پر بھی غور کیا جائے گا۔

(باقی آئندہ)

شیرہ کو کیسے کام میں لایا جائے

کچھ عرصہ سے شیرہ کو کام میں لانے اور خاص کر "پاور الکحل" بنانے کا مسئلہ حکومت اور عوام کے زیر توجہ ہے۔ چنانچہ صوبجات متحدہ اور بہار کی حکومتوں نے جنوری ۱۹۳۸ء میں ایک کمیٹی اس غرض سے مقرر کی کہ اس مسئلہ پر غور کرنے کے بعد اس کے بعد تمام پہلوؤں پر رپورٹ پیش کرے۔ کمیٹی ذیل کے اشخاص پر مشتمل تھی۔

(۱) ڈاکٹر این۔ آر۔ دھارڈی۔ ایس۔ الیف۔ آئی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ ایس۔

(۲) مسٹر جی۔ ایچ ڈکسن مسرز بگ سدرلینڈ کمپنی لمیٹیڈ کانپور۔

(۳) مسٹر انتھا سبرامنیام میسور شکر کمپنی لمیٹیڈ بنگلور

(۴) مسٹر بی ایس میکر چیف کیمسٹ مجھولیا شکر فیکٹری

(۵) لالہ پدمپت سنگھانیا کانپور

(۶) مسٹر ایچ۔ پی۔ گاندھی رہتس صنعت لمیٹڈ

(۷) ڈاکٹر ایس۔ ایس بھٹناگر پنجاب یونیورسٹی
(۸) ڈاکٹر این۔ جی۔ چیٹرجی۔ اتیج۔ بی۔ ٹی۔ آئی۔ کانپور

وسط جون میں کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی اور پھر دونوں حکومتوں نے اس کی جانچ کی۔ اس سلسلہ میں اہم ترین سوالات جن پر غور کرنا ہیں یہ ہیں۔ (۱) آیا پاور الکحل بنانا ایک صحیح اقتصادی چیز ہے یا نہیں اور یہ کہ اس الکحل کی کھپت کے لئے کیا انتظامات کرنا ہوں گے۔

۲۔ صوبہ جات متحدہ اور بہار کے شکر کے کارخانوں سے ہر سال تقریباً ۳۰۰۰۰۰ ٹن شیرہ نکلتا ہے جس میں سے تقریباً ۲۰۰۰۰۰ ٹن شیرہ کارخانہ کی نالیوں وغیرہ سے نکل کر ضائع ہو جاتا ہے جو اردگرد کے کھیتوں وغیرہ میں جا کر گرتا ہے اور اس طرح پر مقامی پانی کے ذریعوں کو خراب کرتا ہے جس کی وجہ سے بہت ہی بدبو آتی ہے اور مقامی لوگ اس کی اکثر شکایت کرتے رہتے ہیں۔ تقریباً ۳ سال ہوئے ایک برآمد کی کمپنی نے چار آنہ فی من شیرہ خریدنے کا ارادہ کیا لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۳۷-۱۹۳۶ء میں اس نے تقریباً ۸۰۰۰۰ ٹن شیرہ خریدا جس کی اوسط قیمت ایک آنہ من سے کچھ زیادہ پڑی اور اس کے بعد اس سے بھی کم مقدار میں شیرہ خریدا گیا۔ اگر شیرہ کی قیمت چار آنہ من کے حساب سے لگائی جائے تو ۱۲½ لاکھ روپیہ سالانہ ہوتی ہے۔

۳۔ اگر الکحل کی قوت شیرہ سے بنائی جائے تو تخمینہ یہ ہے کہ ایک من شیرہ میں ۲۰۲ گیلن الکحل ہوگا یا ۱۰ من شیرہ میں ایک ٹن الکحل ہوگا۔ اس طرح صوبہ جات متحدہ اور بہار کی حکومتیں ۱۲۰ لاکھ گیلن سالانہ "پاور الکحل" پیدا کریں گی۔ کمیٹی کی سفارش یہ ہے کہ اس وقت اسی قدر "پاور الکحل" بنائی جائے جتنی کہ بہار اور صوبہ جات متحدہ کی حکومتوں کو ضرورت ہو۔ دونوں صوبوں کی حکومتیں اس کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہر دو حکومتیں اس بات کے لئے بھی تیار ہیں کہ کم سے کم اقتصادی یونٹ کا لحاظ رکھتے ہوئے ایک کارخانہ جس میں ایک دن میں ۲۲۰۰ گیلن تیار ہو اور جس کی لاگت ڈھائی لاکھ ہو کھولا جائے۔ اس قسم کے بہت سے کارخانے مناسب مقاموں پر کھولے جا سکتے ہیں اور جہاں مرکزی بھٹی پاور الکحل کی تقسیم کے لئے بنائی جائے زیادہ مفید ثابت ہو سکے (جیسے کہ بہار میں) وہاں کئی ایک کارخانے قائم کئے جا سکتے ہیں۔

۴۔ اگر اس قسم کے کارخانے کھولے جائیں تو کمیٹی نے جو تخمین کیا ہے اس کے مطابق شیرہ کا دام چھوڑ کر ایک گیلن الکحل کی قوت بنانے میں ۳ آنہ سے ۳.۰ آنہ تک صرفہ ہوگا۔ کمیٹی کی رپورٹ لکھنے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ پیٹنٹ (رجسٹری) کرانے میں کوئی مسلسل رائٹی نہ دینی پڑے گی۔ لہذا بنانے کا صرفہ ۳ آنہ ہو سکتا ہے یہ بھی تجویز کی گئی ہے کہ بجائے اس کے کہ چھوٹے چھوٹے بہت سے کارخانے کھولے جائیں اگر ایک بڑا کارخانہ قائم کیا جائے تو صرفہ اور بھی کم ہوگا لیکن اس وقت اس پر دھیان دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ شیرہ کی قیمت ۴ آنہ فی من رکھتے ہوئے اور ڈیڑھ آنہ اور اس کے بار برداری پر لگاتے ہوئے

ایک گیلن پاور الکحل کے لئے ڈھائی آنہ کا شیرہ ہوا اور ایک گیلن الکحل کی قیمت ساڑھے پانچ آنہ ہوئی۔

۵۔ فروخت کی واقعی قیمت مقرر کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس میں اگر کوئی آبکاری کا ٹیکس ہو تو وہ اور اس کے علاوہ واقعی تقسیم کرنے اور فروخت کرنے کی قیمت شامل کر دی جائے۔ آخر الذکر ۴ آنہ فی گیلن سے زیادہ نہ ہو اور اگر آبکاری کا ٹیکس موجودہ پٹرول کے ٹکس کے مطابق لگایا جائے تو اس طرح ہر ایک گیلن کا دام ایک روپیہ ۳ آنہ ہوا جو بہار اور جو صوبہ جات متحدہ میں پٹرول کے نرخ سے کم ہے۔ لہٰذا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ پاور الکحل کی اس صوبہ میں استعمال کی جائے تو اس کے بنانے میں فائدہ ہے۔

۶۔ پاور الکحل صرف موٹر میں پٹرول کے ساتھ مل کر چلانے کے کام آسکتی ہے۔ حکومت یوپی اور بہار کو یہ اطمینان ہے کہ ۲۰ فیصدی پاور الکحل پٹرول میں ملانے سے کوئی نقصان نہیں ہے اور یہ ہر دو حکومتیں جب تک کوئی اور صورت نکاسی کی نہ ہو اس قسم کا قانون بنانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ چونکہ ہمارے صوبہ میں سالانہ پٹرول کا صرفہ تقریباً ۹۰ لاکھ من ہے اس طرح اس میں سے ۱۸ لاکھ من پاور الکحل سے گھٹا دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ دوسرے الفاظ میں یوں کہئے کہ .... ۳ ٹن شیرہ کام میں آسکتا ہے۔

۷۔ صوبہ جاتی حکومتوں کو اس کا احساس ہے کہ بچے ہوئے شیرہ کا یہ کوئی حل نہیں ہے لیکن ابتدا تو کہیں ہی جا سکتی ہے اور بعد میں یہ انتظام کیا جا سکتا ہے کہ دوسرے صوبوں کو بھی پاور الکحل پٹرول سے کم دام پر بھیجا جائے خصوصاً جو کہ آبکاری کا ٹکس سرچارج کو چھوڑ کر پٹرول کے کسٹم کے ٹکس کے برابر کر دیا جائے۔ موجودہ صورت میں ہر دو حکومتیں ان اصولوں کے پاور الکحل بنانے اور ان کی فروخت کے انتظامات کرنے کا ارادہ کر رہی ہے۔

۸۔ آخر میں حکومت صوبہ جات متحدہ اور بہار ممبران کمیٹی کی محنت شاقہ اور ان کی گرانقدر رپورٹ پر جو پاور الکحل کی ترقی کے لئے مفید ہے دلی شکریہ ادا کرتی ہیں۔

صوبجات متحدہ کی صنعت شیشہ کیلئے جدید بھٹیاں

(ترقی کی اسکیم پر عملدرآمد)

محکمہ صنعت و حرفت کے شعبہ گلاس ٹکنالوجی نے جو پروگرام تیار کیا تھا اس کے ایک اور حصہ پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔

منتخب کردہ شیشہ کے (فیکٹریوں) کو حکومت ...۲ جدید ترین گھلانے والی فیکٹریوں یعنی (۱) ایک

"رکوپرٹیو ۸/۹ پاٹ والی بھٹی مع گیس پروڈ یوسرون کے"۔ (۲) اس طرح کی ایک پاٹ ۱۰/۱۲ پاٹ فرنیس (۳) ایک رکوپرٹیوٹینک فرنیس جس میں ۶ ٹن کٹی تیار ہوسکے۔

حسب بالا چیزوں کی قیمتیں تخمیناً ۲۲۰۰۰ روپیہ - ۳۰۰۰۰ روپیہ اور ۳۰۰۰۰ روپیہ علی الترتیب ہونگی۔ حکومت اس خرچ کا ۵۰ سے ۶۶ فیصدی تک برداشت کریگی۔ بقیہ اخراجات منتخب شدہ کارخانے خود پورا کرینگے۔

جو بھٹیاں لگائی جائینگی وہ کارخانوں کی ذاتی ملکیت ہو جائینگی البتہ حکومت کو معائنہ کرنے نیز دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے سامنے مظاہرہ کرلینے کا حق رہیگا۔

اسکیم کی تفصیلات کے متعلق صوبہ کی تمام گلاس فیکٹریوں کو ایک سرکلر بھی دیا گیا ہے اور ان سے درخواستیں طلب کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں جو کچھ دریافت کرنا ہو وہ ڈاکٹر اے۔ نڈل۔ گلاس ٹکنالوجسٹ حکومت یو۔پی بنارس سے معلوم ہوسکتا ہے۔

جے۔ نگم
ڈائرکٹر صنعت و حرفت

صوبجات متحدہ میں ہاتھ کے کرگھہ کی صنعت کی ترقی

نظام امداد باہمی کی کامیابی

آج کل صوبجات متحدہ کے محکمہ صنعت و حرفت کا خاص کام محکمہ امداد باہمی کے ذریعہ سے کرگھہ کی صنعت کو بڑے پیمانہ پر ترقی دینا ہے۔ ۱۵۰ اسپروائزروں کی ٹریننگ کے لئے حکومت نے مبلغ ۱۳۵۶۸ روپیہ کی ایک رقم دی ہے۔ ان سپروائزروں کو اس کام کے لئے جلدی ہی بھرتی کیا جائے گا۔

ٹریننگ کے ۴ مرکز ہونگے (۱) کپڑہ بننے کا مرکزی انسٹیٹیوٹ۔ بنارس (۲) کپڑہ بننے کا ماڈل اسکول نجیب آباد (۳) کپڑہ بننے کا ماڈل اسکول مئو اور (۴) کپڑہ بننے اور چھپائی کا سرکاری اسکول بلند شہر

ہر مرکز میں تقریباً ۴۰ سپروائزروں کو ۹ ماہ تک علمی اور عملی طور پر بنائی قانون امداد باہمی اور اس کے عملی کام کی ٹریننگ دیجائیگی۔ ٹریننگ کے زمانہ میں تمام ۱۵۰ امیدواروں کو مبلغ ۶ روپیہ ماہوار فی کس وظیفہ دیا جائیگا۔ ہر مرکز ایک کوآپریٹو انسپکٹر اور ٹیکسٹائل انسپکٹر کی نگرانی میں ہوگا۔ کوآپریٹو انسپکٹر محکمہ امداد باہمی سے اور ٹیکسٹائل انسپکٹر محکمہ صنعت و حرفت سے لیا جائیگا۔

ٹریننگ ختم ہونے کے بعد کامیاب امیدواروں کو منتخب مرکزوں میں مبلغ ۴۰ روپیہ ماہوار پر رکھا جاسکیگا۔ اس رقم میں ان کا سفرخرچ اور قلی وغیرہ کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ ان تنخواہوں پر جب تقرریات واقعی ہوں گے نظرثانی کی جائیگی۔ سپروائزروں کا کام یہ ہوگا کہ وہ کپڑہ بننے والوں (جلاہوں) میں جدید قسم کے کرگھے رائج کریں اور انھیں جدید طریقہ پر کپڑہ بُننے اور سنئے سنئے طرز کے ڈزائن بنانا بتائیں۔ ان سپروائزروں کو کپڑہ بننے والوں کو امداد باہمی کے طریقہ پر منظم بھی کرنا ہوگا تاکہ انھیں کپڑہ بننے کے ضروری سامان اور کرگھے وغیرہ خریدنے میں روپیہ کی آسانی ہو اور ان کے تیار کردہ مال بکری کا انتظام ہوسکے۔

تعلیمیافتہ نوجوانوں کی امداد

حکومت صوبجات متحدہ نے .... ۴ روپئے کی ایک رقم صرف اس لئے مخصوص کردی ہے کہ اس سے ان تعلیم یافتہ نوجوانوں کو جن کی عمر تیس سال سے کم ہے اور جنھوں نے کسی خاص صنعت میں ٹریننگ حاصل کی ہے امدادی رقمیں دی جائیں اور وہ اس سے صنعت تجارت یا کاروبار قائم کرسکیں۔ جو لوگ پہلے ہز سے اپنے کاروبار یا تجارت میں لگے ہیں ان کو بھی اپنا کام پھیلانے کے لئے اس رقم سے مدد دیجائے گی۔ اجتماعی یا کوآپریٹو اصول پر جو کام شروع کیا جائے گا اسے خاص ترجیح حاصل ہوگی۔ عام طور پر... ا روپئے سے زیادہ رقم نہ دی جائے گی لیکن خاص حالات میں یہ رقم ڈیڑھ ہزار اور دو ہزار تک دی جاسکتی ہے۔

حسب ذیل باتوں کے لئے امداد دی جاسکتی ہے۔

اوزار۔ سازوسامان۔ اور مشین وغیرہ خریدنے کے لئے جس میں مشین کو قائم کرنے کی قیمت بھی شامل ہوگی امداد پانے والے کو اس قابل بنانے کے لئے کہ وہ تجارتی پیمانہ پر سامان تیار کرنے کی ان دشواریوں کو حل کریں گے جو شروع میں پیش آتی ہیں۔ ان نقصانات کو پورا کرنے کے لئے جو شروع میں معمولی تیاری کی وجہ سے اٹھانا پڑتے ہیں۔ اجتماعی خرید و فروخت اور جہاں ممکن ہو اجتماعی خریداری کو ترقی دینے کے لئے یا کسی اور اسی قسم کے مقصد کے لئے جو امداد پانے والے کے حالات کے لحاظ سے ضروری سمجھا جائے۔

دستکاری اور دیہاتی صنعت کے متعلق آنے والی درخواستوں کو ترجیح دیجائیگی۔ مثال کے طور پر حسب ذیل صنعتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

دھات کا سامان ڈھالنا۔ کار د فروش۔ خشک دھلائی۔ رنگنا۔ چھاپنا۔ تالوں کے پرزے بٹھانا۔ ٹوکری بنانا۔ مرمت کے لئے مستری کی دوکان رکھنا۔ زردوزی۔ سوت کا رنگنا اور اس کے

گوٹے بنانا۔ بید کا سامان بنانا۔ برش بنانا۔ گراموفون کے پرزے بٹھانا۔ ریڈیوسٹ کا کام کرنا۔ بجلی کے لیمپوں کے شیڈ بنانا۔ بیٹ بنانا۔ ہیل بال بنانا گھر میں دباغت کا کام کرنا۔ کھلونے بنانا۔ ہاتھ سے کاغذ بنانا۔ چرم سازی۔ عمدہ سوت بنانا۔ بٹن بنانا۔ پین بنانا۔ نبیں بنانا۔ زنجیر بنانا۔ ٹوٹ کا آرائش۔ پنسل بنانا۔ سیفٹی ریزر بلیڈ بنانا۔ سینٹ پیپر بنانا۔ تیل پیرنا اور صاف کرنا۔ صابن بنانا۔ رسی بنانا۔ روئی توتنا اور ہاتھ سے کاتنے والوں کے لئے روئی کی بتیاں بنانا۔ کاردفروش۔ بیچوں کا بنانا۔ ٹین چھاپنا۔ سلولائیڈ اور ربڑ کے کھلونے بنانا۔ فیتہ اور ٹیپ بنانا۔ چھتری بنانا۔ سنگار کا سامان بنانا۔ مینا کا کام کئے ہوئے برتن۔ عینک کے فریم وغیرہ۔

یہ امدادی رقمیں کچھ شرطوں پر دیجائیں گی جو ہر شخص کے کام کے لحاظ سے ہونگی۔ مخصوص شرطیں حسب ذیل ہیں:-

(۱) امداد پانے والے کو اوزار۔ سازو سامان اور مشین وغیرہ کی قیمت کا کچھ حصہ خود اپنے ذرائع سے خرید کرنا۔ (۲) ڈائرکٹر صنعت و حرفت امداد پانے والے سے اسکیم کے متعلق جو کچھ معلومات حاصل کرنا چاہیں اس کو بہم پہونچانا۔ (۳) محکمہ صنعت کے افسران کی جانچ کے واسطے اپنے حسابات تیار رکھنا۔ (۴) اس کو منظور شدہ اسکیم کے مطابق کام کرنا ہوگا اور اگر وہ ایسا نہ کرے گا تو امدادی رقم سے خریدی ہوئی مشینیں اور رقم کا وہ حصہ جو تصرف سے بچا ہو واپس کرنا ہوگا۔ (۵) اگر حکومت سرکاری اسکولوں کی صنعتی امداد اور دوسری آسانیوں کے خیال سے کوئی خاص جگہ تجویز کرے تو اس جگہ کاروبار قائم کرنے کے لئے تیار رکھنا۔ (۶) بعض حالات میں امداد پانے والے سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ محکمہ صنعت کی نگرانی میں کوآپریٹو یا اجتماعی طور پر دوسروں کے ساتھ ملکر کام کرے۔

بعض حالات میں اسے ایک ایسی مشین کرایہ پر دیجا سکتی ہے جو کسی جگہ پہلے سے قائم ہو اور اس سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ کچھ دنوں معقول رہنمائی کے ساتھ لیکن سخت تاجرانہ اصولوں پر کام کرے اور یہ سیکھے کہ خرید کہاں کی جائے اور سامان کہاں اور کب بیچا جائے۔ اسکیم کی تفصیلات حسب ذیل باتوں کے لحاظ سے درخواست میں درج ہونا چاہئے۔

(۱) کام کرنے کی جگہ (۲) سائل اور اس کے ساتھیوں کی (اگر ہوں) ٹیکنیکل یا تجارتی صلاحیتیں (۳) نام تخمینہ کی تفصیلات اور مطلوبہ سامان۔ اوزار اور مشین کی قیمتیں (۴) کچا مال حاصل کرنے کے ذرائع (۵) کام میں لگا ہوا یا لگایا جانیوالا سرمایہ (۶) سامان تیار کرنے کا تخمینی خرچ اور نفع کا اندازہ (۷) تیار کی جانے والی چیزوں کے لئے بازار (۸) جس طرح اور جتنی مالی امداد کی ضرورت ہو اس کی تشریح (۹) سائل کی عمر اور اگر اس کے ساتھی ہوں تو ان کی بھی عمر (۱۰) اس کے علاوہ جو ضروری معلومات ہوں۔ درخواست کے مجوزہ فارم اور قواعد ڈائرکٹر صنعت و حرفت صوبجات متحدہ کانپور سے حاصل ہو سکتے ہیں۔

نشہ بندی

ضلع فرخ آباد کے امتناع منشیات کی روداد بابت یکم اپریل تا ۳۱ مئی ۱۹۳۹ء

یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو ضلع فرخ آباد کی تمام تحصیلوں کے صدر مقامات پر امتناع منشیات کا افتتاح ہوا تمام ضلع میں پربھات پھیریاں اور جلوس غیر سرکاری ذرائع سے نکالے گئے۔ ڈاکٹر این۔ جی۔ مکرجی صدر ہندو مسلم ملاپ بورڈ کی صدارت میں ۵ اپریل کو پٹیل پارک فرخ آباد میں ایک جلسہ ہوا۔ جلسہ میں اسسٹنٹ آبکاری کمشنر آبکاری افسر ضلع اور مقامی عمائدین شریک تھے۔ عالی جناب وزیراعظم اور عالی جناب وزیر آبکاری کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے اور سامعین کے سامنے ان کی تشریح کی گئی۔ موقع کی مناسبت کے لحاظ سے افسر آبکاری ضلع اور دوسرے اصحاب نے تقریریں کیں اور لکچر دئے۔ اسکول کی لڑکیوں نے کورس گاکر اور لڑکوں نے ایک ڈرامہ کھیل کر مجمع کو محظوظ کیا۔

۲۔ آبکاری انسپکٹر اور ۳۶ چپراسی ضلع میں امتناع منشیات کا کام کرنے اور پروپیگنڈہ کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔ وہ ضلع کے دور دراز مقامات کا دورہ کرتے ہیں اور گاؤں گاؤں ترک منشیات کے پیغامات پہونچاتے ہیں۔

ضلع میں سوائے تاڑی کی دوکانوں کے اور تمام آبکاری کی دوکانیں ختم کر دی گئی ہیں اور عادی لوگوں کی ضروریات کے لئے اجازت ناموں کے ذریعہ سے عارضی انتظام کر دیا گیا ہے۔

اپریل اور مئی کے مہینوں میں پکے عادیوں کے لئے ذیل کی تعداد میں اجازت نامے دئے گئے ہیں۔

ولایتی پینے کے لائق	۲۴
افیون	۲۷۶
چرس	۱۷
بھنگ	۲۳
میعادی	۵
وقتی	۵

مذکورہ بالا اجازت ناموں کے محدود ہونے کی وجہ سے نشہ آور چیزوں کا خرچ کم ہوگیا ہے ۱۹۳۸ء اور ۱۹۳۹ء کے اپریل اور مئی کے مہینوں کے خرچ کا ذیل میں مقابلہ کیا گیا ہے۔

	سال گذشتہ	سال رواں
چرس	۵۷½ سیر	۱۰½ سیر
بھنگ	۲۹۹ "	۹ "
دیسی اسپرٹ	۴۷۰ گیلن	۱ گیلن
افیون	۳۵ سیر	۷½ سیر

چند شراب کے عادی تاڑی پینے لگے ہیں اور بتدریج شراب چھوڑنے کی عادت ڈال رہے ہیں انسدادی عملہ نے اپریل و مئی کے مہینہ میں ۲۰ آبکاری کے واقعے پکڑے جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

افیون	۱ معاملات
بھنگ	۲ "
چرس	۳ "
شراب	۱۱ "
ناجائز شراب	۱ "

جرائم کے روکنے میں اس احتیاط سے نتیجہ اچھا ہو رہا ہے۔

ضلع فرخ آباد میں ترک منشیات کی رپورٹ بابت جون ۱۹۳۹ء

ماہ جون میں ضلع کے دور دراز مقاموں پر امتناع منشیات کے پروپیگنڈے کے ۸ جلسے کیے گئے۔ جلسوں میں افسروں اور غیر سرکاری سربرآوردہ لوگوں نے شرکت کی اور دیوسنی کے مقام پر شریمتی پریم کملا دیوی زوجہ پنڈت جوالال دویدی ایم ایل اے۔ نے گاؤں والوں کو بہت ہی موثر طریقہ پر منشیات کی برائیاں بتائیں تاڑی سے گڑ بنانے کے انسپکٹر کے حلقے قنوج اور فرخ آباد میں گاؤں والوں کے سامنے تازی تاڑی سے گڑ بنانے کا عملی مظاہرہ کیا۔ ان مظاہروں میں جن میں تاڑ کاریگر اور تاڑی ٹپکانے والے بھی کافی شریک تھے۔

ماہ زیر بحث میں چرس کے ۳ بھنگ کا ایک افیون کے ۵ وقتی ایک اور میعادی دو اجازت نامے دیئے گئے۔ سالگذشتہ سے مقابلہ کرتے ہوئے اس ماہ میں منشیات کی نکاسی ذیل میں درج ہے۔

	سال گذشتہ	سال رواں
دیسی شراب	۷۶۳ بلک گیلن	—
چرس	۲۱ ¼ سیر	¼ سیر
بھنگ	۱۵۸ "	ایک سیر
افیون	۱۴ ½ "	۳ ½ "

انسدادی عملہ نے ۲ بھنگ کے ۲ چرس کے اور ۴ شراب اور ۳ ناجائز شراب کشی کے واقعات اس ماہ میں گرفتار کئے، اس کے مقابلہ میں سالگذشتہ اس ماہ میں کل ۷ واقعات گرفتار ہوئے تھے۔

ضلع فرخ آباد میں امتناع منشیات کی رپورٹ بابت ماہ جولائی ۱۹۳۹ء

بھیرہ مئو میں ایک تحصیل کی کمیٹی قائم کی گئی ہے اور سکندر پور میں حاکم پرگنہ کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا۔ اس جلسہ میں ہندوستانی ٹی مارکٹ اور کھجور جیگری کے نمائندے بھی شریک تھے۔ حاضرین کو گاؤں سے محفوظ کیا گیا اور مقامی اسکولوں کانگریس کمیٹی اور گاؤں کی پنچایت کے اراکین نے موثر تقریریں کیں۔ ضلع گاؤں سدھار انجمن کے سکریٹری نے تقریروں کا سلسلہ ختم کرتے ہوئے، اپنی تقریر میں ضلع کے ترک منشیات کے کام اور اس کے نظام کی تفصیلات بتائیں۔ تحصیل قنوج میں سرس کے مقام پر بھی ایک جلسہ ہوا جس میں مقرروں نے گاؤں والوں سے منشیات کے ترک کرنے پر زور دیا اور ان سے کہا کہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو بھی منشیات کے چھوڑنے پر آمادہ کریں۔ گاؤں کے علاقوں میں محکمہ گاؤں سدھار کے کام کرنے والوں نے بھی بہت سے جلسے کئے، اسیطرح سے ساتھ ساتھ ممتاز غیر سرکاری لوگوں اور قومی کارکنوں نے متعدد طور پر شمش آباد کے مقام پر لوگوں کو پند و نصائح کر کے ترک منشیات کے کام کو ترقی دی۔ فرخ آباد اور قنوج کی تحصیلوں میں خاص خاص جگہوں پر تنبیہی بورڈ لگائے گئے، ہیں اور سال کا عملہ ترک منشیات کی تبلیغ کی اعانت کر رہا ہے۔

ماہ زیر بحث میں ولایتی شراب کے دو افیون کے چار چرس کا ایک میعادی دو اور چار وقتی اجازت نامے دئے گئے۔ ضلع میں منشیات کے استعمال میں انسدادی تدابیر اختیار کرنے کی وجہ سے منشیات کی نکاسی میں کافی کمی ہوگئی ہے۔ اب کی جولائی میں دیسی شراب کی بالکل نکاسی نہیں ہوئی۔ اس کے مقابلہ میں سالگذشتہ جولائی میں ۱۷،۵ بی گیلن کا صرفہ ہوا تھا۔ اسی طرح سالگذشتہ کی جولائی کا مقابلہ کرتے ہوئے، اس سال جولائی میں منشیات کا جو صرفہ ہوا ہے ذیل میں درج ہے

	سال گذشتہ	سال رواں
چرس	¾ سیر	۳۲ سیر
بھنگ	۲ سیر	۱۳۵ سیر
افیون	۳½ سیر	۱۶½ سیر

انسدادی عملہ کی مستعدی کا اثر آبکاری کے جرائم پر بھی ہوا اور اس مہینہ میں کل ۱۰ ایسے واقعات ہوئے۔

یکم اپریل ۱۹۳۹ء کو ترک منشیات کی اسکیم ضلع بجنور میں شروع کی گئی اور تمام ضلع کی عام پبلک نے اس کے نفاذ کا خیر مقدم کیا۔ ہر تحصیل کے صدر مقام پر اور خاص خاص قصبوں میں بڑے بڑے جلوس نکالے گئے اور جلسے کئے گئے جن میں لوگ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ ڈسٹرکٹ بورڈ ورناکیولر اسکولوں کے مدرسوں نے اس قسم کے جلسے اور جلوس دیہاتوں میں نکالے۔ مختلف لوگوں نے ان جلوسوں اور جلسوں میں شرکت کی۔ صبح کے وقت پربھات پھیریاں نکالی گئیں اور اس کے بعد آریہ سماج بھجن منڈلیوں نے قصبوں میں گھوم گھوم کر ترک منشیات کے گیت گائے۔ بعد دوپہر جلوس نکالے گئے اور پھر ذی اثر اور ہر دلعزیز مقامی حضرات نے مناسب تقریریں کیں۔ ان سب کے بعد میجک لالٹین سے امتناع منشیات کے متعلق تصویریں دکھلائی گئیں۔ تمام ضلع کے بازاروں میں اور اسٹیشنوں پر ایک بڑی تعداد میں اشتہارات چپکائے گئے اور تقسیم کئے گئے۔

ترک منشیات کے پروگرام کے بارہ میں عوام میں جوش قائم رکھنے کے لئے برابر ضلع بھر میں افسروں آریہ سماج مشن والوں اور اہل کاران محکمہ تعلیم کی طرف سے جلسے اور پربھات پھیریاں ہو رہی ہیں۔ ترک منشیات کا ایک بورڈ جس کے ممبر خاص خاص ادارہ کے نمائندے ہیں صدر مقام پر قائم کیا گیا ہے اور اس کی مجلس عاملہ الگ مرتب کی گئی ہے جس کا ہر مہینہ میں جلسہ ہوتا ہے کام کی مزید نگرانی کے لئے یہ تجویز ہوئی ہے کہ نگراں کمیٹیاں بنائی جائیں جو ہر پٹواری کے حلقہ میں قائم ہوں۔ ان فرقوں کی پنچائتیں بھی اس میں شامل ہیں جو نشہ کی عادی ہیں۔ گذشتہ ڈھائی مہینہ کے دوران میں جب سے کہ ترک منشیات کا کام شروع ہوا ہے خاص بات یہ ہوئی ہے کہ کل ضلع میں ۱۵ جون تک ولایتی شراب کے صرف ۲۷، چرس کے ۱۴ اور افیون کے ۱۳۱ اجازت نامے دیئے گئے اور اس دوران میں دیسی شراب یا بھنگ کا ایک اجازت نامہ بھی ابتک نہیں دیا گیا ہے۔

ضلع بجنور میں امتناع منشیات کے کام کی رپورٹ بابت جون ۱۹۳۹ء

ضلع بجنور کے اندر ترک منشیات میں کافی ترقی ہو رہی ہے۔ اب تک جو تدبیریں کی گئی ہیں کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ منشیات استعمال کرنے والے طبقوں کی عورتوں میں مثلاً بھنگیوں اور کنجڑوں وغیرہ کی عورتیں اس بات سے خوش معلوم ہوتی ہیں کہ اب اُن کے مردوں کو شراب وغیرہ پر اپنی قلیل آمدنی میں سے کچھ بھی خرچ کرنے کا موقع نہ ملے گا۔ شیرہ کی کمی اور اُس کی زیادہ قیمت ہونے کی وجہ سے اور اس کے ساتھ ساتھ آبکاری کے عملہ کی نگرانی کی بدولت ناجائز شراب کشی کے موقع کم ہیں ۔ اسکے علاوہ پرانے لیسنس داروں میں سے زیادہ تر اب دوسرے کاموں میں لگ گئے ہیں اس لئے اس سے بھی آبکاری کے جرائم میں کمی کی اُمید ہے۔ ضلع کے مختلف گاؤں میں حسب معمول پروپیگنڈا ہوتا رہا۔ آبکاری افسر ضلع اور ان کے عملے نے ضلع بھر میں ایک درجن سے زیادہ جلسے کئے۔ مواضعات کے میلوں اور ہفتہ وار بازاروں میں تقسیم کئے گئے۔

افیون کے صرف ۴ اجازت نامے دئے گئے۔ دیسی شراب کے کوارٹ بوتل کے دو وقتی اجازت نامے وضع عمل کے سلسلہ میں طبی ضروریات کے لئے دئے گئے۔

امتناع منشیات کی رپورٹ ضلع ایٹہ بابت مئی ۱۹۳۹ء

آریہ سماج ٹمپرنس سوسائٹی نے ضلع کے مختلف حصوں میں اس مہینہ میں ۲۷ جلسے کئے اپریل اور مئی ۱۹۳۹ء کا سنگیج مشن ٹمپرنس سوسائٹی نے ایک مفید اشتہار تقسیم کیا اور بیہواری کے مقام پر اسکول کی لڑکیوں اور گاؤں کی عورتوں کے لئے ترک منشیات کے متعلق ایک تقریر کا انتظام کیا۔ حالانکہ اس کا بہت کم پروپیگنڈا کیا گیا تھا۔ لیکن پھر بھی کافی اثر ہوا۔ اس کے علاوہ اس انجمن نے مختلف حصوں میں ترک منشیات کے متعلق تقریروں کا بندوبست کیا اور ایک ماہوار رسالہ کی سو کاپیاں تقسیم کیں۔ آبکاری کے انسپکٹروں نے اپنے دورہ کے زمانہ میں اپنے اپنے حلقوں میں ترک منشیات کے متعلق لوگوں سے بات چیت کی۔

اجازت نامے

افیون (عادی) تین اجازت ناموں کی تجدید ہوئی اور تین نئے اجازت نامے ان لوگوں

کو دیئے گئے جو باہر کے مرطوب مقامات سے پنشن وغیرہ لے کر واپس آئے ہیں اجازت ناموں کی جملہ تعداد ۱۸ ہوئی اور افیون کے استعمال کی مقدار ۲۹ تولہ ۳ ماشہ اور ۲ رتی رہی۔

افیون (فصلی)۔ ۴ تولہ افیون کے دو نئے اجازت نامے دیدون کو دوا کے طور پر استعمال کے لئے دئے گئے۔

افیون (وقتی ضرورت)۔ ۶ ماشہ افیون کے لئے طبی وجوہ کی بنا پر ایک اجازت نامہ دیا گیا

چرس (عادی)۔ اس مہینہ میں کل ایک اجازت نامہ دیا گیا کل تعداد ۲۰ ہوئی اور چرس کے استعمال کی مقدار ۷ تولہ اور ۹ ماشہ ہوئی۔

بھنگ۔ ان دو ویدوں کو جن کے پاس فصلی اجازت نامے موجود تھے دوا کی طور پر استعمال کے لئے ۸ چھٹانک بھنگ رکھنے کی اجازت دی گئی۔

ولایتی شراب۔ ۷ اجازت ناموں کی تجدید کی گئی اور ایک نیا اجازت نامہ دیا گیا کل تعداد ۲۶ ہوئی۔

دیسی شراب۔ اس مہینہ میں طبی وجوہ کی بنا پر دو وقتی ضرورت کے اجازت نامے دے گئے

مقدمات کی کارروائی۔ اس مہینہ میں ذیل کے واقعات گرفتار ہوئے۔

۱۔ ناجائز شراب کشی	۱
۲۔ شراب کا رکھنا	۳
۳۔ شراب نوشی	۲
۴۔ افیون رکھنا	۸
۵۔ چرس رکھنا	۵
۶۔ افیون پینا (مدک)	۳
۷۔ گانجہ رکھنا	۱
۸۔ تاڑی کا جرم	۲
مجموعہ	۲۵

ایٹہ کے حالات

یکم اپریل ۱۹۳۸ء سے امتناع منشیات کے لئے جو دو ضلعے منتخب کئے گئے تھے ان میں سے ایک ایٹہ تھا۔ یہ ضلع پہلے دو انسپکٹروں اور چار چپراسیوں کے ماتحت دو حلقوں میں منقسم تھا لیکن اس اسکیم کے شروع ہوتے ہی ضلع کو ۶ انسپکٹروں اور ۴۸ چپراسیوں کے ماتحت ۶ حلقوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ ضلع کا

ایک امتناعی بورڈ بنایا گیا اور تحصیلوں میں بھی امتناعی کمیٹیاں قائم کی گئیں تاکہ ان سے ترک شراب نوشی کے پروپیگنڈے میں مدد ملے۔ اس کے علاوہ ۴۶ نگران کمیٹیاں تمام ضلع میں قائم کی گئیں جنھوں نے دیہی حلقوں میں بہت مفید پروپیگنڈا کیا۔ وہ لوگ منشیات کے عادیوں کے پاس گئے ان کو ترک منشیات پر راضی کیا اور اُن پر جن پر کہ ناجائز طور پر شراب کشید کرنے یا چرا چھپا کر منشیات لانے کا شبہ تھا پوری نگرانی رکھی۔ منشیات کے ہزاروں عادیوں نے منشیات ترک کرنے کے اقرار ناموں پر دستخط کئے اور اس بات کا وعدہ کیا کہ اب وہ منشیات سے پرہیز کریں گے۔ سال کے دوران میں ۱۲۸۴ امتناع منشیات کے جلسے ہوئے اشتہارات اور ہینڈبل وغیرہ کانفرنسوں اور نمائشوں میں خوب تقسیم کئے جاتے تھے۔ نمانی کے مقام پر ضلع کی سیاسی کانفرنس کے موقع پر امتناعی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں ۲۰۰۰۰ ہزار سے زیادہ لوگ شریک تھے وہاں سامعین کے سامنے امتناع منشیات کے اغراض و مقاصد کی تشریح کی گئی۔ اس کے بعد ضلع کی امتناعی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں عالیجناب وزیراعظم بھی شریک تھے اور یہ کانفرنس ہر لحاظ سے بہت ہی کامیاب ثابت ہوئی۔ اس موقع پر ۳۰۰۰۰ سے ۴۰۰۰۰ تک مجمع تھا۔ عالیجناب وزیراعظم کی تقریر کا بیشتر حصہ امتناع منشیات کے بارے میں تھا۔ انھوں نے لوگوں سے درخواست کی کہ لوگ حکومت کی اختیار کردہ پالیسی میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں۔ اس موقع پر امتناع منشیات کی نمائش بھی کی گئی جس میں نقشے تصویریں اور اشتہار وغیرہ کی کافی تعداد تھی۔ بین الاضلاع کانفرنس بھی کی گئیں تاکہ پروپیگنڈا کرنے کے نئے طریقوں پر غور و فکر کیا جائے۔ شراب اور دوسری منشیات کے ان عادیوں کے درخواست دینے پر حکام ضلع نے اجازت نامے دیئے۔ اس سال افیون کے ۱۳۰، چرس کے ۲۳، بھنگ کے ۲، دیسی شراب کے ۲ اور ولایتی شراب کے ۵۴ اجازت نامے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ افیون کے ۴ میعادی اور ایک وقتی اجازت نامہ اور ولایتی شراب کے ۴ میعادی اجازت نامے بھی دیئے گئے۔ ان اجازت ناموں میں سے صرف چرس کا ایک اجازت نامہ منسوخ کیا گیا اس لئے کہ وہ شخص جس کو اجازت نامہ دیا گیا تھا آبکاری کے جرم میں ماخوذ ہو گیا تھا۔ امتناع منشیات شروع ہونے سے قبل اور اس کے بعد کے اعداد کے تقابل ذیل میں درج ہیں۔

	بعد امتناع	قبل امتناع
افیون	۱۰½ سیر	۱۸۰ سیر
چرس	۳½ "	۲۴۲ "
بھنگ	۶ "	۱۰۵۹ "
دیسی اسپرٹ	۶ گیلن	۹۸۶۴ گیلن
ولایتی شراب	۳۴/۸۰ امپیریل گیلن	۳۵/۸۲ امپیریل گیلن
دیسی شراب	۳۴/۸۰ " "	۱۲۶/۶۶ " "

شراب کی نکاسی میں کمی ہونے کے باوجود ناجائز شراب کشی میں بھی کمی ہوگئی ہے۔ اسی کی وجہ منظم پروپیگنڈا ہے جس نے کہ عوام کو منشیات کی خرابیوں سے آگاہ کردیا ہے اور دوسری وجہ اس کی انسدادی عملہ کی مستعدی ہے۔ سال زیر بحث میں ۲۰۷ واقعات پکڑے گئے جس میں ۱۴۵ آدمیوں کو سزائیں ملیں۔ ۱۳۸۰ روپیہ کی رقم ان لوگوں میں تقسیم کی گئی جنھوں نے آبکاری کے جرائم کی گرفتاری میں نمایاں کام کیا۔

عالیجناب وزیر آبکاری ڈاکٹر کیلاش ناتھ کاٹجو نے اپریل ۱۹۳۸ء کے شروع میں اس ضلع کا دورہ کیا۔ انھوں نے اکثر بڑے جلسوں میں تقریریں کیں اور خود حکومت کے پروگرام کی تشریح کی اور سامعین سے اس امر کی استدعا کی کہ وہ اس کام میں حکام کا ہاتھ بٹائیں آریہ ضلع پرتندی ٹمپرنس سوسائٹی اور کاسگنج اے۔ پی مشن ٹمپرنس سوسائٹی نے اس سال بہت مفید کام کئے۔

حکومت نے اپنی اس پالیسی کی تکمیل میں جو قدم اٹھایا ہے اس کا پورا پورا خیر مقدم کیا گیا۔ جو حکام اس کام پر معمور تھے عوام نے پوری طرح ان کی مدد کی پینے والے طبقوں کی اخلاقی اور مادی حالت میں ترقی معلوم ہوتی ہے مدہوشی اور اسی حالت میں لڑائی جھگڑے کے واقعات رونما نہیں ہوتے۔ آبکاری کے جرائم پر اچھی طرح قابو حاصل کرلیا گیا ہے اور ان اضلاع میں امتناع منشیات کا دوسرا سال بڑے جوش اور توقعات کے ساتھ شروع ہوا ہے۔

ضلع ایٹہ کی نشہ بندی کی ماہانہ رپورٹ بابت جون ۱۹۳۹ء

پروپیگنڈا۔ نشہ بندی کا عطیہ (۱۰۰۰ روپیہ) حاصل ہونے پر نشہ بندی بورڈ کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ کیا گیا اور حسب ذیل تجویزیں منظور ہوئیں۔

۱۔ ضلع کے ہر اہم تیوہار کے موقع پر نشہ بندی کیمپ اور بھجن منڈلیاں قائم کی جائیں۔

۲۔ ایک ضبط نشہ بازی بورڈ قائم کیا جائے۔

۳۔ گاؤں سدھار عملہ کی میجک لالٹینوں سے تماشے دکھانے کے انتظامات کئے جائیں۔

۴۔ ایٹہ ضلع نمائش میں ایک نشہ بندی پنڈال قائم کیا جائے۔

۵۔ تحصیلداروں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ نگراں کمیٹیوں کا پابندی کے ساتھ معائنہ کریں۔ ان کی کارگذاریوں کی رپورٹ کریں۔ پروپیگنڈا کو بڑھانے کے لئے مزید نگراں کمیٹیاں بنائیں اور ان کا باقاعدہ ریکارڈ رکھیں۔

گاؤں سدھار عملہ نے اپنے حلقوں کے مختلف دیہاتوں میں ۶۹ جلسے کئے۔ آریہ سماج ضبط نشہ بازی سوسائٹی ایٹہ نے ۲۵ جلسے کئے۔ انسپکٹر آبکاری ضلع ایٹہ اپنے دورہ کے موقع

پر بدنام دیہاتوں میں دو جلسے کئے۔ ایٹہ کے عورتوں کے کلب میں میجک لالٹین کا تماشا کیا گیا اور ضبط نشہ بازی کے سلائڈ دکھائے گئے۔

اجازت نامے۔ ماہ جون میں چار اجازت نامے (تین نئے اور ایک پرانا) دیے گئے کل ۸۵۰ اجازت نامے ہوئے۔

بھنگ۔ دو چھٹانک بھنگ کا صرف ایک اجازت نامہ طبی وجوہ کی بنا پر دیا گیا۔

ولایتی شراب۔ صرف دو اجازت ناموں کی توسیع کی گئی۔ مجموعہ ۲۸ ہوا۔

نشہ بازوں کی گرفت۔ ماہ جون میں حسب ذیل کام انجام دیا گیا۔

۱۔ بدمستی کے جرم میں	.. ..	۱
۲۔ شراب رکھنے	”	۱
۳۔ افیون	”	۲
۴۔ چرس	”	۵
۵۔ بھنگ پینا	”	۱
۶۔ خلاف قانون کشید	.. ..	۱
مجموعہ		۱۱

کاسگنج ریلوے پولیس نے کاسگنج اسٹیشن پر ایک شخص کو پکڑا جس کے پاس ۸۰ تولے افیون تھی وہ آدمی گرفتار کر لیا گیا ہے اور پولیس نے اس کا چالان کر دیا ہے۔

مین پوری میں امتناع منشیات کی رپورٹ بابت مئی ۱۹۲۹ء

پروپیگنڈا۔ حسب معمول ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدرسوں کے ذریعہ پروپیگنڈا ہوتا رہا۔ آبکاری انسپکٹروں نے بھی منشیات کے متعلق اپنی گفتگو جاری رکھی۔

گرفتاری اور انسداد۔ مئی کے مہینہ میں بھی گذشتہ ماہ کی طرح ۱۵ واقعات گرفتار ہوئے جنکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

شراب کا ایک۔ بھنگ کے ۱۰۔ افیون کے ۴ جملہ ۱۵۔ ۱۸ مقدمات کے فیصلہ ہوئے ان میں سے زیادہ تر چرس چرا چھپا کر لانے کے لئے تھے۔ چونکہ تاڑی کا زمانہ اپنے شباب پر تھا لہذا آبکاری کے انسپکٹروں کو خاص طور پر حکم دیا گیا تھا کہ وہ تاڑ کے درختوں کی نگرانی کریں لیکن تاڑی ٹپکانے کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

اجازت نامے۔ ذیل میں اجازت ناموں کی تفصیل درج ہے۔

افیون ۱۳۴ ۱۲ چھٹانک ۴ تولہ کا ہفتہ وار راشن۔

چرس ۲۷ ۲ چھٹانک ایک تولہ کا ہفتہ وار راشن۔

شراب ۲

۱۵ بھنگ کے اور ایک دیسی شراب کا وقتی اجازت نامہ دیا گیا۔

تخفیف شدہ عملہ کے باوجود ایسے ضلع میں جس میں چرا چھپا کر نشیات لانے کے واقعات بہت زیادہ تھے ابتک اسکیم کامیاب ہے۔

ضلع مین پوری میں ترک نشیات کی رپورٹ بابت ماہ جون ۱۹۳۹ء

پروپیگنڈا۔ حسب معمول ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدرسوں کے ذریعہ سے پروپیگنڈا ہوتا رہا۔ آبکاری کے انسپکٹر بھی اس مسئلہ پر لوگوں سے تبلیغ کرتے رہے۔

گرفتاری اور انسداد۔ ماہ گذشتہ کے ۱۵ واقعات کے مقابلہ میں اس مہینہ میں ۹ واقعات پکڑے گئے اسکی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

	شراب	بھنگ وغیرہ	افیون	میزان
آبکاری کا عملہ	..	۳	۱	۴
پولیس	۲	۲	۱	۵
	۲	۵	۲	۹

۱۳۔ معاملات کے فیصلے ہوئے۔ حسب معمول زیادہ تر واقعات چرس چرا چھپا کر لانے کے تھے چونکہ اس مہینہ میں تاڑی کا موسم اپنے پورے شباب پر تھا اس لئے آبکاری کے انسپکٹروں کو تاڑ کے درختوں کی نگرانی کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ تاڑی ٹپکا نے کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔

اجازت نامے۔ اجازت ناموں کی صورت حال ذیل میں درج ہے۔

افیون ــــ ۱۳۸ ــــ ہفتہ وار خرچ ۱۲ چھٹانک

چرس ــــ ۳۰ ــــ ہفتہ وار خرچ ۲ چھٹانک ڈھائی تولہ

ولایتی شراب ــــ ۱۰

بھنگ کے ۱۶ وقتی اجازت نامے گذشتہ ماہ سے جاری ہیں۔

علم۔ اس وقت تک عملہ کی کمی کے ساتھ اسکیم اچھی طرح چلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

ضلع بدایوں کی نشہ بندی کی ماہانہ رپورٹ بابت جون ۱۹۳۹ء

جون کے مہینہ میں ضلع بدایوں میں ضبط نشہ بازی کا زبردست پروپیگنڈا کیا گیا۔ ۲۰۳ نگران کمیٹیاں قائم کی گئیں جن کے ۱۳۸۷ ممبر ہیں۔ ہر نگراں کمیٹی کے حلقہ میں چار پانچ گاؤں شامل کر دیئے گئے ہیں اور ہر گاؤں سے کم سے کم ایک ایک ممبر لیا گیا ہے۔ ان کمیٹیوں کا یہ کام ہے کہ وہ عام جلسے منعقد کریں اور نشہ بازوں کے پاس جا جا کر اچھی طرح پروپیگنڈا کا انتظام کریں۔ ۷ تھانہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں جن کے کل ممبر ۱۴۲ ہیں۔ یہ کمیٹیاں بھی وہی کام کریں گی۔ جو نگراں کمیٹیاں کرتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ اپنے حلقہ کی نگراں کمیٹیوں کی جانچ بھی کریں گی۔ یہ تھانہ کمیٹیاں پانچ تحصیل کمیٹیوں کے ماتحت ہیں۔ جن کے ممبران ۹۷ ہیں یہ تمام کمیٹیاں ضلع نشہ بندی بورڈ کی زیر نگرانی ہیں جن کے ممبروں ۸۴ ہیں۔ اس طرح تمام کمیٹیوں کی تعداد ۲۲۶ اور تمام ممبران کی تعداد ۲۱۶۲ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ضلع کی پنچائتوں سے بھی یہ کہا گیا ہے کہ وہ نشہ بندی کے پروپیگنڈا کو بھی اپنا کام سمجھیں۔ کمیٹیوں کے اس جال بچھا دینے کا یہ نتیجہ ہے کہ ہر دیہات میں کم سے کم دو آدمی پروپیگنڈا اور جلسے کا کام کرنے والے ہو گئے ہیں۔

ہر مہینہ کے آخری سنیچر کو سارے ضلع میں یوم نشہ بندی منایا جائے گا۔ اس دن ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل بورڈ کے تمام اسکول جلوس نکالیں گے اور جلسے کریں گے۔ اسکول کے مدرسین کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ یوں تو اپنے حلقہ کے تمام دیہاتوں میں دورے کیا ہی کریں لیکن یوم نشہ بندی کے موقع پر خاص طور سے ہر ہر گاؤں جائیں۔

غیر سرکاری معززین کی تقریروں کا بھی انتظام کیا جا رہا ہے ان تقریروں کو دیہاتیوں کے لئے دلچسپ بنانے کی یہ تجویز ہے کہ وہاں گانے والوں اور میجک لالٹینوں کا بھی انتظام کیا جائے ضبط نشہ بازی کے عہد ناموں پر بھی سارے ضلع میں دستخط کرائے جانے والے ہیں ایسے اشتہارات بھی وقتاً فوقتاً تقسیم ہو رہے ہیں۔ جن سے لوگوں کو نشہ بندی کی تعلیم ہو۔

جون کے مہینہ میں انسپکٹران آبکاری نے ۹۷ دیہاتوں کے دورے کئے۔ ۳۲ جلسے کئے اور ۳۰ نشہ بازوں سے ملاقات کی جو گاؤں نشہ بندی کی اسکیم سے پہلے نشہ بازی میں بہت بدنام تھے ان میں سے ایک ایک گاؤں ہر انسپکٹر آبکاری کی نگرانی میں کر دیا گیا ہے۔ انسپکٹران آبکاری نے گاؤں والوں کی مالی اور جسمانی حالت کی بھی جانچ کی ہے چنانچہ چار پانچ مہینوں کے بعد اس کی رپورٹ دیجائے گی۔

موضع بیوران تحصیل گنور میں گاؤں سدھار نے ایک جلسہ کیا جس میں بہت سے لوگ شریک ہوئے اور حکومت کو نشہ بندی کی اسکیم بدایوں میں جاری کرنے پر مبارکباد دی گئی۔ ضلع کانگریس کمیٹیوں سے پانچ

جلسے کئے جن میں شریک ہونے والوں کی تعداد ۳۰۰۰ سے زیادہ تھی۔
پچھلے مہینہ میں انسپکٹران آبکاری نے کل ۱۲۵ معاملے آبکاری اور افیون ایکٹ کے ماتحت گرفتار کئے۔ ان میں سے ایک خلاف قانون کشید کا معاملہ تھا۔
اس مہینہ میں صرف ایک چرس کا اجازت نامہ دیا گیا ہے۔ فی الحال افیون کے کل اجازت نامے ۵۵ ہیں جن میں ۲۰۰ تولے فی ہفتہ افیون صرف کرنے کی اجازت ہے۔ چرسیوں کو صرف ۷ اجازت نامے حاصل ہیں جن کی رو سے ۶۰ تولہ فی ہفتہ چرس استعمال کر سکتے ہیں ولایتی شراب کے اجازت نامے صرف ۳۵ ہیں حکیموں اور ویدوں کو بھی ۸ اجازت نامے دئے گئے ہیں۔
اس مہینہ میں ایک مقامی ہفتہ وار اخبار درشن نے نشہ بندی نمبر شائع کیا۔ اس کی کاپیاں خرید کے تمام گاؤں سدھار اسکولوں کو تقسیم کردی گئیں۔ نشہ بندی کے کام میں عوام کی ہمدردی حاصل کرنے کی ہر کوشش کی جارہی ہے۔ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نشہ بندی کی اسکیم کو ہر جگہ پسند کیا جارہا ہے۔

ضلع بدایوں کی نشہ بندی رپورٹ بابت جولائی ۱۹۳۹ء

ماہ جولائی میں ضلع بدایوں کے عملہ مال و آبکاری نے سو سے زیادہ جلسے کئے اور ۲۵۶ دیہاتوں میں نشہ بندی کا تبلیغی کام کیا۔ موضع اجھیانی میں ایک جلسہ ہوا جس میں ضلع آبکاری افسر نے صدارت کی اور چیرمین ڈسٹرکٹ بورڈ و دیگر معزز حضرات نے تقریریں کیں۔ جلسہ کے بعد میجک لالٹین سے تماشہ بھی دکھایا گیا۔ دوسرا عام جلسہ جگناتھ پور میں ہوا جس میں دوسرے معزز حضرات کے علاوہ چودھری بدن سنگھ ایم ایل۔ اے۔ نے بھی تقریر کی۔ انسپکٹر آبکاری نے بذات خود کئی نشہ بازوں سے ملاقات کی جنھوں نے وعدہ کیا کہ آیندہ وہ کسی قسم کے نشہ کو ہاتھ سے بھی نہ چھوئیں گے۔ اس کے علاوہ چھ سو آدمی نشہ بندی کے عہد ناموں پر دستخط بھی کر چکے ہیں۔ مہینہ کے آخری سنیچر کو میونسپل بورڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ کے اسکولوں نے یوم نشہ بندی منایا جس میں جلسے کئے گئے اور جلوس نکالے گئے۔ نگراں کمیٹیوں نے بھی دیہاتی حلقہ میں نشہ بندی کا کافی پروپیگنڈا کیا۔ ضلع نشہ بندی بورڈ نے ۲۰ ستمبر سے نشہ بندی ہفتہ منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے کئی کمیٹیاں بن گئی ہیں اور دیہاتی حلقوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ کام کیا جارہا ہے۔
اس مہینہ میں ۳۳ وارداتیں افیون اور آبکاری قوانین کے ماتحت پکڑی گئیں۔ پچھلے مہینہ میں صرف ۲۲ کی گرفت ہوئی تھی۔ ان ۳۳ وارداتوں میں سے ۳ خلاف قانون کشید۔ ۲۰ خلاف قانون شراب رکھنے۔ ۵ چرس رکھنے۔ ایک بھنگ اور ۴ افیون رکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ موضع رسولپور پر خاص توجہ

دی جا رہی ہے اس لئے کہ یہ خلاف قانون کشید میں بہت بد نام ہے لیکن رپورٹوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں قابل اطمینان کامیابی ہو رہی ہے۔

ماہ جولائی میں غیر ملکی شراب کے صرف دو اجازت نامے دئے گئے یعنی کل اجازت نامے ۳۹ ہوئے۔ معیادی اجازت ناموں کا مجموعہ اس مہینہ میں ۱۱ ہوا۔ اب تک ½ ۵ تولہ فی ہفتہ افیون خرچ کرنے کے لئے افیون پینے والوں کے کل اجازت نامے ۲، اور ½ ۶ تولہ فی ہفتہ چرس خرچ کرنے کے لئے چرس پینے والوں کے کل اجازت نامے ۱۸ ہوئے ہیں۔

ضلع جونپور میں امتناع منشیات کا ہفتہ منانے کی تفصیل ۲۶ جون ۱۹۳۹ء سے یکم جولائی ۱۹۳۹ء تک

ان ضلعوں میں جہاں استعمال منشیات ممنوع قرار دیا گیا ہے جونپور نے ترک منشیات کا ہفتہ منانے میں پیشقدمی کی ہے تاکہ اس قلیل عرصہ میں ضلع کے کونے کونے میں عوام میں پرجوش پروپیگنڈا کے ذریعہ سے شراب نوشی کی عادت کے خلاف ایک جوش پیدا کر دیا جائے۔ ضلع امتناعی بورڈ کے زیر اہتمام ۲۶ جون ۱۹۳۹ء سے یکم جولائی ۱۹۳۹ء تک یہ ہفتہ منایا گیا۔ بورڈ نے ذیل کے اشخاص پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کر دی تھی تاکہ ایک اسکیم تیار کر لی جائے۔

۱۔ بابو دیپ نرائن ورما صدر انجمن گاؤں سدھار۔

۲۔ ڈی ایس تواری۔ انسپکٹر شہر آبکاری اور نائب سکریٹری ترک منشیات بورڈ۔

۳۔ بابو رامیشور پرشاد سنگھ ایڈیٹر سے وصدر شہر کانگریس کمیٹی۔

۴۔ پنڈت رام بہاری شکلا (داعی)۔

۱۵ جگہوں پر جن میں سے کچھ ضلع کے بہت ہی دور دراز مقامات پر تھے جلسے ہوئے جن میں سے اکثر میں ہزاروں کا مجمع تھا اور افسروں اور غیر سرکاری لوگوں کے مابین ہفتہ کو کامیاب بنانے میں مقابلہ تھا۔ ان جلسوں میں سے ۱۳ کی صدارت کلکٹر ضلع نے کی اور ۲ کی کپتان پولیس نے۔ آبکاری افسر ضلع اور سکریٹری ترک منشیات بورڈ ضلع نے انتظامات میں مشورہ دیا اور بہت سے جلسوں میں شرکت کی سامعین میں اچھوت اور منشیات کے عادیوں کی بھی نمائندگی تھی اور اسکیم کے متعلق انھیں آزادانہ طور پر اظہار رائے کی اجازت تھی۔ یہ بات قابل صد شکر تھی کہ انھوں نے خود سرکاری کوششوں کو سراہا۔ مثالیں دے کر ان کو یہ بھی بتایا گیا کہ وہ خاندان جو شراب وغیرہ سے پرہیز کرتے تھے شادی بیاہ اور دوسرے ایسے مواقع پر وہ زیادہ خرچ کرنے لگے ہیں۔ تقریباً تمام ہر دو جلسوں میں نشہ آور

چیزوں کے خلاف پابندیوں پر عملدرآمد کرانے اور بینوشی کے خلاف ایک زبردست تبلیغ کرنے میں عوام نے اور خصوصاً شراب پینے والوں نے اپنے اپنے ہاتھ اٹھا کر تعاون کرنے کی آمادگی ظاہر کی۔

بہت سے جلسوں میں شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں کے عادیوں کی خرابی کے متعلق تقریریں کی گئیں اور میجک لالٹین سے تصویریں دکھائی گئیں اور تفریح کے لئے گاؤں سدھا کے ریڈ پوسٹ کا بھی انتظام کیا گیا۔

۳۰ جون ۱۹۳۹ء کو شہر جونپور کے ٹاؤن ہال میں اس ہفتہ کے آخری تقریب میں ایک جلسہ ہوا جس میں ہزاروں کی تعداد میں ہر گروہ کے لوگ شریک ہوئے۔ اس جلسہ کی صدارت کلکٹر ضلع نے کی اور دیگر افسران اور ہر نظریہ کے عائدین بھی اس میں شریک ہوئے۔ ان لوگوں کی تقریریں بہت پسند کی گئیں۔ ایک چمار عورت نے لوگوں سے اپیل کی کہ مردوں کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ وہ اپنی اس خراب اور رکیک عادت کو چھوڑ دیں تاکہ عورتوں اور بچوں کو کھلانے کے لئے زیادہ مل سکے۔ اس نے اس بات کی بھی استدعا کی کہ تاڑی کی دوکانیں بھی بند کر دی جائیں اور قرب و جوار کے ضلعوں میں بھی امتناع منشیات جاری کر دیجائے۔ عورت کی اس اپیل کا حاضرین پر خاص اثر ہوا۔

محکمہ صحت عامہ نے براہ مہربانی اس خاص موقع کے لئے امتناع منشیات پر اپنے صدر مقام سے فلم منگوایا تھا جو اس جلسہ کے بعد اور دوسرے دن شام کو دکھایا گیا جس میں بہت لوگ شریک ہوئے۔

عام خیال یہ ہے کہ ان تمام تقریبات کی وجہ سے عوام ترک منشیات کے عادی ہو گئے ہیں اور اس اہم اخلاقی اصلاح کو کامیاب بنانے کے لئے زمین تیار کر رہے ہیں۔ بہرحال منشیات کا پیغام موثر طریق پر ۲۵۰۰۰ آدمیوں کو اور ان کے ذریعہ سے ضلع کے ہر مرد عورت اور بچہ کو پہونچایا گیا۔

جون ۱۹۳۹ء میں ضلع جونپور کے امتناع منشیات کا کام

ضلع امتناع بورڈ کی مجلس انتظامیہ نے خیال کیا کہ اب وہ وقت آگیا ہے جب امتناع منشیات کی طرف سے بہت ہی پر جوش پروپیگنڈا کیا جائے تاکہ ضلع کے کرنے کرنے میں عوام کے احساسات برانگیختہ ہوں۔ چنانچہ یہ طے کیا گیا کہ ۲۶ جون سے ۳۰ جون تک امتناع منشیات کا ہفتہ منایا جائے اور اس کام کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کر دی گئی۔

۱۵ مختلف مقامات پر بہت ہی کامیاب جلسے ہوئے جن میں سے اکثر میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ جلسوں میں افسروں غیر سرکاری عمائدین اور اچھوت اقوام کے لیڈر۔ اور ایک چمار عورت نے تقریریں کیں۔ کئی جلسوں میں حاضرین کو میجک لالٹین کے تماشوں ریڈیو اور ترک منشیات کے فلم سے (جو محکمہ صحت عامہ کے صدر مقام سے منگایا گیا تھا) محظوظ کیا گیا۔ یہ تقریبات بہت ہی نتیجہ خیز تھیں اور یہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ نشہ پینے والی ذاتوں میں یہ جوش پیدا ہو گیا ہے کہ وہ اپنی اصلاح کرنے کے لئے تلے ہوئے ہیں اور اپنی قوم سے مے نوشی اور دیگر منشیات کے بدنما دھبے مٹا ڈالینگے۔

عام خیال یہ ہے کہ ان تقریبات کی وجہ سے عوام میں منشیات سے قطعی پرہیز کی خواہش پیدا ہو گئی ہے جس سے اس اہم سماجی اور اخلاقی اصلاح کے لئے زمین تیار کرنے میں مدد ملیگی۔ ترک منشیات کا پیغام بہت ہی موثر طریقہ پر ۰۰۰ ۲۵ کے مجمع کو اور ان کے ذریعہ سے ضلع کے ہر مرد عورت اور بچہ تک پہونچایا گیا۔ اس ہفتہ سے یہ فائدہ بھی اٹھایا گیا کہ ضلع امتناع بورڈ سب کمیٹیوں کے کام کا اور گاؤں کی نگراں کمیٹیوں کے کام کا جائزہ لیا جائے اور یہ چیز قابل مسرت ہے کہ ان تمام کمیٹیوں نے بہت کافی پروپیگنڈا کیا ہے۔

جون کے آخری ہفتہ میں محکمہ صنعت و حرفت نے کھجور کے ایک مظاہرہ کرنے والے کو بھیجا۔ حالانکہ تاڑی نکلنے کے لئے یہ موسم اچھا نہیں تھا تاہم صدر میں دو اور اندرون ضلع میں تین کامیاب مظاہرے کئے گئے۔ ان مظاہروں میں تاڑی بیچنے والے تاڑی اتارنے والے تاڑ کے درختوں کے مالک شریک تھے۔ ان سب نے کافی دلچسپی لی اور اس صنعت کے عملی کاموں کے متعلق بہت سے دقیق سوالات کئے۔

آبکاری انسپکٹر اپنے اپنے حلقہ میں مفید پروپیگنڈا کرتے رہے اور امتناع منشیات کے ہفتہ کے علاوہ انھوں نے اس مہینہ میں ۷ اور جلسے کئے۔

انسدادی عملہ برابر مستعدی سے کام کرتا رہا اور ۲ ناجائز شراب کشی کے واقعات ۵ دوسرے شراب کے جرائم۔ ۱ بھنگ وغیرہ کے واقعات اور ۳ مدک پینے کے واقعات پکڑے گئے۔ ناجائز شراب کی نکاسی بند کرنے میں ان گرفتاریوں کا اثر لازمی ہوگا۔

اس مہینہ میں ایک ولایتی شراب کا ۳ چرس کے اور ایک افیون کا اجازت نامہ دیا گیا۔ اسوقت تک ۲۵ ولایتی شراب کے ۴۵ گانجہ کے ۵۰ چرس کے اور ۲۵۲ افیون کے اجازت نامے اس ضلع میں دئے جا چکے ہیں۔ آئندہ مہینہ میں اجازت ناموں کی تجدید کے

موقع پر مقدار میں کافی کمی کی امید ہے۔
پروپیگنڈا کی امداد اور انسدادی تدابیر کے جاری کرنے سے امید کی جاتی ہے کہ امتناع منشیات کی اسکیم بہت کامیاب ثابت ہو گی۔

ضلع جونپور کی نشہ بندی رپورٹ بابت جولائی ۱۹۳۹ء

اس مہینہ میں ضلع جونپور کے اندرونی حصّوں میں جلسوں اور پنچائتوں کے ذریعہ جن میں سرکاری اور غیر سرکاری دونوں حضرات نے تقریریں کیں نشہ بندی کے خلاف ایک سرگرم پروپیگنڈا کیا گیا۔ تقریباً ۱۵ جلسوں اور ۳ پنچائتوں میں لوگوں کو نشہ بازی کی برائیاں بتائی گئیں اور ان کو اس بات کی تبلیغ کی گئی کہ وہ ان بُری عادتوں کو چھوڑ دیں۔ انسپکٹر آبکاری اور عملہ کے دوسرے لوگوں نے چماروں کی ایک پنچائت میں بھی تقریریں کیں اور ان کو یہ سمجھایا کہ وہ شراب کی کشید بند کر دیں جس کی وجہ سے وہ لوگ بہت بدنام ہیں اور سنجیدہ زندگی بسر کریں تاکہ اپنی آمدنی اپنے رہنے سہنے اور اپنے بچوں کی تعلیم پر خرچ کر سکیں۔ اس کے علاوہ انسپکٹران آبکاری نے اپنے اپنے حلقوں کے دیہاتوں میں دورے کئے اور وہاں کے باشندوں کو اپنی بات چیت سے نشہ بندی کے فائدے بتائے۔ کھجور سے گڑ بنانے والوں نے مچھلی شہر اور منگرا باد شاہ پور میں دو مظاہرے کئے جن سے لوگوں نے بڑی دلچسپی لی۔

مدافعتی عملہ نے بڑی مستعدی سے کام کیا اور ۲۵ آبکاری جرائم کی گرفت کی۔ اس زمانہ میں ۲ گانجہ اور ۳ افیون کے اجازت نامے دئے گئے اور ۴ ولائتی شراب۔ ۳ گانجہ ایک چرس اور ۵ افیون کے اجازت نامے منسوخ ہوئے۔ اس طرح ولائتی شراب کے کل اجازت نامے ۲۱۔ گانجہ کے ۲۴۔ چرس کے ۴۹ اور افیون کے ۲۵ ہوئے۔ پچھلے مہینہ کے مقابلہ میں افیون۔ چرس اور گانجہ کی مقدار تصرف بھی کم کر دی گئی ہے اور اب ان کی مجموعی مقدار حسب ذیل ہے۔

افیون۔ ۳۷ ½ تولے کے مقابلہ میں ۔ ۳۲ تولے
چرس۔ ۱۴ ½ تولے کے مقابلہ میں ۔ ۱۰ تولے
گانجہ۔ ۵ تولے کے مقابلہ میں ۔ ۴ تولے

ضلع لکھنؤ کی آبکاری

ابھی حال میں چند انگریزی اخباروں میں ضلع لکھنؤ کے آبکاری کے انتظام کے بارے میں گمراہ کن خبریں شائع ہوئی ہیں جن کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ موجودہ حکومت کی پالیسی سے آبکاری ۔

جرائم میں اضافہ ہوگیا ہے اور اس ضلع میں مختلف نشہ آور چیزوں میں کمی معلوم ہوتی ہے وہ نشہ کرنے والوں میں زیادہ پرہیز کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ ان کی ضرورتیں ناجائز طریق پر پوری ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ لکھنؤ کے تجربہ سے یہ ظاہر ہے کہ اگر حکومت ترک منشیات کے متعلق اپنی موجودہ پالیسی پر عمل پیرا رہی تو سارے صوبہ میں یہی حالت رونما ہوگی۔ اس دلیل میں بہت کچھ مغالطہ ہے اور مفاد عامہ کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں منظر عام پر لانا ضروری ہے۔

۲۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ضلع لکھنؤ میں حکومت نے امتناع منشیات کی اسکیم کا نفاذ نہیں کیا ہے بلکہ محض ایک معتدل روک تھام کی پالیسی اختیار کی ہے حکم امتناع اس کے بعد نافذ کیا جائے گا لیکن وہ وقت آنے کے قبل معترضین کو ڈر کر واویلا کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ منشیات اور شراب بیچنے والوں کا بڑے سے بڑا حامی بھی یہ گوارا نہیں کرے گا کہ چند مجرموں کے لوٹ کھسوٹ اور نفع کی وجہ سے حکومت ان تمام کارروائیوں سے ہاتھ روک لے جن سے نشہ بازی محدود ہو جائے اور پرہیزگاری بڑھے۔

۳۔ آئندہ پالیسی کے سوال کو بالائے طاق رکھتے ہوئے موجودہ حکومت نے سوائے ان ضلعوں کے جہاں اس نے امتناع منشیات رائج کیا ہے اور کہیں بھی آبکاری کی دیرینہ اور بنیادی پالیسی کے مناسب طریق پر رائج کرنے کے سوائے اور کچھ نہیں کیا ہے۔ ضابطہ آبکاری کا قاعدہ نمبر ۳ نظام آبکاری کی بنیادی پالیسی کی تشریح کرتا ہے یعنی یہ کہ "ان لوگوں کی خواہشات کو کم کرنا جو آبکاری کی چیزیں استعمال نہیں کرتے اور جو ایسا کرتے ہیں ان کو اس کی زیادتی سے بچایا جائے"۔ جب موجودہ حکومت برسرکار آئی تو اسے معلوم ہوا کہ محاصل کے اضافہ کی بوکھلاہٹ میں یہ پالیسی بالکل ہی طاق نسیاں کردی گئی تھی اگرچہ زبانی جمع خرچ اب بھی جاری تھا لیکن حکومت کی آبکاری کی پالیسی نشہ آور چیزوں کی نکاسی بڑھانے کی تھی۔ مختلف نشہ آور چیزوں کے خوردہ فروشی کے نرخ مقرر نہ تھے اور ٹھیکہ داروں کو ان چیزوں کی قیمت کم کر کے ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کی ہمت افزائی کی جاتی تھی۔ یہ مقابلہ اس قدر سخت تھا کہ بہت سے حلقوں میں خوردہ فروشی کی قیمتیں اتنی کم ہوگئی تھیں کہ ان میں نفع کی کوئی صورت نہ تھی۔ کہا جاتا ہے کہ بہت سے ٹھیکہ دار دیوالئے ہوگئے لیکن پھر بھی نشہ آور چیزیں اور سرکاری آمدنی جس کا ان پر انحصار تھا بڑھتی گئی۔ لیسنس دار دوکانوں کی تعداد اتنی زیادہ ہوگئی تھی جو اس صوبہ میں اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ چونکہ دوکانوں میں پینے کی ترغیب زیادہ تھی اس لئے اس قسم کے لیسنس بڑھادئے گئے تھے۔ اپنے افسران اعلیٰ کی مفروضہ منشا کے مطابق آبکاری عملہ نے لیسنس داروں کی ان غیر قانونی حرکتوں کی طرف سے اس وقت تک چشم پوشی کرنی تھی جب تک کہ

بکری میں اضافہ ہوتا رہے اگر وہ مجوزہ اوقات کے علاوہ نشہ آور چیزیں فروخت کرتے تھے تو گرفتار نہیں کئے جاتے تھے۔ شرابیوں کی دلچسپی بڑھانے کے لئے انھیں کھیل تماشے وغیرہ رکھنے کی اجازت تھی۔ چند قصبوں میں لیسنس دار ریڈیو سٹ رکھتے تھے گانے وغیرہ کا انتظام کرتے تھے اور شرابیوں کی آسانی کے لئے لاریاں چلاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح بکری میں اضافہ ہوا اور یہ مٹیں اس وجہ سے جائز گردانی گئیں کہ یہ سب ناجائز نشہ آور چیزوں کی فروختگی کی روک تھام کے لئے تھیں۔

۴۔ موجودہ حکومت نے اپنا یہ اخلاقی فرض جانا کہ اس قسم کی صورت حال کو جاری نہ رہنے دیا جائے۔ سر ریہ آرائے حکومت ہوتے ہی اس نے نظام آبکاری کو بگڑنا شروع کیا۔ آبکاری کے عملہ پر یہ چیز ظاہر کر دی گئی کہ نظام آبکاری کا مقصد نشہ سے اجتناب ہے نہ کہ مے نوشی میں اضافہ اس نظام کے قواعد میں جو ڈھیل تھی وہ سب دور کر دی گئی۔ اس کے بعد مالی سال سے حکومت نے اس کی کوشش کی کہ نشہ نہ استعمال کرنے والوں کو کسی قسم کی ترغیب نہ دلائی جائے اور لوگ نشیلی چیزوں کے عادی ہیں ان میں اس کی کثرت نہ ہونے پائے۔ اس سلسلہ میں جو کارروائیاں کی گئیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) دوکانوں کی تعداد میں کمی

(۲) شراب پلانے والی دوکانوں کے لیسنس کی تعداد میں کمی۔

(۳) مختلف نشہ آور چیزوں کی خوردہ فروشی کی قیمت اس نرخ پر مقرر کرنا جو سرجان کے زمانہ میں تھی۔

(۴) بعض شہری علاقوں میں سرکاری انتظام کی دوکانیں کھولنا۔

پہلے بطور تجربہ سرکاری انتظام کی دوکانیں لکھنؤ۔ الہ آباد۔ جونپور اور بجنور میں کھولی گئیں۔ موجودہ مالی سال رواں سے بعض حلقوں میں اس قسم کی دوکانیں کھولی گئیں۔ اس طریق کار میں اور معمولی لیسنس دینے کے طریقہ میں دو طرح کے فرق ہیں۔

(۱) دوکانوں کے احاطہ میں شراب پلانے کی اجازت نہیں ہے (۲) فروخت کرنے والے سرکاری تنخواہ دار ملازم ہے۔ مختلف نشہ والی چیزوں کی خوردہ فروشی کی قیمت وہی ہے جو دوسرے طریقوں سے بکری کی قیمت ہوتی ہے اور یہ کہنا غلط ہے کہ اس طریقہ سے قیمتیں بڑھا کر نا جائز طور پر نشہ والی چیزوں کی تجارت میں مدد ملتی ہے۔ اس طریقہ سے لوگوں کی توجہ نشہ والی چیزوں کی طرف سے کم ہو گئی ہیں اور شراب وغیرہ کا استعمال گھٹ گیا ہے۔ چونکہ فروخت کرنے والا ایک تنخواہ دار ملازم ہوتا ہے جسے ایک مقررہ تنخواہ ملتی ہے اس لئے اسے زیادہ بکری بڑھانے کی فکر نہیں رہتی اور چونکہ دوکانوں میں پینے کی اجازت نہیں ہوتی ہے اس لئے پینے والوں کو خاص شوق نہیں پیدا ہوتا

لہذا جب تک کہ آبکاری کی پالیسی کا مقصد ترغیب شراب نوشی میں کمی ہے اس وقت تک اس طریقہ کار کو برا نہیں کہا جا سکتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ پینے والوں کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے مواقع نہ ملیں مگر یہ ضرور مقصد ہے کہ انھیں غیر ضروری ترغیب و تحریص سے بچایا جائے۔ لہذا معترضین کے اعتراضات کا ماحصل یہ ہے کہ جب تک حکومت روک تھام کے تمام طریقوں میں جس سے شراب کی نکاسی اور اس کے استعمال میں کمی ہو ڈھیل نہ دے گی اس وقت تک ناجائز شراب وغیرہ کی تجارت ہوتی رہے گی۔ اگر صورت حال یہی ہے تو کسی مہذب حکومت کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں ہے کہ وہ اس برائی کو روکنے کے لئے مناسب کارروائی کرے۔

۵۔ قبل اس کے کہ یہ نوٹ ختم کیا جائے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جرائم کے اضافہ کے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے اس کے متعلق بھی کچھ واقعات بیان کر دئے جائیں۔ محکمہ آبکاری کے خیال میں اس صوبہ میں چرا چھپا کر افیون کی مقدار بہت کم ہے اور اس میں اضافہ کے امکانات بہت محدود ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ اب افیون کی کاشت کی نگرانی حکومت ہند کے ماتحت ہے لہذا وہ ذرائع جن سے افیون چرا چھپا کر لائی جا سکتی ہے بہت ہی محدود ہیں۔ جب تک افیون کی کاشت پر پوری نگرانی ہے اس کی قیمت فروخت کی وجہ سے خفیہ طور سے افیون کا سودا کرنے پر کوئی خاص اثر نہ پڑیگا۔ جب سے وسطی ایشیا کے حکام نے چرس کے برآمد پر پابندی عائد کر دی ہے اس کی بھی یہی صورت ہے۔ اس صوبہ میں چرس دو طرح سے خفیہ طور پر لائی جا سکتی ہے (۱) خفیہ فروش پنجاب کی لیسنس دار دوکان سے مال خرید کرے جہاں چرس زیادہ ارزاں ملتی ہے اور پھر وہاں سے اس صوبہ میں لائے۔ اور (۲) وسطی ایشیا سے لیکر اس صوبہ میں آئے یا پنجاب کے خفیہ فروشوں کے گودام سے لائے۔ جہاں تک تیسرا کا تعلق ہے حکومت کو پورا اطمینان ہے کہ اس طرح پر چرس چرا چھپا کر نہیں لائی جا سکتی۔ حکومت پنجاب نے اس صوبہ کے گرد و نواح کے پنجاب کی دوکانوں پر چرس کی نکاسی کے لئے مقدار معین کر دی ہے۔ ان دوکانوں کی گذشتہ چند سالوں کی چرس کی نکاسی کے اعداد و شمار دیکھنے سے ان کی بکری میں کوئی غیر معمولی اضافہ نہیں معلوم ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ سارے پنجاب میں چرس کی بکری گر رہی ہے۔ پنجاب میں چرس کی خوردہ فروشی کی مقدار اور چرس رکھنے کی مقدار مقرر ہے اور وہ اس قدر کم ہے کہ اتنی قلیل مقدار میں اس صوبہ کے اندر چرس لانا خفیہ فروش کے لئے فائدہ مند نہیں ثابت ہو سکتا۔ اس کے علاوہ انسدادی عملہ خاص کی رپورٹ ہے کہ گذشتہ دو سال میں پنجاب سے صوبہ متحدہ میں چرس کو خفیہ طور پر لانے میں کمی ہو گئی ہے۔ ان حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے جو چرس کی نکاسی میں کمی معلوم ہوتی ہے تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ ناجائز طریق پر اس کی بکری بڑھ گئی ہے۔ شراب کے متعلق حکومت کا یہ خیال نہیں ہے کہ خوردہ فروشی کی قیمت میں کمی کر دینا یا مے نوشی کی آسانیاں

ہم پہونچانا اس مسئلہ کا حل ہیں۔ معترضین کا اعتراض اس نظریہ پر مبنی ہے کہ شراب کی ناجائز فراہمی اور جائز فراہمی میں مقابلہ ہو رہا ہے اور اگر موخر الذکر کی قیمتوں میں کمی کر دی جائے تو اول الذکر کی نکاسی میں کمی ہو جائے گی ورنہ اس کے خلاف ہوگا۔ یہ دلیل مغالطہ انگیز ہے۔ ناجائز شراب ۴ آنہ سے ۶ آنہ بوتل مل سکتی ہے اور جائز شراب اس حکومت کے آنے کے قبل بھی ایک روپیہ فی بوتل سے کم نہیں ملتی تھی تو ان دونوں شرابوں میں کم سے کم ۱۰ آنہ فی بوتل کا فرق ہے۔ یہ فرق اس قدر زیادہ ہے کہ مقابلہ کرکے ناجائز شراب کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ موجودہ حکومت نے جائز شراب کی قیمت میں چند آنوں کا اضافہ کر دیا ہے جس سے فرق اور بھی زیادہ ہوگیا ہے لیکن اس نمایاں فرق پر اس مزید اضافہ سے کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ لہٰذا حکومت کا خیال ہے کہ ناجائز شراب کشی اور اس کی خوردہ فروشی کی قیمت کا کچھ زیادہ اثر نہیں ہے مختلف مقا[مات] کے خاص ماحول کی وجہ سے ناجائز شراب کشی ایک اہم مسئلہ ہوگیا ہے اور حکومت کا خیال ہے کہ اس کے طے کرنے کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ عوام میں اس کا احساس پیدا کیا جائے اور انسدادی اور تفتیش ذرائع اور زیادہ سخت کئے جائیں۔

۶۔ آخر میں یہ بھی بتا دینا ضروری ہے کہ آبکاری کے عملہ نے جو واقعات پکڑے ان کے اعداد کے دیکھنے سے آبکاری کے جرائم کے صحیح حالات نہیں معلوم ہوتے۔ یہ اعداد عملہ کی اہلیت پر موقوف ہیں اور ان میں کمی یا زیادتی انسدادی عملہ کی سختی کے ساتھ اپنے فرائض کے انجام دہی پر مبنی ہے۔

زراعت

صوبجات متحدہ میں امداد باہمی
آلو کی منڈی
ایک اسکیم

از ج۔ پ۔ مسرا۔ ایم۔ اے

آلو صوبہ جات متحدہ کے پہاڑی اضلاع مثلاً نینی تال، الموڑہ اور گڑھوال کی ایک خاص فصل ہے کمایوں کی تمام پہاڑی علاقوں میں بڑے پیمانہ پر آلو کی کاشت ہوتی ہے اور وہاں کے کسانوں کے لئے یہ اہم ترین ذریعہ معاش ہے۔ سال میں دو بار کسان آلو کی فصل تیار کرتے ہیں اور بہتیرے کسان ایسے

ہیں جو اس کے علاوہ کسی اور چیز کی کاشت نہیں کرتے۔

پیداوار

آلو جو پہاڑی مقامات میں پیدا ہوتا ہے اس کی ایک تھوڑی مقدار تو مقامی طور پر صرف ہوتی ہے اور زیادہ حصہ تانکپور، ہلدوانی، رام گڑھ، کوٹ دوارا اور بھوالی وغیرہ کے بازاروں میں چلا جاتا ہے اور وہاں سے دوسرے میدانی مقامات پر بھیجا جاتا ہے۔ میدانوں کے رہنے والے نومبر کے آخیر تک پہاڑی آلو استعمال کرتے ہیں اور اس کے بعد خود ان کے یہاں کی آلو کی فصل تیار ہوتی ہے۔ تخمینہ یہ ہے کہ صرف ہلدوانی کی منڈی سے تقریباً دس لاکھ من آلو میدانوں میں آتا ہے۔ تقریباً ۴ لاکھ من آلو تانکپور سے اور تقریباً ۵۰۰۰۰ من بھوالی سے بھیجا جاتا ہے۔

منڈی کا طریقہ

غلہ وغیرہ کی طرح آلو کی منڈی بھی بالکل دلالوں کے ہاتھ میں ہے۔ آلو کی پیداوار کے حلقوں میں بڑی بڑی منڈیاں قائم ہوگئی ہیں جو بطور گودام کے اور میدان کی بڑی بڑی منڈیوں مثلاً بریلی، کانپور لکھنؤ اور کلکتہ کو مال پہونچانے کا کام کرتی ہیں۔ اگر کاشتکاروں کے پاس وقت ہوتا ہے تو وہ خود اپنا مال لے کر بازار جاتے ہیں اور وہاں تھوک فروشوں کے ہاتھ فروخت کرڈالتے ہیں۔ عام رائج قاعدہ یہ ہے کہ کچے یا پکے آڑھتیوں کے ایجنٹ جو گاؤں گاؤں پھرتے ہیں انھیں کے ہاتھ پیداوار فروخت کردیجائے آڑھتیے کسانوں کو دل کھول کر قرضے تقسیم کرتے ہیں اور اسی طرح پر انھیں آڑھتیوں کے ہاتھ اپنی پیداوار فروخت کرنے پر مجبور کردیتے ہیں۔ آیندہ فصل میں بازار میں جو قیمت ملنے کی امید ہو اس کے ۵۰ فیصدی تک قرضہ دیدیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف اوقات پر پیداوار کے لئے یا اس کے علاوہ زیادہ تر گذر اوقات کے لئے بھی قرضے دئے جاتے ہیں۔ جب آخر میں فصل فروخت کی جاتی ہے اس وقت یہ قرضے قیمت میں سے کاٹ لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح پر قرضوں کے کاٹ لینے کے بعد کسانوں کے پاس بہت تھوڑی رقم رہ جاتی ہے اور انھیں پھر کاشت وغیرہ کیلئے قرضہ لینا ہوتا ہے۔

وہ کاشتکار جو آڑھتیوں کے مقروض نہیں ہوتے۔ اُن کے ساتھ عموماً آڑھتیے یہ کرتے ہیں۔ کہ جب وہ اپنی پیداوار لے کر آئیں تو جس تخمینی قیمت کے ملنے کا ان کو خیال ہے اس کا ۶۰ فیصدی سے کچھ زائد کسانوں کو دیدیتے ہیں۔ کچھ قیمت لے کر کسان اپنے گھر چلا جاتا ہے کہ باقی آکر لیگا۔ آڑھتیا کسان کی غیر موجودگی میں مال بیچتا ہے اور عموماً اس قیمت سے جو اُسے وصول ہوئی ہے۔ بہت کم کسان کو دیتا۔ اور اس کمی کی عموماً وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مال سڑ گیا تھا اور اُسے مجبوراً

بازار میں سستے داموں بیچنا پڑا۔ اکثر اس سے بھی زیادہ خراب صورت پیش آتی ہے جب آڑھتیا مال کا کچھ حصّہ فروخت کر دیتا ہے اور خود نفع رکھ لیتا ہے اور پھر کسان سے یہ کہتا ہے کہ اُس کا مال بُری طرح سڑ رہا تھا جو اُسے پھینکنا پڑا تاکہ دوسرے مال پر اس کا اثر نہ پڑے۔

خرابیاں

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں۔ جن کا کہ کاشتکار شکار ہوتا ہے۔ اڑھت کے خرچ بہت زیادہ ہوتا ہے اور آسانی سے ۳ ر اور ۵ ر فی من کے درمیان ہوتا ہے۔ اُس کے علاوہ بہت سا بازار کا خرچہ مثلاً تولائی۔ بھرائی۔ کروا۔ کانا۔ باربرداری اور گوشالہ وغیرہ دینا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بازار میں عموماً بے ایمانی سے مال تولتے ہیں اور من مانی تخفیف اور چوری وغیرہ کرتے ہیں۔ ان سب کا مجموعی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان سب میں کسان کے مال کا ۱۰ فیصدی نکل جاتا ہے اور باقی کے لئے جو کچھ بھی اڑھتیا دے اُسے مجبوراً لینا پڑتا ہے۔ کسانوں کی بنیادی کمزوری یہ ہے کہ وہ بحیثیت سودا کرنے والے کے بازار کا مروج نرخ نہیں جانتے اور نہ بازار میں خریداروں سے برتاؤ کا حال انھیں معلوم ہے۔ اگر اس معاملہ میں اُن کو کچھ معلوم بھی ہوتا تب بھی اُن کی حالت کچھ بہتر نہ ہوتی کیونکہ وہ اڑھتیوں کے قرضہ سے اس طرح لدے ہوئے ہیں کہ انھوں نے اڑھتیوں سے وعدہ کر لیا ہے کہ وہ اپنا مال ان کے ہاتھ جس قیمت پر بھی وہ لینا چاہیں دینگے۔ نینی تال اور الموڑہ کے ضلعوں میں تمام آلو کے کاشتکار اڑھتیوں کے ہاتھوں میں اخلاقی طور پر پھنسے ہوئے ہیں اور اسی سے اُن کی مفر محال معلوم ہوتی ہے۔

امداد باہمی نظام

لہذا اب مسئلہ یہ ہے کہ آلو کے کاشتکاروں کو اڑھتیوں کی اقتصادی غلامی سے کیونکر آزاد کرایا جائے اور انھیں کس طرح ان کے مال کی معقول قیمت ملے۔ اُس کے کامیاب بنانے کا سب سے موثر طریقہ یہ ہے کہ فروخت کا انتظام کیا جائے۔ گروہ بنا کر فروخت کرنا انفرادی طور پر فروخت کرنے سے زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں نقصان کے اور مقابلہ کے کم موقع ہیں اور اس طرح پر زیادہ سے زیادہ قیمت مل سکتی ہے

ایک اسکیم

پہاڑی ضلع مثلاً نینی تال اور الموڑہ میں آلو کی کاشت کو ترقی دینے اور اُس کی فروخت کے

لئے آسانیاں بہم پہونچانے کے لئے گذشتہ چند دنوں سے محکمہ امداد باہمی اس مسئلہ پر غور کر رہا ہے آلو کے منڈی کے انسپکٹر (جوئی جگہ جو حکومت نے نکالی تھی) ابھی حال میں مفصل طور پر سروے کیا ہے اور یہ بات اس سروے سے یقین کو پہونچی ہے کہ آلو کی کاشت کرنے والے کسانوں میں امداد باہمی منڈی کی کافی گنجائش ہے اور اس طریقہ کار سے ان کو بہت کافی بچت ہوسکتی ہے۔

انجمنوں کا بنانا

تجویز یہ ہے کہ کسی منڈی کے پانچ میل کے دائرہ میں ۱۲- اچھے گاؤں منتخب کر لئے جائیں۔ ہر گاؤں میں ایک امداد باہمی منڈی انجمن قائم اور کاشتکاروں سے اس میں شامل ہونے پر اصرار کیا جائے محکمہ زراعت کے رائج کئے ہوئے اچھے قسم کے آلو کے بیج جمع کرنا کھلانے کے آلو فروخت کرنا تاکہ ممبروں کو مناسب قیمت ملے اور اڑھتیے اور دوسرے لوگوں کے دھوکہ سے بچیں۔ انجمن کے خاص مقاصد ہوں گے۔ اور اس انجمن کا منتہا مقصد یہ ہوگا کہ یہ کثیر المقاصد انجمن ہو جائے جو گاؤں کے تمام کام جیسے جیون سدھار، قرض فروخت اور بہتر کاشت انجام دے۔

انجمنیں

اسی طرح پر جو انجمنیں گرد و نواح کے گاؤں میں بنینگی ان کا الحاق منڈی کی انجمن سے ہوگا۔ انجمن کے ممبران اپنا اپنا مال لے کر بڑی انجمن میں آویں گے اور پھر یہ بڑی انجمن اس مال کو اپنے گودام میں رکھے گی اور جب قیمتیں موافق ہوں گی تو ان کو فروخت کرے گی۔ مال کی نگہداشت کے لئے انجمن ایک معمولی سی رقم جو ۱/ یا ۲/ فی من ہوگی لے گی۔ یہ بات قابل لحاظ ہے کہ یہ رقم اس رقم سے کسی قدر کم ہے جو اڑھتیے وصول کرتے ہیں اور جو ان کے اور ان کے ایجنٹ دھوکہ سے لے لیتے ہیں۔ قبل اسکے کہ مال گودام میں رکھا جائے ان میں سے چھوٹے بڑے اور خراب اور اچھے آلو حساب سے الگ کر لئے جائیں گے تاکہ بازار میں ایک خاص قسم کا آلو بیچنے میں آسانی ہو۔ یہ بڑی انجمن (مشترکہ انجمن) جو ہوگی وہ بازار کے مروج نرخ، موسم کی پیشین گوئی آئندہ فصل میں کاشت ہونے والے رقبہ کا تخمینہ اور اسی قسم کی دوسری معلومات جن کا اثر قیمتوں پر ہو معلوم رکھے گی۔ ان کے لئے کمیشن ایجنٹوں کی ضرورت ہوگی۔ اگر یہ معلوم ہو کہ کوئی ایک اڑھتیا گودام میں رکھے ہوئے آلو کی مناسب قیمت دے گا یا دلانے کی کوشش کرے گا تو ایسی صورت میں مال فروخت کیا جا سکتا ہے۔ اس بات کی کوشش کی جائے گی کہ محکمہ کے اس عملہ کے ذریعہ جو میدان کی آلو کی خاص منڈیوں میں متعین ہیں ان کے ذریعہ براہ راست آلو کی فراہمی کے لئے بات چیت کی جائے۔

اسکیم پر عملدرآمد

اسکیم متذکرہ بالا پر اب عمل درآمد شروع ہوگیا ہے تاکہ گرمی کی فصل پر قابو رہے۔ اس وقت شروع میں آلو کی منڈی کے لئے دو مرکز ایک بھوالی میں اور دوسرا گرام پانی میں قائم کر دیا گیا ہے اور ان کے گرد و نواح کے گاؤں میں ۵ میل کے دائرہ میں ۲۵ انجمنیں قائم کردی گئی ہیں۔ آلو منڈی انسپکٹر کے ماتحت کام میں ترقی کے لئے مناسب عملہ اور روپیہ دیدیا گیا ہے اسسٹنٹ رجسٹرار انجمنہائے امداد باہمی، بریلی کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہلدوانی کے امداد باہمی بینک سے اس اسکیم کے لئے روپیہ دلوائیں اہم ترین میدانی مقامات کے عملہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ آلو کے تاجروں سے مل کر آلو کیلئے آڈر حاصل کریں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس سال ہر ایک مرکز سے ۱۰۰۰۰ من آلو سے زیادہ فروخت ہوگا۔

ترتیب

جن مواضعات میں امداد باہمی کی انجمنیں قائم کی گئی ہیں وہ مواضعات زراعتی ترقی کی اسکیم میں شامل ہیں اور محکمہ زراعت کے عملہ وہاں اور زیادہ کام کرنے کے لئے پابند کر دیا گیا ہے۔ لہذا یہ طے کیا گیا ہے کہ محکمہ زراعت کے افسر اور صوبہ جاتی منڈی افسر سے مشترکہ طریقہ سے کام کرنے کے متعلق اکثر بات چیت کی جائے تاکہ کام دھرانہ ہو۔ گرام پانی میں محکمہ زراعت کا ایک بیج گودام ہے انجمن کے ممبروں کو اس میں بیج آلو جمع کرنے کی اجازت دیدی گئی ہے۔

آئندہ کی تجویز

اگر یہ اسکیم کامیاب ثابت ہوئی تو تاڑی کھیت، الموڑہ۔ بھیم تال وغیرہ کی منڈیوں میں بھی مشترکہ انجمن قائم کی جائے گی۔ بھوالی اور گرام پانی کے مرکزوں کے گرد جو موجودہ انجمنیں قائم ہیں ان کے حلقے اور بڑھا دیئے جائیں گے تاکہ یہ اسکیم زیادہ گاؤں میں پھیلے اور زیادہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں۔

زراعتی پیداوار کی منڈی بنانا

نظام امداد باہمی کی ضرورت

از۔ بی۔ ڈی۔ کپور

پرانے زمانے کے کاشتکاروں کو خرید و فروخت کی مشکلات نہیں تھیں۔ اس زمانہ میں کاشت

زیادہ تر اپنی ضروریات کے لئے ہوتی تھی۔ ہر کاشتکار اپنے لئے اپنے اہل و عیال کے لئے اپنے نوکروں اور اپنے کھیت کے مویشیوں کے لئے غلہ پیدا کرتا تھا کھیت میں جو روئی ہوتی تھی اسے گھروں میں عورتیں کاتتی تھیں اور گاؤں کے کپڑا بننے والے (جولاہے) بنتے تھے۔ ضروریات کی دوسری چیزیں سوداگر بچا ہوا غلہ لے کر دیدیتے تھے۔ اس طرح پر اس وقت غلہ کا بازار عام طور پر خاندان کے لئے اور پھر قرب و جوار کے تجارتی مرکزوں میں محدود تھا۔ کاشتکار بازار کی ضرورتوں کو سمجھ سکتا تھا اور پھر اسی کے مطابق غلہ پیدا کرتا تھا۔ وہ خود خریداروں سے معاملت کر سکتا تھا لہٰذا منظم طریقہ پر منڈی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

آبادی کا بڑھنا رسل و رسائل کے ذریعوں میں ترقی بڑے شہروں کی اپج اور فیشن کی نئی چیزوں کا رواج ان سب باتوں نے زراعت میں قطعی تبدیلی پیدا کر دی۔ بجائے اس کے کہ کھیت خود اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ہوتے اب یہ ترقی کر کے تجارتی زراعت میں آ گئے یعنی یہ کہ غلہ کا اس لئے پیدا کیا جانا کہ وہ دور دراز کے مقامات پر جا کر فروخت ہو۔ ایسے کاشتکاروں کی تعداد بڑھتی گئی جو کسی ایک خاص فصل کا یا بہت سی فصلوں کا نقد معاوضہ لیں۔ اور کھانے اور کپڑا کی چیزیں جو پہلے گھروں میں تیار ہوتی تھیں وہ زیادہ مقدار میں خرید کی جانے لگیں۔

ان صورت حالات کے ماتحت پرانے بازار صرف مقامی ہی بازار نہیں رہ گئے۔ یہ بازار اکثر شہر اور قصبوں میں کسانوں کے کھیت سے سیکڑوں اور ہزاروں میل دور ہوا کرتے تھے۔ اب کسان کی اپنی پیداوار کے خریدار سے براہ راست معاملت ختم ہو گئی اور اب وہ اپنی فصل درمیانی بیوپاری کے ہاتھ فروخت کرنے لگا۔ اور یہ درمیانی شخص تجربہ کے بنا پر غلہ کی خرید و فروخت میں ماہر ہو گیا اور اس طرح پر خرید و فروخت کا ایک پیچیدہ طریقہ پیدا ہو گیا۔ اور بہت سے دلال دیہات کے تاجر تھوک فروش کرایہ پر خرید و فروخت کرنے والے اور خوردہ فروش پیدا ہو گئے۔

خرید و فروخت کے میدان میں وسعت ہو جانے کی وجہ سے ایک ملک کے کاشتکاروں کا دوسرے ملکوں کے کاشتکاروں سے مقابلہ ہو گیا۔ مثلاً یہ کہ ہندوستان کے گیہوں کی قیمت پر اسٹریلیا اور کیناڈا کی پیداوار کا اثر پڑا کیونکہ ان جگہوں میں گیہوں کی کاشت زیادہ ہے۔ اب غلہ کی قیمت کا مدار طلب و رسد کے عنصر پر مبنی ہے۔ جس کو کہ ایک معمولی کسان نہ تو سمجھ سکتا ہے اور نہ اس پر اس کا کوئی اثر ہو سکتا ہے۔ اس طرح پر تجارتی زراعت کی ترقی کے ساتھ خرید و فروخت کے مسائل سامنے آئے ہیں اور خرید و فروخت کے نئے طریقے معلوم کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔ یہ ضرورت صرف امداد باہمی کے اصولوں پر انجمنوں کو ترتیب دینے سے حل ہو سکتی ہے جس سے کہ زراعتی پیداوار کے منافع کا بڑا حصہ کسانوں کی جیبوں میں ہو سکتا ہے۔ وہ طریقے جن سے کہ کھیتوں کی پیداوار خریداروں کے دروازہ تک لائی جائے وہ بھی منڈی بنانے کے کام

میں شامل ہیں۔ مثلاً یہ کہ بہت سے کسانوں کی پیداوار کسی ایک مرکزی مقام پر بھیجنے کے لئے اکٹھا کی جائے۔ پھر وہاں پر اس کے درجہ بنائے جائیں، بوری بندی ہو اور پھر گاڑی پر لاد کر بازار بھیجا جائے۔ وہاں پر پھر پوری گاڑی تھوک فروش کے حوالہ کر دی جائے جو اسے ڈھیریوں میں الگ کرے اور بڑے خوردہ فروشوں کے ہاتھ فروخت کرے۔ اور پھر یہ بڑا خوردہ فروش اسے چھوٹی ڈھیریوں میں کر کے بنیوں اور چھوٹے خوردہ فروشوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے۔ پھر یہ خوردہ فروش ان گاہکوں کے ہاتھ بیچتے ہیں جن کی اوسط خریداری بہت کم ہوتی

وہ کارخانے یا افراد جو خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں ان کو دلال کہتے ہیں۔ کھیت کا غلہ اس وقت تک فروخت نہیں ہو سکتا جبتک کہ یہ تمام کام نہ انجام پا جائیں۔ اگر ایک امداد باہمی انجمن یہ سب کام انجام دیتی ہے تو وہ بھی ایک دلال کی حیثیت رکھتی ہے۔ فرق یہ ہے کہ یہ ان سب کاموں کو زیادہ اچھے طریقہ سے اور کفایت سے کرتی ہے۔

کہا یہ جاتا ہے کہ کسان کو غلہ کی نکاسی میں مدد کی ضرورت نہیں ہے انھیں یہ چاہیئے کہ وہ اپنی تمام توجہ کم سے کم صرفہ میں زیادہ سے زیادہ غلہ پیدا کرنے پر صرف کریں۔ لیکن بقول ڈبلو۔ ایم۔ جارڈین کے "کاشتکار کی کامیابی کا انحصار عمدہ پیداوار اور اچھے بازار پر مبنی ہے" اس میں شک نہیں کہ غلہ کی خرید و فروخت میں معلومات اور تجربہ کی بہت ضرورت ہے اور بہت سے دلالوں میں یہ خوبیاں ہوتی ہیں اور کسانوں میں نہیں ہوتیں لیکن یہاں اس امداد کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسان خود خرید و فروخت کریں۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نظام میں جس کے مطابق غلہ فروخت ہو اس میں کسان کا ہاتھ لازمی ہو۔ جبتک کہ ایک کسان کی پیداوار اچھی سے اچھی قیمت پر نہیں بکتی ہے کسان کو اچھی کاشت سے پورا فائدہ نہیں ہوتا۔

لہذا کسانوں کو چاہیئے کہ وہ منڈی بنانے کی امداد باہمی انجمن میں شریک ہوں تاکہ انکی پیداوار کفایت کے ساتھ اور ٹھکانے سے بک سکے اور انھیں وقت اور موسم کے لحاظ سے زیادہ سے زیادہ معاوضہ ملے۔ کسان کا معاوضہ بہت سی باتوں پر مبنی ہے وہ باتیں یہ ہیں (۱) خرید نے والے ملک کی خوشحالی (۲) دوسری چیزوں کی قیمت (۳) جو چیز کہ فروخت کی جارہی ہے اسکی فراہمی (رسد) (۴) جو چیز کہ فروخت کی جارہی ہے اس کی قسم، خوبی، درجہ اور حالت (۵) جو لوگ کہ اسے فروخت کر رہے ہیں ان کی ہوشیاری اور تجربہ اور (۶) زراعتی پیداوار کی منڈی پر مرکزی کنٹرول کی حد، اپنی انجمنوں کے ذریعہ سے کسان اپنی فروختگی کو اپنے نفع کے لحاظ سے مختلف بازاروں میں سارے فصل بھر تقسیم کر سکتے ہیں۔ خریدار صرف ایسے ذریعہ سے معاملت کرتے ہیں جو غلہ کی قیمت اور بازار کے نرخ سے واقف ہوتا ہے۔

انفرادی طور پر کسان بازار پر قابو نہیں رکھ سکتا۔ "وہ چیزیں جن سے کہ بہت سی زرعی پیداوار کے نرخ کا تخمینہ کیا جاتا ہے وہ اسقدر وسیع اور پیچیدہ ہیں کہ ان پر کسی ایک غلہ یا کسی ایک

آدمی کے خرید و فروخت کے تجربہ کا اثر نہیں ہو سکتا۔"

ہم خرید و فروخت کے مسئلہ میں ساکن نہیں رہ سکتے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں اور بعض وقت یکایک تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اسلئے وہ انجمنیں جو زرعی پیداوار کے فروخت کرنے کا کام کرتی ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تبدیلیوں کے مطابق کام کریں تیار رہیں۔ لیکن امداد باہمی انجمنیں زیادہ اچھی طرح اس کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ اسکے علاوہ امداد باہمی انجمن برابر زرعی کاشت کی خرید و فروخت کے لئے اچھے طریقے معلوم کرنے کی کوشش کرتی رہتی ہیں۔ ایک نجی اور ایک امداد باہمی کی خرید و فروخت کی انجمن میں فرق کی ایک خاص وجہ ہے خرید و فروخت کے تسلسل میں دلال صرف ایک کڑی ہے۔ اس کا مقصد گیہوں یا مویشیوں کو کسان سے یا دوسرے فروخت کرنے والوں سے اپنے گاہکوں کو ایسی قیمت پر دینا ہے کہ اس کو اپنا خرچہ اور اس کے علاوہ مناسب نفع بھی مل جائے۔ جب تک کہ اسے برابر رسد ملتی ہے اور نفع ملتا ہے اسے اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ کاشتکار کو اس کی فصل سے کیا ملا یا خریدار نے اس غلہ کے لئے کیا دیا۔

امداد باہمی انجمنیں نقصانات کو کم کرنے اور منڈی کے صرفہ کو کم کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ وہ معیاری اوزان استعمال کرتی ہیں اور معیاری درجے بناتی ہیں تاکہ فروخت نہ ہونے والی چیزوں کو بڑی منڈیوں میں نہ لیجایا جائے۔ وہ اپنے گاہکوں کی مانگ کی جانچ کرتی ہیں تاکہ وہ انکو اسی قسم کا مال فراہم کریں جس سے ان کی ضروریات پوری ہوں۔ یہ انجمنیں کاشتکاروں اور خریداروں ایک دوسرے سے قریب لانے کی فکر کرینگی۔ جب امداد باہمی انجمنوں کی مالی حالت اچھی ہو جائیگی اور ان میں تجربہ ہو جائیگا اسوقت وہ ان چیزوں پر جن پر کہ قیمتوں کا دارومدار ہے زیادہ آسانی سے قابو حاصل کر سکینگی۔

گنے کا سڑنا

یو۔ پی کے وسطی اور دیگر حصّوں سے حال ہی میں اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ گنے کے رقبوں میں کچھ گنے کی بیماری پھیل گئی ہے۔ یہ بیماری جولائی کے مہینہ میں ظاہر ہوئی ہے۔ معلوم کیا گیا ہے کہ یہ بیماری (Stinking rot) یا گنا سڑنے کی بیماری ہے۔ شروع میں کچھ بارش ہوئی اور پھر رک گئی۔ موسم گرم اور مرطوب ہو گیا اس سبب سے یہ بیماری پھیل گئی۔ یہ بیماری زیادہ تر ان رقبوں اور کھیتوں میں دیکھی گئی ہے جن میں اگولے کے کیڑوں نے اثر کیا ہے اس بیماری میں لال نسیں یا دھاریاں بھی پتوں میں دیکھی گئی ہیں۔ یہ لال دھاریاں ایک دوسری بیماری کے

سبب سے ہوتی ہیں۔ شروع میں پتیوں کے سرے مرجھاتے ہیں اور سوکھ جاتے ہیں اور پھر گنے کے اگوے سڑنے لگتے ہیں اس کے بعد بیماری نیچے کے حصوں میں بڑھتی ہے اور اس کے سبب سے گودا میلا اور لال ہو جاتا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں پودے کی نرم جھلی پلپلی ہو جاتی ہے اور پھر رس کی شکل میں بدل جاتی ہے اور اس سے بہت بدبو آنے لگتی ہے یہ ایک قسم کے کیڑوں کے سبب سے ہوتا ہے جو کہ رس کے ذریعہ سے پڑوس کے گنوں میں پہنچ جاتے ہیں اور ان میں بیماری پھیلا دیتے ہیں۔ جب موسم موافق ہوتا ہے تو بہت سے گنوں کے جھنڈ برباد ہو جاتے ہیں۔ یہ حالت بھی رقبوں میں کچھ کھیتوں میں دیکھی گئی ہے۔ بارش کے شروع ہونے سے بیماری رک گئی ہے اور امید کیجاتی ہے کہ آئندہ اور زیادہ نہ پھیلے گی لیکن یہ بات بہت ضروری ہے کہ بیمار گنے ان کھیتوں سے فوراً ہٹا دئے جائیں جن میں بیماری کا اثر ہو تاکہ تندرست گنوں میں بیماری نہ پھیل سکے۔ چونکہ سال کے اس حصہ میں گنے نہیں جل سکتے اس لئے ان کو گہری زمین میں دفن کر دینا چاہئے۔ بالکل سڑے یا آدھے سڑے ہوئے گنے حالانکہ اس موسم میں اور زیادہ نقصان کھیتوں میں نہیں پہنچا سکتے لیکن انکے سبب سے آئندہ سال میں بونے والے اگوؤں میں بیماری پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ بونے کے استعمال میں لائے جانیوالے گنوں میں لگے ہوئے کیڑے فصل میں اور زیادہ بیماری پھیلانے کا باعث ہوں۔ بشرطیکہ موسمی حالت بھی اس بیماری کے پھیلانے کے موافق ہو۔ اس لئے جن کاشتکاروں کے کھیتوں میں یہ بیماری پائی جاتی ہے ان کو بہت زیادہ تاکید کے ساتھ مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ فوراً بیمار پودوں کو ہٹا دیں۔ اور ان کے ساتھ ویسا ہی عمل کریں جیساکہ اوپر ہدایت کی گئی ہے۔ اگر کسی صاحب کو اس بارے میں اس سے زیادہ ہدایات حاصل کرنا ہو تو وہ قریب ہی کے زراعتی یا گنے کے ترقی دینے والے پاگرام سدھار کے عملے سے حاصل کر سکتے ہیں۔

یو۔پی۔ زراعتی ریسرچ کمیٹی

یو۔ پی زراعتی ریسرچ کمیٹی کا سولھواں جلسہ ۱۰ اگست ۱۹۳۹ء کونسل ہاؤس لکھنؤ میں زیر صدارت آنر بل وزیر زراعت یو۔ پی منعقد ہوا۔ اس کمیٹی کے ۱۱ ممبر ہیں جن میں زراعت وٹرنیری اور محکمہ صنعت کے افسران اعلیٰ۔ ڈائرکٹر امپیریل انسٹی ٹیوٹ شوگر ٹکنالوجی۔ یونیورسٹیوں کے ممتاز ماہرین سائنس۔ مجلس قانون ساز

کے نمائندے اور محکمہ زراعت کے سائنس عملہ کے ممبران شامل ہیں۔ اس کمیٹی نے زراعت سے تعلق رکھنے والے سائنس مسئلوں اور خصوصیت کے ساتھ زراعت ریسرچ کی ان اسکیموں کے بابت حکومت کو مشورہ دیا ہے جو مالی امداد کے لئے زراعت ریسرچ کی امپیریل کونسل کے سامنے پیش کی جانے والی ہیں۔

اس کمیٹی نے ریسرچ اسکیم کی پندرہ تجویزوں پر غور کیا اور ان میں سے ۱۴ کے لئے یہ سفارش کی کہ وہ زراعت ریسرچ کی امپیریل کونسل کے پاس منظوری اور مالی امداد کے لئے روانہ کر دی جائیں۔ ان تجویزوں میں جو تحقیقاتی کام تجویز کئے گئے ہیں وہ ہمالیہ کے پہاڑی مویشیوں کی بہتری۔ کاشت کئے ہوئے چارہ کی غذائی طاقت اور جس مٹی میں یہ چارہ اُگتا ہے اس سے چارہ کا تعلق۔ مویشیوں کی غذا اور دودھ کی پیداوار۔ فارمنگ۔ تمباکو کی بہتری۔ فصلوں کا بدلنا اور یو۔ پی کی غذائی ضرورت کے مطابق فصلوں کی تبدیلی کی ترتیب۔ آم کی بلیک ٹپ بیماری۔ علیگڈھ مسلم یونیورسٹی کے اگریکلچر انٹی مالوجی میں بی۔ اے پاس طالب علموں کی ٹریننگ خوشبودار پودوں کی کاشت۔ بکریوں کی نسل کو بہتر بنانے کے تجربہ کو جاری رکھنے۔ یو۔ پی کے اوکھ پیدا کرنے والے حلقوں کا سروے کرنے۔ گھی پر ریسرچ کرنے اور دوسرے کاموں سے تعلق رکھتے ہیں۔

متفرق اہم اطلاعات

کانگریس حکومت کی ایک نئی اسکیم

مصنفوں شاعروں اور محبان وطن کیلئے ایک بہترین موقعہ

محکمہ گرام سدھار نے یہ طے کیا ہے کہ سال میں چار بار دیہات سے متعلق کچھ مضمون، افسانے، نظمیں اور مختصر ڈرامے مصنفوں اور شاعروں سے لکھوائے جائیں اور ان پر کافی معاوضہ بھی دیا جائے اور دیہات سے متعلق کارٹونوں اور تصویروں پر بھی انعام دیا جائے۔ معاوضہ طے ہو جانے کے بعد وہ نظمیں مضامین یا تصویریں کتابی صورت میں یا "ہل" میں شائع کرا دئے جائیں۔ اُردو ہندی یا کسی بھی ضلع کی دیہاتی بولی میں لکھی ہوئی کہانیاں ڈرامے مضمون اور نظمیں قبول کی

جائینگی۔ اس قسم کی چیزیں بھیجنے والوں کی سہولیت کے لئے قواعد درج ذیل ہیں۔

قواعد

۱۔ جو مضمون ڈرامہ نظم یا کہانی بھیجی جائیں وہ یا تو ٹائپ میں ہوں یا خوشخط حروف میں کاغذ کے ایک ہی طرف لکھی جائیں۔

۲۔ نظم ۵۰ شعروں سے زیادہ نہ ہو۔

۳۔ زبان نہایت آسان موثر اور عام لوگوں کی سمجھ میں آجانے والی ہو۔

۴۔ اردو۔ ہندی۔ بھوجپوری۔ اودھی۔ بیسواڑی۔ بندیل کھنڈی۔ پہاڑی وغیرہ کسی بھی صوبجاتی زبان کی نظم مضمون کہانیاں قبول کی جائیں گی۔

۵۔ کہانی میں الفاظ ۵۰۰ سے لے کر ۱۵۰۰ تک ہو۔

۶۔ فیصلہ کرنے والی کمیٹی کا فیصلہ آخری ہوگا۔

۷۔ مقابلہ میں آئی ہوئی کہانی نظم وغیرہ کی کاپی رائٹ ڈپارٹمنٹ کے حق میں محفوظ ہوگا۔

۸۔ یہ ڈرامے کہانی یا مضمون دیہات یا دیہاتی زندگی سے متعلق کسی بھی موضوع پر رکھے جا سکتے ہیں۔

۹۔ طالب علم استاد مضمون نویس شاعر سرکاری ملازم زمیندار تاجر سبھی لوگ اس مقابلہ میں حصہ لے سکتے ہیں۔

۱۰۔ مضمون نظم کہانی وغیرہ ۱۰ اگست، ۱۰ نومبر، ۱۰ فروری اور ۱۰ مئی تک افسر محکمہ توسیع تعلیم سول سکریٹریٹ یو۔پی۔ لکھنؤ کے پاس بذریعہ رجسٹری پہونچ جانا چاہئے۔ لفافہ کے اوپر بائیں جانب یہ الفاظ لکھ دئے جائیں٭ "برائے مقابلہ دیہاتی ادب"۔

۱۱۔ کسی بھی مضمون کہانی یا نظم کے چھپوانے یا نہ چھپوانے اور ترمیم تنسیخ کرنے کا حق محکمہ ہی کو ہوگا۔

۱۲۔ کافی تعداد یا اعلیٰ معیار کے کسی قسم کے مضمون نہ آنے پر فیصلہ کرنے والی کمیٹی کو انعام کی تعداد کم کرنے یا کسی انعام کو ایک سے زیادہ مقابلہ کرنے والوں میں تقسیم کر دینے کا اختیار ہوگا۔

٭ پہلی برائے مقابلہ دیہاتی ادب آخری تاریخ ۳۱ اگست تک بڑھا دی گئی ہے۔

انعام کی تعداد اور رقم

کہانی

(تقریباً ۱۰۰۰ سے لے کر ۱۵۰۰ الفاظ تک ہونی چاہیے)

اول	..	..	..	۲۵ روپیہ
دویم	..	..	..	۱۵ روپیہ
سویم	..	..	..	۱۰ "
چہارم	..	..	..	۵ "

مختصر ڈرامے

(جو آدھ گھنٹے سے پون گھنٹے میں کھیلا جا سکے)

اوّل	..	..	..	۲۵ روپیہ
دویم	..	..	..	۱۵ "
سویم	..	..	..	۱۰ "
چہارم	..	..	..	۵ "

نظم

(۵۰ شعروں سے زیادہ نہ ہوں)

اوّل	..	..	..	۲۵ روپیہ
دویم	..	..	..	۱۵ "
سویم	..	..	..	۵ "

مضمون

(۵۰۰ سے ۱۰۰۰ الفاظ تک)

اوّل	..	..	..	۱۰ روپیہ
دویم	..	..	..	۵ "

تصویر یا کارٹون

اوّل	..	..	..	..	۲۵ روپیہ
دوئم	..	..	..	..	۱۵ "
سوئم	..	..	..	..	۱۰ "

نوٹ:۔ کارٹون اور تصویریں کسی بھی سائز کی ہوں۔ کارٹون صرف کالی سیاہی سے بنے ہوں تصویریں یکرنگی یا کئی رنگ کی ہوں۔

افیسر توسیع تعلیم
سول سکریٹریٹ یو۔پی
لکھنؤ

رسالہ ہل

پچھلے دسمبر سے حکومت نے گاؤں سدھار محکمہ کی طرف سے ایک ماہوار رسالہ "ہل" اردو اور ہندی میں نکالنا شروع کیا ہے۔ اس وقت تین اور سرکاری رسالے "دیہات" "کسان اپکارک" اور "مفید المزارعین" بھی نکلا کرتے تھے لیکن حکومت نے ان کو دیہاتی حلقوں کے مفاد خیال سے بند نہیں کیا۔ ہل نے اس تھوڑے ہی سے زمانہ میں اتنی زیادہ مقبولیت حاصل کر لی کہ حکومت نے کفایت شعاری اور معیار کی بلندی کے خیال سے اب یہ ارادہ کیا ہے کہ یہ تینوں رسالے "ہل" ہی میں ملا دئے جائیں۔ چنانچہ اکتوبر کا "ہل" حکومت کے تمام سدھار محکموں کی محنت سے مرتب کیا جائے گا اور عام پبلک کے لئے اس کا سالانہ چندہ چار روپیہ آٹھ آنہ ہوگا۔ دیہاتی حلقوں کے خریداروں کے لئے اس کا رعایتی چندہ صرف دو روپیہ سالانہ رکھا گیا ہے۔ اس کے علاوہ گاؤں سدھار۔ محکمہ امداد باہمی۔ محکمہ زراعت۔ سرکاری امداد پانے والے تعلیمی اداروں۔ امداد باہمی یا بہتر رہنے سہنے کی انجمنوں یا یونینوں کے ملازمین و نیز ایک ہزار یا اس سے کم مالگذاری دینے والے زمینداروں۔ دیہاتی حلقوں میں کاشت کرنے والوں اور سو روپیہ ماہوار سے کم آمدنی والوں کو بھی اس رعایتی چندہ کا حق حاصل ہوگا۔ بڑے زمیندار بھی اگر وہ مفت تقسیم کرنے کے لئے پانچ کاپیاں خریدیں تو اس رعایت کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح "دیہات" "کسان اپکارک" اور "مفید المزارعین" کے خریداروں سے بھی رعایتی چندہ لیا جائے گا۔

کانپور میں مزدوروں کی خوشحالی کا کام دوران ماہ جون ۱۹۳۹ء

ماہ جون میں فلاح وبہبود کے سلسلہ میں سب سے زیادہ اہم کام یہ ہوا کہ لیبر ولفیر کوآپریٹو سوسائٹیوں کے چاروں مرکزوں گوالٹولی۔ جوہی ڈپٹی کا پڑاؤ اور جریب کی چوکی کی رسید رجسٹری آگئی اور ان سب جگہوں پر کام شروع ہوگیا۔ زیادہ موثر کام کرنے کے لئے ہر انجمن کے ماتحت احاطہ سب کیٹیاں بنائی گئیں۔

۱۵ جون تک فلاح وبہبود کے مختلف کام تمام مرکزوں میں ہوتے رہے لیکن گذشتہ چند روز میں چند کام فرقہ وارانہ فسادات اور ان کی وجہ سے کرفیو آڈر کے نفاذ کی وجہ سے ملتوی کردئے گئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسپتالوں دارالمطالعوں اور کھیل وغیرہ میں کمی ہوگئی۔ مباحثہ سیر وتفریح کے لئے کہیں جانا اور شام کے وقت کی دوسری مصروفیتیں بھی بند کردی گئیں۔ مزدوروں کے فلاح وبہبود کے مرکزوں کے عام جلسے بھی برابر نہ ہوسکے۔ ایک فلم "پتی تودھر" البتہ کسی نہ کسی طرح اس مہینہ میں کھیلا گیا۔

مدرسوں میں تعطیل کی وجہ سے مزدور فلاح وبہبود کے ماتحت جو میونسپلٹی کے شبینہ مدارس تھے وہ بند رہے۔ ان شبینہ مدارس میں جن میں فلاح وبہبود کا عملہ کام کرتا ہے حاضری اچھی رہی۔ آرگنائزروں اور اسسٹنٹ آرگنائزروں کے لئے تجدیدی درجے دس دن کے لئے قائم کئے گئے جن میں انجمہائے امداد باہمی کے کام کے متعلق محکمہ امداد باہمی کے ایک تجربہ کار انسپکٹر نے لکچر دئے ہر احاطہ میں رہنے والے مزدوروں کی مردم شماری کی جارہی ہے اور جو اعداد اس مردم شماری سے معلوم ہوں گے امید ہے کہ وہ بہت کارآمد ثابت ہوں گے۔

ان احاطوں کی صفائی کے پروگرام پر بھی عمل کیا گیا اور مزدوروں کے احاطوں میں اس موضوع پر بات چیت کی گئی اور لکچر دئے گئے۔ چند دواخانوں میں ناکافی دوا ہونے کی شکایت پر فوراً مناسب کارروائی کی گئی۔

مالگذاری میں کتنی معافی دیگئی

آفات ارضی وسماوی کی وجہ سے حکومت مالگذاری اور لگان میں معافی دیتی ہے۔ سنہ ۱۳۴۶ فصلی میں کئی مقامات میں خشک سالی سے فصل کو نقصان پہنچا بعض جگہوں میں اولے پڑے اور بعض مقامات پر آگ لگ گئی۔

موجودہ حکومت نے انھیں اسباب کی بنا پر ربیع سنہ ۱۳۴۶ فصلی میں ۲۶۰۹۲۱۰ روپیہ کی معافی دی اور ۳۹۸۲۳۷ روپیہ کی وصولیابی ملتوی کردی۔

گذشتہ چند سالوں میں فصل ربیع میں جو معافیاں دی گئیں ان کے اعداد و شمار بھی اس موقع پر پیش کرنا مناسب نہ ہوگا۔

سال	رقم معافی
۱۳۴۲ ف	۶۵ ر ۴ لاکھ
۱۳۴۳ ف	۲۲ ر ۲ ″
۱۳۴۴ ف	۰۵ ر ۱۰ ″
۱۳۴۵ ف	۵۴ ر ۸ ″

اُناؤ کے ایک زمیندار کی گرفتاری اور موت کے صحیح واقعات

مسٹر شمبھو نرائن تواری زمیندار ضلع اناؤ کی گرفتاری اور اس کے بعد فالج سے ان کی موت بتاریخ ۲۹ جون ۱۹۳۹ء کے متعلق کچھ بیانات شائع ہوتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ مسٹر تواری کو گرفتار کرلیا گیا۔ حالانکہ انھوں نے اپنی مالگذاری ادا کرنے کے لئے تھوڑی سی مدت مانگی تھی اور یہ بھی عذر کیا تھا کہ جیل کی سزا سے ان کی بیماری اور بڑھ جائے گی۔ حکومت نے مسٹر وی۔ این مہتا جونیر ممبر بورڈ آف ریونیو کو اُن الزامات کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا۔ انھوں نے تمام شہادتیں حاصل کرنے کے بعد یہ پتہ چلایا کہ گو مسٹر تواری نے گرفتار نہ کئے جانے کی درخواست کی تھی لیکن انھوں نے اپنی مالگذاری ادا کرنے کے لئے کوئی ضمانت نہیں پیش کی تھی اور کوئی وجہ نہیں تھی کہ ان کو بیمار سمجھا جاتا کہ جبکہ وہ اپنا کاروبار حسب معمول کر رہے تھے۔ حکومت نے اس تحقیقات کو صحیح مان کر تحصیلدار کو الزامات سے بری قرار دیدیا۔

بہادری کے انعامات

۳ فروری ۱۹۳۹ء کی رات کو موضع رائے گھاٹی ضلع سہارنپور میں ایک مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکوؤں نے جن میں سے کہ تین کے پاس بندوقیں تھیں نند رام مکھیا کے مکان پر حملہ کیا۔ شور و غل ہونے پر گاؤں والے معہ نتھی کے ایک جگہ اکٹھا ہوئے اور ڈاکوؤں کا مقابلہ شروع کردیا۔ موخرالذکر نے گاؤں والوں پر فائر کیا اور نتھی مرگیا۔ متوفی کی جان گورنمنٹ کی امداد میں گئی ۔

ذیل کی پنشن مورخہ ۳ فروری ۱۹۳۹ء سے متوفی کے حق داروں کو منظور کی گئی ہیں۔

(۱) مساۃ۔ سندر بیوہ۔ ۵ روپیہ ماہوار تا حیات یا عقد ثانی

(۲) رادھو بیٹا۔ ڈھائی روپیہ ماہوار جبتک کہ اس کی عمر ۱۸ سال کی نہ ہو۔

(۳) مساۃ پروانی اور مساۃ لیلاوتی - بیٹیاں
ہر ایک کو ڈھائی روپیہ ماہوار جبتک کہ ان کی شادی نہ ہو - اور بروقت شادی ۵۰ روپیہ جہیز -

---

۲ر فروری ۱۹۳۹ء کی رات کو موضع رائے گھاٹی ضلع سہارنپور میں ایک مسلح ڈاکہ پڑا - ڈاکوؤں نے جن میں سے تین کے پاس بندوقیں تھیں نندرام مکھیا کے مکان پر حملہ کیا - شور وغل ہونے پر گاؤں والے معہ سکہ رام کے ایک جگہ اکٹھا ہوئے اور ڈاکوؤں کا مقابلہ شروع کر دیا موخرالذکر نے گاؤں والوں پر فائر کیا اور سکہ رام مرگیا - متوفی کی جان گورنمنٹ کی امداد میں گئی -
ذیل کی پنشن مورخہ ۳ر فروری ۱۹۳۹ء سے متوفی کے پسماندگان کو منظور کی گئی ہیں -
(۱) مساۃ ہتھری بیوہ - ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی -
(۲) مساۃ - دھرمی ماں - ۲ روپیہ ماہوار تاحیات

۲۸ر فروری اور یکم مارچ ۱۹۳۹ء کی رات میں موضع گنوا تھانہ سلون ضلع رائے بریلی میں ایک برتن کے گھر میں مسلح ڈاکہ پڑا - ڈاکوؤں نے گھر میں گھس کر ڈاکہ ڈالا - برتن کے شور وغل مچانے پر گاؤں والے جس میں مہادیو اہیر بھی شامل تھا اُس کی مدد کو آئے - ڈاکوؤں نے ایک ہوائی فیر کیا اور بھاگ گئے - گاؤں والوں نے ڈاکوؤں کا پیچھا کیا - مہادیو ڈاکوؤں کی طرف جھپٹا اور اُنھوں نے اس پر ایک فیر کیا اور وہ اسی جگہ مرگیا - متوفی نے بہت بہادری دکھائی اور ڈاکوؤں کا پیچھا کرنے میں پہل کی سرکار کی مدد کرتے ہوئے اُسکی جان گئی -
ذیل کی پنشنیں یکم مارچ ۱۹۳۹ء سے متوفی کے متوسلین کے لئے منظور کی گئی ہیں -

مساۃ سونا - بیوہ -		مبلغ ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی
۲- بشناتھ	بیٹے -	ہر ایک کو مبلغ ۲ روپیہ آٹھ آنہ ماہوار ۱۸ برس کی عمر تک
۳- موہن		(معرفت اُن کی ماں کے)

---

۲۷ - ۲۸ جنوری ۱۹۳۹ء کی شب میں موضع پھونا ضلع بجنور میں مسمی منگلا کہار کے گھر میں نقب زنی کا واقعہ پیش آیا - منگلا کہار کے شور وغل کرنے پر گاؤں کے لوگ معہ مکندی چوہان (راجپوت) کے کہار کی امداد کو آئے - نقب زن جب بھاگے تو دیہاتیوں نے ان کا پیچھا کیا مکندی نے نقب زنوں کا بہت دور تک پیچھا کیا - مکندی جب نقب زنوں کے قریب پہونچا تو

انھوں نے اس بدلاشیوں سے حملہ کیا اور وہ زخم کھاکر مرگیا۔ کندی نے تنہا نقب زنوں کے تعاقب کرنے میں بڑی بہادری اور دلیری دکھائی اور اس کی موت گورنمنٹ کی حفاظت کرنے میں واقع ہوئی۔

ذیل کی پنشنیں ۲۸ جنوری ۱۹۳۹ء سے متوفی کے ورثا کو منظور کی گئی ہیں۔

(۱) مسماۃ گنگادئی (بیوہ) پانچ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔

(۲) بال رام (بیٹا) ۲ روپیہ ۸ آنہ ماہوار جب تک کہ اس کی عمر ۱۸ برس کی نہ ہو۔

(۳) مسماۃ لیلا اور مسماۃ بالو (بیٹیاں) ہر ایک کو ۲ روپیہ ۸ آنہ ماہوار جب تک کہ شادی نہ ہو اور بروقت شادی ۵۰ روپیہ برائے جہیز۔

سکھی کہار متوفی ساکن شاہجہاں پور شہر محلہ گڈھی کرہیورا کے مکان میں ۱۹ اور ۲۰ اگست ۱۹۳۸ء کی رات میں مسلح ڈاکہ پڑا۔ ڈاکہ پڑنے کے وقت سوائے عورتوں اور چند لوکروں کے مکان میں کوئی نہ تھا کیونکہ متوفی کے دونوں لڑکے اپنے باپ کی لاش کو دریائے گنگا میں بہانے کے لئے کانپور گئے ہوئے تھے۔ شور غل کرنے پر محلہ کے لوگ مدد کے لئے جمع ہوگئے انمیں ایک شخص مسمی گلزاری بھی تھا۔ اس وقت ڈاکوؤں نے ایک بندوق کا فیر کیا جس سے گلزاری کے سر میں چوٹ آئی اور وہ مرگیا۔ گلزاری نے بڑی بہادری دکھائی اور ان ڈاکوؤں پر جو بندوقوں سے مسلح تھے حملہ کرنے میں پیش قدمی کی اور حکومت کی امداد کرنے میں اسکی موت ہوئی متوفی کے پسماندگان کے لئے یکم اگست ۱۹۳۸ء سے ذیل کی پنشنیں منظور کی گئی ہیں۔

مسماۃ رام دیوی (بیوہ) مبلغ ۶ روپیہ ماہوار تاحیات یا نکاح ثانی۔

۲۶-۲۷ مارچ ۱۹۳۹ء کی رات کو موضع منڈیا ضلع بلند شہر میں مسمی پیارے لال ویش کی دوکان میں نقب زنی کی گئی۔ مالک دوکان نے باہر نکل کر کچھ آدمیوں کی جن میں غفور بھی جس کی عمر ۵۰ سال کے قریب تھی شامل تھا امداد حاصل کی۔ یہ سب نقب زنوں کو پکڑنے آئے اور ڈر میں آزادانہ لڑائی ہونے لگی۔ اس لڑائی میں ایک مشہور ڈاکو نقب زن یوسف راجپوت نے غفور کو چاقو ماردیا جس سے وہ مرگیا۔ بعد میں یوسف نے بھاگنا چاہا مگر وہ گرفتار کرلیا گیا۔ متوفی نے نقب زن کا مقابلہ کرنے میں ایک زبردست ذاتی خطرہ کا سامنا کیا اور بہت ہمت دکھائی۔ اس کی موت حکومت کو امداد دینے میں واقع ہوئی۔ چنانچہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۹ء سے متوفی کے پسماندگان کے لئے حسب ذیل پنشنیں منظور کی گئیں۔

۱- مسماۃ چاندو ـــ بیوہ - ۵ روپیہ ماہوار تاحیات یا عقد ثانی۔
۲- بشیرا - | بیٹے - ہر ایک کو ڈھائی روپیہ ماہوار ۱۰ برس کی عمر تک۔
۳- فریاد علی - |
۴- مسماۃ نصیرن - لڑکی - ڈھائی روپیہ ماہوار شادی تک اور شادی کے موقع پر ۵۰ روپیہ کا جہیز۔

ایک اخبار کا جھوٹ

"خادم جدید" بنارس مورخہ ۶ اگست ۱۹۳۹ء نے یہ خبر شائع کی ہے کہ مسلم گرلس اسکول بنارس ہندو گرلس اسکول سے ملا دیا گیا ہے اور اس وجہ سے مسلم لڑکیاں پردہ نہیں کر سکتی ہیں۔ اس سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ مسلم استانیوں کے حقوق کو پامال کر کے ہندو استانیوں کو ان سے سینیئر بنا دیا گیا ہے۔ گوشت کھانا بند کیا جانے والا ہے اور ..... روپیہ کی جو رقم مسلم لڑکیوں کے لئے موٹر بس خریدنے کے واسطے دی گئی تھیں وہ اب دوسرے کاموں میں صرف کی جائیگی۔

"خادم جدید" کی یہ خبر قطعاً غلط اور گمراہ کن ہے۔ اصل واقعات یہ ہیں۔

(۱) بنارس کے فسادات کے زمانہ میں دو سرکاری اسکولوں کی حفاظت میں دشواری محسوس ہوئی اس لئے یہ دونوں اسکول ایک بڑی عمارت میں منتقل کر دئے گئے تھے۔ لیکن یہ دونوں اسکول ملائے نہیں گئے ہیں اور مسلم لڑکیاں اس طرح مسلم استانیوں سے پڑھتی رہینگی جسطرح وہ پہلے پڑھتی تھیں حکومت ہندو اور مسلم لڑکیوں کے لئے الگ الگ اسکول نہیں قائم کرتی۔ چنانچہ یہ دونوں اسکول ہمیشہ سے بنارس گورنمنٹ اسکول کے ہندی اور اردو شعبے سمجھے جاتے ہیں اور ان دونوں جگہوں پر دہ کی سخت پابندی کی جاتی ہے۔

(۲) ہندی اور اردو دونوں شعبوں کی استانیاں سرکاری ملازم ہیں اور ان کی سینیارٹی ملازمت کے موجودہ قواعد کے مطابق طے پائی ہے۔ ایک ہی عمارت یا الگ الگ عمارتوں میں اسکول کے رہنے سے ان باتوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۳) مسلم لڑکیوں کو گوشت کھانے سے پرہیز کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے۔

(۴) دس ہزار روپئے کی رقم صرف گورنمنٹ اسکول بنارس کے اردو شعبہ کو نہیں بلکہ سارے صوبے کے مسلم اسکولوں کے واسطے بسیں خریدنے کے لئے دیگئی تھی اور یہ فیصلہ خود حکومت کریگی کہ کن اسکولوں کے لئے بسیں خریدنا ضروری ہیں۔

شیعہ اوقاف اور حکومت

شیعہ باشندگان لکھنؤ کا خیال ہے کہ حکومت حسین آباد اور اس سے ملحق دوسرے اوقاف کو جو ابھی تک مستثنیٰ ہیں مسلم اوقاف ایکٹ ۱۹۳۶ء میں شامل کر لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے اس کے خلاف احتجاج بھی کئے ہیں حکومت کو اس مسئلہ میں شیعہ عام جلسوں کی پاس شدہ ایسی تجویزیں بھی موصول ہوئی ہیں جن میں اس بات کی موافقت کی گئی ہے۔ لیکن جب تک حکومت کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ شیعوں کی اکثریت اس تبدیلی کو پسند کرتی ہے اور جب تک وہ خود حکومت سے اس معاملہ کی تحریک نہ کریں حکومت اوقاف کی موجودہ صورت میں کوئی تبدیلی اپنی طرف سے کرنا نہیں چاہتی۔

خاکسار لیڈر کی معافی

یہ یاد ہوگا کہ ۳۰۔ ۳۱ اگست کو خاکساروں اور مقامی مسلمانوں میں جھگڑے ہونے کی بنا پر لکھنؤ میں جو نقص امن ہوا اس کے بعد مقامی حکام نے خاکساروں کے لیڈر عنایت اللہ خاں اور ان کے کئی ساتھیوں کو یکم ستمبر کے دن گرفتار کر لیا۔ اسی روز خاکسار بحیثیت جماعت لکھنؤ سے روانہ ہوگئے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لکھنؤ نے عنایت اللہ خاں کے خلاف ایک نوٹس جاری کیا تھا کہ وہ ایک سال تک امن قائم رکھنے کے لئے دس ہزار کی ایک شخصی ضمانت اور دس دس ہزار کی دو ضمانتیں دیں۔ یہی احکام ان کے ساتھیوں کو بھی دیئے گئے تھے۔ اب انھوں نے تحریری طور پر عہد کیا ہے کہ وہ اپنے اپنے صوبوں کو چلے جائیں گے اور نوٹس میں متذکرہ ایک سال کی مدت تک صوبجات متحدہ میں نہ داخل ہوں گے اور نیز اس صوبہ کے کسی معاملہ میں کسی صورت سے مداخلت نہ کریں گے۔ عنایت اللہ خاں نے یہ بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ نہ تو دوسرے صوبہ کے خاکساروں کو صوبہ ہذا میں نہ آنے دیں گے اور نہ صوبجات متحدہ کے خاکساروں کو لکھنؤ کے شیعہ سنی قضیہ میں حصہ لینے دیں گے۔

۲۔ گورنمنٹ نے ان عہد ناموں کو منظور کر لیا ہے اور عنایت اللہ خاں اور دوسرے لوگوں کو جانے کی اجازت دیدی ہے۔

باہتمام سپرنٹنڈنٹ پرنٹنگ و اسٹیشنری ممالک متحدہ (ہندوستان) چھپا